

دینی مسائل کا انسائیکلو پیڈیا
ہزاروں مستند فتاویٰ جات کا پہلا مجموعہ

جامع الفتاویٰ

تقاریر

فقیر الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ
فقیر الامت حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاہوری رحمہ اللہ
فقیر الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمہ اللہ
مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوری رحمہ اللہ
و دیگر مشاہیر امت



بصیحا ترتیب

اشرفیہ مجلس علم و تحقیق

مرتب اول

حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحب رحمہ اللہ

مقدمہ

حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ
(مرتب "جامع الفتاویٰ" جامعہ خیر المدارس ملتان)

ادارہ تالیفات اشرفیہ

پتہ: فوارہ ملت ان پکستان

(061-4540513-4519240)

فہرست عنوانات

| ۱ | احکام المسجد |
|----|---|
| ۲ | مسجد اور اسکی بناء..... مسجد شرعی کی تعریف..... مسجد کبیر کی تعریف کیا ہے؟ |
| ۲ | مسجد بنانا فرض ہے یا واجب..... مسجد ضرار کی تعریف |
| ۳ | عارضی طور پر بنی ہوئی مسجد کا حکم..... کوئی مسجد میں نماز درست نہیں؟ |
| ۳ | چھوٹے گاؤں میں قریب قریب مسجد بنانا |
| ۴ | محض سنگ بنیاد رکھنے سے مسجد ہو جائے گی یا نہیں؟ |
| ۴ | ”بنیاد جو بطور مسجد معلوم ہوتی ہو“ اس کا حکم |
| ۵ | مسجد کی بنیاد رکھنے کی دعاء..... بانی مسجد کون ہے؟.... مسجد کی بنیاد رکھنے سے مسجد کا حکم |
| ۶ | بانی کا مسجد منہدم کرنے سے روکنا..... بانی مسجد کا نماز پڑھنے سے روکنا |
| ۷ | صرف اذان و جماعت کی اجازت سے بھی مسجد بن جاتی ہے |
| ۷ | مالک مسجد بنانے کو کہے تو کسی کو منع کرنے کا حق نہیں |
| ۷ | خاندانی اعزاز کیلئے بلا ضرورت مسجد بنانا |
| ۸ | مسجد کے توڑ دیئے جانے کے احتمال کے باوجود مسجد بنانا |
| ۹ | پٹے پر لی ہوئی زمین پر مسجد بنانا..... رفاہی پلاٹ پر مسجد بنانا |
| ۱۰ | مشترک زمین میں مسجد بنانے کی ایک صورت کا حکم |
| ۱۰ | گھر میں بنائی گئی مسجد کا حکم |
| ۱۱ | مسجد میں دوسری مسجد بنانا..... ریاست کی زمین پر مسجد بنانا |
| ۱۱ | بنام مسجد گھری ہوئی زمین کا حکم |

| | |
|----|--|
| ۱۲ | دارالاقامہ میں بنی مسجد کا حکم..... ایک مسجد کے قریب دوسری مسجد بنانا |
| ۱۲ | عاشورہ خانہ (امام باڑے) کو مسجد بنانا..... منارہ بنانا کیسا ہے؟ |
| ۱۳ | مسئلہ تفریق کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا..... غیر آباد مسجد کا دوسری زمین سے تبادلہ کرنا |
| ۱۴ | بڑے مزار کو توڑ کر مسجد میں شامل کرنا..... مقلد کی بنوائی ہوئی مسجد کا حکم |
| ۱۴ | شیعہ کی بنوائی ہوئی مسجد کا حکم..... پرانی قبروں پر مسجد کا حوض بنانا |
| ۱۵ | مسجد کو فروخت کرنا..... مسجد کی افتادہ زمین کا حکم..... مسجد کیلئے جبراً جگہ لینا |
| ۱۶ | نئی مسجد میں پرانی مسجد شامل کرنا |
| ۱۶ | حکومت راستوں کی مالک نہیں اس کو مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے |
| ۱۶ | دریا برد ہونے کے خوف سے مسجد منہدم کرنا |
| ۱۷ | مسجدیت کیلئے افراز طریق شرط نہیں.... مسجد کے پتھروں کو پیشاب خانہ میں لگانا |
| ۱۷ | مسجد کی زمین کی فضا میں مچھہ بنانا |
| ۱۸ | مسجد کی زمین میں اکھاڑہ بنانا.... عام سڑک میں سے کچھ حصہ میں مکان یا مسجد بنانا |
| ۱۹ | جماعت خانہ کی دیوار پتلی کر کے دکان بنانا.... مکان کے اندر بنی ہوئی مسجد کا حکم |
| ۱۹ | مسجد کو خام رکھنے کی شرط منظور کرنا |
| ۲۰ | قبلے سے منحرف مسجد تعمیر نہ کی جائے.... مکان اور مسجد کے درمیان راستہ کتنا ہو |
| ۲۰ | محراب بھی داخل مسجد ہے |
| ۲۱ | مسجد کی صفوں کو بائیں دائیں سے کم کرنا |
| ۲۱ | مساجد کے متعلق حکومت کی بعض شرائط کو ماننا |
| ۲۲ | مسجد بہر حال مسجد ہے خواہ کتبہ میں کچھ ہی لکھا ہو |
| ۲۳ | بوجہ شرارت بنائی گئی مسجد کیا مسجد ضرار ہے؟ |
| ۲۴ | جہت قبلہ کی رعایت میں صفوں کا چھوٹا بڑا ہونا |
| ۲۴ | قرب وجوار میں متعدد مسجدیں ہوں تو؟.... مسجد کی چھت پر امام کیلئے کمرہ بنانا |
| ۲۵ | مسجد کیلئے چھوڑی گئی زمین امام کو دینا..... مسجد پر امام کا مکان بنانا |

| | |
|----|--|
| ۲۵ | مسجد کی زمین میں حجرہ بنانا |
| ۲۶ | مسجد کا حجرہ بنوانے کا طریقہ..... غیر مسلم سے مسجد و مدرسہ کی بنیاد رکھوانا |
| ۲۶ | ہندو کے ذریعے مسجد کے درختوں کی آبپاشی کرانا |
| ۲۶ | ہندو سے خریدی ہوئی زمین میں مسجد بنانا |
| ۲۷ | کافر کا مسجد بنوا کر مسلمانوں کو دینا..... مسجد پر مدرسہ بنانا |
| ۲۷ | مسجد و مدرسہ کی زمین کو صرف مدرسہ میں لگانا |
| ۲۸ | مسجد کی وقف جگہ پر مدرسہ یا مؤذن و امام کا کمرہ بنانا |
| ۲۸ | مسجد کی تعریف اور تعلیم قرآن کیلئے وقف کی گئی جگہ میں امام کا مکان بنانے کا حکم |
| ۳۰ | مدرسے والوں کیلئے مسجد کی مغربی دیوار میں دروازے بنانا |
| ۳۰ | بنام مدرسہ جگہ کو مسجد میں شامل کرنا..... مسجد کی زمین میں دکان بنانے کی ایک تدبیر |
| ۳۱ | مسجد کی زمین پر مالکانہ قبضہ کرنا.... اس صحن مسجد کا حکم جو ناہموار پڑا ہوا ہو |
| ۳۱ | جمعہ کیلئے مستقل مسجد بنانا |
| ۳۲ | مسجد کو عید گاہ بنانا..... مختلف کی چہل قدمی کیلئے مسجد کو وسیع کرنا |
| ۳۲ | شراب کی آمدنی سے بنی ہوئی مسجد کا حکم |
| ۳۳ | مسافروں کیلئے وقف چیزوں کو امام کا استعمال کرنا |
| ۳۳ | مسجد کی وقف جائیداد میں دوسری مسجد بنانا.... مسجد کے پتھر جوتے رکھنے کی جگہ لگانا |
| ۳۳ | زمین وقف کیے بغیر مسجد بنانا |
| ۳۴ | مسجد کے کسی حصہ کو حوض بنانا.... مسجد کے چندے سے کیا گیا خرچ جائز نہیں |
| ۳۴ | مسجد کی آمدنی مقدمہ میں خرچ کرنا |
| ۳۵ | مسجد کے حجرے میں غیر مسلم کا رہنا |
| ۳۶ | ایک مسجد میں دوسری وقف کر کے پھر دوسری مسجد میں دینا |
| ۳۶ | ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں استعمال کرنا |
| ۳۷ | سامان مسجد کے لیے خریدا پھر اس کی ضرورت نہ رہی |

| | |
|----|---|
| ۳۷ | مسجد کی ہیئت کو بدلنا |
| ۳۸ | ایسی جگہ تجد بنانا جہاں بعد مدت ویران ہونے کا خطرہ ہو |
| ۳۸ | چندہ سے بنائی گئی مسجد کا حکم اور اس میں تالالگانا |
| ۳۹ | پرانے قبرستان پر مسجد بنانا جائز ہے.... مسجد کی مقصوب زمین کی قیمت لینا |
| ۳۹ | بہ خطر زمانہ میں مسجد کو آباد رکھنے کی کیا صورت ہو؟ |
| ۴۰ | مسجد کا کسی دوسری زمین سے تبادلہ کرنا.... زمانہ جنگ میں مسجد آباد رکھنے کا حکم |
| ۴۰ | دوبارہ تعمیر کیلئے مسجد کو منہدم کرنا..... سڑک کو مسجد بنالینا |
| ۴۱ | مسجد کی جگہ بدلنا..... مسجد کا حصہ سڑک میں شامل کرنا |
| ۴۱ | مسجد کو آباد کرنا..... مسجد کو ویران کرنا |
| ۴۲ | ویران مسجد کسی کی مملوک ہو سکتی ہے یا نہیں؟.... مسجد کی موقوفہ زمین پر مکان بنانا |
| ۴۲ | جماعت کی فضیلت واردہ وقف مسجد کیساتھ خاص ہے.... افتادہ زمین کو مسجد میں شامل کرنا |
| ۴۳ | مسجد کے اندرونی حصہ کو صحن بنانا..... کسی کا مکان وغیرہ توڑ کر جبراً مسجد تعمیر کرنا |
| ۴۳ | افتادہ زمین میں حکومت کی اجازت کے بغیر مسجد بنانا |
| ۴۴ | حکومت کی دی ہوئی زمین پر مسجد بنانا..... غیر مسلم کا مسجد کیلئے زمین دینا اور نام کا کتبہ لگانا |
| ۴۵ | اختلاف کی بناء پر مسجد تعمیر کرنا..... رفع اختلافات کے لئے دوسری مسجد بنانا |
| ۴۶ | مسجد کی دکان کے کرائے سے امام کو تنخواہ دینا |
| ۴۷ | مسجد اور مال مسجد..... مال مسجد سے سقہ کو اجرت دینا |
| ۴۷ | مال مسجد سے قوم پروری کرنا..... مسجد کی آمدنی کو اوقاف سے چھپانا |
| ۴۷ | مسجد کا چوری کیا ہو مال کیسے واپس کرے؟ |
| ۴۸ | بدون حق مسجد کرایہ وصول کرنا |
| ۴۹ | امانت کی رقم اگر چوری ہو جائے تو شرعی حکم |
| ۴۹ | امانت کی رقم کی گمشدگی کی ذمہ داری کس پر ہے؟ |
| ۴۹ | کسی سے چیز عاریتہ لے کر واپس نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے |

| | |
|----|---|
| ۴۹ | جو آدمی امانت سے انکار کرتا ہو اس پر حلف لازم ہے |
| ۵۰ | کافر کے پاس سے مسجد کی امانت ضائع ہونے کا حکم |
| ۵۰ | امانت کی واپسی کیلئے شرط لگانا..... شیرینی کی بچی ہوئی رقم مسجد میں لگانا |
| ۵۱ | قبرستان کی کھیتی کی آمدنی مسجد میں لگانا..... دفن کی اجرت کو مسجد میں خرچ کرنا |
| ۵۲ | کفن میت کیلئے چندہ کو مسجد میں خرچ کرنا.... ضمان کے پیسے مسجد میں لگانا |
| ۵۲ | رجب کے کونڈوں کی قیمت مسجد میں صرف کرنا.... مسجد میں بدعتی کا چندہ لگانا |
| ۵۳ | مسجد کیلئے قادیانی سے چندہ لینا..... ہندو مسلم کا مخلوط پیسہ مسجد میں صرف کرنا |
| ۵۳ | پگڑی کی رقم مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا... قرض خواہ کی طرف سے روپیہ مسجد میں دینا |
| ۵۳ | خزیر کے بالوں کے برش بنانے کی اجرت مسجد میں لگانا |
| ۵۴ | لقطہ کا روپیہ مسجد میں لگانا..... تزکین کیلئے مسجد میں پیسہ دینا |
| ۵۴ | افطار کا روپیہ مسجد میں صرف کرنا..... مسجد کا کنواں، تل، ڈول، رسی استعمال کرنا |
| ۵۵ | وقف کنویں کا سامان مسجد میں لگانا..... سکول کی وقف زمین کو مسجد میں لینا |
| ۵۵ | مسجد کے لیے وصیت کو مدرسہ پر صرف کرنا |
| ۵۶ | مرحوم کا قرضہ مسجد میں دینا..... لاوارث کا مال مسجد میں لگانا |
| ۵۶ | شئی موہوب واپس لینا اور مسجد میں دینا |
| ۵۷ | برائے مسجد پتھر خریدنے میں ایک پتھر ہدیہ ملا تو کیا حکم ہے؟ |
| ۵۸ | صدقہ زکوٰۃ چڑھاوے وغیرہ کی رقم مسجد میں لگانا |
| ۵۸ | قربانی کی کھال کی رقم کا مسجد میں استعمال کرنے کا طریقہ |
| ۵۹ | مسلمان بھنگی کا مال مسجد میں لگانا |
| ۶۰ | حرام مال سے بنے ہوئے مکان میں نماز پڑھنا... حرام مال سے مسجد کا غسل خانہ بنانا |
| ۶۰ | طوائف کی بنوائی ہوئی مسجد کی تعظیم کرنا |
| ۶۱ | بلیک کرنے والوں کا مال مسجد میں لگانا..... قوالی کیلئے جمع کیا گیا روپیہ مسجد میں لگانا |
| ۶۱ | سود کے مال سے مسجد بنانا..... سودی قرض پر لیا ہوا روپیہ مسجد میں لگانا |

| | |
|----|---|
| ۶۱ | سود خور کو ترکہ میں ملی رقم مسجد میں لگانا.... سودی کاروباری کیلئے مسجد کی دکان کرائے پر لینا |
| ۶۲ | مسجد کے لیے سود پر قرض لیا تو سود کون ادا کرے؟ |
| ۶۲ | چور سے وصول شدہ جرمانہ کی رقم کا مسجد میں استعمال |
| ۶۳ | یہ وصیت کہ سود کاروپہ مسجد میں دیا جائے... سود کاروپہ مسجد کی روشنی وغیرہ میں لگانا |
| ۶۳ | ہندو کاروپہ مسجد میں کس طرح لگ سکتا ہے؟.... غیر مسلم کی زمین کی مٹی مسجد میں لگانا |
| ۶۴ | ہندوؤں کا مسجد کے قریب کرتن کرتے ہوئے گزرنا |
| ۶۵ | ہندو کا مصلیٰ مسجد میں استعمال کرنا |
| ۶۶ | بحالت کفر کمایا ہوا پیسہ مسجد و مدرسہ میں صرف کرنا |
| ۶۶ | اعلانہ بدکاری کرنے والے سے مسجد کے لیے چندہ |
| ۶۷ | مسجد اور آداب مسجد مسجدوں میں محراب کی ابتداء کب سے ہے؟ |
| ۶۸ | محراب سے کیا مراد ہے؟..... مسجد میں محراب بنانے کا حکم |
| ۶۹ | محراب میں تصویر آفتاب بنانا..... محراب مسجد میں طغریٰ لگانا |
| ۶۹ | محراب مسجد میں آیات وغیرہ لکھنا |
| ۷۰ | حضرت علیؓ کا مسجد میں سونا..... غیر معتکف کا مسجد میں سونا |
| ۷۰ | طالب علم کیلئے مسجد میں سونے کا حکم..... تبلیغ والوں کا مسجد میں قیام کرنا |
| ۷۱ | مسجد میں سونے والا جنبی ہو گیا تو کیا کرے؟ |
| ۷۱ | فتائے مسجد میں جنبی کے آنے جانے کا حکم |
| ۷۱ | گاؤں والوں کا مسجد میں رات گزارنا..... مجبوری کی وجہ سے مسجد میں سونا |
| ۷۲ | مسجد میں سونا..... مسجد میں نہلنا..... مسجد میں چار پائی بچھانا |
| ۷۳ | مسجد کے صحن میں چار پائی بچھانا |
| ۷۳ | مسجد کے چراغوں میں مٹی کے تیل کے استعمال |
| ۷۳ | مسجد میں چراغ کیسے جلائیں؟ |
| ۷۴ | مغرب وعشاء کے درمیان مسجد میں چراغ جلانا |

| | |
|----|--|
| ۷۴ | مسجد میں پٹھے اور بجلی لگانا..... بغیر اجازت مسجد میں بجلی استعمال کرنا |
| ۷۴ | مسجد کی بجلی امام و مؤذن کے حجرے یا مدرسہ میں صرف کرنا |
| ۷۵ | مسجد کے پٹھے امام کے مکان میں لگانا..... مسجدوں میں قہقہے لگانا |
| ۷۵ | مسجد کے چراغ کے متعلق دو مسائل..... مسجد کے بچے ہوئے تیل کا حکم |
| ۷۶ | عذر کی وجہ سے مسجد میں لائٹیں جلانا..... مسجد میں دیا سلائی جلانا |
| ۷۶ | مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی کرنا..... دس محرم کو مسجد میں مجلس کرنا |
| ۷۷ | مسجد میں سوال کرنا..... تعمیر مسجد کا چندہ غسل خانے وغیرہ میں خرچ کرنا |
| ۷۷ | مسجد میں پٹنی گھما کر چندہ کرنا |
| ۷۸ | مسجد میں چندہ کی ترغیب دینا..... مسجد میں دینی ضرورت کیلئے چندہ کرنا |
| ۷۸ | مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا |
| ۷۹ | مسجد اور انجمن کے چندہ سے مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا |
| ۸۰ | مسجد میں بیٹھنے کی بعض صورتوں کا حکم |
| ۸۲ | مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرنا..... مسجد میں کرسی بچھا کر وعظ کرنا |
| ۸۲ | مسجد میں بیٹھ کر ہدیٰ وغیرہ پڑھنا |
| ۸۳ | مسجد میں بیٹھ کر خط لکھنا..... مسجد کے مانک پر اعلان کرنا |
| ۸۳ | مسجد سے باہر کی گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرنا |
| ۸۴ | بے ضرورت مسجد میں مانک لگانا..... مسجد کے اسپیکر سے دنیاوی اعلانات |
| ۸۴ | مسجد میں مانک پر حدیث سنانا |
| ۸۵ | مسجد میں مانک پر تقریر کرنا... مسجد کے اندر پائے دان رکھنا... مسجد میں اُگال دان رکھنا |
| ۸۵ | مسجد میں پینٹ کا استعمال کرنا..... مسجد میں وضو کیلئے ٹینکی بنانا |
| ۸۶ | مسجد کے کتبہ میں عیسائی کلکٹر کا نام درج کرنا..... مسجد میں کپڑے سکھانا |
| ۸۶ | مسجد کے حجرے میں انگریزی پڑھنا |
| ۸۷ | مسجد کی دیوار پر نقش و نگار کرنا... مختلف کام مسجد میں حجامت بنوانا... مسجد میں چوری کا گارڈ رکھنا |

| | |
|-----|---|
| ۸۸ | مسجد میں سیاسی جلسہ کرنا..... امام کا مع اہل و عیال احاطہ مسجد میں رہنا |
| ۸۸ | مسجد میں چار دروازہ بنانا..... مسجد کیلئے لائی ہوئی لکڑیوں کو گھر میں لگانا |
| ۸۹ | سجادہ نشین کا انتظام مسجد میں دخل دینا |
| ۹۰ | مسجد کے نیچے دکانیں بنانے کی کیا شرطیں ہیں؟..... فنائے مسجد میں دکانیں بنانا |
| ۹۰ | مکان کا دروازہ مسجد کی طرف کھولنا..... مسجد کی رقم سے حصص خریدنا |
| ۹۱ | مسجد میں خرید و فروخت کرنا..... مسجد کے درخت کی بیج مسجد میں کرنا |
| ۹۱ | مسجد کے میناروں پر مقناطیسی سلاخ لگانا |
| ۹۲ | مسجد میں بلند آواز سے تلاوت کرنا..... مسجد میں ذکر جہری کرنا |
| ۹۲ | مسجد میں جوتے رکھنا اخبار پڑھنا بات کرنا..... زمانہ تعمیر میں جوتے پہن کر مسجد میں داخل ہونا |
| ۹۳ | مسجد کے متصل فرش پر جوتے پہن کر جانا..... مسجد میں سلور جوہلی منانا اور چراغاں کرنا |
| ۹۴ | مسجد میں پٹکے لگانا..... مسجد میں ڈلپ کے گدے بچھانا..... مسجد میں گھنٹہ لگانے اور ورزش کرنا حکم |
| ۹۵ | مسجد کی رقم سے گھنٹہ وغیرہ خریدنا |
| ۹۶ | مسجد کے اندر چار پائی پر سوٹا..... مسجد میں آئے گلگلوں کا حکم |
| ۹۶ | مسجد میں پھل دار درخت لگانا..... مسجد کے درخت کو کاٹنا |
| ۹۷ | مسجد کے پھل دار درختوں کا مسئلہ..... مسجد کے دروازوں میں رد و بدل کرنا |
| ۹۷ | مسجد کا روپیہ کنویں کی مرمت میں لگانا..... مسجد کا فرش اور منبر عید گاہ میں لے جانا |
| ۹۷ | قربانی میں مسجد کی چٹائی استعمال کرنا |
| ۹۸ | مسجد میں پانی کا گھڑا رکھنا..... مسجد میں روزہ افطار کرنا..... مساجد میں زیب و زینت کرنا |
| ۹۹ | مسجد میں کھڑکیاں کھولنے کا حکم..... مسجد کی دیوار پر تہیم کرنا |
| ۹۹ | مسجد وغیرہ کے روپے کو تجارت میں لگانا..... مسجد میں دفن کرنا درست نہیں ہے |
| ۱۰۰ | مسجد میں کیلنڈر اور اشتہار لگانا..... مسجد میں لائبریری چلانا |
| ۱۰۰ | عورتوں کا مسجد کو گزر گاہ بنانا..... سستی چادریں خرید کر مسجد میں استعمال کرنا |
| ۱۰۱ | مسجد میں جگہ روکنا..... خارش و جذام والے کا مسجد میں آنا..... مسجد میں چھوٹے بچوں کو لانا |

| | |
|-----|--|
| ۱۰۲ | مسجد میں کعبہ وغیرہ کی تصویر لگانا..... پھینکے ہوئے سیمنٹ میں فرش مسجد بنانا |
| ۱۰۲ | مسجد کی الماری میں قرآن وغیرہ رکھنا.... مسجد میں پڑھنے والے بچوں سے تقریر کرانا |
| ۱۰۳ | تالاب کی گیلی مٹی سے مسجد کو لینا.... محراب بنانے میں مسجد گر جانے کا خطرہ ہو تو کیا کرے؟ |
| ۱۰۳ | مسجد میں ٹیپ ریکارڈر سے قرآن سننا |
| ۱۰۴ | مسجد میں چھپکلی مارنا.... مسجد میں بیٹھ کر مشورہ کرنا.... سرکاری ٹینکی سے مسجد میں پانی لینا |
| ۱۰۴ | مسجد میں دینی کتابیں اور ذاتی سامان رکھنا.... معماروں کا مسجد میں گھٹنے کھولنا اور حقہ پینا |
| ۱۰۵ | مسجد میں کوہو کر غسل خانے میں جانا.... اہل و عیال اور مویشی کو مسجد میں رکھنا |
| ۱۰۵ | مسجد میں شامل کوٹھری میں رہائش رکھنا.... مسجد میں قربانی کرنا |
| ۱۰۶ | مسجد میں حدیث لکھ کر لگانا اور اپنے لیے دعا کرانا اور نام لکھنا |
| ۱۰۶ | تنخواہ دار مدرس کا مسجد میں پڑھانا |
| ۱۰۷ | مسجد میں بیٹھ کر پڑھانا.... مسجد میں تولیہ آئینہ اور منبر پر غلاف رکھنا |
| ۱۰۷ | مسجد میں مال تجارت رکھنا..... مسجد میں قیمت سپرد کرنا |
| ۱۰۸ | مسجد میں تمباکو کھانا اور نسوار لینا.... مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا |
| ۱۰۸ | مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا.... مسجد میں وضو کرنے کی ایک صورت کا حکم |
| ۱۰۸ | بغیر استنجا کیے مسجد میں آنا |
| ۱۰۹ | مسجدوں میں مالداروں کیلئے جگہ روکنا.... مسجد میں اشتہار لگوا کر کرایہ وصول کرنا |
| ۱۰۹ | مسجد میں کوئی چیز دیکر کہنا کہ ”میری ملکیت ہے“.... ناپاک کپڑا مسجد میں رکھنا |
| ۱۰۹ | مسجد میں تعزیہ رکھنا |
| ۱۱۰ | مسجد کے حجرہ میں کتابت کرنا.... مسجد میں جلسہ کرنا جبکہ شور و غل بھی ہو |
| ۱۱۰ | مسجد میں اضافہ کر کے اس میں نماز جنازہ پڑھنا |
| ۱۱۱ | مسجد کے فرشوں پر مجلس لگانا.... مسجد کے دروں میں صف بنانے کا ثبوت |
| ۱۱۲ | مسجد میں مانگ سے اذان دینا.... مسجد کے اندر یا چھت پر نقارہ بجانا |
| ۱۱۲ | مسجد اور خدام مسجد بانی مسجد کی اولاد کا انتظام میں دخل دینا |

| | |
|-----|---|
| ۱۱۳ | کمیٹی کے ایک آدمی کا تنہا تصرف کرنا..... متولی کے ذمہ ناحق مسجد کا قرض ہٹانا |
| ۱۱۴ | چندہ سے متولی کا قرضہ لینا..... متولی کو چندہ قبول نہ کرنے کا اختیار ہے |
| ۱۱۴ | شیعوں سے ان کی مسجد کی تولیت لینا..... مسجد کی چوری کا متولی ضامن ہوگا یا نہیں؟ |
| ۱۱۵ | رقم مسجد کا باقاعدہ حساب رکھنا ضروری ہے.... مسجد کا تنخواہ دار نگران مقرر کرنا |
| ۱۱۵ | مقدمہ مسجد کے خرچ کا بار کس پر ہوگا |
| ۱۱۶ | امام کو مسجد کی آمدنی سے ایام رخصت کی تنخواہ دینا.... مسجد کے مکان کا مستحق امام ہے یا منتظم؟ |
| ۱۱۷ | مسجد میں رنج نکالنے والے کو امام بنانا..... رقم مسجد سے امام وغیرہ کی آمد و رفت کا صرفہ دینا |
| ۱۱۷ | زمانہ جنگ میں امام مسجد کو محفوظ مقام پر پہنچانا |
| ۱۱۷ | امام مسجد کا زمانہ جنگ میں کمزور افراد کیساتھ شہر میں رہنا |
| ۱۱۸ | امام کو پیشگی تنخواہ دینا..... مزار کے چندہ سے امام و مؤذن کی تنخواہ دینا |
| ۱۱۸ | امام سے معاہدہ کی ایک صورت کا حکم |
| ۱۱۸ | امام کو معزولی کرنے میں متولی اور نمازیوں کا اختلاف |
| ۱۱۹ | امام یا مؤذن کو تنخواہ میں زمین دینا..... امامت کی اجرت میں صرف کھانا لینا |
| ۱۲۰ | امام کو نماز جنازہ کیلئے سواری میں لیجانا..... مسجد میں آئی ہوئی چیز کس کا حق ہے؟ |
| ۱۲۰ | امام کا صف اول پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا..... مسجد کے بوڑھے خادم کو مراعات دینا |
| ۱۲۱ | اذان کے بعد تنہا نماز پڑھ کر مسجد سے نکلنا.... مسجد کی جائے نماز کا محافظ مؤذن ہے |
| ۱۲۱ | مؤذن نہ ہو تو کیا پھر بھی مسجد محلہ کی شمار ہوگی؟ |
| ۱۲۲ | مسجد اور متعلقات مسجد ۔ مسجد کی قم سے تجلّت کرنا۔ مسجد کی آمدن سے مسجد کی اشیاء خریدنا |
| ۱۲۲ | اسباب مسجد کا بیچنا.. مسجد کے قتل سے مسجد کے غسل خانے میں نہانا.. مسجد کے قرآن کو بدلنا |
| ۱۲۳ | مسجد کے چندہ کو بدلنا.... مسجد کی الماری میں اپنا سامان رکھنا |
| ۱۲۳ | مسجد کی کتاب کو باہر نکالنا..... مسجد کے قرآن طلبہ کو دینا |
| ۱۲۴ | مسجد کو تالا لگانا..... محلہ والوں کا مسجد کی ٹینکی سے پانی بھرنا |
| ۱۲۵ | مسجد کی صف اور چٹائی کو ٹھوکر مارنا... کمرے میں جانے کیلئے مسجد کی چھت کو راستہ بنانا |

| | |
|-----|--|
| ۱۲۵ | مسجد کے احاطے کے کمرے کرائے پر دینا |
| ۱۲۶ | مسجد کے پانی کے استعمال کی بعض صورتوں کا حکم... مسجد کی رقم سے پڑوسی کی دیوار کرانا |
| ۱۲۶ | مسجد کی آمدنی حافظ کو انعام میں دینا.... مساجد کا روپیہ حکومت کو دینا |
| ۱۲۷ | مسجد کی رقم سے وضو کا پانی گرم کرنا..... مسجد کے روپے کسی غریب کو دینا |
| ۱۲۷ | غسل خانوں کے منتقل کرنے میں مسجد کی رقم لگانا.... مسجد کا ہیٹر استعمال کرنا |
| ۱۲۸ | مسجد کا مصلیٰ، لوٹا باہر لیجا کر استعمال کرنا.... مسجد کی آمدنی کی کوئی حد متعین نہیں ہے |
| ۱۲۸ | مسجد کی زمین کرائے پر دینے کا طریقہ..... وضو خانے کے پاس پیشاب خانے بنانا |
| ۱۲۸ | صحن مسجد کے نیچے کو نالی بنانا |
| ۱۲۹ | مسجد کے کنویں میں بیت الخلاء بنانا.... ضامن سے مسجد کی غلہ کی قیمت وصول کرنا |
| ۱۲۹ | دوسرے کا مکان مسجد کو دینا |
| ۱۳۰ | مسجد کی نالی بنانے کا طریقہ..... مسجد میں ادھار لگائی ہوئی اینٹوں کی واپسی کی صورت |
| ۱۳۰ | مسجد کے نیچے تہ خانہ اور اوپر ہال بنانا |
| ۱۳۱ | مسجد کا ڈھیلا اپنے گھر لے جانا.... مسجد کی دیوار پر بیٹھ کر وضو کرنا |
| ۱۳۱ | مسجد کے کسی حصہ کو اپنے لیے مخصوص کر لینا.... مسجد کی کتاب کو مکان پر رکھ کر مطالعہ کرنا |
| ۱۳۲ | مسجد کے پودے کا پھل توڑنا.... مسجد کی لکڑی کو پانی گرم کرنے میں استعمال کرنا |
| ۱۳۲ | ناک صاف کر کے مسجد سے ہاتھ پونچھنا |
| ۱۳۲ | مسجد کی سیڑھی وغیرہ اپنے گھر لیجا کر استعمال کرنا.... مسجد کی دیوار سے ملا کر مکان بنانا |
| ۱۳۳ | مسجد کی چھت پر سے چڑیا کا شکار کرنا.... مسجد کے وضو خانے وغیرہ کی چھت کا حکم |
| ۱۳۳ | مسجد کا سامان مانگنا |
| ۱۳۴ | مسجد کے پیسے سے غسل خانے، بیت الخلاء بنانا |
| ۱۳۴ | وقف جگہ بغیر کرائے کے کسی ادارہ کو دینا.... مسجد کے وقف سے جنازہ خریدنا |
| ۱۳۴ | مسجد کی آمدنی سے جنازہ کی چار پائی خریدنا |
| ۱۳۵ | مسجد کی زائد چیزوں کو فروخت کرنا.... مسجد کے زائد قرآن کو فروخت کرنا |

| | |
|-----|---|
| ۱۳۵ | مسجد کا روپیہ دینی تعلیم میں خرچ کرنا.... مسجد کا سامان زینت کسی کو دینا |
| ۱۳۶ | مسجد کی چیزوں کو بدلنا، بیچنا.... متولی کا مسجد کے حصص کمپنی کی بیع کرنا |
| ۱۳۶ | جواب بالا پر ایک اشکال کا جواب: |
| ۱۳۷ | مسجد کی چھت پر مائیک کی الماری بنوانا.... مسجد کے مائیک پر تبلیغ کا اعلان کرنا |
| ۱۳۸ | مسجد کے مائیک پر نظم وغیرہ پڑھنا.... مسجد کی رقم قادیانی مبلغین کو دینا |
| ۱۳۸ | مسجد کا کام نہ کرنا والے کا حجرہ سے نکالنا |
| ۱۳۹ | مسجد کی چیزوں کو تلف کرنے کا حکم.... مسجد کی آمدنی سے افطار کرانا |
| ۱۳۹ | مسجد کی رقم سے بیٹری بھروانا.... مسجد کی طرف کھڑکی کھولنا |
| ۱۴۰ | مسجد کے پیسے سے شامیانے لگانا.... مسجد کے کنویں سے پانی بھرنے سے روکنا |
| ۱۴۰ | مسجد کی بجلی مسجد کے باہر لے جانا |
| ۱۴۱ | مسجد کی چھت سے بجلی کے تار گزروانا.... مسجد کی بجلی دوسرے کو دینا |
| ۱۴۱ | مسجد کی بجلی سے قادیانی کو کنکشن دینا |
| ۱۴۲ | نکاح خوانی یا قرآن خوانی کیلئے مسجد کی بجلی استعمال کرنا |
| ۱۴۲ | مسجد کی لی ہوئی دکان کو زیادہ کرائے پر دینا.... حوض کی جگہ پر دکان بنانا |
| ۱۴۳ | دکان کو دوسرے کرائے دار کی طرف منتقل کرنا.... مسجد کے قریب افتادہ زمین میں دکان بنانا |
| ۱۴۳ | اس صورت میں مسجد کی زمین کے کرائے پر دی جائے؟ |
| ۱۴۴ | مسجد کی دکان کی پگڑی کا ایک مسئلہ.... مسجد کے برتنوں کو کرائے پر دینا |
| ۱۴۵ | مسجد کے کنویں پر نماز پڑھنا.... مسجد کی آمدنی سے بالٹی خریدنا |
| ۱۴۵ | مسجد کے روپے سے قبرستان کی زمین خریدنا |
| ۱۴۶ | مسجد کا دھان ادھار دینا.... برآمدہ مسجد کے چندے سے دکانیں بنانا |
| ۱۴۶ | مسجد کا لینٹر پڑوسی کی دیوار پر رکھنا.... مسجد کا چندہ عمومی کام میں خرچ کرنا |
| ۱۴۷ | مسجد کے لیے چندہ دے کر واپس لینا.... حوض میں کھلی اور مسواک کرنا اور پیر دھونا |
| ۱۴۷ | طاق بھرنے کی ضرورت سے طاق بنانا |

| | |
|-----|---|
| ۱۴۸ | مسجد کا چاندی کا روپیہ امانت لے کر نوٹ دینا |
| ۱۴۸ | مسجد کا لوٹا اپنے لیے خاص کرنا..... سڑک پر مسجد کی ڈاٹ لگانا |
| ۱۴۹ | مسافر کے لیے مسجد کی چٹائی کا استعمال کرنا..... برش سے مسجد کی صفائی کرنا |
| ۱۴۹ | مسجد کے متصل فرش پر کپڑے دھونا..... جنتری ایک مسجد سے دوسری مسجد میں منتقل کرنا |
| ۱۵۰ | مستفرقات مسجد حرام میں ثواب کی زیادتی عام ہے.... مفید شخص کو مسجد میں آنے سے روکنا |
| ۱۵۰ | جو شخص گھر میں نماز پڑھنے کا عادی ہو اس کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا |
| ۱۵۱ | بلب کے سامنے نماز پڑھنا..... کافر کے مسجد میں داخل ہونے کا حکم |
| ۱۵۱ | نماز کے وقت مسجد کا دروازہ بند رکھنا |
| ۱۵۲ | مصارف خیر کیلئے کیا گیا چندہ کسی بھی مسجد میں صرف ہو سکتا ہے؟ |
| ۱۵۲ | چندے سے بنی مسجد میں اپنے نام کا پتھر لگانا |
| ۱۵۳ | ہر جمعہ کو مسجد دھونا..... دوسرے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا.... مسجد میں جگہ متعین کرنا |
| ۱۵۴ | مسجد کی تعمیر کے زمانے میں نماز باجماعت کا حکم.... ”مسجد حرم“ نام رکھنا |
| ۱۵۵ | مسجد غرباء نام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟.... تبلیغی نصاب مسجد کے مالک پر پڑھنا |
| ۱۵۵ | ”مسجد شہید کروئی گئی“ اور ”توڑ دی گئی“ کہنے کا حکم.... یہ کہنا کہ ”مسجد صرف ہماری قوم کی ہے“ |
| ۱۵۶ | سرسوں کے تیل کو مٹی کے تیل پر قیاس کرنا..... عورت مسجد کی صفائی کر سکتی ہے؟ |
| ۱۵۶ | مساجد وغیرہ کا بیمہ کرانا |
| ۱۵۷ | حتفی احمدی لوگوں کا یکے بعد دیگرے جماعت کرنا.... مسجد کی حفاظت کیلئے جہاد کرنا |
| ۱۵۷ | مسجد کی دوسری منزل میں نماز پڑھنا |
| ۱۵۸ | مسجد کے اندر صحن یا چھت پر نماز پڑھنا برابر ہے یا ثواب میں فرق آتا ہے؟ |
| ۱۵۸ | غیر مقلد کو مسجد سے نکالنا |
| ۱۵۹ | مسجد کے سامنے باجا بجوانے کی کوشش کرنا.... جرمانہ اور تبرع کی رقم مسجد میں خرچ کرنا |
| ۱۶۰ | کسی مسجد میں چار سال مغرب کی نماز پڑھنا.... نقش مسجد نبوی کی طرف رخ کر کے درود پڑھنا |
| ۱۶۱ | مسجد میں دی ہوئی اشیاء کو بار بار نیلام کرنا.... ایک مسجد کی اذان دوسری مسجد میں کافی نہیں |

| | |
|-----|--|
| ۱۶۱ | عید گاہ کو دو منزلہ یا مسجد بنانا.... بے حرمتی کی وجہ سے مسجد کو بند رکھنا |
| ۱۶۲ | جان کے اندیشے سے مسجد کو چھوڑنا.... صحن کے شمالی و جنوبی برآمدہ میں نمازیوں کا کھڑا ہونا |
| ۱۶۳ | دخول مسجد کی دعاء کہاں پڑھی جائے؟.... مسجد بیت میں حائضہ کا داخل ہونا |
| ۱۶۳ | مسجد بیت میں جماعت کی حیثیت.... مسجد میں سنتوں کا ادا کرنا |
| ۱۶۳ | مسجد میں نماز سے روکنے پر بھی پڑھنے والے کو ثواب ہے |
| ۱۶۴ | مسجد میں جماعت ثانیہ کی ایک صورت کا حکم.... امام کا یہ کہنا کہ ”نماز اُدھار پڑھی ہے“ |
| ۱۶۴ | نبی علیہ السلام کیلئے بحالت جنابت مسجد میں داخل ہونا جائز تھا؟ |
| ۱۶۴ | جس چبوترے پر اذان وغیرہ ہوتی ہو اس کا حکم |
| ۱۶۵ | مخصوص مسجد کیلئے مصحف کو وقف کر دینا.... محلے کی مسجد کو آباد رکھنا ضروری ہے |
| ۱۶۶ | مسجد ویران ہو جانے کے باوجود ترک وطن کرنا |
| ۱۶۷ | تاڑی پی کر مسجد میں داخل ہونا.... مدارس و مساجد کی رجسٹریشن کا حکم |
| ۱۶۸ | حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی کا فتویٰ |
| ۱۷۱ | مفتی زین العابدین کا فتویٰ..... مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی کا فتویٰ |
| ۱۷۲ | مفتی ولی حسن ٹوکی کا فتویٰ |
| ۱۷۳ | احکام الودیعت |
| ۱۷۴ | ودیعت بلا ضمان.... وودیعت کی تعریف |
| ۱۷۴ | امانت کے روپے دیمک نے کھائے کیا حکم ہے؟ |
| ۱۷۴ | امانت کے ضائع ہونے کے خدشہ کی صورت میں فروخت کر نیک حکم |
| ۱۷۴ | امانت ضائع ہو جانے کی ایک صورت کا حکم |
| ۱۷۵ | امین کو امانت میں تصرف کا حق ہے.... امین کو وکیل بنانے کی ایک صورت |
| ۱۷۶ | امانت کا روپیہ دوسرے سے اٹھوانا رکھوانا.... مجبوری کے تحت امانت فروخت کر نیک حکم |
| ۱۷۷ | امین کے بکسہ سے امانت کپڑے کا غائب ہونا جبکہ اپنی تمام چیزیں محفوظ تھیں |
| ۱۷۸ | ودیعت مع ضمان.... نابالغ کے پاس وودیعت رکھنا صحیح ہے |

| | |
|-----|--|
| ۱۷۸ | امین کا امانت کسی اور شخص کے حوالہ کر کے مالک کی طرف بھجوانا جائز نہیں |
| ۱۸۰ | امانت کو اجنبی کے ہاتھ پہنچانا..... مستودع کی غفلت موجب ضمان ہے |
| ۱۸۱ | اجیر سے امانت کا ضمان لینے کا ایک حیلہ..... امین کے وکیل پر ضمان کی ایک صورت |
| ۱۸۱ | ایک گمشدہ عورت ایک طویل عرصہ تک کسی کے ہاں رہائش پذیر ہو اور بعد وفات کے کچھ لوگ اس کے وارث ہونے کا دعویٰ کریں |
| ۱۸۲ | لقطہ کا ضمان واجب ہونے کی ایک صورت.... امانت کے ضمان کی ایک صورت کا حکم |
| ۱۸۳ | امانت ضائع ہو جانے پر ضمان کا حکم..... رقم امانت کی تبدیلی کا حکم |
| ۱۸۴ | امانت رقم اگر امین کے قصد کے بغیر ضائع ہو جائے تو ضمان واجب نہیں ہے |
| ۱۸۴ | ضمان امانت کے متعلق دو عبارتوں میں تطبیق |
| ۱۸۵ | بینک میں جو رقم بلا سود رکھی جائے وہ قرض ہے یا امانت..... مستفادات |
| ۱۸۵ | امانت کو اپنے ذاتی خرچے میں لا کر دوسری رقم دینا |
| ۱۸۵ | جن چیزوں کا مالک معلوم نہ ہو ان کو کیا کیا جائے؟ |
| ۱۸۶ | امانت کی رقم کا کسی دوسرے کو مالک بنانا... معیر یا مستعیر کی موت سے اعادہ فسخ ہوتا ہے |
| ۱۸۷ | خائن کے پاس سے امانت کو واپس لینا..... کتاب العاریت |
| ۱۸۷ | عاریت کے بعض مسئلے..... عاریت کی تعریف اور شرطیں |
| ۱۸۸ | نابالغ کی چیز عاریت لینے کا حکم..... دودھ کے جانور مستعار لینا |
| ۱۸۸ | اگر کوئی شخص دکان کا تھڑا عاریت لے کر اب خالی نہ کرتا ہو تو کیا حکم ہے |
| ۱۸۹ | مانگی ہوئی چیز دوسرے کو دینا..... معیر اور مستعیر کا اجارہ اور عاریت میں اختلاف |
| ۱۹۰ | مستعار لی ہوئی چیز کا ضمان واجب ہونے کی ایک صورت |
| ۱۹۱ | مزروع زمین کو ہبہ کرنے سے متعلق متعدد سوال جواب |
| ۱۹۲ | کتاب الہبہ ہبہ اور اس کے بعض شرائط |
| ۱۹۲ | ہبہ فرضی اور ہبہ مشاع کا حکم |
| ۱۹۳ | ہبہ کی تعریف اور شرائط |

| | |
|-----|---|
| ۱۹۴ | تملیک بھی ہبہ کے مترادف ہے |
| ۱۹۵ | ہبہ میں قبضہ ضروری ہے |
| ۱۹۵ | ہبہ کی ہوئی جائیداد جب تک الگ نہ کی جائے تو ہبہ درست نہیں ہے اور اصل مالک ہی اس کا مالک ہے |
| ۱۹۶ | ہبہ میں قبضہ کس وقت کا معتبر ہے؟ |
| ۱۹۶ | ہبہ میں مناسب شرط لگانا |
| ۱۹۶ | تاحیات ہبہ کرنے کا حکم |
| ۱۹۶ | ہبہ کے لئے واہب کی رضا مندی ضروری ہے |
| ۱۹۷ | نابالغ کیلئے ہبہ میں بھی قبضہ شرط ہے..... قرآن سے بھی ہبہ کا ثبوت ہو جاتا ہے |
| ۱۹۷ | قرآن سے ثبوت ہبہ کی ایک اور صورت..... چوری کا ہبہ شدہ مال اصل مالک کو لوٹانا واجب ہے |
| ۱۹۸ | قرآن بھی تکمیل ہبہ کیلئے کافی ہیں..... لفظ ”چھوڑ دیا“ سے ہبہ کا حکم |
| ۱۹۹ | جملہ ”میں اپنا شیئر بیٹے کو دیتی ہوں“ سے ہبہ کا حکم |
| ۲۰۰ | اردو میں ”دینے“ کا لفظ تملیک کیلئے ہے یا نہیں... کسی کے پاس جمع کرنے سے ہبہ کا حکم |
| ۲۰۱ | بیٹوں کو ہبہ بالعوض اور ورثہ کیلئے وصیت کا حکم.... بیٹوں کو جائیداد ہبہ کر دی مگر قبضہ خود رکھا |
| ۲۰۳ | ہبہ کرنے کے بعد مرض میں تخفیف ہو جانا... متعنی کو کل جائیداد ہبہ کرنے کی ایک صورت |
| ۲۰۴ | نابالغ کو ہبہ کیا تو والد کا قبضہ کافی ہے..... عورت کو اگر باپ کی طرف سے جائیداد ملی ہو اور وہ زندگی میں شوہر و بچوں پر تقسیم کر دے تو کیا حکم ہے |
| ۲۰۵ | ملکیت کی خبر دینے سے ہبہ منعقد نہیں ہوتا |
| ۲۰۵ | ”میں نے تجھ کو اس کا مالک بنا دیا“ اس جملے سے ہبہ کا حکم |
| ۲۰۵ | اولاد میں سے صرف غریب بچی کی مدد کرنا |
| ۲۰۵ | باپ بیٹے سے ہبہ کی ہوئی زمین واپس نہیں لے سکتا |
| ۲۰۶ | بنجر زمین آباد کی تو مالک کون ہوگا؟..... شوہر کی چیزیں اگر بیوی کسی کو دے دے؟ |
| ۲۰۷ | ہبہ کی جائز صورتیں..... زندگی میں جائیداد اولاد کو ہبہ کرنے کا طریقہ |

| | |
|-----|--|
| ۲۰۷ | ہبہ کی ایک خاص صورت کا حکم |
| ۲۰۸ | تنقیح..... ہبہ سے رجوع کر کے پھر نئے سرے سے ہبہ کرنا |
| ۲۰۹ | والد کی رضا مندی کے بغیر بیٹا اگر زمین کسی کو ہبہ کر دے اور قبضہ بھی دے دے تو ہبہ تام ہے یا نہیں |
| ۲۱۰ | اولاد کے ہبہ میں کمی زیادتی کرنا..... مشترک چیز کے ہبہ کی ایک صورت |
| ۲۱۰ | مشترک چیز کو موہوب لہم نے تقسیم کر لیا..... قابل تقسیم مشترک چیز کو بعوض ہبہ کرنا |
| ۲۱۱ | بوقت تقسیم کسی ایک وارث کو زیادہ دینا..... ہبہ سے رجوع کرنے کا مسئلہ |
| ۲۱۱ | وارثوں کو اپنا حصہ ہبہ کرنا |
| ۲۱۲ | مکان کی تعمیر میں بیوی کا زیور صرف کرنا کیا بحکم ہبہ ہوگا |
| ۲۱۲ | بیوی کا دل رکھنے کیلئے زرعی زمین اس کے نام کرنا اور تصرف خود کرنا |
| ۲۱۳ | داخل خارج سبب ہبہ ہے یا نہیں؟..... مریض ممد کا ہبہ صحیح ہے یا نہیں |
| ۲۱۳ | یتیم کی تعلیم کے لئے اس کے مال سے ہدیہ دینا.... مشروط ہبہ کا حکم |
| ۲۱۳ | بچوں کو ملے ہوئے ہدیے کا حکم |
| ۲۱۵ | دیوالی وغیرہ میں مشرکین کا ہدیہ لینا..... بیوی کا ہبہ کردہ حق مہر میں رجوع کرنا |
| ۲۱۶ | دلہن کو بطور سلامی دی ہوئی چیز کا حکم |
| ۲۱۶ | دکان چھوٹے لڑکے کے نام کرنے کی ایک صورت |
| ۲۱۷ | اگر مکان ہبہ کر دیا جائے اور متصل خالی پلاٹ بھی ہبہ کر دیا لیکن قبضہ نہ دیا تو پلاٹ کا ہبہ درست نہیں |
| ۲۱۸ | متبنی کے لئے ہبہ کرنا..... دین کا مدیون کو ہبہ کرنا |
| ۲۱۸ | باپ کی زندگی میں اپنے حق کا مطالبہ کرنا |
| ۲۱۹ | ہبہ کی ہوئی چیز میں دوسروں کا کوئی حق نہیں |
| ۲۱۹ | رشتہ داروں کو ہبہ کرنے سے حق رجوع ساقط ہو جاتا ہے |
| ۲۲۰ | بدون ایجاب کے ہبہ کا حکم..... موہوبہ زمین کے فروخت کرنے کا حکم |

| | |
|-----|---|
| ۲۲۰ | باب ہبہ کی دو متعارض عبارتوں میں تطبیق |
| ۲۲۲ | اولاد کے ہبہ میں تفاضل کا حکم..... ہبہ اور بعض شروط فاسدہ |
| ۲۲۲ | شرط کے ساتھ ہبہ کرنا |
| ۲۲۳ | ہبہ بالشرط کی ایک صورت کا حکم..... ہے میں لگائی گئی ایک قرار داد کا حکم |
| ۲۲۳ | ہبہ سے رجوع کرنے کا مسئلہ |
| ۲۲۴ | غیر وارث کے نام ہبہ کرنا..... وظیفہ کی رسید اور حقوق وغیرہ کا ہبہ لغو ہے |
| ۲۲۴ | مشرط ہبہ کی ایک صورت کا حکم |
| ۲۲۵ | مکان کا کوئی ایک حصہ ہبہ کرنا..... والدین کا اولاد کے مال کو ہبہ کرنا جائز نہیں ہے |
| ۲۲۶ | بیوی کو تنخواہ میں تصرف کرنے کی اجازت کیا ہبہ کے حکم میں ہوگی؟ |
| ۲۲۷ | مدرسہ کے منتظم کو چندے کے علاوہ ہدیہ دینا |
| ۲۲۷ | عورت نے اگر اپنی جائیداد دیور اور اس کے لڑکوں کے نام کر دی تو عورت کی وفات کے بعد وہ واپس نہیں ہو سکتی |
| ۲۲۷ | لڑکی کے لئے ہبہ کی ایک صورت کا حکم |
| ۲۲۸ | ہبہ غیر مشروع..... افسران کا ملازموں کو مال حکومت سے ہدیہ دینا |
| ۲۲۸ | بیٹوں کو ہبہ بالعوض اور ورثہ کیلئے وصیت کا حکم |
| ۲۳۰ | گورنمنٹ کی طرف سے معافی اور سکہ نمبری اراضی میں بڑے بیٹے کے نام ہونے کی شرط اور اس میں سب ورثاء کا حقدار ہونا |
| ۲۳۰ | قبضہ دینے سے پہلے واہب کا مرجانا..... وظیفہ یومیہ کا ہبہ کرنا |
| ۲۳۱ | کتب کا حق تصنیف ہبہ یا بیع کرنا..... ہبہ مشاع جائز ہے یا نہیں؟ |
| ۲۳۱ | تحقیق ہبہ مکان و چھت وغیرہ و ہبہ علو بدون سفل؟ |
| ۲۳۳ | صرف ایک لڑکے کے نام تمام املاک ہبہ کرنا..... بچے سے ہدیہ لینے دینے کا حکم |
| ۲۳۳ | معتوہ کے ہبہ اور تصرفات کا حکم.... شوہر کا بیوی کو زیورات دینا بجکم ہبہ ہے یا نہیں؟ |
| ۲۳۳ | جلسوں میں ملے ہوئے ہدیے کا حکم.... بیوی کا کسی چیز کے بارے میں ہبہ کا دعویٰ کرنا |

| | |
|-----|--|
| ۲۳۵ | بمرض تپ دق ہبہ کرنا |
| ۲۳۵ | جب قبضہ شوہر کے پاس ہو تو محض کاغذوں میں بیوی کے نام جائیداد کرنے سے ہبہ نہیں ہوتا |
| ۲۳۶ | ہوالمصوب..... ہبۃ المشاع میں قبضہ سے ملک کا حکم |
| ۲۳۶ | تقسیم سے پہلے اپنا حصہ ہبہ کرنا |
| ۲۳۷ | جن افعال یا الفاظ سے ہبہ یا بیع کا مفہوم ہونا مشکوک ہو ان سے ہبہ اور بیع کا ثبوت نہیں ہو سکتا |
| ۲۳۸ | کل جائیداد لڑکی کو ہبہ کرنے کی ایک صورت کا حکم |
| ۲۳۹ | ہبہ کی تعریف اور حقیقت |
| ۲۴۰ | ہبہ کا رجوع..... رجوع ہبہ کے صحیح نہ ہونے کی دلیل |
| ۲۴۰ | ہبہ واپس لینے کی بعض صورتوں کا حکم |
| ۲۴۱ | جس شخص نے تمام جائیداد دو بیویوں کے نام کر کے الگ الگ کر دی تو اب اسکے مرنے کے بعد اس میں دوسرے ورثاء شریک نہ ہوں گے |
| ۲۴۱ | ذی رحم محرم سے ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینا |
| ۲۴۲ | ہبہ سے رجوع کرنے کی مختلف صورتوں کا حکم |
| ۲۴۲ | ہبہ بالعوض میں شرط کی ایک صورت کا حکم |
| ۲۴۳ | موہوبہ لڑکی کا نکاح باپ کی اجازت کے بغیر درست نہیں |
| ۲۴۳ | ہبہ بالعوض بیع کے حکم میں ہوتا ہے..... ہبہ شدہ مال چوری کا ہو تو واپس کرنے کا حکم |
| ۲۴۴ | مریض کا ہبہ وصیت کے حکم میں ہے..... بلا عذر ہدیہ قبول نہ کرنے کا منکر ہونا |
| ۲۴۴ | گم شدہ بیٹے کی جائیداد پوتوں کے نام کر دی اور وہ واپس آ گیا اب کیا حکم ہے |
| ۲۴۵ | احکام الغصب... حقیقت غصب |
| ۲۴۵ | غصب کی حقیقت کیا ہے؟..... بیٹے کے مال میں باپ کا تصرف کرنا |
| ۲۴۶ | دوسرے کی زمین کا گھی کو استعمال کرنا..... مسکین کو مال منسوب سے نفع حاصل کرنا |
| ۲۴۶ | غاصب کا قبضہ |

| | |
|-----|---|
| ۲۴۷ | مالکوں کی اجازت کے بغیر سامان استعمال کرنا |
| ۲۴۷ | غاصب کے نماز روزے کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟ |
| ۲۴۸ | ہمسائے کے پرنا لے کر بند کرنا.... غصب اور اراضی |
| ۲۴۸ | زمین میں غصب محقق ہوتا ہے یا نہیں؟.... غصب کی ہوئی چیز کا لین دین |
| ۲۴۸ | غصب شدہ چیز کی آمدنی استعمال کرنا بھی حرام ہے |
| ۲۴۹ | زمین مغصوبہ کی واپسی کا حکم |
| ۲۵۰ | بلا اجازت زمین پر تعمیر کرنے کی مختلف صورتوں کا حکم |
| ۲۵۰ | غیر کی زمین میں غلطی سے تصرف کرنے کا حکم |
| ۲۵۰ | زرعی اصلاحات میں ملنے والی زمینوں کا حکم |
| ۲۵۱ | رشوت اور غصب کی رقم واپس کرنے کی مفصل تحقیق |
| ۲۵۳ | مالک زمین کی رضا کے باوجود زمین سے انتفاع کے عدم جواز کی ایک صورت |
| ۲۵۳ | میونسپلٹی کی زمینوں پر قبضہ کرنا |
| ۲۵۴ | مغصوبہ زمین کو بیچنا اور مسلم وغیر مسلم کا فرق.... کسی کی زمین ناحق غصب کرنا سنگین جرم ہے |
| ۲۵۵ | زمین پر موروثی قبضہ جائز نہیں زمین خواہ ہندو کی ہو یا مسلمان کی |
| ۲۵۶ | جس شخص کے پاس ہندوستان میں مرہونہ زمین تھی پاکستان آ کر اس کے عوض زمین حاصل کی یہ غصب ہے |
| ۲۵۶ | متوارث قابض کی ملک سے زمین نکالنا غصب ہے |
| ۲۵۹ | موروثی زمین میں وراثت نہیں بلکہ یہ غصب اور واجب الرد ہے |
| ۲۶۰ | غصب شدہ مکان کے متعلق حوالہ جات.... شجرہ مغصوبہ کا پھل |
| ۲۶۰ | غصب اور ضمان بصورت ہلاک مغصوب و جوب ضمان کی تفصیل |
| ۲۶۱ | غاصب پر منافع کے ضمان کا حکم |
| ۲۶۱ | مغصوبہ زمین کی واپسی کے بعد حاصل کردہ منافع کا حکم |
| ۲۶۲ | حاکم کا کسی چیز کو کسی سے زبردستی لے کر کسی کو بخش دینا |

| | |
|-----|---|
| ۲۶۱ | نابالغی میں غصب کے ضمان کا حکم..... صورت مسئولہ میں ضامن کون ہے؟ |
| ۲۶۳ | بلا کر ایہ سفر کرنے پر ذمہ سے فارغ ہونے کا طریقہ |
| ۲۶۴ | ظلماً ٹیکس وصول کرنا |
| ۲۶۴ | دوسرے کا مال تلف کرنیکی صورت میں ضمان میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟ |
| ۲۶۵ | پرنا لہ بند کرنے کا مسئلہ..... دوسرے کی زمین سے پانی یا مٹی لینا |
| ۲۶۶ | مچھلی پکڑنے والوں سے دریا کے مالک کا مچھلیاں لینا |
| ۲۶۶ | مالک کو اطلاع کئے بغیر ادا حق سے برأت کا حکم..... کتاب الختان |
| ۲۶۶ | ختنہ کے بعض مسئلے..... بلوغ کے بعد ختنہ کرانے کا حکم |
| ۲۶۷ | نومسلم کا ختنہ کر دینا بہتر ہے..... غیر مسلم سے ختنہ کرانا |
| ۲۶۷ | عناد آختنہ نہ کرانے والے کو مجبور کرنا..... غیر مختون اور اس کی اولاد کے نکاح کا حکم |
| ۲۶۷ | صبی مجنون کا ختنہ سنت ہے یا نہیں |
| ۲۶۸ | کیا بے ختنہ آدمی ناپاک رہتا ہے... ختنہ نہ کرانے والے سے قطع تعلق کرنا |
| ۲۶۹ | ختنہ کرنے سے اگر حشفہ کی کھال پوری نہ اترے تو دوبارہ ختنہ ضروری ہے یا نہیں |
| ۲۶۹ | ختنہ کی دعوت میں شریک ہونا |
| ۲۷۰ | عورتوں کی ختنہ کا کیا حکم ہے؟..... ختنہ میں دعوت نہ کرنے سے مقاطعہ کرنا |
| ۲۷۱ | کتاب المزارعت |
| ۲۷۱ | بٹائی اور سچائی..... احکام المزارعة والمساقاة (مزارعت کے احکام و مسائل) |
| ۲۷۱ | مزارعت کی چند صورتیں |
| ۲۷۲ | مزارعت اور مساقات کی تعریف اور ہر دو کی شرطیں |
| ۲۷۲ | مزارعت کی دو صورتوں کا حکم |
| ۲۷۳ | کیا مزارعت کی مندرجہ ذیل صورتیں جائز ہیں..... بٹائی پر درخت لگوانا |
| ۲۷۳ | زمین اور درخت وغیرہ بٹائی پر دینا جائز ہے... پھلوں کے باغ کو خاص رقم پر مزارع کو دینا |
| ۲۷۴ | زمیندار کاشت کاروں کے درختوں کا مستحق نہیں ہے |

| | |
|-----|--|
| ۲۷۵ | سوال متعلقہ جواب بالا: |
| ۲۷۶ | موروٹی اور ذیل کاری کی آمدنی کا حکم.... موروٹی کاشتکار کی ایک خاص صورت کا حکم |
| ۲۷۷ | مالک زمین کا مزارع سے ٹیکس کاٹنا.... گھاس پھوس کے نصف پر معاملہ کرنا |
| ۲۷۸ | کچا پھل حصے پر دینا.... شرکت مزارعت کی چند صورتیں |
| ۲۷۸ | کسان (مزارعہ) کا مالک زمین کی اجازت کے بغیر فصل سے کچھ لینا |
| ۲۷۹ | زارعت میں گیہوں کے بدلے چاول لینے کا حکم |
| ۲۸۰ | عشر کی ادائیگی مالک زمین کے ذمہ ہے یا مزارع کے |
| ۲۸۱ | مزارعت کی بعض ناجائز صورتیں |
| ۲۸۱ | مزارعت میں بونے اور کاٹنے کی شرط کاشتکار پر لگانا |
| ۲۸۱ | زمیندار کا مزارع پر یہ شرط لگانا کہ زکوٰۃ عشر وغیرہ فلاں خاص جماعت کو دو گے |
| ۲۸۱ | باوجود تخم نہ دینے کے بھوسا مقرر کرنا |
| ۲۸۳ | قدیم قبرستان میں زراعت کا حکم.... بنام سود زمین کا لگان وصول کرنا |
| ۲۸۳ | چشمہ کے پانی سے منع کرنے کا حکم |
| ۲۸۳ | مزارع کی طرف سے تخم کے باوجود مالک زمین کا اس پر کھاد وغیرہ کے اشتراط سے مزارعت کا حکم |
| ۲۸۳ | ہدایہ کی ایک عبارت کی وضاحت |
| ۲۸۵ | حرام مال سے خریدے ہوئے بیلوں سے کاشت کرنا |
| ۲۸۵ | افیون کی کاشت کرنا.... تمباکو کی کاشت جائز ہے.... بھنگ کی کاشت کا حکم |
| ۲۸۶ | احکام الرهن اشیاء مرہونہ سے انتفاع... رہن کی تعریف اور اس کا ثبوت |
| ۲۸۷ | مقدار کی تعیین اور شرط انتفاع کے ساتھ رہن رکھنا |
| ۲۸۷ | مرہونہ زمین کے اخراجات کی ذمہ داری کا حکم |
| ۲۸۸ | رہن رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانا.... رہن سبب ملک نہیں |
| ۲۸۹ | راہن کا مرہن کی رعایت کرنا.... منافع رہن کس کا حق ہے؟ |
| ۲۹۰ | انتفاع کی اجازت دینے کے بعد انکار کرنا |

| | |
|-----|--|
| ۲۹۰ | مرہونہ میں مالک کا تصرف مرتہن کی اجازت پر موقوف ہے |
| ۲۹۰ | رہن شدہ نوٹ سے نفع حاصل کرنا |
| ۲۹۱ | رہن رکھی گئی زمین کے منافع واپس کرنا.... رہن لی گئی موروثی زمین سے انتفاع کا حکم |
| ۲۹۲ | رہن اور اراضی |
| ۲۹۲ | مرہونہ مکان کا مرتہن نہ خود استعمال کر سکتا ہے نہ کرایہ پر دے سکتا ہے |
| ۲۹۲ | زمین اپنے پاس رہن رکھنا |
| ۲۹۳ | رہن میں اجارے کی ایک صورت کا حکم |
| ۲۹۳ | مرہونہ کے اجارہ کا حکم..... اپنی مرہونہ زمین کی آمدنی چرانا |
| ۲۹۳ | اگر مرہون چیز مرتہن کے پاس سے چوری ہوگئی تو کیا حکم ہے |
| ۲۹۶ | زمین مرہون سے انتفاع اور مال گزاری کا حکم |
| ۲۹۶ | سرکار کی ضبط کی ہوئی جائیداد مرہونہ کو خریدنا.... راہن کی زمین فروخت کرنا |
| ۲۹۷ | مرہونہ زمین چھڑائے بغیر کسی دوسرے پر فروخت کرنا |
| ۲۹۹ | راہن کا حق انفکاک کی بیع کرنا |
| ۳۰۱ | مرتہن نے اگر مرہونہ زمین سے دی ہوئی رقم سے زیادہ منافع حاصل کئے تو لوٹانا واجب ہے |
| ۳۰۱ | مشاع کارہن رکھنا.... شئی مرہون کا نفقہ کس کے ذمے ہے؟ |
| ۳۰۲ | ارض مرہونہ کا خرارج کس کے ذمے ہے |
| ۳۰۲ | مرہونہ زمین کے محاصل راہن کو واپس کرنا لازم ہیں.... مرتہن کا قرض مہر پر مقدم ہے |
| ۳۰۳ | مشروط رہن کی ایک صورت کا حکم |
| ۳۰۳ | مرتہن کے بعض ورثہ کا مرہون میں سے اپنا حصہ چھڑا لینا |
| ۳۰۴ | اگر ایک زمین عرصہ ساٹھ سال سے کسی کے پاس رہن ہو تو کیا مرتہن اس کا مالک بن سکتا ہے |
| ۳۰۵ | کافر کی مرہونہ زمین کو زراعت پر لینا |
| ۳۰۶ | شئی مرہون کی حاصل کرنے کی ایک صورت |
| ۳۰۶ | رہن کی وجہ سے مکان کا کرایہ کم نہیں ہو سکتا کرایہ پورا دینا چاہئے |

| | |
|-----|--|
| ۳۰۷ | مکان رہن رکھ کر اس میں رہنا |
| ۳۰۷ | اپنا ذاتی مکان کسی کے پاس رہن رکھ کر پھر اس سے کرایہ پر لینا |
| ۳۰۸ | احکام الوصیت وصیت اور اجازت وہبہ..... وصیت کی حقیقت اور اس کی قسمیں |
| ۳۰۹ | وصیت میں کون سی اجازت معتبر ہے؟..... وصیت کی ایک خاص صورت |
| ۳۱۰ | وصیت کا مال ضائع ہونے کا حکم |
| ۳۱۱ | ”دوام“ اور ”نسلاً بعد نسل“ کے لفظ سے وصی بنانے کا حکم |
| ۳۱۱ | ہبہ اور وصیت میں شک ہو تو کیا حکم ہے؟ |
| ۳۱۲ | خواب کی وصیت کا حکم |
| ۳۱۲ | مرض الموت میں اس کہنے کا حکم کہ میرا روپیہ جو میرے پاس ہے میرے بھائی کے لڑکے کو دینا |
| ۳۱۳ | وصیت کر دینے کے بعد بے ہوشی سے وصیت کا حکم |
| ۳۱۳ | وصیت رد کرنے کے بعد اجازت دینا..... وصیت یا تبرع؟ |
| ۳۱۵ | ہبہ اور وصیت کی ایک صورت کا حکم |
| ۳۱۵ | شیخ احمد کی طرف منسوب وصیت نامہ کی شرعی حیثیت |
| ۳۲۰ | وصیت اور مصرف خیر..... وصیت مقدم ہے یا قرض؟ |
| ۳۲۰ | ورثاء کی رضامندی سے نصف مال میں وصیت جاری ہو سکتی ہے ورنہ ایک تہائی میں |
| ۳۲۱ | وصایا میں میراث جاری نہیں ہوتی..... وارث کو وصی مقرر کرنا |
| ۳۲۱ | کسی وارث کو اگر فائدہ پہنچانا ہو تو زندگی میں کچھ دے دے وصیت درست نہیں ہے |
| ۳۲۲ | ولی اور وصی کا فرق..... بدون وصیت فدیہ ادا کرنا |
| ۳۲۲ | قاضی وصی کو معزول نہ کرے..... وصیت کے خلاف استعمال کرنا |
| ۳۲۳ | وصیت کی وجہ سے وارث حق میراث سے محروم نہیں ہوتا |
| ۳۲۳ | باب وصیت میں ہمسایوں سے کون مراد ہیں |
| ۳۲۳ | متعین مسجد کے لئے وصیت کے مال کو دوسری مسجد میں صرف کرنا |
| ۳۲۵ | مصرف خیر کی وصیت کا روپیہ یونیورسٹی یا مقروض کو دینا |

| | |
|-----|--|
| ۳۲۵ | مکان خاص میں دفن کرنے کی وصیت کرنا... قربانی کی وصیت اور اس پر عمل کی صورت |
| ۳۲۶ | شادی میں خرچ کرنے کی وصیت..... وصیت کی ایک صورت کا حکم |
| ۳۲۷ | بیوی کے لئے کل مال کی وصیت کرنا |
| ۳۲۸ | وصی اور موصی الہم کے بعض احکام..... وصیت سے رجوع کرنا صحیح ہے |
| ۳۲۹ | موصی الہم کے بالغ ہونے کے بعد وصی کی وصیت کا حکم |
| ۳۲۹ | وصی کا موصی کے انتقال کے بعد وصیت کو رد کرنا |
| ۳۳۰ | موت وصی کے بعد موصی اور وصی کے ورثہ میں اختلاف |
| ۳۳۰ | موصی لہ کے وصیت رد کرنے کے بعد بھی وصیت باقی رہتی ہے |
| ۳۳۱ | موصی لہ کے وارثوں کو مطالبے کا حق ہے یا نہیں؟ |
| ۳۳۲ | مبہم وصیت کا حکم..... موصی لہ کا انتقال ہو جائے تو تقسیم ترکہ کا حکم |
| ۳۳۳ | وصیت للوارث والا جنبی کی ایک صورت |
| ۳۳۳ | کوئی وارث نہ ہو تو موصی لہ ترکہ کا مستحق ہوگا... موصی لہ کا وصیت قبول کرنے سے انکار کرنا |
| ۳۳۵ | موصی لہ کا موصی سے پہلے وفات پا جانے پر وصیت کا حکم |
| ۳۳۵ | مجنون (پاگل) اور نابالغ کی وصیت کا حکم |
| ۳۳۶ | شرطیہ وصیت کی ایک صورت کا حکم |
| ۳۳۷ | باب وصیت میں تعلیق و اضافت کا حکم |
| ۳۳۸ | پوتی کیلئے وصیت کی ایک صورت کا حکم... بیٹے کی موجودگی میں بھائی کے لئے وصیت کرنا |
| ۳۳۸ | بھتیجے کے لئے نصف مال کی وصیت کا حکم |
| ۳۳۹ | نکاح ثانی کرنے سے وصیت باطل نہ ہوگی..... اجنبی اور وارث کے لئے وصیت کا حکم |
| ۳۴۰ | نافرمان بیٹے کو زندہ ہوتے ہوئے محروم کیا جاسکتا ہے لیکن وصیت سے نہیں |
| ۳۴۲ | احکام المیراث..... زندگی میں تقسیم اور مورث کے بعض احکام |
| ۳۴۲ | اگر چچا زاد بھائی اور بھانجوں کیلئے وصیت کرے تو جائیداد کیسے تقسیم ہوگی |
| ۳۴۲ | زندگی میں تقسیم ترکہ ایک تدبیر |

| | |
|-----|---|
| ۳۴۳ | والدہ کیلئے کل ترکہ کی وصیت درست نہیں ہے شرعی حصہ ملے گا |
| ۳۴۳ | زندگی میں اولاد کو جائیداد کا مالک بنا دینا |
| ۳۴۴ | حیات ہی میں تقسیم میراث کی ایک صورت..... اپنی بیٹی کو میراث سے عاق کر دینے کا حکم |
| ۳۴۵ | باپ کی جائیداد پر زبردستی قبضہ کرنا..... باپ کا قرض ادا کر کے میراث سے وصول کرنا |
| ۳۴۵ | مورث کے مواخذے سے بری ہونے کی تدبیر |
| ۳۴۶ | مورث کی مرہونہ جائیداد کو خریدنا..... اپنا حصہ میراث کسی دوسرے حصہ دار پر فروخت کرنا |
| ۳۴۷ | مورث کی امانت کی واپسی اور قرض کا حکم..... ایک عورت مرگئی اس نے شوہر ایک لڑکی والدہ والد اور ایک ہمشیرہ چھوڑی بعد میں شوہر کا بھی انتقال ہو گیا کا حکم؟ |
| ۳۴۸ | مرض الموت میں غیر شرعی تقسیم معتبر نہیں..... چاندی کا سکہ قرض لیا تو چاندی کا سکہ ہی ادا کرنا ہوگا |
| ۳۴۹ | سو تیلے بھائیوں کی جائیداد پر قبضہ رکھنا |
| ۳۴۹ | نکاح ثانی کرنے سے عورت کا حصہ میراث ختم نہیں ہوتا |
| ۳۵۰ | قرعے کے ذریعے تقسیم میراث کرنا |
| ۳۵۱ | حصہ نہ لینا منظور ہو تو ملک ختم کرنے کی صحیح تدبیر..... حصص ورثہ کو سپرد نہ ہوں تو تقسیم معتبر نہیں |
| ۳۵۲ | مرنے والے کا قرضہ نکل آنے پر تقسیم ترکہ کا عدم ہو جاتی ہے |
| ۳۵۳ | ورثاء اور مال مشترک کا نفع..... مال مشترک کا نفع شرکاء کے ورثاء میں برابر تقسیم ہوگا |
| ۳۵۳ | مشترک ترکے میں تجارت کی تو نفع سب ورثاء کا ہوگا |
| ۳۵۴ | اگر کسی شخص نے ورثاء کیلئے وصیت کی ہو بعض اس پر راضی اور بعض ناراض ہوں تو کیا حکم ہے |
| ۳۵۴ | مشترک جائیداد تقسیم کرنے کی ایک صورت |
| ۳۵۵ | غیر منقسم ترکہ اور تصرفات..... جائیداد کی تقسیم اور عائلی قوانین |
| ۳۵۷ | غیر منقسم ترکے سے خرچ کرنے کا حکم..... تقسیم ترکہ سے پہلے خرچ کرنا |
| ۳۵۷ | اپنے پیسے کیلئے بہن کو نامزد کرنے والے مرحوم کا ورثہ کیسے تقسیم ہوگا؟ |
| ۳۵۸ | اپنی شادی خود کرنے والی بیٹیوں کا باپ کی وراثت میں حصہ |
| ۳۵۸ | شادی کا خرچ میراث سے لینا |

| | |
|-----|--|
| ۳۵۹ | میراث کے مال مشترک سے دعوت و صدقہ وغیرہ کرنا |
| ۳۵۹ | ترکہ میں سے شادی کے اخراجات ادا کرنا |
| ۳۶۰ | ورثاء کی اجازت سے ترکہ کی رقم خرچ کرنا |
| ۳۶۰ | وارث کفن و دفن کا صرفہ تر کے سے وصول کر سکتا ہے |
| ۳۶۰ | مال مشترک سے شادی کرنے کا حکم |
| ۳۶۱ | بیوی کا مہر میں جائیداد پر قبضہ کرنا |
| ۳۶۱ | مرحوم کے تر کے میں سے کون کون سے اخراجات وصول کئے جاسکتے ہیں؟ |
| ۳۶۲ | پورے تر کے پر ایک ہی وارث کے قبضہ کر لینے کا حکم |
| ۳۶۲ | زوجہ کا خاوند کے تر کے پر قبضہ کرنا |
| ۳۶۳ | بیوی کو دوسروں کے حصے میں دخل دینا.... بذریعہ اعلان عاق نامہ بیٹے کو میراث سے محروم کرنا |
| ۳۶۳ | مرحوم بھائی کی جائیداد پر قبضہ کر لینا.... بدون تقسیم میراث تر کہ کو خرچ کرنا |
| ۳۶۳ | قبر کی زمین کی قیمت کس مال سے دی جائے؟ |
| ۳۶۵ | مورث کے انتقال کے بعد اگر کوئی وارث مرتد ہو جائے تو اس کو تر کہ مورث سے حصہ ملے گا یا نہیں |
| ۳۶۶ | میت پر دین کا دعویٰ کرنے کا حکم.... ادائے دین سے پہلے وارث کی ملکیت کا حکم |
| ۳۶۶ | مرض الموت میں بحق وارث قرض کا اقرار کرنا |
| ۳۶۷ | باپ کی زندگی میں میراث کا دعویٰ کرنا.... وراثت اور اس کے حقدار |
| ۳۶۷ | مطلقہ مرض الموت کے لئے تر کے کا حکم |
| ۳۶۸ | عورت کے انتقال کے بعد مہر کا وارث کون ہوگا؟ |
| ۳۶۸ | چچا، بہن اور مرتدہ کے وارث ہونے کی ایک صورت |
| ۳۶۸ | زمین کا خانہ ملک میں اندراج ثبوت ملک کے لئے کافی ہے |
| ۳۶۹ | کسٹوڈین کی واپس کردہ جائیداد میں میراث کا حکم |
| ۳۶۹ | نافرمان بیٹے کا باپ کی میراث میں استحقاق.... وارث کا حق ہے خواہ خدمت کرے یا نہ کرے؟ |
| ۳۷۰ | عطیہ شاہی میں میراث.... جاگیر میں وراثت جاری ہوگی یا نہیں؟ |

| | |
|-----|---|
| ۳۷۰ | پاگل کی بیوی کے لئے میراث کا حکم..... وارث اپنا حق لے سکتے ہیں |
| ۳۷۱ | حق مہر زندگی میں ادا نہ کیا ہو تو وراثت میں تقسیم ہوگا.... مرحومہ کا زیور بھتیجے کو ملے گا |
| ۳۷۲ | سامان جہیز اور مہر کے وارث کون کون ہیں؟ |
| ۳۷۲ | وظیفے میں میراث جاری ہونے کی صورت |
| ۳۷۲ | مرحوم مدرس کی بقایا تنخواہ میں وراثت کا حکم |
| ۳۷۳ | لا علمی میں لڑکی سے نکاح کر لیا تو اولاد وارث ہوگی یا نہیں؟ |
| ۳۷۳ | ماں شریک بھائی وارث ہوگا یا نہیں؟..... دورشتہ والے کی میراث کا حکم |
| ۳۷۴ | دین مہر بھی مال میراث میں داخل ہے... ترکہ میں بے شادی شدہ بھی شریک ہوگا |
| ۳۷۴ | ایک عورت نے مہر معاف کیا جبکہ گواہ موجود نہیں تو عورت کے انتقال کے بعد بحق وراثت عورت کے ورثاء مہر کا مطالبہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ |
| ۳۷۶ | صرف اکیلا بھائی وارث ہو تو وہ کل مال لے گا.... ہندو قانون کے مطابق لڑکی کو حق نہ دینا |
| ۳۷۶ | لڑکیوں کے ہوتے ہوئے میراث نو اسے کو دینا |
| ۳۷۷ | وراثت میں لڑکیوں کا حصہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ |
| ۳۷۷ | وراثت میں لڑکیوں کو محروم کرنا بدترین گناہ کبیرہ ہے |
| ۳۷۸ | زمینوں میں لڑکیوں کا حصہ ہے یا نہیں؟ |
| ۳۷۸ | خاتمہ زمیں دارے کے بعد بھی میراث میں لڑکیوں کا حق ہے |
| ۳۷۸ | بھات وغیرہ کو میراث کا عوض قرار دینا |
| ۳۷۹ | بیٹے، بیٹی میں میراث کی تقسیم اور نو اسی کا اس سے محروم ہونا |
| ۳۷۹ | ماں کی ملک میں لڑکی کا حق ہے یا نہیں؟ |
| ۳۸۰ | کیا ترکہ میں کوئی چیز ایسی بھی ہے جس سے بیٹی محروم ہے |
| ۳۸۰ | کسی وارث کو وراثت سے محروم کرنا |
| ۳۸۱ | اولاد کو عاق کرنا محض بے اصل ہے |
| ۳۸۲ | نافرمان بیٹا باپ کے مرنے کے بعد پورے حصے کا مالک ہوگا |

| | |
|-----|--|
| ۳۸۲ | گناہ کی وجہ سے میراث ختم نہیں ہوتی |
| ۳۸۲ | مدت تک مفقود الخمر رہنے والے لڑکے کا باپ کی وراثت میں حصہ |
| ۳۸۳ | جہیز دینے سے حق وراثت باطل نہیں ہوتا |
| ۳۸۴ | ناراض بیوی کو میراث کا حصہ..... لفظ ”چلی جا“ کہنے سے طلاق و میراث کا حکم |
| ۳۸۴ | پنشن کی رقم میں میراث کا حکم |
| ۳۸۵ | غائب غیر مفقود کا حصہ وراثت..... نہ لینے سے حق میراث باطل نہیں ہوتا |
| ۳۸۶ | حق وراثت جبراً وصول کرنا |
| ۳۸۶ | والدہ مرحومہ کی جائیداد میں سوتیلے بہن بھائیوں کا حصہ نہیں |
| ۳۸۶ | والد کو حصہ دینے سے انکار کرنا |
| ۳۸۷ | میراث تمام املاک میں جاری ہوتی ہے |
| ۳۸۷ | خدمت کرنے یا نہ کرنے کو میراث میں کوئی دخل نہیں |
| ۳۸۷ | تباہ دارین وراثت میں مانع نہیں |
| ۳۸۸ | وراثت کے لئے محض رشتہ دار ہونا کافی نہیں |
| ۳۸۸ | کیا اختلاف دارین مانع ارث ہے؟ وارث ہونیکا دعویٰ کیسے ثابت ہوگا؟ |
| ۳۸۹ | وارث کے متعلق وصیت اور اس سے متعلق امانت کا ایک ضمنی سوال |
| ۳۹۰ | محروم الارث..... عورت کو خسر کے ترکے میں سے کیا ملے گا؟ |
| ۳۹۱ | بچیوں کا بھی وراثت میں حصہ ہے.... داشتہ عورت کا وراثت میں کوئی حق نہیں |
| ۳۹۲ | بہن اور چچا میں ترکہ کس کو ملے گا؟ |
| ۳۹۲ | دارثوں میں دو عورتیں ایک لڑکا دو لڑکیاں اور ایک بہن ہے |
| ۳۹۲ | خاوند کب محروم ہوتا ہے؟... بیوی کب محروم ہوتی ہے؟... باپ کب محروم ہوتا ہے؟ |
| ۳۹۳ | دادا کب محروم رہتا ہے؟..... والدین کی موجودگی میں بھائی بہنوں کو کچھ نہ ملے گا |
| ۳۹۳ | داماد وارث نہیں..... بیوہ بھتیجا اور پوتے پوتیوں میں تقسیم ترکہ |
| ۳۹۳ | بہن کو نہ دیا تو لڑکا ترکے کا شرعاً مالک نہ ہوگا |

| | |
|-----|---|
| ۳۹۴ | نانی کا بھتیجا وارث ہوگا یا نہیں؟... دادا کی موجودگی میں چچا کی میراث سے محرومی کا حکم |
| ۳۹۵ | ماسوں کی موجودگی میں خالہ زاد بھائی محروم ہوگا... علاقائی بھائی کی موجودگی میں بھتیجیاں محروم |
| ۳۹۵ | شوہر نے بیوی کو جو مال سپرد کیا وہ امانت ہے اس میں میراث کا حکم |
| ۳۹۶ | نافرمان اولاد کو جائیداد سے محروم کرنا یا کم حصہ دینا |
| ۳۹۷ | چچا زاد بھائی کے لڑکے اور بھتیجی کی اولاد میں ترکے کا حقدار کون؟ |
| ۳۹۷ | لڑکی تین بھائی ایک بہن دو پوتے اور چار پوتیاں |
| ۳۹۷ | خالہ اور بھتیجی وارث ہوں تو ترکہ بھتیجی کو ملے گا: |
| ۳۹۸ | والد کے چچا کے لڑکوں کے مستحق میراث ہونے کی ایک صورت |
| ۳۹۸ | بیوہ والدہ چار بہنوں اور تین بھائیوں کے درمیان مرحوم کا ورثہ کیسے تقسیم ہوگا؟ |
| ۳۹۸ | مرحوم کی جائیداد بیوہ ماں ایک ہمشیرہ اور ایک چچا کے درمیان کیسے تقسیم ہوگی؟ |
| ۳۹۸ | بہنوں، بھتیجیوں اور چچا زاد اولاد میں تقسیم ترکہ |
| ۳۹۹ | حادثے میں ایک ساتھ مرنے والے باہم وارث ہیں یا نہیں؟ |
| ۳۹۹ | قاتل مقتول کی میراث سے محروم ہوگا.... ارادہ قتل سے وارث محروم نہ ہوگا |
| ۴۰۰ | دادا کے ترکے سے پوتے کی محرومی اور قانون شریعت میں ترمیم کا مسئلہ |
| ۴۰۲ | قاتل کے محروم الارث ہونے کی تفصیل |
| ۴۰۳ | دادا کی وصیت کے باوجود پوتے کو وراثت سے محروم کرنا |
| ۴۰۳ | بھتیجے کو برابر کا حصہ دار بنانا |
| ۴۰۴ | پوتا محروم ہوگا.... بیٹا غائب پوتا موجود ہو تو ترکہ کس کو ملے گا؟ |
| ۴۰۴ | والدین کی موجودگی میں بھائی محروم رہیں گے |
| ۴۰۵ | مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور اس کے متعلق مزید دو سوالات |
| ۴۰۶ | ولد زنا کا میراث میں کوئی حق نہیں |
| ۴۰۷ | قریب کے ہوتے ہوئے بعید وارث نہ ہوگا.... بیوی بھائی بہن اور نواسوں میں تقسیم ترکہ |
| ۴۰۷ | چچا کی میراث میں بھتیجیوں کا حق.... وارث صرف ایک چچا ہے |

| | |
|-----|--|
| ۴۰۸ | نرینہ اولاد کے سبب بھائی محروم رہے گا.... اولاد کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہوں گے |
| ۴۰۸ | بیٹیوں کو میراث سے محروم کرنا گناہ ہے |
| ۴۰۹ | بھتیجا کی میراث میں چچا محروم رہے گا.... اخیانی بھائیوں کے محروم ہونے کی ایک صورت |
| ۴۰۹ | پوتوں کے ہوتے ہوئے بھتیجے حق دار نہیں |
| ۴۱۰ | لڑکے ہوتے ہوئے پوتا حقدار نہیں..... مدت گزر جانے پر بھی ترکہ باطل نہیں ہوتا |
| ۴۱۰ | ولی عہد کو میراث ملے گی یا نہیں.... عاریتاً میراث دینے کی ایک صورت کا حکم |
| ۴۱۱ | میراث کا ایک مسئلہ.... میراث کا ایک مسئلہ.... میراث کا ایک مسئلہ |
| ۴۱۲ | مسئلہ تقسیم وراثت.... بیوہ بھائی، تین بہنوں کے درمیان جائیداد کیسے تقسیم ہوگی؟ |
| ۴۱۳ | بیوہ والدہ اور بہن بھائیوں کے درمیان وراثت کی تقسیم.... خفشی مشکل ترکہ کی تقسیم |
| ۴۱۴ | سو تیلے بیٹے کی میراث کا حکم |
| ۴۱۵ | ذوی الفروض ذوی الفروض کی تعریف.... باپ کسی بھی صورت میں محروم نہیں ہوتا |
| ۴۱۶ | زوج اور زوجہ کی میراث کتنی ہے؟.... سوتیلی ماں کے ترکہ میں کتنا حق ہے؟ |
| ۴۱۷ | ایک زوجہ اور ایک دختر میں تقسیم ترکہ.... وارث صرف دولڑکیاں ہیں |
| ۴۱۷ | شوہر دولڑکی اور والدین.... لڑکا اور لڑکی وارث ہوں تو تقسیم کس طرح ہوگی؟ |
| ۴۱۸ | چار لڑکے دولڑکیاں اور شوہر میں تقسیم میراث.... شوہر اور باپ دولڑکی میں تقسیم ترکہ |
| ۴۱۸ | بیوہ چار لڑکوں اور چار لڑکیوں کے درمیان جائیداد کی تقسیم |
| ۴۱۹ | بیوہ بیٹا اور تین بیٹیوں کا مرحوم کی وراثت میں حصہ |
| ۴۱۹ | اخت کے ذوی الفروض ہونے کی ایک صورت کا حکم |
| ۴۱۹ | اخینی بہن اور بھائی میں تقسیم ترکہ |
| ۴۲۰ | شوہر والد چھ لڑکے لڑکیوں میں تقسیم ترکہ.... تین بھائی اور ایک بہن میں تقسیم ترکہ کی صورت |
| ۴۲۰ | چھیا نوے سہام پر تقسیم ترکہ کی ایک صورت |
| ۴۲۱ | دوسو سولہ سہام پر تقسیم ترکہ کی ایک صورت |
| ۴۲۱ | صرف لڑکیاں ہی ہوں تو وہی میراث کی مستحق ہیں |

| | |
|-----|--|
| ۴۲۱ | لڑکانہ ہو تو ترکہ پوتوں کو ملے گا.... چار بیویوں کا خاوند کے ترکہ میں حصہ شرعی |
| ۴۲۲ | تقسیمات و تصحیحات زندگی میں تقسیم ترکہ کی ایک صورت.... بھائی کے غلہ میں تقسیم ترکہ |
| ۴۲۳ | تقسیم ترکہ کی ایک صورت.... بھائی کا ترکہ تقسیم کرنے کی ایک صورت |
| ۴۲۳ | والد صاحب کی جائیداد پر ایک بیٹے کا قابض ہو جانا |
| ۴۲۴ | تقسیم میراث کا ایک مسئلہ.... تقسیم ترکہ کا ایک مسئلہ.... تقسیم میراث کا ایک مسئلہ |
| ۴۲۵ | تقسیم ترکہ کا ایک مسئلہ.... میراث میں مطلقہ کے حصے کا حکم |
| ۴۲۶ | تقسیم میراث کا مسئلہ.... دو بیویوں اور سوکن کی لڑکی میں تقسیم ترکہ |
| ۴۲۶ | والدہ بھائی اور بہنوں میں تقسیم میراث.... تقسیم ترکہ کی ایک صورت |
| ۴۲۷ | تقسیم میراث کا مسئلہ.... دو سوسولہ سہام سے تقسیم ترکہ کی صورت |
| ۴۲۷ | مشترک میراث تقسیم کرنے کا طریقہ |
| ۴۲۸ | والدہ زوجہ لڑکے دو لڑکیاں دو بہن وارث ہیں |
| ۴۲۸ | دو لڑکیاں تین بھتیجے اور ایک زوجہ وارث ہے.... پہلے شوہر کا میراث میں حصہ نہیں ہے |
| ۴۲۹ | شوہر بھائی، بہن اور تانی میں تقسیم ترکہ.... باب العصبات |
| ۴۲۹ | عصبہ کی تعریف اور قسمیں.... عصبات کی انتہا کہاں تک ہے؟ |
| ۴۳۰ | باب عصبات میں وان علا کا مطلب.... عصبہ میں تقسیم ترکہ |
| ۴۳۱ | عصبہ بنفسہ اور عصبہ بالغیر میں کون مقدم ہے؟ |
| ۴۳۱ | بھتیجا، بھتیجی اور اخیانی بہنوں کی اولاد میں تقسیم ترکہ |
| ۴۳۱ | پانچ لڑکے اور تین لڑکیوں میں تقسیم وراثت |
| ۴۳۱ | حقیقی بہن کی اولاد مقدم ہونے کی ایک صورت |
| ۴۳۲ | بھتیجا اور بھتیجی ہونے کی صورت میں ترکہ فقط بھتیجے کو ملے گا |
| ۴۳۲ | سوکن کی اولاد اجنبی ہے اور وارث نہیں |
| ۴۳۳ | بہن کے وارث ہونے میں ابن عباس کا مذہب.... تواریث حمل |
| ۴۳۳ | مطلقہ حاملہ کا بچہ باپ کا وارث ہوگا.... زوجہ والدہ اور حمل میں تقسیم میراث |

| | |
|-----|---|
| ۴۳۴ | ماں دو بہنوں اور حمل میں تقسیم ترکہ.... تو ریث حمل کی متعدد صورتیں اور ان پر اشکالات |
| ۴۳۶ | وراثت اور ذوی الارحام.... ذوی الارحام کا مطلب |
| ۴۳۶ | ذوی الارحام کے ہوتے ہوئے ترکہ اجنبیوں کو نہیں ملے گا |
| ۴۳۷ | صنف ثالث اور ذوی الارحام مختلف الاصول میں تقسیم |
| ۴۳۸ | ذوی الارحام کی صنف رابع میں تقسیم میراث... فرائض ذوی الارحام کی ایک صورت |
| ۴۳۸ | ذوی القروض اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو؟ |
| ۴۳۹ | روعی الزوجین کا حکم.... لا ولد مرحومہ کی میراث کی تقسیم کی ایک صورت |
| ۴۳۹ | صرف بھتیجے اور بھانجیوں میں تقسیم میراث |
| ۴۴۰ | ایک نواسے اور چار نواسیوں میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ |
| ۴۴۰ | علاقہ بھتیجیوں اور بھانجیوں کی نوعیت تو ریث |
| ۴۴۰ | ورثاء میں بیوی اور دادی کا بھتیجا ہے..... پردادا کے بھائی کا پوتا وارث ہے |
| ۴۴۱ | باب المناسخہ ... مناسخہ کی ایک صورت اور زہا اگر مرض وفات میں مہر معاف کرے تو اس کا حکم |
| ۴۴۵ | مناسخہ کی تعریف..... مناسخہ کی ایک صورت..... بطریق مناسخہ تقسیم ترکہ کی صورت |
| ۴۴۷ | مسئلہ فرائض..... مسئلہ فرائض |
| ۴۴۸ | مناسخہ کی ایک صورت |
| ۴۵۰ | مناسخہ کی ایک اور صورت..... مناسخہ کی ایک طویل تقسیم |
| ۴۵۳ | میراث کی تقسیم کا ایک مسئلہ..... زنا سے پیدا شدہ بچی بھائی کی وارث ہوگی |
| ۴۵۴ | تقسیم میراث کا مسئلہ |
| ۴۵۵ | بطریق تخارج تقسیم ترکہ کی ایک صورت |
| ۴۵۶ | ایک زوجہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی میں تقسیم ترکہ |
| ۴۵۶ | وراثت در مال حرام مع اختلاف مذہب.... مرتد کسی مسلمان کی میراث کا حقدار نہیں |
| ۴۵۷ | مال حرام کا وارث بننا.... مورث کا مال حرام وارث کے لئے |
| ۴۵۷ | ورثاء کے لئے مال حرام کا حکم.... مسلمان کا فر کا وارث ہو سکتا ہے یا نہیں |

| | |
|-----|---|
| ۳۵۹ | لا وارث شیعہ عورت کا مال کیا کیا جائے..... سنی اور شیعہ میں تو وارث کا حکم |
| ۳۵۹ | شیعہ سنی کے مابین میراث کا حکم |
| ۳۶۰ | شیعہ سنی تو وارث میں جواب کا طریقہ..... ترکہ مشترکہ میں تصرف، بیع و اجارہ کا حکم |
| ۳۶۱ | متعہ کی صورت میں میراث کا حکم..... مختلف مسائل تخریج |
| ۳۶۱ | بہن کا اپنے بھائی کے ترکہ میں میراث کا حکم |
| ۳۶۲ | ایک بھائی اور دو بہنوں میں تقسیم میراث..... چچا کی میراث میں بھتیجے کا حق |
| ۳۶۲ | اگر بیوی اور باپ شریک بھائی وارث ہو تو؟ |
| ۳۶۲ | بیوی، دو بیٹی ایک بھتیجا وارث ہوں تو تقسیم کی صورت |
| ۳۶۳ | نابالغ لڑکی کے تقسیم ترکہ کی صورت..... شوہر بہنوں اور دادی میں تقسیم ترکہ |
| ۳۶۳ | ورثہ میں تقسیم ترکہ کی صورت..... چار ورثاء میں تقسیم ترکہ کی صورت |
| ۳۶۴ | دو لڑکی اور تین بھائیوں میں تقسیم ترکہ..... تین بیویاں، نو بھتیجے چار بھتیجیاں |
| ۳۶۴ | ایک بھائی اور بیوی میں تقسیم ترکہ |
| ۳۶۵ | ورثاء میں بیوی، لڑکی اور بھائی ہے..... چوبیس سہام پر تقسیم ترکہ کی ایک صورت |
| ۳۶۵ | چوبیس سہام پر تقسیم ترکہ کی ایک صورت..... اڑتالیس سہام پر تقسیم ترکہ کی ایک صورت |
| ۳۶۶ | بیوی، دو لڑکی اور ایک بھائی میں تقسیم ترکہ..... بھائی کے ترکہ کی تقسیم |
| ۳۶۶ | دو بیوی، ایک لڑکی اور بھتیجوں میں تقسیم ترکہ |
| ۳۶۷ | لڑکے اور بھتیجے میں تقسیم میراث..... دو بھائی، ایک بہن اور ایک بیوی میں تقسیم وراثت |
| ۳۶۷ | ایک لڑکی دو بھتیجے میراث کتنی کتنی ملے گی؟..... مسئلہ فرائض |
| ۳۶۸ | بیوی چار بھائی تین بہن اور والدہ |
| ۳۶۹ | ہم طعام ورثہ میں جائیداد کی تقسیم..... میراث کا مسئلہ..... تقسیم میراث کا ایک مسئلہ |
| ۳۷۰ | بہن اور چچا زاد بھائی میں تقسیم ترکہ..... تقسیم میراث کی ایک صورت |
| ۳۷۰ | خاوند اور باپ وارث ہیں..... ورثہ میں بیوی، ماں، بہن اور تین لڑکیاں |
| ۳۷۱ | دو بیویوں کی اولاد میں تقسیم میراث..... میراث میں دو جہتوں کا اعتبار ہوگا |

| | |
|-----|---|
| ۴۷۲ | تقسیم میراث کا ایک مسئلہ |
| ۴۷۳ | لڑکیوں اور تیا زاد بھائیوں میں تقسیم ترکہ |
| ۴۷۳ | پانچ لڑکے دو لڑکیاں اور ایک بہن میں تقسیم ترکہ.... تقسیم ترکے کا ایک مسئلہ |
| ۴۷۴ | تقسیم میراث کا ایک مسئلہ.... تقسیم میراث کا ایک مسئلہ |
| ۴۷۵ | تقسیم میراث کا ایک مسئلہ |
| ۴۷۵ | ماں، سوتیلے باپ اور بھائیوں میں تقسیم ترکہ |
| ۴۷۵ | بیوی، لڑکی اور سوتیلے بھائی میں تقسیم ترکہ |
| ۴۷۵ | تقسیم میراث کا ایک مسئلہ |
| ۴۷۶ | شوہر، والدہ بھائی اور لڑکی میں تقسیم ترکہ |
| ۴۷۶ | شوہر، والدہ اور نانی میں تقسیم ترکہ |
| ۴۷۶ | تقسیم میراث کا ایک مسئلہ |
| ۴۷۷ | مقتولہ کے وارثوں میں مصالحت کرنے کا مجاز بھائی، والدہ یا بیٹا؟ |
| ۴۷۷ | فرائض کی بعض طویل صورتیں |
| ۴۷۹ | مسئلہ میراث و حکم المیراث من القادیانی وغیرہ |
| ۴۸۰ | صرف عاق لکھ دینے سے وارث محروم نہیں ہوگا اور فاسق بیٹے کو جائیداد سے محروم کر نیک طریقہ |
| ۴۸۱ | محبوب الارث بھتیجے کی آوارگی کا لون ذمے دار ہے؟ |
| ۴۸۱ | رد علی الزوجین پر ایک اشکال کا جواب |
| ۴۸۲ | اثاث البیت میں تقسیم ترکہ |
| ۴۸۳ | معافی مہر کے بعد کسی جائیداد کو بعبوض مہر دینا |
| ۴۸۳ | میراث ذوی الارحام کے متعلق ایک صورت |
| ۴۸۳ | مفقود کے ترکے کا حکم |
| ۴۸۳ | میاں اور بیوی دونوں مرجائیں تو مہر کا حکم |
| ۴۸۵ | وراثت کے اصول شخصی مفاد کی خاطر بدلے نہیں جاسکتے |

| | |
|-----|--|
| ۴۸۵ | شرعی وراثت نہ رکھنے والے کی میراث |
| ۴۸۵ | امور خیر میں صرف کرنا بیت المال کے قائم مقام ہے |
| ۴۸۵ | لڑکے کو روپیہ بہہ کیا مگر کاغذات میں قرض لکھا ہو تو ان روپوں میں میراث کا کیا حکم ہے؟ |
| ۴۸۶ | ترکہ کا مکان کس طرح تقسیم کیا جائے جبکہ مرحوم کے بعد اس پر مزید تعمیر بھی کی گئی ہو |
| ۴۸۶ | مشترک ترکے سے خریدی ہوئی زمین میں میراث کا حکم |
| ۴۸۶ | صلہ خدمت میں ملنے والی زمینوں میں میراث جاری نہ ہوگی |
| ۴۸۷ | تقسیم ترکہ کی ایک صورت |
| ۴۸۸ | قانون واجب الارض اور ارض مقصوبہ کی واگذاری |
| ۴۹۰ | سجال نامے کی شرعی حیثیت |
| ۴۹۰ | مشترک مکان کی قیمت کا کب سے اعتبار ہوگا؟ |
| ۴۹۰ | ایک غیر مسلم متوفی کا ترکہ اور ورثہ |
| ۴۹۲ | کارہ بل کی شرعی حیثیت اور حکم |
| ۴۹۳ | ہندوستانی ریاستیں وراثت میں تقسیم کی جائیں گی یا نہیں؟ |
| ۴۹۴ | مرض الموت کی تعریف اور اس کے متعلق چند سوالات |
| ۴۹۸ | کتاب الفرائض (وراثت کا بیان) |
| ۴۹۸ | وارث کو وراثت سے محروم کرنا |
| ۴۹۸ | ”نافرمان اولاد کو جائیداد سے محروم کرنا یا کم حصہ دینا“ |
| ۴۹۹ | باپ کی وراثت میں بیٹیوں کا بھی حصہ ہے |
| ۴۹۹ | دوسرے ملک میں رہنے والی بیٹی کا بھی باپ کی وراثت میں حصہ ہے |
| ۵۰۰ | بہنوں سے ان کی جائیداد کا حصہ معاف کروانا |
| ۵۰۰ | دارثوں میں بیٹا بیٹی ہیں بیٹا زمین کا خالی حصہ بیٹی کو دینا چاہتا ہے اور تعمیر شدہ خود لینا چاہتا ہے |
| ۵۰۲ | وراثت کی جگہ لڑکی کو جہیز دینا |
| ۵۰۲ | ماں کی وراثت میں بھی بیٹیوں کا حصہ ہے |

| | |
|-----|--|
| ۵۰۳ | لڑکے اور لڑکی کے درمیان وراثت کی تقسیم |
| ۵۰۳ | بھائی بہنوں کا وراثت کا مسئلہ |
| ۵۰۳ | وراثت میں لڑکیوں کو محروم کرنا بدترین گناہ کبیرہ ہے |
| ۵۰۴ | کیا بچیوں کا بھی وراثت میں حصہ ہے؟ |
| ۵۰۴ | سوتیلے بیٹے کا باپ کی جائیداد میں حصہ |
| ۵۰۵ | مرحوم کے ترکہ میں دونوں بیویوں کا حصہ ہے |
| ۵۰۵ | دو بیویوں اور ان کی اولاد میں جائیداد کی تقسیم |
| ۵۰۵ | مرحوم کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا جبکہ والد بیٹی اور بیوی حیات ہوں |
| ۵۰۶ | مرض الموت کی طلاق سے حق وراثت ختم نہیں ہوتا |
| ۵۰۷ | مرحوم کی وراثت کے مالک بھتیجے ہوں گے نہ کہ بھتیجیاں |
| ۵۰۷ | زندگی میں جائیداد لڑکوں اور لڑکیوں میں برابر تقسیم کرنا |
| ۵۰۷ | مرحومہ کا جہیز حق مہر وارثوں میں کیسے تقسیم ہوگا |
| ۵۰۸ | بیوی کی جائیداد سے بچوں کا حصہ شوہر کے پاس رہے گا |
| ۵۰۸ | مرحوم شوہر کا ترکہ الگ رہنے والی بیوی کو کتنا ملے گا؟ نیز عدت کتنی ہوگی؟ |
| ۵۰۸ | اپنی شادی خود کرنیوالی بیٹیوں کا باپ کی وراثت میں حصہ |
| ۵۰۹ | مطلقہ کی میراث کا حکم |
| ۵۰۹ | (۱) صرف لڑکیاں ہوں تو بھائی بہن کو ترکہ میں استحقاق ہوگا یا نہیں؟ |
| ۵۰۹ | (۲) اپنی زندگی میں اولاد کو جائیداد کا حصہ؟ |
| ۵۱۰ | زندگی میں اپنی لڑکیوں کو جائیداد تقسیم کر دینا |
| ۵۱۱ | بہن کو حق نہ دیا جائے تو کیا حکم ہے؟ |
| ۵۱۱ | میراث سے متعلق چند سوالات |
| ۵۱۳ | توریت ذوی الارحام کی ایک صورت |
| ۵۱۵ | تمہ سوال بالا |

| | |
|-----|---|
| ۵۱۵ | ۱۔ مفقود کو کسی سے ترکہ ملے اسکا کیا حکم ہے؟ |
| ۵۱۵ | ۲۔ مفقود کے ذاتی مال کا کیا حکم ہے؟ |
| ۵۱۷ | وصیت |
| ۵۱۷ | وصیت کی تعریف، نیز وصیت کس کو کی جاتی ہے؟ |
| ۵۱۷ | سرپرست کی شرعی حیثیت |
| ۵۱۸ | بہنوں کے ہوتے ہوئے مرحوم کا صرف اپنے بھائی کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں |
| ۵۱۸ | کمپنی کی طرف سے مرحوم کو دیئے جانے والے واجبات کا مسئلہ |
| ۵۱۸ | جائیداد تقسیم کرنے کا طریقہ |
| ۵۱۹ | ترغیب وصیت |
| ۵۲۰ | بقایا عبادات مع فدیہ |
| ۵۲۳ | جہاد اور شہید کے احکام |
| ۵۲۳ | اسلام میں شہادت فی سبیل اللہ کا مقام |
| ۵۲۳ | حکومت کیخلاف ہنگاموں میں مرنے والے اور افغان چھاپہ مار کیا شہید ہیں؟ |
| ۵۲۳ | کنفیروں کا حکم |
| ۵۲۳ | کیا ہنگاموں میں مرنے والے شہید ہیں |
| ۵۲۵ | اس دور میں شرعی لونڈیوں کا تصور |
| ۵۲۵ | لونڈیوں پر پابندی حضرت عمرؓ نے لگائی تھی |
| ۵۲۶ | ونڈی غلام بنانے کی رسم کے متعلق |
| ۵۲۳ | تبلیغ اور جہاد |

احكام المسجد

مسجد اور اس کی بناء

مسجد شرعی کی تعریف

سوال: مسجد شرعی کس کو کہتے ہیں؟

جواب: مسجد شرعی وہ ہے کہ کوئی ایک شخص یا چند اشخاص اپنی مملوکہ زمین کو مسجد کے نام سے اپنی ملک سے جدا کر دیں اور اس کا راستہ شاہراہ عام کی طرف کھول کر عام مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں جب ایک مرتبہ اذان و جماعت کے ساتھ اس جگہ نماز پڑھ لی جائے تو یہ جگہ مسجد ہو جائے گی۔ (امداد المقتبین ص ۷۵۹)

مسجد کبیر کی تعریف کیا ہے؟

سوال: ایک صف میں تقریباً پچاس آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں اور پوری مسجد میں تقریباً چھ سو یا سات سو آدمی آسکتے ہیں تو یہ مسجد صغیر کا حکم رکھتی ہے یا کبیر کا؟ اور مسجد صغیر و کبیر کی کیا تعریف ہے؟

جواب: جو مسجد چالیس گز شرعی لمبی اور اتنی ہی چوڑی ہو وہ مسجد کبیر ہے جو اس سے چھوٹی ہو وہ مسجد صغیر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۸۱)

مسجد بنانا فرض ہے یا واجب

سوال: مسجد کا بنانا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟

جواب: ہر شہر و قصبہ و گاؤں میں مسجد کے لیے بقدر ضرورت زمین وقف کرنا تو وہاں کے مسلمانوں پر واجب علی الکفایہ ہے باقی عمارت بنانا فرض نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۵۷)

مسجد ضرار کی تعریف

سوال: مسجد ضرار کی تعریف کیا ہے؟ اور اس کی بناء کیوں کر ہوتی ہے؟

جواب: مسجد ضرار جس کی قرآن میں مذمت ہے وہ یہ ہے جس کی بناء سے مسجدیت مقصود نہ ہو اور جس کی تعمیر سے مسجدیت مقصود ہو وہ مسجد ہے، گو فسادیت کی وجہ سے ثواب کم ہو۔ (امداد احکام ص ۶۹ ج ۱)

عارضی طور پر بنی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: ایک عارضی منڈی دو سال سے آباد ہے، مسلمانوں نے کئی مرتبہ مسجد بنانے کی اجازت مانگی، مگر افسروں نے اجازت نہ دی، اب اجازت دی ہے مگر یہ تحریر کر دیا ہے کہ جب یہ عارضی منڈی اٹھائی جائے گی تو یہ مسجد بھی گرائی جائے گی، تو یہ عارضی مسجد بنائی جائے یا نہیں؟

جواب: ایسی مسجد (جس طرح کے لیے یہ شرط ہے کہ جب منڈی الخ) شرعاً مسجد نہ ہوگی اور نہ اس کے احکام مسجد کے مانند ہوں گے لیکن نماز پڑھنے کے لیے مختصر سی ایسی جگہ سرکار کی اجازت سے بنائی جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ اگرچہ یہ حقیقی مسجد نہ بنے گی لیکن ایک گونہ مسجد کا فائدہ جماعت وغیرہ کا اہتمام اور جگہ کی صفائی و پاکی وغیرہ اس سے بھی حاصل ہو جائے گی اور ایسی مسجد ہو جائے گی جیسی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اپنے گھروں میں مسجدیں بناؤ۔ (مشکوٰۃ ص ۶۹) لیکن باتفاق امت جو جگہ گھروں میں نماز کے لیے بنائی جاتی ہے وہ احکام مسجد میں نہیں ہوتی لیکن اہتمام نماز اور پاکی و صفائی وغیرہ ان سے حاصل ہو جاتا ہے اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی حکم فرمایا۔

الغرض اس جگہ پر مسجد کی صورت نماز و جماعت کی غرض سے بنا دینا مناسب ہے اگرچہ حقیقی مسجد نہ بنے اور اس کا پہلے ہی اعلان کر دیا جائے کہ یہ اصلی اور حقیقی مسجد نہیں ہے جب ضرورت نہ رہے گی منہدم کر دی جائے گی۔ (امداد المقتضین ص ۷۷)

کوئی مسجد میں نماز درست نہیں؟

سوال: کون سی مسجد میں نماز درست نہیں؟

جواب: جب قواعد شرعیہ کے مطابق مسجد بن جائے تو اس میں نماز درست ہے ایسی کوئی مسجد نہیں جس میں باوجود مسجد ہونے کے نماز جائز نہ ہو۔ (امداد المقتضین ص ۷۷)

چھوٹے گاؤں میں قریب قریب مسجد بنانا

سوال: ایک گاؤں میں چودہ مکان ہیں اور ایک مسجد ہے اب گاؤں والوں نے جدید مساجد بنائی ہیں، پرانی مسجد کے ساتھ چھ مکان رہ گئے ہیں اور نئی مسجدوں کے ساتھ آٹھ مکان ہیں، ایک مسجد

کے ساتھ دو مکان ہیں اور ایک مسجد کے ساتھ چھ مکان ہیں تو نئی مسجدوں کے لیے کیا حکم ہے؟
 جواب: اتنے چھوٹے گاؤں میں اتنی اتنی قریب مسجدیں بنانا فضول ہے اور اگر بلاوجہ شرعی پہلی جماعت کم کرنے یا محض فخر و مباہات کے لیے دوسری مسجدیں بنائی ہیں تو بنانے والوں کو بجائے ثواب کے گناہ ہوگا لیکن جو مسجدیں بنی ہیں وہ بہر حال واجب الاحترام اور تمام احکام میں مساجد کا حکم رکھتی ہیں اور اگر آپس کے اختلاف کو رفع کرنے یا اور کسی ضرورت سے بنائی ہیں تو کوئی گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے۔
 تفسیر کشاف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر ملک فتح کیے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے محلوں میں مسجدیں بناؤ مگر ایسی دو مسجدیں نہ بناؤ کہ جن میں ایک سے دوسرے کو ضرر پہنچے۔ (امداد المفتیین ص ۷۶۵)

محض سنگ بنیاد رکھنے سے مسجد ہو جائے گی یا نہیں؟

سوال: تقریباً دس سال پہلے مسلمانوں کی رہائش گاہیں تعمیر کرنے کے لیے ایک قطعہ زمین خریدا اور اس کے پلاٹ بنائے اور دو پلاٹ مسجد و مدرسہ کے لیے رکھے گئے جب اس جگہ مکان کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا تو اس وقت ایک بزرگ سے مسجد کا صرف سنگ بنیاد رکھا گیا اس کے بعد تعمیری کام رک گیا اور کوشش کے باوجود جاری نہ ہو سکا، مجبوراً فیصلہ کرنا پڑا کہ یہ پوری زمین بیچ دی جائے اس زمین کا جائے وقوع ایسا ہے کہ دور دور تک مسلمانوں کے مکانات نہیں ہیں اور نہ مستقبل قریب میں ہونے کا امکان ہے اس لیے مسلم خریدار ملنا بھی دشوار ہو رہا ہے ایک ہندو پارٹی زمین خریدنے کے لیے تیار ہے لیکن مسئلہ مسجد و مدرسہ کے دونوں پلاٹوں کا ہے۔

واضح رہے کہ اس جگہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے نہ اذان دی گئی ہے نہ نماز پڑھی گئی ہے جب غیر مسلم وہ جگہ خریدیں گے تو مسجد و مدرسہ کے پلاٹ میں مکانات بنائیں گے کیا حکم ہے؟
 جواب: ان مذکورہ حالات میں صرف سنگ بنیاد رکھنے سے جب کہ وہاں نہ اذان ہوئی نہ نماز پڑھی گئی اور نہ مسجد بننے اور اس کے آباد ہونے کے اسباب و قرائن پائے جاتے ہیں نہ قرب و جوار میں چھوٹی بڑی کوئی مسلم آبادی ہے نہ اس کی مسلمانوں کو حاجت ہے لہذا شرعی مسجد کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۸۵)

”بنیاد جو بطور مسجد معلوم ہوتی ہو“ اس کا حکم

سوال: جنگل میں سینکڑوں برس سے دیکھنے میں آ رہا ہے کہ کچھ عمارت کی بنیادیں پختہ ہیں اس

میں ایک بنیاد بطور مسجد معلوم ہوتی ہو اب اس کی بنیاد نکال کر مسجد میں لگا دی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اگر اس مسجد کا ہونا ظاہر ہے یا کاغذات وغیرہ سے اس کا ثبوت ہے تو اس کی بنیاد کا مسجد میں لگا دینا درست ہے اور اس جگہ کو احاطے کے ذریعے محفوظ کر دیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۵۶)

مسجد کی بنیاد رکھنے کی دعاء

سوال: مسجد کی بنیاد رکھتے ہوئے کیا پڑھنا چاہئے؟

جواب: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۸۶)

”بہتر ہے واجب و لازم نہیں“ (م ع)

بانی مسجد کون ہے؟

سوال: کون سا آدمی کس وقت بانی مسجد کہا جاسکتا ہے؟

زید مرحوم کی وصیت پر اس کے لڑکوں میں ایک نے وقف شدہ زمین پر مسجد بنائی، پھر بیس پچیس برس بعد دوسرے لڑکے نے پہلی مسجد کے سامان کو فروخت کر دیا اور یہ روپیہ اور مزید خود کار روپیہ ڈال کر نیز لوگوں سے چندہ وصول کر کے دوسری مسجد بنائی تو ان میں سے مسجد کا بانی کون ہوگا؟
جواب: جو آدمی جس وقت مسجد بنائے وہی بانی مسجد ہے۔ پہلا شخص بانی اول ہے دوسرا شخص بانی دوم ہے اور جن لوگوں نے اس میں پیسہ دیا اور محنت کی وہ بھی بناء میں شریک ہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۹۲)

مسجد کی بنیاد رکھنے سے مسجد کا حکم

سوال: مسجد کی بنیاد رکھنے سے مسجد کے احکام جاری ہوتے ہیں یا نہیں؟ یا اذان و جماعت جاری ہونے پر جاری ہوں گے؟ مسجد کی سمت قبلہ کی دیوار قد آدم تک تیار ہو چکی ہے اور شمال و جنوب کی دیواریں بھی ہو چکی ہیں، صحن کا بھراؤ بھی کر دیا گیا ہے، یہاں قریب میں چار مسجدیں اور ہیں اب یہ خیال ہوا کہ اگر قرب مساجد کی وجہ سے یہ مسجد آباد نہ ہوئی تو ہم عذاب الہی میں گرفتار ہوں گے تو اب اس تعمیر کو روک کر مدرسہ کے مکان کی صورت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ یہ مسجد مدرسہ کی جگہ میں ہے اور مدرسہ کی مسجد ہے؟

جواب: وہ جگہ پہلے سے مدرسہ کے لیے وقف ہے اور متولی کو اختیار حاصل ہے کہ جو تعمیر مدرسہ کی مصلحت کے موافق ہو بنائے پھر اس نے بہ نیت مسجد اس کی بنیاد رکھی نیز اس نیت اور نام سے لوگوں نے چندہ دیا اور جو تعمیر اب تک ہوئی وہ اسی نیت اور ہیئت پر ہوئی۔ لہذا اس پر شروع ہی سے مسجد کے

احکام جاری ہوں گے۔ اگرچہ اس کی تعمیر ابھی تک مکمل نہیں اور اس میں اذان و جماعت بھی نہیں ہوتی لیکن جس طرح مسجد کی مسجدیت کو باطل کر کے کسی دوسرے کام میں استعمال کرنا جائز نہیں، اسی طرح تعمیر مذکور بدلنا یا مسجد کے کام میں نہ لانا درست نہیں، آبادی اور غیر آبادی سے متعلق پہلے سوچنے کی بات تھی، کارکنان مدرسہ کا فریضہ ہے کہ مسجد کو آباد رکھنے کی سعی کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۴۶)

بانی کا مسجد منہدم کرنے سے روکنا

سوال: ایک مسجد میرے بھائی نے پانچ چھ سال پہلے بنوائی تھی اب کچھ لوگ بالکل شہید کر کے دوبارہ پتھر کی بنوانا چاہتے ہیں، کیونکہ ایام بارش میں کچھ پانی چھت میں آتا ہے، بھائی شہید کرنے سے روکتے ہیں اور وہ لوگ نہیں مانتے، ایسی حالت میں اگر بھائی صاحب مسجد کی تعمیر کا خرچ ان لوگوں سے لینا چاہیں تو اس کا کیا مسئلہ ہے؟

جواب: اگر چھت کی شکایت ہے تو چھت کی مرمت کافی ہے، بلا ضرورت پوری مسجد شہید کرنا درست نہیں اور چونکہ بانی مسجد متولی ہونے میں سب سے مقدم ہے، لہذا بانی اس فعل سے روک سکتا ہے اور منہدم کرنے والوں سے تاوان لاگت لے سکتا ہے لیکن ان کو اپنے خرچ میں نہیں لاسکتا، بلکہ مسجد میں لگانا واجب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۹۱)

بانی مسجد کا نماز پڑھنے سے روکنا

سوال: زید نے کوشش کر کے مسجد تعمیر کرائی جس میں اہل محلہ نے بھی چندہ دیا، مسجد مکمل ہوگئی، اذان اور جماعت شروع ہوگئی، مدت سے لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، مسجد کا راستہ کسی کی ملکیت نہیں ہے، علیحدہ ہے اس مسجد کے متعلق تین سوال ہیں؟

- ۱۔ کیا یہ مسجد وقف ہے؟ تمام اہل محلہ نماز کے حق دار ہیں، یا زید کی ملکیت ہے؟
- ۲۔ اگر تمام اہل محلہ باتفاق ایک امام مقرر کریں اور زید دوسرے کو تو کس کی رائے کو ترجیح ہوگی؟
- ۳۔ زید کہتا ہے کہ میں متولی مسجد ہوں اور مسجد کے نام پر چندہ لے کر گھر میں صرف کر دے تو پھر بھی متولی ہوگا یا نہیں؟

جواب: نمبر ۱ کا جواب یہ ہے کہ مسجد وقف تام ہو چکی ہے اور زید کی ملکیت سے نکل گئی ہے، اب اس میں تمام اہل محلہ کو نماز و اذان و جماعت کے حقوق حاصل ہیں، زید کسی کو شرعاً نہیں روک سکتا اور اگر روکے تو مَنَ اَظْلَمَ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ الْاٰیۃ کی وعید میں داخل ہوگا۔

دوسرے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ زید بانی نے حق تولیت اپنے لیے محفوظ رکھا ہے اور وہ متولی مسجد ہے، فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح کر دی ہے کہ جھگڑا نہ ہو تو بانی مسجد کا مقرر کیا ہو امام اولیٰ ہے اور متولی و قوم میں جھگڑا ہو تو اس فریق کا امام مقرر کرنا اولیٰ ہے جس کا انتخاب کردہ امام زیادہ نیک اور افضل ہو۔

نمبر ۳ کا جواب یہ ہے کہ وقف کنندہ مسجد اگر تولیت اپنے لیے رکھے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ مال مسجد میں خیانت کرتا ہے تو اسے معزول کر دینا چاہیے۔ (امداد المفتین ص ۷۷۵)

صرف اذان و جماعت کی اجازت سے بھی مسجد بن جاتی ہے

سوال: ایک آدمی نے زمین وقف نہیں کی، مسجد بن چکی ہے تو اس مسجد میں نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر مالک زمین نے مسجد بنا کر قبضہ اٹھالیا اور ہر ایک کو اجازت دیدی اور اذان و نماز

شروع ہو گئی تو اتنی بات سے وہ مسجد بن گئی وہاں نماز و جماعت سب ٹھیک ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۹۲)

مالک مسجد بنانے کو کہے تو کسی کو منع کرنے کا حق نہیں

سوال: میں ایک بڑے مکان میں رہتی ہوں، ایک چھوٹے صحن میں زید و عمر بھی رہتے ہیں جس

نے ایک قتل بھی کیا ہے اور سزایاب بھی ہے یہ سب لوگ مل کر اس صحن (مکان) میں مسجد بنوانا چاہتے

ہیں، وہ صحن تقریباً بیس سال سے میرے قبضے میں ہے، وہ زمین ایوب کی ہے، ان کا انتقال ہو گیا ہے یہ

سب لوگ کہتے ہیں کہ ایوب نے مسجد بنوانے کے لیے صحن دیا ہے مگر ہم ان کی رعایا ہیں، ہم کو انہوں

نے کوئی اطلاع مسجد بنوانے کی نہیں دی، لہذا اب ایوب کے بیٹے کہتے ہیں کہ اس جگہ مسجد بنے گی،

میں غریب ہوں، یہ وہ عورت مجبور ہوں، کیا کر سکتی ہوں، یہاں پر کیا شرعاً مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اس جگہ مسجد مالک نے بنانے کے لیے کہہ دیا ہے اور اس کا ثبوت موجود ہے تو جن لوگوں

کو کہا ہے ان کو وہاں مسجد بنانا درست ہے آپ کو یا کسی کو منع کرنے کا حق نہیں ہے، اگر آپ کے لیے رہنے کی

جگہ نہیں ہے تو اللہ سے دعاء کیجئے کہ وہ آپ کو جگہ دیدے اور اللہ کا گھر بنانے کے لیے جب آپ جگہ چھوڑ

دیں گے تو یقیناً آپ کے اخلاص کی برکت سے دوسری جگہ مل جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۹۹)

خاندانی اعزاز کیلئے بلا ضرورت مسجد بنانا

سوال: ایک شخص نے اپنی ایک مختصر زمین مسجد کے لیے اپنے خاندان کے لوگوں میں وقف

کر دی اور محض اپنی امتیازی حیثیت کے لیے مستقل مسجد کی تعمیر کے لیے درخواست بھی دے دی

خاندان کے لوگوں نے اپنے ہی لوگوں میں چندہ کر کے تعمیر کی اور آباد کیا جبکہ اس خاندان کے افراد قدیمی مسجد کے مستقل نمازی ہیں اور اذان و نماز بھی اس میں کرتے رہتے ہیں ان حضرات کے بننے سے یقین ہے کہ قدیمی مسجد غیر آباد ہو جائے گی۔

سوال یہ ہے کہ قدیمی مسجد کو غیر آباد کر کے محض اپنے خاندانی اعزاز میں الگ مسجد کی تعمیر کا شرعاً کیا حکم ہے؟

۲۔ پھر اس صورت مذکورہ میں قدیمی مسجد سے منتقلی شرعاً کیا حکم رکھتی ہے؟

۳۔ محلہ کی قدیمی مسجد کی امداد روک کر محض اپنے خاندانی اعزاز میں مسجد کی تعمیر کا شرعاً کیا حکم ہے؟

۴۔ محلہ کی مسجد کافی مقروض ہے اس کی ادائیگی کا لحاظ کیے بغیر دوسری مسجد کی تعمیر شرعاً کیسی ہے؟

جواب: مسجد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بنائی جاتی ہے تو اس میں اجر عظیم ہے کسی

دوسری غرض کے لیے بنائی جائے تو وہ مقبول نہیں اسی طرح ایسی جگہ بنانا جس سے قدیم مسجد کو ضرر

پہنچے ممنوع ہے جس مسجد کے ذمہ قرض ہے اس کی ادائیگی کی فکر مقدم ہے نئی مسجد ابھی نہیں بنائی گئی تو

سوال میں مذکور اغراض کی خاطر ہرگز نہ بنائی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۲۲)

مسجد کے توڑ دیئے جانے کے احتمال کے باوجود مسجد بنانا

سوال: ہمارے شہر میں دس بارہ سال پہلے ایک گرجا گھر خریدا ہے اس کو عبادت خانے کے

طور پر استعمال کرتے ہیں ایک بزرگ نے لوگوں کے ذہن کو صاف کیا اور مسجد شرعی کی نیت کرنے

کی ترغیب دلائی۔ یہاں حکومت کا قانون ہے کہ مکانات جب سو سال کے ہو جاتے ہیں تو

حکومت ان کو گرا دیتی ہے اور باشندے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں تو اس وقت اس مسجد کو کون

آباد کرے گا؟ اس لیے یہاں اکثر عبادت خانوں کی نیت کرتے ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ

۱۔ موجودہ حالات میں ایسے مکانات میں مسجد شرعی کی نیت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ مسجد شرعی کی نیت کرنے کے بعد اس کو اگر حکومت نے گرا دیا یا اس کے اطراف کی

بستی منتقل ہو گئی تو ارکان شوریٰ گنہگار ہوں گے؟ اور لوگوں کا یہ سوچنا کہ آئندہ کون آباد کرے گا؟

شرعی نقطہ نظر سے صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: شرعی مسجد کے ثبوت کے لیے ضروری ہے کہ وہ جگہ مسجد کے لیے وقف ہو اگر وہ جگہ

کچھ مدت کے لیے کرائے پر لی گئی ہے تو وہ شرعی مسجد نہ ہوگی۔

آب کے یہاں یہ صورت ہے حکومت کا قانون الی قولہ منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس سے بظاہر

یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی زمین نہ پئے (کرائے) پر لی ہے اور نہ مالک کی اجازت کے بغیر غصب

کی ہے بلکہ باقاعدہ خریدی ہے البتہ سو سال بعد احتمال ہے کہ حکومت اس کو توڑ ڈالے اور یہ جگہ اپنے قبضے میں لے لے اور پورے ملک میں عام صورت یہی ہے تو سر دست اس احتمال کا خیال نہ کیا جائے اور جو جگہ نماز کی نیت سے خریدیں اس میں عبادت خانے کے بجائے مسجد کی نیت کی جائے کہ ضرورت ہے اور اس ضرورت کی وجہ سے انشاء اللہ اس میں مسجد کا ثواب ملے گا۔

سو سال بعد جب بھی حکومت بستی کو منتقل کرے تو وہ لوگ جو اس وقت موجود ہوں مسجد کو اپنے قبضہ میں رکھنے اور آباد رکھنے کی کوشش کریں اور اگر آباد نہ کر سکیں تو حکومت میں درخواست دے کر اس کا احاطہ کر کے محفوظ کرنے کی پوری کوشش کریں۔

مسجد کی نیت کرنے میں امید ہے کہ موجودہ مجلس شوریٰ کے اراکین انشاء اللہ گنہگار نہ ہوں گے۔ (بلکہ نیت خیر کی وجہ سے انشاء اللہ ماجر ہوں گے) آئندہ خدا اس کی حفاظت کرے گا اور اس کے آباد ہونے کی شکلیں پیدا کرے گا۔ انشاء اللہ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۲۸-۱۲۷)

پٹے پر لی ہوئی زمین پر مسجد بنانا

سوال: ایک قطعہ زمین حکومت سے پٹے پر ملی ہے اس پر مسجد تعمیر کی گئی ہے متولیوں کو علم ہے کہ جس زمین پر مسجد تعمیر کی گئی ہے وہ ننانوے سال کی مدت ختم ہوتے ہی حکومت بغیر قیمت ادا کیے اپنے قبضے میں لے سکتی ہے نیز درمیان میں بھی حکومت چاہے تو یہ عمارت خرید سکتی ہے کیا ایسی زمین پر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ مسجد شرعی شمار ہوگی؟

جواب: جب کہ پٹے کی زمین پر مسجد تعمیر کی گئی ہے حکومت سے خریدی نہیں ہے نہ حکومت نے مسلمانوں کو دی ہے کہ مسلمان اس کو وقف کر کے مسجد شرعی بنا لیتے اور حکومت کو حق حاصل ہے کہ جب چاہے واپس لے لے تو یہ شرعی مسجد نہیں ہے عبادت خانہ ہے جماعت کا ثواب ملے گا مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا لیکن چوں کہ مجبوری ہے اس لیے مسجد کے ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۲۷)

رفاہی پلاٹ پر مسجد بنانا

سوال: ایک خالی پلاٹ اہل محلہ کے رفاہ کے لیے مخصوص ہے لوگ اسے اپنی انفرادی یا اجتماعی تقاریب میں استعمال کرتے آرہے ہیں ضرورت کے تحت اس پلاٹ کے ایک کونے میں چبوترہ بنا کر نماز باجماعت شروع کی گئی جو آج تک جاری ہے اس کارروائی سے پہلے مقامی حکام سے

اجازت حاصل نہیں کی گئی اب اس کی کوشش جاری ہے کیا اہل محلہ اس طرح مسجد تعمیر کر سکتے ہیں؟
جواب: حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے کہ بوقت ضرورت اہل محلہ راستے کو بھی مسجد بنا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ گزرنے والوں کو اس سے ایذا نہ ہو اس لیے کہ راستہ بھی انہی لوگوں کی ضرورت کے لیے ہے لہذا وہ اس میں تصرف کرنے کے مجاز ہیں۔

اس بنیاد پر خالی پلاٹ میں جو اہل محلہ ہی کے مفاد کے لیے چھوڑا گیا ہے اہل محلہ کی اجتماعی رائے سے مسجد کی تعمیر بطریق اولیٰ جائز ہے مسجد مسلم آبادی کی بنیادی ضرورت ہے حکومت پر ان لوگوں کا تعاون ضروری ہے نہ یہ کہ وہ اس کام میں رکاوٹ پیدا کرے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۴۴)

مشترک زمین میں مسجد بنانے کی ایک صورت کا حکم

سوال: ایک مشترک زمین میں ایک شخص نے مسجد بنوائی جس میں شریک ثانی کے روبرو اذان و جماعت ہوتی رہی تقریباً پانچ برس گزرنے کے بعد شریک ثانی اپنا حصہ مسجد میں دینے سے انکار کرتا ہے تو یہ مسجد شرعاً درست ہے یا نہیں؟

- جواب: ۱۔ شرکت عین میں ہر شریک دوسرے کے حصے میں اجنبی اور فضولی ہے۔
۲۔ فضولی بیع کرے مشتری قبضہ کر لے اور مالک حاضر ہو تو یہ مالک کے راضی ہونے کی دلیل ہے۔
۳۔ مالک کو اطلاع کر دینا بھی اس کے حاضر ہونے کے حکم میں ہے۔
۴۔ وقف اجازت پر موقوف ہونے میں عموماً اور مزیل ہونے میں خصوصاً بیع کے حکم میں ہے۔
۵۔ مسجد میں نماز باجماعت کا ہونا تسلیم و قبض کے درجہ میں ہے۔

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ مسجد شرعی ہو چکی ہے اب اس میں شریک کا دعویٰ سنا نہیں جائے گا۔
(احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۴۰)

گھر میں بنائی گئی مسجد کا حکم

سوال: یہاں بمبئی میں بعض جگہ پر کچھ اہل خیر نے اپنی جگہ پر مسجد بنا رکھی ہے اس میں ایک جگہ تو نماز جمعہ بھی ہوتی ہے مگر سوال یہ ہے کہ مسجد کے اوپر رہائش گاہ بھی ہے کیا وہ مسجد کے حکم میں ہوگی؟ اور وہاں جماعت ثانی ہو سکتی ہے؟ اور جس مسجد میں جمعہ نہیں ہوتا ہے صرف پنج وقتہ نماز ہوتی ہے اور اس کے اوپر بھی رہائش ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک وقف کر کے اس سے ملکیت کے حق کو ختم کر کے اس کا راستہ ہی الگ کر دیا جائے اور اس میں سب کو آنے اور نماز پڑھنے کا پورا اختیار نہ دیا جائے وہ شرعی مسجد نہیں ہوگی اوپر

کے حصے میں خود مالکانہ حیثیت سے رہیں اور نیچے کے حصے میں اذان و جماعت ہونے لگے اتنی بات اس کے مسجد ہونے کے لیے کافی نہیں وہاں جماعت ثانیہ جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۳۸)

مسجد میں دوسری مسجد بنانا

سوال: ایک مسجد کی موقوفہ زمین پر وقف کی شرط کے خلاف اہل محلہ کی اتفاق رائے سے دوسری مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جو زمین جس مسجد کے لیے وقف کر دی گئی وہاں دوسری مسجد بنانے کا حق نہیں نہ اس کو دوسری مسجد کے لیے فروخت کیا جاسکتا ہے نہ اس کا روپیہ لیا جاسکتا ہے۔

ہاں اگر خدا نخواستہ پہلی مسجد ویران ہو جائے وہاں مسلمان باقی نہ رہیں اور جہاں وہ زمین ہے وہاں مسلمان موجود ہوں اور ان کو مسجد کی ضرورت ہو تو اس زمین پر دوسری مسجد بنا لینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۷۵)

ریاست کی زمین پر مسجد بنانا

سوال: ایک زمین کا لگان سالانہ ریاست کو دینا پڑتا ہے جس سے واضح ہے کہ ریاست زمین کی مالک ہے اس حالت میں اس زمین کو وقف علی اللہ کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: ریاست سے وہ زمین سالانہ لگان پر جو حاصل کی ہے اگر اس کو مالکانہ تصرفات کے حق کے ساتھ ملی ہے اگرچہ لگان بھی ادا کرنا پڑتا ہے اور پھر اس کو تملیک کا دے دی ہے تو اس کا وقف کرنا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۹۲) ”ورنہ نہیں“ (م ع)

بنام مسجد گھری ہوئی زمین کا حکم

سوال: میں نے زمین خریدی ہے اس زمین کے ایک گوشے میں ایک قطعہ چھ فٹ لمبا پندرہ فٹ چوڑا مسجد کے نام سے گھرا ہوا ہے دیواریں تین فٹ اونچی ہیں لوگ بتلاتے ہیں کہ کسی وقت یہاں نماز ہوا کرتی تھی مگر سالہا سال سے اس میں اذان و نماز قطعاً موقوف ہے تو اس زمین کو فروخت کر کے محلہ کی دوسری مسجد میں اس کے روپے لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ یا پھر مسجد کے نام سے ہی باقی رکھا جائے؟ یا اس کی تعمیر ضروری ہے؟

جواب: جب یہ معلوم ہے کہ یہاں نماز ہوا کرتی تھی اور اس کی ہیئت بھی بتاتی ہے کہ یہ قطعہ زمین جداگانہ ہے کسی کے مکان کا جز نہیں ہے اور اونچی دیواروں سے گھرا ہوا ہے اور کوئی ملک کا مدعی نہیں اس

لیے اس کو فروخت نہ کیا جائے اگر اس کی تعمیر کی اہل محلہ میں گنجائش نہیں تو بغیر تعمیر ہی وہاں اذان و جماعت کا انتظام کیا جائے آہستہ آہستہ اس کی تعمیر کی طرف بھی توجہ کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۲۲)

دارالاقامہ میں بنی مسجد کا حکم

سوال: ایک دارالاقامہ کے چند کمروں کو توڑ کر مسجد بنائی گئی جس کو باقاعدہ مسجد کی شکل نہیں دی گئی یہاں باقاعدہ نماز پنجگانہ جمعہ اور امام و مؤذن کا انتظام ہے تو کیا اس مسجد کے لیے بھی وہی حکم ہے جو دیگر مساجد کے لیے ہے؟ مثلاً جنبی و حائضہ کا داخل نہ ہونا جماعت ثانیہ کا جائز نہ ہونا وغیرہ؟

جواب: اس جگہ پر مسجد شرعی کے احکام جاری نہیں ہوں گے یہاں جماعت ثانیہ بھی منع نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۵۲) ”چونکہ یہ شرعی مسجد نہیں“ (م ع)

ایک مسجد کے قریب دوسری مسجد بنانا

سوال: ایک مسجد پہلے سے ہے اور اس کے قریب دوسری مسجد بنانا چاہتے ہیں تو شرعاً دونوں مسجدوں میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

جواب: اگر اس مسجد میں نمازی نہیں سما سکتے جگہ تنگ ہے اس لیے دوسری مسجد کی ضرورت پیش آئی تو اتنی دور بنائیں کہ قرأت امام کی آواز نہ کمرائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۳۵)

عاشورہ خانہ (امام باڑے) کو مسجد بنانا

سوال: ایک ہندو نے ممبری کے لیے مسلمانوں سے ووٹ مانگے اور اس کے عوض ایک عاشورہ خانہ بنوا دیا تھا اب گاؤں میں مسجد کی ضرورت ہے تو اس عاشورہ خانے کو مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر وہاں مسجد کی ضرورت ہے تو عاشورہ خانے کو مسجد بنالینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۳۳)

منارہ بنانا کیسا ہے؟

سوال: مسجد میں منارہ بنانے کا ارادہ ہے کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں منارہ تھا؟ یہ بدعت تو نہیں ہے؟

جواب: بے شک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں مسجد کے منارے کی یہ شکل نہ تھی جو آج ہے لیکن اذان بلند جگہ سے دی جاتی تھی۔ ابوداؤد میں ایک صحابیہ کا بیان منقول ہے کہ میرا مکان مسجد نبوی سے قریب تھا اور دوسرے مکانات کی بہ نسبت بلند تھا جس پر چڑھ کر حضرت بال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیتے تھے۔

اس سے ثابت ہوا کہ اذان کے لیے بلند جگہ شرعاً مطلوب ہے لہذا ضرورت ہو جہاں منارے کے بغیر اذان کی آواز نہ پہنچتی ہو تو اسکا بنانا جائز ہے بدعت نہیں ہے مگر منارے بنانے میں نام و نمود مقصود نہ ہو اور ضرورت سے زیادہ بلند نہ ہو اور اگر مصلحت نہ ہو اور منارے کے بغیر آواز پہنچتی ہو تو جائز نہیں۔ (سب سے پہلے منارہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے بنایا گیا اور سب سے پہلے منارے پر چڑھ کر اذان دینے والے شریحیل بن عامر مرادی ہیں۔ "فی الشامیة وفی الشرح الشیخ اسماعیل عن الاوائل للسیوطی ان اول من رقی منارة مصر للاذان شرحبیل بن عامر المرادی و بنی مسلمة المنائر للاذان بامر معاویة ولم تکن قبل ذالک" رد المحتار ص ۲۵۹ ج ۱) (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۱۹) مسملکی تفریق کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

سوال: دیوبندیوں کو بریلوی صاحبان برا بھلا کہتے ہیں نیز اکابر علمائے دیوبند کو برا کہتے ہیں مسجد میں نماز پڑھنے سے جھگڑے کا زبردست خطرہ ہے کیا اس صورت میں دوسری مسجد بنا سکتے ہیں؟ جواب: اگر دوسری مسجد کی ضرورت بھی ہے اور اس میں جھگڑے سے بھی امن ہے تو دوسری مسجد بنالینا درست ہے بلکہ قرین مصلحت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۳۳)

غیر آباد مسجد کا دوسری زمین سے متبادلہ کرنا

سوال: زید نے اپنے مملوک کے باغ کے وسط میں تقریباً ایک بسوہ زمین مسجد کے نام سے وقف کر دی حالانکہ وہاں کوئی آبادی ہے اور نہ کوئی راستہ کہ جس کے راہ چلنے والے آ کر نماز پڑھیں اب اگر وہ اپنی اراضی فروخت کرنا چاہے اور خریدنے والا کوئی غیر مسلم ہو اس حالت میں اس مسجد کا کوئی نشان بھی باقی نہیں ہے تو درست ہے یا نہیں؟ کیا اس کی گنجائش ہے کہ اس ایک بسوہ زمین کی قیمت کسی آباد مسجد میں لگا دی جائے؟ یا اتنی ہی اراضی یا اس کی قیمت سے اراضی کسی مسجد کے لیے خرید دے کیونکہ یہ زمین باغ کے بالکل بیچ میں ہے اس لیے کسی کو بیع کرنے کی صورت میں اس کے بچا لینے کی کوئی صورت نہیں اور کسی غیر مسلم سے یہ امید بھی نہیں کہ وہ اس اراضی کو دین کی مصلحت کے لیے استعمال کرے گا اور مسجد کا احترام برقرار رکھے گا؟

جواب: وقف تام اور لازم ہونے کے بعد اس کی بیع جائز نہیں لیکن اگر اس کے تحفظ کی کوئی صورت نہ رہے اور اس پر غاصبانہ قبضہ ہو کر نفس وقف ہی کے باطل ہو جانے کا مظنہ ہو تو

مجبوراً دوسری زمین سے اس کا تبادلہ کر لیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۸۸)

بڑے مزار کو توڑ کر مسجد میں شامل کرنا

سوال: مسجد میں بخاری شاہ صاحب کا مزار ہے وہ اتنا لمبا چوڑا ہے کہ اس کی وجہ سے نماز کے لیے بڑی دقت ہوتی ہے اور مسجد چھوٹی ہونے کی وجہ سے نمازیوں کو پریشانی ہوتی ہے کیا اس مزار کو کاٹ کر حسب ضرورت چھوٹی قبر کر سکتے ہیں؟

جواب: قبر کا احترام ضروری ہے خاص کر کسی بزرگ کی قبر کا لیکن قبر وہی ہے جس میں مردہ ہو جتنی مقدار قبر کی مردے سے زائد بنائی جائے وہ قبر نہیں بلکہ مٹی کا ڈھیر ہے اس کا حکم قبر کا نہیں پس اگر اتنی لمبی چوڑی ہے کہ مردے کے قدم سے بہت زیادہ ہے تو مقدار زائد کو کاٹ کر ختم کر دینا قبر کی بے حرمتی نہیں ہے اگر قبر اتنی پرانی ہے کہ میت اس میں باقی نہ رہے تو قبر کا حکم ہی ختم ہو جاتا ہے اور اس جگہ حسب ضرورت تعمیر وغیرہ کی بھی اجازت ہوتی ہے اگر ایسی قبر مسجد میں ہو تو اس جگہ کو صاف کر کے مسجد کے کام میں بھی لایا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ فتنہ پیدا نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۹۴)

مقلد کی بنوائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: اگر کسی خاص امام کے مقلد بادشاہ نے یا کسی دوسرے شخص نے مسجد بنوائی تو کیا وہ مسجد اس کی ملکیت میں رہے گی اور دوسرے امام کا مقلد اپنے مشروط طریقہ پر اس مسجد میں بیک وقت اور بیک جماعت نماز ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد بنانے والے کی ملکیت میں باقی نہیں رہتی اور اس میں تمام مسلمان اپنے مشروط طریقے پر ہر وقت نماز ادا کر سکتے ہیں اور ایک ہی وقت میں ایک جماعت کے ساتھ بھی مگر ایک وقت میں دو جماعت کرنا جائز نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۱۵۴)

شیعہ کی بنوائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: اگر کوئی شیعہ اپنے مال سے مسجد بنادے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں نماز پڑھنے سے مسجد کے برابر ثواب ہوگا یا نہیں؟ اور اس کا حکم مسجد کا ہوگا یا وہ مثل دیگر مکانات کے ہے؟

جواب: شیعہ مسجد لے کر اللہ تعالیٰ بنادے تو وہ مسجد ہے ثواب مسجد کا اس میں ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۳۶)

پرانی قبروں پر مسجد کا حوض بنانا

سوال: پرانی قبریں جو کہ مسجد کے برابر ہو گئی ہوں اور صحن مسجد میں واقع ہوں ان پر حوض یا

دوسری شے مصالح مسجد کے واسطے بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر قبرستان وقف ہے تو یہ امر درست نہیں اور جو ایسا ہی دفن واقع ہوا تھا اور مردوں کی ہڈیاں خاک ہو گئیں تو درست ہے اور ہموار کرنے کے بعد ایسی زمین کا فرش مسجد میں داخل کرنا بھی درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۱)

مسجد کو فروخت کرنا

سوال: ایک مسجد دو گز لمبی ہے اور ایک گز چوڑی ہے اور ویران ہے نماز اور اذان اس میں کبھی نہیں ہوتی تو اگر اس کو متولی فروخت کر کے دوسری مسجد میں قیمت یا اس کی اینٹیں لگا دے اور اس کی زمین سے پرانی مسجد کے لیے دکان بنوادے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کی بیع حرام اور باطل ہے کسی حال میں بیع نہیں کر سکتے خواہ وہاں اذان و نماز ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو اور آباد ہو یا ویران ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۱)

مسجد کی افتادہ زمین کا حکم

سوال: ایک مسجد کے صحن کے آگے کچھ جگہ عرصہ دراز سے پڑی ہوئی ہے اور اس میں ایک جانب غسل خانے بنے ہوئے ہیں، بعض اہل محلہ کہتے ہیں کہ یہ جگہ ہماری ملک ہے دیگر لوگ کہتے ہیں کہ مسجد کی ہے اور ظاہر یہی ہوتا ہے مگر قبضہ اہل محلہ کا بھی رہا جیسے کہ گاڑی کھڑی کر دی، کباڑ ڈال دیا اور ایسا تصرف افتادہ زمین میں کر لیا کرتے ہیں مدعی کہتے ہیں کہ یہ جگہ ہمارے بیع نامہ میں ہے اور غسل خانے ہم نے رعایتہ بنوادئے ہیں مگر بیع نامہ دکھلاتے نہیں تو یہ جگہ مسجد کی قرار دی جائے یا کس کی؟ اگر وہ بیع نامہ دکھلا دیں تب بھی یہ جگہ مسجد ہی کی رہے گی؟

جواب: جب تک وہ لوگ اپنی ملک کا کوئی ثبوت معتبر اور کافی نہ دیں گے اس وقت تک وہ جگہ مسجد ہی کی سمجھی جائے گی۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۲)

مسجد کیلئے جبراً جگہ لینا

سوال: ایک مسجد کا صحن کم ہے اور نمازی کثرت سے آتے ہیں اور مسجد سے باہر ایک مسلمان کی جگہ ہے وہ بہ قیمت بھی جگہ نہیں دیتا اس صورت میں زبردستی بہ قیمت جگہ لے کر اگر مسجد میں شامل کر لیں تو درست ہے یا نہیں؟

جواب: جنگی اور ضرورت کی حالت میں جبراً جگہ لے کر مسجد میں بڑھادینا درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۳)

نئی مسجد میں پرانی مسجد شامل کرنا

سوال: پرانی مسجد نئی مسجد کے صحن میں شامل کر دی گئی، اس میں کوئی عمارت نہیں بنائی گئی تو کیا نئی مسجد کے سامنے کے صحن میں یا اندر نماز پڑھنے سے پرانی مسجد بھی آباد سمجھی جائے گی؟ یا خاص پرانی مسجد کی زمین میں نماز ضروری ہے؟

جواب: اس سے وہ بھی آباد ہو گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۹۳)

حکومت راستوں کی مالک نہیں، اس کو مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے

سوال: مسجد کے سامنے راستے کی افتادہ زمین بعض اہل محلہ مسجد میں شامل کرنا چاہیں اور کمیٹی سے اجازت لے لیں تو یہ حکم مسجد میں داخل اور لینا صحیح ہو جائے گا یا نہیں؟ راستے کی شرعی و قانونی مقدار سات گز چھوڑ کر یہ حصہ لیا جاتا ہے کیا اس میں تمام محلے والوں کی صراحتاً رضا ضروری ہے؟ بعض کا خیال ہے کہ راستہ حکومت کی ملک ہے اور کمیٹی کو سرکاری چیزوں کا اختیار نہیں ہاں دے دینے پر مزاحمت بھی نہیں ہوتی، پس مسلمان ممبر کمیٹی کو اجازت دینے اور لندن کی اجازت کے بغیر اس افتادہ زمین کا حصہ صحیح نہیں اور نہ اس حصے کو مسجد میں داخل کرنا یا نماز پڑھنا صحیح ہے؟

جواب: عام راستہ بادشاہ کا مملوک نہیں بلکہ حق عامہ ہے اور اگر مسجد میں حاجت ہو اور راغبیروں کو تنگی نہ ہو تو اہل محلہ کے اکثر بڑے لوگوں کی رائے سے مسجد میں ملا لینا جائز ہے اور کمیٹی کی اجازت کی ضرورت بہ مصلحت ہے اور وہ تملیک نہیں ہے کہ اس پر شبہات پیدا ہوں اور حدیث میں جو ”سات گز“ آیا ہے وہ تحدید کے لیے نہیں بلکہ اس وقت اس سے حاجت پوری ہو جاتی تھی۔ (امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۶۸۹)

دریا برد ہونے کے خوف سے مسجد منہدم کرنا

سوال: دریائے ہمارے قصبہ کو گرانا شروع کر دیا ہے اور قصبہ کی آبادی کے ایک حصے کو کاٹ دیا ہے لوگ نئی آبادی کی بنیاد ڈالنے کی تجاویز کر چکے ہیں اس قصبے میں تقریباً چھ سات مساجد اہلسنت کی ہیں اور قصبے کی طرح سخت خطرے میں ہیں اگر دریا شہر کو کاٹ کر بتدریج ان مساجد تک پہنچے اور ان کو گرانا شروع کر دے تو یقیناً تمام ملبہ پختہ اینٹیں لکڑی کا سامان، شہتیر، باسے وغیرہ دریا میں غرق ہو جائیں گے یا بہہ جائیں گے۔

اور چونکہ یہاں کے مسلمان بہت مفلوک الحال ہیں اس قسم کی پختہ عمارات زمانہ قدیم کی تعمیر شدہ ہیں اس صورت میں اگر مسلمان مساجد کا تمام ضروری اور کارآمد ملبہ مع پختہ فرشوں کے

اکھڑ لیں تاکہ نئی مسجد کی تعمیر میں لگایا جاسکے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جزئیہ کا حوالہ تو ذہن میں نہیں، قواعد سے عرض کرتا ہوں اگر غالب گمان کرنے کا نہ ہو تو گرانا جائز نہیں اور غالب گمان ہو تو اس نیت سے جائز ہے (اور اس نیت کا اعلان بھی کر دیا جائے) کہ اگر دریا برد ہو گئی تو اس کے بلے سے نئی آبادی میں مسجد بنالیں گے اور اگر سالم رہی تو پھر اصلی جگہ تعمیر کر دیں گے۔

اور یہ سب تفصیل اس وقت ہے کہ جب خود منہدم ہو جانے کے وقت نقل و حمل کی قدرت نہ ہو ورنہ خود انہدام کا انتظار ضروری ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۲۲ ج ۲)

مسجدیت کیلئے افراز طریق شرط نہیں

سوال: ایک شخص نے اپنے کارخانہ میں مسجد تعمیر کی مگر اس کے لیے مستقل راستہ وقف نہ ہوا کیا یہ جگہ شرعی کہلائے گی؟

جواب: یہ مسئلہ حضرت امام اعظم اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے مابین مختلف فیہا ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مستقل راستے کی تعیین کیے بغیر وقف تام نہیں ہوتا اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں راستے کی تعیین صحت وقف کے لیے شرط نہیں۔ اس کے بغیر بھی وقف صحیح ہو جائے گا اور راستہ بدون تصریح از خود ثابت ہو جائے گا۔

چونکہ قضا اور وقف میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول فتوے کے لیے متعین ہے اس لیے راستے متعین کیے بغیر بھی یہ جگہ شرعی مسجد ہو جائے گی۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۶۶)

مسجد کے پتھروں کو پیشاب خانہ میں لگانا

سوال: مسجد شہید کی ہے جدید تعمیر ہو رہی ہے جماعت خانے میں جو پتھر بچھے ہوئے تھے انہیں نکال لیے ہیں اور بیکار پڑے ہیں اگر انہیں بیت الخلاء اور پیشاب خانوں میں لگا دیا جائے تو کیا حرج ہے؟

جواب: بیت الخلاء اور پیشاب خانوں وغیرہ ناپاک جگہ میں اور جہاں بے ادبی ہوتی ہو ایسے کام میں لگانا بے ادبی ہے بہتر یہ ہے کہ ان کو مسجد ہی کے کام میں لایا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۶۶)

مسجد کی زمین کی فضا میں چھجہ بنانا

سوال: مسجد و مدرسہ دونوں متصل ہیں مدرسہ کی تعمیر ہو رہی ہے مدرسہ کی ایک دیوار مسجد کے صحن کی جانب ہے لوگوں کی خواہش ہے کہ اس دیوار میں دریچہ لگایا جائے اور دریچہ کی حفاظت کے لیے صحن کے اوپر دریچہ کا چھجہ تعمیر کیا جائے یہ پورا کا پورا چھجہ مسجد کی زمین میں ہوگا لیکن مسجد کو

اس سے کوئی نقصان نہیں، مسجد و مدرسہ ایک ہی محلہ کے ہیں، ایک ہی کمیٹی کی نگرانی میں ہے، جب چاہیں اس چھجہ کو توڑ کر مسجد کا کام کیا جاسکتا ہے تو دریچہ بنانا اور دریچہ پر چھجہ تعمیر کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کی جانب جب کہ نمازیوں کے حق میں خلل انداز نہ ہوتا ہو مدرسہ کی دیوار میں دریچہ بنانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے لیکن چونکہ چھجہ مسجد کی زمین کی فضا میں واقع ہوگا اور نمازیوں کے لیے تکلیف دہ اور آگے چل کر نزاع کا سبب بن سکتا ہے لہذا اس کی اجازت نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۸۸)

مسجد کی زمین میں اکھاڑہ بنانا

سوال: مسجد کے قریب ایک جگہ ہے جہاں پہلے مدرسہ تھا، اس کے بعد وہ جگہ کرائے پر دی گئی تھی اب وہ جگہ خالی ہے، محلہ والے کشتی کھیلنے کے لیے بلا کرایہ (مفت) طلب کرتے ہیں تو اس جگہ کو بلا کرایہ اکھاڑے کے لیے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مسجد کی جگہ اکھاڑے کے لیے مفت دینا جائز نہیں، کرائے پر دی جاسکتی ہے، بشرطیکہ مسجد کو اس کی ضرورت نہ ہو اور نہ مسجد کی بے حرمتی ہو ورنہ کرائے پر دینا بھی جائز نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۹۸)

عام سڑک میں سے کچھ حصہ میں مکان یا مسجد بنانا

سوال: سابق سے ایک شاہراہ عام تھا، اس کے کچھ حصہ میں ایک شخص نے اپنے مکان کے آگے اس راستے میں کچھ چبوترہ بنالیا، اہل محلہ نے سرکار میں عرضی دی، حاکم وقت نے موقع دیکھا، اس شخص نے جھوٹا اظہار کیا کہ یہ چبوترہ پندرہ یا بیس برس کا بنا ہوا ہے تو یہ اس شخص نے جھوٹ بیان کیا کیونکہ یہ ایک کا تھانہ کہ بیس سال کا مگر تب بھی حاکم نے حکم دیا کہ اس چبوترہ کا نصف حصہ دور کر دو، اس نے کاٹ کر چند روز بعد سابق سے بھی زیادہ تیار کیا، پھر وہاں پر کچھ تھوڑے سے حصے میں ایک جانب کو ایک مسجد تیار کی کہ میرا چبوترہ بھی بہانہ مسجد سے رہ جائے گا، اب بعد کو اس موقع پر کلکٹر آیا، اس نے عرضی دہندہ سے کہا کہ راستہ تو اب بھی وسیع ہے، تمہارا کیا حرج ہے، جاؤ چلے جاؤ، اب بعد دو سال کے اس نے چبوترہ کا مکان بنوایا اور بوقت تعمیر مانعین چبوترہ سے اجازت لی، سب نے رضا مندی ظاہر کی، اس راستے کے مالک اول زمیندار تھے، ایام بندوبست میں سرکار جبراً مالک ہو گئی تو حضور فتویٰ دیں کہ یہ مکان و مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ شخص عاصب ہے یا نہیں؟ اگر اجازت زمین داران کافی ہے تو سب کی اجازت چاہئے یا بعض کی بھی کافی ہے کیونکہ زمین دار مشترک ہیں؟

جواب: جب سب لوگ رضا مند ہو گئے ہیں تو وہاں مسجد بنانا درست ہے (فتاویٰ ابواللیث میں ہے کہ اگر راستہ میں وسعت ہو اور اہل محلہ نے مسجد بنالی اور اس سے راستہ میں کچھ نقصان نہیں

تو اس میں کچھ حرج نہیں) اور مکان بنانا بھی درست ہے، جھوٹ کا گناہ اس شخص پر ہے مگر مکان و مسجد میں کوئی خرابی نہیں ہے اور یہ شخص غاصب بھی نہیں ہے مگر سب کی رضامندی درکار ہے، چند کی رضامندی کافی نہیں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۹۹)

جماعت خانہ کی دیوار پتلی کر کے دکان بنانا

سوال: مسجد کی نئی تعمیر کا ارادہ ہے، جماعت خانے کی جنوبی دیوار کی موٹائی سولہ انچ ہے، اس کی موٹائی کم کر کے اندر کی جانب چھ انچ رکھ کر باہر کی جانب دس انچ کی دکان بنانا کیا جائز ہوگا؟ اسی طرح صحن میں ایک طاق ہے، نئی تعمیر میں یہ ارادہ ہے کہ اس طاق کو صحن سے خارج کر کے اس میں دکان بنادیں تو کیا جائز ہوگا؟

جواب: مسجد کی دیوار پتلی کر کے اس کا کوئی حصہ مسجد سے خارج نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس حصہ کو دکان میں شامل کیا جاسکتا ہے، صحن اگر داخل مسجد ہے تو یہ طاق بھی داخل مسجد ہے اس لیے اس جگہ دکان بنانا جائز نہیں اور اگر صحن خارج مسجد ہے تو یہ طاق بھی خارج مسجد ہے لیکن اس جگہ کو فنائے مسجد کہا جائے گا اور فنائے مسجد میں بھی دکان بنانا جائز نہیں۔ (فتاویٰ رحمیہ ج ۶ ص ۱۳۰)

مکان کے اندر بنی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: ایک نہایت وسیع مکان کے اندر مسجد ہے، شب کو اس مکان کو اندر سے بند کر لیا جاتا ہے، مسجد عرصے سے غیر آباد ہے، صاحب خانہ نماز نہیں پڑھتے کیا اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: اگر اس مسجد کا راستہ عام نہیں ہے اور مکان والے اس کو جب چاہیں بند کر سکتے ہیں تو وہ مسجد شرعی نہیں ہوتی، نماز جب مالک کی اجازت سے پڑھی جائے تو نماز ہو جاتی ہے، البتہ مسجد شرعی نہ ہونے کی صورت میں مسجد کا ثواب نہیں ملتا۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۲۶)

مسجد کو خام رکھنے کی شرط منظور کرنا

سوال: مسجد خام ہے اور عرصہ چھبیس سال سے اذان و جماعت ہو رہی ہے، مسلمانوں نے اس کی عمارت پختہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا، ہندوؤں نے پختہ تعمیر کرنے کا انکار کر دیا، معاملہ عدالت میں پہنچا، عدالت پولیس اور ہندوؤں کی مرضی یہ ہے کہ مسلمان اس مسجد کے بجائے کسی دوسرے مقام پر پختہ بنالیں اور اس مسجد کو بدستور خام رہنے دیا جائے، ان کا یہ بھی وعدہ ہے کہ اس مسجد کی بے حرمتی نہ کی جائے گی اور اس کے جملہ حقوق محفوظ رہیں گے، کیا رفع فساد کے لیے ایسا کرنے کی اجازت ہے؟

جواب: اگر مسجد مذکور بدستور رہے اور اس میں اذان و نماز و جماعت کے تمام حقوق قائم رہیں اور اس بات پر جھگڑا ختم ہوتا ہو کہ اس کی عمارت پختہ نہ کی جائے بلکہ پختہ مسجد دوسری جگہ تعمیر کر لی جائے اور مسجد خام کو خام ہی رہنے دیا جائے تو مسلمان اس فیصلے پر عمل کرنے میں گنہگار نہ ہوں گے اور دوسری پختہ مسجد میں جو مسلمان بنائیں گے نماز و اذان و جماعت و جمعہ سب امور ادا کرنا جائز ہوگا۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۸۰)

قبلے سے منحرف مسجد تعمیر نہ کی جائے

سوال: ایک پرانی مسجد کی جدید تعمیر کے سلسلے میں قطب نما سے دیکھا جاتا ہے تو آٹھ فٹ کا فرق قبلے میں آ رہا ہے کیا ایسی صورت میں سابقہ بنیاد پر جدید تعمیر کر لی جائے؟ یا قطب نما سے قبلہ درست کرنا ضروری ہے؟

جواب: جان بوجھ کر انحراف کے ساتھ تعمیر ہرگز نہ کی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ سابقہ مسجد بنانے کے وقت پورا لحاظ قبلہ کا نہ ہو سکا ہو کوئی ذریعہ صحیح علم کا نہ ہو اب جبکہ صحیح علم کے ذریعہ موجود ہے دیگر ایسی مساجد کو بھی دیکھ لیا جائے قطب نما سے بھی اندازہ کر لیا جائے تب تعمیر کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۳۹)

مکان اور مسجد کے درمیان راستہ کتنا ہو

سوال: مسجد کے قریب ایک صاحب مکان بناتے بناتے مسجد کے قریب آ گئے گاؤں والے کہتے ہیں کہ کم از کم بارہ فٹ چھوڑ کر بنانا چاہیے وہ کہتا ہے کہ اگر اس میں چھوڑ کر بناتا ہوں تو میرے ایک کمرے کا نقصان ہوتا ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: عام راستے کے لیے اتنی جگہ چھوڑ دی جائے جس میں آدمی اور وہاں کے مطابق بیل گاڑی چھکڑا وغیرہ بہ سہولت گزر جائے اس سے زیادہ چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۳۸)

محراب بھی داخل مسجد ہے

سوال: یہاں پر ایک مسجد بن رہی ہے تو محراب شامل مسجد ہے یا نہیں؟ اور لوگوں کی کثرت کے وقت امام محراب میں اندر کھڑا ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: محراب تو داخل مسجد ہے مگر اس کے باوجود امام کو اس طرح کھڑا ہونا چاہیے کہ اس کے پورے پیر محراب سے باہر ہوں یا کچھ حصہ محراب سے باہر ہو اگرچہ داخل محراب کھڑے ہو کر نماز پڑھانے سے بھی نماز ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۰۸) ”مگر مکروہ“ (م ع)

مسجد کی صفوں کو بانئیں دائیں سے کم کرنا

سوال: جامع مسجد کی صفوں کی چوڑائی تقریباً چار سو فٹ ہے چونکہ صف اول کا پورا کرنا لازم ہے مگر اس کی لمبائی اس قدر زیادہ ہے کہ جب جماعت ہوتی ہے تو صف اول میں دائیں بانئیں ملنے کی کوشش میں دوڑتے دوڑتے بھی رکعت نکل جاتی ہے اور نمازیوں میں بوڑھے، ضعیف، جوان، بیمار سب ہی ہوتے ہیں اس لیے صف اول کے پورا کرنے میں پریشانی ہوتی ہے اگر صف کو ایک خاص حد تک محدود کر دیا جائے اور دونوں جانب حصہ چھوڑ دیا جائے تاکہ امام صاحب کے پیچھے نمازی ایک خاص حد تک کھڑے ہوں اور دوسری صف میں بھی لوگ اسی کے برابر کھڑے ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس عذر کی وجہ سے دونوں جانب کچھ جگہ چھوڑ دی جائے اور امام وسط ہی میں رہے اور دوسری تیسری صف بھی صف اول کی طرح ہو جائے تو (اس کی وجہ سے دوسری تیسری صف والے اول کی فضیلت سے تو محروم رہیں گے مگر) فضیلت جماعت بلا تردد حاصل ہو جائے گی لیکن اس صورت میں مکروہ ہونے میں اختلاف ہے۔

ہاں اگر رکعت فوت ہونے کا خوف ہو مثلاً امام رکوع میں ہو تو پھر دوسری صف میں شریک ہو جانا مکروہ نہیں بلکہ تحصیل رکعت کے لیے ایسا کرنا افضل ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۸۶)

مساجد کے متعلق حکومت کی بعض شرائط کو ماننا

سوال: حکومت اپنی زمین میں رفاہ عام کے لیے ایک شفا خانہ بنانا چاہتی ہے اس زمین میں بعض منہدم مساجد بھی ہیں حکومت ان کو اپنے خرچ سے بنانے کا وعدہ کرتی ہے مگر عام لوگوں کو وہاں اجازت دینا مشکل ہے البتہ شفا خانہ کے مریضوں اور ملازمتوں کو ہر وقت اجازت ہے اور ایک مسجد کو بنانے سے کسی وجہ سے عذر کرتی ہے مگر اس کے تحفظ کے لیے احاطہ اس کا بھی بنادینے کو کہتی ہے اس صورت کو اگر مسلمان منظور کر لیں تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: احکام شرعیہ دو قسم کے ہیں ایک اصلی دوسرے عارضی صورت مسئلہ میں حکم اصل یہی تھا کہ مساجد ہر طرح آزاد ہیں ان میں کسی وقت کسی کو نہ نماز پڑھنے کی ممانعت ہو نہ آنے جانے سے مگر مسجد کی کسی مصلحت کے لیے۔

اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ مسلمان بدوں کسی خطرے میں پڑے اس پر قادر ہوں اور یہ حکم عارضی ہے کہ جس صورت پر صلح کی جاتی ہے اس پر رضا مند ہو جائیں اور یہ حکم اس حالت میں

ہے کہ جب مسلمان حکم اصلی پر قادر نہ ہوں۔

نظیر اس کی مسجد الحرام ہے جب تک اس پر مشرکین مکہ مسلط رہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز و طواف سب کرتے رہے اسی درمیان میں وہ زمانہ بھی آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے عمرہ کے لیے مکہ تشریف لائے اور مشرکین نے نہیں آنے دیا، پھر اس پر صلح ہوئی کہ تین روز کے لیے تشریف لائیں، آپ نے اس صلح کو قبول فرمایا اور وقت محدود تک قیام فرما کر واپس تشریف لے گئے۔ یہ سب اس وقت ہوا جب تسلط نہ تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو باقاعدہ تسلط فرمادیا اس وقت حکم اصلی پر عمل فرمایا گیا۔

پس یہ تو تفصیل ہے اس صلح کے لیے منظور کر لینے میں اور حکومت کا مساجد مذکورہ کی مرمت کا وعدہ کر لینا اس کی بھی اسی مسجد حرام میں ایک نظیر ہے کہ مشرکین نے اس کی تعمیر کی اور آپ نے قدرت کے وقت بھی اس تعمیر کو باقی رکھا۔

البتہ اس وعدے میں اتنی ترمیم کی درخواست مناسب ہے کہ جس مسجد کو صرف احاطے سے محفوظ کر لینا چاہتے ہیں اس کو بھی مسجد ہی کی صورت پر بنادیں، گوچہوترہ ہی بنادیں اور اگر کوئی قوی مجبوری ہو تو احاطہ پر قناعت کریں لیکن ایک پتھر کندہ کر کے نصب کر دیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۹۲)

مسجد بہر حال مسجد ہے، خواہ کتبہ میں کچھ ہی لکھا ہو

سوال: ہمارے شہر میں شاہان اسلام نے ایک مسجد اور اس کے سامنے حجرہ تیار کروا کر اس پر پتھر لگوائے ہیں، حجرے کے پتھر میں لکھا ہوا ہے کہ یہ جگہ مسلمانوں کی آسائش کے لیے تیار کی گئی ہے، اس میں کوئی مقبرہ نہ کرے۔

مسجد کی تاریخی بناء میں یہ شعر لکھا ہوا ہے:

خوشا منزل باغ رضواں رقم کہ جاں را دہد فیض باغ ارم
بتاریخ ایں جائے عشرت سرشت زہے جائے عشرت رقم زد قلم

اب بعض فسادی ہندو بعض خبیث مسلمانوں اور احکام کے ذریعے چاہتے ہیں کہ اس شعر کو مسجد کے ہدم کا ذریعہ بنا کر اس میں مندر بنادیں۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ ”عشرت شرشت“ کے لفظ سے مسجد مراد لینا ناجائز ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ سیاق و سباق اور مسجد کی صورت، محراب، قبلہ کے موافق ہونا، دیگر مساجد کی ہیئت کے موافق ہونا اور مسلمانوں کا اس کے مسجد ماننے پر اتفاق کرنا، قدیم اس میں نماز و جماعت و اذان کا

ہونا یہ سب اس کے مسجد ہونے کے قرائن ہیں آپ اس سلسلہ میں جواب باصواب سے نوازیں؟
جواب: مسجد کا مسجد ہونا کسی کتبہ وغیرہ پر موقوف نہیں اگر کتبہ بالکل موجود نہ ہو یا اس میں مسجد کی تصریح نہ ہو تو اس سے مسجد ہونے میں کوئی خلل نہیں آتا بلکہ اگر کتبے میں یہ بھی لکھا ہو کہ یہ مسجد نہیں اور تعامل اہل اسلام سے اس کا مسجد ہونا ظاہر ہوتا ہو تو اس کتبہ کا بھی اس وقت تک کوئی اعتبار نہ ہوگا جب تک یہ کسی حجت سے ثابت نہ ہو جائے کہ یہ کتبہ خود بانی مکان یا بانی مسجد کی جانب سے ہے بلکہ مسجد ہونے کا مدار صرف اس پر ہے کہ مالک زمین اپنی زمین میں عام مسلمانوں کو نماز باجماعت پڑھنے کی ہمیشہ کے لیے اجازت دے دے اور کوئی رکاوٹ نہ ڈالے۔

جب یہ بات محقق ہوگئی تو یہ جگہ مسجد ہوگئی خواہ تعمیر بھی نہ ہو پس جب کہ مسجد ہونے کے لیے تعمیر محراب اور صورت مسجد ہونا بھی شرط نہیں کتبہ وغیرہ تو کیا شرط ہوتا تو ایسی صورت میں کتبہ کے موہم الفاظ کی وجہ سے وقف اور مسجد کو باطل کرنا سراسر غلطی ہے اگرچہ یہ بات صحیح ہے کہ اس کتبے کے الفاظ سے مکان کا مسجد ہونا سمجھ میں نہیں آتا لیکن مسجد ہونے کا جس چیز پر مدار ہے وہ یہاں بالکل واضح طور پر موجود ہے۔ یعنی اہل اسلام کا قدیم تعامل لہذا بلاشبہ یہ مسجد ہے۔ (امداد المفتیین ص ۸۰۹)

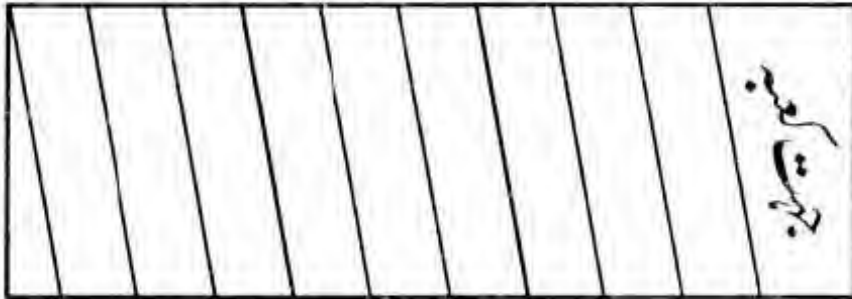
بوجہ شرارت بنائی گئی مسجد کیا مسجد ضرار ہے؟

سوال: ایک قصبے میں مسلمانوں نے شرارت کی بناء پر پہلی مسجد سے پچاس قدم کے فاصلہ پر ضد ادوسری مسجد بنائی ہے کیا یہ مسجد ضرار بن سکتی ہے؟ اور اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟
جواب: یہ مسجد اگر فی الواقع ضد کی وجہ سے اور مسجد قدیم کی جماعت توڑنے کے لیے بنائی گئی ہے تو اس کے بنانے والوں کو کچھ ثواب نہ ہوگا بلکہ گناہ ہوگا اور یہ مسجد ضرار کے مشابہ ہوگی لیکن اس کے باوجود بلاشبہ مسجد بن گئی ہے اس کے تمام احکام مسجد ہی کے ہوں گے۔

الغرض بہ نیت ضد مسجد بنانا گناہ ہے لیکن اس مسجد کو مسجد ضرار نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ حقیقی مسجد ہے اور اس کی مسجدیت میں کوئی خلل نہیں کیونکہ مسجد ضرار تو درحقیقت مسجد ہی نہ تھی بلکہ کفار (منافقین) نے اس کا نام محض تبلیہ کے لیے مسجد رکھ دیا تھا وہ تو اصل میں ایک مکان اس لیے بنایا تھا کہ مسجد قباء کی جماعت کو کم کیا جائے اور مسلمانوں میں باہم تفریق ڈالی جائے اور وہاں اسلام اور مسلمانوں کے نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورے اور تدبیریں کی جائیں اور ظاہر ہے کہ مسلمان جو مسجد بنانا ہے خواہ کسی وجہ سے ہونیت اس کی مسجد بنانے کی ہوتی ہے۔ امور مذکورہ سب اس میں نہیں ہوتے۔ (امداد المفتیین ص ۸۰۶)

جہت قبلہ کی رعایت میں صفوں کا چھوٹا بڑا ہونا

سوال: ایک مکان میں نماز باجماعت ہوتی ہے مگر مکان ہونے کی وجہ سے صفیں چھوٹی بڑی بچھائی جاتی ہیں تو اس طرح نماز باجماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟



جواب: مکان کے رخ پر صفوں کا ہونا ضروری نہیں، جہت قبلہ پر صفیں قائم کی جائیں، اگرچہ بعض چھوٹی بڑی ہو جائیں، پنج وقتہ نماز درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۱۶)

قرب وجوار میں متعدد مسجدیں ہوں تو؟

سوال: زید کے مکان کے قریب تین مساجد ہیں۔ (۱) مسجد فاطمہ مکان زید سے تراسی قدم کے فاصلہ پر ہے، راستہ میں پختہ سڑک نہیں ہے، ایک مقام پر راستے میں کچھڑ بھی رہتا ہے، پنج وقتہ نماز باجماعت ہوتی ہے لیکن امام کا تعین نہیں ہے۔

۲۔ مسجد سبحان، مکان زید سے ایک سو تیس قدم کے فاصلہ پر ہے، راستے میں پختہ سڑک نہیں ہے گلی میں ایک مقام پر حوض بھی ہے، مسجد میں پنج وقتہ نماز بھی ہوتی ہے لیکن امام کا تعین نہیں ہے۔

۳۔ مسجد فیض، مکان زید سے ایک سو تیس قدم کے فاصلہ پر ہے، راستے میں پختہ سڑک بھی ہے، سڑک پر لائٹیں کی کافی روشنی رہتی ہے، پنج وقتہ نماز باجماعت ہوتی ہے امام کا تعین ہے، زید بہ لحاظ سہولت نماز عشاء و فجر اسی مسجد میں ادا کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ مسجد ۲ میں شب کو جاتے ہوئے خطرہ دل میں رہتا ہے تو زید کو تینوں مسجدوں میں سے کس میں نماز ادا کرنی چاہیے؟

جواب: ان مسجدوں میں جو مسجد سائل کے محلہ کی ہو وہ افضل ہے۔ اس میں اس کو بالالتزام نماز ادا کرنا چاہیے اور اگر یہ سب اسی محلہ کی مسجدیں ہیں تو ان میں بھی سب برابر ہوں، یا سب سے زیادہ قدیم کون سی ہے، معلوم نہ ہو تو جو سب سے زیادہ قریب ہے وہ افضل ہے۔ (امداد الاحکام ص ۳۶۶ ج ۱)

مسجد کی چھت پر امام کیلئے کمرہ بنانا

سوال: ایک مسجد ہے اس کے دائیں اور بائیں جانب سڑکیں ہیں اور قبلہ کی دیوار کے آگے

مسجد کی کوئی زمین نہیں ہے تو مسجد کی چھت پر امام کا کمرہ بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟
جواب: مسجد کی چھت پر امام صاحب کے لیے کمرہ بنانا جائز نہیں ہے ہاں غسل خانہ وضو خانہ
استنجا خانہ وغیرہ جو فناء مسجد کے درجہ کی عمارت ہو اس کی چھت پر امام صاحب کے لیے کمرہ بنایا
جاسکتا ہے۔ (نظام الفتاویٰ ص ۳۱۳ ج ۱)

مسجد کیلئے چھوڑی گئی زمین امام کو دینا

سوال: یہاں نئی آبادی میں ایک قطعہ مسجد کے لیے چھوڑا گیا ہے ابھی وقف نہیں کیا نہ مسجد کی
بنیاد پڑی اور یہ زمین ہندو پٹواری نے چھوڑی ہے اب وہ پٹواری اس زمین کا آدھا ایک مولوی صاحب
کے نام کرنا چاہتا ہے اور بننے والی مسجد بھی انہیں کی ماتحتی میں چلانا چاہتا ہے یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اگرچہ ابھی تک وہاں مسجد نہیں بنی نہ اس زمین کو وقف کیا گیا لیکن جب منظوری مسجد کے
واسطے لی گئی تو اس کو کسی اور کے نام سے نہ چھوڑا جائے مسجد کی تعمیر اور اس کا انتظام سب کے مشورے
سے ایک شخص کے سپرد کر دیں جس کو مسجد اور نماز سے گہرا تعلق ہو۔ اس میں انتظام اور تولیت کی صلاحیت
ہو بلکہ ایک کمیٹی بنائی جائے تو بہتر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۵۰) ”ضروری نہیں“ (م ع)

مسجد پر امام کا مکان بنانا

سوال: امام کی سکونت کے لیے مسجد کے اوپر مکان تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: زمین کے جتنے قطعے کو ایک بار مسجد شرعی قرار دے دیا گیا اس کے اندر اور نیچے اوپر
کوئی چیز بنانا جائز نہیں مسجد شرعی قرار دینے سے قبل امام کے لیے مکان یا مصالح مسجد کے لیے اور
کچھ بنانا طے کر لیا ہو اور اس کی عام اطلاع بھی کر دی ہو تو جائز ہے مسجد شرعی ہو جانے کے بعد اگر
متولی نے شروع ہی سے نیت کا دعویٰ کیا تو یہ قبول نہ ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۴۴)

مسجد کی زمین میں حجرہ بنانا

سوال: مسجد چھوٹی ہونے کی وجہ سے بڑھائی گئی کسی قدر زمین مسجد کی بچی رہی اس میں حجرہ
وغیرہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مسجد کی بچی ہوئی یہ جگہ کسی دوسرے کام میں نہیں آ سکتی نہ یہاں حجرہ بنانا درست
ہے نہ غسل خانہ وغیرہ جس طرح ہو مسجد میں شامل کر دیں نہ ہو سکے تو احاطہ بنا کر ویسے ہی پڑا رہنے
دیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۳)

مسجد کا حجرہ بنوانے کا طریقہ

سوال: مسجد میں نمازیوں کو وضو کی سخت تکلیف گرمی میں رہتی ہے۔ کوئی جگہ سائے کی نہ تھی ایک شخص نے ایک سہ دری بنوانی شروع کی اور مسجد میں کسی طرف کو مسجد کے اسباب کے واسطے حجرہ بنوانا چاہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کے متعلق غسل خانہ حجرہ سہ دری وغیرہ اگر بنوایا جائے تو مسجد کے فرش سے بالکل علیحدہ اور ایک طرف کو ہو حتیٰ کہ اگر کوئی کڑی یا ستون مسجد پر رکھا جائے گا تو جائز نہ ہوگا اور جو ستون بنایا گیا ہو تو اس کو تروادینا چاہیے۔ علیٰ ہذا یہ تعمیر جس میں مسجد کا فرش کام میں آئے گا اس کا لینا ہرگز جائز نہ ہوگا اور اگر کچھ بنایا گیا ہو اور اس میں مسجد کا کچھ فرش آ گیا ہو تو اس کو تروادینا چاہیے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۳)

غیر مسلم سے مسجد و مدرسہ کی بنیاد رکھوانا

سوال: کسی غیر مسلم سے کسی مسجد یا مدرسہ کی بنیاد رکھوانا کیسا ہے؟

جواب: غیر مسلم اگر معمار ہو یا انجینئر ہو اور سمت سے خوف واقف ہو اور اسلام کی تقریب یا اعزاز کی نیت نہ ہو تو اس سے بنیاد رکھوانا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۳۲)

”بعض لوگ کفار غیٹاؤں سے بنیاد رکھوا دیتے ہیں جو سراسر غلط ہے“ (م’ع)

ہندو کے ذریعے مسجد کے درختوں کی آبپاشی کرانا

سوال: احاطہ مسجد میں ایک طرف مسجد سے ملحق لیکن حدود مسجد سے خارج ایک کنواں ہے اور دوسری طرف دو حجرے ہیں وہ بھی حدود مسجد سے خارج ہیں۔

احاطہ مسجد کے درختوں اور کاشت کی حفاظت کے لیے ایک غیر مسلم کاشت کار ملازم ہے اس کنویں سے (جو حدود مسجد سے خارج ہے) غیر مسلم کے ذریعے احاطہ مسجد کے درختوں کی آبپاشی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس کنویں سے مسجد کے متعلقہ درختوں اور زراعت کے لیے آبپاشی جائز ہے، مسلم کے ذریعے کی جائے یا غیر مسلم کے ذریعے بشرطیکہ غیر مسلم طہارت و نجاست میں فرق رکھتا ہو۔

(امداد المفتیین ص ۷۷۲)

ہندو سے خریدی ہوئی زمین میں مسجد بنانا

سوال: ایک ہندو سے زمین خرید کر اس زمین پر مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ہندو کی زمین مسلمان خرید لے تو پھر اسے اختیار ہے کہ اس پر مسجد بنالے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۵۵)

کافر کا مسجد بنوا کر مسلمانوں کو دینا

سوال: ایک ہندو نے اپنی خوشی سے اپنے ذاتی مال سے ایک مسجد بنوائی اور مسجد بناتے وقت کہا کہ اس مسجد کو مسلمانوں کے لیے بنانا ہوں، مسلمان اس میں نماز پڑھیں گے یہاں تک کہ جب وہ مسجد تیار ہوگئی تو مسلمانوں سے کہا کہ تم اس میں نماز پڑھا کرو ہمیشہ کے لیے اور اس مسجد کی تعمیر سے مسلمانوں پر کسی قسم کا احسان نہیں جتنا یا نہ کوئی اختیار اپنا مسجد پر رکھا، لہذا اس مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ہندو یہ مسجد مسلمانوں کو دے دے اور مسجد کے حق ملکیت، حق تولیت اور حق نگرانی اور ہر قسم کے حقوق سے دست برداری کر دے اور مسلمان اس پر ہر طرح قابض و مختار ہو جائیں تو اس میں نماز جائز ہے اور وہ مسجد ہمیشہ کے لیے جائز ہو جائے گی۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۴۶)

مسجد پر مدرسہ بنانا

سوال: مسجد کے اوپر مدرسہ کی تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بوقت ضرورت شدیدہ گنجائش معلوم ہوتی ہے مگر یہ اجازت اس صورت میں ہے کہ ابتدا ہی سے مسجد کے اوپر یا نیچے مدرسہ بنانے کا ارادہ ہو۔ اگر ابتداء ارادہ نہ تھا بلکہ مسجد کی حدود متعین کر کے اس رقبے کے بارے میں زبان سے کہہ دیا کہ ”یہ مسجد ہے“ اس کے بعد اوپر مدرسہ بنانے کا ارادہ ہوا تو جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۴۳) ”النَّيَّةُ مَعْتَبَرَةٌ قَبْلَ الْعَمَلِ لَا بَعْدَ الْعَمَلِ“ (م/ع)

مسجد و مدرسہ کی زمین کو صرف مدرسہ میں لگانا

سوال: زید نے ایک بیگھ زمین وقف کی اور کہا کہ میری زمین میں مسجد و مدرسہ بنانا، ان کی رائے کا احترام کرتے ہوئے اہل مدرسہ نے تھوڑی سی زمین میں مسجد کی بنیاد رکھ دی حالانکہ مدرسے کے حالات کے پیش نظر اس جگہ مسجد کی بنیاد مناسب نہیں تھی، مدرسہ کی تنگی کو دیکھتے ہوئے واقف صاحب نے مسجد کی بنیاد کی جگہ (جو کہ ابھی صرف بنیاد کی حد تک ہے) اس پر کسی قسم کی کوئی تعمیر نہیں ہوئی اور نہ کسی نے اس میں نماز پڑھی اور نہ ایسا کوئی کام کیا گیا جو اس کے مسجد ہونے پر دال ہو) مدرسہ کی تعمیر کی اجازت دے دی ہے اب اس وقت مدرسہ کی تنگی کی وجہ سے نہایت پریشانی ہے، لہذا شرعاً جواز کی صورت ہو تو تحریر فرمائیں؟

جواب: وہ جگہ ابھی مسجد نہیں بنی، واقف کو حق ہے کہ اگر وہاں مسجد بنانا درست نہیں تو اس جگہ

مدرسہ بنانے کی اجازت دے دیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۵۷)

مسجد کی وقف جگہ پر مدرسہ یا مؤذن و امام کا کمرہ بنانا

سوال: ہمارے یہاں ایک صاحب خیر نے مسجد کے احاطہ میں شرعی مسجد سے علیحدہ مدرسہ کی نیت سے دو بڑے کمرے تعمیر کرا دیے ہیں اس صورت میں مدرسہ کے اوپر امام اور مدرس کے لیے ایک دو منزلہ عمارت بنادیں تو شرعاً اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟

جواب: احاطہ مسجد کی وہ جگہ مسجد کے مصالح کے لیے وقف ہے اس جگہ مدرسہ بنانے کی اجازت دینا درست نہیں ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس کھلی یا بیکار جگہ پر مسجد کے پیسوں سے یا چندہ کر کے عمارت بنائی جائے اور وہ جگہ دینی مدرسہ چلانے کے لیے کرایہ پردی جائے اور کرایہ مسجد کے مفاد میں صرف ہوتا رہے یا امام و مؤذن کے لیے دے دیا جائے تو یہ صورت جائز ہے۔ صورت مسئلہ میں مسجد کی جگہ پر برائے رہنے کے مدرسہ کی عمارت بن چکی ہے تو مسجد والوں کو چاہیے کہ وہ لوگ رقم ادا کر کے یہ عمارت لے لیں زمین تو پہلے سے مسجد کی ملک ہے اس عمل سے مسجد کی ملک میں عمارت بھی آ جائے گی اور پھر وہ جگہ مدرسہ کو کرایہ پردی جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۹۵)

مسجد کی تعریف اور تعلیم قرآن کیلئے وقف کی گئی جگہ میں

امام کا مکان بنانے کا حکم

سوال: ہمارے محلے کی مسجد جو صدیوں پرانی ہے ایک سو سال ہوا کہ ایک نابینا حافظ صاحب جو تونسہ شریف پنجاب کے باشندے تھے آ کر اس مسجد کے ملحقہ چھوٹے سے حجرے میں جو ۸ فٹ چوڑا تھا مقیم ہوئے لیکن استدعا کی کہ ایک بڑا حجرہ ہونا چاہیے جس میں درس قرآن جاری کر سکوں محلے والوں سے تو کچھ نہ ہو سکا امام صاحب نے اپنی جانب سے ایک کشادہ حجرہ ۱۴ x ۱۴ مربع فٹ کا بنوا کر قرآنی تعلیم کے لیے وقف کر دیا اور اپنی رہائش بھی منتقل کر لی۔ تقریباً پچاس سال درس دیتے رہے بیسیوں حفاظ اور سینکڑوں ناظرہ خواں طلباء مستفیض ہوئے آخر داعی اجل کا پیغام آپہنچا اور بلیک کہہ کر اس دار فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) ان کے وفات پا جانے کے بعد مقامی دیہات سے ایک اور حافظ صاحب امام مقرر ہوئے جب شادی کی تو پردہ دار رہائشی مکان کا مطالبہ کیا ان کے لیے مسجد سے علیحدہ کسی مقام کا انتظام تو نہیں ہو سکا مگر چند ایک نے یہ تجویز پیش کی کہ اسی قرآنی تعلیم کی جگہ کے صحن میں دو دیواریں ڈال کر اسی کو پردہ دار مکان بنادیا جائے مگر میں نے بدلائل ذیل اس کی مخالفت کی۔

۱۔ سابق امام مرحوم نے جو اپنی جانب سے قرآنی تعلیم کا حجرہ بنا کر وقف کیا اس کے وقف کا حق پامال کر کے کیا وقف کی روح کو تڑپانے کے مترادف نہ ہوگا؟ اور کیا ہم گنہگار نہ ہوں گے؟

۲۔ ہر انسان کو چاہیے وہ مسلمان ہو یا ہندو سکھ ہو یا عیسائی، یہودی ہو یا مجوسی، مسجد کے کسی حصے میں آنے جانے کا حق رکھتا ہے، بشرطیکہ (الف): پاگل نہ ہو، (ب): ایسا غلیظ لباس نہ رکھتا ہو جس سے دیگر حاضرین کو گھن آئے (ج): نشے کی حالت میں نہ ہو، (د): کسی سے دشمنی کا ارادہ نہ رکھتا ہو وغیرہ وغیرہ، مگر مکان بنانے سے حق چھین جائے گا۔

۳۔ صحن حجرہ اتنا وسیع و عریض نہیں جس میں مکان کے علاوہ کسی اور حجرے کے بنانے کی گنجائش ہوتا کہ قرآنی تعلیم جاری کی جاسکے۔

۴۔ پردہ دار مکان بن جانے سے صحن حجرہ میں مسجد میں جاتے وقت جوتے اتارنے کا حق بھی تلف ہوگا۔

۵۔ مسجد کے محراب والا کمرہ اور حجرہ متصل ہیں اور درمیان میں ایک کھڑکی بھی لگی ہوئی ہے جس سے سابق نابینا امام مرحوم بوقت امامت جماعت آمد و رفت رکھتا تھا اب حجرہ جو رہائشی کمرہ بن جائے اور اس میں بال بچے رہنے لگیں اور اگر امام صاحب بھیڑ بکری بھی رکھتے ہوں تو ان کی آواز سے کمرے متصل ہونے اور بیچ میں کھڑکی ہونے سے نماز میں خلل واقع ہونے کا احتمال ہے۔

۶۔ اپنے شہر میں اور دیگر شہروں میں بھی یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ مکان کو قربان کر کے مسجد بنائی جاتی ہے اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ ”جو مسجد بناتا ہے اس کو جنت میں گھر ملتا ہے“ میں عرض کرتا ہوں اس کا کیا بنے گا جو اس کے برخلاف مسجد کو گھر بناتا ہے؟ اس کو آخرت میں کیا ملے گا؟

۷۔ مسجد میں مکان بن جانے سے اس کی ڈیوڑھی کا دروازہ بھی اندرون مسجد ہوگا جبکہ مسجد کا اپنا داخلی دروازہ بھی بالمقابل گھر کے ہوگا اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ کبھی کبھی اتفاقاً نمازیوں کا اور گھر میں آنے جانے والی عورتوں کا آمنا سامنا ہو جائے جو ایک معیوب بات ہے۔

کرم فرمائے بندہ! دریں حالات یہ دریافت طلب امر ہے کہ از روئے شریعت حقہ احاطہ مسجد میں جو زیادہ وسیع و عریض بھی نہ ہو ایک سابق حجرہ قرآنی تعلیم اور اس کے صحن کے تمام حقوق غصب کر کے پردہ دار رہائشی مکان بنانا کیسا ہے؟ کیا ہم مکان بنا کر گناہگار نہ ہوں گے؟

جواب: پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ شرعاً مسجد صرف وہ جگہ ہوتی ہے جس کو بنانے والے نے مسجد قرار دیا ہو اور صرف نماز پڑھنے کی نیت سے بنایا ہو لیکن جو جگہ کسی اور مقصد مثلاً تعلیم قرآن کے لیے وقف کی گئی ہو وہ نہ شرعاً مسجد ہوتی ہے اور نہ اس پر مسجد کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ لہذا صورت مسئلہ میں صحن حجرہ کو اگر بانی یا واقف نے مسجد قرار دیا تھا تب تو اس کو نماز پڑھنے کے سوا کسی بھی مقصد

کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ اس میں رہائشی مکان بھی نہیں بن سکتا لیکن اگر بانی یا واقف نے اس کو مسجد قرار نہیں دیا بلکہ تعلیم قرآن کے لیے یا مسجد کی دیگر ضروریات کے لیے وقف کیا تھا تو اس میں یہ دیکھا جائے گا کہ واقف کی شرائط کیا تھیں؟ اگر اس نے وقف کرتے وقت کوئی ایسی صراحت کر دی تھی کہ یہ پوری جگہ تعلیم ہی میں استعمال ہوگی اساتذہ وغیرہ کے مکانات میں نہیں تب بھی یہاں مکان بنانا جائز نہیں؟ لیکن اگر وقف میں تعلیم قرآن کی تمام متعلقہ ضروریات کی نیت کی گئی تھی تو اس میں ضرورت کے وقت اساتذہ کا مکان بنانے کی گنجائش ہے البتہ تعمیر اس انداز سے کرنی چاہیے کہ حتی الامکان نماز میں کوئی خلل واقع نہ ہو اور بے پردگی کا بھی احتمال کم سے کم ہو۔ واللہ اعلم (فتاویٰ عثمانی جلد ۷ ص ۵۰۷)

مدرسے والوں کیلئے مسجد کی مغربی دیوار میں دروازے بنانا

سوال: مسجد کے مغربی حصے میں اسلامی مدرسہ ہے تو مدرسے والوں نے مسجد کی مغربی دیوار کو توڑ کر تین دروازے بنائے جس سے طلبہ آتے جاتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں تو اس طرح دروازہ اور مدرسہ بنانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اہل مدرسہ کا اپنی آمدورفت کی سہولت کے لیے مسجد کی مغربی دیوار توڑ کر دروازے نکالنا غلط طریقہ ہے جو مسجد میں آنے کا عام راستہ ہے اس سے آنا جانا چاہیے یہ تصرف غلط ہو مدرسہ مسجد کی جس سمت پر حسب مصلحت ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۳۵)

بنام مدرسہ جگہ کو مسجد میں شامل کرنا

سوال: مسجد سے ملی ہوئی بنام مدرسہ ایک جگہ ہے کیا اس جگہ کو مسجد میں شامل کر کے مدرسہ چلایا جاسکتا ہے؟ بسا اوقات نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہونے سے مذکورہ جگہ امام مسجد ہی کی امامت میں باجماعت نماز ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ جگہ کسی کی جگہ مملوک ہے تو مالک کی اجازت سے مسجد میں شامل کرنا درست ہے اگر وہ جگہ جداگانہ مدرسہ کے لیے وقف ہے تو اس کو مسجد میں شامل نہ کیا جائے اگر وہ مسجد کے لیے وقف ہے تو آپس کے مشورے سے حسب ضرورت مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے مجمع زیادہ ہونے کے وقت اگر وہاں تک صفیں متصل ہیں تو امام کی اقتداء میں وہاں نماز درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۰۰)

مسجد کی زمین میں دکان بنانے کی ایک تدبیر

سوال: ایک جگہ مسجد کی ہے اس میں کوئی دوسرا شخص دکان بنالے اور مسجد کو کچھ سالانہ مقرر

کر کے دینا چاہئے بعد وصولی رقم دکان مسجد کی ہو جائے گی یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس کی صورت اس طرح کر لی جائے کہ زمین مسجد اس شخص کو کرائے پر دے دی جائے اور کرایہ پیشگی لے کر اس سے دکان بنوادی جائے جب دکان مکمل ہو جائے تو وہ کرائے دار کے حوالہ کر دی جائے اس طرح وہ دکان مسجد کی ہوگی اور کرائے دار کو اتنی مدت استعمال کا حق ہوگا جس کا کرایہ وہ پیشگی ادا کر چکا ہے یہ بھی درست ہے کہ خالی زمین دے دی جائے جس کا کرایہ وہ مسجد کو ادا کرتا رہے اور کرایہ دار خود اس میں تعمیر کرنے پھر جب مدت کرایہ داری ختم ہو جائے تو اپنی تعمیر ہٹالے خالی زمین مسجد کو دے دے یا بعینہ تعمیر مسجد کو دے دے خالی زمین کرائے پر دیتے وقت یہ شرط نہ کی جائے کہ اس زمین کا کرایہ یہ ہے کہ اس پر دکان تعمیر کر کے اتنی مدت بعد وہ تعمیر مسجد کو دے دے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۸۴)

مسجد کی زمین پر مالکانہ قبضہ کرنا

سوال: زید مسجد کے صحن اور نماز جنازہ کی جگہ اور مذہبی اجتماع کی جگہ اور تعزیے کے راستے پر قبضہ کر کے، مکان بنانا چاہتا ہے اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اگر وہ جگہ مسجد کے لیے وقف ہے تو اس پر مالکانہ قبضہ غصب اور حرام ہے اس قبضے کو ہٹا کر مسجد کے قبضہ میں دینا ضروری ہے پھر اس کی چار دیواری بنا کر حسب مصالح مسجد کے کام میں لائیں تاکہ آئندہ ایسی نوبت نہ آئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۸۱ ج ۱۲)

اس صحن مسجد کا حکم جو ناہموار پڑا ہوا ہو

سوال: مسجد کے صحن کا کچھ حصہ جو حدود مسجد میں ہے بغیر مرمت و پلستر وغیرہ کے ہے اس جگہ روڑا پڑا ہوا ہے ناہموار ہونے کی وجہ سے یہاں باقاعدہ نماز نہیں پڑھی جاتی کیا اس کا احترام صحن مسجد کی طرح ضروری ہے یہاں جو ناہموار لے جانا یا غسل وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: جس حصہ زمین کو مسجد قرار دیا گیا ہے وہ مرمت نہ ہونے کے باوجود قابل احترام ہے اس میں کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو آداب مسجد کے خلاف ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۰۴)

جمعہ کیلئے مستقل مسجد بنانا

سوال: اگر کسی مسجد میں صرف پنج وقتہ نماز ادا کر لیا کریں اور قریب ہی مسجد صرف جمعہ پڑھنے کے ارادہ سے بنائی جاتی ہے تو اس صورت میں یہ مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مسجد قدیم میں لوگ جمعہ پڑھنے کے لیے نہیں آتے اور دوسری جگہ جامع مسجد

ضرورت ہے تو دوسری جگہ جامع مسجد بنانا جائز ہے لیکن علاوہ جمعہ کے دوسری نمازیں بھی اس میں پڑھا کریں تاکہ وہ آباد رہے، صرف جمعہ کے لیے مخصوص نہ کریں اور مسجد قدیم حتیٰ الوسع آباد رکھنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۶۵)

مسجد کو عید گاہ بنانا

سوال: ایک گاؤں میں ایک مسجد تھی اہل محلہ نے مشورہ کر کے اس کو دوسری جگہ بنائی اب لوگ چاہتے ہیں کہ پہلی مسجد کی جگہ میں کچھ جگہ چاروں طرف سے ملا کر عید گاہ بنالیں کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد کو عید گاہ بنانے کا اگر یہ مطلب ہے کہ اس میں ہنچگانہ بھی ہوتی رہے اور اس قدر وسیع ہو جائے کہ بوقت ضرورت عید کی نماز بھی ہو سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں یہ اس وقت ہے جب کہ وہاں عید کی نماز درست ہو جاتی ہو اور اگر مطلب یہ ہے کہ اس کو صرف عید کے لیے مخصوص کر دیا جائے اور نماز ہنچگانہ اس سے موقوف کر دی جائے تو یہ قطعاً ناجائز ہے خواہ وہاں عید کی نماز ہو جاتی ہو یا نہ ہوتی ہو کیونکہ اس سے مسجد معطل ہو جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۴۶۸) ”اور یہ جائز نہیں“ (م ۷)

معتکف کی چہل قدمی کیلئے مسجد کو وسیع کرنا

سوال: مسجد بناتے وقت یہ نیت کی یہ مسجد دروازے تک ہے یہ مسجد کا حصہ ہے اور یہ باہر کا حصہ ہے جس کو برآمدہ کہتے ہیں یہ مسجد سے باہر ہے مسجد نہیں میں مسجد کا بانی تھا اب جماعت کے چند آدمی یہ کہتے ہیں کہ مسجد کے برآمدہ کو بھی مسجد میں شامل کر دو مسجد میں کچھ کمی نہیں ایک شخص کہتا ہے کہ اگر باہر کا حصہ مسجد میں داخل کر دیا جائے تو معتکف برآمدے میں ٹہل سکتے ہیں اور باہر کیا ہو رہا ہے دیکھئے ہوا خوری کرے۔

جواب: محض اس مقصد کے لیے کہ معتکف اعتکاف میں رہتے ہوئے باہر کی چیزیں دیکھ لیا کرے مسجد کی توسیع کی ضرورت نہیں لہذا جو حصہ باہر کا ہے اس کو باہر ہی رہنے دیا جائے مسجد میں داخل نہ کیا جائے ہاں اگر مسجد میں اتنی تنگی ہے کہ نمازی نہ آسکتے ہوں تو آپس کے مشورے سے وہ حصہ داخل کر لیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۹۶)

شراب کی آمدنی سے بنی ہوئی مسجد کا حکم

سوال: زید مسلم شراب کی بیع کرتا ہے مگر خود نہیں بلکہ نوکر اور اقرباء کرتے ہیں کیا اس کی بد میں ہم مسلمانوں کی نماز ہوگی؟

جواب: اگر وہ مسجد شراب کی آمدنی سے بنائی گئی ہے تو اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جو نمازیں وہاں پڑھیں وہ بہ کراہت ادا ہو گئیں ان سے آئندہ احتیاط کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۵۲)

مسافروں کیلئے وقف چیزوں کو امام کا استعمال کرنا

سوال: مسجد کی اشیاء جیسے تیل یا چارپائی اور بستر جو مسافروں کے واسطے مسجد میں ہوں امام ان کو اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد میں جو سامان تیل وغیرہ رہتا ہے یا جو سامان مسافروں کے لیے چارپائی بستر وغیرہ رکھا جاتا ہے وہ سب مال وقف ہے اور مال وقف کا واقف کی منشاء کے خلاف استعمال کرنا متولی کے لیے بھی جائز نہیں کسی دوسرے کے لیے کیسے ہو سکتا ہے؟ (امداد المفتیین ص ۷۸۰)

مسجد کی وقف جائیداد میں دوسری مسجد بنانا

سوال: ایک مسجد ہے اس کے چند متولی ہیں ان میں سے بعض متولی معذوری اور دوری کی وجہ سے اس مسجد کی زمین میں دوسری مسجد بنانا چاہتے ہیں کیونکہ بارش وغیرہ میں نابینا اور ضعیفوں کو وہاں جانے میں تکلیف ہوتی ہے تو کیا پہلی مسجد کی صحرائی یا سکنتی زمین میں دوسری مسجد تعمیر کرنا جائز ہے؟

جواب: صورت مذکورہ میں اس موقوفہ زمین کے عوض میں کوئی دوسری زمین (اگرچہ اس سے اچھی ہو) مسجد کو دے کر وقف کا بدلنا تو جائز نہیں لیکن اگر محلہ والے آپس کے اتفاق سے اس مسجد کی وقف زمین میں دوسری مسجد سوال میں درج ضرورت کی وجہ سے بنالیں تو اس میں مضائقہ نہیں۔ (امداد المفتیین ص ۷۸۹)

مسجد کے پتھر جوتے رکھنے کی جگہ لگانا

سوال: ایک مسجد شہید کر کے بڑی بنائی گئی اس کا فرش (صحن) پتھر کا تھا وہ پتھر جوتے اتارنے کی جگہ لگا دیئے گئے تو اس پر جوتے اتارنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: وہ پتھر ایسی جگہ نہ لگائے جاتے تو بہتر تھا جہاں جوتے نکالے اور رکھے جاتے ہیں کیونکہ یہ خلاف تعظیم ہے تاہم اب جب کہ ان پر نماز نہیں پڑھی جاتی تو ان کا وہ حکم نہیں جو مسجد کے فرش میں لگے ہوئے کا تھا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۷۲)

زمین وقف کیے بغیر مسجد بنانا

سوال: اگر کسی نے اپنی زمین وقف کیے بغیر مسجد بنائی اور جھگڑے کے وقت یہ کہے کہ یہ جامع الفتاویٰ - جلد ۹ - 3

میری مسجد ہے تو ایسی مسجد میں بلا کراہت نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: جس جگہ کو وقف نہیں کیا وہ مسجد شرعی نہیں بنی اس میں اگر کوئی آدمی مالک کی اجازت سے نماز پڑھے گا تو نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی مگر مسجد کا ثواب نہ ملے گا اور بغیر اس کی اجازت کے کسی کو نماز پڑھنا بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ جگہ اس کی ملک سے خارج نہیں ہوئی۔ (امداد المفتیین ص ۸۱۲)

مسجد کے کسی حصہ کو حوض بنانا

سوال: ایک پرانی مسجد ہے اس کے آگے فنائے مسجد کی زمین ہے اس میں حوض بنانا چاہتے ہیں مگر حوض کے لیے وہ جگہ کافی نہیں اگر حوض کسی قدر مسجد کے نیچے آئے اور اس کے اوپر سے ویسی ہی چھت ڈالی جائے جیسے کہ پہلے تھا تو آیا یہ درست ہے یا نہیں؟ اس صورت میں مسجد بھی کم نہ ہوگی اور حوض بھی دو گز کے بقدر مسجد کے نیچے آ جائے گا اور اوپر سے چھپا ہوا ہوگا پہلے کی طرح لوگ اس پر نماز پڑھ سکیں گے؟

جواب: درست نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۸۶)

مسجد کے چندے سے کیا گیا خرچ جائز نہیں

سوال: ایک مسجد کے لیے کوئی وقف نہیں چندے پر اس کا مدار ہے اس چندے سے امام و مؤذن کی تنخواہ اور خوراک دینا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر کوئی جلسہ ہو تو اس چندے سے اس میں پان وغیرہ مزگانا اور خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر خط و کتابت کی ضرورت ہو تو اس میں چندہ کا پیسہ خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو چندہ لوگ مصارف مسجد کے لیے دیتے ہیں ان میں سے امام و مؤذن کی تنخواہ دینا جائز ہے۔

جلسہ کے پان وغیرہ کا خرچ اس میں جائز نہیں کیونکہ اہل چندہ نے اس کام کے لیے چندہ نہیں دیا۔

مسجد کے ضروری کاروبار کے لیے خط و کتاب کا جو خرچ ہو وہ بھی اس چندے سے دینا جائز

ہے۔ (امداد المفتیین ص ۷۹۰)

مسجد کی آمدنی مقدمہ میں خرچ کرنا

سوال: ایک مسجد کی آمدنی اڑھائی ہزار تھی پھر متولی ایک بار سوخ شخص بنایا جس سے مسجد کی

آمد اور حالت رو بہ ترقی ہوتی گئی ساتھ ہی مسجد میں کثرت اثر دھام اور بوسیدگی کی وجہ سے توسیع و

تجدید کی ضرورت لاحق ہوئی۔ مسجد میں اتنی رقم نہ تھی مگر زید نے مخلصین کی ایک جماعت فراہمی

چندہ کے لیے تیار کی تعمیر کا آغاز ہوا جب مسجد شہید ہو گئی تو مخالفین کی ایک جماعت اٹھی (جن کو

زید سے ذاتی دشمنی تھی) اور زید پر حساب غنمی کا دعویٰ دائر کیا اور اب مسجد کی آمد بجائے اڑھائی ہزار کے سات ہزار اور ایک جماعت اوقاف کمیٹی کے نام سے وجود میں آئی، کمیٹی والے اول تو متولیان کو اپنے ساتھ لگانا چاہ رہے تھے لیکن جب ناکامی ہوئی تو متولیوں کے خلاف فوجداری اور دیوانی کے مقدمے دائر کر دیئے، عدالت نے زید پر ایک سو دس روپے جرمانہ کر دیا مگر زید نے پھر سیشن کورٹ میں درخواست کی وہاں سے زید بری ہو گیا، اب سوال یہ ہے کہ زید کا اس میں بہت روپیہ خرچ ہوا، زید اس کا خرچ مسجد کی آمدنی سے لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب مسجد کی آمدنی مسجد کے مخصوص مصارف کے لیے وقف ہے اس میں سے مقدمات کے مصارف لینا جائز نہیں لیکن جب زید متولی بلا تنخواہ کام کرتا رہا ہے تو ان مصارف کا بار اس کے ذمہ میں بھی نہیں رکھا جاسکتا۔ اس لیے اب دو صورتیں ہیں:

اول یہ کہ اس قدر رقم اسی خاص کام کے نام سے چندہ کر لیا جائے اور چندے سے یہ مصارف ادا کر دیئے جائیں۔ چندہ دینے والوں کو وہی ثواب ملے گا جو مسجد میں چندہ دینے کا ہوتا ہے بلکہ شاید اس سے بھی زائد ثواب کے مستحق ہوں کہ ایک مظلوم مدیون کے سر سے بار قرض اتارنا ہے جس کے متعلق احادیث صحیحہ میں بہت بڑا اجر مذکور ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ آئندہ کے لیے رقم مذکور ادا ہونے کے وقت تک اس متولی کی کچھ تنخواہ جاری رکھی جائے، بعد میں تنخواہ چھوڑ دی جائے اور پھر لوجہ اللہ حسب سابق کام کرتے رہیں، اس طرح مسجد کے موجودہ خزانے اور جائیداد سے روپیہ مذکور دیا جاسکتا ہے مگر بطور مشاہرہ نہ بنام مقدمہ اور ادائیگی کے لیے ایک مشمت نہ دیا جائے گا بلکہ ماہ بمآہ حسب تنخواہ مقرر کر دیا جائے گا۔

(امداد المفتیین ص ۷۹۰)

مسجد کے حجرے میں غیر مسلم کا رہنا

سوال: کسی حجرے میں (جب کہ حدود مسجد سے خارج ہے) غیر مسلم کاشت کار کا جو درختوں وغیرہ کا محافظ ہے، رہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کے حجرے میں کسی غیر مسلم کا رکھنا اگرچہ وقف درختوں کی حفاظت کی غرض سے ہو مناسب نہیں، البتہ احاطہ مسجد جس میں کاشت وغیرہ ہوتی ہے اس میں کوئی حجرہ بنا کر اس میں کسی غیر مسلم کو رکھا جاسکتا ہے کیونکہ یہ حجرے فنائے مسجد میں داخل ہیں اور عادتاً فنائے مسجد کے حجرے خاص مصالح مسجد کے لیے بنائے جاتے ہیں، جیسے امام، مؤذن یا طالب علم وغیرہ۔ لوگوں کی رہائش کے لیے اور مسجد کی جائیداد کی حفاظت کرنے والا ملازم جب کہ وہ غیر مسلم ہے ان مصالح کے اندر

داخل نہیں، اگرچہ جائیداد مسجد کے متعلقہ مصالح میں داخل ہے لیکن یہ دونوں چیزیں (یعنی مصالح مسجد اور مستغلات مسجد) جدا جدا ہیں، ایک کا استعمال دوسرے میں جائز نہیں۔ (امداد المفتیین ص ۷۷۲)

ایک مسجد میں دری وقف کر کے پھر دوسری مسجد میں دینا

سوال: حاجی صاحب نے تین دریاں ایک مسجد میں وقف کیں، پھر ایک دری اور خرید کر پہلی تین دریوں میں سے ایک لے کر قریب ہی کی دوسری مسجد میں بھجوا دی، یہ سمجھ کر کہ یہ بھی خدا کا گھر ہے، دونوں میں برابر بھجوانا چاہتے تو جس مسجد میں تین دریاں وقف کی تھیں ان میں سے ایک دری واپس لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: وقف دریوں میں سے ایک لے کر دوسری مسجد میں وقف کرنا صحیح نہیں ہوا کیونکہ وقف کرنے کے بعد وقف کو کسی تبدیلی کا شرعاً اختیار نہیں رہتا اور وقف کی ہوئی چیز وقف کی ملک سے نکل جاتی ہے۔ پس اس ایک دری کو واپس لے کر پہلی مسجد میں دے دیں کیونکہ وہ دری پہلی مسجد میں وقف ہو چکی ہے۔ (امداد المفتیین ص ۷۷۰)

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں استعمال کرنا

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ہم لوگ قصبہ انگ پور میں آباد ہیں جو کہ دریا چناب کے کنارے پر واقع تھا۔ دریائے چناب کے فلڈ وڈھا بردی کی وجہ سے بالکل ختم ہو گیا۔ شہر مذکور دیگر موضع ڈیرہ ہیبت میں گورنمنٹ عالیہ کی منظوری کے ساتھ بنایا گیا۔ جس میں اس موجود وقت میں دو سو گھر آباد آ ہو چکے ہیں۔ ہر ماہ کے بعد افرمال صاحب کے دورہ پر شہر میں پلاٹ کی منظوری مل جاتی ہے۔ تو چند لوگ ہمارے بھائی تقریباً چالیس گھر اس شہر میں نہیں آئے جو کہ نزدیک موضع بلکانہ میں ایک بستی بنا کر آباد ہو چکے ہیں اب التماس یہ ہے کہ ہمارے سابق شہر انگ پور میں جامع مسجد تھی۔ جس کا مالہ ڈھا بردی کے وقت اکھاڑ لیا گیا تھا جو کہ چوکٹ کوڑ دریاں سائبان خیمہ بھی تھا۔ یہ سامان بستی میں آباد ہونے والے لوگوں نے ایک جگہ رکھ لیا تھا شہر منظور شدہ میں جامع مسجد تیار کرنے کے بعد ہم نے اپنی بستی میں آباد ہونے والے بھائیوں سے مطالبہ سامان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم بھی مسجد میں استعمال کرتے ہیں۔ مسجد انہوں نے بھی تیار کر لی ہے۔ اب آپ جناب فیصلہ صادر فرماویں کہ یہ سامان سائبان وغیرہ سابق جامع مسجد کا تھا اس شہر والی جامع مسجد میں جو کہ منظور شدہ شہر میں ہے کا حق ہے یا کہ بستی والی مسجد کا حق ہے۔ ہم سب بھائیوں نے اکٹھے ہو کر التماس کیا ہے تاکہ فتویٰ کی وجہ سے سائبان وغیرہ کا فیصلہ کیا جائے۔

جواب:- اگر یہ سامان سابقہ مسجد کا مال وقف سے خرید کیا ہے تو دونوں مسجدوں میں اس سامان کا استعمال جائز ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جو مسجد سابقہ مسجد سے قریب پڑتی ہے۔ اس کا حق مقدم ہے۔

فی درالمختار ج ۳ ص ۲۰۷ و مثله فی الخلاف المذکور حشیش المسجد و حصیره مع الاستغناء عنهما الی قوله فیصرف وقف المسجد والرباط والبئر الی اقرب مسجد اور رباط او بئر انتھی۔

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں صرف کرنا اگر چہ اختلافی ہے۔ لیکن علامہ شامیؒ نے اسی صفحہ ۲۰۷ کے آدھ میں ثابت کر دیا ہے کہ آج کل بالکل جائز ہے جب کہ پہلی مسجد خراب ہو جائے اور لوگ اس سے متفرق ہو جائیں یعنی اس میں نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سامان مسجد کے لیے خریدا پھر اس کی ضرورت نہ رہی

سوال: ایک شخص نے کسی خاص مسجد کے ستون لگانے کے لیے لکڑی وقف کی اور اب اس لکڑی کی اس مسجد میں ضرورت نہ رہی تو یہ لکڑی دوسری مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: درست نہیں بلکہ اس کو فروخت کر کے اسی مسجد کے دوسرے مصارف میں لگایا جائے یا محفوظ رکھا جائے کہ آئندہ ضرورت ہو تو اس میں صرف کیا جائے گا۔ (امداد المفتیین ص ۷۷)

مسجد کی ہیئت کو بدلنا

سوال: محلہ کی مسجد پرانی عمارت اور نشیب میں واقع ہے لہذا اس کی کرسی کسی قدر ہم اونچی کر کے اس کی قدیم بنیاد پر نئی مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور چونکہ جماعت خانہ طول و عرض میں زیادہ ہے اور صحن کم ہے۔ اب ارادہ یہ ہے کہ جانب جنوب تھوڑا حصہ جماعت خانہ کا خارج کر کے جماعت خانہ سے لے کر صحن میں لے لیا جائے یا اس خارج حصہ کو دو تین کمان لے کر بمشکل سہ دری کر دیا جائے اس طرح کے تغیر کی شرعاً ممانعت تو نہیں؟

جواب: سنا گیا ہے کہ ان اطراف میں صحن مسجد کے ساتھ معاملہ مسجد کا سانہیں کرتے اگر یہ صحیح ہے تو جماعت خانہ کا کوئی حصہ صحن میں داخل کرنا درست نہیں ورنہ اس کو لوگ مسجد سے خارج سمجھیں گے۔ اسی طرح سہ دری یا ایسی کوئی چیز بنانا جس کے بننے کے بعد دیکھنے والے اس حصہ کو مسجد سے خارج سمجھیں جائز نہیں اور اگر یہ بات نہ ہو تو صرف نیچے سے اونچی کر دینا یا زائد کر دینا

مضائقہ نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس قدر زمین اب مسجد سمجھی جاتی ہے اس کا کوئی جز خارج مسجد کی شکل پر بنانا درست نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۹۳)

ایسی جگہ مسجد بنانا جہاں بعد مدت ویران ہونے کا خطرہ ہو

سوال: آستانہ شہر سے چار میل فاصلے پر ہے اور ہر چار طرف ایک ایک آبادی نہیں میرے ساتھ چند خادم رہتے ہیں نماز باجماعت ہوتی ہے ایک جگہ نماز کے لیے مخصوص ہوتی ہے جو موسم کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک میں تراویح کا انتظام ہے کبھی شہر سے زیادہ آدمی آجاتے ہیں تو مجبوراً میدان میں جماعت ہوتی ہے میں نے مسجد بنانا چاہی، بعض اہل علم نے کہا جب تک تم یہاں ہو مسجد آباد رہے گی تمہارے بعد ویران ہو جائے گی کیونکہ ایسی پُرخطر و غیر آباد جگہ میں کون قیام کرے گا اس لیے یہاں مسجد بنانا مناسب نہیں حضرت کے ارشاد کا طالب ہوں؟

جواب: میں وجداً بھی دلیل سے بھی ان اہل علم حضرات سے متفق ہوں وجدان کا علم تو مجھ ہی کو ہے اور دلیل یہ ہے کہ مقصود مسجد بنانے سے اجر کا دو چند ہونا ہے جس کی توقع غیر آباد مسجد میں نہیں لیکن احادیث سے ثابت ہے کہ خود صحرا میں نماز پڑھنا گو بغیر مسجد کے ہو اور گو بغیر جماعت کے ہو اجر کے دو چند ہونے کا باعث ہے جب مسجد کی غرض بغیر مسجد بھی حاصل ہے پھر مسجد بنا کر اس کو خطرہ ویرانی و بے حرمتی میں کیوں ڈالا جائے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۲۱)

چندہ سے بنائی گئی مسجد کا حکم اور اس میں تالالگانا

سوال: جو مسجد چندہ سے بنائی گئی ہو وہ وقف ہے یا نہیں؟ اگر وقف ہے تو اس کا کوئی مسلمان مالک ہے؟ یا کسی کو یہ حق ہے کہ اس میں قفل ڈال دے اگر قفل ڈال دیا جائے تو دوسروں کو کیا حق ہے؟ قفل ڈالنے والے کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟

جواب: مسجد چندہ سے بنائی جائے یا کوئی ایک شخص بنائے دونوں وقف ہیں کسی کی ملکیت نہیں اور کسی کو اس میں مالکانہ تصرف کرنے کا حق نہیں اگر متولی مسجد کا اسباب چوری سے محفوظ رہنے کے خیال سے نماز کے علاوہ فارغ وقتوں میں قفل ڈال دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر قفل نماز کے اوقات میں پڑا رہتا ہو جس کی وجہ سے نمازیوں کو دقت ہوتی ہو یا چوری وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو بے ضرورت قفل ڈالا جائے تو اس کا متولی کو کوئی حق نہیں اس کے متعلق اس سے باز پرس کی جاسکتی ہے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۱۳۶)

پرانے قبرستان پر مسجد بنانا جائز ہے

سوال: پرانا قبرستان جس میں قبروں کے نشان مٹ گئے ہوں اور لوگوں نے اس میں اموات کو دفن کرنا چھوڑ دیا ہو ایسے قبرستان پر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس قبرستان میں اگر لوگوں نے اموات کو دفن کرنا ترک کر دیا ہو اور سابقہ قبروں کے نشان مٹ گئے ہوں تو وہاں مسجد بنانا جائز ہے ایسے ہی اگر قبرستان کسی کا مملوک ہے اور اس میں قبور مٹ چکی ہوں تو مالک کی اجازت سے وہاں مسجد بنانا جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۴۰۹)

مسجد کی مغضوب زمین کی قیمت لینا

سوال: ایک مسجد کی قدرے زمین مسجد کے پڑوس کے مکان میں دب گئی اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دبے ہوئے حصہ پر مسجد کا قبضہ نہیں ہوا اور اس وجہ سے یہ زمین دہالی گئی ہے اور اس مکان پر جو پڑوس میں ہے مختلف مالکان ہندو مسلم بدلتے چلے آئے ہیں آیا اب اس صاحب مکان سے جو فی الحال ہے اس زمین کے ٹکڑے کی قیمت لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: وہ زمین غالباً مسجد کی ملحقہ موقوفہ زمین ہے یعنی نماز کے لیے بنائی گئی جگہ میں داخل نہیں ہے اور اب اس پر عرصہ دراز سے دوسروں کا قبضہ ہے اور مالک بدلتے چلے آئے ہیں ان حالات میں ہدم مکان اور واپسی زمین کا مطالبہ مشکل ہے بلکہ اس کی قیمت موجودہ مالک سے لی جاسکتی ہے اور یہ مالک سابق بائع سے لے سکتا ہے۔ علیٰ ہذا اصل غاصب تک یہ سلسلہ جاسکتا ہے اس حاصل شدہ رقم سے دوسری زمین خرید کر وقف کر دی جائے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۴۶)

پُرخطر زمانہ میں مسجد کو آباد رکھنے کی کیا صورت ہو؟

سوال: جب کہ خطرہ شخصی مدافعت کی حدود سے بالاتر ہو تو مساجد کو آباد رکھنے کی کیا صورت ہے؟ کسی خاص شخص یا چند افراد کو معاوضہ دے کر مسجد کو آباد رکھنے کا فرض ان پر عائد کرنا کیسا ہے؟ مسجد کے ساز و سامان کو دوسری جگہ منتقل کر کے مسجد کو بغیر کسی حفاظت کے کھلا چھوڑ دیا جائے یا اس کے لیے چند افراد کو مقرر کیا جائے؟ کیا مسجد کو بند کر دینا یہاں تک کہ اوقات نماز میں بھی بند رہے درست ہے کہ نہیں؟

جواب: جائز ہے اگر مسجد میں نماز پڑھنے والے رہیں تو بند نہ کی جائے اور نمازی نہ رہیں تو بند کرنا مباح ہے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۳۲۸)

مسجد کا کسی دوسری زمین سے متبادلہ کرنا

سوال: یہاں جو جامع مسجد ہے کہ دروازے کو وسیع کرنے پر فائرنگ ہوئی اس کی بابت اسٹیٹ کے حکام بالا کہتے ہیں کہ مسلمانان جے پور کے لیے ایک لاکھ روپیہ لگا کر دوسری مسجد بنادی جائے شریعت سے اس کی بابت کیا حکم ہے؟ کفار راجہ کے پیسے سے بنی ہوئی مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور اس مسجد کے عوض میں دوسری مسجد لینا بھی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس مسجد کے معاوضہ میں دوسری مسجد بنوانے کا اگر مطلب یہ ہے کہ موجودہ مسجد سے مسلمان دست بردار ہو جائیں اور یہ مسجد ریاست کو دے دیں اور دوسری مسجد بنوالیں تو یہ قطعاً ناجائز اور مسلمانوں کو ایسی تبدیلی منظور کرانا حرام ہے اور اگر یہ مسجد قدیم قائم رہے اس کی مسجدیت میں کوئی فرق نہ آئے اور ریاست دوسری مسجد کسی وسیع مقام پر بنادے اور مسلمانوں کو دے دے تو اس نئی مسجد میں نماز جائز ہوگی بشرطیکہ اس نئی مسجد کی عمارت یا زمین سے ریاست کے حقوق مالکانہ یا تبدیل و تغیر کے اختیارات متعلق نہ رہیں اور بالکل یہ مسلمانوں کو دے دی جائے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۳۲۵)

زمانہ جنگ میں مسجد آباد رکھنے کا حکم

سوال: کسی شہر پر اگر بمباری ہو چکی ہو اور ہر لمحہ ہوائی حملہ کا خطرہ رہتا ہو تو کیا آئمہ مساجد و مؤذنین پر مساجد کے آباد رکھنے اور پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرنے کا فرض بالکل اسی طرح عائد ہوتا ہے جیسا کہ زمانہ امن میں یا نہیں؟

جواب: ان کو حق ہے کہ وہ بغرض احتیاط باہر چلے جائیں، لیکن اس غیر حاضری کے زمانہ کی تنخواہ مانگنے کے وہ بغیر متولیوں کی مرضی کے حق دار نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۳۲۸)

دوبارہ تعمیر کیلئے مسجد کو منہدم کرنا

سوال: مسجد کی تعمیر کو مستحکم اور مضبوط بنانے کے لیے مسجد کا گرا نا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تعمیر نہ کرنے کی صورت میں اگر منہدم ہو جانے کا خوف ہو تو صرف اہل محلہ کے لیے گرانے کی اجازت ہے، دوسروں کو نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۷۰)

سڑک کو مسجد بنالینا

سوال: اگر اہل محلہ نے کشادہ اور وسیع سڑک کے بعض حصہ کو مسجد بنالیا اور راہگیروں کو اس سے کوئی تکلیف بھی نہیں تو ایسا کر لینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۷۰)

مسجد کی جگہ بدلنا

سوال: چھوٹی ہونے کی وجہ سے مسجد اہل محلہ کے لیے تنگ ہے اور ان لوگوں میں وسیع کرنے کی گنجائش نہیں، اگر پڑوسی یہ چاہے کہ مسجد کو اپنے گھر میں شامل کر کے دوسری بڑی جگہ مسجد کے لیے اہل محلہ کو دیدے تو اہل محلہ کے لیے ایسا کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۷۰)

مسجد کا حصہ سڑک میں شامل کرنا

سوال: سڑک کے تنگ ہونے کی صورت میں وسیع اور کشادہ مسجد کی کچھ زمین سڑک میں شامل کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۷۱) ”زائد زمین“ (م ع)

مسجد کو آباد کرنا

سوال: جو مسلمان مسجد آباد کرنے کی فکر میں رہتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص مؤمن کامل اور عادل متقی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو مسجد میں آتا جاتا دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مساجد کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۷۱)

مسجد کو ویران کرنا

سوال: جو مسلمان مسجد کو ویران اور غیر آباد کرنے کی فکر میں رہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: قاعدہ کلیہ ہے اگر معبود کی تعظیم دل میں ہوگی تو اس کی عبادت کی بھی تعظیم ہوگی اور عبادت کی تعظیم کے لیے عبادت خانہ کی تعظیم ضروری ہے۔ لہذا عبادت گاہ کو ویران کرنا انکار عبادت کی دلیل ہے جس سے انکار معبود لازم آتا ہے۔ اس صورت میں اس کا یہ عمل اس گرفتار اور قول کے مخالف ہو گیا جو نفاق کی علامت ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي

خَرَابِهَا. (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۷۱)

ویران مسجد کسی کی مملوک ہو سکتی ہے یا نہیں؟

سوال: اگر کوئی مسجد لوگوں کی بے پروائی اور بے حرمتی کی وجہ سے ویران ہو گئی اور قابل نماز نہ رہی یا وہ پورا محلہ ہی ویران ہو گیا اور مسجد کی ضرورت نہ رہی تو وہ مسجد مملوک ہوگی یا نہیں؟

جواب: شیخین کے نزدیک مسجد ہی رہے گی اور امام محمدؒ کے نزدیک بانی مسجد یا اس کے ورثاء کی ملکیت میں منتقل ہو جائے گی اور امام ابو یوسفؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ قاضی کی اجازت سے دوسری مسجد کی طرف منتقل کر دی جائے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۷۱)

مسجد کی موقوفہ زمین پر مکان بنانا

سوال: زمین نام نہاد عید گاہ و مسجد جس پر مدت تک نماز عیدین وغیرہ ہوتی، کھیتی و مکان وغیرہ کے کام میں لائی جائے یا نہیں؟ در صورت یہ کہ عید گاہ کے واسطے اس سے عمدہ جگہ دی جائے؟

جواب: جو زمین مسجد کے لیے وقف ہو چکی ہے اس میں مکان بنانا یا کھیتی کرنا درست نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۳۳)

جماعت کی فضیلت وار دہ وقف مسجد کیساتھ خاص ہے

سوال: (۱) حدیث میں جو مسجد محلہ کا ثواب پچیس گنا کا وارد ہے وہ زمین وقف کا حکم ہے یا مطلق نماز کے لیے بنانے سے بھی یہی ثواب ہوگا؟ اور کسی نے نماز کے واسطے مکان بنادیا اور نماز پڑھنے لگے مگر زبانی وقف نہیں کیا اب لوگوں کے نماز پڑھنے پر وقف کا حکم دیا جائے گا یا نہیں؟

۲۔ نماز جماعت سے پڑھنے کا ستائیس درجہ تنہا سے ملتا ہے یہ حکم گھر پر جماعت کا بھی ہے یا مسجد کا اور جب مسجد کا حکم پچیس کا ثواب ہے اور جماعت کا ستائیس کا ہے اب جب مسجد اور جماعت دونوں ہوں گے تو پچیس اور ستائیس کے ضرب دینے کا ثواب ہونا چاہیے یہ قاعدہ ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد وہی ہے جو وقف ہو جو وقف نہ ہو وہ مسجد نہیں ہے۔ اس میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب تو ملے گا مگر مسجد کا ثواب نہ ملے گا اور بدون وقف کیے فقط مکان میں نماز کی اجازت دینے سے مسجد نہیں ہوتی اور بغیر مسجد کے بھی اگر جماعت ہو تو ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد کا ثواب اس کے علاوہ ہے۔ ”اور مذکورہ ضرب کا قاعدہ معلوم نہیں صحیح ہے یا غلط“ (مُع) (امداد الاحکام ص ۳۵۵ ج ۱)

افتادہ زمین کو مسجد میں شامل کرنا

سوال: ایک مسجد ہے اس کے عقب میں جو زمین ہے وہ قاضی کا باغ کہلاتا ہے اکبری دور میں یہاں کیرانہ میں قاضی تھے فی الحال تو صرف دو چھوہارے کے درخت موجود ہیں اس اراضی

میں قاضی صاحب کی قبر بھی ہے اس کا احاطہ بھی ہے، مسجد اور احاطہ کے درمیان کچھ خالی جگہ ہے اس کو اہل مسجد توسیع کر کے مسجد میں شامل کرنا چاہتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ اس جگہ کی ملکیت کا کوئی مدعی نہیں، قاضی صاحب باہر کے تھے ان کے خاندان کے لوگوں کا بھی کچھ علم نہیں؟

جواب: صورت مسئلہ میں یہ جگہ یوں ہی ویران اور افتادہ معلوم ہوتی ہے اس لیے اگر مسجد میں شامل ہو جائے تو بظاہر کوئی قباحت اس میں نہیں اس لیے جواز ہی کا حکم لگائیں گے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

مسجد کے اندرونی حصہ کو صحن بنانا

سوال: مسجد کو منہدم کر دینے کے بعد قبلہ کی جانب اور زیادہ کر لینا اور اندرون مسجد کو فرش میں داخل کر دینا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں زیادتی کرنا اور اس طرح تغیر کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۵)

کسی کا مکان وغیرہ توڑ کر جبراً مسجد تعمیر کرنا

سوال: احقر کے پاس ایک مکان تھا جس کا مالک احقر تھا اور دو یتیم بچوں کے نام کر دیا تھا مگر محلہ کے چند لوگوں نے اس مکان کو توڑ کر مسجد بنا ڈالی ہے کیا اس صورت میں مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی کا مکان اس کی اجازت و مرضی کے بغیر توڑ کر مسجد بنالینا جائز نہیں ہے اور اگر واقعہ صحیح ہے تو جن لوگوں نے ایسا کیا ہے ان پر لازم ہے کہ مالک مکان کو راضی کر کے اس سے اجازت لے لیں اور راضی کرنا اگرچہ قیمت دے کر ہو جب بھی قیمت دے کر راضی کرنا لازم رہے گا ورنہ سب لوگ عاصی و گنہگار ہوں گے اور نماز بہ کراہت ادا ہوگی۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۱)

افتادہ زمین میں حکومت کی اجازت کے بغیر مسجد بنانا

سوال: کراچی میں مساجد کی قلت ظاہر ہے، بعض اہل خیر نے مسجد کی فوری ضرورت کا احساس کر کے سرکاری یا ایسی زمین میں جو غیر مسلم چھوڑ گئے ہیں، حکومت سے اجازت حاصل کیے بغیر یا اجازت کی درخواست دے کر حصول اجازت میں زیادہ تاخیر سمجھ کر، منظوری کی امید پر مساجد بنالی ہیں تو ان کا یہ فعل درست ہے یا نہیں؟

جواب: ضرورت کے مقامات پر مساجد بنانا واجب ہے اور یہ فریضہ مسلم حکومت اور مسلم عوام دونوں پر عائد ہے اور اس کے ثواب عظیم میں کوئی شبہ نہیں، لیکن ہر عمل کے لیے کچھ شرائط ہیں جن کے نظر انداز کر دینے سے وہ عمل ضائع بلکہ بعض اوقات الٹا گناہ ہو جاتا ہے۔

کسی جگہ مسجد بنانے کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ جگہ مسجد بنانے والوں کی ملک ہو۔ ظاہر ہے کہ حکومت کی اجازت کے بغیر مسجد نہیں بن سکتی۔ اسی طرح غیر مسلم جو زمین یہاں چھوڑ گئے ہیں اور حکومت نے کسی کے مالکانہ قبضہ میں نہیں دی وہ ابھی حکومت کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ جب تک حکومت اجازت نہ دے اس پر مسجد بنانا جائز نہیں اور جو مساجد بلا حصول اجازت بنائی گئی ہیں ان کے مسجد شرعی بننے کی شرط اب بھی یہی ہے کہ حکومت سے اجازت حاصل کر لی جائے۔ اس سے پہلے وہ مسجد شرعی نہیں ہے اگرچہ نماز ان میں ہو جاتی ہے۔ (امداد المفتیین ص ۷۹۸)

حکومت کی دی ہوئی زمین پر مسجد بنانا

سوال: حکومت کی طرف سے جو مساجد بنائی جاتی ہیں یا مسجد بنانے کے واسطے زمین دی جاتی ہے تو ان مساجد کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر مسلم وقف کے لیے یہ شرط ہے کہ کسی ایسے کام کے لیے وقف ہو جو قواعد اسلامیہ کی رو سے بھی ثواب ہو اور اس کافر کے اعتقاد میں بھی ثواب ہو جب یہ دونوں شرطیں پائی جاتی ہوں تو کافر کا وقف صحیح ہے ورنہ نہیں۔

لہذا اگر کوئی غیر مسلم بہ نیت ثواب مسجد بنادے اور اس کا اعتقاد یہ ہو کہ مسجد بنانے سے ثواب ملے گا تو یہ مسجد تمام احکام میں مسجد شرعی ہو گئی، حکومت کی طرف سے مساجد بنائی جاتی ہیں یا زمین دی جاتی ہے اس میں چونکہ اعتقاد ثواب نہ ہونے کا شبہ ضرور ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ مسلمان اس جگہ پر قبضہ کر کے اپنی طرف سے مسجد بنادیں یا بنی ہوئی مسجد حکومت نے مسلمانوں کے حوالے کر دی تو وہ اپنی طرف سے اس کو مسجد قرار دیں تاکہ وقف کی صحت میں شبہ نہ رہے۔ (امداد المفتیین ص ۷۹۷)

غیر مسلم کا مسجد کیلئے زمین دینا اور نام کا کتبہ لگانا

سوال: ایک ہندو آریہ نے اپنا مکان مسجد بنانے کے لیے چند شرائط کے ساتھ وقف کیا، ان میں ایک یہ تھی کہ مسجد کی دیوار پر ایک پتھر نصب ہوگا جس پر عبارت ذیل کندہ ہوگی:
اوم۔ اللہ اکبر۔ یہ عبادت خانہ وقف کردہ حکیم سیراج آریہ۔ میانوالی ستمبر ۱۹۵۸ء
یہ وقف صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: کافر کا وقف اس شرط کے ساتھ صحیح ہے کہ کسی ایسے کام کے لیے وقف کرے جو ہمارے اور اس کافر کے مذہب میں بھی ثواب ہو، مسجد بنانا صرف ہمارے مذہب میں ثواب ہے

آریہ مذہب میں نہیں۔ پس اس آریہ کا وقف ہی صحیح نہیں اور نہ اس پر مسجد بنانا صحیح ہے، البتہ اگر وہ آریہ یہ جگہ مسلمان کو دے دے اور پھر مسلمان اپنی طرف سے وقف کریں تو مسجد بنانا صحیح ہو جائے گا اور اس وقت اس مضمون کا کتبہ لکھ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں کہ یہ زمین آریہ نے مسلمانوں کو مسجد بنانے کے لیے دی ہے۔

لیکن لفظ ”اوم“ اس پر نہ لکھا جائے کیونکہ یہ لفظ اگرچہ معنی کے اعتبار سے کوئی خرابی نہ رکھتا ہو مگر لفظ میں ہنود کا شعار ہے جس سے پچناہر مسلمان کو ضروری ہے۔ بالخصوص مسجد کے معاملہ میں۔ (امداد المفتیین ص ۷۹۶)

اختلاف کی بناء پر مسجد تعمیر کرنا

سوال: ایک مسجد باہمی جھگڑے کی بناء پر بنائی گئی جب کہ پہلے سے یہاں مسجد موجود تھی اور پورے گاؤں کے لوگ اسی میں نماز ادا کرتے تھے جہاں دوسری مسجد بنائی گئی ہے وہ زمین ایک دوسرے شخص کی ہے جو بنانے کے حق میں نہ تھا کہ یہ تفریق کا سبب بنے گی مگر مسجد بن گئی اور زمین والا اب بھی ناراض ہے۔

ایسی صورت میں اس نو تعمیر مسجد میں نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ اور اگر کبھی پورا گاؤں آپس میں میل جول کر کے باہمی جھگڑے ختم ہو جائیں تب اس مسجد میں نماز ادا کرنا درست ہوگا یا نہیں؟ یا پھر بھی زمین والے کی رضا مندی ضروری ہوگی؟

جواب: مسجد جھگڑے اور ذاتی اختلاف کی بناء پر بنانا ناجائز اور سخت گناہ کا کام ہوگا۔ اسی طرح دوسرے کی زمین پر بغیر اجازت بنا لینا بھی ناجائز اور حرام ہوا۔ البتہ مسجد جب بن گئی اور سب نے اس کو مسجد سمجھ لیا اور مسجد کہہ دیا تو اس میں شعائر اللہ ہونے کی شان پیدا ہو گئی اس کو اب گرانا جائز نہ ہوگا بلکہ ضروری ہے کہ جھگڑا ختم کر کے دونوں مسجدوں کو آباد کرنے کی کوشش کی جائے اور جس کی زمین پر اس کی اجازت کے بغیر مسجد بنائی ہے اس سے اجازت حاصل کی جائے اور اجازت چاہے مفت دے یا قیمت لے کر دے جس طرح دے اجازت لینا ضروری ہے اور اس شخص پر بھی ضروری ہے کہ اجازت دے دے خواہ معاوضہ لے کر ہو یا بلا معاوضہ لیے ہو۔ (نظام الفتاویٰ ص ۱۳۱ ج ۱)

رفع اختلافات کے لئے دوسری مسجد بنانا

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان اسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک دیہات ہے جو کہ آبادی کے لحاظ سے بڑے دیہاتوں میں شمار ہوتا ہے اور اس میں بہت قبائل مختلف آباد ہیں جن میں دو قبیلوں کی اکثریت ہے جن میں ایک احمد زائی قبیلہ دوسرا محمد زائی ہے باقی قبیلے اقلیت کے ساتھ

پائے جاتے ہیں اور اس دیہات میں آباء و اجداد سے لے کر آج تک ایک مسجد ہے اور اس میں امام بھی دو ہیں۔ ایک احمد زائی کی طرف سے اور دوسرا محمد زائی کی طرف سے متعین ہیں اور ان دونوں اماموں کا آپس میں مسائل پر کچھ اختلاف ہے جیسے دعا بعد الجنازہ اور بھی کئی مسائل ہیں اس اختلاف کی وجہ سے دونوں قبیلوں میں سخت اختلاف ہو گیا ہے اور کچھ ویسے ان دونوں قبیلوں میں ذاتیات کی بنا پر اختلاف ہے ایک داخل کرنے میں کوشاں ہے تو دوسرا داخل نہیں کرنے دیتا۔ اور باقی جو قبیلے اقلیت کے ساتھ پائے جاتے ہیں وہ مغلوب ہیں حق کی آواز بلند کرنے سے قاصر ہیں اور اس اختلاف میں مجبوراً پھنسے ہوئے ہیں اور اقلیت والے قبیلوں کے گھر دیہات کی ایک جانب میں واقع ہیں اور ہاں کسی وقت آذان سنائی دیتی ہے اور کسی وقت سنائی نہیں دیتی اکثر اوقات آذان سنائی نہیں دیتی اور باقی بھی بہت تکالیف ہیں مسجد کو آنے جانے کی اب یہی اقلیت والے قبیلے متفق ہو کر ایک علیحدہ مسجد کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہم ان دو قبیلوں کے اختلاف سے بچ جائیں اور تکالیف وغیرہ دور ہو جائیں اور ہم زندگی راحت کے ساتھ گزاریں نہ کہ اس وجہ سے بنانا چاہتے ہیں کہ ہم ان کی ضد کی وجہ سے بنائیں یا ہمارے الگ ہو جانے کے ساتھ مسجد کی آبادی پر اثر پڑے گا بلکہ یہ صرف اپنی آزادی و راحت چاہتے ہیں کیا اس مسجد کی بنیاد ڈالی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب :- صورت مسئلہ میں اقلیت قبیلے والوں کے لئے اپنے محلہ میں مسجد تعمیر کرنا جائز ہے اور کار خیر ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت حکام کے نام ایک حکم جاری فرمایا کہ محلہ میں مسجدیں بناؤ مگر ایسی مسجدیں نہ بناؤ جن سے پہلی مسجدوں کی جماعت توڑنا مقصود ہو۔ تفصیل فی اداب المساجد من الکشاف۔ بہر حال بہ ضرورت مذکورہ مسجد بنانا جائز ہے۔

كما يجوز لاهل المحله ان يجعلوا المسجد الواحد مسجدين.
الخ (بحر الرائق ج ۵ ص ۲۷۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۳۸۷)

مسجد کی دکان کے کرائے سے امام کو تنخواہ دینا

سوال: مسجد کی دکانوں کے کرائے میں سے امام کو تنخواہ دینا اور شادی میں ایک روپیہ مقرر ہے وہ روپیہ امام کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس چندہ کے متعلق چندہ دینے والے نے مسجد کے کسی خاص مد میں خرچ کرنے کی قید نہ لگائی ہو اس چندہ میں سے امام مسجد کو متولی قوم کی رضا مندی سے تنخواہ دے سکتا ہے نیز دکانوں کے کرائے سے بھی امام مسجد کی تنخواہ دی جاسکتی ہے۔ (امداد المستعین ص ۷۵۹)

مسجد اور مال مسجد

مال مسجد سے سقہ کو اجرت دینا

سوال: جو سقہ مسجد میں پانی بھرتا ہے نمازیوں کے وضو وغیرہ کے لیے اس کو آمدنی وقف میں سے متولی معاوضہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: پانی بھرنے کی اجرت آمدنی وقف میں سے دینی جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۹۶)

مال مسجد سے قوم پروری کرنا

سوال: مسجد کی منتظمہ مسجد کے لیے اپنی قوم کے مزدور مقرر کرتے ہیں اور ان کو دیگر قوم کی بہ نسبت زیادہ مزدوری دیتے ہیں، مثلاً اگر دیگر اقوام کے مزدور دس بارہ آنے لے کر کام کرتے ہیں تو وہ اپنی قوم کے مزدوروں کو ایک روپیہ یا ایک دو آنے روزانہ دیتے ہیں تو کیا اس طرح خرچ کرنا جائز ہے؟

جواب: قوم پروری اپنے مال سے کی جاتی ہے، مسجد کا مال قوم پروری کے لیے نہیں ہے، جتنی مزدوری پر مزدور مل سکتے ہیں اس سے زیادہ دینا جائز نہیں ہے دینے والے خود اس رقم کے ضامن ہوں گے جو زیادہ دی جائے گی۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۹۸)

مسجد کی آمدنی کو اوقاف سے چھپانا

سوال: محکمہ اوقاف سارے ہندوستان میں جاری ہے، یہ مساجد و مقابر اور ان سے متعلق جائیداد کی حفاظت کرتا ہے اس کے لیے انتظامیہ چھ ہزار ایک سو پچاس فیصد کے حساب سے چندہ نگراں وصول کرتا ہے۔

اس بارے میں سوال یہ ہے کہ کسی مسجد کی دکانوں وغیرہ کی آمدنی مناسب ہے اور کمپنی کل آمدنی اوقاف کو نہیں بتلاتی ہے، بعض چھپاتی ہے تا کہ چندہ نگراں کو زیادہ نہ دینا پڑے، یہ چوری ہے یا خیانت؟ اور اس طرح کا بچا ہوا روپیہ مسجد کی تعمیر وغیرہ میں خرچ کر سکتے ہیں؟

جواب: ایسا پیسہ مسجد کی تعمیر اور دیگر کاموں میں صرف کر دینا شرعاً مباح ہے، باقی چونکہ یہ قانوناً چوری ہے جس سے بچنا واجب ہے اس لیے مباح کی وجہ سے واجب کو نہیں چھوڑا جائے گا اور ایسا کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۰۳)

مسجد کا چوری کیا ہوا مال کیسے واپس کرے؟

سوال: زید نے مسجد کی ایک چیز چرائی اور اپنے استعمال میں لا کر ضائع کر دی، اب اگر اس

کی قیمت زید متولی کو دے دے تو بری الذمہ ہو جائے گا یا نہیں؟ اور قیمت چوری کرنے کے وقت کی لگائی جائے گی یا ادا کرنے کے وقت کی؟

جواب: اگر متولی مسجد متدین اور امین ہے تو اس کو دے دینے سے بری ہو جائے گا ورنہ خود کسی طریق سے مسجد میں صرف کر دے اور قیمت اس دن کی معتبر ہے جس دن سامان ضائع ہوا۔
(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۱)۔

بدون حق مسجد کرایہ وصول کرنا

سوال: ہندہ نے اپنا مکان زید کو ہبہ کیا، زید اس میں قبضہ کر کے رہنے لگا، پھر ہندہ نے زید سے ناراض ہو کر ہبہ نامہ کو رد کر کے مسجد کے نام رجسٹری کرا دی، زید نے اس مکان کو حارث کے ہاتھ فروخت کر دیا، یہ فروخت کی بات سن کر مسجد کے متولی نے زید سے کہا کہ میں تجھے ایک ہزار روپیہ دیتا ہوں، تو اس اپنے مکان کو میرے حوالہ کر دے، زید نے ہاں کر لی، متولی نے قیس سے ایک ہزار روپیہ لے کر زید کو دے دیا، زید نے مکان متولی کے حوالہ کر دیا، متولی نے یہ مکان قیس کو کرائے پر دے دیا، قیس برابر کرایہ دیتا رہا، حارث نے قیس پر دعویٰ کر دیا، متولی اور قیس دونوں نے مل کر کورٹ میں دعویٰ کیا کہ یہ مکان مسجد ہی کی ملک ہے، منصف نے قیس کو حکم دیا کہ گھر خالی کر کے حارث کے حوالے کر دیا جائے کیونکہ مکان مذکور مسجد کا نہیں بلکہ زید کا ہے، قیس نے مکان خالی کر کے حارث کے حوالے کر دیا۔ عدالت کی طرف سے فیصلہ ہونے تک قیس کرایہ ادا کرتا رہا اور قیس نے ہی عدالت کے تمام اخراجات برداشت کیے۔ اب سوال یہ ہے کہ مکان مذکور زید کی ملکیت ثابت ہونے سے پہلے قیس نے جو کرایہ نامہ لکھ دیا تھا اس کے متعلق متولی کرایہ وصول کرنا چاہتا ہے، مسجد والوں کا قیس سے کرائے کا مطالبہ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

جواب: ہندہ نے جب مکان زید کو دیدیا اور اپنا قبضہ ختم کر کے زید کا قبضہ کرا دیا تو وہ مکان زید کی ملکیت میں آ گیا، پھر ہندہ کا مسجد میں دینا صحیح نہیں ہوا بلکہ بدستور زید ہی کی ملک رہا، پھر جب زید نے حارث کو فروخت کر دیا تو وہ مکان حارث کا ہو گیا۔

اس کے بعد جب متولی نے زید سے ایک ہزار روپے میں لیا تو زید کو اس کے فروخت کرنے کا حق نہیں تھا لیکن اگر حارث نے زید کو اجازت دے دی اور زید نے وہ مکان متولی کے حوالے کر دیا تو پھر یہ بیع درست ہوگی اور متولی کا قیس کو کرائے پر دینا بھی صحیح ہو گیا۔ اگر حارث نے اپنا معاملہ ختم نہیں کیا اور زید نے بغیر اس کی اجازت کے متولی کے ہاتھ فروخت کر دیا تو یہ بیع درست نہیں، حارث بدستور مالک ہے، مسجد والوں نے جو رقم غلط طریقہ پر جمع کی ہے اس کے وہ ذمہ دار ہیں، جب وہ مکان مسجد کا

نہیں تھا تو قیس سے کرایہ بحق مسجد وصول کرنا درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵۳، ۵۴، ۵۵ ج ۱۲)

امانت کی رقم اگر چوری ہو جائے تو شرعی حکم

سوال: ایک شخص جب بیرون ملک سے اپنے وطن جانے لگا تو اپنے دوست کے پاس کچھ رقم رکھ دی کہ جب پھر آئے گا تو رقم لے لے گا دوبارہ وہ بیرون ملک نہ جاسکا اور دوست کی کئی بار یاد دہانی کے باوجود اس شخص نے رقم نہیں منگائی۔ دریں اثناء اس کے دوست کا بریف کیس جس میں اس شخص کی رقم رکھی تھی چوری ہو گیا آپ بتائیں کیا ان حالات میں اس کے دوست پر پوری رقم واجب الادا ہے؟

جواب: امانت کی رقم اگر اس نے بعینہ محفوظ رکھی تھی اور اس کی حفاظت میں غفلت نہیں کی تھی تو اس کے ذمہ اس رقم کا ادا کرنا لازم نہیں لیکن اگر اس نے امانت کی رقم بعینہ محفوظ نہیں رکھی بلکہ اسے خرچ کر لیا یا اپنی رقم میں اس طرح ملا لیا کہ دونوں کے درمیان امتیاز نہ رہا یا اس کی حفاظت میں غفلت کی تو ادا کرنا لازم ہے۔

امانت کی رقم کی گمشدگی کی ذمہ داری کس پر ہے؟

سوال: ایک تقریب میں زید نے بکر کے پاس ایک چیز رکھوائی کہ تقریب کے خاتمے پر لے لے گا مگر بکر سے وہ کھو گئی کیا زید بکر سے اس چیز کی آدھی قیمت یا پوری قیمت لینے کا حق دار ہے؟

جواب: جس شخص کے پاس امانت کی چیز رکھی ہو اگر وہ اس کی بے پروائی کی وجہ سے گم نہیں ہوئی تو اس سے قیمت وصول نہیں کی جاسکتی۔

کسی سے چیز عاریتہ لے کر واپس نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے

سوال: ہمارے قریب ایک آدمی ہے وہ جس کسی کی اچھی چیز دیکھتا ہے تو اس سے دیکھنے کے لیے لیتا ہے پھر واپس نہیں کرتا کیا یہ اس کے لیے جائز ہے؟

جواب: جو چیز کسی سے مانگ کر لی جائے اور وہ لینے والے کے پاس امانت ہوتی ہے اس کو واپس نہ کرنا امانت میں خیانت ہے اور خیانت گناہ کبیرہ ہے۔

جو آدمی امانت سے انکار کرتا ہو اس پر حلف لازم ہے

سوال: سوال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس کوئی چیز امانت رکھی گئی تھی وہ شخص امانت کے وجود سے انکار کرتا ہے حلف لینے سے بھی انکاری ہے کلام پاک کا حلف ناجائز کہتا ہے اب کیا کرنا چاہیے؟

جواب: جس شخص کے پاس امانت رکھی گئی اگر وہ اس سے انکار کرتا ہے تو شرعاً اس کے ذمہ حلف

لازم ہے، پس یا تو وہ مدی کی چیز اس کے حوالے کر دے یا حلف اٹھائے اور جن مسلمانوں کو اس کی خبر ہو انہیں بھی مظلوم کی مدد کرنی چاہیے ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۶ ص ۱۸۵)

کافر کے پاس سے مسجد کی امانت ضائع ہونے کا حکم

سوال: متولی کو اپنے پاس مسجد کے پیسے رکھنے میں حفاظت کا یقین نہیں تھا اور کوئی مسلمان بھی امانت قبول نہیں کرتا تھا تو متولی نے جماعت محلہ کی رائے سے مسجد کے پیسے کافر کے پاس رکھے، وہ کافر اس وقت مال دار تھا، اب مفلس ہو گیا اور مسجد کے پیسے اس کے پاس سے ہلاک ہو گئے تو اب ان پیسوں کا ضمان کس پر لازم ہوگا؟ اگر صورت مذکورہ میں مسجد کے پیسے کافر کو قرض دیئے ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: متولی کو اگر مسجد کے پیسے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا اور کوئی دوسری صورت بھی حفاظت کی نہیں تھی اور اہل محلہ کے امر سے متولی نے وہ پیسے کافر کے پاس رکھ دیئے اور اس کافر سے وصولیابی کی کافی توقع تھی تو پھر متولی پر ضمان لازم نہیں اور نہ اہل محلہ پر لازم ہے۔ یہ ہی حکم صورت مذکورہ میں قرض کا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۸۱)

امانت کی واپسی کیلئے شرط لگانا

سوال: زید ساکن رائے بریلی نے پرتاپ گڑھ میں ایک مسجد بنوانے کے لیے عمر کے پاس پیسے امانت رکھے، زید نے زمین خریدی مگر وہ لگان قائم رہنے کی وجہ سے مسجد کے لیے ناجائز رہی، زید نے رائے بریلی ہی میں مسجد تعمیر کرائی، عمر یہ کہتا ہے کہ پرتاپ گڑھ ہی میں کسی دوسری جگہ مسجد بناؤ ورنہ روپیہ واپس نہ ملے گا، تو زید کو واپس لینا اور عمر کو مذکورہ شرط لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عمر کا مطالبہ کہ پرتاپ گڑھ ہی میں مسجد بناؤ تو امانت کا روپیہ واپس ملے گا ورنہ نہیں، ناجائز اور ظلم ہے۔ اصل مالک کو اختیار ہے کہ اپنا روپیہ جس جائز کام میں چاہے صرف کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۸۲)

شیرینی کی بچی ہوئی رقم مسجد میں لگانا

سوال: تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر شیرینی کے لیے چندہ کیا تھا اس میں سے کچھ پیسے بچ گئے ہیں، کیا ان کو مسجد کے کاموں میں استعمال کر سکتے ہیں؟ یا وہ پیسے امام صاحب ہی کو دیئے جائیں؟

جواب: جس مقصد کے لیے چندہ کیا، وہی میں چندے کی رقم استعمال کرنا چاہیے، اگر رقم بچ

گئی ہو تو چندہ دہندگان کی اجازت سے دوسرے مصرف میں استعمال کر سکتے ہیں، یہ امام کا حق نہیں کہ بچی ہوئی رقم ان کو دینا ضروری ہو۔

ختم قرآن کے وقت شیرینی تقسیم کرنے کے لیے چندہ کرنے کا طریقہ غلط ہے ایسا نہیں کرنا چاہیے اگر کوئی شخص رسم کی پابندی کے بغیر خوشی سے شیرینی تقسیم کرے تو ممنوع نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۰۷)

قبرستان کی کھیتی کی آمدنی مسجد میں لگانا

سوال: چند آدمیوں نے مل کر کچھ زمین قبرستان کے نام دے دی، اب اس زمین کے کچھ حصے میں قبریں ہیں اور کچھ خالی ہے تو خالی حصہ کو جوت کر اس کی پیداوار مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قبرستان کے لیے زمین لیتے وقت اگر یہ کہہ دیتے کہ خالی زمین کی پیداوار مسجد میں دی جائے گی تب تو اجازت ہوتی مگر اس وقت انہوں نے ایسا نہیں کہا، اب اجازت نہیں بلکہ اس کی پیداوار قبرستان ہی پر صرف کی جائے لیکن اگر وہاں ضرورت نہیں اور کوئی قبرستان بھی حاجت مند نہیں اور آمدنی کے روپے کا تحفظ دشوار ہے تو پھر سب کے مشورے سے آمدنی مسجد میں صرف کر سکتے ہیں، اس کا بھی لحاظ رہے کہ اس خالی جگہ میں کھیتی کرنے سے کہیں دوسروں کے قبضے میں آ کر وقف ہی ختم نہ ہو جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۱ ج ۱۸)

دفن کی اجرت کو مسجد میں خرچ کرنا

سوال: زید نے ایک زمین خریدی، بعض حصہ میں مسجد بنائی اور بعض میں قبرستان قبرستان میں شرط یہ کی کہ جو یہاں مردہ دفن کرے گا وہ مسجد کے خرچ کے واسطے پچاس روپیہ دے گا، زید وہ روپیہ اپنے تصرف میں نہیں لاتا اور زید کہتا ہے کہ میں زمین نہیں بیچتا بلکہ مردے کے دفن کے پچاس روپے لیتا ہوں، چار پانچ سال گزر جانے پر پھر زید وہ جگہ دوسرے شخص کو دے گا، یکے بعد دیگرے ایسا کرے گا تا کہ مسجد کی آمدنی زیادہ ہو تو یہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟

اور یہاں مالک زمین ہندو ہیں اور قابض مسلمان ہیں مگر مسلمان ایسا قابض ہے کہ ہندو اس کو بے دخل نہیں کر سکتا۔ قانون انگریزی کے ذریعے سے مسلمان کو اختیار تام ہے کہ وہ اس زمین میں مکان، قبرستان، مسجد یہ سب بنا سکتا ہے مگر اس مالک کو ضرور خزانہ دینا ہوگا جو مقرر ہوا ہے اب مسلمان اس زمین کو قبرستان وغیرہ کے لیے وقف کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: وقف کی صحت کے شرائط میں سے واقف کا مالک ہونا بھی ہے اور یہ یہاں معدوم

ہے۔ لہذا یہ وقف جائز نہیں بلکہ کوئی تصرف بھی بدون مالک کی خوشی کے درست نہیں اور اگر کوئی اپنی مملوک زمین کو بھی وقف کر کے اس طرح مردے کے دفن ہونے پر روپیہ لے کر مسجد میں لگائے یا وقف کیے بغیر ہی اس طرح سے کوئی روپیہ لیا کرے وہ بھی جائز نہیں کیونکہ حقیقت اس کی مردہ دفن کرنے پر کرایہ لینا ہے اور کرائے کے لیے بیان مدت لازم ہے اور یہاں یہ ممکن نہیں۔ لہذا یہ عقد حرام اور خلاف شرع ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۶۹۶ ج ۲)

کفن میت کیلئے چندہ کو مسجد میں خرچ کرنا

سوال: ایک لاوارث شخص مر گیا جس کے کفن کے لیے چندہ کیا گیا، بعد کفن دفن کچھ چندہ بچ گیا تو اس کو مسجد میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جن لوگوں نے چندہ دیا ہے ان کی اجازت سے مسجد میں خرچ کر سکتے ہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۷۹)

ضمان کے پیسے مسجد میں لگانا

سوال: چند بچوں نے جنگل میں جانوروں کا چارہ جلادیا مالک نے بچوں کے والدین سے معاوضہ طلب کیا اب وہ شخص وہ روپے روشنی کے لیے مسجد میں دینا چاہتا ہے تو یہ روپیہ مسجد میں لگانا کیسا ہوگا؟

جواب: جتنا نقصان کیا ہے اس کی قیمت وصول کرنے کا حق ہے پھر اس قیمت کو اپنے کام میں لائے یا مسجد کی روشنی کے لیے دے دے درست ہے یہ اس وقت ہے کہ اس کی مملوکہ شے کا نقصان کیا ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۸۹)

رجب کے کونڈوں کی قیمت مسجد میں صرف کرنا

سوال: رجب کے کونڈے جس میں پوریاں، شیرینی، کھیر وغیرہ بھرتے ہیں ان کو تبرک ہو جانے کے خیال سے گھروں میں استعمال نہیں کرتے اور مسجدوں میں لے جاتے ہیں کیا ان کونڈوں کو فروخت کر کے ان کی قیمت مسجد کے کام میں صرف کر سکتے ہیں؟

جواب: ان کونڈوں کی شرعاً کچھ اصل نہیں، اگر بہ نیت ثواب دیں تو دینے والے کی نیت کے مطابق ان کا استعمال مسجد میں درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۵۷)

مسجد میں بدعتی کا چندہ لگانا

سوال: کوئی بدعتی مسجد میں چندہ دے تو اس کے روپے کو مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: خرچ کیا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۱۸)

مسجد کیلئے قادیانی سے چندہ لینا

سوال: تعمیر مسجد کیلئے قادیانی سے چندہ وصول کرنا کیسا ہے؟

جواب: قطعاً حرام ہے، قادیانی زندیق ہیں اس لیے ان کیساتھ کسی قسم کا کوئی معاملہ جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۶۶۰)

ہندو مسلم کا مخلوط پیسہ مسجد میں صرف کرنا

سوال: تعمیر مسجد کے واسطے ہم لوگوں نے ایک بکس مسجد کے کنارے عام راستے پر لٹکا دیا، اس بکس میں مسلمان، ہندو، عیسائی وغیرہ سب ہی پیسے ڈالتے ہیں، کیا یہ مشترکہ پیسہ مسجد کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے؟

جواب: اگر تعمیر مسجد کے لیے راستے کے کنارے کوئی صندوق لٹکا دیا گیا اور راہ گزر اس میں پیسے ڈالتے ہیں تو وہ پیسہ اس تعمیر میں لگانا درست ہے، خواہ ڈالنے والے مسلم ہوں یا غیر مسلم سب کا پیسہ اس صورت میں لگا سکتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۴۷)

پگڑی کی رقم مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا

سوال: ایک مسجد کو ملکیت کی پگڑی ملی ہے، اس رقم کو مسجد کے تعمیری کاموں میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ پگڑی کی یہ رقم ہندو کرائے دار، رافضی اور سنی مسلمانوں سے ملی ہے؟

جواب: پگڑی کی رقم بظاہر کسی شرعی عقد سے حاصل نہیں ہوتی۔ لہذا اس کا استعمال مسجد میں درست نہیں، اس لیے اس کو مسجد کے واسطے قبول نہ کیا جائے، اگر ان کو دینا ہی ہے اور مسجد کو ضرورت بھی ہے تو وہ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر متولی کو ہبہ کر دے (اور پگڑی کی رقم سے قرض ادا کر دے) اور متولی اپنی طرف سے مسجد میں استعمال کرے تو گنجائش نکل سکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۱۰)

قرض خواہ کی طرف سے روپیہ مسجد میں دینا

سوال: ایک شخص کے ذمہ کچھ قرض ہے، قرض خواہ نے کہا کہ میرا روپیہ جو تمہارے ذمہ ہے وہ مسجد میں دیدو، اس نے دے دیا تو یہ روپیہ اس کے قرض میں لگ جائے گا اور ثواب بھی ملے گا یا نہیں؟

جواب: اس طرح قرض ادا ہو جائے گا اور اس کا ثواب بھی ملے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۳۵)

خنزیر کے بالوں کے برش بنانے کی اجرت مسجد میں لگانا

سوال: سور کے بالوں کے برش بنانے والوں کا پیسہ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: محض برش بنانے کی اجرت اس طرح کہ اتنی دیر کام کرو اس کا معاوضہ یہ ہوگا درست ہے، حرام نہیں، اس کا پیسہ مسجد میں لگایا جاسکتا ہے مگر فی نفسہ یہ معاملہ نہیں چاہیے کیونکہ سور کے بال سے انتفاع امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۳۵)

لقطہ کار و پیسہ مسجد میں لگانا

سوال: پایا ہوا روپیہ مسجد میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: وہ لقطہ ہے مالک کو تلاش کر کے اس کو دیا جائے اس کا پتہ نہ چلے تو مایوس ہونے کے بعد غریب کو صدقہ دیا جائے، مسجد میں نہ دیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۳۶)

ترکین کیلئے مسجد میں پیسہ دینا

سوال: ایک شخص نے زید مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لیے پچاس اشرفیاں مسجد میں بھیجیں تو کیا اس پیسہ سے مسجد کی زینت کرنا جائز ہے؟ اور اس کے کرنے سے ثواب ہوگا یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئلہ میں اگر ترکین سے مراد اس کے نقش و نگار اور اس کی وہ آرائشیں ہوں جن کی کوئی ضرورت نہیں تو یہ خود خلافِ اولیٰ ہے اس میں ثواب کی امید نہیں بلکہ اس روپے کا فقراء پر صرف کرنا افضل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ہاں اگر ترکین سے مراد ایسی ترکین ہو کہ جس سے تعمیر کی پختگی بھی ہوتی ہو تو وہ جائز ہے اور اس روپے کو ایسی چیزوں میں خرچ کرنا جو باعثِ زینت ہونے کے ساتھ پختگی تعمیر کا سبب بھی ہو تو جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۹ ص ۲۳۰)

افطار کار و پیسہ مسجد میں صرف کرنا

سوال: رمضان شریف میں ہمارے یہاں چند اشخاص افطار کے واسطے روپیہ بھیجتے ہیں، مسجد کے متولی ان میں سے کچھ روپے افطار میں اور کچھ مسجد میں خرچ کرتے ہیں، کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

جواب: جب دینے والے محض افطار کے لیے دیتے ہیں تو بغیر ان کی اجازت کے دوسرے کام میں صرف کرنا جائز نہیں کیونکہ متولی وکیل ہوتا ہے اور وکیل کو موکل کے امر کے خلاف صرف کرنا درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۱۵)

مسجد کا کنواں، تل، ڈول، رسی استعمال کرنا

سوال: اگر مسجد میں کنواں یا تل لگا ہوا ہو تو اس کنویں سے پانی فقط وضو برائے نماز ہی لے سکتے ہیں؟ اور نماز ہی لے سکتے ہیں یا محلہ کے لوگ بھی کام میں لاسکتے ہیں؟

جواب: ایسے کنویں کا پانی علاوہ نماز کے دوسرے کام میں بھی لانا درست ہے لیکن احتیاط ضروری ہے، یعنی وہ کنواں اگر مسجد کے فرش پر ہے تو اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ مسجد کا فرش نجاست سے ملوث نہ ہو نیز مسجد کے ڈول رسی کا استعمال درست نہیں ہاں اگر ڈول رسی دینے والے نے عام اجازت دی ہو تو درست ہے اور مسجد کے ٹل کو اتنا زیادہ زور سے استعمال نہ کیا جائے کہ جلد خراب ہو جائے اور اگر مسجد کی آمدنی سے لگایا ہے تو ضروریات نماز کے علاوہ استعمال نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۶۰)

وقف کنویں کا سامان مسجد میں لگانا

سوال: ایک کنواں ہے جس کو رفاہ عام کے لیے آباد کیا تھا، کچھ عرصہ کنواں جاری رہا، پھر سامان لوگوں نے اکھیڑ کر جلا دیا، کچھ سامان بچ گیا تو اگر یہ بچا ہوا سامان مسجد کی تعمیر میں لگایا جائے تو شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ کنواں آباد ہے اور اس کی ضرورت ہے تو وہ سامان اسی کنویں میں صرف کرنا چاہیے، اگر وہ غیر آباد ہے اس کی ضرورت نہیں رہی، دوسرا کنواں موجود ہے تو پھر اس سامان کو دوسرے قریبی کنویں میں حسب ضرورت صرف کر دیا جائے، مسجد میں صرف نہ کیا جائے، اگر کسی دوسرے میں ضرورت نہ ہو اور اندیشہ ہو کہ اس بقیہ سامان کو بھی لوگ اٹھا کر لے جائیں گے تو پھر اس کو مسجد کی عمارت میں لگانا درست ہے، بہتر یہ ہے کہ وہ سامان فروخت نہ کیا جائے بلکہ بعینہ مسجد میں لگایا جائے، اگر وہ کارآمد نہ ہو تو اس کی قیمت خرچ کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۵۸)

اسکول کی وقف زمین کو مسجد میں لینا

سوال: زید نے چند مکانات اسکول کے لیے وقف کیے تھے جس میں ایک مکان کچا بوسیدہ تھا جس کی کل زمین آٹھ گز لمبی اور چھ گز چوڑی تھی، اب عرصہ ہوا وہ کوٹھا گر گیا اور زمین پڑی ہوئی ہے اس کی تعمیر کے لیے اسکول کے پاس روپیہ نہیں ہے، یہ جگہ عدالت کے قریب ہے، آئندہ یہ جگہ عدالت کی نذر ہونے والی ہے اس لیے اہل محلہ چاہتے ہیں کہ اس زمین کو مسجد میں منتقل کرالی جائے، کیا یہ منتقلی جائز ہے؟

جواب: یہ آٹھ گز لمبی اور چھ گز چوڑی زمین اس موقع پر مسجد ہی کے کس کام آئے گی تاہم اگر وقف اس طرح محفوظ رہ سکتا ہو ورنہ ضائع ہو جائے گا تو ایسی مجبوری کی حالت میں یہ صورت شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۰۱)

مسجد کے لیے وصیت کو مدرسہ پر صرف کرنا

سوال: زید نے وصیت کی کہ میرا مکان میرے مرنے کے بعد مسجد میں دے دینا، مطلب یہ

ہے کہ اس کی قیمت مسجد میں صرف کر دینا یا اس مکان کو مسجد میں ملا دینا، مسجد کے برابر یہ مکان ہے اب مرنے کے بعد جس کو وصیت کی تھی اس نے کہا کہ مسجد میں تو محلہ میں دو پہلے سے موجود ہیں، مدرسہ کوئی نہیں ہے لہذا بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کے لیے مدرسہ بنادینا بہتر ہوگا، سب کے مشورہ سے مدرسہ بنادیا گیا، تو شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: وصیت کے مطابق مسجد ہی میں صرف کرنا ضروری ہے مدرسہ بنانا جائز نہیں۔

(احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۲۱)

مرحوم کا قرضہ مسجد میں دینا

سوال: زید نے عمر سے قرض لیا، اب عمر مر گیا اور کچھ دن بعد زید بھی مر گیا، اب زید کے ورثاء اس قرض کو ادا کرنا چاہتے ہیں، یہ قرض کس کو ادا کیا جائے گا؟ مسجد و مدرسہ میں لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ یا کسی بیوہ، یتیم محتاج کو دے دیا جائے؟

جواب: جس نے قرض لیا تھا اس کے ورثاء کے ذمہ لازم ہے کہ مقدار قرض مرحوم کے ترکہ سے اس شخص کے ورثاء کو دے دیں جس سے قرض لیا تھا، کسی اور بیوہ، یتیم محتاج، مدرسہ و مسجد کو دینا کافی نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۷۰)

لا وارث کا مال مسجد میں لگانا

سوال: زید مرحوم نے کچھ سامان و روپیہ چھوڑا اور کوئی اس کا وارث بھی نہیں ہے اور نہ اس نے کوئی وصیت کی تو کیا اس کا مال مسجد میں صرف کر دیا جائے؟

جواب: اگر اس کا دور و نزدیک کوئی وارث نہیں تو موجودہ حالت میں اس کے ترکہ کو مدرسہ یا مسجد میں صرف کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۷۱)

شکی موہوب واپس لینا اور مسجد میں دینا

سوال: زید، عمر، بکر نے کچھ جگہ اور درخت خالد و عمر کو بطور بخشش دیئے تھے اب زید وغیرہ کی اولاد خالد وغیرہ کی اولاد سے جبراً درخت لے کر اس کو فروخت کر کے وہ رقم مسجد کے اخراجات میں لگانا چاہتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: اگر وہ زمین باقاعدہ ہبہ کر کے موہوب لے کا قبضہ کرادیا تو شرعاً یہ ہبہ تام ہو گیا، اب واہب اور موہوب لہ کے انتقال کے بعد اس سے رجوع کرنے کا اولاد کو شرعاً حق حاصل نہیں نہ ایسی رقم کا شرعاً صرف کرنا درست ہے۔

اگر باقاعدہ ہبہ نہیں کیا یا موہوب لہ کا قبضہ نہیں کرایا یا اس زمین اور درختوں کو تقسیم نہیں کرایا، نہ زید، عمر، بکر کے حصص بتلائے کہ کس کا کتنا حصہ ہے؟ نہ خالد و عمر کو یہ بتایا کہ کس کو کتنا حصہ ملا ہے؟ بلکہ وہ زمین اور درخت و امین کے درمیان بھی مشترک ہیں اور موہوب لہ کے درمیان بھی مشترک ہی رہے تو یہ ہبہ صحیح نہیں بلکہ زید، عمر، بکر کی ملک بدستور باقی رہی، انکے ورثاء میں شرعی میراث کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگی اور بعد تقسیم ہر وارث کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ مسجد میں صرف کرے خواہ اور کسی جگہ۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۴۳)

برائے مسجد پتھر خریدنے میں ایک پتھر ہدیہ ملا تو کیا حکم ہے؟

سوال: تین آدمی مسجد کے لیے پتھر خریدنے گئے، پتھر خریدے اور پیسہ دینے کے بعد ان میں سے ایک شخص نے دکاندار سے کہا کہ ایک پتھر مجھے بھی دیدیجئے، دکاندار نے کہا کیا اپنی ذاتی ضرورت کے لیے لے رہے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں! دکاندار نے کہا کہ آپ کو جو پتھر دیا جائے گا وہ مسجد کے بھاؤ میں نہیں، اس لیے کہ میں نے مسجد کی وجہ سے بھاؤ میں رعایت کی ہے اس نے کہا کہ میں تو مسجد کے بھاؤ سے بھی کم میں چاہتا ہوں اور محض یادگار کے لیے لے رہا ہوں، دکاندار نے کہا کہ میں آپ کو ایک پتھر یادگار کے لیے مفت دیتا ہوں اس طرح ایک پتھر دیا اور ساتھیوں سے بھی کہہ دیا یہ پتھر میں اس کو دے رہا ہوں تو اب یہ پتھر اس کی ذاتی ملکیت ہوگا یا مسجد کا؟ ایک شخص اس کے مسجد کی ملکیت ہونے پر ھَذَا اِنَا الْعَمَالِ غُلُوْلٌ اور حدیث ابن ابی شیبہ سے استدلال کرتے ہیں: ھَذَا مَالُکُمْ وَھَذِہْ ھَدِیَّۃٌ اُھْدِیْتُ لِیْ، واضح رہے کہ یہ تینوں حضرات مسجد کے اخراجات پر یہ مذکورہ چیزیں خریدنے گئے تھے؟

جواب: اس حدیث کے تحت یہ پتھر ہادیہ اعمال میں داخل نہیں۔ اس لیے کہ اول تو انہوں نے پتھر صدقے اور چندے میں وصول نہیں کیے بلکہ خریدے ہیں۔ بہ خلاف ابن لبید کے یہاں خریداری کا معاملہ نہیں تھا، بل کہ صدقات واجبہ کی وصولیابی تھی جس میں بے جارعایت کا اندیشہ تھا، یہاں خریداری ہے، بایں نے خود تصریح کر دی ہے کہ مسجد کی خاطر کم قیمت لی ہے نہ کہ ایک پتھر لے کر کم قیمت لی ہے۔

دوسرے اصالتاً اس پتھر کا معاملہ بیع کیا جا رہا تھا، ہدیہ کا نہیں تھا۔ البتہ قیمت میں رعایت چاہتے تھے جس کا بایں نے صاف انکار کر دیا، پھر جب بطور یادگار رکھنے کی بات سنی تو اس نے بلا قیمت ہی دے دیا، البتہ وہاں سے لانے میں جو صرفہ ہوگا وہ مسجد کے ذمہ نہیں ہوگا۔

تنبیہ: چونکہ یہ پتھر مسجد کی غرض اور مسجد کے صرفہ سفر کے ذریعے حاصل ہوا ہے اس لیے اپنی

جانب سے مسجد کو دے دیں تو یہ اعلیٰ بات ہے مگر مسجد کو مطالبہ کا حق نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۲۳۸)

صدقہ زکوٰۃ چڑھاوے وغیرہ کی رقم مسجد میں لگانا

سوال: ۱۔ زید کا صدقہ خیرات زکوٰۃ چڑھاوے چراغاں کا پیسہ بینک میں جمع تھا اچانک اس کا انتقال ہو گیا اس کا کوئی وارث بھی نہیں اور نہ اس نے کوئی وصیت کی اسی طرح چھوڑ کر مر گیا تو کیا ایک شخص یا مسجد کے ممبران اس کو بینک سے نکال کر مسجد میں لگا سکتے ہیں اور انہوں نے اس رقم کا مسجد کے اندر پٹکھا وغیرہ لگا ہی دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: جو پیسہ اس کے مرنے کے بعد برآمد ہوا اس کا حکم شرعی یہ ہے کہ پہلے اس کے نزدیک کے پھر دور کے خاندانی لوگ تلاش کیے جائیں اور حسب قاعدہ وراثت ان کو دی جائے۔ جب کوئی نہ ملے تو اس وقت مستحقین پر صدقہ کر دیا جائے دینی تعلیم کے نا دار طلبہ اور دینی علم کی خدمت کرنے والے ناداروں کو مقدم کیا جائے اور پھر دوسرے غرباء و مساکین کو دیا جائے۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۰۲)

قربانی کی کھال کی رقم کا مسجد میں استعمال کرنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ چرم قربانی بلا وجہ بلا تاویل وحیلہ یا مع تاویل وحیلہ مساجد پر لگ سکتے ہیں یا نہ؟

چونکہ مسئلہ مذکورہ میں اختلاف ہو گیا ہے کہ کنز الدقائق اور ہدایہ وغیرہ میں یہ صدقہ بجلدھا کا ذکر ہے۔ یہ عبارت مجمل ہے۔ دونوں فریق آپس میں تاویل کرتے ہیں۔ برائے مہربانی نفیاً و اثباتاً دلائل و حوالہ جات کی روشنی سے تشفی اور فیصلہ صادر فرمادیں مع مہر مدرسہ چونکہ معترض کی نظر میں بہشتی زیور اور فتاویٰ دیوبند کوئی معتبر نہیں ہے۔ دست بستہ عرض ہے کہ سلف صالحین کی کتابوں سے حوالہ بمع تحقیق ہوتا کہ قطع تنازع ہو۔ مینو اتوجروا۔

جواب: فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ جب تک کھال فروخت نہ ہو اس وقت تک اس کا حکم مثل لحم اضحیہ کے ہے۔ ہر شخص کو اس کا دینا اور خود بھی اس سے منتفع ہونا جائز ہے غنی کو بھی دینا جائز ہے۔ جبکہ اس کو تبرعاً دیا جاوے۔ اس کی کسی خدمت و عمل کے عوض میں نہ دیا جائے اور جب اس کی ملک کر دیا جاوے اس کے لئے اس کو فروخت کر کے اپنے تصرف میں لانا بھی مثل دیگر اموال مملوکہ کے جائز ہے۔

اور جب فروخت کر دی تو اس کی قیمت کا تصدق کرنا واجب ہے۔ اور تصدق کی ماہیت میں

تملیک ضروری ہے۔ اور چونکہ یہ صدقہ واجبہ ہے اس لئے اس کے مصارف مثل مصارف زکوٰۃ کے ہیں اور زکوٰۃ کی رقم مسجد پر نہیں لگ سکتی۔

كما في الهداية ولا يبنى بها المسجد ولا يكفن بها ميت لانعدام التملك وهو الركن

ہدایہ باب من يجوز دفع الصدقات الیہ (بنابر یہ قربانی کی کھال کی قیمت مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے۔ البتہ فقہاء نے تعمیر مسجد اور اس قسم کے امور کے لئے جواز کی یہ صورت لکھی ہے کہ چرم قربانی کی قیمت اول کسی ایسے شخص کی ملکیت کر دی جاوے۔ جو اس کا مصرف ہو۔ پھر وہ شخص اس قیمت چرم کو اپنی ملک اور قبضہ میں لے کر غرض مذکور میں صرف کر دیے۔ یہ احکام مختلف ابواب سے لئے گئے ہیں۔

فی الدرالمختار (ویتصدق بجلدها او يعمل منه نحو غربال و جواب) و قربۃ و سفرۃ و دلو (اویدلہ بما ینتفع بہ باقیہ) کما مر (لابمستهلک کنخل ولحم و نحوه) کدراهم (فان بیع اللحم او الجلد بہ) ای بمستهلک (او بدراهم تصدق بثمانہ) الخ ج ۵ ص ۵۸۱ (وقال فی الدرالمختار فی بدء کتاب الهبة ج ۴ ص ۵۶۶ (ہی) (ای الهبة) تملیک العین مجاناً ج ۴ ص ۵۸۱ و فیہ باب مصرف للزکوٰۃ (وجازت التطوعات من الصدقات) و غلة الاوقاف لهم ج ۲ ص ۷۳ الخ و فی الدرالمختار قدمنا ان الحلیلة ان یتصدق علی الفقیر ثم یامرہ بفعل هذه الاشیاء (و فی ردالمحتار) و یکون له ثواب الزکوٰۃ و للفقیر ثواب هذه القرب ج ۲ ص ۶۹

ان روایات سے ثمن جلد (قیمت چرم) کے تصدق کا وجوب اور تصدق میں اشتراط تملیک اور صدقات واجبہ کا مصرف مثل زکوٰۃ اور حیلہ مذکورہ کے ساتھ مسجد میں صرف کرنے کا جواز ثابت ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۴۴۷)

مسلمان بھنگی کا مال مسجد میں لگانا

سوال: بھنگی مسلمان جس کا پیشہ پاخانہ اٹھانے کا ہے اور اس کی بیچ ہی ہوئی ہے اس کے یہاں کا کھانا اور اس کا مال تعمیر مساجد میں صرف کرنا منع ہے یا نہیں؟

جواب: پاخانہ اٹھانے کی اجرت مباح ہے وہ مال بھی حلال ہے اگر کوئی فساد عقد میں نہ ہو۔ لہذا تعمیر مساجد میں صرف کرنا بھی درست ہے اس کی اجرت صفائی مکان کی ہے پاخانہ کی قیمت

نہیں جو شبہ کراہت کا ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۳۶) ”گو ایسا پیشہ خود قابل ترک ہے“ (م/ع)

حرام مال سے بنے ہوئے مکان میں نماز پڑھنا

سوال: اگر مال حرام سے ایک مکان بنالیا گیا لیکن زمین اس کی پاک ہے تو اس صورت میں اس مکان میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس میں رہنے سہنے کا کیا حکم ہے؟ اس مکان کے صحن و کوٹھاہر دو میں نماز مکروہ ہے یا فقط جہاں تک تعمیر ہے وہ مکروہ ہے؟

جواب: جس مکان کی زمین حلال ہو اور تعمیر حرام ہو اس میں نماز مکروہ ہوتی ہے مگر ایسی جگہ کو کہ اثر بناء کا نہ ہو اس میں کراہت نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۲)

حرام مال سے مسجد کا غسل خانہ بنانا

سوال: جن لوگوں کے پاس حرام روپیہ اکٹھا ہوتا ہے اگر ان کے روپے سے غسل خانے یا مسجد کے پاخانے بنائے جائیں یا اس روپے سے مسجد میں روشنی وغیرہ کی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سب ناجائز ہے اور استعمال کرنا اس کا نادرست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۲)

طوائف کی بنوائی ہوئی مسجد کی تعظیم کرنا

سوال: طوائف کی بنوائی ہوئی مسجد میں نماز جائز نہیں لیکن تعظیم اس کی مسجد کی سی کی جائے یا مثل دیگر مکانات کے ہے حتیٰ کہ پیشاب پاخانہ بھی اس میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز اس میں مکروہ مگر اس نے چونکہ مسجد بنائی ہے لہذا اس مکان کی تعظیم کی رعایت رکھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۲)

بلیک کرنے والوں کا مال مسجد میں لگانا

سوال: چند لوگوں نے راشن دکان کا لائسنس حاصل کیا کہ اس کے ذریعے سے مٹی کا تیل، شکر وغیرہ حاصل کر کے راشن کارڈ پر عوام میں تقسیم کی جائے گی جو لوگ راشن کارڈ حاصل کرنے جاتے ہیں ان کے کارڈ پر جتنا لکھا جاتا ہے اس کا نصف ان کو دیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ بلیک کر دیا جاتا ہے کیا ایسے لوگوں کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے؟

جواب: بلیک کرنا قانونی چوری ہے جس کی بغیر وجہ شرعی اجازت نہیں اور اس رقم کا مسجد میں لگانا درست نہیں ہے۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۰۶)

قوالی کیلئے جمع کیا گیا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال: کچھ حضرات نے قوالی کرانے کے لیے چندہ جمع کیا اس میں ہندوؤں کا بھی چندہ شامل ہے مگر متولی نے رکاوٹ کی جس کی وجہ سے وہ چندہ کچھ مندر میں اور کچھ مسجد میں دے دیا گیا یہ سب حضرات کی رضامندی سے ہوا تو یہ روپیہ مسجد میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جب چندے والوں کی رضامندی و اجازت سے مسجد میں یہ روپیہ دیا گیا ہے تو مسجد کی ہر ضرورت میں حسب صواب دید اس کو صرف کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۵۰)

سود کے مال سے مسجد بنانا

سوال: سود کے روپے سے مسجد یا کنواں بنانا درست ہے یا نہیں؟ یا دو شریک ہو کر بنادیں جن میں ایک کا روپیہ سود کا ہے دوسرے کا طیب ہے؟

جواب: جو مسجد کہ اس میں حرام روپیہ لگا اس میں نماز کروہ تحریمی ہے اور ثواب مسجد کا نہیں ملتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۱) ”کامل“ (م ۷)

سودی قرض پر لیا ہوا روپیہ مسجد میں لگانا

سوال: ایک آدمی کے پاس مسجد کی امانت کا روپیہ تھا اس نے اس کو خرچ کر ڈالا اور دوسرے آدمی سے سودی قرض لے کر مسجد کی امانت میں جمع کر دیا کیا اس روپے کو مسجد میں خرچ کرنا جائز ہوگا؟

جواب: سود پر قرض لیا ہے وہ قرض کا روپیہ حرام نہیں اس کو مسجد کے روپے کے ضمان میں دینا درست ہے البتہ قرض کے ساتھ جو روپیہ سود کا دیا جائے گا اس کا دینا جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۱۸)

سود خور کو ترکہ میں ملی رقم مسجد میں لگانا

سوال: ایک سود خور کو اپنے والدین سے جو ترکہ ملا ہے وہ اس کو مسجد کے کاموں میں لگانا چاہتا ہے کیا اس کے روپے کو مسجد میں لگایا جاسکتا ہے؟

جواب: والدین کے ترکہ سے جو حلال روپیہ ملا ہے اگر وہ روپیہ مسجد میں دے تو اس کو مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۱۸)

سودی کاروباری کیلئے مسجد کی دکان کرائے پر لینا

سوال: مسجد کی دکان ایک صاحب کرائے پر لینا چاہتے ہیں کرایہ معقول ملے گا مگر ان کا

کاروبار خالص سودی ہے ان کو کرائے پر دکان دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ صاحب سودی کاروبار ہی کے لیے کہہ کر لیتے ہیں تو مسجد کا مکان (دکان)

ان کو کرائے پر نہ دیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۲۱)

مسجد کے لیے سود پر قرض لیا تو سود کون ادا کرے؟

سوال: کمیٹی نے تعمیر کے لیے بہ مجبوری کچھ رقم باقاعدہ لکھا پڑھی کر کے سود پر لے لی تھی ابھی وہ قرض ادا نہیں ہوا تھا کہ نیا الیکشن ہوا اور کمیٹی بدل گئی تو سا ہو کار اب اپنی رقم مع سود کے طلب کر رہا ہے تو اب وہ رقم موجودہ کمیٹی ادا کرے اور اگر کمیٹی ادا کرے تو ہم خدا کی گرفت میں آئیں گے یا بچ سکیں گے؟ اس بارے میں ہمارے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اس کی ذمہ داری سابقہ کمیٹی پر ہے۔ اگر یہ صورت کسی طرح ممکن ہو کہ مسجد کی طرف سے اصل رقم موجودہ کمیٹی دے دے اور سود سابقہ کمیٹی اپنے پاس سے دے دے یا معاف کرا لے تو آپ لوگ بالکل بچ جائیں گے یہ نہ ہو سکے تو موجودہ کمیٹی مجبور ہے۔

پھر اعلیٰ بات یہ ہے کہ سود مسجد کی طرف سے نہ دیا جائے بلکہ کمیٹی آپس میں چندہ کر کے اس مصیبت کو برداشت کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۲۱۸)

چور سے وصول شدہ جرمانہ کی رقم کا مسجد میں استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے کافی عرصہ سے یہ طریقہ بد شروع کر رکھا ہے کہ مسجد سے تیل وغیرہ چوری کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے گھر سے مسجد کے پختہ آہنی لوٹے بھی برآمد ہوئے۔ اس طرح کنویں کی بالٹی بھی اٹھا لیتا ہے اور اس نے اپنی شقاوت قلبی کا یہاں تک مظاہرہ کیا کہ ایک گھر سے اس نے بھوسہ چوری کیا حالانکہ اسی گھر میں اس وقت ایک نوجوان لڑکا جان کنی میں مبتلا تھا۔ بالآخر چور پکڑا گیا۔ اور اس نے خود اقبال جرم کرتے ہوئے کہا کہ یہ پیشہ میں کافی عرصہ سے کر رہا ہوں۔ اب تقریباً تین صد روپے کا تیل مسروقہ فروخت کر دیا ہے دریں اثناء اہل محلہ اور مسجد کے مقتدیوں نے فیصلہ کیا کہ دوسروں کی عبرت کے لئے سارق پر کم از کم پانچ صد روپے جرمانہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس سے وہ رقم تفریڈالی بھی گئی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا وہ رقم محصلہ مسجد کی تعمیر کے لئے خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ مسجد زیر تعمیر ہے اور اہل محلہ بھی سب رضامند ہیں۔ اگر ناجائز ہے تو پھر رقم محصلہ کا مصرف کیا ہوگا۔

جواب :- مالی جرمانہ شخص مذکورہ پر پنچایت کا شرعاً درست نہیں ہے۔ اس لئے یہ رقم مسجد کی تعمیر پر خرچ کرنا جائز نہیں بلکہ یہ رقم اس شخص مذکور کو واپس کرنا ضروری ہے۔ لیکن واپس کرنے کے لئے ایسی صورت اختیار کی جائے کہ جس سے اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ وہی رقم ہے۔ جو مجھ سے بطور جرمانہ وصول کی گئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۴۳۸)

یہ وصیت کہ سود کار روپیہ مسجد میں دیا جائے

سوال : جو مسجد بالکل ویران ہے ایک صاحب کے پاس سود کے پیسے تھے۔ انہوں نے ایک صاحب سے وعدہ کیا کہ میں مسجد کے جملہ تعمیری اخراجات پورے کروں گا مگر چند دن بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا اب وہ خواب میں اس شخص کے آئے اور کہا کہ ہم کئی دن سے عذاب میں مبتلا ہیں لہذا میرے سود کے پیسے میری بیوی سے لے کر مسجد میں لگا دو اب ورنہ کہتے ہیں کہ اگر سود کار روپیہ مسجد میں لگ سکتا ہو تو ہم بخوشی دینے کو تیار ہیں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب : سود کار روپیہ مسجد میں لگانا جائز نہیں مرنے والا خواب میں آ کر بتائے تب بھی جائز نہیں جو وعدہ زندگی میں کیا تھا مرنے کے بعد ورنہ اس کا پورا کرنا واجب نہیں نہ ان کے ترکہ سے کسی کو زبردستی لینے کا حق ہے۔ ہاں میت کے لیے دعائے مغفرت کی جائے قرآن پاک کی تلاوت کر کے نفل نماز پڑھ کر ثواب پہنچایا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۷۷)

سود کار روپیہ مسجد کی روشنی وغیرہ میں لگانا

سوال : مسجد میں سود خوروں کے پیسے سے بجلی کی فٹنگ و پنکھا لگا ہے شرعاً یہ حرام ہے یا نہیں؟ اس بجلی کی روشنی اور پٹکے کے نیچے نماز ہوگی یا نہیں؟ آج تک جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا کیا حکم ہے؟

جواب : ناجائز آمدنی کا پیسہ مسجد میں لگانا درست نہیں اگر بجلی کی فٹنگ اور پٹکے میں ناجائز پیسہ لگایا گیا ہے تو جس نے لگایا ہے وہ پنکھا یہاں سے لے جائے اور حلال کمائی سے لگایا جائے بجلی کی فٹنگ میں میٹر مل اور تار بلب جو کچھ بھی وہاں موجود ہے اس کو نکال کر جائز آمدنی سے لگایا جائے اگر ایسا کرنے میں فتنہ ہو تو مجبوراً یہ صورت کر لی جائے کہ جتنا پیسہ اس میں خرچ ہوا ہے وہ پیسہ سود کا تھا تو اتنا پیسہ اصل مالک کو واپس کر دیا جائے اگر اصل مالک معلوم نہ ہو تو اتنا روپیہ غریبوں کو صدقہ کر دیا جائے لیکن پھر اس کی تحقیق بھی کر لی جائے کہ اس میں سودی رقم بھی صرف کی گئی ہے یا نہیں؟ جو نمازیں اس روشنی و ہوا میں پڑھی گئی ہیں وہ درست ہو گئیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۲۶۵)

ہندو کا روپیہ مسجد میں کس طرح لگ سکتا ہے؟

سوال: ہندو کا روپیہ مسجد پر لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس شرط سے جائز ہے کہ وہ روپیہ کا مالک مسلمانوں کو بنادے اور پھر مسلمان اپنی طرف سے مسجد میں لگائیں بطور وقف کے ان کا روپیہ مسجد میں نہیں لگایا جاسکتا۔ (امداد المفتیین ص ۷۹۸)

غیر مسلم کی زمین کی مٹی مسجد میں لگانا

سوال: ایک غیر مسلم کی زمین ہے اس کے برابر میں مسجد بن رہی ہے غیر مسلم کی زمین کی ایک مسلم دیکھ رکھ کرتے ہیں محلہ کے لوگ اس غیر مسلم کی زمین سے مٹی کاٹ کر مسجد میں لگاتے ہیں اور نگران کے منع کرنے پر اس کا بائیکاٹ کر دیا ہے تو ایسا کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟

جواب: غیر مسلم کی زمین سے بغیر اجازت کے مٹی لینا اور مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے ایسا کرنے سے یہ لوگ ظالم اور گنہگار ہیں اللہ پاک کے گھر میں پاک مال لگایا جائے حرام مال اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہے ان لوگوں کو اپنی حرکت سے باز آنا چاہیے اور جس قدر مٹی لی ہے وہ واپس کر دیں یا پھر اصل مالک سے اس کو خرید لیں اور قیمت ادا کر دیں تب مسجد میں لگائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۰۱)

ہندوؤں کا مسجد کے قریب کرتن کرتے ہوئے گزرنا

سوال: اگر ہندو لوگ مسجد کے قریب سے گانا بجائے یا کرتن کرتے ہوئے جائیں تو اس میں مسجد کی ہتک ہوگی یا نہیں؟ اور مسلمانوں کو شرعاً روکنے کا حق ہے یا نہیں؟ اور اس کے لیے کوشاں ہونا چاہیے یا نہیں؟

جواب: اس میں شک نہیں کہ کفار کا مسجدوں کے سامنے گانا بجانا اور کفر و شرک کی رسوم بجالانا مسجدوں کی بے حرمتی کا موجب ہے اور اسی وجہ سے اب تک کئی جگہوں پر حکومت نے ہندوؤں کو مسجد کے سامنے ان افعال سے منع کیا ہے کیونکہ ان سے مسلمانوں کو ایذا اور مساجد کی بے حرمتی ہوتی ہے اور یہ جب افعال بے حرمتی کا سبب ہیں تو مسلمانوں کا یہ بھی حق ہے کہ ہندوؤں کو مساجد کے سامنے ان افعال کے کرنے سے روکیں۔

اور صورت یہ اختیار کرنی چاہیے کہ حکومت وقت سے درخواست کریں اور بدل و جان کوشش کریں۔ اس میں جس قدر کوشش کی جائے گی باعث ثواب عظیم ہوگی اور جب حکومت کی طرف سے مسلمانوں کو یہ حق مل جائے جیسا کہ ابتداء حکومت سے اس وقت تک حکومت نے مسلمانوں کو یہ حق دے رکھا تھا تو اس کے بعد اگر کسی جگہ ہندو اس کے خلاف عمل کریں وہاں ان کے روکنے کی

صرف یہ تدبیر کریں کہ حکومت ہی سے استغاثہ کریں تاکہ حکومت اپنے قاعدہ کے موافق ہندوؤں کو اس ناجائز حرکت سے روکے۔ مسلمانوں کو بلا واسطہ ہندوؤں سے مزاحمت نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس میں مساجد کی زیادہ بے حرمتی کا قوی اندیشہ ہے کہ وہ مقابلہ کریں گے اور مقابلہ میں آ کر مسجد کی زیادہ ہتک حرمت کریں گے مثلاً اس پر ڈھیلے پتھر پھینکیں گے یا مسجد ہی کو معاذ اللہ منہدم کر دیں گے۔ چنانچہ بعض مواقع میں ایسا سنا بھی گیا ہے۔ پس یہ صورت جائز نہیں اور اگر کسی جگہ کے ناواقف مسلمانوں نے یہ صورت اختیار کی ہو اور اس میں اپنی جان دے دی ہو تو ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے وہ ہر شخص کی نیت و عذر کو خود جانتے ہیں باقی شرعاً مسلمانوں کے لیے اس وقت پہلے طریقہ سے کوشش کرنا جائز ہے کہ حکومت سے درخواست کریں۔

اور اگر خدا نخواستہ حکومت مسلمانوں کی اس درخواست کو قبول نہ کرے تو اس وقت مسلمانوں کو صبر کرنا چاہیے اور دعا کرنا چاہیے کہ وہ مساجد کی ہتک حرمت دور کرنے کی کوئی سہیل کر دے اس وقت مسلمانوں کو صرف دل سے ہندوؤں کے اس فعل پر نفرت کرنا کافی ہے مقابلہ کسی کا نہ کریں نہ حکومت کا نہ رعایا کا۔ لیکن حکومت کے ایک بار اس درخواست کے رد کرنے پر کوشش کو ترک نہ کریں بلکہ موقعہ بموقعہ بار بار حکومت سے اس حق کے عطاء کی درخواست کرتے رہیں انشاء اللہ حکومت ضرور توجہ کرے گی۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۵۸)

ہندو کا مصلیٰ مسجد میں استعمال کرنا

سوال: ہم ہندو ہیں ہم نے مسجد میں ایک مصلیٰ دیا وہ کچھ روز کے بعد ہم کو واپس ملا کیا وجہ؟ ہم تو کسی قسم کی بدعت یا شرک نہیں کرتے ہمارا اصل حال تو خدائے وحدہ لا شریک جانتا ہے ہم سود بھی کھاتے نہیں جب ہمارے خالق نے منع کیا ہے تو پھر کس طرح کھا سکتے ہیں آپ کو خداوند کریم اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیتا ہوں کہ جواب ضرور ملے؟

جواب: ہندو ہونا صحت و قف سے مانع نہیں اور اگر آیت مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَبْلُغُوا إِلَى اللَّهِ سَبِيلًا کی تفسیر میں (بیان القرآن) کے ملاحظہ سے رفع ہو سکتا ہے۔ البتہ جہاں احتمال احسان جتانے کا ہو وہاں یہ عارض مانع اجازت ہوگا لیکن صورت مذکورہ میں قرائن سے اس کا بھی احتمال نہیں۔ وَهِيَ قَوْلُهُ ہم کسی قسم کی الخ یہ جملہ بتا رہا ہے کہ وہ توحید کا قائل ہے۔ وَقَوْلُهُ ہم سود بھی إِلَى قَوْلِهِ منع کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ حقیقت قرآن کے بھی معتقد ہیں۔ وَقَوْلُهُ آپ کو خداوند کریم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوا کہ وہ رسالت کا بھی معتقد ہے۔ قَوْلُهُ ہمارا

جو اصل الخ اس سے معلوم ہوا کہ وہ محبت اسلام بھی ہے۔

پس جب یہاں کوئی مانع نہیں تو ایسے شخص کی شطرنجی مسجد میں لے لی جائے کچھ خرچ نہیں اور اگر کسی خاص مسجد والے نہ لیں تو دوسری مسجد میں دے دینا چاہیے اگر کہیں قبول نہ ہو تو یہاں بھیج دی جائے مسجد میں بچھا دی جائے گی۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۶۳)

بحالت کفر کمایا ہوا پیسہ مسجد و مدرسہ میں صرف کرنا

سوال: ایک نو مسلم عالم کفر و شرک میں تھے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اپنی دولت بھی ساتھ لے آئے انکے مال کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ اگر وہ اس کو مسجد وغیرہ میں خیرات کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: بعض پیسے ایسے ہوتے ہیں کہ جو کسی مذہب میں جائز و حلال نہیں ہوتے اور ان پر کسی مذہب میں صحیح ملکیت قائم نہیں ہوتی جیسے چوری، ڈاکے اور غصب کا پیسہ۔

ایسا پیسہ بحالت کفر بھی کمایا ہوا اگر کوئی نو مسلم اپنے ساتھ لائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو اصل مالک تک کسی انداز میں پہنچا دیں اگر ایسا ممکن نہ ہو اور مالک ثواب پانے کا اہل ”مسلمان“ ہو تو اس کو ثواب پہنچانے کی نیت سے صدقہ کر دیں اور اگر اس کا علم نہ ہو سکے کہ مالک مسلم ہے یا کافر تو ایسی صورت میں اس کے وہاں سے بچنے کے لیے صدقہ کر کے جلد از جلد ملک سے نکال دے۔

بعض پیسے ایسے ہوتے ہیں کہ مسلمان کے لیے شرعاً حلال و جائز نہیں ہوتے اور غیر مسلم کے لیے حلال و جائز ہوتے ہیں اور غیر مسلم اس کا مالک بملک صحیح ہو جاتا ہے جیسے شراب اور خنزیر کے کاروبار کا پیسہ۔

اگر کفر کی حالت کا پیسہ لے کر مسلمان ہو جائے تو اس کے صحیح مالک ہو گئے ہیں اور جس نیک کام میں چاہیں صرف کر سکتے ہیں مسجد و مدرسہ میں ہر جگہ خرچ کر سکتے ہیں یہی حکم ان کے گانے بجانے کے پیسے کا ہے۔ اس لیے کہ وہ اس کے صحیح مالک ہو گئے تھے اور وہ ان کے لیے حلال و جائز تھا اور مسلمان ہونے کے بعد قدیم مسلمان بھی وہ پیسہ ان سے لے سکتا ہے اور انہیں نیک کاموں میں خرچ کر سکتا ہے۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۲۲)

اعلانیہ بدکاری کرنے والے سے مسجد کے لیے چندہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کے زید نے ثانی شادی کرتے وقت اپنی سابقہ بیوی کو مثلاً طلاق دے دی۔ لیکن بعد از شادی زید کی مطلقہ بیوی نے زید کے گھر میں ہی دوسرے مکان میں چار پانچ سال گزارے۔ اور محنت مزدوری کر کے گزارہ کرتی رہی۔ مگر ایک

دوسرے کا ساتھ نہ چھوڑا۔ آخر زید کی ثانی بیوی نے اس بات کو برداشت نہ کیا۔ گھر میں نہایت شدت کے ساتھ فتنہ فساد شروع ہو گیا۔ اور ثانی بیوی والدین کے گھر جا کر بیٹھ گئی۔ اب زید اپنی مطلقہ بیوی کے ہاتھ سے کھانا پیتا ہے۔ اور ایک جگہ میں رہتے ہیں اور عوام الناس بھی سامنے دیکھتے ہیں مگر اس کو برا محسوس نہیں کرتے۔ اور نہ اس سے دل میں خاص کد نفرت کرتے ہیں۔ بلکہ چک کا ایک خاص منبر منتخب ہے اور زید کا ایک بھائی جو چک گاؤں میں ہی سکونت پذیر ہے۔ وہ اہل اللہ بھی کہلاتا ہے اور پیری مریدی کا سلسلہ بھی دور دراز تک جاری ہے۔ وہ بھی اس کو ہدایت نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے جلسہ و جلوس میں ایک دوسرے کے ہاں برابر شریک رہتے ہیں۔ دیگر زید کے چک کی ایک مسجد تعمیر ہو رہی ہے جس میں اس سے چندہ بھی مسجد کے لئے لیا گیا ہے اور مسجد کے کاروبار میں شریک ہوتا ہے اور اپنے آپ کو نماز اور پرہیزگار بھی دکھلاتا ہے اور جماعت میں آ کر شامل ہو جاتا ہے ایسے شخص کا جماعت میں شریک ہونا درست ہے یا کہ نہیں؟ اور ایسے شخص کا مسجد پر روپیہ وغیرہ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں یا جس مسجد میں ایسے شخص کا ہاتھ ہو یا رقم صرف کی جاوے۔ اس مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص کے ساتھ میل جول رکھنے والے کس جرم کے مرتکب ہیں۔ اگر ایسا شخص مر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا کیا حکم ہے۔ بینوا تو جروا۔

جواب:- یہ شخص سخت گنہگار ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اس مطلقہ بیوی سے میل جول نہ رکھے۔ برادری اس کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ اگر یہ شخص نہ مانے تو اس کے ساتھ برادری کے تعلقات سے احتراز کریں۔ ایسے شخص کا چندہ اگر مسجد میں صرف کیا جائے تو شرعاً اس مسجد میں نماز جائز ہے۔ کوئی قباحہ نہیں۔ مرنے کے بعد اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاوے گا۔ فقط واللہ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۴۴۳)

مسجد اور آداب مسجد

مسجدوں میں محراب کی ابتداء کب سے ہے؟

سوال: مسجد میں جو محراب بنائے جاتے ہیں یہ شرعاً جائز ہیں یا نہیں؟

جواب: کتب فقہ میں عبارات مختلف ہیں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ سے اس کا ثبوت ہے۔ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانہ سے اس کا عروج شروع ہوا ہے اسی طرح کتب تاریخ سے بھی مختلف اقوال ظاہر ہوتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب ص ۸۳ میں تحریر فرماتے ہیں:

وعلامت محراب کہ اندرون مسجد متعارف است او (عمر بن عبدالعزیز) ساخت و پیش ازاں نبود

”یعنی جو محراب کہ مسجدوں میں بنائے جاتے ہیں ان کو عمر بن عبدالعزیز نے سب سے اول بنوایا اس سے پہلے ان کا رواج نہ تھا۔“

اور علامہ ابراہیم حلبی کبیری ص ۳۴۸ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”ہمارے استاذ کمال الدین ابن الہمام نے فرمایا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ امام کا ممتاز جگہ پر ہونا ثابت اور شرعاً مطلوب ہے۔ حتیٰ کہ امام کا آگے ہونا واجب ہے اور آگے ہونا تب ہی متحقق ہوگا جب کہ امام کے لیے کوئی مخصوص جگہ ہو اور اس باب میں کوئی حدیث نہیں ہے کہ مسجدوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں محراب بنائے گئے تھے اگر (بالفرض) نہ بنائے گئے تو بھی مسنون یہ ہوگا کہ امام اس مکان کی محاذات میں کھڑا ہو اس لیے کہ امام کا درمیان میں ہونا مطلوب ہے اور ادھر ادھر کو مائل ہو کر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔“

فقہاء محراب میں کھڑے ہونے کو تو مکروہ لکھتے ہیں لیکن نفس محراب بنانے کو مکروہ نہیں لکھتے بلکہ محراب سے باہر کھڑے ہونے اور محراب میں سجدہ کرنے کو بھی جائز لکھتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس محراب کے دوسرے احکام کو بھی ذکر فرماتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد میں محراب بنانا جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۶۱)

محراب سے کیا مراد ہے؟

سوال: محراب سے کیا مراد ہے؟ مسجد کے ہر در میں جو محراب خانہ کٹا رہتا ہے جس میں لوگ آتے جاتے ہیں محراب کی تعریف میں آتا ہے؟ یا پچھلی دیوار کے درمیان ممبر کے قریب جو محراب بنی رہتی ہے صرف وہی محراب ہے؟

جواب: قبلہ کی دیوار میں بالکل درمیان میں جو محراب نما بنایا جاتا ہے وہ مراد ہے تاکہ امام کے درمیان دونوں طرف صفوں کی مقدار برابر رہے۔ (نظام الفتاویٰ ص ۳۲۱ ج ۱)

مسجد میں محراب بنانے کا حکم

سوال: ہمارے یہاں علماء میں مسجد کی محراب کی جگہ پتھر نصب کرنے پر جھگڑا ہے ہر ایک مولوی صاحب نے پتھر کے جواز و حرمت پر مفصل مسائل تحریر کر کے آخری فیصلہ کے واسطے جناب والا کی خدمت میں روانہ کیا ہے آپ حکم شرعی صادر فرمائیں کہ کون مولوی صاحب حق بجانب ہیں؟

جواب: مساجد میں محراب بنانا یا محراب کے بجائے پتھر نصب کرنا یہ دونوں چیزیں بدعت نہیں ہیں۔ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر مستقل رسالہ ”اعلام الارانیب فی بدعت المحاریب“ لکھا ہے لیکن بدعت ہونا اس کا اصول و قواعد سے ثابت نہیں ہے۔ (امداد المفتیین ص ۷۷۸)

محراب میں تصویر آفتاب بنانا

سوال: ایک نئی مسجد میں محراب میں نقش و نگار اور آفتاب کی سی تصویر بنائی ہے اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو حرج ہے یا نہیں؟ اگر حرج نہیں تو آفتاب پرستی اور بت پرستی میں کیا فرق ہے؟

جواب: محراب میں نقش و نگار اور آفتاب کی تصویر بنانا منع اور مکروہ ہے کہ اس سے نمازی کے خشوع و خضوع میں خلل آتا ہے لیکن آفتاب کی تصویر کے سامنے کھڑے رہ کر نماز پڑھنے کو آفتاب پرستی کے مانند قرار دینا صحیح نہیں کیونکہ پرستش آفتاب کی تصویر کی نہیں ہوتی بلکہ اس کی ذات کی ہوتی ہے دونوں میں بین فرق ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۱۶۹)

محراب مسجد میں طغریٰ لگانا

سوال: مسجد میں درج ذیل کتبہ نصب ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا غَوْثِنَا الْاَعْظَمِ مُحَمَّدٍ مُّحْيِي الدِّينِ
عَبْدِ الْقَادِرِ يَا شَيْخُ عَبْدَ الْقَادِرِ شَيْئًا لِلّٰهِ

امام کے روبرو محراب مسجد میں کسی قسم کا طغریٰ لگانا یا کسی نوعیت کی تحریر لکھنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: ایسے طرز پر کوئی چیز لکھنا یا تحریر لگانا کہ نمازی کا دھیان اُدھر جائے مکروہ ہے، نقش و نگار سے روکا جاتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۹۵)

محراب مسجد میں آیات وغیرہ لکھنا

سوال: مساجد میں سنگ مرمر پر آیات قرآنی کندہ کرا کر لگانے کا کیا حکم ہے؟ اگر جائز ہے تو اچھا ہے یا نہیں؟

جواب: فقہاء نے بے ادبی کے احتمال کی وجہ سے مکروہ لکھا ہے لیکن اگر کندہ ہو کر لگ گئے ہوں تو اب اس کا اکھاڑنا بے ادبی ہے۔ لہذا اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۹)

حضرت علیؑ کا مسجد میں سونا

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ علیؑ العموم مسجد میں سونا جائز ہے؛ دلیل حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کا ہمیشہ مسجد میں سونا ہے تو مسجد میں سونا حنفیہ کے نزدیک کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں سونا معتکف اور اس مسافر کے سوا جس کو مکان نہ ملتا ہو باقی لوگوں کے لیے مکروہ ہے اور حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کا فعل ضرورت پر محمول ہے۔ (امداد الاحکام ص ۳۳۲ ج ۱) ”یا غلبہ جب پر“ (مربع)

غیر معتکف کا مسجد میں سونا

سوال: غیر معتکف کے لیے مسجد میں سونے اور دنیوی باتیں کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۷۰)

طالب علم کیلئے مسجد میں سونے کا حکم

سوال: طالب علم کو مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کی بناذکر و عبادت کے لیے ہے۔ اس قسم کے کاموں کے لیے نہیں؛ اس لیے عام حالات میں تو کسی کے لیے مسجد میں سونا جائز نہیں؛ خواہ طالب علم ہو یا کوئی اور۔ اگر بہ مجبوری طلبہ کو مسجد میں سونا پڑے تو ان شرائط کے ساتھ اس کی گنجائش ہے۔

- ۱۔ مسجد کے سوا اور کوئی عارضی یا مستقل قیام گاہ نہ ہو نہ متولی و منتظم اس کا انتظام کر سکتے ہوں۔
- ۲۔ مسجد کے آداب کا پورا الحاظ رکھیں کہ شور و غوغا، ہنسی مذاق اور لالیعنی گفتگو سے پرہیز کریں؛ صفائی کا پورا اہتمام رکھیں اور اعتکاف کی نیت کر لیں۔

- ۳۔ نمازیوں کو ان سے کسی قسم کی ایذا نہ پہنچے اذان ہوتے ہی اٹھ جائیں اور نمازوں کے بعد بھی جب تک لوگ سنن و نوافل یا ذکر و تلاوت میں مشغول ہوں ان کی عبادت میں خلل نہ ڈالیں۔
- ۴۔ طلبہ باریش یا کم از کم آداب مسجد سے واقف اور باشعور ہوں؛ کم سن بے شعور بچوں کو مسجد میں سنانا جائز نہیں۔

الغرض ممکن حد تک اس سے بچنے کی کوشش کی جائے؛ مجبوری کی بات الگ ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۴۷)

تبلیغ والوں کا مسجد میں قیام کرنا

سوال: آج کل دستور ہے کہ تبلیغی جماعت کے حضرات مسجد میں لیٹتے کھاتے پیتے اور دوسرے معمولات پورا کرتے ہیں؛ کیا شرعاً اس کی گنجائش ہے؟

جواب: معتكف اور مسافروں کے لیے مسجد میں کھانے پینے اور سونے کی گنجائش ہے۔ لہذا تبلیغی جماعت کا یہ دستور جائز ہے اس لیے کہ اہل تبلیغ میں بھی عموماً مسافر ہوتے ہیں۔ مع ہذا بہتر ہے کہ اعتکاف کی نیت بھی کر لیا کریں اور اس کا بھی اہتمام کریں کہ مسجد سے ملحق اگر کوئی حجرہ وغیرہ ہو جس میں تمام سائیں سما سکتے ہوں تو مسجد میں نہ سوئیں اور کھانا بھی باہر کھائیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۳۸)

مسجد میں سونے والا جنبی ہو گیا تو کیا کرے؟

سوال: اگر کوئی شخص مسجد میں سو جائے اور اس کو احتلام ہو گیا تو کیا کرے؟

جواب: اگر کوئی شخص مسجد میں سو جائے اور اس کو احتلام ہو جائے تو تیمم کر کے باہر نکل جائے۔ (کفایت المفتی ص ۲۱۲ ج ۳)

فنائے مسجد میں جنبی کے آنے جانے کا حکم

سوال: صحن مسجد بھی مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟ اور اس میں جنبی کے دخول و خروج کا کیا حکم ہے؟

جواب: صحن مسجد سے مراد شاید وہ جگہ ہو جو فرش نماز کے لیے بنایا گیا ہو اور زائندہ خالی پڑا رہتا ہے وہ مسجد کے حکم وقف میں تو مسجد کے ساتھ شامل ہے مگر جنبی کے آنے جانے کے مسئلہ میں وہ مسجد کے ساتھ شامل نہیں کیونکہ وہ مصالح مسجد اور نمازیوں کے آرام کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس کا منی واقف کی نیت پر ہے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۱۳)

گاؤں والوں کا مسجد میں رات گزارنا

سوال: تبلیغی جماعت والے مرکزی مسجد بناتے ہیں جہاں ہفتہ میں ایک رات مقامی لوگ شب باشی کرتے ہیں شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ تعین بدعت نہیں کہلائے گی؟

جواب: اس کا مقصد لوگوں کو گھر کے ماحول سے نکال کر دینی فضا اور اچھے ماحول میں لا کر دینی تعلیم اور تبلیغ کے لیے تیار کرنا ہے۔ اس کا لحاظ کر کے دن اور وقت متعین کیا جاتا ہے جیسا کہ مدرسہ میں تعلیم کے لیے اور خانقاہوں میں تربیت کے لیے وقت مقرر ہوتا ہے۔ یہ تقرر سہولت کے لیے ہے نہ فضیلت کی خاطر۔ لہذا یہ منع نہیں ہے تاہم وقت اور دن میں تبدیلی کرتے رہا کریں جس سے عوام میں غلط فہمی نہ ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۲۱)

مجبوری کی وجہ سے مسجد میں سونا

سوال: زید کے مکان کے قریب مسجد بہت ہو ادارہ ہے دو پہر کے وقت مکان سے زیادہ اس

میں عافیت ہوتی ہے اگر زید اس وقت اس غرض سے مسجد میں جا کر سو رہے اور پھر نماز ظہر ادا کر کے چلا آئے تو کسی قسم کی توہین مسجد تو نہیں ہے؟

جواب: سوائے معتکف یا مسافر کے اوروں کو مسجد میں سونا مکروہ ہے لیکن اگر کسی کو سخت ضرورت ہو مثلاً گھر کی گرمی کا تحمل نہیں کر سکتا تو یہ حیلہ کرے کہ مسجد میں تھوڑی دیر کے اعتکاف کی نیت کر لے مثلاً بعد ظہر تک کی اور پھر اس میں داخل ہو کر تھوڑا وقت عبادت و ذکر میں بھی صرف کر دے پھر وہاں سو رہے اور ظہر پڑھ کر باہر آ جائے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۲۵)

مسجد میں سونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کن کن صورتوں میں ہو سکتا ہے۔ مثلاً مسافر یا غیر مسافر مریض یا تندرست یا معتکف وغیرہ ہو۔ شرعاً کیسے ہے؟

جواب: . و فی الدر المختار و اکل و نوم اللمعتکف و غریب . و فی ردالمحتار (قوله و اکل و نوم) و اذا اراد ذلک ینبغی ان ینوی الاعتکاف فیدخل و یدکر اللہ تعالیٰ بقدر مانوی او یصلی ثم یفعل ما یشاء ص ۴۸۹ ج ۱ .

اس سے معلوم ہوا کہ بجز معتکف یا مسافر کے اوروں کو مسجد میں سونا مکروہ ہے لیکن اگر کسی کو سخت ضرورت ہو تو یہ حیلہ کرے کہ مسجد میں تھوڑی دیر کے اعتکاف کی نیت کرے اور پھر اس میں داخل ہو۔ اور تھوڑا وقت عبادت و ذکر میں صرف کرے پھر وہاں سو رہے۔ اور فجر کو اٹھ کر نماز پڑھے اور مسجد سے باہر آ جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۳۶۱

مسجد میں ٹہلنا

سوال: مسجد کے اندر ٹہلنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد میں ہر وہ عمل کرنا جس کے لیے مسجد نہیں بنائی گئی قصد ادا یا نہا جائز ہے اور یہ ٹہلنا بھی ایسا ہے لہذا منع کیا جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۹۷)

مسجد میں چارپائی بچھانا

سوال: مسجد میں مسافر یا مقیم کو سونے کے واسطے چارپائی بچھانا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں چارپائی بچھانا مسافر اور مقیم دونوں کو درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۷) "فی نفسہ" (م'ع)

مسجد کے صحن میں چار پائی بچھانا

سوال: ایک طالب علم نے اتفاقاً پلنگ مسجد کے صحن میں جہاں لوگ وضو کیا کرتے ہیں وہاں بچھالیا، بعض لوگوں نے کہا کہ جائز نہیں، آپ فرمائیں کہ کیا حکم ہے؟

جواب: فی نفسہ جائز ہے، اگر پاک ہو مگر چونکہ عرفاً خلاف ادب ہے اس لیے مناسب نہیں جیسے جوتا پہن کر مسجد میں چلے جانا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۲۶)

مسجد کے چراغوں میں مٹی کے تیل کے استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مساجد میں جو مٹی کا تیل استعمال ہوتا ہے۔ لیپ اور گیس جلائے جاتے ہیں جائز ہیں یا نہیں اگر اس کی بجائے سرسوں کے تیل کا چراغ جلایا جائے تو بہتر ہے یا نہیں؟

زید کہتا ہے کہ مسجد میں مٹی کے تیل کا چراغ جلانا جائز نہیں۔ اس کی بجائے سرسوں کے تیل کا چراغ تو جائز اور بہتر ہے۔ لیکن عمر کہتا ہے کہ سرسوں کے تیل سے صفائی صحیح نہیں رہتی البتہ مٹی کے تیل کا چراغ یا لیپ جلایا جائے تو اس سے مسجد کی صفائی رہتی ہے۔ لہذا مسجد میں مٹی کا تیل جلانا بہتر ہے تو ان دونوں میں کس کی بات درست ہے۔ بیٹو! تو جروا۔

جواب: زید کا کہنا درست ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۳۶۱۔

مسجد میں چراغ کیسے جلائیں؟

سوال: فتاویٰ شیعہ میں ہے کہ مٹی کا تیل اور دیا سلائی جلانا مسجد میں حرام ہے اب عرض یہ ہے کہ مسجدوں میں چراغ بغیر دیا سلائی کے جلانے کی کوئی صورت نہیں اور چراغ جلانا بھی ضروری ہے۔ لہذا اس کی کیا صورت ہے؟

جواب: کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ باہر چراغ روشن کر کے مسجد میں لا کر رکھ دیں۔

سوال: بوجہ ضرورت اس میں گنجائش ہے یا نہیں؟

جواب: جس شخص کو انتظام بالا میں دشواری و تنگی ہو اس کے لیے اجازت ہو سکتی ہے۔

سوال: اور گنجائش نہ ہونے کی صورت میں دیا سلائی مسجد میں دینے والا حرام پر اعانت

کرنے کے سبب حرام کا مرتکب ہو گا یا نہیں؟

جواب: یہ اعانت نہیں کیونکہ درمیان میں ایک فاعل مختار کا فعل خلل انداز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۹۸)

”مساجد میں گیس سلنڈر روشن کرنے کے بارے میں بھی غور کر لیا جائے“ (م، ع)

مغرب وعشاء کے درمیان مسجد میں چراغ جلانا

سوال: مغرب اور عشاء کے مابین اندرون مسجد چراغ روشن رکھنا، اگرچہ نمازیوں کی آمد و رفت نہ ہو کیا ضروری ہے، یعنی چراغ جلانا نمازوں کی آسائش کے لیے ہے یا فی نفسہ مسجد کی کوئی تعظیم ہے کہ ضرور ہی روشن ہو؟

جواب: یہ وقت ایسا ہے کہ کسی کا مسجد میں آنا جانا تلاوت کے لیے یا نوافل کے لیے بعید نہیں، بعضے آ بھی جاتے ہیں، نیز مسجد کی اس میں حفاظت بھی ہے کہ کوئی جانور وغیرہ آ جائے تو دیکھ کر بھگا دیا جائے بلکہ روشنی میں آتے بھی کم ہیں اس لیے بلا تکثیر ایسے وقت میں مساجد میں روشنی رہنا شائع و معتاد ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۱۹)

مسجد میں پنکھے اور بجلی لگانا

سوال: یہاں بجلی کا انجن منگایا گیا ہے جس سے روشنی اور پنکھے کا کام لیا جائے گا، اگر مسجد میں اسکی روشنی کی جائے یا اس کا پنکھا لگایا جائے جو خود بخود چلے گا اور کسی قسم کا شور یا بدبو نہ ہوگی تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۱۵)

بغیر اجازت مسجد میں بجلی استعمال کرنا

سوال: سرکاری لائن سے بجلی آفس کی اجازت کے بغیر مسجد میں شب قدر میں روشنی کرنا کیسا ہے؟ کیا یہ چوری ہے؟ اگر ہے تو کیا اس قسم کی روشنی کرنے کا گناہ ہوگا؟

جواب: ہاں ایسا کرنا چوری ہے، ناجائز ہے اور اس قسم کی روشنی کرنے کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جنہوں نے ایسا کیا ہے، خواہ مسجد کی کمیٹی نے ایسا کیا ہو یا کسی دوسرے شخص نے ایسا کیا ہو، سب برابر ہے اور اس گناہ سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ اندازہ کر کے جتنی بجلی خرچ ہوئی ہو اتنی بجلی کا پیسہ کسی حیلہ سے محکمہ کو دیدیں۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۰۴)

مسجد کی بجلی امام و مؤذن کے حجرے یا مدرسہ میں صرف کرنا

سوال: مسجد کی بجلی امام یا مؤذن کے حجرے میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز ماحقہ مدرسہ میں منظمہ کی اجازت سے اسے صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: امام و مؤذن کا حجرہ چونکہ متعلقات مسجد میں سے ہے لہذا اس کے لیے مسجد کی بجلی منتقل کرنا جائز ہے۔ اسی طرح مدرسہ بھی اگر مسجد کے تابع ہے اور عام طور پر لوگوں کو اس کا علم ہے اور چندہ دہندگان

بھی اس کی کوئی تصریح نہیں کرتے کہ ان کا چندہ مدرسہ میں خرچ کیا نہ جائے تو اس صورت میں ملحقہ مدرسہ میں بھی بجلی دی جاسکتی ہے اگر مدرسہ مسجد کے تابع نہیں تو اس کو مسجد کی بجلی دینا جائز نہیں، مسجد کی کوئی چیز کسی دوسری جگہ خواہ وہ دوسری مسجد ہی ہو منتقل کرنا جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۴۶)

مسجد کے پنکھے امام کے مکان میں لگانا

سوال: مسجد میں کسی صاحب نے دو پنکھے دیئے ہیں جن کو امام صاحب اور مؤذن کے رہائشی مکانوں میں لگا دیا گیا، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر مسجد کے اندر لگانے کے لیے پنکھے دیئے تھے تو انہیں مسجد سے باہر کسی کام میں لانا جائز نہیں اور اگر مطلق مسجد کے نام پر دیئے تو جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۶۳)

مسجدوں میں قتمے لگانا

سوال: آج کل مساجد میں قتموں اور دیگر آرائش کی چیزوں کا لگایا جانا بکثرت جاری ہے شرعی نقطہ نظر سے ان چیزوں کا مساجد میں لگانا کیسا ہے؟

جواب: مسجدوں میں ضرورت سے زیادہ قتمے لگانا اسراف کے حکم میں ہے اور ضرورت کے مطابق لگانا جائز رہے گا۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۴)

مسجد کے چراغ کے متعلق دو مسائل

سوال: اگر مسجد میں صرف ایک چراغ ہو تو وہ وقت عشاء میں باہر صحن مسجد میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ جماعت صحن مسجد میں ہو رہی ہو؟

جواب: صحن مسجد میں چراغ رکھنا بلا تاہل جائز ہے، البتہ مسجد سے باہر لے جانا اور اپنی ضرورت کے لیے کسی نمازی یا متولی کو استعمال کرنا جائز نہیں۔

۲۔ نماز عشاء کے بعد مسجد کا چراغ گل کر دینا چاہیے کیونکہ بلا شرط واقف تمام رات چراغ جلانا عام مساجد میں جائز نہیں۔ (امداد المفتیین ص ۷۸۲)

مسجد کے بچے ہوئے تیل کا حکم

سوال: خادم مسجد کے بچے ہوئے تیل، لکڑی وغیرہ اپنے صرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کا بچا ہوا تیل لکڑی وغیرہ اپنے کام میں نہیں لاسکتا، البتہ اجرت خدمت لینا چاہے تو طے کر لے اور متولی سے وصول کر لیا کرے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۳)

عذر کی وجہ سے مسجد میں لالٹین جلانا

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد بستی سے باہر ہے وہاں اور کوئی گھر نہیں ہے اندھیرے میں عشاء کی نماز پڑھ کر گھر آنا بغیر روشنی کے مشکل ہوتا ہے برسات میں راستے میں سانپ پڑے رہتے ہیں ایسی صورت میں مسجد کے اندر مٹی کے تیل کی لالٹین رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بارش کے دن میں تو مسجد میں رکھنے کے سوا کوئی صورت نہیں ہے ہاں بارش نہ ہو تو مسجد کی دیوار سے باہر جو حصہ چھت کا ہے اس کی کڑی میں رکھنے کی صورت ہے حکم شرع کیا ہے؟

جواب: عذر کی صورت میں جائز ہے اور یہ صورت عذر کی ہے۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۶۹)

مسجد میں دیا سلائی جلانا

سوال: مسجد میں دیا سلائی جلانا یا طاق مسجد میں بیٹھ کر جلانا جو خارج ہو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد میں بد بودار شے لانا حرام ہے ایسے ہی دیا سلائی بھی جلانا حرام ہے طاق مسجد میں داخل مسجد ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۳۹)

”حضرت کا یہ جواب اپنی قوت شامہ اور لطافت کے اعتبار سے ہے“ (م’ع)

مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی کرنا

سوال: روشنی کرنا رمضان کی شب ختم قرآن میں حاجت سے زائد جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حاجت سے زیادہ روشنی ہر روز ہر وقت حرام ہے اور ایسی برکت کے وقت میں زیادہ خسارے کا باعث ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۳۸)

دس محرم کو مسجد میں مجلس کرنا

سوال: مسجد اہل سنت کی ہے دس محرم کو امام حسینؑ کی یادگار مجلس اس میں کر سکتے ہیں جس میں شیعہ و سنی صاحبان دونوں پڑھیں گے؟

جواب: حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ثواب پہنچانے کے لیے قرآن کریم کی تلاوت کرنا مسجد میں اور خارج مسجد میں درست ہے اور باعث ثواب ہے لیکن خاص کر محرم کے موقع پر بطور یادگار مجلس کرنا درست نہیں نہ مسجد میں نہ باہر اس لیے ایسی مجالس مسجد میں نہ کی جائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۶۲)

مسجد میں سوال کرنا

سوال: وہ اشخاص جن کی حقیقت کچھ معلوم نہیں، اپنے کو فقیر بنا کر مسجد میں سوال کرتے ہیں اور لوگ ان کو دیتے ہیں، یہ شرعاً درست ہے کہ نہیں؟

جواب: مانگنا مسجد میں علی الاطلاق اور دینا بعض کے نزدیک علی الاطلاق اور بعض کے نزدیک جب کہ وہ سائل گردنوں کو پھاندتا ہونا جائز ہے اور اس سے کسی نمازی یا قرآن و وظیفہ پڑھنے والے کا دل بٹا ہو تب بلا اختلاف ناجائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۱۰)

تعمیر مسجد کا چندہ غسل خانے وغیرہ میں خرچ کرنا

سوال: ایک مسجد زیر تعمیر ہے اس کے لیے چندہ ہو رہا ہے اس ہے مسجد کے لیے گودام یا امام مؤذن کے لیے مکان یا مسجد کے لیے غسل خانے اور پیشاب خانے وغیرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غسل خانے اور پیشاب خانے مصالح مسجد میں سے نہیں بلکہ قریب مسجد بھی ان کی تعمیر مسجد کی بے حرمتی اور عبادت میں خلل کا موجب ہے۔ اس لیے ان کی تعمیر پر مسجد کی رقم لگانا جائز نہیں۔ استنجا خانے بھی درحقیقت پیشاب خانے ہی ہوتے ہیں، ان میں لوگ استنجے کے بہانے پیشاب بلکہ پاخانہ تک کر دیتے ہیں اور ان کی بدبو مسجد تک پہنچتی رہتی ہے اس لیے ان کا بھی وہی حکم ہے جو پیشاب خانوں کا لکھا گیا۔

البتہ باقی اشیاء مصالح مسجد میں داخل ہیں اس لیے ان پر مسجد کے چندے کی رقم لگانا جائز ہے۔ ہاں اگر کوئی چندہ دیتے وقت یہ تصریح کر دے کہ اس کی رقم صرف مسجد ہی پر لگائی جائے تو اس کو دوسرے مصرف پر خرچ کرنا جائز نہ ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۶۴)

مسجد میں پیٹی گھما کر چندہ کرنا

سوال: ایک مسجد میں کئی ہزار روپے پہلے سے جمع ہیں مگر پھر بھی حسب عادت جمعہ کے روز نمازیوں کے آگے پیٹی گھما کر چندہ لیا جاتا ہے کیا شرعاً یہ کام درست ہے؟

جواب: ضرورت ہو تو بھی اس طریقے سے چندہ مانگنا جائز نہیں اس میں یہ مفاسد ہیں:

- ۱۔ نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، صف کو پھلانگ کر جانا ناجائز ہے۔

۳۔ کسی کے سامنے پیٹی کرنا چندہ دینے کے لیے خصوصی خطاب ہے جو جائز نہیں۔

اس لیے کہ اس میں دینے والے کی طیب خاطر معلوم نہیں، خصوصاً دوسروں کے سامنے خصوصی خطاب میں جبر و اکراہ ظاہر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خوش دلی کے بغیر کسی کا مال لینا حلال نہیں۔

چندہ کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ بذریعہ خطاب عام ترغیب دی جائے۔ (حسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۳۵)
”اور بعض مقامات پر نماز جمعہ کا سلام پھیرتے ہی پٹی گھمائی جاتی ہے، چندہ سے فارغ ہو کر دعا کی جاتی ہے جو اور زیادہ قبیح ہے“ (م’ ع)

مسجد میں چندہ کی ترغیب دینا

سوال: کسی مسجد میں چندہ مانگنا یا اس کی ترغیب دینا اور سائلوں کو خیرات دینا کیسا ہے؟
جواب: اگر صفوں کو نہ پھاندا جائے نمازی کے سامنے سے گزرنا نہ ہو، مصلیوں کو تشویش نہ ہو، حاجت ضروریہ ہو تو درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۶۸)

مسجد میں دینی ضرورت کیلئے چندہ کرنا

سوال: مسجد کے اندر مدرسہ کا چندہ مرحبا اور سبحان اللہ بول کر وصول کرنا کیسا ہے؟
جواب: دینی ضرورت کے لیے مسجد میں چندہ کرنا مرحبا اور سبحان اللہ کہہ کر درست ہے مگر نمازیوں کی نماز میں خلل و تشویش نہ ہونے پائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۵۴)

مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا

سوال: گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اس مسئلے میں بعض علماء کو کچھ اشتباہات ہوئے ہیں، اس لیے اس کی تفصیل لکھی جاتی ہے۔ گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرنے کی چار صورتیں ہیں:
۱۔ مسجد سے باہر گم ہوئی ہو۔ ۲۔ مسجد سے باہر ملی ہو۔
۳۔ مسجد میں گم ہوئی ہو۔ ۴۔ مسجد میں ملی ہو۔

نصوص سے پہلی اور دوسری صورت کا عدم جواز ظاہر ہے۔ تیسری اور چوتھی صورت کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نظر سے نہیں گزرا۔ مراجعہ کتب اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تعلیل ”إِنَّ الْمَسْجِدَ لَمْ تُبْنِ لِهَذَا“ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اعلان بھی مسجد کے دروازے پر کیا جائے۔

عبارات میں سے جن میں اسواق و مجامع کے ساتھ مساجد کا ذکر ہے ان سے جواز کا شبہ ہو سکتا ہے لیکن یہ بوجہ ذیل صحیح نہیں۔

۱۔ یہ ممانعت کی دوسری عام تصریحات کے خلاف ہے۔

۲۔ بعض نے خود اس سے ابواب مساجد ہونے کی تصریح فرمادی ہے جیسا کہ ”مطحاوی علی الدر“ ”اوجز المسالک“ میں ہے۔

۳۔ علامہ خطاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”توضیح“ سے اس کی توجیہ یہ نقل فرمائی ہے کہ یہ عبارات حذف مضاف پر محمول ہیں اور اس سے ابواب مساجد ہی مراد ہیں۔

البتہ بدون اعلان انفراداً لوگوں سے پوچھنا، یہ لفظ پانے کی اطلاع دینا بلاشبہ جائز ہے ویسے بھی یہ اس دنیوی کلام کے زمرہ میں آتا ہے جو ضرورتاً مسجد میں جائز ہے۔

تنبیہ: بعض روایات میں مساجد ثلاثہ میں ضرورتاً جواز انشاء تحریر ہے مگر اب حکومت کی طرف سے معقول انتظام کی وجہ سے ضرورت نہیں رہی۔ لہذا اب ان میں بھی جائز نہیں۔

دوسری مساجد میں بھی ایسا ہی انتظام کرنا لازم ہے کہ گم شدہ چیز پہنچانے اور لینے کے لیے کوئی جگہ متعین کر دی جائے۔ اس تدبیر سے مسجدیں ہر وقت اعلان پر اعلان کے شور و غلب سے محفوظ رہیں گی۔

چنانچہ پولیس تھانے میں یوں ہی ہوتا ہے وہاں کوئی اعلان نہیں کیا جاتا۔ افسوس کہ آج کے مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے گھر کی عظمت پولیس تھانے جیسی بھی نہ رہی۔ (حسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۶۹)

مسجد اور انجمن کے چندہ سے مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا

سوال: ایک جگہ مسلمان ملازموں نے مسجد عام چندہ سے بنائی اور امام مقرر کیا جس کو چندہ عام سے تنخواہ دیتے ہیں ایک انجمن بھی آبادی مسجد کے لیے بنائی گئی ہے اس کے اکثر ممبر یہی ملازمین ہیں۔ اپنی اپنی تنخواہوں میں سے حسب حیثیت آٹھ آنہ روپیہ دیتے ہیں جو خزانچی کے پاس جمع رہتا ہے ان میں انجمن کے کچھ عہدیدار بھی ہیں۔ مثلاً صدر، ناظم، خزانچی، سفیر۔ یہ ممتاز اصحاب مسجد کی خدمت بلا معاوضہ کرتے ہیں چونکہ ان کی رہائش دائمی نہیں بلکہ تبدیل ہوتی رہتی ہے اس تبدیلی کے موقع پر اس ممتاز مخصوص صاحب کی خدمت کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ٹی پارٹی کی جاتی ہے۔ احباب (چندہ نہ دینے والے بھی) جمع ہوتے ہیں اس موقع پر کچھ رقم اس جمع شدہ چندہ سے خرچ کی جاتی ہے مثلاً مٹھائی وغیرہ میں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ جمع شدہ چندہ مال وقف ہے یا نہیں؟ جواب: یہ جمع شدہ (چندہ) مال وقف نہیں۔

سوال: اس ٹی پارٹی کے موقع پر اس چندہ سے خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اگر چندہ دینے والوں کی اجازت ہے اور اس چندہ کا مصرف یہ بھی ہے تو یہ مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا شرعاً درست ہے ورنہ نہیں۔

سوال: اس مٹھائی کو چندہ نہ دینے والے احباب (بھی) کھا سکتے ہیں یا نہیں؟
جواب: اگر چندہ دینے والوں کی طرف سے اس مٹھائی کو کھانے کے لیے چندہ دہندہ ہونا شرط نہیں کیا گیا بلکہ ان کی طرف سے چندہ نہ دینے والوں کو بھی اجازت ہے تو ان کو کھانا بھی جائز ہے۔
سوال: چندہ دینے والے اصحاب جو اس وقت شریک نہیں ہوئے ان کا حق باقی ہے یا نہیں؟
جواب: اگر ان کی طرف سے تاکید ہے کہ ہمارا حق باقی رکھا جائے تب تو حق باقی رکھا جائے اگر ان کی طرف سے اجازت ہے کہ ہمارا حق باقی رکھنے کی ضرورت نہیں تو باقی رکھنے کی ضرورت نہیں۔
سوال: اس طرح کرنے کے لیے سب چندہ دینے والوں کی اجازت ضروری ہے یا صرف ان ممتاز اصحاب کا فیصلہ کافی ہے؟

جواب: اگر چندہ دہندگان نے ممتاز ارکان کو فیصلہ کا اختیار دیا ہے تب تو ان ممتاز ارکان کا فیصلہ کافی ہے اگر اختیار نہیں دیا تو کافی نہیں بلکہ سب کی رائے اور اجازت ضروری ہے۔
سوال: اس جمع شدہ رقم میں مد عمارت، تیل مسجد، عطیہ غیر مسلم وغیرہ شامل ہو اور ان کے خرچ کا الگ الگ حساب بھی کوئی نہیں، سب رقم ایک جگہ جمع ہیں اس کا کیا حکم ہے؟
جواب: بہتر یہ ہے کہ مسجد اور انجمن کا جدا جدا رکھا جائے تاکہ ہر ایک کا چندہ صحیح مصرف پر صرف ہو، غیر مسلم اگر مسجد میں دے اور اس کے مذہب کے اعتبار سے مسجد میں دینا ثواب ہو تو اس کو مسجد میں صرف کیا جائے ورنہ انجمن میں اب تک چونکہ سب رقم ایک جگہ جمع ہے لہذا جو کچھ خرچ ہوا وہ سب مشترک خرچ ہوا، اگر چندہ دہندگان کی اجازت ہو تو خرچ شدہ رقم کو انجمن کے حساب میں لگا کر مسجد کی رقم کو برقرار تصور کیا جائے اور حساب جدا جدا کر دیا جائے اگر اجازت نہ ہو تو دونوں کے حساب میں شمار کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۸۶)

مسجد میں بیٹھنے کی بعض صورتوں کا حکم

سوال: زید کہتا ہے کہ مسجد میں چار زانو بیٹھنا سخت بے ادبی ہے اور ناجائز، حتیٰ الامکان دو زانو بیٹھے مجبوری چار زانو بیٹھنے کی اجازت ہو سکتی ہے، علیٰ ہذا القیاس اس طرح بیٹھنے کو بھی سخت گستاخی سمجھتا ہے کہ آدمی بعد نماز اپنے واسپے پاؤں کو کھڑا کر لے اور بائیں کو بچھالے، نیز اس

طرح بیٹھنے کو بھی ناجائز بتایا ہے کہ آدمی اپنی سرین اور دونوں قدموں پر بیٹھے اور دونوں پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں کے حلقے میں لے لے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دوزانو بیٹھنے کے سوا مسجد میں ہر نشست کو بے ادبی کے سبب ناجائز بتاتا ہے بلکہ مسجد کے باہر بھی تلاوت و وظیفے کے وقت دوزانو بیٹھنے کے سوا ہر نشست کو جناب باری میں گستاخی سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ حضرت سفیان ثوری ایک بار اپنے سرین اور دونوں قدموں پر بیٹھے تھے کہ جناب باری تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا کہ او ثور (بیل) یہ کیا بے ادبی ہے اسی دن سے ان کے نام کے ساتھ ثوری کا اضافہ ہو گیا۔

عمر کا خیال ہے کہ نبی علیہ السلام بعد نماز صبح چار زانو بیٹھے ہوئے ہی ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ادب اور خوف کسی کے دل میں نہیں ہو سکتا۔ جب آپ نے یہ نشست اختیار فرمائی تو صاف ظاہر ہے کہ اس میں عین ادب ہے نہ گستاخی نیز سرین اور قدموں پر بیٹھنا بھی بعض احادیث میں آتا ہے۔ البتہ نماز میں بلا عذر اس طرح بیٹھنا ضرور خلاف ادب ہے۔ خارج نماز بعض اوقات اس طرح بیٹھنا مستنون ہے۔ نیز بعد نماز داہنا پاؤں کھڑا کر لینا بھی بعض اکابر سے ثابت ہے جو کم از کم جائز ضرور ہے اور کسی طرح قابل ملامت نہیں۔

رہا سفیان ثوری کا قصہ وہ بے بنیاد ہے کتب تصوف سے معلوم ہوتا ہے کہ چار زانو بیٹھنا خلاف ادب نہیں کیونکہ تسبیح و تہجد کے وقت اول چار زانو ہی بیٹھتے ہیں اور رگ سیماس کو دبا کر ضربیں لگاتے ہیں۔ اگر یہ نشست اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتی تو اہل تصوف کبھی اس کو اختیار نہ فرماتے۔ پھر لطف یہ کہ اول ہی اختیار فرماتے ہیں یہ بھی نہیں کہ آرام لینے کی غرض سے آخر میں چار زانو بیٹھتے ہوں اس کے علاوہ قرأ اکثر چار زانو ہی بیٹھتے ہیں کیونکہ چار زانو بیٹھنے میں سینے سے آواز بہ آسانی نکلتی ہے زید و عمرو میں سے کس کا خیال صحیح ہے؟

جواب: عمر کا قول صحیح ہے حدیث تو سائل نے لکھ دی ہے قاضی خان میں ہے: وَهُوَ كَالْتَرَبُّعِ فِي الْجُلُوسِ وَالْإِتِكَاءِ قَالُوا إِنْ كَانَ ذَلِكَ عَلَى وَجْهِ التَّجْبِيرِ يُكْرَهُ وَإِنْ كَانَ لِحَاجَةٍ ضَرُورِيَّةٍ لَا يَكْرَهُ قُلْتُ وَمِنْ الْحَاجَةِ طَلَبُ الرَّاحَةِ اور حضرت سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قصہ محض کسی کا تراشیدہ خلاف نقل و خلاف لغت ہے۔ بی القاموس و ثور أبو قبیلۃ من مضر منهم سفیان بن سعید اور خلاف نحو بھی کیوں کہ ثوری پر الف لام آتا ہے۔ اگر ثوری کے وہ معنی ہوتے جس کا زید نے دعویٰ کیا ہے تو اس ترکیب میں اضافہ معنویہ ہوتے

ہوئے الف ولام کا داخل ہونا اس پر کس طرح جائز ہوتا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۷-۱۵)

مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرنا

سوال: اکثر علماء مسجد کے اندر کرسی کے پائے دھلوا کر اور مسجد کے اندر کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ناجائز ہے؟ آپ فرمائیے کہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسلم شریف (ص ۲۸ ج ۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں کرسی پر تشریف فرما کر دین کی باتیں ارشاد فرمانا مذکور ہے۔ کرسی کے پائے لوہے کے معلوم ہوتے تھے الادب المفرد ص ۲۱۰ میں بھی امام بخاری نے اس کو ذکر فرمایا ہے جو چیز حدیث شریف سے ثابت ہے اس پر اعتراض کرنا واقف نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۵۸)

مسجد میں کرسی بچھا کر وعظ کرنا

سوال: جب کہ مسجد کے اندر منبر ہے اور وہ پیوست ہے باہر نہیں آ سکتا تو اس شکل میں اگر کوئی دینی وعظ و نصیحت کرنے والا مسجد کے برآمدے میں یا فرش پر جہاں منبر نہیں ہے وہاں کرسی یا موڈھا بچھا کر اس پر بیٹھ کر وعظ و نصیحت لوگوں کو سنائے تو یہ کیسا ہے؟

جواب: منبر نہ ہو تو کرسی یا موڈھا بچھا کر اس پر بیٹھ کر وعظ و تقریر درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۳۸)

”سامعین کی تعداد کم ہے محض شان بنانے کی نیت سے کوئی بیٹھے تو بری نیت کا مالک وہ خود ہے“ (م/ع)

مسجد میں بیٹھ کر ہدیٰ وغیرہ پڑھنا

سوال: کوئی کتاب جس میں عکس تصاویر ہوئی ہے مثلاً ہدیٰ ڈائجسٹ وغیرہ ان کتابوں کو مسجد میں بیٹھ کر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ پیسے روپے اور دیاسلانی پر تصویر ہوئی ہے اور یہ جیب میں رہتی ہے؟

جواب: پیسہ روپیہ دیاسلانی پر جو تصاویر ہوتی ہیں عموماً وہ بہت چھوٹی ہوتی ہیں، بعض اوقات یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ جاندار کی تصویر ہے یا کوئی پھول وغیرہ ہے۔ ایسی چھوٹی تصاویر کے حکم میں تخفیف ہوتی ہے، نیز پیسہ روپیہ ایسی ضرورت کی چیز ہے کہ بغیر اس کے چارہ کار نہیں اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کو پاس رکھنے پر آدمی مجبور ہے۔ نیز اس سے بچنا دشوار ہے کیونکہ بغیر تصویر روپیہ پیسہ یہاں نایاب ہے۔ نیز ان تصاویر کو دیکھنے کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی، ان میں جاذبیت نہیں کتابوں کی تصاویر کی یہ شان نہیں۔ پس ان کو پیسے روپے کی تصاویر پر قیاس نہیں کیا جائے گا، اس لیے

ان میں تخفیف کو تلاش نہ کرے مسجد کو ایسی چیزوں سے بچانا چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۵۸)

مسجد میں بیٹھ کر خط لکھنا

سوال: مسجد میں دینی کتابیں پڑھنے اور دین کی معلومات حاصل کرنے کے لیے خط لکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد میں دینی کتابیں پڑھنا دینی معلومات کے لیے خط لکھنا درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۸۸)

مسجد کے مائیک پر اعلان کرنا

سوال: مسجد کے مینارہ پر ہارن رکھا ہوا ہے باقی سامان یعنی ایمپلی فائر اور مائیک وغیرہ مسجد کے اندر رکھے ہوئے ہیں جس میں اذان کے علاوہ خرید و فروخت اور گمشدہ چیزوں کا اعلان پیسے لے کر کیا جاتا ہے شرعاً یہ اعلان کرنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: اگر یہ لاؤڈ سپیکر مسجد کے پیسے سے خریدا گیا ہے جب تو اس کا مینارہ پر رہنا درست رہے گا باقی خرید و فروخت یا گمشدہ کا اعلان وغیرہ کوئی دنیوی کام کرایہ لے کر بھی کرنا درست نہ ہوگا۔

اور اگر چندہ کے پیسے سے خریدا گیا ہے اور چندہ دینے والوں نے ان سب کاموں میں استعمال کی نیت سے چندہ دیا ہے تو ان مذکورہ سب کاموں میں کرایہ لے کر بھی استعمال کرنا درست رہے گا باقی اس صورت میں جس طرح مشین وغیرہ متصل اور الگ رکھی ہے اسی طرح ہارن بھی مینارہ سے الگ رکھنا ضروری ہے۔ ہاں مینارہ سے متصل اور الگ رکھ سکتے ہیں۔ (نظام الفتاویٰ ص ۳۰۱)

مسجد سے باہر کی گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرنا

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کسی گم شدہ شے کا جو کہ کہیں مسجد سے باہر گم ہو گئی ہو مسجد میں اعلان کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ مثلاً جوتے کا گم ہونا۔ مرغی کا گم ہونا۔ کسی جانور کا چوری ہونا یا گم ہونا۔ بچے کا گم ہونا۔ بچے کا گم ہونا۔ گھڑی کا گم ہونا وغیرہ وغیرہ۔ گنے کی کٹائی یا پھیلائی کا اعلان۔ نالے کی کھدائی کا اعلان وغیرہ وغیرہ جائز ہے یا ناجائز۔

جواب:- مسجد سے باہر گمشدہ چیز کے لیے میں اعلان کر کے تلاش کرنا درست نہیں۔ اس لیے اس سے احتراز لازم ہے۔ البتہ اگر مسجد ہی میں کوئی چیز گم ہوئی ہو تو اس کو وہاں لوگوں سے دریافت کرا سکتے ہو۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع رجلاً ینشد ضالۃ فی المسجد فلیقل لاردها اللہ علیک فان المساجد تبین لہذا۔ (رواہ مسلم) (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۲۵۹)

بے ضرورت مسجد میں مانک لگانا

سوال: ایک گاؤں میں کئی مسجدیں ہیں جن میں صرف ایک مسجد میں مانک ہے۔ جب مانک میں اذان ہوتی ہے تو آواز تقریباً پورے ہی گاؤں میں پہنچ جاتی ہے پھر بھی دوسرے محلہ کے لوگ مانک لانا چاہتے ہیں یہ اسراف ہے یا نہیں؟

جواب: جب ایک مسجد کے مانک سے پورے گاؤں میں اذان کی آواز پہنچ جاتی ہے اور نمازوں کے اوقات قریب ہی قریب ہیں تو دوسری مسجد میں مانک لگانا بے ضرورت ہے اس کے لیے مسجد کا پیسہ صرف نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۱۵۸) ”واقعی ضروریات مسجد پر لگایا جائے“ (م/ع)

مسجد کے اسپیکر سے دنیاوی اعلانات

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کے اندر نصب شدہ لاؤڈ سپیکر مسجد سے غیر متعلقہ دنیاوی اعلانات از قسم اعلانات گمشدگی مختلف اشیاء اعلان متعلقہ راشن ڈپو اعلان متعلقہ بلدیاتی انتخابات یا عام انتخابات وغیرہ کرنا از روئے شریعت مطہرہ کیسا ہے؟ نیز ایسا اعلان کرنا جو کہ مسجد کاردگرد کی آبادی بستی یا معاشرے کے متعلق ہو لیکن مسجد کے متعلق نہ ہو مثلاً یہ اعلان کرنا کہ کسی بلدیاتی انتخاب کے سلسلہ میں یا کسی دوسرے دنیاوی سلسلہ میں تمام بستی والے فلاں مقام پر صلاح مشورہ کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔ از روئے شریعت کیسا ہے؟ احادیث مبارکہ اور قرآن پاک کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: مسجد کے اندر نصب شدہ لاؤڈ سپیکر پر اس قسم کے اعلانات ہر قسم جائز نہیں۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص نے مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کیا تھا تو اس کے جواب میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (لاردا اللہ علیک) الحدیث فرمایا۔ جو سخت ناراضگی کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۴۶۔

مسجد میں مانک پر حدیث سنانا

سوال: صبح کے وقت مسجد کے مانک پر کوئی حدیث پڑھی جائے دریاں حالیکہ مسجد میں کوئی شخص نہیں ہوتا اور گھر میں مرد و عورتیں دھیان سے نہیں سنتے۔ ایسی صورت میں پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جب کہ مسجد میں کوئی آدمی موجود نہیں اور اپنے اپنے مکانات میں مرد و عورت اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں، کوئی متوجہ نہیں تو ایسی صورت میں مانک پر حدیث سنانا بے محل ہے اس سے پرہیز کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۲۲۱) ”کھیل نہ بنایا جائے“ (م/ع)

مسجد میں مائیک پر تقریر کرنا

سوال: مائیک مسجد میں رکھ کر اس میں وعظ و نصیحت اس نیت سے کرنا کہ جو لوگ مسجد میں نہیں آتے ان کے کانوں میں بھی دین کی باتیں پہنچ جائیں یہ جائز ہے یا نہیں؟
جواب: جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۲۳۹) ”جبکہ بعض لوگ توجہ بھی کرتے ہیں“ (م/ع)

مسجد کے اندر پائے دان رکھنا

سوال: ہمارے یہاں مساجد کے فرش درمی وغیرہ بڑے پر تکلف اور قیمتی ہوتے ہیں انہیں گرد و غبار اور پاؤں کی مٹی سے بچانے کے لیے پائے دان رکھا جاتا ہے اور کبھی بوریا بچھایا جاتا ہے اور اس سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ اس سے پیر پونچھ کر فرش پر قدم رکھا جائے آیا یہ مکروہ ہے؟
جواب: مسجد کے فرش کی حفاظت کے لیے مسجد میں پائے دن، گوڈری اور بوریا بچھانا درست ہے اور اس سے پیر پونچھنا درست ہے کہ کبھی پیر بھیکا ہوا ہوتا ہے اور اس سے مسجد کی درمی وغیرہ پر دھبہ پڑ جاتا ہے لہذا مسجد میں پائے دان رکھ دیا جائے تو ممنوع نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۸۳)

مسجد میں اُگال دان رکھنا

سوال: ایک آدمی بیمار ہے جو مسجد میں جھاڑو دیتا ہے اس کو بلغم بہت آتا ہے اگر یہ شخص تھوکنے کے لیے ایک ڈبا کسی گوشے میں رکھ لے اور بوقت ضرورت اس میں تھوکتا رہے پھر اس کو باہر پھینک دے تو یہ جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں وضو خانے میں تھوک کر پانی بہائے یہ مشکل ہو تو رومال وغیرہ میں بلغم نکالے اور اس کپڑے کی صفائی کا اہتمام رکھے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۲۵۳)

مسجد میں پینٹ کا استعمال کرنا

سوال: آج کل مساجد میں پینٹ کا استعمال بکثرت جاری ہے شرعی نقطہ نظر سے اس کی کیا حیثیت ہے؟
جواب: مسجد میں ایسا پینٹ استعمال کرنا جس میں بدبو ہوتی ہو ممنوع ہے اگر بدبو زیادہ دیر پا ہو تو ناجائز اور استعمال مکروہ تحریمی ہوگا جس سے اجتناب لازم ہے۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۲۰)

مسجد میں وضو کیلئے ٹینکی بنانا

سوال: مسجد کے ایک کونے میں وضو کے لیے ٹینکی بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر یہ جگہ ابتداء ہی مسجد میں داخل نہ کی جاتی تو اس میں ٹینگی بنانا جائز تھا، مسجد میں داخل کرنے کے بعد اس میں ٹینگی بنانا اور مسجد سے خارج کرنا جائز نہیں، اگر مسجد کی حدود متعین کر کے زبان سے بھی اس کا اظہار کر دیا کہ اتنی جگہ مسجد ہے، اس کے بعد بانی مسجد نے کہا کہ اس جگہ شروع ہی سے میری نیت ٹینگی بنوانے کی تھی تو اس کا یہ قول قبول نہ کیا جائے گا۔ سو جب بانی مسجد کا ابتداء ہی سے اس جگہ کو وضو کے لیے متعین کرنا ثابت نہیں تو یہ جگہ مسجد میں داخل رہے گی اور مسجد میں وضو کا پانی گرانا جائز نہیں، یہ شبہ نہ کیا جائے کہ وضو کا پانی فرش مسجد سے نیچے نالی میں گرے گا اس لیے کہ تحت الثریٰ سے لے کر عنان سا تک یہ جگہ بحکم مسجد ہے۔

نیز ٹینگی بنانے سے نمازیوں پر تنگی ہوگی جو ممنوع ہے، اگر مسجد وسیع ہو اور ٹینگی بنانے کے باوجود نمازیوں پر تنگی کا خطرہ نہ ہو تو بھی نماز کے لیے بنائے گئے حصہ کو مشغول کرنا جائز نہیں۔

(احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۲۹)

مسجد کے کتبہ میں عیسائی کلکٹر کا نام درج کرنا

سوال: جامع مسجد کے کتبہ میں ایک رباعی لکھی ہوئی ہے جس سے بنائے مسجد کی تاریخ نکلتی ہے اس میں ایک عیسائی کا نام ہے، اس کتبہ کو مسجد میں نصب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بنائے مسجد کے وقت عیسائی مذکور جو ضلع کا حاکم تھا، اس کو خوش کر کے تعمیر مسجد وغیرہ امور کو سرانجام دینے کے لیے شاید بانیان مسجد نے ایسا کرنا مناسب سمجھا ہو، اگر ایسی بات ہے تو اس صورت میں اس کی ممانعت کی کوئی شرعی دلیل ہماری نظروں سے نہیں گزری تاہم ایک عیسائی کا نام مسجد کی دیوار پر لکھا رہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا، اس لیے اگر اہل جماعت متفق ہوں اور فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو تو اس کو نکال دینا اچھا ہے۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ۲۹۸) ”کہ ضرورت ختم شد و عظمت کافر ممنوع است“ (م/ع)

مسجد میں کپڑے سکھانا

سوال: کپڑے دھو کر مسجد کے صحن یا دیوار پر سکھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کے صحن یا دیوار کپڑے سکھانا جائز نہیں، مؤذن اور خادم وغیرہ کے لیے اگر کوئی دوسری جگہ کپڑے سکھانے کی نہ ہو تو مسجد سے باہر ملحق جگہ میں سکھا سکتے ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۵۹)

مسجد کے حجرے میں انگریزی پڑھنا

سوال: مسجد میں مؤذن کو رہائش کے لیے کمرہ دیا گیا ہے، وہ اس میں انگریزی پڑھتا ہے اور بجلی بھی استعمال کرتا ہے، یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر انگریزی پڑھنے کی وجہ سے بجلی کے مصارف عام دنوں سے زائد نہ ہوتے ہوں تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۵۹)

مسجد کی دیوار پر نقش و نگار کرنا

سوال: مسجد کی آمدن سے اس کی زیب زینت، نقش و نگار گنبد اور برجیاں وغیرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: مسجد کی بیرونی دیواروں پر نقش و نگار جائز ہے اندر کے حصے میں محراب اور قبلہ کی دیوار پر نقش و نگار مکروہ ہے اور دائیں بائیں کی دیواروں کے متعلق بھی ایک قول کراہت کا ہے۔ بہر کیف اندر کے حصے میں عقیقی دیوار پر اور چھت پر نقش و نگار درست ہے سامنے کی دیوار اور دائیں بائیں کی دیواروں پر بھی اگر اس قدر نقش و نگار کیا جائے کہ نمازی کی نظر وہاں نہ پڑے تو جائز ہے مگر اس میں ان شرائط کی رعایت ضروری ہے۔

۱۔ اس میں بہت زیادہ تکلف نہ کیا جائے۔

۲۔ وقف کا مال نہ لگایا جائے اگر لگا دیا تو متولی ضامن ہوگا۔

ان شرائط سے بھی یہ کام صرف جائز ہے مسنون یا مستحب نہیں اس کے بجائے یہ پیسہ مساکین پر صرف کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۵۹)

معتکف کا مسجد میں حجامت بنوانا

سوال: معتکف کو مسجد میں حجامت بنوانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اپنی حجامت خود بنانا جائز ہے اور حجام سے بنوانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ بدون عوض کام کرتا ہے تو مسجد کے اندر جائز ہے اور اگر بالعوض کرتا ہے تو معتکف مسجد کے اندر رہے اور حجام مسجد سے باہر بیٹھ کر حجامت بنائے مسجد کے اندر اجرت پر کام کرنا جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۶۲)

مسجد میں چوری کا گارڈر لگا دیا

سوال: فرنگی حکومت کا گارڈر کسی شخص نے اس کے دور اقتدار میں چوری کیا تھا اس کے فوت ہونے کے بعد اس کے ورثاء نے اسے مسجد کی چھت میں ڈال دیا ایسی مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر بعینہ یہی صورت ریلوے لائن کے گارڈر میں پیش آئے تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی مسجد میں نماز پڑھنا بلکہ اس کے مسقف حصہ میں داخل ہونا بھی جائز نہیں تقسیم ملک سے فرنگی حکومت کا مال فنی بن کر حکومت پاکستان کی ملک میں داخل ہو گیا لہذا حکومت سے

اجازت لینے کے بعد اس کا استعمال جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۶۶۳)

مسجد میں سیاسی جلسہ کرنا

سوال: مسجد میں سیاسی جلسہ اور میٹنگ کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد کے ادب و احترام کے بارے میں لوگ بہت زیادہ بے پروائی برتتے ہیں، یہ کام مسجد میں کرنے کے لائق نہیں۔ لہذا خالص دینی مجالس کے سوا دوسری آج کل سیاسی میٹنگیں شرعی مسجد سے باہر کسی اور جگہ منعقد کرنی چاہئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کے باہر کنارے پر ایک چبوترہ تعمیر کروادیا تھا اور اعلان کرادیا تھا کہ جس کو اشعار پڑھنا ہو یا بلند آواز سے بولنا ہو یا کوئی اور کام کرنا ہو تو وہ چبوترے پر چلا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۰۵)

امام کا مع اہل و عیال احاطہ مسجد میں رہنا

سوال: امام مسجد اپنے اہل و عیال کے ساتھ احاطہ مسجد میں رہ سکتا ہے یا نہیں؟ مسجد کا کوئی دوسرا حجرہ نہیں، صرف ایک ہی حجرہ ہے، اس مجبوری کی حالت میں رہ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: احاطہ مسجد میں امام و مؤذن کے لیے حجرہ بنا ہو تو اس میں امام و مؤذن کا رہنا درست ہے لیکن بچوں کے ساتھ رہنے میں عموماً بے پردگی ہوتی ہے، استنجے کی جگہ الگ نہیں ہوتی اور بچوں کے شور و شغب سے نمازیوں کو تکلیف اور حرج بھی ہوگا، اس لیے ممنوع ہوگا، اگر یہ خرابیاں نہ ہوں تو جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۹۴)

مسجد میں چاردر بنانا

سوال: ایک مسجد زیر تعمیر ہے اس میں چاردر بنائے گئے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: مسجد کے درقاعدے سے تین یا پانچ یا سات ہونے چاہئیں، چاردر کی مسجد مناسب نہیں ہے، امام بیچ میں ہو اور اس کے دائیں بائیں لوگ برابر کھڑے ہوں، اس صورت میں طاق در ہی ہو سکتے ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۸۷)

مسجد کیلئے لائی ہوئی لکڑیوں کو گھر میں لگانا

سوال: جماعت نے تعمیر مسجد کے لیے لکڑی جنگل سے لا کر جمع کیں، اس مسجد کی منتظمہ کی اجازت سے ایک شخص نے ایک لکڑی اپنے گھر میں لگا دی، پس یہ فعل جائز تھا یا نہیں؟

جواب: جن لوگوں نے مسجد کی تعمیر کے لیے لکڑیاں جمع کی تھیں اگر منتظرہ کے حوالے کر دی تھیں تو وہ لکڑیاں مسجد کی ہو گئی تھیں اور اگر مسجد کی تعمیر میں ان سب لکڑیوں کی حاجت نہ تھی تو جماعت زائد لکڑیوں کو مسجد کے لیے بقیعت کسی کو دے کر مسجد میں خرچ کر سکتی ہے بلا قیمت کسی کو دے دینے کا حق نہیں تھا جس شخص کو دے دی گئی اس سے اب بھی قیمت وصول کی جاسکتی ہے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۳۰)

سجادہ نشین کا انتظام مسجد میں دخل دینا

سوال: ایک سجادہ نشین مسجد میں نماز باجماعت مکروہ اوقات میں ادا کرتا ہے اور امام مؤذن کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے امام اس سجادہ نشین کے حسب منشاء جماعت کرتے ہیں اہل محلہ زائرین اور دیگر لوگ چاہتے ہیں کہ جماعت اوقات شرعیہ مستحبہ میں کی جائے اگر یہ سجادہ نشین اپنے امر پر قائم رہیں تو کیا اہل محلہ کو شرعاً حق حاصل ہے کہ اول اوقات میں اس مسجد میں نماز باجماعت ادا کریں؟ اور ایسا امام و مؤذن مقرر کریں جو مستحب اوقات میں اپنے کام کو انجام دیں یا سجادہ نشین کا اتباع کریں خواہ جیسے وقت میں نماز پڑھے؟

اور کیا سجادہ نشین کا یہ حق ہے کہ مسلمانوں کو اپنی شرکت میں نماز پڑھنے پر مجبور کرے؟ خواہ وہ کسی وقت نماز پڑھنا چاہے اور مسلمانوں کو پہلے وقت میں نماز باجماعت پڑھنے سے منع کرے؟

جواب: اگر ان سجادہ نشین کو بانی مسجد نے متولی نہیں بنایا تو ان کو انتظامات مسجد میں اہل محلہ کی رضا کے بغیر دخل دینا مطلقاً ناجائز ہے۔

اگر ان سجادہ نشین کو بانی نے متولی بنایا بھی ہو مگر اوقات مکروہ میں نماز و جماعت کی عادت کرنے سے معزول کر دیئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ اگر ان کی تولیت میں معزول نہ کیے جانے کی تصریح بھی کر دی تب بھی معزول کر دیئے جائیں گے یہاں تک ایسے غیر مشروع کے اعتبار سے خود واقف بھی اگر متولی ہو وہ بھی معزول کر دیا جاتا ہے۔

متولی و منتظم کے عزل و نصب کا اختیار شرعاً اہل محلہ کو حاصل ہے حتیٰ کہ بعض احوال میں اہل محلہ قاضی پر بھی مقدم ہیں۔

ایسا امام بھی گنہگار ہوتا ہے جس سے اوقات مکروہ میں نماز و جماعت پڑھنے کے سبب نمازیان مسجد کو کراہت و نفرت ہے۔

بحالت مذکورہ خود سجادہ نشین کا مطلقاً انتظام میں دخل دینا ناجائز ہے غیر مشروع کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے بھی اور تولیت کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے بھی جبکہ تولیت کے اہل نہیں ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۷۶)

مسجد کے نیچے دکانیں بنانے کی کیا شرطیں ہیں؟

سوال: میں بے پور گیا، وہاں مسجد ہے وہ چاہتے ہیں کہ اس مسجد کے دالان اور فرش کے بجائے دکانات تعمیر کر لیں جن سے اچھا کرایہ وصول ہوگا، دکانات کے اوپر منزل دوم میں مسجد بنائیں تو کیا یہ تبدیلی شرعاً جائز ہے؟

جواب: مسجد کے نیچے دکانیں چند شرائط کے ساتھ جائز ہیں:

پہلی شرط یہ ہے کہ بانی اول بنائے مسجد کے وقت یہ نیت کرے اور لوگوں میں ظاہر کر دے یا تحریر کر دے کہ میں نے اتنے حصہ کو مسجد کے نیچے دکانیں بنانے کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔
اور دوسری شرط یہ ہے کہ دکانیں خاص مسجد کے مصارف کے لیے وقف کی جائیں۔ صورت مرقومہ میں پہلی صورت مفقود ہے اس لیے اس مسجد کے نیچے کرایہ کی دکانیں یا کسی کے رہنے کا مکان وغیرہ بنانا اگرچہ مصالح مسجد ہی کے متعلق ہو جائز نہیں۔ (امداد المفتیین ص ۸۱۱)

فنائے مسجد میں دکانیں بنانا

سوال: مسجد و فنائے مسجد میں دکان رکھنے کا کیا حکم ہے؟ اور فنائے مسجد کا اطلاق کس کس جگہ پر ہوتا ہے؟
جواب: فنائے مسجد وہ جگہ ہے جو احاطہ مسجد کے اندر مسجد شرعی سے خارج کوئی جگہ نماز جنازہ پڑھنے یا دیگر ضروریات اہل مسجد کے لیے بنائی جائیں اور فنائے مسجد بہت سے احکام میں بحکم مسجد ہے، مسجد کی طرح اس میں بھی دکانیں بنانا جائز نہیں۔ (امداد المفتیین ص ۷۹۳)

مکان کا دروازہ مسجد کی طرف کھولنا

سوال: ایک قدیم مسجد کے حجرے اور دکانوں کو ایک مسلمان نے گرا کر اپنی کوٹھی بنائی، حجرے کے لیے اس کوٹھی کے ایک کمرے کا دروازہ مسجد میں رکھ دیا گیا، مگر اس کمرے کا بالا خانہ کوٹھی کے بالا خانہ میں شامل ہے، کوٹھی مذکورہ میں مسجد کی زمین کے علاوہ اس شخص کی اپنی زمین بھی شامل ہے؟
جواب: مسجد اور مسجد کے متعلق موقوفہ زمین پر ذاتی تعمیر بنانا وقف کا غصب کرنا ہے اس لیے اس کو خالی کرنا اور وقف میں شامل کرنا لازم ہے، ذاتی مکان کا دروازہ زمین وقف پر کھولنا بھی جائز نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۳۳۱)

مسجد کی رقم سے حصص خریدنا

سوال: کسی مدرسہ یا مسجد کی رقم بازار ڈاک کے حصص میں لگا کر اس میں سے مدارس و مساجد

کے لیے نفع حاصل کرنا جائز ہوگا؟

- جواب: کسی مسجد یا مدرسہ کے پیسے سے بازار ڈاک حصص خریدنا بچہد و جود درست نہیں۔
- ۱۔ ایک توجہ یہ ہے کہ دینے والے کی منشاء عموماً یہ ہوتی ہے کہ اس کا پیسہ بعینہ اس کا خیر میں صرف ہو اور یہ چیز اس کے منشاء کے خلاف ہوگی۔
- ۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر کبھی نقصان ہوگا تو ان لگانے والوں پر ضمان واجب الادا ہوگا جو جھگڑے اور نزاع کا سبب ہوگا۔

- ۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ یہاں پر ڈاک میں جو چیز بیع ”سودا“ بنتی ہے وہ نہ تو موجود ہوتی ہے نہ مملوک و مقبوض یا معلوم کچھ بھی نہیں ہوتی اور غیر مملوک، غیر مقبوض، غیر موجود اور نامعلوم کی بیع سب ناجائز ہیں۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۴)

مسجد میں خرید و فروخت کرنا

- سوال: مسجد میں خرید و فروخت کر لینا اور قیمت باہر جا کر لے دے لیں تو جائز ہے یا نہیں؟
- جواب: مسجد میں کوئی سودا خریدے تو درست ہے مگر اسباب وہاں نہ ہو اور اس کام میں کثرت اور اس میں زیادہ مشغولی وہاں نہ چاہیے کہ مسجد کی بے حرمتی ہے اتفاقاً کسی سے ایسی بات چیت کر لی جائے تو درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۱)

مسجد کے درخت کی بیع مسجد میں کرنا

- سوال: درخت مسجد ہی کا ہے اس کی خرید و فروخت جماعت خانہ میں جائز ہے یا نہیں؟
- جواب: چونکہ مسجد میں نماز و جماعت کے لیے متعین کی گئی ہیں اس لیے وہاں خرید و فروخت کرنا درست نہیں، الگ ہٹ کر کی جائے اگرچہ وہ درخت مسجد ہی کا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۹۵)

مسجد کے میناروں پر مقناطیسی سلاخ لگانا

- سوال: مسجد کے میناروں اور بلند عمارتوں پر مقناطیسی سلاخ لگانا کیسا ہے؟ علم ہندسہ اور عمارتوں کے ماہرین کہتے ہیں کہ اس کے لگانے سے بجلی سے حفاظت ہو جاتی ہے؟
- جواب: جب کہ تجربے سے ثابت ہے کہ یہ سلاخ آسمانی بجلی کی مضرت کو دفع کرتی ہے تو اس کا لگانا جائز ہے اور تجربات سے اس کا جائز ہونا اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفاد ہے جس میں ہے کہ ہر مرض کی دوا ہے اور دوا تجربے ہی سے معلوم ہوتی ہے پھر اس کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۲۷۹)

مسجد میں بلند آواز سے تلاوت کرنا

سوال: بعد نماز فجر تا وقت نماز اشراق نمازیوں کی آمد اور نماز کا سلسلہ جاری رہتا ہے اس اثناء میں کسی کو بلند آواز سے مسجد کے اندر تلاوت کی اجازت ہے یا نہیں؟ جبکہ تلاوت کی آواز سے نمازیوں کو تشویش لاحق ہوتی ہے؟

جواب: ایسی حالت میں نماز میں مغل ہونے کی وجہ سے بلند آواز سے تلاوت جائز نہیں، نیز قرآن کا سننا بہر حال واجب ہے اور حالت نماز میں سننا ممکن نہیں لہذا قاری گنہگار ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۵۷)

مسجد میں ذکر جہری کرنا

سوال: صوفیاء جو بعد نماز مغرب مساجد میں حلقہ کرتے ہیں اور کو دتے چلاتے اور ہوتی کرتے ہیں جس سے لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور مسجد میں شور و غل پڑ جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اشعار وغیرہ تو حید اور ذوق و شوق کے پڑھے جاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بعض علماء نے مسجد میں آواز بلند کرنے کو اگرچہ ذکر اللہ کی ہو مکروہ لکھا ہے لہذا مسجد میں اس کا نہ ہونا مستحسن ہے۔ خصوصاً ایسی صورت میں کہ تماشا گاہ عوام ہو جائے یا مسجد کا نقصان ہو اگرچہ ذکر جہری یا رونا مسجد میں جائز بھی ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۴)

مسجد میں جوتے رکھنا، اخبار پڑھنا، بات کرنا

سوال: (۱) مسجد کے احاطہ کے اندر جوتا چھوڑنا (۲) خلافت کے رسالے اور اخبار و اشتہار پڑھنا (۳) مسجد یا محن میں بیٹھ کر دنیا کی اور تجارت کی باتیں کرنا، پنجایت کرنا یہ جائز ہوگا یا نہیں؟ اور مسجد میں باتیں کرنے والوں کے لیے کیا وعید آئی ہے؟

جواب: جوتے میں اگر نجاست نہ لگی ہو تو مسجد کے اندر رکھ دینا جائز ہے اور اگر چوری کا خوف نہ ہو تو مسجد سے باہر رکھنا اولیٰ ہے اور اگر ناپاکی لگی ہو تو بدون اس کو دور کیے ہوئے جوتے کو مسجد میں رکھنا جائز نہیں ۳ و ۲ یہ سب کام مسجد کے اندر مکروہ ہیں باہر ہونے چاہئیں البتہ اگر پنجایت شریعت کے موافق ہو اور لڑائی جھگڑا نہ ہو تو اس کا مسجد میں کرنا مضائقہ نہیں ورنہ ناجائز ہے وعید کوئی خاص منقول نہیں یہی بہت بڑی وعید ہے کہ یہ کام گناہ کا ہے۔ (امداد الاحکام ص ۳۵۱ ج ۱)

زمانہ تعمیر میں جوتے پہن کر مسجد میں داخل ہونا

۱۰. ایک مسجد تعمیر ہو رہی ہے نمازی حضرات چپل پہن کر جماعت خانہ کے اندر آ جاتے

ہیں کہتے ہیں کہ راستے میں ریتی وغیرہ ہے تو کیا چپل پہن کر جماعت خانہ میں جا سکتے ہیں؟

جواب: مسجد کی عمارت منہدم کرنے کے بعد مسجد کی جگہ کا احترام ویسا ہی ضروری ہے جیسے پہلے تھا جوتے اور چپل اگر نئے اور پاک ہوں تو مضائقہ نہیں لیکن مقام ادب میں جوتے اتار دینا ادب کا مقصد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قبروں کے درمیان جوتے پہن کر چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ”جب تم ایسی جگہ سے گزرو جس کا احترام مطلوب ہے تو اپنے جوتے اتار دیا کرو“ لہذا بلا ضرورت پاک جوتے پہن کر بھی شرعی مسجد میں داخل ہونے کی عادت مناسب نہیں تو مستعمل اور مشتبہ جوتے (جو بیت الخلاء میں بھی استعمال کیے جاتے ہیں) پہن کر مسجد شرعی میں داخل ہونا کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے متولی صاحب کو چاہیے کہ حوض سے لے کر جماعت خانہ تک پائے دان بچھائے رکھیں تاکہ مسجد بے ادبی سے محفوظ رہے۔ (فتاویٰ رحمیہ ج ۶ ص ۱۱۰)

مسجد کے متصل فرش پر جوتے پہن کر جانا

سوال: مسجد سے متصل پختہ فرش ہے جس پر عیدین کی بھی صفیں آ جاتی ہیں اور گرمیوں میں اکثر لوگ سنتیں پڑھتے ہیں یہاں دو شخص ایسے تھے جو ضد اس فرش پر جوتے پہن کر جاتے ہیں تو آپ فرمائیے کہ اس پر جوتے پہن کر جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ فرش مسجد کا جز نہیں۔ لہذا اس پر مسجد کے احکام جاری نہیں ہوں گے لیکن جب کہ یہ حصہ مسجد کے ساتھ بالکل متصل ہے اور نمازی اس جگہ سنتیں بھی پڑھتے ہیں تو اس جگہ جوتا پہن کر نہیں جانا چاہیے بلکہ اس جگہ کو بھی پاک صاف رکھنا چاہیے جیسے کہ کوئی شخص اپنے مکان میں نماز کے لیے کوئی جگہ یا چبوترہ مخصوص کر لے اس کو بھی پاک صاف رکھتا ہے حالانکہ وہ جگہ اور چبوترہ بھی مسجد نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۲۰۰)

مسجد میں سلور جوہلی منانا اور چراغاں کرنا

سوال: ملک معظم کی سلور جوہلی کے سلسلہ میں مساجد کو بقتہ نور بنانا جس کا صرفہ خواہ مسجد کی رقوم سے ہو یا عاتق المسلمین کے چندہ سے یا کسی شخص کی جیب خاص سے جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو مسجد کے جن متولیوں نے مسجد میں روشنی کا انتظام کیا اور خوب چراغاں منایا وہ شرعاً مجرم ہیں یا نہیں؟

جواب: سلور جوہلی یا گولڈن جوہلی یا اور کسی ایسی تقریب میں جس کا منشا اعلائے کلمہ تو حید یا اظہار شوکت اسلام نہیں بلکہ کسی خاص شخص کے بقاء اقتدار و امتداد حکومت کی خوشی میں مظاہرہ کرنا

ہو ایسی تقریبات میں مساجد کا روپیہ صرف کرنا جائز نہیں اور نہ مساجد اس قسم کے مظاہرات کے لیے موزوں ہے متولیوں نے مساجد کو اس مظاہرہ کے لیے استعمال کرنے میں غلطی کی اور روشنی کے مصارف کے بھی وہ خود ضامن ہوں گے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۸۳)

مسجد میں پٹھے لگانا

سوال: مسجد میں نمازیوں کے آرام کی خاطر انگریزی پٹکھا لگانا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اگر دیکھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کا ثبوت نہیں ملتا تو ایک اعتبار سے اس کو بدعت کہا جاسکتا ہے مگر غیر مذموم کیونکہ بدعت مذمومہ وہ کہلاتی ہے جس کا وجود بعد میں ہوا اور اس کو دین سمجھ کر اختیار کیا جائے اور ظاہر ہے کہ یہاں پر یہ صورت نہیں لہذا نمازیوں کے لیے پٹھے لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور تشبہ بالنصارائی کی وجہ سے مذموم نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اگر کسی اور مذموم میں نصاریٰ کے ساتھ تشبہ کیا جائے تو ناجائز ہوگا ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۸۷)

مسجد میں ڈلپ کے گدے بچھانا

سوال: مسجد میں تین یا دو یا ایک انچ کے موٹے ڈلپ کے گدے لانا چاہتے ہیں اگر سب لوگ اتفاق کر کے لانا چاہیں تو لاسکتے ہیں؟ اور کیا ان پر بلا کراہت سجدہ ادا ہو جائے گا؟
جواب: نرم چیز پر سجدہ اس وقت صحیح ہوتا ہے جب خوب زور سے سر دبا کر رکھے اتنا کہ اس سے زیادہ نہ دب سکے اگر ایسا نہ کیا تو سجدہ ادا نہ ہوگا پس نماز بھی نہ ہوگی پس زیادہ دبنے والی چیز مسجد میں بچھانے سے عموماً لوگوں کی نمازیں خراب ہوں گی۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)
”ہاں سجدہ کی جگہ گدا نہ ہو گھٹنوں تک ہو پھر کچھ شبہ نہیں“ (م ع)

مسجد میں گھنٹہ لگانے اور ورزش کرنے کا حکم

سوال: آج کل اکثر مسجدوں میں بڑی گھڑی آویزاں کی جاتی ہے کہ نماز کا وقت معلوم ہو۔ اس میں سے بچنے کے وقت جو آواز نکلتی ہے وہ ممنوع تو نہیں کیونکہ بعض لوگ اس کو قول ”مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ“ کی وجہ سے منع کرتے ہیں تو اس معنی کر گھڑی رکھنا چاہیے یا نہیں؟ اور یہ قول صحابی ہے یا کیا؟
جواب: ”مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ“ یہ حدیث نبوی ہے۔ ابو داؤد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقطعاً مروی ہے (کذا فی الترغیب ص ۵۰۵)

جس کی ممانعت حدیث میں دو جگہ وارد ہے۔ ایک عورتوں کے زیوروں میں کیونکہ اس سے

مردوں کو آواز پہنچتی ہے اور ان کے قلوب مائل ہوتے ہیں۔ دوسرے سفر میں جانوروں کی گردنوں میں یا گاڑی وغیرہ میں جو گھنٹہ یا گھنٹی ہوتی ہے اس کو منع کیا گیا ہے جس کی علت غالباً کفار کا تہیہ ہے کہ وہ اپنی شان و شوکت کے اظہار کے لیے ایسا کرتے تھے۔

مسلمانوں کو ایسا نہ چاہیے پس گھڑی میں جو گھنٹہ بجتا ہے وہ جس ممنوع میں داخل نہیں۔ فقہاء نے سحری وغیرہ میں جگانے کے لیے نثارہ کو جائز لکھا ہے کیونکہ مقصود وقت کا بتلانا ہے کھیل تلوار وغیرہ چلانا جو واقعی ورزش ہے مسجد کے اندر جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ زنگیوں کے کھیلنے کو مسجد میں ثابت کر رہے ہیں تو کیا اب بھی اس معنی کو مسجد کے اندر ایسے کرنا جائز ہے؟ اگر ہیں تو آداب مسجد کے کیا معنی ہیں؟

جواب: مسجد میں ڈنڈ اور مگدر سے ورزش کرنا مکروہ ہے اور حبشیوں کے فعل سے اگر مسجد میں ڈنڈ مگدر کو جائز کیا جائے تو رقص کا بھی مسجد میں جائز ہونا لازم آئے گا کیونکہ اسی قصہ میں یہ بھی ہے کہ ایک حبشی عورت اچھل کود رہی تھی اور اس کے گرد بچے تماشا دیکھ رہے تھے۔ پس اس حدیث سے استدلال نہیں ہو سکتا کیونکہ مسجد میں رقص کو کسی نے بھی جائز نہیں کیا اور نہ یہ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ کی فرد ہے۔ پس ظاہر یہ ہے کہ یہ رقص اور کھیل مسجد سے باہر تھا اور کچھ تماشا دیکھنے والے مسجد میں کھڑے ہوں گے اس لیے راوی نے مجازاً یہ کہہ دیا کہ مسجد میں تیروں سے کھیل رہے تھے یعنی مسجد سے قریب۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کھیلنے والوں کو دھمکایا تھا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! ان کو چھوڑ دو یہ بنو ارقدہ ہیں یعنی یہ لوگ کھیل کے عادی ہیں خصوصاً ایام عید میں اور وہ دن عید ہی کا تھا۔

محبط طبری نے لکھا ہے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان لوگوں کے لیے بعض وہ باتیں معاف ہیں جو دوسروں کے لیے معاف نہیں اور چونکہ اصل یہ ہی ہے کہ مسجد کو کھیل کود سے بچایا جائے اس لیے نص اپنے مورد پر ہی منحصر رہے گا۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۴۶-۴۷) ”بعض جگہ مسجد کی بالائی منزل کو کرائے سکھانے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور یہی مذکورہ حدیث وہاں اہل علم پیش کرتے ہیں اس میں مسجد کی سخت بے ادبی ہے“ (م’ع)

مسجد کی رقم سے گھنٹہ وغیرہ خریدنا

سوال: مسجد کا روپیہ جو مرمت سے باقی رہ گیا ہے اگر اس روپے سے چندہ دہندگان کی

اجازت سے گھڑی یا گھنٹہ خرید لیا جائے تو حضور کیا حکم دیتے ہیں؟

جواب: جو روپیہ مرمت مسجد کے لیے آیا ہے اس سے امام یا مؤذن مقرر کر لینا درست ہے اور گھنٹہ خریدنا بھی درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۳۶)

مسجد کے اندر چارپائی پر سونا

سوال: مسجد میں چارپائی ڈال کر اس پر سونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زمانہ اعتکاف میں آرام کرنے کے لیے مسجد میں چارپائی بچھائی جاتی تھی۔ ”کَمَا فِي سَفَرِ السَّعَادِ“ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۲۸)

”تو اجازت معتکف کے لیے ہوئی نہ کہ عام“ (م’ع)

مسجد میں آئے گلگلوں کا حکم

سوال: بعض لوگ کچھ گلگے اور ایک کچے آئے کا چراغ اس میں گھی ڈال کر روشن کر کے مسجد کے طاق میں رکھ دیتے ہیں اور اس کو طاق بھرنا کہتے ہیں آیا ان گلگلوں کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس طرح گلگے لانا جس میں بہت سی اعتقادی اور عملی تقیدات و تخصیصات ہیں اور بعض جگہ عورتوں کا لانا مزید برآں ہے عمل منکر اور بدعت ہے مگر اس سے خود ان گلگلوں میں کوئی نجس یا حرمت نہیں آتی۔ مَا أَهْلُ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ میں داخل نہیں کیونکہ مسجد میں لانا قریبہ ہے کہ اللہ ہی کے لیے ہے۔ لہذا ان کا کھانا حلال ہے۔ البتہ اگر اس لیے نہ کھائے کہ اس کام کے کرنے والوں کو عبرت ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۲۸)

مسجد میں پھل دار درخت لگانا

سوال: کسی مقتدی کا جو نانبان کے درثناء میں سے نہ ہو متولی کو بتائے بغیر مسجد میں کوئی پودہ لگانا اور یہ کہنا کہ ہم اس کے پھل کھائیں گے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں البتہ جو درخت اس نے لگایا ہے اگر اپنے مال سے لگایا ہے اور مسجد کے لیے وقف نہیں کیا تو یہ اس کی ملک ہے اس کو کاٹ کر استعمال کر سکتا ہے اور متولی مسجد کو حق ہے کہ اس کو درخت اکھاڑنے پر مجبور کرے۔ (امداد المفتیین ص ۷۷۳)

مسجد کے درخت کو کاٹنا

سوال: احاطہ مسجد کے کسی درخت کو غیر ضروری یا دیگر کاشت کے لیے مضر سمجھ کر متولی وغیرہ کاٹنا دینا جب کہ اس کی آمدنی مصارف مسجد ہی میں کام آئے جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز ہے۔ (امداد المفتیین ص ۷۷۴)

مسجد کے پھل دار درختوں کا مسئلہ

سوال: اگر مسجد میں امرود کا درخت ہو تو اس کو نمازی استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟
جواب: جو درخت کسی نے نمازیوں کے کھانے کے لیے لگایا ہو اس میں سے کھانا درست ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۳)

مسجد کے دروازوں میں رد و بدل کرنا

سوال: مسجد کے دروازے ہوں اور یہ دروازے بنائے مسجد سے ہوں تو کیا متولیان مسجد کی آمدنی اور نفع کے لیے کسی ایک دروازے کو بند کر کے دکان کے لیے کرائے پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟
جواب: اہل محلہ اگر مسجد کی مصالح کے پیش نظر مسجد کے دروازوں میں کوئی تغیر یا کمی بیشی کرنا چاہیں تو ان کو اختیار ہے۔ بشرطیکہ یہ تغیر سب یا اکثر محلہ کی رائے و مشورے سے ہو اور اہل محلہ کے لیے مضر نہ ہو۔ (امداد المفتیین ص ۷۹۳)

مسجد کا روپیہ کنویں کی مرمت میں لگانا

سوال: جس مسجد کے واسطے چندہ جمع کیا تھا اس کے قریب کنواں ہے اور اس سے اہل محلہ پانی بھرتے ہیں اور مسجد میں بھی پانی آتا ہے تو یہ روپیہ اس کنویں کی مرمت میں لگانا چندہ دہندگان کی اجازت کے بغیر جائز ہے یا نہیں؟
جواب: مسجد کا روپیہ اس کنویں میں لگانا درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۲)

مسجد کا فرش اور منبر عید گاہ میں لے جانا

سوال: مسجد کا منبر اور فرش عید گاہ میں لے جانا درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بوقت ضرورت منبر عید گاہ میں لے جاسکتے ہیں کیا حکم ہے؟
جواب: مسجد کا فرش عید گاہ میں لے جانا جائز نہیں ہاں ایک روایت میں منبر کا لے جانا جائز ہے اور دوسری روایت میں مکروہ ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ منبر بھی نہ لے جائیں۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۶۹)

قربانی میں مسجد کی چٹائی استعمال کرنا

سوال: قربانی کے لیے ہر اس کی خاطر ایک نیا بور یا خریداجاتا ہے اور ہوتا یہ ہے کہ محلہ کی مسجد کے پرانے بوسیدہ بورے گوشت کے کام میں لائے جاتے ہیں اور نئے بورے مسجد میں ڈال دیئے جاتے ہیں بعض لوگ اس عمل کو ناجائز بتاتے ہیں؟

جواب: قربانی کے لیے مسجد کا پرانا بوری استعمال کرنا جائز نہیں اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ پرانے بوریے کو مہتمم یا متولی سے نئے بوریے کے عوض خرید لیا جائے خریدنے پر وہ پرانا بوریہ تمہاری ملکیت ہو جائے گا اور ملک مسجد سے نکل جائے گا اور خریدنے سے پہلے وہ ملک مسجد میں ہے اور ملک مسجد کو اپنے ذاتی تصرفات میں لانا جائز نہیں۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۶۲)

مسجد میں پانی کا گھڑا رکھنا

سوال: مسجد کے اندر یا باہر فرش پر نمازیوں کے لیے پانی کا گھڑا رکھنا کیسا ہے؟

جواب: اس میں فی نفسہ تو کوئی حرج نہیں اگر وہاں کوئی خرابی ہو تو اس کو ظاہر کیا جائے۔

(امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۶۰)

”مثلاً مسجد کے اندر پانی پینے کا سلسلہ پانی زیادہ بہنا“ مسجد کے فرش کا خراب ہونا وغیرہ“ (م/ع)

مسجد میں روزہ افطار کرنا

سوال: رمضان شریف میں اہل محلہ کا جماعت چھوٹ جانے کے خوف کی وجہ سے مسجد میں شربت وغیرہ سے افطار کر لینا بلا کراہت جائز ہو گا یا نہیں؟

جواب: مسجد میں کھانا پینا مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت بلا کراہت جائز ہے۔ جیسا کہ مسافر کے لیے بوقت ضرورت سونا جائز ہے اور ترک جماعت کا اندیشہ بھی عذر ہے اس لیے اگر مسجد سے باہر کوئی جگہ ایسی نہ ہو جہاں افطار کر سکیں تو مسجد ہی میں افطار کر لینا جائز ہے بشرطیکہ مسجد کو ملوث نہ کیا جائے کوئی کپڑا وغیرہ ایسا بچھا لیا جائے جس سے مسجد کی حفاظت رہے اور بہتر یہ ہے کہ اس وقت افطار سے کچھ پہلے اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو پھر یہ کراہت کلیتاً مرتفع ہو جائے گی۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۶۲)

مساجد میں زیب و زینت کرنا

سوال: مساجد کے بلند کرنے اور زیب و زینت و نقش و نگار طلائی و نقرئی وغیرہ جو کچھ عوام کرتے ہیں احادیث کثیرہ صحیح میں اس کی ممانعت وارد ہے اور فعل یہود سے مشابہت دی گئی ہے۔ چنانچہ ابو داؤد میں اُمِّ رُثِ بَتَشِیْدِ الْمَسْجِدِ مجھ کو مساجد کے مضبوط و بلند بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ تم ضرور اس کو مزین کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے مزین کیا ہے لہذا حسب احادیث امور مذکور منوع و حرام ہوں گے پھر اگر جواز یا استحباب ہو جیسا کہ معمول زمانہ ہے تو اراقام فرمائیں؟

جواب: فخر و ریا سے مساجد کا اونچا کرنا حرام ہے اور جو اسلام کی شوکت و زینت کے لیے

کرے مباح ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کہ کسی صحابی نے ان پر انکار و رد نہ فرمایا اگرچہ آثار سابق کی بقاء کو مستحسن جانتے تھے یہی دلیل جواز کی ہے۔ (تاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۰)

مسجد میں کھڑکیاں کھولنے کا حکم

سوال: مسجد کی مغربی دیوار پر کھڑکیاں بنانا جس میں ہوا کی آمد و رفت ہو از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے مگر کلیہ و گرجا کے طرز پر نہ ہو بلکہ مسجدوں کے طرز پر ہو۔ (امداد الا حکام ج ۱ ص ۳۶۰)
”تا کہ امتیاز و اختصاص رہے“ (م’ع)

مسجد کی دیوار پر تیمم کرنا

سوال: مسجد کی دیوار پر تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ خواہ دیواروں پر چونا پھیرا گیا ہو یا مٹی سے لپائی ہوئی ہو؟

جواب: مسجد کی دیوار پر تیمم کرنا مکروہ ہے کیونکہ مال وقف کو غیر مصرف میں صرف کرنا ہے لیکن اگر تیمم کر لیا تو درست ہو جائے گا بشرطیکہ جس چوٹے سے یا مٹی سے مسجد کی لپائی کی گئی ہے وہ پاک ہو۔ (امداد الا حکام ج ۱ ص ۳۳۸)

مسجد وغیرہ کے روپے کو تجارت میں لگانا

سوال: قبرستان یا مسجد کے پانچ سو روپے ہیں اس رقم سے قبرستان یا مسجد کے مفاد کی خاطر کوئی تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبرستان یا مسجد کے روپے سے تجارت کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ یہ حرکت منشاء واقف کے صریح خلاف ہوگی چاہے مفاد قبرستان و مسجد ہی کے لیے کیوں نہ ہو اس لیے کہ دیئے والے اور وقف کرنے والے نے ثواب حاصل کرنے کے لیے دیا ہے تجارت کے لیے نہیں دیا اور تجارت کرنے میں وہ رقم واقف کے مصرف میں خرچ ہونے کے بجائے تجارت میں مستہلک ہو جائے گی۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۷۳)

مسجد میں دفن کرنا درست نہیں ہے

سوال: متولی صاحب اپنی قبر مسجد ہی کے ایک گوشہ میں بنوانا چاہتے ہیں شرعی اعتبار سے کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد جس جگہ قرار پا جاتی ہے اس کے بعد اس میں کسی قسم کا تصرف شرعاً درست نہیں ہوتا اور جب نماز جنازہ کا حکم بھی یہ ہے کہ وہ خارج مسجد ادا کی جاتی ہے تو پھر مسجد میں تدفین شرعاً کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۰۲)

مسجد میں کیلنڈر اور اشتہار لگانا

سوال: مسجد میں کیلنڈر یا کتابوں کے فروخت کرنے کا اشتہار یا مدرسہ کے جلسہ کا اشتہار لگانا کیسا ہے؟
جواب: ایسا نہ کریں قبلہ کی دیوار میں نقش و نگار کو بھی ردالمختار میں مکروہ قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۳۳) ”تو جائے اشتہار بنانے میں کیونکر قباحت و کراہت نہ ہوگی“ (م'ع)

مسجد میں لائبریری چلانا

سوال: یہاں پر مسجد کے ایک کمرے میں ایک لائبریری ہے جس میں کچھ مذہبی کتابوں کا ذخیرہ ہے اور کچھ سیاسی اخبار تجلی اور نشیمن وغیرہ بھی پڑھے جاتے ہیں اور ایک ملازم ہے، سوال یہ ہے کہ مسجد کے روپے سے اخباروں کی قیمت اور ملازم کی تنخواہ دی جاتی ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟
جواب: جو زمین جائیداد وکان مسجد کے لیے وقف ہو یا جو چندہ مسجد کے نام پر وصول کیا گیا ہو اس سے کوئی لائبریری قائم کرنا، رسائل و اخبار منگانا اور لائبریری کے ملازم کو تنخواہ دینا شرعاً درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۳۶)

عورتوں کا مسجد کو گزر گاہ بنانا

سوال: کیا مسجد کے اندر سے مسلم اور غیر مسلم عورتوں کا آنا جانا جائز ہے؟
جواب: مسجد کو گزر گاہ نہ بنایا جائے نہ مردوں کے لیے نہ عورتوں کے لیے، عورتوں کو تو نماز کے لیے بھی مسجد میں آنے سے روک دیا جائے، غیر مسلم عورتوں کا وہاں کیا کام ہے، وہ کیوں آئیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۰۸)

سستی چادریں خرید کر مسجد میں استعمال کرنا

سوال: قصبہ میں ٹاؤن ایریا کمیٹی ہے اس میں مسلمان ممبر ہے، چیئرمین نے پرانی ٹین کی مستعمل چادریں ہندوؤں کو خیرات دینا چاہیں ان کی تعداد اکتیس ہے اور قیمت بارہ سو روپے ہے، ان چادروں کو ایک مسلم سوسائٹی دان میں نہ لے کر صرف ایک سو روپے میں خرید کر مسجد میں ڈالنا چاہتے ہیں، شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: جب ٹائون ایریا کمیٹی با اختیار ہے وہ مفت بھی دینے کی مجاز ہے تو اس سے خرید کر بھی ان چادروں کا استعمال کرنا درست ہے اگرچہ قیمت بہت کم لگائی ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۰۰)

مسجد میں جگہ روکنا

سوال: کیا مسجد میں رومال یا ٹوپی رکھنے سے اس جگہ کا آدمی مستحق ہو جاتا ہے اور کسی دوسرے شخص کو وہاں بیٹھنا جائز نہیں ہوتا؟ مؤذن کے لیے عموماً جگہ روک کر امام کے پیچھے الگ مصلیٰ بچھایا جاتا ہے اور اس جگہ کسی دوسرے کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص مسجد میں کسی جگہ کچھ دیر عبادت کرے پھر کسی ضرورت سے تھوڑی دیر کے لیے جانا چاہے اور رومال وغیرہ رکھ کر جگہ روک لے تو جائز ہے کسی جگہ کچھ وقت ٹھہرے بغیر صرف رومال رکھ جانے سے اس جگہ کا مستحق نہیں ٹھہرتا۔

یہی حکم مؤذن کے لیے ہے اس کے لیے جگہ مخصوص کرنے اور الگ مصلیٰ بچھانے کی رسم صحیح نہیں مسجد میں پہلے پہنچ کر جو شخص جس جگہ بیٹھ جائے وہی حقدار ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۲۵۷)

خارش و جذام والے کا مسجد میں آنا

سوال: ایک انسان کو متعدی مرض خارش اور جذام ہے عوام اس سے نفرت کرتے ہوں اس کے مسجد کی جائے نماز وغیرہ استعمال کرنے سے متنفر ہوں تو ایسے آدمی کے لیے مسجد کی اشیاء استعمال کرنے اور مسجد میں آنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: کسی بھی مرض کو فی نفسہ متعدی سمجھنا غلط ہے لیکن جو شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں اور ان کے عقیدے غلط ہو جانے یا غلط عقیدوں کے پختہ ہو جانے کا اندیشہ ہو اس شخص کو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے وہ اپنے مکان سے وضو کر کے جائے اگر مسجد جانے سے بھی لوگوں کو نفرت ہو یا اس کے جسم سے بدبو آتی ہو یا رطوبت پھینکتی ہو تو اس کو اپنے مکان پر ہی نماز پڑھنی چاہیے مسجد میں نہ جائے جماعت اس سے ساقط ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۲۸)

مسجد میں چھوٹے بچوں کو لانا

سوال: ہمارے یہاں بعض نمازی اپنے ساتھ چھوٹے بچوں کو لاتے ہیں اور جماعت خانہ میں بٹھاتے ہیں وہ بچے کبھی روتے ہیں شرارت کرتے ہیں اور گاہے پیشاب بھی کر دیتے ہیں کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد میں چھوٹے بچوں کو لانے کی اجازت نہیں مسجد کا ادب و احترام باقی نہیں رہے گا

اور لانے والے کو بھی اطمینان قلب نہ رہے گا نماز میں کھڑے رہیں گے مگر خضوع نہ رہے گا بچوں کی طرف دل لگا رہے گا حدیث پاک میں ہے کہ اپنی مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں سے بچاؤ۔
فقہاء رحمہم اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ بچوں کو مسجد میں داخل کرنا اگر اس سے مسجد کے نجس ہونے کا اندیشہ ہو تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے۔

ہاں اگر بچہ سمجھ دار ہو نماز پڑھتا ہو مسجد کے ادب و احترام کا پاس و لحاظ رکھتا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے غالباً اسی بناء پر سات برس کی قید حدیث میں موجود ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۲۰)
مسجد میں کعبہ وغیرہ کی تصویر لٹکانا

سوال: مسجد میں ایک طرف کعبہ کا نقشہ لگا ہوا ہے اور دوسری طرف مسجد نبوی کا ہے ایسا نقشہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ اور داہنے جانب ضروری سمجھ کر لگانا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں ایسے نقش و نگار اور کتبے لگانا جس سے نمازیوں کا دھیان اس کی طرف جائے مکروہ ہے اور ضروری سمجھنا تو بالکل ہی باطل اور لغو ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۴۳)

پھینکے ہوئے سیمنٹ میں فرش مسجد بنانا

سوال: افسر کے حکم سے کمپنی کے گودام میں رکھا ہوا سیمنٹ پھینک دیا گیا ہے پھر اس کو مزدور نے بور یوں میں بھرا اور فی بوری پچیس روپے قیمت سے خریدا گیا ہے اور اس سے فرش مسجد بنایا گیا اب فرش پر نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اس کو بیکار قرار دے کر پھینک دیا گیا تھا کہ جس کا دل چاہے اٹھالے تو اب نماز میں کوئی شبہ نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۴۱)

مسجد کی الماری میں قرآن وغیرہ رکھنا

سوال: مسجد میں جہاں امام کھڑا رہتا ہے اس دیوار ہی میں آس پاس جو محرابیں ہوتی ہیں ان میں فرش یا کچھ اور چیز لگا کر قرآن شریف و دیگر کتب رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تعمیر مسجد کو اس سے نقصان نہ پہنچے دیوار کمزور نہ ہو جائے تو قرآن پاک اور دینی کتب کا مطالعہ کے لیے رکھنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۲۷)

مسجد میں پڑھنے والے بچوں سے تقریر کرانا

سوال: مسجد میں جو بچے پڑھنے آتے ہیں ان سے صبح کے وقت نظمیں نعت اور تقریر کرانا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں جو پڑھنے کے لیے آتے ہیں ان کی تعلیم کے لیے ان کو تقریر کی تسبیح کرانا اور نعت پڑھوانا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۲۲۱)

تالاب کی گیلی مٹی سے مسجد کو لپینا

سوال: ایک تالاب کا پانی ناپاک ہے اس کی گیلی مٹی سے مسجد کو لپینا کیسا ہے؟
جواب: اگر تالاب دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو تو وہ ناپاک نہیں اس کی گیلی مٹی ناپاک نہیں اس سے مسجد کو بھی لپیا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۲۱۶)

محراب بنانے میں مسجد گر جانے کا خطرہ ہو تو کیا کرے؟

سوال: کسی مسجد کو وسعت دینے کی وجہ سے محراب اگر درمیان میں نہ رہ پائے اور دیوار توڑ کر محراب درمیان میں بنانے سے مسجد گر جانے کا اندیشہ ہو تو کیا حکم ہے؟
جواب: اگر دیوار توڑ کر درمیان میں محراب بنانا مسجد کے گر جانے کے خطرہ سے دشوار ہے تو بغیر محراب بنائے ہی امام درمیان میں کھڑا ہو جایا کرے اس طرح کہ دونوں طرف مقتدی برابر ہوں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۲۱۹)

مسجد میں ٹیپ ریکارڈر سے قرآن سننا

سوال: آج کل باہر سے جو ٹیپ ریکارڈر آ رہے ہیں اس میں دینی تقاریر کے علاوہ نماز و اذان وغیرہ بھرے ہوئے ہوتے ہیں تو امام صاحب نے مسجد میں رکھ کر عوام کو سنایا، بعض لوگوں نے کہا کہ باہر رکھ کر سنائیے امام صاحب نے کہا مسجد میں رکھ کر سناسکتے ہیں یہ عمل درست ہے یا نہیں؟
جواب: اس میں ایک قوی اندیشہ تو یہ ہے کہ لوگ صرف ٹیپ ریکارڈر کو سننے پر کفایت کریں گے اور اسی سے شوق پورا کر لیا کریں گے خود تلاوت کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔

اور پھر یہ بھی احتمال ہے کہ دوسرے لوگ غلط قسم کی چیزیں سنانے لگیں گے اور اس سے استدلال کریں گے۔ لہذا اس طریقہ کو بند کر دیا جائے کیونکہ یہ چیز بڑھتے بڑھتے دور تک پہنچ جاتی ہے بعض جگہ یہ بھی ہے کہ نماز کا وقت آیا اور اذان کا ریکارڈ بجالیا اور سمجھ لیا کہ اذان ہو گئی پھر امامت کا ریکارڈ بجالیا اور اس کا بھی اقتداء کر لیا حالانکہ نہ اس طرح اذان ہوئی نہ امامت ہوئی نہ اقتداء صحیح ہوئی نہ نماز ادا ہوئی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۲۲۲) ”ہاں ایسی اقتداء کرنے والوں کو مشقت محضہ ہوئی“ (م ع)

مسجد میں چھپکلی مارنا

سوال: مسجد کے اندر چھپکلی کا مارنا کیسا ہے؟

جواب: نہیں مارنا چاہیے اس کو وہاں سے باہر نکال کر مارا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۶۳)
”اگر مارنا ہی ہے“ (م’ع)

مسجد میں بیٹھ کر مشورہ کرنا

سوال: مسجد میں بیٹھ کر کچھ آدمی مسجد کی بابت مشورہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: بلا شور و شغب کے اس طرح بیٹھ کر مشورہ کر سکتے ہیں کہ مسجد کا ادب ملحوظ رہے اور کسی کی نماز میں خلل نہ آئے مسجد کی ضروریات مثلاً تقرر امام و تعیین اوقات نماز وغیرہ کے متعلق مشورہ کرنا دنیا کی بات نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۶۲) ”جو ممنوع کہا جائے“ (م’ع)

سرکاری ٹینکی سے مسجد میں پانی لینا

سوال: مسجد کے باہر پانی کی ایک ٹینکی لگی ہوئی ہے جو میونسپلٹی کی طرف سے رفاہ عام کے لیے ہے اگر مسجد کے لیے استعمال کرنا چاہیں کہ نہل یا پائپ یا بالٹی یا کسی بھی صورت سے مسجد میں ذخیرہ کر لیں تو جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اگر ایسا کرنا خلاف قانون نہ ہو بلکہ میونسپلٹی کی طرف سے اجازت ہو تو جائز ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۸۸)

مسجد میں دینی کتابیں اور ذاتی سامان رکھنا

سوال: اپنی ساری دینی کتابیں اور کچھ غیر دینی کتابیں مثلاً جنتری وغیرہ مسجد کی الماری میں رکھتا ہوں کیونکہ گھر میں ان کے رکھنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اور کبھی کبھی ایک جوڑا کپڑا ناشتہ کی چیز مثلاً گڑ، مٹھائی، دوا، صابن، تیل، کنگھار رکھتا ہوں اور میں امام ہوں جواب سے نوازیں؟
جواب: مسجد میں اپنا گھر یا سامان صابن وغیرہ نہ رکھیں کہ یہ اعتراض کی چیز ہے اگر مسجد میں حجرہ، سردری، وضوخانہ وغیرہ ہو تو وہاں رکھیں جہاں مستقل رات کو سوتے ہوں ایسی کتابیں جن سے نمازی بھی فائدہ اٹھائیں مسجد میں رکھ لیں تو حرج نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۸۸)

معماروں کا مسجد میں گھٹنے کھولنا اور حقہ پینا

سوال: مسجد کے اندر تعمیر کے دوران معماروں کا حقہ پینا اور گھٹنے کھلے رکھنا کیسا ہے؟ متولی پر ان کو روکنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: گھٹنے کھلے رکھنا کسی کے سامنے خارج مسجد بھی منع ہے، چہ جائے کہ متولی مسجد کو چاہیے کہ ایسے معماروں اور مزدوروں کو ہدایت کرے کہ وہ ایسا نہ کریں، مسجد میں حقہ پینے سے بھی ان کو روکا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۴۱) ”بیہودہ لوگ ہیں“ (م/ع)

مسجد میں کوہو کر غسل خانے میں جانا

سوال: مسجد کے فرش پر چل کر غسل خانے میں جانا پڑتا ہے اور یہ دستور قدیم سے کر رکھا ہے یہ کیسا ہے؟
جواب: اگر غسل خانے تک جانے کا راستہ بجز مسجد میں گونگرنے کے کوئی نہیں تو ناپاک آدمی تیمم کر کے وہاں کو جائے اور کوشش کر کے راستہ کسی اور طرف کو بنایا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۹۸)

اہل و عیال اور مویشی کو مسجد میں رکھنا

سوال: کیا کسی ایسے شخص کو جو کسی دوسرے مقام پر امامت کرتا ہو وہ کسی بھی دوسری مسجد کو اپنے اہل و عیال، مویشی و دیگر ضروریات خانگی کے لیے استعمال کر سکتا ہے؟ بالفرض اس نے مسجد میں روشنی وغیرہ پر خرچ کیا ہو؟

جواب: مسجد میں اہل و عیال کو رکھنا اور مویشی وہاں باندھنا جائز نہیں، مسجد نماز اور ذکر اللہ کے لیے ہے ان کاموں کے لیے نہیں، ظالموں اور کافروں کی طرح خانہ خدا پر قبضہ کرنا اور ولیلین پیش کرنا خطرناک صورت ہے کہیں وہی انجام نہ ہو جو ان ظالموں کے لیے تجویز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۹۸)

مسجد میں شامل کوٹھری میں رہائش رکھنا

سوال: مسجد کی بائیں جانب ایک کوٹھری کو بنانے والے نے امام کی رہائش کے لیے بنایا تھا، اب حجرہ کی دیوار توڑ کر کوٹھری کی چھت اور مسجد کے صحن کو ایک کر لیا گیا ہے تاکہ صف لمبی ہو سکے، اب امام صاحب کا اس کوٹھری میں رہنا (جس کی چھت کو شامل مسجد کر لیا گیا ہے) جائز ہے یا نہیں؟ اور جواب تک امام بغیر تحقیق کے کوٹھری کے اندر رہا ہے گنہگار ہوگا یا نہیں؟

جواب: جو جگہ مسجد قرار دے دی گئی ہے وہ اوپر نیچے سب ہی مسجد ہے اب امام صاحب کو ان کوٹھریوں میں رہائش کی اجازت نہیں جن کی چھت کو صحن مسجد بنادیا گیا، ان میں مسجد کا سامان صف وغیرہ رکھ سکتے ہیں ناواقفیت سے جو کچھ کیا اس سے استغفار کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۱۴)

مسجد میں قربانی کرنا

سوال: مسجد کے صحن میں قربانی کرنا جبکہ مسجد کی دیوار میں خون کی پھینٹیں پڑتی ہیں اس کا کیا

حکم ہے؟ اور اگر تھینٹیں نہ پڑیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: جو حصہ مسجد ہے یعنی نماز کے لیے وقف ہے وہاں نماز پڑھتے ہیں اس جگہ ذبح کرنا حرام ہے کہ ناپاک خون سے مسجد گندی ہو جائے گی احاطہ مسجد میں جہاں جوتے رکھتے ہیں وہاں بھی ذبح کرنے کی ممانعت ہے وہ جگہ اس لیے وقف نہیں دوسری جگہ ذبح کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۲۹۵)

مسجد میں حدیث لکھ کر لگانا اور اپنے لیے دعا کرانا اور نام لکھنا

سوال: ایک تنظیم معتمد حدیث نقل کر کے مسجدوں میں لگاتی ہے اور مقصد مسلمانوں کی اصلاح ہے نمازی حضرات سے دعائے خیر کی گزارش کرتے ہیں کیا از روئے شرع اس طرح پر کسی فرد یا جماعت کا اپنی اصلاح اور خیر کی دعا کرانا احکام ربی اور احادیث نبوی لکھنے سے پہلے کسی فرد یا ادارے کا اول و آخر لکھنا منع ہے؟

جواب: کسی فرد یا جماعت کا اپنے لیے دعاء کی درخواست کرنا منع نہیں احادیث لکھ کر دعاء کی درخواست کرنا یہ بھی منع نہیں نام چاہے آخر میں لکھا جائے یا پہلے مگر اس طرح نام لکھنے سے اس لکھنے والے فرد یا جماعت کی تشہیر بھی ہوتی ہے جس کے بناء پر لوگ تعریف کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کام کا مقصد تعریف ہی تک محدود رہ جائے رضائے خداوندی اور احکام و احادیث کی اشاعت مقصود نہ رہے یا اس کے ساتھ نام آوری بھی مقصودیت کے درجہ میں آجائے۔ جیسا کہ کثرت سے اشتہاری لوگوں کا حال دیکھنے میں آیا ہے اللہ پاک اس مصیبت سے محفوظ رکھے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۴۰) ”اور اخلاص عطاء فرمائے“ (م/غ)

تنخواہ دار مدرس کا مسجد میں پڑھانا

سوال: جو مدرسین تنخواہ پر قرآن مجید یا عربی کتابوں کا درس دیتے ہیں کیا ان کو کسی مسجد کے اندر درس دینا درست ہے؟

جواب: تنخواہ دار مدرس کا مسجد میں پڑھانا جائز نہیں۔ اگر مسجد سے باہر کوئی جگہ نہ ہو تو مسجد میں پڑھانا بشرائط ذیل جائز ہے۔

۱۔ مدرس تنخواہ کی ہوس کے بجائے گزراوقات کے لیے بقدر ضرورت وظیفہ پراکتفا کرے۔

۲۔ نماز اور ذکر و تلاوت قرآن مجید وغیرہ عبادت میں خلل نہ ہو۔

۳۔ مسجد کی طہارت و نظافت اور ادب و احترام کا پورا خیال رکھا جائے۔

۴۔ کم سن اور نا سمجھ بچوں کو مسجد میں نہ لایا جائے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۵۸)

مسجد میں بیٹھ کر پڑھانا

سوال: جس مدرس کو تنخواہ مدرسہ سے ملتی ہے اور بچوں سے مشاہرہ نہیں ملتا تو وہ تعلیم کا کام مسجد میں کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے مدرس کو بھی تعلیم کا کام مسجد میں مکروہ ہے۔ البتہ اعتکاف کی نیت کر کے بیٹھا کرے تو درست ہے اور اعتکاف تھوڑی دیر کا بھی ہو سکتا ہے۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۴۹)

مسجد میں تولیہ آئینہ اور منبر پر غلاف رکھنا

سوال: مسجد میں تولیہ اور آئینہ رکھنا نیز منبر پر غلاف (کپڑا) ڈالنا کیسا ہے؟

جواب: یہ سب تکلفات ہیں فی نفسہ یہ چیزیں نہ ضروری ہیں کہ مسجد کی طرف سے ان کا انتظام کیا جائے نہ ممنوع ہیں کہ ان کو حرام کہا جائے اصلی تولیہ ہے کہ اپنے مکان سے وضو کر کے آدمی مسجد جائے اگر مسجد ہی میں وضو کرنا ہو تو اپنا تولیہ ساتھ لے جائے وضو کے بعد آئینہ دیکھنا نہ کوئی شرعی چیز ہے نہ عرفی اس عادت کو چھوڑ دینا بہتر ہے منبر پر غلاف بھی ایک تکلف ہے درود یوار کو کپڑے پہنانے کی حدیث میں ممانعت بھی آئی ہے ہاں اگر گرمی سردی سے تحفظ مقصود ہو تو مضائقہ بھی نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۳۲)

مسجد میں مال تجارت رکھنا

سوال: کوئی تاجر قرآن شریف عربی فارسی کتابیں تجارت کی مسجد میں بکس بند کر کے رکھتا ہے اور مسجد سے نکال کر باہر کو فروخت کر کے بقایا مال پھر بکس میں رکھتا ہے غرض اس کی یہ ہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھا کرے دوسری جگہ میں اگر رکھا جائے تو جماعت میسر نہیں ہوتی تو یہ صورت درست ہے یا نہیں؟

جواب: سامان تجارت مسجد میں لانا مکلف ہی کے لیے ناجائز ہے تو دوسروں کے لیے کب جائز ہے اگر مسجد کے قریب کسی مکان یا حجرہ میں رکھا جائے تو متولی کی اجازت سے جائز ہے خواہ بہ کرایہ ہو یا بلا کرایہ۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۹۴)

مسجد میں قیمت سپرد کرنا

سوال: ایک شخص کوئی چیز خارج مسجد فروخت کر کے مسجد میں نماز کے لیے چلا آیا یا یوں ہی اس کی قیمت مسجد میں ملے تو لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: چونکہ یہ عقد نہیں ہے جو واجب ہوا تھا اس کا تسلیم کرنا ہے اس لیے یہ جائز

مسجد میں تمباکو کھانا اور نسوار لینا

سوال: تمباکو کی نسوار لینا اور تمباکو کھانا مسجد کے اندر کیسا ہے؟

جواب: نسوار سونگھنا اور تمباکو کھانا مسجد کے اندر خلاف اولیٰ ہے جو کراہت تنزیہیہ سے خالی

نہیں۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۷۰)

مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا

سوال: مسجد میں دنیاوی معاملات کے متعلق گفتگو کرنے کی شرع شریف نے اجازت دی ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۴۹)

مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

سوال: باہر سے مسجد میں ایک شخص آیا اور آ کر سلام کیا، امام صاحب نے اس شخص سے کہا

مسجد میں سلام کرنا منع ہے کیا، اقطاعاً مسجد میں سلام کرنا منع ہے؟

جواب: مسجد میں سلام کرنا قطعاً منع نہیں ہے بلکہ اس صورت میں منع ہے جب ان لوگوں کو مخاطب

بنا کر سلام کیا جائے جو کہ قرآن کی تلاوت تسبیح میں مشغول ہیں یا نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

ہاں البتہ مسجد میں داخلہ کے لیے جو سلام ہوتا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: اَلْسَّلَامُ عَلَیْنَا

وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ جب اپنے گھر میں سلام کرنے کا حکم ہے تو مسجد میں بہ طریق اولیٰ

ہوگا کیونکہ مسجد میں فرشتوں کا ہونا ظاہر وغالب ہے۔ (نظام الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۰)

مسجد میں وضو کرنے کی ایک صورت کا حکم

سوال: جو جگہ مسجد کے ایک کونے کی کسی وجہ سے چھوڑ دی گئی ہو اور نالی اور دیوار اور فرش نے

اس کو گھیر لیا ہو یعنی یہ جگہ فرش کے ایک جانب کو ہو ایسی جگہ پر وضو کرنا درست ہے یا نادرست؟

جواب: جو کونہ مسجد کا خارج رہا وہ مسجد ہی ہے تا قیامت اس پر وضو وغیرہ کرنا درست نہیں

بلکہ اس کی عظمت ویسے ہی رکھنا چاہیے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۴۱)

بغیر استنجا کیے مسجد میں آنا

سوال: پاخانہ کر کے کچے ڈھیلے سے صاف کر کے بغیر آب دست لیے اندرون مسجد آ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: بغیر آب دست لیے ڈھیلے سے صاف کرنے کے بعد آنا جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۵۸)

مسجدوں میں مالداروں کیلئے جگہ روکنا

سوال: مسجد یا عید گاہ میں صف اول میں امراء اور رؤسا کے لیے جگہ روکنا کیسا ہے؟
جواب: امراء یا کسی اور کے لیے عید گاہ یا مسجد کی صف اول میں جگہ روکنے کا حق نہیں جو پہلے آ کر جہاں بیٹھ جائے وہ اسی کی جگہ ہوگئی اس کو وہاں سے اٹھانے کا بھی حق نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۵۳)

مسجد میں اشتہار لگوا کر کرایہ وصول کرنا

سوال: مسجد کے اوپر دو بورڈ ریڈیو کے اشتہار کے لگائے گئے ہیں جس سے مسجد کی آمدنی ہوتی ہے حالانکہ مسجد ایک کاروباری علاقے میں واقع ہے اور مسلم تاجران کافی رقم دینے کو تیار ہیں مسجد کی کھلی چھت پر اس قسم کا پہلا اشتہار ہے آئندہ متولی نہ معلوم کس کس قسم کا لگائے گا؟
جواب: مسجد کی ضرورت پوری کرنے کے لیے دکانیں تو بنائی جاسکتی ہیں لیکن خود مسجد کو کرایہ پر چلانا اور اس سے روپیہ کمانا جائز نہیں جو کچھ وجوہ اعتراض وہاں کے مسلمانوں نے پیش کی ہیں وہ بھی اہم ہیں ان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس لیے مسجد کے منتظم صاحب کو چاہیے کہ وہ ہرگز ایسا معاملہ نہ کریں اگر بورڈ بغرض اشتہار لگا دیا گیا ہے تو اس کو اتار کر معاملہ ختم کر دیں خاص کر جب کہ مسجد کی ضروریات پوری کرنے کے لیے وہاں کے اہل ہمت آمادہ اور خواستگار ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۷۲)

مسجد میں کوئی چیز دیکر کہنا کہ ”میری ملکیت ہے“

سوال: ایک شخص نے جائے نماز خرید کر مسجد میں دے دی کیا وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میری ملکیت ہے میں گھر رکھوں گا؟

جواب: اب اس کو یہ کہنے کا حق باقی نہیں رہا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۹۴)

ناپاک کپڑا مسجد میں رکھنا

سوال: مسجد میں ناپاک کپڑا رکھنا کیسا ہے؟

جواب: نجس کپڑا مسجد میں نہ رکھے اگر اس وقت کسی کی معرفت باہر بھیجنا یا خود رکھنا دشوار ہو تو مجبوراً مسجد میں اس طرح رکھنا کہ تلویش نہ ہو درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۲۱۸)

مسجد میں تعزیہ رکھنا

سوال: مسجد میں تعزیہ رکھنا یا بنانا نماز و جماعت کے وقت کھٹ کھٹ اور شور و غل کرنا اور مسجد

کی بجلی وغیرہ خرچ کرنا کیسا ہے؟ جواب: ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۲۰۳)

مسجد کے حجرہ میں کتابت کرنا

سوال: اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کے لیے مسجد کے حجرے میں رہتا ہے اور وہاں کتابت بھی کرتا ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مقصد مسجد کی حفاظت ہے تو درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۴۹۸)

مسجد میں جلسہ کرنا جبکہ شور و غل بھی ہو

سوال: مساجد میں جلسے منعقد کیے جاتے ہیں جن میں علاوہ تقاریر کے شور و غل ہا تھا پائی اور گالم گلوچ کی نوبت پہنچ جاتی ہے ایک دوسرے پر آواز اور طعن و تشنیع کیے جاتے ہیں اور سامعین و مقررین ایسی پست اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ان کا صدور قبوہ خانوں میں بھی محال ہے مساجد میں ایسے افعال کے ارتکاب کا کیا حکم ہے؟

جواب: احکام شرعیہ بیان کرنے کے لیے مسجد میں جلسہ کرنا درست ہے۔ مقرر کو چاہیے کہ نہایت متانت کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حاضرین کو سنائے اور سمجھائے اور سامعین کو چاہیے کہ نہایت ادب اور احترام سے اس کو سنیں اور غل کریں جو صورت سوال میں درج ہے اس طریقہ پر جلسہ کرنا اور ایسی حرکات کا ارتکاب احترام مسجد کے قطعاً خلاف ہے اور ناجائز ہے۔ فقہاء نے احکام مسجد میں ایسے شور و غل اور لڑائی کو بالکل ممنوع تحریر کیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۴۷۳)

مسجد میں اضافہ کر کے اس میں نماز جنازہ پڑھنا

سوال: یہاں ایک مسجد ہے کسی زمانے میں نیچے کے درجے میں مسجد تھی پھر تنگی ہوئی تو اس کے آگے اور بڑھا کر کشادہ بنالی گئی پہلی جگہ میں جو نیچے ہے چند لڑکے بھی پڑھتے ہیں بعض وہاں اضافہ شدہ جگہ میں جماعت ثانیہ کرتے ہیں جس کو بعض علماء مکروہ لکھتے ہیں نیز بعض اس میں نمازہ جنازہ پڑھتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: جو حصہ پہلے سے مسجد ہے اس میں جماعت ثانیہ اور نماز جنازہ مکروہ ہے اور جس حصہ کا بعد میں اضافہ کیا گیا ہے اگر اس جگہ کا اضافہ بہ نیت مسجد کیا گیا ہے تب تو اس پر مسجد کے احکام جاری ہوں گے اور اگر بہ نیت مسجد اضافہ نہیں کیا گیا بلکہ اس غرض سے وہ حصہ بڑھا دیا گیا ہے کہ بوقت ضرورت وہاں بچے بیٹھ کر پڑھ لیا کریں یا اگر نمازی زیادہ ہو جائیں تو وہاں بھی کھڑے ہو جایا

کریں لیکن وہ حصہ مسجد کا نہیں ہے تو پھر مسجد کے احکام جاری نہ ہوں گے وہاں جنبی کا جانا دوسری جماعت کرنا نماز جنازہ پڑھنا وغیرہ سب چیزیں درست ہیں اس کی تحقیق کہ اس حصہ کا اضافہ بہ نیت مسجد کیا گیا ہے یا نہیں؟ واقف اور بانی سے کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۴۷۰)

مسجد کے فرشوں پر مجلس لگانا

سوال: مسجد کے چراغ جلانے کا کیا حکم ہے؟ حجرے اور پیر صاحب کے راستے میں آنے جانے کی سہولت کے لیے چراغ جلانے درست ہیں؟ اور مسجد کے فرش عام لوگوں کی مجلس جماعہ کے لیے بچھانے درست ہیں؟

جواب: جب تک عامۃ لوگ نماز پڑھتے ہوں مسجد میں چراغ جلایا جائے وضو خانہ اور غسل خانہ وغیرہ میں اور راستے میں بھی حسب ضرورت چراغ جلایا جاسکتا ہے مسجد کے فرش نماز و جماعت کے لیے بچھانا درست ہے اگر فرش ہر وقت بچھا رہتا ہے اور پیر صاحب اور ان کے مریدین مجلس جما کر اس پر بیٹھ جائیں تو مضائقہ نہیں اگر نماز کے بعد فرش کو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہے تو پھر ایسے وقت میں مجلس جما کر بیٹھنے کے لیے مستقلاً فرش مسجد کو استعمال نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۴۸)

مسجد کے دروں میں صف بنانے کا ثبوت

سوال: زید اس بات پر مصر ہے کہ جس طرح امام کا مسجد کے محراب اور دروں میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اسی طرح مقتدی کا بھی مسجد کے دروں میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مثلاً اندر کے صحن میں دو صف پوری ہو چکیں اب جو مسجد کے در ہیں ان میں اگر مقتدی کھڑے ہوں گے تو صفوں کے ٹکڑے ہو جائیں گے اور صفوں کے ٹکڑے کرنا جائز نہیں بلکہ مسجد کے وہ در جن میں ہر در میں قریب پانچ آدمی کھڑے ہو سکتے ہیں اس جگہ کو خالی چھوڑ کر باہر کے صحن میں کھڑا ہونا چاہیے تاکہ صف نہ ٹوٹے تو کیا زید کا قول صحیح ہے؟

جواب: اگر زید کو صرف اس امر کا ثبوت درکار ہے کہ بوقت ضرورت مقتدیوں کو مسجد کے دروں میں کھڑے ہو کر پانچ آدمیوں کی چھوٹی چھوٹی صفیں بنا کر نماز پڑھنا درست ہے تو اس کا مبسوط سرخی میں جزئیہ موجود ہے۔

وَالْأَصْطِفَافُ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ غَيْرُ مَكْرُوهٍ لِأَنَّهُ صَفٌّ فِي حَقِّ كُلِّ
فَرِيقٍ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ طَوِيلًا وَتَخْلَلُ الْأُسْطُوَانَةُ بَيْنَ الصَّفِّ كَتَخَلَّلَ مَتَاعٌ

مَوْضُوعٍ أَوْ كُفْرَ جِدَّةٍ بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَذَلِكَ لَا يَمْنَعُ صِحَّةَ الْإِقْتِدَاءِ
وَلَا يُوجِبُ الْكَرَاهَةَ. ۱۵ (مبسوط ص ۳۵ ج ۲) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۳۶)

مسجد میں مانگ سے اذان دینا

سوال: ایک مسجد میں مانگ مسجد کی الماری میں اندر صف اول کے پاس نصب کر دیا گیا ہے اور اس سے متعلق تارپن وغیرہ دیوار میں مستقل طور پر لگا دی گئی ہیں اور حفاظت کے پیش نظر مسجد میں رکھا گیا ہے دوسری جگہ مسجد کے باہر رکھتے ہیں چوری ہونے کا اندیشہ ہے تو اس حالت کے پیش نظر مسجد کے اندر اذان پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد کے اندر اذان مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں سے آواز دور تک نہیں پہنچتی جس سے اذان کا مقصد پوری طرح حاصل نہیں ہوتا اس لیے بلند جگہ پر اذان دینا مستحب ہے تاکہ دور تک آواز پہنچے فی نفسہ اذان کوئی ایسی چیز نہیں جو کہ احترام مسجد کے خلاف ہو۔

صورت مسئلہ میں اذان کی آواز آلہ سے دور تک پہنچے گی اور مقصد پوری طرح حاصل ہو جائے گا۔ البتہ مکبر الصوت کبھی خراب ہو کر اس کی آواز بند ہو جاتی ہے یا خراب وحشت ناک آواز نکلتی ہے اس لیے اس کا انتظام باہر ہی رہے تو اچھا ہے قفل وغیرہ سے حفاظت کی جائے مسجد کے علاوہ حجرہ وغیرہ ہو اس میں رکھا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۳۲)

مسجد کے اندر یا چھت پر نقارہ بجانا

سوال: مسجد کے اندر یا چھت پر نقارہ بجانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: بحری کے لیے مکان کی چھت پر نقارہ بجانے کی اجازت ہے مسجد میں یا مسجد کی چھت پر نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۲)

مسجد اور خدام مسجد

بانی مسجد کی اولاد کا انتظام میں دخل دینا

سوال: شیخ خیراتی نے اپنی زمین میں ذاتی پیسے سے مسجد تعمیر کرائی تھی اور تاحیات مسجد کا کل انتظام اپنے ہی ذاتی پیسے سے کرتے رہے بعد وفات شیخ خیراتی ان کی اولاد در اولاد مسجد کی نگہداشت مرمت وغیرہ کا کام خود انجام دیتی رہی اب قصبہ کے لوگ ان کے کام میں رخنہ انداز ہیں اور چاہتے

ہیں کہ اس مسجد میں عام مسلمانوں کا ہی چندہ کا پیسہ لگایا جائے، ہم خاندان والوں کو اس پر سخت اعتراض ہے جب کہ ہم لوگ اپنے ذاتی پیسے سے کام انجام دے رہے ہیں اور آئندہ لگانے پر تیار ہیں کسی شخص سے چندہ مانگ کر لگانے کی کوئی حاجت نہیں ہے اب فرمائیے کہ کس کا عمل صحیح ہے؟

جواب: جب کہ بانی مسجد کی اولاد اپنے ذاتی پیسے سے مسجد کی ضروریات پوری کرتی اور انتظام درست رکھتی ہے اور کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں ہے تو دوسرے لوگوں کو دخل دینے اور انتظام سنبھالنے اور چندہ کر کے تعمیر وغیرہ وہاں بنانے کا کوئی حق نہیں ان لوگوں کا یہ اقدام غلط ہے اگر کوئی انتظامی شکایت ہو تو متولی و منتظم سے کہہ کر اس کا انتظام کر لیں ہاں اگر ان کے پاس پیسہ نہ ہو تو پھر ضروریات مسجد کے لیے چندہ کر لیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۸۴)

کمٹی کے ایک آدمی کا تنہا تصرف کرنا

سوال: ایک مسجد کے نمازیوں نے مسجد کا نظام پانچ آدمیوں کے سپرد کر رکھا ہے ان میں زید بھی شامل ہے مگر زید باقی آدمیوں کے مشورے کے بغیر اپنی رائے سے مسجد کے نظم میں تصرف کرتا رہتا ہے خود ہی امام رکھتا ہے خود ہی کچھ دنوں بعد نکال دیتا ہے ایسے ہی تعمیرات کے بارے میں لوگ کچھ کہتے ہیں تو مانتا نہیں آپس میں بات بڑھتی ہے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اگر وہاں کے سمجھ دار آدمی یہ سمجھتے ہیں کہ زید کے ان تصرفات سے مسجد کو نقصان پہنچتا ہے تو وہ اس کو ایسے تصرفات سے روک دیں ہرگز اجازت نہ دیں بغیر پانچوں آدمیوں کے مشورہ کے وہ تنہا کرنے کا حق دار نہیں حساب بھی صاف رکھنا ضروری ہے اور کوئی کام ایسا نہ کیا جائے جس سے مسجد ویران ہو اور تفرقہ پڑے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۰۲)

متولی کے ذمہ ناحق مسجد کا قرض بتلانا

سوال: گزشتہ متولی پر مسجد کی رقم باقی ہے یہ نئے متولی نے ظاہر کیا حالانکہ اس پر مسجد کی کوئی رقم باقی نہیں ہے چونکہ متولی انتقال کر گیا ہے اس کے ورثاء سے وصول کر کے رقم مسجد میں داخل کرنا چاہتا ہے تو ورثاء مسجد کے قرض دار ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر یہ صحیح ہے کہ سابق متولی پر رقم باقی نہیں ہے تو اس کے ورثوں سے رقم وصول کرنا صریح ظلم ہے اور ایسی رقم مسجد میں لگانا یا امام و مؤذن کی تنخواہ میں ادا کرنا درست نہیں ہے ناجائز اور حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ" ترجمہ: نہ کھاؤ

آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق۔ (فتاویٰ رحمیہ ج ۳ ص ۱۶۵)

چندہ سے متولی کا قرضہ لینا

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسجد کے چندہ سے متولی قرض لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر متولی دیندار صالح اور متقی ہے تو جائز ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ لیں۔

قال فی الہندیہ اراد المتولی ان یقرض بافضل من غلة الوقف ذکر

فی وصایا فتاویٰ ابی الیث رحمہ اللہ تعالیٰ رجوت ان یکون

ذلک و اسعا اذا کان ذلک اصلح و اجرى للغة من امساک الغلة.

(عالمگیریہ ج ۲ ص ۴۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۵۷۳

متولی کو چندہ قبول نہ کرنے کا اختیار ہے

سوال: ایک آدمی مسجد کی تعمیر میں اہل قریہ کے ساتھ مالی تعاون کرتا ہے مگر اس سے چندہ

لینے سے امن عاملہ کے بگڑنے کا اندیشہ ہے کیا اس سے چندہ لینے سے انکار کر دینا جائز ہے؟

جواب: مسجد کے متولی اور منتظم کو اختیار ہے کہ کسی دینی مصلحت کے پیش نظر قبول نہ کرے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۶۶)

شیعوں سے ان کی مسجد کی تولیت لینا

سوال: ایک قدیم مسجد شیعہ صاحبان کی ہے انہیں کی نماز ہوتی ہے زمانہ کے رد و بدل سے

صرف ایک گھرانہ کا رہ گیا ہے وہ مسجد ان کے متولی نے اہل سنت کو دے دی کہ تم اپنی اذان و

جماعت کر لو مگر انتظام ان کے ہاتھوں میں ہے ہم چاہتے ہیں کہ انتظام ہمارے ہاتھ میں ہو وہ

انتظام چھوڑنا نہیں چاہتے تو ان سے انتظام لینا کیسا ہے؟

جواب: جب زمانہ قدیم سے وہ مسجد کے انتظامات کرتے چلے آ رہے ہیں اور کوئی نقصان یا

خیانت ثابت نہیں ہے تو ان کو اس انتظام سے الگ نہ کیا جائے بلکہ ان کے ساتھ تعاون کیا جائے

ہاں اگر وہ خود ہی انتظام سے دست بردار ہو جائیں تو دوسری بات ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۶۵)

مسجد کی چوری کا متولی ضامن ہوگا یا نہیں؟

سوال: مسجد سے برتن ایسی حالت میں چوری ہو گئے کہ نہ تو صدر دروازے پر کسی قسم کا تالا تھا اور

نہ کوئی محافظ تھا البتہ جس کمرے میں برتن تھے اس پر تالا لگا تھا جسے چوروں نے با آسانی توڑ کر برتن

نکال لیے ایسی صورت میں یعنی معقول حفاظت نہ کرنے پر متولی پر کوئی ضمان عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: مساجد کے صدر دروازے پر عموماً تالا نہیں لگایا جاتا تا کہ جو شخص جب بھی دل چاہے مسجد میں آ کر عبادت کر سکے، نیز ہر مسجد میں محافظ بھی مقرر نہیں ہوتا بلکہ اوقات نماز میں مؤذن آتا ہے اور مسجد کی صفائی اور صف بچھانے کا کام کرتا ہے۔ اگر یہی صورت آپ کے یہاں بھی ہے تو حجرے پر قفل ہونا ہی حفاظت کے لیے کافی ہے، متولی پر کوئی ضمان لازم نہیں ہاں اگر وہ جگہ چوروں کی ہے اور چوری کے واقعات مسجد وغیرہ میں پیش آتے رہتے ہیں اور صرف حجرہ پر قفل کا ہونا حفاظت کے لیے کافی نہیں سمجھا جاتا تو پھر حکم دوسرا ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۷۶)

رقم مسجد کا باقاعدہ حساب رکھنا ضروری ہے

سوال: زید کے پاس مسجد کی آمدنی جمع ہے جس کا زید باقاعدہ حساب نہیں لکھتا، نہ مردمان محلہ کو حساب سمجھاتا ہے اور بلا اجازت جملہ مردمان اس آمدنی کو دو تین آدمی اپنے میل جول کے کہنے سے خرچ کر دیتا ہے یہ فعل زید کا کیا ہے؟

جواب: مسجد کی آمدنی حسب ضرورت مسجد میں خرچ کرنا لازم ہے اور اس کا باقاعدہ حساب رکھنا اور نمازیوں کو مطمئن کر دینا بھی زید کے ذمہ لازم ہے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۱۳۸)

مسجد کا تنخواہ دار نگران مقرر کرنا

سوال: ایک مسجد کے متعلق موقوفہ جائیداد پر عدالت کی جانب سے چند مسلمان نگران مقرر ہیں جو بلا کسی معاوضہ کے بہتر سے بہتر کام انجام دے رہے ہیں اب عدالت کی طرف سے ایک تنخواہ دار نگران مقرر کرنے کا حکم ہوا ہے تو کیا ایسی صورت میں اس وقف کی آمدنی سے نگران کو تنخواہ دی جاسکتی ہے؟

جواب: اگر مسجد کے موجودہ نگران صحیح طور پر مسجد کی خدمات اور اس کے متعلقہ اوقاف کی حفاظت و نگرانی کے فرائض انجام دیتے ہیں تو تنخواہ دار ملازم مقرر کرنا درست نہیں اور اس کی تنخواہ کا بار مسجد پر نہیں ڈالا جاسکتا۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۱۷۰)

مقدمہ مسجد کے خرچ کا بار کس پر ہوگا

سوال: متولیوں سے اہل محلہ نے کہا کہ مسجد کا موجودہ انتظام کافی نہیں، لہذا مسجد کے لیے کوئی اسکیم ہونی چاہیے جس کے مطابق مسجد کی ضروری کارروائی عمل میں آتی رہے، متولیوں کے انکار پر اہل محلہ نے عدالت میں چارہ جوئی کی اس میں اہل جماعت کامیاب ہوئے اور ہر جماعت کے مسلمانوں کو مسجد کے معاملے میں عمل دخل کا حق ملا، اس مقدمہ میں متولیوں کا پیچھے ہزار سے بھی

زائد صرفہ ہوا جو مسجد کے فنڈ سے خرچ کیا گیا، پھر متولیوں نے اس مقدمہ کی اپیل کی جس کے اخراجات کے لیے اپنی جماعت میں چندہ کر کے کئی ہزار روپیہ جمع کیا جو متولیوں کے قبضہ میں رہا، ایک عرصہ کے بعد مقدمہ فیصل ہوا، اپیل کے جملہ اخراجات پورے ہو جانے کے بعد ایک معقول رقم پس انداز ہو گئی جو متولیوں کے قبضہ میں بطور امانت ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جو روپیہ مقدمہ میں خرچ ہوا اس کے ذمہ دار کون ہوں گے؟ اگر بعض اہل چندہ پس انداز رقم میں سے اپنے چندہ کی رقم کے موافق واپس لینا چاہیں تو شرعاً انہیں واپس لینے کا حق ہے یا نہیں؟ متولی اپنے اختیار سے چندہ دہندگان کی رائے کے خلاف صرف کرنا چاہیں تو یہ تصرف ان کا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کا روپیہ جو اس مقدمہ میں خرچ ہوا اس کے ذمہ دار متولی ہیں، مسجد کی رقم پر اس کا بار نہیں پڑے گا، یہ اس صورت میں ہے کہ اہل جماعت کا مطالبہ واجب ہو اور وہ اس مطالبہ میں حق بجانب ہوں۔

جو روپیہ کہ اپیل کے لیے باہمی چندہ سے جمع کیا گیا تھا اس میں سے جو کچھ بچا ہوا ہے وہ متولیوں کے ہاتھ میں امانت ہے اور چندہ دہندگان کی ملک ہے اور اس کو بقدر ان کے حصہ کے واپس کیا جائے گا، مثلاً دس ہزار روپیہ تھا، اس میں سے پانچ ہزار خرچ ہو گیا تو جس نے سو روپے چندہ میں دیئے تھے وہ پچاس روپے واپس لے سکتا ہے۔

متولیوں کو چندہ دہندگان کی اجازت کے بغیر اپنی رائے سے اس روپے کو کار خیر میں صرف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نہ وہ اس روپے کے مالک ہیں اور نہ سوائے اخراجات اپیل کے کسی دوسرے کام میں صرف کرنے کے وکیل بنائے گئے ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۱۳۸)

امام کو مسجد کی آمدنی سے ایام رخصت کی تنخواہ دینا

سوال: کیا جائیداد اور مسجد کی آمدنی سے امام کو ایام رخصت کی تنخواہ دینا جائز ہے؟

جواب: اگر شروع ملازمت میں امام نے یہ طے کر لیا ہے کہ ایام رخصت کی تنخواہ بھی لوں گا یا مسجد کی انتظامیہ نے طے کر رکھا ہے تو بلا تکلف ایام رخصت کی تنخواہ لینا دینا جائز رہے گا اور اگر یہ سب باتیں نہ ہوں تو عرف عام میں جتنے دنوں کی رخصت میں تنخواہ دینے کا دستور ہے تو صرف اتنے ایام کی تنخواہ دینا درست رہے گا اور اس سے زیادہ اراکین مسجد کی صواب دید پر موقوف رہے گا۔ (نظام الفتاویٰ ج ۹ ص ۳۰۲)

مسجد کے مکان کا مستحق امام ہے یا منتظم؟

سوال: مسجد کا ایک مکان خالی تھا اور مسجد کے متولی اس کو کرائے پر دینا چاہتے ہیں، بہت سے لوگ لینے کے خواہش مند ہیں، امام صاحب نے بھی خواہش ظاہر کی اور مسجد کے ایک منتظم نے بھی

مکان طلب کیا، لیکن منظمہ نے ان کو کرائے پر دینے سے انکار کر دیا اور امام کو دینے کو تیار ہو گئے۔ اس پر وہ منتظم امام کے خلاف ہو گیا تو سوال یہ ہے کہ مکان کا زیادہ حق دار کون ہے؟ امام یا منتظم؟

جواب: چونکہ امام صاحب کا مکان نہیں ہے اور دوسرا مکان ملنا بھی اس زمانہ میں مشکل ہے اس لیے منتظم کے مقابلے میں امام زیادہ حاجت مند اور زیادہ حق دار ہے ویسے بھی منظمہ اور مقتدیوں پر لازم ہے کہ امام صاحب اور ان کے اہل و عیال کے لیے مکان کا انتظام کریں۔ (فتاویٰ رحیمہ ص ۱۵۵ ج ۱)

مسجد میں ریح نکالنے والے کو امام بنانا

سوال: مسجد میں قصد آواز سے حدث کرنا یعنی گوز مارنا، یہ گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ؟ اور ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں ریح خارج کرنا منع ہے، اگر یہ فعل مسجد سے باہر ہے تو خلاف مروت ہے بلکہ زور سے ہوا نکالنا تو خارج مسجد بھی شرعاً منکر ہے اور کراہت تحریمہ کو مستلزم ہے اور مسجد میں کرنا شدید کراہت کو لیے ہوئے ہے۔ پس یہ شخص اگر اس حرکت سے باز نہ آئے اور توبہ نہ کرے تو وہ امام بنانے کے قابل نہیں اور علیحدہ کرنے میں فتنہ نہ ہو تو اس کو امامت سے الگ کر دینا چاہیے۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۵۶)

رقم مسجد سے امام وغیرہ کی آمد و رفت کا صرفہ دینا

سوال: کیا اوقاف کی آمدنی میں سے علاوہ تنخواہ کے ملازمین کو شہر سے باہر لانے لے جانے کے لیے اور اوقات نماز میں پہنچنے کی غرض سے موٹروں کا انتظام کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مسجد کی آمدنی وافر ہو تو درست ہے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۳۲۸)

زمانہ جنگ میں امام مسجد کو محفوظ مقام پر پہنچانا

سوال: کیا منتظمین اوقاف و مساجد پر اس قسم کے خطرے کے زمانہ میں آئمہ مساجد و مؤذنین و دیگر ملازمین کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنے کا فرض عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس معاملے میں کسی قسم کا امتیاز روا رکھنا ان لوگوں کی جان و مال کے استخفاف کو مستلزم ہے یا نہیں؟

جواب: متولیوں پر یہ فرض عائد ہوتا نہیں، البتہ مروت و اخلاق کے طور پر وہ ایسا کریں تو بہتر ہے اور اس میں غیر مستطیع ملازم اس رعایت کے زیادہ مستحق ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۳۲۸)

امام مسجد کا زمانہ جنگ میں کمزور افراد کیساتھ شہر میں رہنا

سوال: اگر غیر مستطیع افراد شہر سے باہر نسبتاً محفوظ مقامات پر جانے کی قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے

شہر میں رہنے پر مجبور ہوں تو ایسی حالت میں کیا آئمہ مساجد اور مؤذنین کا شہر ہی میں رہنا ضروری ہے؟
جواب: ضروری نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۳۲۸)

امام کو پیشگی تنخواہ دینا

سوال: امام مسجد اپنے اہل و عیال کے لیے مکان بنانا چاہتا ہے کیا یہ درست ہے کہ منظمہ پیشگی اسے یہ رقم دے دے اور تنخواہ سے ماہوار مثلاً دس روپے منہا کرتی رہے؟
جواب: عام عرف کے مطابق پیشگی تنخواہ دی جاسکتی ہے بشرطیکہ ملازمت چھوڑنے کی صورت میں بقیہ رقم واپس لینے اور بصورت وفات ترکہ سے وصول کرنے کی قدرت ہو۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۳۷)

مزار کے چندہ سے امام و مؤذن کی تنخواہ دینا

سوال: ایک مزار ہے اس کے احاطے میں ایک مسجد ہے لوگ آتے جاتے مزار کے صندوق میں روپے ڈالتے ہیں کسی کی کیا نیت ہے معلوم نہیں کیا مسجد کے مؤذن اور امام کی تنخواہ اس صندوق کے روپے سے دینا درست ہے؟

جواب: ظاہر تو یہ ہے کہ یہ روپیہ مسجد و مزار کے تحفظ و ضروریات کے لیے اس میں ڈالتے ہیں پس یہ روپیہ دونوں ہی کی ضروریات میں صرف کرنا درست ہے بلکہ اگر وہاں ایک مکتب قائم کر دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے تا کہ مسجد بھی آباد رہے اور صاحب مزار کو بھی ثواب ملتا رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۳۲)

امام سے معاہدہ کی ایک صورت کا حکم

سوال: امام صاحب کو زر مسجد سے تنخواہ دی جاتی ہے اور امام چوتھائی اوقات میں تشریف نہیں لاتے، مہتمم نے طے کیا ہے کہ اگر امام ایک ماہ میں بیس وقت یا اس سے کم نہ آئے تو تنخواہ پوری دی جائے اگر اس سے زائد غیر حاضری ہو تو وضع کیا جائے کیا یہ معاہدہ جائز ہے؟ اکثر مقتدی اس طریقہ کو صحیح نہیں کہتے؟

جواب: اس طرح معاملہ بھی درست ہے، مقتدی غنیمت سمجھ کر اس پر رضا مند نہ جائیں، مہتمم صاحب سے درخواست کریں کہ وہ ان کی غیر حاضری کا صحیح اندازہ رکھیں، مدرسہ کے ملازمین کے لیے حاضری کارجرٹر ہوتا ہے جس سے صحیح علم ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۳۷)

امام کو معزولی کرنے میں متولی اور نمازیوں کا اختلاف

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کو عمرو نے عام شخص یا مثلاً کسی مخصوص ادارے

کے سربراہ زید (عالم دین) کو ایک محلے میں کسی سابقہ ذاتی یا موروثی استحقاق کے بسبب ابتداء امام مسجد مقرر کیا۔ حالانکہ یہ دونوں (امام اور ناصب امام) اس محلے کے نہیں باہر کے ہیں۔ اور عمرو بلکہ عمرو کا قائم مقام یا وارث صرف خود کو زید کی معزولی کا اس لئے واحد مستحق سمجھتا ہے کہ اس نے یا اس کے پیشرو ہی نے زید کو مقرر کیا تھا۔ مگر مسجد کے مستقل نمازی زید پر اعتماد کرتے ہیں۔ اور اس کی امامت پر اس لئے بہت خوش ہیں کہ امام مذکور سے کوئی قصور شرعی نہیں ہوا۔ لہذا (۱) امام یا ناصب امام کا غیر مقامی ہونا امامت کے مسئلے میں کسی قسم کے فرق کا باعث بن سکتا ہے؟ (۲) صورت مذکور میں واقعی عمرو یا اس کا قائم مقام اور وارث زید کو بلا قصور شرعی معزول کر سکتا ہے اور مستقل نمازی اس میں قطعاً بے بس رہ جاتے ہیں؟ بینوا تو جروا۔

جواب:- فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ نصب امام کا حق بانی مسجد یا اہل محلہ کو ہے۔ پس مستقل نمازیوں نے اگر زید پر اعتماد کر لیا ہے اور اس کو امام مقرر کر دیا ہے تو زید امام ہو گیا۔ بشرطیکہ اور کوئی شرعی قصور زید میں نہ ہو۔ عمرو یا اس کے ورثہ جب بانی نہیں تو ان کو معزولی امام کا حق نہیں۔ امامت میں وراثت نہیں چلتی امام کا تقرر اکثر اہل محلہ کی رائے سے ہوتا ہے۔

قال فی الدر المختار البانی للمسجد اولی من القوم بنصب الامام
والمؤذن فی المختار الا اذا عين القوم اصلح ممن عينه البانی الخ و فی
الشامیة (قوله البانی اولی) و کذا اولاده و عشیرته اولی من غیرهم
(شامی) کتاب الوقف) و فی الاشباہ ولد البانی اولی من غیرهم اه
سیجی فی الوقف ان القوم اذا عينوا مؤذنا او اماما و کان اصلح
مما نصبه البانی فهو اولی ردالمحتار . باب الاذان) والخیار الی القوم
فان اختلفوا اعتبروا اکثرهم شامی باب الامامة فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۵۸۳)

امام یا مؤذن کو تنخواہ میں زمین دینا

سوال: مسجد کی زمین امام یا مؤذن کو تنخواہ میں دینا کیسا ہے؟ مثلاً پانچ بیگھہ زمین امام یا مؤذن کو دے دیا کہ آپ کو مسجد کی خدمت کے معاوضہ میں پانچ بیگھہ زمین دی آپ اپنی ضروریات اس سے پوری کریں خواہ اس زمین سے امام یا مؤذن کو کافی ہو یا نہیں؟

جواب: اس معاملہ پر امام یا مؤذن رضامند ہو جائیں اور مسجد کو نقصان نہ ہو تو یہ بھی درست

ہے۔ (فتاویٰ محمود ج ۱ ص ۲۲۰)

امامت کی اجرت میں صرف کھانا لینا

سوال: زید ایک مسجد میں امامت کرتا ہے اور اس کو صرف مسجد کی جانب سے کھانا دیا جاتا ہے تو یہ معاملہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اجرت میں صرف کھانا ہی دیا جاتا ہے تو یہ معاملہ فاسد ہے اور اگر اجرت میں کھانے کے علاوہ کوئی قلیل یا کثیر تنخواہ بھی ہو تو معاملہ درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۳۹۴)

امام کو نماز جنازہ کیلئے سواری میں لیجانا

سوال: امام صاحب کمزور ہیں قبرستان ایک میل سے زیادہ فاصلہ پر ہے جنازے کی نماز پڑھانے کے لیے لوگ سواری میں بٹھا کر لے جاتے ہیں متولی صاحب کا کہنا ہے کہ امام صاحب پیدل چل کر جائیں یا اپنی طرف سے رقم خرچ کر کے جائیں متولی کا یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: متولی کا یہ کہنا اور اصرار کرنا بالکل غلط اور بے جا ہے ضعیف کی معذوری کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۷۰) ”خاص کر امام کا زیادہ اکرام و احترام چاہیے“ (م/ع)

مسجد میں آئی ہوئی چیز کس کا حق ہے؟

سوال: جو چڑھاوا مسجد میں آتا ہے وہ کس کا حق ہے؟

جواب: مسجد میں کھانے پینے کی جو چیزیں دی جاتی ہیں وہ امام و مؤذن کے لیے دی جاتی ہیں ان کا ہی حق ہے اگر مسجد کے لیے کوئی چیز دی جائے مثلاً صف لونا جائے نماز وغیرہ تو وہ مسجد کی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۷۶)

امام کا صف اول پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا

سوال: مسجد میں تین صفوں کا صحن ہے اور امام کے پاس محراب تک سٹکھے کی ہوائیں پہنچتی تو کیا امام صف اول پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے؟

جواب: اگر مقتدیوں کو تنگی نہ ہو سب مسجد میں سما جائیں تو بجائے محراب کے صف اول میں محراب کی سیدھ میں کھڑا ہو جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۲۳)

مسجد کے بوڑھے خادم کو مراعات دینا

سوال: مسجد کا ایک قدیم ملازم ہے جو کام کرتے کرتے بوڑھا ہو گیا ہے تھوڑا تھوڑا کام کرتا

رہتا ہے تو اس کو پوری تنخواہ مسجد سے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اس کی طاقت کے موافق کام بھی تجویز کر دیا جائے اتنی مراعات کی گنجائش ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۲۹)

اذان کے بعد تنہا نماز پڑھ کر مسجد سے نکلنا

سوال: کسی شخص کو اگر جلدی ہو، مثلاً سفر در پیش ہو یا کوئی اور ضروری کام تو اذان کے بعد مسجد میں نماز پڑھ کر جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر جماعت کے انتظار میں معتد بہ حرج ہو تو ترک جماعت جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۳۵۰)

مسجد کی جائے نماز کا محافظ مؤذن ہے

سوال: مسجد کا مصلیٰ و دیگر جائے نماز امام کی ذمہ داری میں رہنا چاہیے یا کسی اور کی؟ یہاں پر لوگ اپنے مکانات میں رکھتے ہیں مسجد میں نہیں لاتے جس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے مسجد کی جائے نماز شادی کی تقریبات، بستر وغیرہ استعمال میں لاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اس کی حفاظت کے لیے ملازم رکھا جائے، مثلاً مؤذن اذان بھی کہے مسجد کی صفائی اور حفاظت بھی کرے اس کی نگرانی میں سامان جائے نماز وغیرہ بھی رہے کہ مسجد کی چیز صحیح جگہ پر خرچ ہو اور نمازیوں کو بھی تکلیف نہ ہو، مسجد کی جائے نماز شادی وغیرہ میں استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۹۴)

مؤذن نہ ہو تو کیا پھر بھی مسجد محلہ کی شمار ہوگی؟

سوال: یہاں ایک مسجد محلہ کے باہر مگر پوری ذمہ داری اہل محلہ پر ہے وہاں بجگانہ جمعہ تراویح وغیرہ ہوتی ہے اس میں مؤذن متعین نہیں ہے وقت ہونے پر کوئی بھی اذان دیتا ہے تو کیا مؤذن کی تعیین کے بغیر یہ مسجد ”مسجد محلہ“ شمار ہوگی؟ یا شارع عام کی؟ اگر محلہ کی مسجد ہے تو جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: مؤذن مقرر نہیں ہے مگر وقت مقررہ پر اذان ہو جاتی ہے اور پانچوں وقت جماعت وقت پر ہوتی ہے تو یہ ”مسجد محلہ“ کے حکم میں ہے اور سب احکام مسجد محلہ کے جاری ہوں گے اور جماعت ثانیہ مکروہ ہوگی۔ خارج مسجد یا کسی کے مکان میں دوسری جماعت ہو سکتی ہے مگر بلا وجہ شرعی اس کی عادت کر لینا مکروہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۹۶)

مسجد اور متعلقات مسجد

مسجد کی رقم سے تجارت کرنا

سوال: لوگ محلے کی مسجد میں خرچ کے لیے پیسے دیا کرتے ہیں تو ان پیسوں کو مسجد کے مال میں زیادتی پیدا کرنے کے لیے تجارت میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: چندہ دہندگان کی اجازت سے درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۲۶ ج ۲)

مسجد کی آمدن سے مسجد کی اشیاء خریدنا

سوال: ایک صاحب کہتے ہیں کہ مسجد کی عام آمدن سے مسجد کے لیے چٹائی لوٹا وغیرہ خرید کرنا جائز نہیں ہے اور حوالہ دیتے ہیں کہ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نفع المفتی میں ایسا ہی لکھا ہے کیا ان کا یہ کہنا درست ہے؟

جواب: اگر چندہ دینے والوں کا یہ اذن صراحۃً یا دلائل سے تو جائز ہے ورنہ ناجائز، نفع المفتی میں تلاش کرنے سے یہ مسئلہ نہیں ملا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۵۴)

اسباب مسجد کا بیچنا

سوال: متولی مسجد کی کوئی شئی کسی وجہ سے فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: یہ شئی جس کو بیچنا چاہتے ہیں اگر فرش و جائے نماز وغیرہ ہے یعنی ایسی چیز ہے جو مسجد کی عمارت میں متصل نہیں اور منقول ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس نے یہ شئی مسجد میں دی ہے وہ اس کو بیچ سکتا ہے اگر وہ نہ ہو تو اس کا وارث اور جب وہ بھی نہ ہو تو قاضی کی اجازت سے یا اکثر مسلمانوں کے اتفاق سے بیع جائز ہے اور اگر وہ شئی ایسی ہے جو مسجد کے اندر بطور جزو کے لگ چکی تھی پھر جدا ہو گئی جیسے کڑی، تختہ وغیرہ یا انہدام کے بعد انیٹیں تو قاضی یعنی حاکم اسلام کی اجازت سے اور اگر وہ نہ ہو تو اکثر اہل اسلام کے اتفاق سے اس کی بیع جائز ہے اور اگر وہ شئی غیر منقول جائیداد کی قسم سے ہے جو مسجد کے لیے وقف ہے تو اس کا بیچنا کسی طرح جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۱)

مسجد کے نل سے مسجد کے غسل خانے میں نہانا

سوال: مسجد کا نل ہے اس کے پانی سے غسل خانے میں غسل کرنا یا کپڑے دھونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غسل خانہ اگر حدود مسجد میں ہے تو عام لوگوں کے لیے اس کا استعمال جائز نہیں

صرف امام مؤذن اور خدمت مسجد سے متعلقہ افراد ہی اسے استعمال کر سکتے ہیں۔
اور اگر ضروریات مسجد کے لیے وقف تمام ہونے سے پہلے رفاہ عام کے لیے لگایا گیا ہے تو ہر
انسان کو پانی لے جانے کی اجازت ہے بشرطیکہ مسجد کی تلویش نہ ہو اور اس سے نمازیوں کو تشویش و
ایذا نہ ہو۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۴۷)

مسجد کے قرآن کو بدلنا

سوال: ہماری مسجد میں ایک ترجمہ والا قرآن شریف ہے مجھے اس کی ضرورت ہے میں اس
جگہ ایک معرا (بلا ترجمہ والا) رکھ دوں اور وہ قرآن اپنے گھر لے جاؤں تو جائز ہے یا نہیں؟
جواب: مسجد کے وقف قرآن سے بدلنا جائز نہیں مسجد میں بیٹھ کر استفادہ کرنا جائز ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۴۴۹)

مسجد کے چندہ کو بدلنا

سوال: مسجد کے چندہ سے اگر کوئی ریزگاری لے لے اور نوٹ دے دے تو یہ لین دین مسجد
کے اندر یا باہر جائز ہے یا نہیں؟
جواب: مسجد سے باہر جائز ہے اندر جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۴۹)

مسجد کی الماری میں اپنا سامان رکھنا

سوال: ایک مولوی صاحب مسجد میں بچوں کو پڑھاتے ہیں اور ان کے پاس اپنا مکان بھی ہے اس
کے باوجود مسجد کی الماری میں جو عین عبادت گاہ میں ہے تجارتی کتابیں رکھتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟
جواب: مسجد میں الماری اس لیے بنائی جاتی ہے کہ اس میں مسجد کی چیزیں رکھی جائیں کسی
اور کو اس میں اپنا سامان رکھنے کی اجازت نہیں فوراً خالی کر دی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۴۱۱)

مسجد کی کتاب کو باہر نکالنا

سوال: ایک شخص مسجد میں رکھی ہوئی کتاب مضمون سنانے کے لیے گھر اٹھا کر لے گیا اور
سنانے کے بعد پھر پہنچا دی اس کا یہ فعل درست ہے یا نہیں؟
جواب: اگر کتاب مسجد پر وقف ہے تو اس کا کسی دوسری جگہ منتقل کرنا جائز نہیں مسجد کی حدود
میں ہی اس سے انتفاع کیا جائے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۵۰)

مسجد کے قرآن طلبہ کو دینا

سوال: آج کل مساجد میں لوگ عموماً بلا اجازت قرآن مجید اتنی کثرت سے رکھ جاتے ہیں

کہ قرآن مجید کے ڈھیر لگ جاتے ہیں جو یوں ہی مدتوں رکھے رہتے ہیں انہیں نہ کوئی اٹھاتا ہے نہ تلاوت کرتا ہے بالآخر بوسیدہ ہونے کے بعد ان کو دفن کرنا پڑتا ہے اگر یہ قرآن مجید ان نادار بچوں کو دے دیئے جائیں جو مکتب یا مدرسہ میں پڑھتے ہیں تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی کی ملک میں دینا جائز نہیں نہ ہی مدرسہ میں دیئے جاسکتے ہیں البتہ بحالت استغنا دوسری قریب مسجد کی طرف منتقل کرنے کی اجازت ہے اگر مسجد سے باہر یہ تختی لگادی جائے کہ ”یہاں قرآن مجید بلا اجازت رکھنا ممنوع ہے“ کوئی رکھے گا تو کسی مدرسہ میں یا کسی مسکین کو دے دیا جائے گا“ پھر بھی کوئی رکھ جائے تو منتظم کو مدرسہ میں یا کسی مسکین کو دینے کا اختیار ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۲۵۵)

مسجد کو تالا لگانا

سوال: (۱) مسجد کو غیر اوقات نماز میں تالا لگانا جائز ہے یا نہیں؟
(۲) اگر دو فریقوں (مثلاً دیوبندی و بریلوی) کا جھگڑا ہو جائے تو اس خوف سے کہ جھگڑا مزید نہ بڑھے حکومت یا انتظامیہ کا مسجد کو مقفل کر دینا جائز ہے؟

جواب: (۱) اصل حکم تو یہ ہے کہ مسجد کو چوبیس گھنٹے کھلا رکھا جائے تاکہ کوئی مسلمان کسی بھی وقت عبادت کے لیے آئے تو اسے دشواری نہ ہو مگر آج کل کھلا رکھنے میں کئی مفاسد ہیں۔ مثلاً

- ۱۔ مسجد کا سامان چوری ہو جاتا ہے۔
 - ۲۔ لوگ مسجد کا پانی بھر کر لے جاتے ہیں۔
 - ۳۔ کبھی بے کار لوگ مسجد میں لیٹ جاتے ہیں اور پنکھے چلا کر کئی کئی گھنٹے پڑے رہتے ہیں۔
 - ۴۔ کبھی لوگ فارغ بیٹھ کر دنیوی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔
- ان مفاسد کا سد باب اسکے بغیر ممکن نہیں کہ نمازوں کے سوا بقیہ اوقات میں مسجد کو بند رکھا جائے۔
- (۲) بحالت مجبوری یہ اقدام جائز ہے مگر ان حالات میں پورے محلہ کا فرض ہے کہ حالات کو معمول پر لا کر مسجد کو کھلوانے کی کوشش کریں مسجد کا اس طرح ویران پڑا رہنا پوری آبادی کے لیے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۲۶۸)

محلہ والوں کا مسجد کی ٹینکی سے پانی بھرنا

سوال: ہماری مسجد میں چند اہل خیر نے بجلی کی مشین لگوائی ہے اس سے مسجد کی ٹینکی بھری جاتی ہے اور مشین کا بجلی بل مسجد کی آمدنی سے ادا کیا جاتا ہے محلہ والے مسجد کی اس ٹینکی سے اپنے

گھروں کے لیے پانی بھر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ٹینکی کا پانی مسجد کے لیے مخصوص ہے، محلہ والوں کو پانی بھرنے کی اجازت دینا صحیح نہیں ہے، باعث نزاع بھی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۹۰)

مسجد کی صف اور چٹائی کو ٹھوکر مارنا

سوال: مسجد کی چٹائی ٹھوکروں سے کھولتے ہیں اور لپیٹتے ہیں، یہ بے ادبی میں شامل ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کی چٹائی جس پر نماز ادا کی جاتی ہے ہاتھ سے کھولنی چاہیے، پیروں سے ٹھوکر مار کر کھولنا اور بچھانا بے ادبی ہے۔ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں مسجد کے کوڑے کرکٹ کو ناپاک اور بے ادبی کی جگہ نہ ڈالے کیونکہ وہ قابل تعظیم ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۶۵)

کمرے میں جانے کے لیے مسجد کی چھت کو راستہ بنانا

سوال: مسجد کی دیوار کے متصل کمرہ ہے، کمرہ مسجد کا ہے، اس میں جانے کے لیے مستقل راستہ نہیں ہے، مسجد کی چھت پر سے گزرنا پڑتا ہے ایسے کمرے میں مدرسہ کے مدرس کا قیام کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد کا کمرہ مسجد کے خادم استعمال کر سکتے ہیں، دوسرے لوگ استعمال نہیں کر سکتے، ہاں اگر مسجد کے متعلق مدرسہ ہو تو پھر مدرسین بھی استعمال کر سکتے ہیں جبکہ مسجد کے خدام کو اس کی ضرورت نہ ہو اور خالی پڑا ہو، مسجد کے اوپر بلا عذر شرعی چڑھنا ممنوع اور مکروہ ہے۔ لہذا کمرہ میں جانے کے لیے دوسرا راستہ بنانا چاہیے۔ جب تک دوسرا انتظام نہ ہو یہاں سے جانے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۹۲)

مسجد کے احاطے کے کمرے کرائے پر دینا

سوال: ہمارے یہاں شاہی مسجد کے احاطے میں کچھ کمرے ہیں، ان کمروں میں زنانہ سکول تھا، اب وہ خالی پڑے ہیں، وہ جگہ مسلمان کرائے پر طلب کرتے ہیں، مسجد کے احترام کی ضمانت دیتے ہیں تو اس شرط پر ان کو یہ کمرے کرائے پر دینا کیسا ہے؟

جواب: مسجد کے حجرے عموماً امام اور خدام مسجد کے لیے ہوتے ہیں۔ لہذا ان کو اسی کام میں لیا جائے کرائے پر نہیں دے سکتے۔ اگر زائد کمرے ہوں تو تعلیم کے کام میں لیے جائیں، ہاں اگر بانی اور واقف نے کرائے کے لیے اور مسجد کی آمدنی کے لیے بنائے ہوں تو کرائے پر دے سکتے ہیں بشرطیکہ مسجد کو ضرورت نہ ہو اور اس سے مسجد کی بے حرمتی نہ ہو اور نمازیوں کو حرج و تشویش نہ ہو اور کرائے دار کے لیے آمدورفت کا راستہ الگ ہو ورنہ کرائے پر نہیں دے سکتے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۹۸)

مسجد کے پانی کے استعمال کی بعض صورتوں کا حکم

سوال: مساجد میں نمازیوں کے پینے کا پانی رکھا جاتا ہے اب اگر کوئی شخص خارج مسجد بیٹھا ہو تو وہ مسجد کے اندر سے پانی منگا کر پی سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر پانی رکھوانے والا صرف نمازیوں کے لیے پانی رکھواتا ہے تو سوائے نمازیوں کے اور کوئی شخص یہ پانی نہیں پی سکے گا۔

سوال: حمام میں وضو کے لیے پانی بھرا جاتا ہے تو اس پانی سے غسل کر بھی سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ کنواں موجود ہے اور یہ لوگ نمازی بھی نہیں ایسے شخص اور دوسرے پابند صومہ و صلوٰۃ دونوں کا حکم یکساں ہے یا نہیں؟

جواب: جو پانی صرف وضو کے لیے بھرا جاتا ہے اس کو غسل میں خرچ نہ کرنا چاہیے۔
(کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۱۳)

مسجد کی رقم سے پڑوسی کی دیوار کرانا

سوال: مسجد کے برابر میں ایک شخص کا مکان ہے مسجد پر چڑھنے سے اس کے مکان کی بے پردگی ہوتی ہے کیا مسجد کی رقم سے اس کا پردہ کرایا جاسکتا ہے وہ دیوار مالک مکان کی ہے؟

جواب: مسجد کی رقم سے دوسرے کی دیوار پر بغرض پردہ دیوار تعمیر کرنا جائز ہے ہاں مسجد کی دیوار پر تعمیر کر دی جائے تو جائز ہے اور اگر مسجد کی دیوار پر پردہ قائم کرنے کی صورت نہ ہو سکتی ہو تو اہل مسجد مالک مکان کی اپنے پاس سے اتنی اعانت کر دیں کہ وہ اپنی دیوار پر پردہ قائم کر سکے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۲۷)

مسجد کی آمدنی حافظ کو انعام میں دینا

سوال: ختم تراویح اور شبینہ کے موقع پر اسی آمدنی سے حافظ کو انعامات تقسیم کیے جاتے ہیں حالانکہ وقف کنندگان میں سے کسی کی تحریر میں ان مدات میں خرچ کا کوئی اشارہ نہیں ہے؟

جواب: تراویح میں قرآن کریم سنانے والوں کو روپیہ دینا درست نہیں ہاں اگر وہ ہمیشہ کا امام بھی ہو اور اس کو رمضان المبارک میں اصل تنخواہ سے زائد کچھ دیا جائے تو اسی مسجد کے اوقاف سے دینے کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۷۹)

مساجد کا روپیہ حکومت کو دینا

سوال: کیا مساجد کا روپیہ حکومت کو ہنگامی حالت میں دینا جائز ہے؟

جواب: مساجد کا روپیہ وقف کا روپیہ جو کہ امانت ہے متولی کو مسجد کے علاوہ کسی جگہ بھی خرچ

کرنے کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۸۸)

مسجد کی رقم سے وضو کا پانی گرم کرنا

سوال: جو روپیہ مسجد میں جمع ہو اس سے پانی گرم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جو روپیہ مسجد کی مصالح کے لیے جمع ہو اس روپیہ سے نمازیوں کے لیے سردی کے

زمانے میں پانی گرم کرنا درست ہے تاکہ وہ با آسانی وضو کر لیا کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۹۰)

مسجد کے روپے کسی غریب کو دینا

سوال: جن مساجد کے پاس کافی روپیہ جمع ہے، وہ غرباء کو قرض دے کر ان کی حالت سدھار

سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اس کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۷۳)

غسل خانوں کے منتقل کرنے میں مسجد کی رقم لگانا

سوال: مسجد کے احاطہ میں غسل خانے، استنجا گاہیں اور ایک سبیل لگی ہوئی ہے، مسجد کی کمیٹی کی

رائے ہے کہ استنجا گاہوں کو دائر مشین لگا کر وسیع کیا جائے کیونکہ مسجد کے نام وقف کافی ہے اس

لیے قوم نے اس گیرج کو غسل خانے میں تبدیل کر دیا، کچھ لوگوں نے کہا کہ مسجد کے باہر مسجد کی

آمدنی استعمال نہیں کی جاسکتی، جواب دیا گیا کہ ہم یہ کام مسجد کی پاکیزگی اور صفائی کے لیے کر رہے

ہیں تو اس صورت کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد کی پاکیزگی اور نماز باجماعت میں سہولت پیدا کرنے کے لیے غسل خانوں کو

باہر منتقل کر دینا درست ہے جس طرح قدیم غسل خانوں پر مسجد کا روپیہ خرچ ہوا ہے اگر اسی طرح

ان غسل خانوں پر مسجد کا روپیہ خرچ ہو تو کیا اشکال ہے؟ اگر اشکال ہے تو کوئی بڑی بات نہیں، اس

کے لیے مستقلاً چندہ کر لیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۹۱)

مسجد کا ہیٹر استعمال کرنا

سوال: بجلی کا ہیٹر نمازی یا منتظم مسجد استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یا تلاوت کے وقت استعمال

کر سکتے ہیں؟

جواب: منتظمین یا عام نمازی جس وقت عام ضرورت کے وقت استعمال کریں تو درست ہے

خاص کر آدمی اپنی تلاوت کے لیے استعمال نہ کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۰۱)

مسجد کا مصلیٰ، لوٹا باہر لیجا کر استعمال کرنا

سوال: مسجد کا لوٹا، مصلیٰ وغیرہ مسجد کے باہر لے جا کر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مسجد کا لوٹا مسجد کے باہر نہ لے جائیں جبکہ احاطہ مسجد میں ضرورت پوری ہونے کا انتظام ہے، مسجد کا مصلیٰ بھی خارج مسجد استعمال نہ کریں، خاص کر بیٹھ کر باتیں کرنے کے لیے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۰۱)

مسجد کی آمدنی کی کوئی حد متعین نہیں ہے

سوال: مسجد کی آمدنی کس حد تک بڑھائی جاسکتی ہے، کیا اس کا کوئی نشانہ مقرر ہے؟

جواب: مسجد کو مرمت کی ضرورت ہوتی ہے، کبھی تجدید مسجد کی نوبت آتی ہے اس لیے جس قدر زیادہ آمدنی ہو بہتر ہے، امام اور مؤذن اور مسجد کی صفائی کے لیے جو خادم ہوں ان سب کو معقول تنخواہ دی جاسکتی ہے کہ اس زمانے کی قاتل گرانی میں اطمینان سے گزر ہو سکے۔

بہر حال جس کام میں مسجد کا مفاد زیادہ ہو اس پر اہل محلہ کے ذمہ داران کے مشورے اور اتفاق سے کام کیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۲۳)

مسجد کی زمین کرائے پر دینے کا طریقہ

سوال: مسجد کی ایک زمین ہے، جماعت والے اسے ماہانہ دوسو روپے کرائے پر مانگ رہے ہیں اور دوسرے لوگ تین سو روپے ماہانہ دینے کے لیے تیار ہیں تو کس کو کرائے پر دی جائے؟

جواب: مسجد کی زمین کرائے پر دینا ہے تو اس کی خوب تشہیر کی جائے اور مساجد میں اعلان لگا دیا جائے ”فلاں زمین جو فلاں جگہ واقع ہے فلاں مسجد اس کی مالک ہے اس کو کرائے پر دینا ہے“ پھر جو زیادہ کرایہ دے اس کو دی جائے۔ (بشرطیکہ زمین خطرہ میں نہ پڑے) مسلمانوں کو چاہیے کہ بڑھ چڑھ کر کرایہ کا معاملہ کریں کہ مسجد کو فائدہ پہنچانا ہے جو اجر و ثواب کا باعث ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۲۳)

وضو خانے کے پاس پیشاب خانے بنانا

سوال: مسجد میں وضو خانے کے پاس پیشاب خانہ بنانا چاہیے یا نہیں؟

جواب: یہ نمازیوں کی ضرورت کے لیے ہے، اگر کچھ دور ہو تو ٹھیک ہے تاکہ مسجد میں بدبو نہ آئے اور وضو کرنے والوں کو اذیت نہ ہو اور ضرورت بھی پوری ہوتی رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۳۵)

صحن مسجد کے نیچے کونالی بنانا

سوال: مسجد کے برآمدہ سے متصل وضو کرنے کی نالی ہے اور وہ نالی صحن مسجد کے نیچے کو ہوتی

ہوئی باہر چلی جاتی ہے تو وضو کا پانی مسجد کے صحن کے نیچے ہو کر گزرتا ہے شرعاً کیا حکم ہے؟
جواب: نالی مذکور کو وہاں سے منتقل کر دیا جائے کہ مسجد کے اوپر سے نیچے تک ایک ہی حکم رکھتی ہے اور وضو کا پانی مسجد میں سے بہنا عظمت و احترام مسجد کے خلاف ہے اگرچہ نماز میں کراہت نہیں آتی۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

مسجد کے کنویں میں بیت الخلاء بنانا

سوال: مسجد کا ایک کنواں جو مسجد سے باہر ہے اور تقریباً تیس سال سے بند ہے اور خشک ہے لوگ اس میں قاعدے پارے ہڈی اور جھڑی وغیرہ ڈالتے ہیں لوگوں کا مشورہ یہ ہے کہ اس کی تیس فٹ گہرائی کا دس فٹ بھراؤ کر کے اس کے اوپر لینئر ڈال کر اس کا بیت الخلاء کا گڑھا بنادیا جائے اور پانی کی سیلانی باہر کی جائے آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جب کہ کنواں حدود مسجد سے باہر ہے اور مستعمل نہیں ہے بلکہ گندی چیزیں ڈالنے سے پٹ گیا ہے تو بلاشبہ بیت الخلاء کا گڑھا بنانا جائز ہے۔

(نوٹ): ایسے گندے کنویں میں قاعدے پارے کے اور اوراق ڈالنا بے ادبی ہے کسی غیر آباد جگہ دفن کر دینا چاہیے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

ضامن سے مسجد کی غلہ کی قیمت وصول کرنا

سوال: مسجد کا غلہ کسی ایک آدمی نے فروخت کر دیا اور پیسوں کا ذمہ دار ہو گیا کہ پیسے آجائیں گے لیکن خریدار نے پیسے نہیں دیئے تو فروخت کرنے والے سے پیسے وصول کرنے چاہئیں یا نہیں؟
جواب: فروخت کرنے والا مسجد کو قیمت دے اور خریدار سے وصول کرے یا معاف کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۴۲)

دوسرے کا مکان مسجد کو دینا

سوال: میرے ایک عزیز کا مکان تھا جو پاکستان چلے گئے تھے میں اس کی دیکھ بھال کرتا تھا میں نے اس کو مسجد میں دے دیا اب مجھے اس کی ضرورت ہے مسجد والے منع کرتے ہیں میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ مسجد کو کچھ پیسے دے دوں مگر وہ نہیں مانتے تو وہ میرا حق ہے یا نہیں؟

جواب: جب کہ آپ اس مکان کے مالک نہیں بلکہ اس کی دیکھ بھال کے فقط ذمہ دار ہیں تو آپ کو یہ بھی حق نہیں کہ اس کو مسجد میں دے دیں یا اس کے ہاتھ فروخت کر دیں اپنے ذاتی پیسے

سے مسجد کی جس قدر خدمت و اعانت کریں سب موجب اجر و ثواب ہے، البتہ مالک مکان کی اجازت سے آپ کو صرف استعمال کرنے کا حق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۲۸)

مسجد کی نالی بنانے کا طریقہ

سوال: مسجد میں دو غسل خانے ہیں جن کا پانی شروع ہی سے باہر جاتا تھا، متولی نے پانی کو مسجد ہی کی طرف کھول دیا ہے اور اس کی لاگت بھی مسجد ہی کے خزانے سے ادا کی ہے، وجہ یہ ہوئی کہ سڑک پر کچڑ رہتا تھا اس بارے میں فتویٰ کیا ہے؟

جواب: مسجد کے غسل خانوں کا پانی اس طرح پر نکالنا کہ وہاں کچڑ ہو جائے اور چلنے والوں کو تکلیف ہو، نہیں چاہیے اگر اندرون احاطہ پانی کی جگہ ہے جس کے ذریعے راستہ محفوظ رہ سکے تو راستے کو بچانا چاہیے مسجد کے متولی نے ٹھیک کیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۲۱۵)

مسجد میں ادھار لگائی ہوئی اینٹوں کی واپسی کی صورت

سوال: مسجد کے کچھ آدمیوں نے ایک شخص سے اینٹیں ادھار لے کر مسجد میں لگا دیں اب مسجد والے اینٹ واپس نہیں کرتے، اینٹوں والا بہت غریب ہے، حکم شرعی سے مطلع فرمائیں؟

جواب: اس سے وہ اینٹیں مسجد والوں نے خرید کر لگائی ہیں تو وہ مسجد کو توڑ کر اینٹیں لینے کا حق دار نہیں رہا، البتہ قیمت کا حق دار ضرور ہے، اگر قیمت میں روپیہ مقرر کیا گیا تھا تو اس کو روپیہ دیا جائے، اگر قیمت میں اینٹیں ہی تجویز کی گئی تھیں یعنی ادھار لی تھیں تو اس قسم کی اینٹیں منگا کر اس کو دی جائیں یا اس کی قیمت دی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۲۲۲)

مسجد کے نیچے تہ خانہ اور اوپر ہال بنانا

سوال: ایک مسجد از سر نو تعمیر کی گئی اور کمیٹی نے طے کیا کہ مسجد کے نیچے تہ خانہ اور اوپر وسیع ہال بنایا جائے، تہ خانے کو جماعت کے لیے اور مسجد کی بالائی منزل کو مدرسہ کے لیے اور تقریبات، شادی بیاہ، عقیقہ وغیرہ مواقع پر لوگوں کو کھانا کھلانا اور باراتیوں کو ٹھہرانے کے لیے اور دیگر کاموں کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

محلے میں جماعت خانے یا تقریبات منانے کے لیے کوئی اور جگہ نہیں ہے اور نہ مستقبل میں کوئی ایسی جگہ میسر آ سکتی ہے، ایسی مجبوری کی حالت میں مسجد کے تہ خانے اور بالائی منزل کو کرائے پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جس جگہ کو مسجد بنایا جائے وہ نیچے اوپر مسجد ہی ہوتی ہے وہاں کوئی ایسا کام جو احترام مسجد کے خلاف ہو ممنوع ہے، مسجد کے بالائی حصے یا تختانی حصے کسی جگہ سے بھی حق العبد متعلق نہیں ہونا چاہیے ہاں تقریبات کے لیے بنانے کا مطلب یہ ہے کہ تمام اہل تقریبات کو اس کے استعمال کا حق ہو اور اس میں وہ کام بھی ہوں جن سے مسجد کو بچانا لازم ہے اس لیے اس کی اجازت نہیں، نہ خانہ مسجد کا سامان چٹائی وغیرہ رکھنے کے لیے ہو تو حرج نہیں، یہ احترام مسجد کے خلاف نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۲۲۷)

مسجد کا ڈھیلہ اپنے گھر لے جانا

سوال: بہت سے آدمی مسجد کے چراغ میں سے ہاتھ پاؤں میں تیل لگاتے ہیں اور بہت سے آدمی مسجد کے اندر سے ڈھیلے لے جا کر گھر پر رکھ لیتے ہیں ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: ان دونوں باتوں کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۶۳)

مسجد کی دیوار پر بیٹھ کر وضو کرنا

سوال: مسجد کے صحن کی دیوار کے اوپر کے حصے کو صدر مدرس نے توڑ کر چوکور بنوایا اور اس پر بیٹھ کر وضو خود بناتے ہیں اور دیگر لوگ بھی اس پر وضو کرتے ہیں کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: فی نفسہ وہاں وضو درست ہے جبکہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرتا ہو لیکن صدر مدرس کو مسجد کی دیواریں از خود متولی اور مصلیوں سے مشورہ کیے بغیر اس تصرف کا حق نہ تھا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۵۵)

مسجد کے کسی حصہ کو اپنے لیے مخصوص کر لینا

سوال: مسجد کے کسی حصے سے اپنا ذاتی فائدہ حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کے کسی حصے کو اپنے ذاتی فائدے کے لیے مخصوص کر لینا جائز نہیں، حتیٰ کہ نماز کے لیے بھی اپنی جگہ مخصوص کرنے کا حق نہیں کہ وہاں کسی کو کھڑا ہونے اور نماز پڑھنے سے روکے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۶۵)

مسجد کی کتاب کو مکان پر رکھ کر مطالعہ کرنا

سوال: امام صاحب نے لوگوں کی اصلاح کے لیے چندہ کر کے ترجمہ شیخ الہند اور تفسیر حقانی رندی امام صاحب مذکورہ کتابیں اپنے مکان میں رکھ کر مطالعہ کر کے لوگوں کو سناتا ہے جس سے مسلمانوں کی کافی اصلاح ہوتی جا رہی ہے کیا یہ کتابیں امام اپنے مکان میں رکھ سکتا ہے؟

جواب: چندہ دینے والوں کو اطلاع کر دے کہ میں نے آپ کے دیئے ہوئے پیسوں سے

کتابیں خریدی ہیں ان کو مکان پر رکھ کر مطالعہ کرتا ہوں ان کو اعتراض نہ ہو تو بس کافی ہے اگر ان لوگوں نے امام کو پیسوں کا مالک بنادیا تھا تو پھر کسی قسم کا بھی اعتراض نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۹۸)

مسجد کے پودے کا پھل توڑنا

سوال: مسجد میں اگر خوشبودار پھول کا بیڑ لگایا جائے تو اس کا پھول توڑنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اگر پھول کا درخت مسجد میں لگایا جائے تاکہ نمازیوں کو اس سے راحت پہنچے تو اس کا پھول توڑ کر باہر نہ لے جائیں وہیں لگا رہنے دیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۰۲) ”تاکہ مقصود حاصل ہوتا رہے“ (م’ع)

مسجد کی لکڑی کو پانی گرم کرنے میں استعمال کرنا

سوال: مسجد کی چھت سے اترتی ہوئی لکڑی وغیرہ سے مسجد کے نمازیوں کے لیے پانی گرم کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر وہ سامان بے کار ہے لکڑی وغیرہ تو مسجد کی ضرورت کے لیے اس سے پانی گرم کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۰۲)

ناک صاف کر کے مسجد سے ہاتھ پونچھنا

سوال: ناک چھینک کر مسجد کی دیوار سے انگلی پونچھنا کیسا ہے؟
جواب: خلاف تہذیب ہے اور دوسروں کے لیے باعث اذیت اور مسجد سے بے اعتنائی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۰۶) ”اس لیے منع ہے“ (م’ع)

مسجد کی سیڑھی وغیرہ اپنے گھر لیجا کر استعمال کرنا

سوال: متولی مسجد کی اجازت سے کوئی شخص مسجد کی سیڑھی پانی گھر لے جا کر استعمال کرے یہ جائز ہے یا نہیں؟
جواب: جو چیز مسجد کے پیسے سے خریدی گئی اور دوسرے لوگ اپنی ضرورت کے لیے مسجد سے مانگتے ہیں تو ان کو عام طور پر وہ چیز نہ دی جائے ہاں اگر مسجد کی مصالح کا تقاضا ہے تو دے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۰۶) ”کچھ کرایہ مقرر کر لیا جائے“ (م’ع)

مسجد کی دیوار سے ملا کر مکان بنانا

سوال: مسجد سے متصل کسی شخص کی زمین ہے وہ اپنی زمین میں عمارت بنوانا چاہتا ہے جو کہ

مسجد کی دیوار ہی سے شروع کرتا ہے اگرچہ وہ زمین اسی کی ملکیت ہے لیکن قانون حکومت کے اعتبار سے اس کو کم از کم تین فٹ جگہ چھوڑ کر عمارت بنانا چاہیے قانون کے لحاظ سے تو اس کو نوٹس دے کر روکا جاسکتا ہے کیونکہ اگر شخص دیوار سے ملا کر شروع کرتا ہے تو مسجد کو نقصان پہنچے گا اور پرنا لے روشن دان وغیرہ بند ہو جائیں گے تو کیا ایسی حالت میں قانون کے ہوتے ہوئے مطابق شرع بھی اس کو نوٹس دے کر روکا جاسکتا ہے؟ خواہ وہ راضی بھی نہ ہو؟

جواب: مسجد کی چھت کا پانی گرنے کے لیے جگہ کا چھوڑنا حق مسجد ہے لہذا تحفظ مسجد کے لیے بھی اس کو روکنے کی ضرورت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۰۷)

مسجد کی چھت پر سے چڑیا کا شکار کرنا

سوال: مسجد کی چھت پر بیٹھ کر بندوق سے چڑیا مارنا یا کسی ایسے درخت سے جس سے گر کر مسجد میں آئے شکار کھیلنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد کی چھت پر شکار کے لیے چڑھنا منع ہے اور اس طرح شکار کھیلنا کہ جانور مسجد میں گرے اور مسجد ملوث ہو یہ بھی منع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۵۴)

مسجد کے وضو خانے وغیرہ کی چھت کا حکم

سوال: مسجد کے ایک طرف استنجا خانے اور دوسری طرف وضو خانہ ہے اور ان کے اوپر کمرے ہیں اور کمروں کے اوپر چھت ہے اور یہ چھت مسجد کے قانونی حصے سے بالکل علی ہوئی ہے تو اب یہ چھت مسجد کے اندر داخل ہوگی یا نہیں؟ اس چھت کے بارے میں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ داخل مسجد ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ خارج ہے اسی وجہ سے جماعت ثانی بہت سے لوگ نہیں کرتے اور کچھ لوگ بلا کھٹک کر لیتے ہیں؟

جواب: صحن کا جو حصہ نماز کے لیے تجویز کیا گیا ہے اس کے اوپر کی چھت تو مسجد ہے لیکن وضو خانے اور استنجا خانے کی چھت شرعی مسجد نہیں اس پر مسجد کے احکام جاری نہ ہوں گے اگر اتفاقہ کبھی دو چار آدمی جماعت سے رہ گئے مثلاً سفر سے ایسے وقت آئے کہ جماعت ہو چکی ہے تو ان کو وہاں جماعت کرنا مکروہ و ممنوع نہیں لیکن اس کی عادت نہ ڈالی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۴۴)

مسجد کا سامان مانگنا

سوال: مسجد کا سامان مانگنا مثلاً سینٹ، قلعی، روغن وغیرہ اگر چھٹا تک دو چھٹا تک مانگ

لے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کی چیز بلا اجرت اور بلا قیمت لینے کا حق نہیں، نہ اجازت سے نہ بلا اجازت، جو چیز اجرت پر دینے کے لیے ہو اس کو اجرت پر لینا درست ہے اور جو چیز فروخت کرنے کے لیے ہو اس کی قیمت دے کر لینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۳۶)

مسجد کے پیسے سے غسل خانے، بیت الخلاء بنانا

سوال: مسجد کے پیسے سے مسجد کے امام و مؤذن کے لیے پاخانہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور نمازیوں کے لیے پانی کے انتظام کی بابت خرچ کرنا کیسا ہے؟

جواب: جس طرح غسل خانہ، وضو خانہ، مسجد کے پیسے سے بنایا جاتا ہے اسی طرح مؤذن و امام کے لیے پاخانہ بنانے کی ضرورت ہو تو وہ بھی درست ہے، وضو، استنجا اور غسل خانے کے لیے پانی کا انتظام بھی مسجد کے پیسے سے درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۲۶)

وقف جگہ بغیر کرائے کے کسی ادارہ کو دینا

سوال: مسجد کی کچھ وقف جگہ ہے، وہ بغیر معاوضہ لیے کسی ادارہ کو مدرسہ چلانے کے لیے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مسجد کی وقف جگہ مسجد کے مفاد کے لیے ہے، لہذا کسی ادارہ کو مفت دینا جائز نہیں، کرایہ لیا جائے اور اسے مسجد کے مفاد میں استعمال کیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۷۶)

مسجد کے وقف سے جنازہ خریدنا

سوال: اوقاف مسجد سے جنازہ خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فقہاء تحریر فرماتے ہیں کہ اوقاف مسجد سے نہ جنازہ بنا سکتے ہیں نہ خرید سکتے ہیں، اوقاف نے اجازت دی ہو تب بھی نہیں خرید سکتے، کیونکہ ایسی باتوں کی اجازت معتبر نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۶۳)

مسجد کی آمدنی سے جنازہ کی چار پائی خریدنا

سوال: مسجد میں جو تخت اور چار پائی مردوں کے نہلانے اور قبرستان لے جانے کے واسطے مہیا کی جاتی ہے تو وہ مساجد کی آمدنی میں سے بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ناجائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۳۱)

مسجد کی زائد چیزوں کو فروخت کرنا

سوال: مسجد کی کوئی چیز مثلاً پتھر، لکڑی وغیرہ بالکل نکمی پڑی ہوئی ہو اور کام نہ آ سکتی ہو تو اس کو بیچ کر وہ پیسے مسجد میں لگا سکتے یا نہیں؟

جواب: مسجد سے نکلی ہوئی اشیاء اور اسباب جو مسجد کے کام نہ آ سکے فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد میں انہیں اشیاء کے مثل کام میں خرچ کر دی جائے تو جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۸۰)

مسجد کے زائد قرآن کو فروخت کرنا

سوال: مسجد میں ضرورت سے زائد قرآن مجید موجود ہیں، رمضان المبارک میں بھی پڑھنے کا نمبر نہیں آتا ہے، جب قرآن مجید پڑھنے میں نہیں آتے تو اب کیا کریں، کیا ان کو کسی دوسری مسجد یا مدرسہ میں دے سکتے ہیں؟ یا ان کو ہدیہ کر کے اس رقم کو مسجد کے خزانے میں جمع کر سکتے ہیں؟

جواب: زائد قرآن مجیدوں کو دوسری مساجد یا مدرسوں میں پڑھنے کے لیے دے دیا جائے کیونکہ ان کے وقف کرنے والوں کی غرض یہی ہے کہ ان میں تلاوت کی جائے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۸۲)

مسجد کا روپیہ دینی تعلیم میں خرچ کرنا

سوال: مسجد کا روپیہ یا ایسے مکانات کا کرایہ جن کو مسجد کے روپے سے تعمیر کیا گیا ہے، دینی تعلیم کے مدارس میں صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر دینی تعلیم اسی مسجد میں ہوتی ہو جس کا روپیہ ہے تو دینی تعلیم میں خرچ کرنا جائز ہے اور اگر دینی تعلیم کا مدرسہ اس مسجد سے علیحدہ جگہ میں ہے تو اگر مسجد کے وقف میں اسکی اجازت واقف نے دی ہو یا یہ مسجد مستغنی ہو کہ اس روپے کی اسے فی الحال یا فی الحال حاجت نہ ہو تو خرچ کرنے کی گنجائش ہے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۸۲)

مسجد کا سامان زینت کسی کو دینا

سوال: مسجد کا سامان زینت مثلاً پودوں کے گملے وغیرہ (دراں حالانکہ ان کی آب پاشی کھاد وغیرہ وقف مسجد سے ہو) یا اور کوئی سامان، کیا متولی اپنی رائے سے لانے لے جانے یا کسی کو عابثانہ دینے کا مجاز ہے یا نہیں؟

جواب: گملے اگر مسجد کی ملک ہیں تو ان کو متولی اپنی مرضی سے استعمال نہیں کر سکتا بلکہ مسجد کی زینت کے لیے ہی استعمال ہوتے ہیں اور اگر متولی کی ملک ہیں تو ان کا مسجد میں رکھنا اور مسجد کے

پانی سے سیراب کرنا جائز نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۸۴)

مسجد کی چیزوں کو بدلنا بیچنا

سوال: مسجد کے فائدے کے لیے وقف کی ہوئی چیزیں رو و بدل کر سکتے ہیں یا نہیں؟
جواب: جو چیزیں شرعاً وقف ہو گئیں ان کو فروخت کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر وہ بالکل ہی قابل انتفاع نہ رہے تو ایسی حالت میں اس کو فروخت کر کے اور اس کی قیمت سے ایسی ہی کارآمد شئی مسجد کے لیے خرید کر وقف کر دی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۰۹)

متولی کا مسجد کے حصص کمپنی کی بیع کرنا

سوال: ایک متولی نے تقریباً ایک ہزار روپے کے حصص مصلیان کی لاعلمی میں فروخت کر ڈالے اس بات کا علم اس وقت ہوتا ہے جب کہ پانچ سال بعد متولی کے عزل کا موقع آتا ہے وہ بھی جب کہ ایک واقف آدمی نے توجہ دلائی کہ فلاں کمپنی کے تین شیئرز مسجد کے تھے ان کے کاغذات بھی آپ نے (یعنی متولی ثانی) نے سنبھال لیے یا نہیں؟ پوچھنے پر معزول متولی کہتا ہے کہ ”ایں“ کیا ان حصوں کا روپیہ جمع نہیں ہے وہ تو میں نے پانچ سال ہوئے بیچ ڈالے اوہو ان کا روپیہ جمع کرنا تو میں بھول گیا تھا خیر اب جمع کیے دیتا ہوں یہ کہہ کر کھاتے میں لکھ دیئے اور چونکہ رقم موجود نہیں تھی اس لیے کسی سیٹھ کا حوالہ دلا کر جمع کیا ان تمام باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ متولی نے خیانت کی ہے بالفاظ دیگر غصب کیا ہے؟ اگر متولی حصص کو نہ بیچتا تو اس پانچ سال کے عرصہ میں ان حصص کی آمدنی چار پانچ سو روپے ہوتی اور اب حصص کی قیمت بھی دگنی ہو گئی ہے اب اس متولی پر اس نقصان کا ضمان واجب ہے یا نہیں؟

جواب: اس تمام روئیداد سے متولی کی بدانتظامی تصرف بے جا اور خیانت تو ثابت ہوتی ہے تاہم ہلاک کیے گئے منافع کا ضمان واجب نہیں صرف حصص کی قیمت فروخت اس کے ذمہ واجب الادا ہے اور متولی حال کو حق ہے کہ وہ رقم اس سے مانگے اور حوالہ قبول نہ کرے۔

جواب بالا پر ایک اشکال کا جواب:

سوال: فتوے کی صحت میں تو بھلا کسے شبہ ہو سکتا ہے لیکن شامی کی درج ذیل عبارت سے کچھ کھٹک سی ہے:

فِي الدَّرِ الْمَخْتَارِ وَبِخِلَافِ مَنَافِعِ الْعَصَبِ (الْمِی قَوْلُهُ) وَقَدْ نَأَى لِلْمَسْكَنِ

اَوَّلًا سَتَغْلَالُ فِي الشَّامِيِّ اَقُولُ اَوْلَاغِيْرُهُمَا كَالْمَسْجِدِ الْخِ جِلْدِ خَمَاسِ

اس سے وہم ہو رہا ہے کہ اوقاف کے ہلاک کیے گئے منافع کا ضمان اجر مثل کے ساتھ ہے؟
جواب: فتویٰ مرسلہ میں عدم ضمان کا حکم اس امر پر مبنی ہے کہ متولی اول کا قبضہ قبض غصب نہیں تھا، قبض
تولیت تھا اگرچہ اس نے عمل ایسا کیا جو وقف کی بہبود کے خلاف تھا تاہم حقیقی طور پر وہ غاصب نہیں تھا۔

اشکال ثانی: ضمان واجب نہ ہونے کا حکم قبضہ تولیت کی وجہ سے ہے قبضہ غصب کی وجہ سے
نہیں اس دلیل اجمالی کی وجہ سے شش و پنج میں ہوں کہ آخر قبضہ تولیت کی وجہ سے غصب کیوں
ثابت نہیں ہوتا اگر اس کی وجہ یہ ہو کہ قبضہ تولیت دراصل قبضہ ابداع ہے اس وجہ سے قبضہ غصب
مؤثر نہیں ہوتا تو یہ بھی فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہے کیونکہ کتب فقہ کا جز یہ ہے کہ اگر کوئی شخص
امانت کا انکار کر دے تو وہ غاصب کہلائے گا۔

جواب: یہ صحیح ہے کہ مودع ودیعت کا انکار کر دے تو انکار کے بعد اس کا قبضہ ودیعت بدل کر
قبضہ غصب ہو جاتا ہے لیکن متولی کا قبضہ قبضہ ودیعت نہیں ہے مودع ودیعت میں تصرف کا حق نہیں
رکھتا صرف محافظ ہوتا ہے اور متولی تصرف کرتا ہے اور صرف کا حق رکھتا ہے تو جب تک وہ کسی شرط
وقف کی صراحت مخالف نہ کرے اس وقت تک اس کو غاصب قرار نہیں دیا جاسکتا اگر کوئی تصرف
اس کی رائے میں وقف کی شرائط کے خلاف نہ ہو اور وہ کر ڈالے اور دوسرے لوگ اس کو وقف کے
لیے مقرر سمجھیں تو زیادہ سے زیادہ اس کو آئندہ کے لیے تولیت سے معزول کیا جاسکتا ہے۔
(کفایت المفتی ج ۷ ص ۹۱-۱۹۲)

مسجد کی چھت پر مائٹ کی الماری بنوانا

سوال: مسجد کے اوپر کے حصہ میں گنبد کے قریب صندوق کے طور پر پختہ الماری بنوائی جائے
تاکہ لاؤڈ اسپیکر بحفاظت رکھی جاسکے اور اذان کے وقت استعمال کی جاسکے تعمیر کی جاسکتی ہے یا نہیں؟
جواب: مسجد سے باہر الماری ایسی جگہ بنائیں کہ وہاں رکھے ہوئے لاؤڈ اسپیکر کو استعمال
کرنے کے لیے چھت پر چڑھنے کی نوبت نہ آئے تو بہتر ہے کیونکہ فقہاء نے مسجد کی چھت پر بے
ضرورت چڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔ (فتاویٰ مجددیہ ج ۱۵ ص ۲۰۸)

مسجد کے مائٹ پر تبلیغ کا اعلان کرنا

سوال: محلے کے گھروں میں جو تبلیغ ہے اس کا اعلان اور گمشدہ بچہ کا اعلان کرنا کیسا ہے؟
جواب: محلے کے گھروں میں جو تبلیغ ہوتی ہے اس کا اعلان درست ہے گمشدہ بچہ کا اعلان خارج

مسجد کیا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۲۲۱) ”کہ اسپیکر مسجد اور مسجد کے میناروں پر نہ ہو“ (م ع)

مسجد کے مانک پر نظم و غیرہ پڑھنا

سوال: رمضان شریف کی راتوں میں مسجد کے مانک پر کبھی تقریر کرتے ہیں، کبھی نظم پڑھتے ہیں، وقت کا اعلان کرتے ہیں، اس وقت گھر میں بہت سے لوگ تہجد و تلاوت میں مشغول ہوتے ہیں، ان کی نماز اور قرآن میں کافی خلل پڑتا ہے، شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اعلان کرنے سے نماز و تلاوت میں تشویش ہوتی ہے مگر اعلان کرنے والے بھی اعلان کو تہجد و تلاوت سے کم نہیں سمجھتے، کہتے ہیں کہ آپ کا تہجد تنہا کا تہجد ہے اور ہمارے اعلان کی بدولت سب بستی والے بیدار ہوتے ہیں، بہت سے تہجد و غیرہ پڑھتے ہیں اور سحری کی اطلاع سب کو ہو جاتی ہے جس سے سب کے روزے سنت کے مطابق اور آسان ہو جاتے ہیں، اعلان کرنے والے حضرات نہیں مانتے اپنا کام برابر کیے جاتے ہیں، ان کو سمجھایا ہی جاسکتا ہے، لڑائی ہرگز نہ کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۳۳)

مسجد کی رقم قادیانی مبلغین کو دینا

سوال: آگرہ کی جامع مسجد شاہ جہاں صاحب قرآن ثانی کی صاحبزادی کی تعمیر کردہ ہے، شاہ زادی مرحومہ سنی المذہب عقائد کی پابند تھی، مسجد کی دکانات کی آمدنی قیام و بقائے مسجد و دیگر اخراجات مسجد کے کام آتی ہے، اس آمدنی سے مبلغ پانچ سو روپے متولیان مسجد نے قادیانی مشن کو دیئے جو یورپ میں تبلیغ اسلام کا مدعی ہے یہ فعل متولیان کا کس حد تک جائز ہو سکتا ہے؟

جواب: قادیانی فرقہ جمہور علماء اسلام کے نزدیک کافر ہے اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اپنے عقائد باطلہ کی ترویج و اشاعت سے کسی حالت میں نہیں چوکتے، اس لیے مسجد کے فنڈ سے کسی قادیانی، احمدی، مرزائی جماعت کو روپیہ دینا جائز نہیں، اگرچہ وہ کتنا ہی اطمینان دلائیں کہ وہ اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اسلام کے مفہوم میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا کم از کم مجدد اور مسیح و مہدی ماننا بھی داخل ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کفر و ضلال کی تبلیغ ہے اس صورت میں کمیٹی خود اس رقم کی ضامن ہوگی۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۷۹)

مسجد کا کام نہ کر نیوالے کا حجرہ سے نکالنا

سوال: ایک شخص مسجد کے حجرہ پر غاصبانہ قابض ہے، مسجد کا کوئی کام بھی نہیں کرتے، بارش میں صفیں بھیگ کر خراب ہو جاتی ہیں، مگر یہ اٹھاتا تک نہیں، مسجد میں کوئی تیل وغیرہ دینے آتا ہے تو یہ اس سے پیسے لے

کرہضم کر جاتا ہے لوگوں نے سات آٹھ بار حجرہ سے نکال دیا مگر پھر آ جاتا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟
جواب: ایسے شخص کو مسجد میں رہنے اور سونے سے بالکل روک دیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۰۴)
”تا کہ وہ ظلم و غصب کے گناہ سے بچے اور مسجد کو کوئی محافظ مل سکے“ (م’ع)

مسجد کی چیزوں کو تلف کرنے کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص بعض اشیاء مسجد کو جیسے فرش و ظروف وغیرہ کو بہ خیال غصب تلف کر دے تو متولی اور نمازیوں کو رضایا جبر سے معاوضہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مسجد کو کسی سامان کی ضرورت نہ رہے تب بھی اسی سے فائدہ اٹھانا کسی کو جائز نہیں؟ تو احتیاج و ضرورت کے وقت (یعنی جب مسجد ضرورت مند ہو) تو کب درست ہو سکتا ہے جو شخص قادر ہو اس کو عوض لینے پر جبر جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۷۲)

مسجد کی آمدنی سے افطار کرانا

سوال: بعض مساجد میں رمضان شریف میں مساجد کی دکانوں اور مکانات کی آمدنی سے نمازیوں کو افطار کرایا جاتا ہے آیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جس پر جو دکان وقف ہے اور واقف نے افطار کی اجازت دی ہے اس کی آمدنی سے اسی مسجد میں افطار کے لیے صرف کرنے کی اجازت ہے واقف کی اجازت نہ ہو تو درست نہیں ہاں اگر واقف کے زمانہ سے یہ دستور برابر چلا آ رہا ہو تو بھی درست رہے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۷۹)
”کہ یہ بھی علامت اذن ہے“ (م’ع)

مسجد کی رقم سے بیٹری بھروانا

سوال: مسجدوں میں پسیکر رکھے جاتے ہیں اس کی بیٹری بھراتے ہیں اس میں جو صرفہ ہوتا ہے کیا اس کو مسجد کے جمع شدہ روپے سے ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر مسجد کی ضرورت کے لیے یہ صرفہ ہے تو مسجد کے لیے جمع شدہ روپے سے ان کو پورا کرنا درست ہے ورنہ اس کا انتظام علیحدہ سے کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۶۸)

مسجد کی طرف کھڑکی کھولنا

سوال: اگر مکان کے بالا خانے میں مسجد کی طرف کی کھڑکیاں کھولی جائیں جن سے ہوا کے سوا اور کوئی غرض (زمین یا فرش میں قبضہ و تصرف کرنا وغیرہ) نہ ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کھڑکی وغیرہ ہوا آنے کے لیے کھولی جائے یہ تو جائز نہیں کیونکہ راستہ حقوق ملک سے ہے اور مسجد غیر مملوک ہے اور اگر محض ہوا وغیرہ کے لیے کھولا ہے اور جس دیوار میں کھڑکی کھولتا ہے وہ اس کی مملوک ہے اور کوئی غرض فاسد نہ ہو تو اس میں اگر مسجد و اہل مسجد کو کسی قسم کا ضرر و حرج نہ پہنچے تو جائز ہے اور اگر کوئی نقصان یا بے احتیاطی ہو جائز نہیں مثلاً مسجد میں وہاں سے دھواں نہ جائے یا گرد و خاک وغیرہ وہاں سے پھینکا جائے یہ منع ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۲۹)

مسجد کے پیسے سے شامیانے لگانا

سوال: مسجد میں شامیانے کرائے پر منگوائے جاتے ہیں ماہ رمضان میں چونکہ مصلیان کی کثرت ہوتی ہے اور دھوپ کی شدت ہوتی ہے تو یہ مصارف مسجد میں شامل ہو کر جائز ہے یا نہیں؟
جواب: یہ ضرورت اغراض مسجد سے ہے اس لیے جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۱۱)

مسجد کے کنویں سے پانی بھرنے سے روکنا

سوال: مسجد کا کنواں مسجد کا متولی اپنے گمان میں احتیاط و طہارت کے لیے سفید پوش نمازیوں کے پانی پینے اور غسل و وضو کے لیے مخصوص کرتا ہے کہتا ہے کہ عام اہل محلہ کے گھروں پر لے جانے کے لیے بھی نہیں ہے عوام کے برتن جو پانی بھرنے کو لاتے ہیں پھوڑ دیئے جاتے ہیں؟
جواب: مسجد کی صفائی اور پانی کے لیے منع کرنا تو جائز ہے جب کہ قریب کوئی کنواں ایسا ہو جس سے حاجت پوری ہو سکے لیکن پھوڑ دینا ظلم اور حرام ہے۔ اسی طرح اگر دوسرا کوئی کنواں نہ ہو تب بھی منع کرنا حرام ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۱۵)

مسجد کی بجلی مسجد کے باہر لے جانا

سوال: مسجد کے قریب سڑک پر جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے جس میں ایک بزرگ عالم دین کا وعظ ہوگا اس ضرورت سے مسجد کی بجلی تار کے ذریعے لے جا کر استعمال کرنا درست ہوگا جب کہ منتظمہ سے اس کی اجازت بھی لے لی جائے؟

جواب: مسجد کی بجلی مسجد ہی کے ساتھ خاص ہے کسی ایسے کام کے لیے اس کا استعمال جائز نہیں جو مصالح مسجد میں داخل نہیں ہو کہ وہ کام اپنی جگہ کتنی ہی نیکی کا ہو جب مسجد کی اشیاء کا استعمال دوسری مسجد میں بھی جائز نہیں تو عام جگہوں کے لیے کیوں کر جائز ہوگا؟ منتظمہ کی ایسی بے موقعہ بلکہ خلاف شرع اجازت کا کچھ اعتبار نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۴۶)

مسجد کی چھت سے بجلی کے تار گزر وانا

سوال: مسجد کے عقب میں کوئی راستہ نہیں ہے کچھ اشخاص کی زمین بلا تعمیر پڑی ہوئی ہے اگر کوئی شخص مسجد کے شمال کی جانب بجلی لینا چاہیں اور وہ زمین والے اجازت نہ دیں تو کیا مسجد کی چھت پر بجلی کے تار گزر وادیئے جائیں کچھ اشخاص مخالف ہیں کہ بجلی کے تار گزر وانے سے بجلی لینے والوں کو قانونی حق ہو جائے گا مسجد کو دوبارہ تعمیر کرانا ہے؟

جواب: زمین کے مالکان اجازت نہیں دیتے 'قانونی حقوق سے تحفظ کے لیے تو یہ خطرہ مسجد کو بھی ہوگا' پھر جب کہ مسجد کو از سر نو تعمیر کرانا بھی تجویز ہے تو اس کا لحاظ بھی رکھا جائے کہ تعمیر کے وقت پریشانی لاحق نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۱۲)

مسجد کی بجلی دوسرے کو دینا

سوال: کیا مسجد سے دوسرے شخص کو بجلی اور روشنی دی جاسکتی ہے؟ جبکہ کوئی نقصان نہ ہو؟

جواب: جہاں تک ہو سکے مسجد کی بجلی کا تعلق دوسرے سے نہیں ہونا چاہیے اگرچہ اس سے مسجد کی بجلی میں کوئی فرق نہ آئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۰۲) 'پورا محلہ استعمال کرے گا یا اختصاص سے اعتراض ہوگا' (م'ع)

مسجد کی بجلی سے قادیانی کو کنکشن دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد کا متولی برضامندی مقتدیوں کے (قریبی ایک مرزائی قادیانی دکاندار سے تعاون بایں معنی کرتا ہے کہ مسجد سے مرزائی مذکور کی دکان کو بجلی کا کنکشن دیا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں چند مقتدیوں کے اس مرزائی سے دوستانہ تعلقات بھی ہیں۔ کیا ایسی حالت میں اس مسجد میں نماز پڑھنے سے کوئی اعتقادی خلل یا ان مقتدیوں کے اس مرزائی قادیانی سے دوستانہ تعلقات کی وجہ سے ان سے علیک سلیک اور ان کو مذکورہ بالا تعاون میں رضامندی کی وجہ سے کوئی شرعی عذر یا عدم جواز اور حرج تو واقع نہیں ہوگا۔ ایسی حالت میں اس دکاندار سے سودا وغیرہ خرید کرنے اور مسجد کے متولی سے روابط قائم رکھنا صحیح ہوگا یا نہیں؟ فقط۔

جواب: بشرط صحت سوال متوفی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مسجد کی بجلی سے کسی مرزائی کو کنکشن دے۔ لہذا متولی پر لازم ہے کہ وہ مرزائی کی دکان سے بجلی کا کنکشن منقطع کر دے۔ باقی اس مسجد میں نماز جائز ہے نماز میں کوئی حرج نہیں آتا۔ نیز مرزائیوں سے دوستانہ تعلقات رکھنا

جائز نہیں۔ لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ تخلع و تترک من فہرک پر عمل کرتے ہوئے مرزائی سے دوستانہ تعلقات منقطع کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۵۸۳)

نکاح خوانی یا قرآن خوانی کیلئے مسجد کی بجلی استعمال کرنا

سوال: مسجد میں نکاح خوانی یا قرآن خوانی کے وقت مسجد کی بجلی اور پنکھے چلائے جاتے ہیں تو جتنی دیر مسجد کی بجلی چلائی جائے اس کا عوض متولی لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اصل تو یہی ہے کہ ان کاموں کے لیے روشنی کا انتظام خود ہی کر لیں، مسجد کی بجلی اور پنکھوں کو استعمال نہ کریں۔

لیکن اجازت نہ دینے پر جھگڑے اور فساد کا اندیشہ ہو تو جتنی دیر بجلی خرچ ہو معاوضہ لے لیا جائے تو اس کی گنجائش ہے یا وہ خود ہی دے دے، مسجد میں مجلس نکاح منعقد کرنا مسنون ہے، ایصال ثواب کے لیے رسمی مجلس مساجد میں منعقد کرنا ثابت نہیں، لہذا اس میں بجلی اور پنکھوں کو استعمال کرنا جائز نہ ہوگا جبکہ قرآن کی تلاوت اور دین کی کتابوں کے مطالعے کے لیے مسجد کی بجلی چلانے کی اجازت نہیں ہے (حالانکہ یہ خالص دینی کام ہیں) تو رسمی قرآن خوانی کے لیے اس کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اگر کرنا ہی ہے تو اپنے گھروں میں کریں، مسجد ان کاموں کے لیے موضوع نہیں۔ (فتاویٰ رحمہ ج ۶ ص ۱۰۶)

مسجد کی لی ہوئی دکان کو زیادہ کرائے پر دینا

سوال: ایک شخص نے مسجد کی جائیداد دس روپے ماہوار کرائے پر لے رکھی ہے اور اس کو اپنے طریق سے بارہ روپے کرائے پر دے رکھی ہے، مسجد کی جائیداد سے یہ نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اس شخص نے اس جائیداد میں کوئی تصرف نہیں کیا بلکہ جس طرح مسجد سے لی تھی اسی طرح دوسرے کو دے دی تب تو یہ منافع ناجائز ہے اس کا صدقہ کرنا واجب ہے، اگر اس جائیداد کی کوئی اصلاح یا مرمت کی ہے اور پھر دوسرے شخص کو دی ہے تو یہ منافع جائز ہے، نیز اس لیے بھی ناجائز ہے کہ وہ جائیداد کسی ایسے آدمی کو کرائے پر دے جس کے رہنے اور کام کرنے سے اس جائیداد کو نقصان پہنچے مثلاً اگر وہ دکان یا مکان ہو تو اس کو لوہا یا آٹا پیسنے والے کو نہ دے کہ لوہا کی بھٹی اور کام سے اور آٹا پیسنے والے کی مشین سے دکان اور مکان کی دیواروں اور چھت اور بنیادوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۹۸)

حوض کی جگہ پر دکان بنانا

سوال: مسجد میں حوض ہے اس مسجد کی آمدنی کچھ نہیں، متولی صاحب کل مصارف اپنی جیب

سے برداشت کرتے ہیں اب متولی صاحب کا خیال ہے کہ حوض کی جگہ ٹوٹی لگوائیں اور حوض کو ختم کر کے ایک عمارت بنوادیں تاکہ متولی صاحب کے بعد بھی اس کے کرائے سے مسجد کی ضروریات پوری ہوتی رہیں اور کوئی دشواری پیش نہ آئے تو شرعاً متولی کو یہ حق حاصل ہے یا نہیں؟

جواب: اگر نمازیوں کو وضو کی تنگی نہ ہو اور جو کام حوض سے لیا جاتا ہے وہ سہولت سے ٹوٹی سے حاصل ہو جائے نیز عمارت بنانے سے مسجد کی ہوا اور روشنی میں رکاوٹ نہ ہو تو مسجد کے مفاد کے پیش نظر وہاں کے سمجھ دار آدمیوں کے مشورے سے ایسا کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۷۰)

دکان کو دوسرے کرائے دار کی طرف منتقل کرنا

سوال: میرے شوہر نے ایک مسجد کی دکان کرائے پر لی تھی اس میں کاروبار کرتے اور کرایہ ماہ ب ماہ ادا کرتے تھے اب ان کا انتقال ہو گیا، متولی صاحب کہتے ہیں کہ دکان خالی کر دو ایک طرف دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ روپے لے کر مجھے دکان کا قبضہ دے دو کیا دکان پر روپے لے کر قبضہ دے سکتے ہیں؟ اور یہ رقم ہمارے لیے جائز ہوگی؟

جواب: آپ کو حق نہیں کہ روپے لے کر کسی کو دکان پر قبضہ دیں بلکہ متولی کے کہنے کے موافق خالی کر دیں وہ جس کو چاہیں گے کرائے پر دے دیں گے اور جو کرایہ مسجد کے لیے مناسب ہوگا مقرر کر لیں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۵۴)

مسجد کے قریب افتادہ زمین میں دکان بنانا

سوال: مسجد کے قریب ایک کنواں ہے جو مسجد کا کنواں کہلاتا ہے محلہ کی رائے سے کنویں پاٹ کر کئی مسجد کے پیشاب گھر اور دکانیں تعمیر کی گئیں یہ مسجد کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ سرکاری کاغذات میں یہ جگہ کسی کی ملکیت نہیں ہے صرف ”چاہ پختہ“ لکھا ہے؟

جواب: مسجد کے قریب کچھ جگہ عامۃً مصالح مسجد کے لیے خالی چھوڑ دی جاتی ہے ایسا ہی حال کچھ اس جگہ کا معلوم ہوتا ہے خاص کر جب کہ کوئی اس کی ملکیت کا مدعی بھی نہیں ہے تو ایسی حالت میں اس جگہ مصالح مسجد کے لیے متفقہ رائے سے دکانیں وغیرہ بنوادینا شرعاً درست ہوا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۲۱۸)

اس صورت میں مسجد کی زمین کسے کرائے پر دی جائے؟

سوال: مسجد کی ایک جگہ ہے مسجد کے ایک متولی نے وہ جگہ ایک شخص کو کرائے پر دینے کا عہد و پیمان کر لیا ہے اور کرایہ بھی طے ہو گیا اس کے بعد محلے کے ایک شخص نے مطالبہ کیا کہ یہ جگہ

مجھے کرائے پر دی جائے اور یہ شخص کرایہ بھی زیادہ دیتے پر آمادہ ہے اس صورت میں دوسرے شخص کو وہ زمین کرائے پر دینا کیسا ہے؟

جواب: وعدہ کر لینے کے بعد بلاوجہ شرعی خلاف کرنا درست نہیں۔ صورت مذکورہ میں متولی نے جماعت (برادری کے ذمہ دار حضرات) کے مشورے سے یا پہلے سے حاصل شدہ اختیار کی بناء پر یہ کام کیا ہے تو اب اس کے خلاف کرنا جائز نہیں ہے اور اگر متولی نے محض اپنی رائے سے کیا ہے اور جماعت نے اس کام سے اتفاق نہیں کیا ہے تو متولی کا کیا ہوا معاملہ معتبر نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۸۹)

مسجد کی دکان کی پگڑی کا ایک مسئلہ

سوال: مسجد کا ایک کمرہ کرائے پر دینا تھا دو گاہک آئے جن میں سے ایک نقد رقم دے رہا تھا اور ایک کے پاس پوری رقم موجود نہ تھی مگر سودا انہیں سے طے ہو گیا کہ کمرے کا عطیہ ساڑھے پانچ ہزار روپے اور کرایہ ماہانہ چالیس روپے ہے۔ انہوں نے منظور کر لیا، صرف ایک ہزار روپے نقد دیئے اور بقیہ رقم دینے کا وعدہ کیا، رقم پوری وصول نہ ہوئی تھی اس لیے کمرہ کا قبضہ انہیں نہیں دیا، سودا طے ہونے کے ڈیڑھ ماہ بعد معذرت چاہی اور کمرہ کسی اور کو دینے کو کہا اور اپنی رقم واپس طلب کرنے لگے ہم نے کہا جب کوئی کرائے دار کمرہ لے گا تب ہی رقم کا فیصلہ ہوگا، آٹھ ماہ بعد دوسرا کرائے دار آیا اب سوال یہ ہے کہ ان سے آٹھ ماہ کا کرایہ لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے جو رقم بطور عطیہ مسجد کو دی انہیں لوٹا دیا جائے؟

جواب: جب کہ کمرہ کا قبضہ نہیں دیا تو ان سے اس مدت کا کرایہ وصول کرنا شرعاً درست نہیں، جب کہ کمرہ انہوں نے معذرت کر کے دوسرے کو دینے کے لیے کہہ دیا تھا۔

ایک ہزار کی رقم اگرچہ عطیہ کہہ کر دی ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان کا مقصود اللہ مسجد کی خدمت کرنا نہیں ہے بلکہ اسی امید پر دی ہے کہ وہ کمرہ لیں گے، اگر وہ محض خدا کے واسطے دیتے تو اب واپسی کا مطالبہ نہ کرتے، لہذا یہ وہی پگڑی ہے جس کو مسجد کے لیے درست نہ سمجھتے ہوئے آپ نے اس کا نام عطیہ رکھ دیا۔ جس طرح بیعاً نہ جزء قیمت ہوتا ہے اور بیع کا معاملہ ختم ہو جانے پر اس کی واپسی شرعاً لازم ہے جس طرح مسجد کے لیے پگڑی کو آپ درست نہیں سمجھتے، اسی طرح لی ہوئی رقم بھی مسجد کے لیے جبراً رکھنا درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۵۳)

مسجد کے برتنوں کو کرائے پر دینا

سوال: انتظامیہ نے مسجد کی آمدنی سے کچھ برتن خریدے جو شادی اور دیگر تقاریب کے لیے کرائے پر دیئے جاتے ہیں اور اس کا جو بھی کرایہ وصول ہوتا ہے اس سے اخراجات مکمل کیے جاتے

ہیں کیا اس طرح برتنوں کا کرایہ وصول کرنا اور مدرسہ مسجد کے انتظامات میں لانا شرعاً درست ہے؟
جواب: شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں وہ کرایہ مذکورہ ضروریات میں صرف کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۳۷)

مسجد کے کنویں پر نماز پڑھنا

سوال: ایک مسجد تعمیر ہو رہی ہے اس میں فرش کے درمیان کنواں آ گیا ہے کنویں کے اوپر پتھر رکھ کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ جواب: درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۳۰)

مسجد کی آمدنی سے بالٹی خریدنا

سوال: مسجد کے مال سے مسجد کے غسل خانوں میں غسل کے واسطے بالٹی خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ یا کوئی شخص بالٹی خرید کر مسجد کو وقف کرتا ہے تو اس بالٹی کو عام لوگوں کے واسطے غسل خانے میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: مصالح مسجد کے لیے جو وقف ہو اس کی آمدنی سے غسل خانے کے لیے بالٹی خریدنا اور غسل خانے میں رکھ دینا کہ نمازی وقت ضرورت اس سے غسل کر لیا کریں جائز ہے۔ اس طرح کوئی شخص بالٹی ہی خرید کر اس مقصد کے لیے وہاں رکھ دے تب بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۲۷)
جیسا بہت سے مقامات پر دستور ہے (م ع)

مسجد کے روپے سے قبرستان کی زمین خریدنا

سوال: ایک ہندو کی زمین پڑی ہوئی ہے اس زمین کے کچھ حصے میں مسلمانوں نے قبرستان بنا رکھا ہے اب وہ زمین اس ہندو سے ایک مسلمان نے خرید لی اور قبرستان اسی طرح برقرار رکھا پھر اس زمین کو مسجد کے قریب ہونے کی وجہ سے متولی نے چار آدمیوں کے مشورے سے مسجد کے روپے سے مسجد کے نام پر خرید لیا اس نیت سے کہ وہ قبرستان رہے گا اس صورت کا کیا حکم ہے؟
جواب: اس زمین کو خریدنے میں جتنا روپیہ مسجد کا خرچ ہوا ہے وہ روپیہ سب مسلمان چندہ کر کے مسجد کو دے دیں اور اس زمین کو قبرستان ہی رکھیں مسجد کے روپے سے قبرستان کے لیے زمین خریدنے کا حق نہیں ہے لہذا مسجد کا روپیہ وصول ہونا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۵۶)

مسجد کا دھان ادھار دینا

سوال: مسجد کا کچھ دھان اس زمین میں کھیتی کرنے والوں کو ادھار دیا تھا اور پیداوار کے موسم میں ادھار کیا تھا تو اس وقت بھاؤ سستا ہوا ہے اور جس وقت دھان دیا تھا اس وقت مہنگا ہوتا ہے اس

طرح دو تین سو روپے کا مسجد کا نقصان ہوتا ہے تو اس طرح مسجد کا دھان قرض دینا درست ہے یا نہیں؟
جواب: شرعاً درست نہیں، مسجد کا جس قدر نقصان ہو رہا ہے اس کا ضمان لازم ہے جتنا دھان دیا تھا اگر اتنا ہی وزن کر کے واپس مل گیا تو ضمان لازم نہیں، اگرچہ قیمت میں فرق ہوا۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۶۹)

برآمدہ مسجد کے چندے سے دکانیں بنانا

سوال: متولی نے جو عالم بھی تھے مسجد کے لیے برآمدے کی ضرورت محسوس کی اور اپنے ایک شاگرد کو افریقہ لکھا کہ ہمارے محلے کی مسجد میں برآمدہ کی ضرورت ہے اور اہل محلہ اتنے خیر نہیں آپ وہاں سے چندہ کر کے بھجوادو۔ چنانچہ وہاں سے آٹھ سو روپے رقم آ گئی اب بعض اہل محلہ چاہتے ہیں کہ اس رقم سے مسجد میں دکانیں بنوادی جائیں تاکہ مسجد خود کفیل بن سکے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جس مقصد کے لیے چندہ لیا گیا اور دینے والوں نے دیا ہے اس مقصد میں وہ روپیہ خرچ کیا جائے دوسرے مقصد میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ لہذا اس روپے سے برآمدہ بنوایا جائے اور دکان یا کسی اور کام میں یہ روپیہ خرچ کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۶۳)

مسجد کا لینٹر پڑوسی کی دیوار پر رکھنا

سوال: مسجد کا ایک حجرہ میرے مکان سے ملا کر تعمیر کیا گیا، میرے مکان کی خام دیوار کو چھانٹ کر اپنے حجرے کی دیوار قائم کر لی اور دیوار میں ایک فٹ دبا کر لینٹر ڈال لیا، کیا بغیر مالک کی اجازت کے ایسا کرنا جائز تھا؟ نیز ایک چھت اور بنوائی ہے جو مذکورہ چھت سے ملائی گئی اور روشن دان رکھ دیا جس کی وجہ سے بے پردگی ہوگی، شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد خدا کا گھر ہے اس میں کسی دوسرے کی زمین بغیر مالک کی اجازت کے شامل کر لینا یا اس کی دیوار پر مسجد کا لینٹر یا گارڈ رو غیر رکھنا یا مسجد میں کوئی ایسا روشن دان کھولنا کہ جس سے دوسرے کے مکان کی بے پردگی ہو شرعاً یہ جائز نہیں، یہ حق تلفی ہے گناہ ہے۔ اگر مسجد میں کسی کی زمین کی ضرورت ہو تو قیمتاً خریدی جائے۔

لہذا صورت مسئلہ میں مسجد کے ان تصرفات کے لیے دیوار کا کوئی حصہ لے لیا گیا ہو تو اس کی قیمت ادا کی جائے اگر بے پردگی ہو اس کا انتظام کیا جائے اور جس کی حق تلفی کی گئی اس سے معذرت کی جائے ورنہ آخرت کی باز پرس سے نجات نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۷۵)

مسجد کا چندہ عمومی کام میں خرچ کرنا

سوال: چند حضرات نے مسجد کے لیے روپیہ جمع کیا تھا لیکن وہ روپیہ عمومی کام میں خرچ کرنا

چاہتے ہیں، اگرچہ باقاعدہ حساب مع رسیدوں کے موجود ہے لیکن سب چندہ دہندگان سے دریافت کرنا ایک امر مشکل ہے، ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: جس طرح چندہ جمع کیا گیا ہے (ان کو جمع کر کے یا گھروں پر جا کر) اسی طرح ان سے اجازت لے لی جائے یا ان کا چندہ واپس کر دیا جائے۔ جب رسیدیں بھی موجود ہیں تو اس میں کیا مشکل ہے؟ یا اعلان کر دیا جائے کہ اس چندے کو فلاں کام میں خرچ کیا جائے گا جس کو نا منظور ہو وہ اپنا چندہ واپس لے لے اور یہ اعلان اس طرح کیا جائے کہ چندہ دہندگان تک بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی نہ کسی طرح پہنچ جائے مثلاً ایک اشتہار چھاپ کر تقسیم کر دیا جائے یا محلوں اور مسجدوں میں کہہ دیا جائے۔

غرض اپنی وسعت کے مطابق اعلان کر دیں یا واپس کر دیں اس سے زائد کی ذمہ داری نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۰۲)

مسجد کے لیے چندہ دے کر واپس لینا

سوال: مسجد کی تعمیر کے لیے لوگوں نے چندہ دیا تھا، پھر لوگوں میں کچھ اختلاف ہو گیا جس سے وہ لوگ اپنا چندہ واپس مانگنے لگے اور مسجد کی تعمیر کے لیے بہت سا سامان بھی خرید لیا گیا تھا تو وہ لوگ اپنا چندہ واپس لے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور متولی کو واپس کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟

جواب: جب کہ وہ چندہ سب کا مخلوط ہے اور اس کا سامان بھی خرید لیا گیا ہے تو اب واپس لینے کا حق نہیں رہا نہ متولی کو واپس دینے کا حق رہا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۶۲)

حوض میں کلی اور مسواک کرنا اور پیر دھونا

سوال: مسجد میں حوض پر وضو کرتے وقت دانتوں کو مسواک سے صاف کرنے کے بعد اس مسواک کو حوض میں ڈبو کر دھونا، کلی کرتے وقت بجائے نالی کے پانی میں ہی کلی کرنا، پیر حوض ہی میں ڈبو کر دھونا، یہ تینوں باتیں کہاں تک درست ہیں؟ پانی میں خرابی ہوگی یا نہیں؟

جواب: وہ حوض وہ درودہ ہے وہ ان چیزوں سے ناپاک نہیں ہوگا لیکن ادب اور سلیقہ یہ ہے کہ کلی حوض میں نہ کی جائے بلکہ نالی میں کی جائے مسواک کی لکڑی بھی نالی میں دھوئی جائے حوض میں نہ ڈبوئی جائے پیر بھی اس طرح دھوئے جائیں کہ پانی نالی میں گرے حوض میں نہ گرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۵۰) ”مسلمانوں کو بے تمیز نہیں ہونا چاہیے“ (مذع)

طاق بھرنے کی ضرورت سے طاق بنانا

سوال: مسجد کے محراب میں طاق بنانا عورتوں کے طاق بھرنے کی غرض سے کیا ہے؟

جواب: عورتوں کا طاق بھرنا مسجد کی ضرورت میں داخل نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۵۸)
”اس لیے بنانے کی اجازت نہیں عورتوں کے عقائد کو مزید خراب کرنا اور مسجد کی بے حرمتی بھی ہے“ (مءع)

مسجد کا چاندی کا روپیہ امانت لے کر نوٹ دینا

سوال: مسجد کا روپیہ بدل کر دینا مثلاً چاندی کا روپیہ ہے اور نوٹ دے تو کیا خیانت کا مجرم نہیں ہے؟
جواب: یقیناً یہ صورت خیانت میں داخل ہے اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ چاندی کا روپیہ دے جو اس کے پاس جمع کیا گیا ہے اگر وہ چاندی کا روپیہ خرچ کر لیا ہے تو اس کی قیمت دے جو موجودہ روپیہ اور نوٹ سے یقیناً زیادہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۹۴)

مسجد کا لوٹا اپنے لیے خاص کرنا

سوال: زید مسجد کا ایک لوٹا اپنے لیے مخصوص کر لیتا ہے دوسرا کوئی استعمال کر لیتا ہے تو ناراض ہوتا ہے اور اس کو ناپاک سمجھتا ہے شرعاً کیا حکم ہے؟
جواب: زید کا یہ طریقہ غلط ہے اگر اس کو وہم ہے کہ دوسرے کے استعمال سے لوٹا ناپاک ہو جاتا ہے تو اس وہم کو چھوڑ دے اگر نہ چھوٹ سکے تو اپنا لوٹا خرید کر علیحدہ رکھے اور نماز کے وقت لے آیا کرے تاکہ دوسرے کو اس کے استعمال کی نوبت ہی نہ آئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۰۳)

سڑک پر مسجد کی ڈاٹ لگانا

سوال: مسجد میں توسیع کی ضرورت ہے متولی و اہل محلہ کی رائے ہے کہ مسجد دو منزلہ بنوائی جائے اور اوپر کا صحن جانب پورب میں سڑک تک بنایا جائے اور نمازیوں کے واسطے خارج سڑک پر چوگی کی اجازت سے ڈاٹ لگائی جائے زمین چوگی ہی کی ملک رہے تو نماز اس ڈاٹ پر جائز ہوگی یا نہیں؟ اور جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب: سڑک پر ڈاٹ لگا کر نماز پڑھنا صورت مسئلہ میں شرعاً درست ہے اور جب کہ صحن مسجد کے ساتھ یہ ڈاٹ متصل ہے اور مسجد کی صفیں بھی وہاں تک متصل ہیں تو جماعت کا ثواب ملے گا لیکن یہ ڈاٹ مسجد شرعی کے حکم میں نہ ہوگی کیونکہ مسجد تحت الثریٰ سے آسمان تک کسی کی ملک نہیں ہوتی بلکہ محض للہ وقف ہوتی ہے اور یہاں ڈاٹ کے نیچے سڑک ہے جو چوگی کی ملکیت ہے۔ مقامی مصالح (مثلاً اندیشہ فساد کسی غیر مذہبی جلوس کے گزرنے کے وقت) کا مشورہ ارباب حل و عقد اور وہاں کے تجربے کار مدبروں اور علماء سے موقع دکھلا کر کر لیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۸۳)

مسافر کے لیے مسجد کی چٹائی کا استعمال کرنا

سوال: مسافر اگر مسجد کی چٹائی لیٹنے کے لیے استعمال کرے تو کیا یہ فتوے کی رو سے درست ہے اور تقویٰ کی رو سے ناجائز؟

جواب: فتویٰ کی رو سے درست ہے اور تقویٰ کی رو سے احتیاط اولیٰ ہے، حرام نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۴۷۹)

برش سے مسجد کی صفائی کرنا

سوال: مسجد میں بجائے جھاڑو کے بالوں کا بنا ہوا برش استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر وہ خنزیر کے بالوں سے بنا ہوا ہے تو وہ ناپاک ہے اور نجاست کو مسجد میں داخل کرنا منع ہے اور اگر خنزیر کے علاوہ کسی دوسرے جانور کے بالوں سے بنا ہے تو وہ ناپاک نہیں اس کو مسجد میں داخل کرنا جائز ہے تاہم اگر اشتباہ ہو تو چھوڑ دینا چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۵۰۴)

”کہ صفائی برش پر موقوف نہیں دیگر اشیاء کافی ہیں“ (م’ع)

مسجد کے متصل فرش پر کپڑے دھونا

سوال: اگر کوئی شخص جس جگہ کنواں، نل وغیرہ لگا ہوا ہے وضو کی جگہ کپڑے دھوئے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور مسجد میں رہنے والوں کو مثلاً طالب علم اور مسجد کے اماموں کو اجازت ہے کہ وہاں کپڑے دھولیں اور کوئی نمازی دیندار دھو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جو جگہ مسجد نہیں اس پر نماز نہیں پڑھی جاتی، وہاں اس طرح کپڑے دھونا کہ دوسروں کو اذیت نہ ہو اور مسجد کے فرش پر مستعمل پانی یا اس کی چھینٹ نہ جائے درست ہے اور اس میں امام وغیرہ امام سب برابر ہیں مگر جو شخص مسجد ہی میں رہتا ہے اس کو دوسری جگہ کپڑے دھونے کے لیے جانے میں دقت ہے اس لیے اس کے حق میں گنجائش زیادہ ہے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے کہ وہ بہ سہولت دوسری جگہ جاسکتے ہیں یا اپنے گھر میں دھو سکتے ہیں ان کے کسی دوسری جگہ جانے میں مسجد کی نگرانی یا کسی اہم کام میں خلل نہیں آتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۴۶۷)

جنتری ایک مسجد سے دوسری مسجد میں منتقل کرنا

سوال: زید نے اوقات کا نقشہ مسجد میں لگایا اور وقف کر دیا، عرصہ چھ سال سے وہ بالکل بے سود لگا ہوا ہے، مسجد کے امام اس پر عمل نہیں کرتے ایسی حالت میں اگر وہ نقشہ کسی دوسری مسجد میں جہاں پابندی سے نماز ہو رہی ہے اور اس مسجد میں نقشہ بھی نہیں وقف کر دیا جائے تو درست ہوگا یا

نہیں؟ اور وقف کرنے والے کو بے عمل والی مسجد میں لگا رہنے سے ثواب ہوگا یا نہیں؟
جواب: اگر اصل مالک نے متعین طور پر اس مسجد کے لیے وقف کیا ہے اور وہ وقف بھی صحیح ہو گیا تو اس کو پھر دوسری مسجد میں منتقل کرنے کے لیے فقہاء کے دو قول ہیں رائج یہ ہے کہ منتقل کرنا جائز نہیں لہذا امام اور مقتدی کو چاہیے کہ اس نقشے سے کام لیں تا کہ واقف کی نیت پوری ہو اور اس کے ثواب میں اضافہ ہو، نفس وقف کا ثواب بہر حال اس کو حاصل ہے ہاں اگر مسجد خدا نخواستہ غیر آباد ہو جائے تو پھر دوسری مسجد میں منتقل کرنا درست ہوگا، قرآن کریم کو جس مسجد پر وقف کیا جائے اس کو دوسری مسجد میں منتقل کرنے کا مسئلہ رد المحتار جلد تین میں لکھا ہے اسی کے ذریعے صورت مسئلہ کا یہ حکم تحریر کیا گیا ہے اگر وہ نقشہ وقف نہیں ہوا تو اس کو منتقل کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۵۹)

متفرقات

مسجد حرام میں ثواب کی زیادتی عام ہے

سوال: یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسجد حرام میں ایک لاکھ کا ثواب اور مسجد نبویؐ میں پچاس ہزار کا ثواب تو یہ جماعت کے ساتھ مخصوص ہے یا منفرد کو بھی اگر منفرد کو ہے جماعت کے ساتھ کس قدر ثواب ملے گا؟
جواب: عام ہے اور جماعت کا اجر جدا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۹۷)

مفسد شخص کو مسجد میں آنے سے روکنا

سوال: خوف فتنہ کی وجہ سے غیر مقلدین کو مقلدین کی مسجد میں آنے سے روکنا شرعاً ممنوع ہے یا نہیں؟ جیسا کہ فتنوں کا اکثر مشاہدہ ہوتا رہتا ہے؟

جواب: جو شخص مسجد میں آ کر ایذا دیتا ہو یا فساد کرتا ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت کر سکتے ہیں خواہ کسی فرقے کا ہو مگر ممانعت ایسا شخص کر سکتا ہے جس کی ممانعت میں فساد میں زیادتی نہ ہو ورنہ فَرَمَنِ الْمَطَرِ وَوَقَفَ تَحْتَ الْمِيزَابِ کا مصداق ہو جائے گا اور ظاہر ہے کہ یہ مصلحت اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جب منع کرنے والا صاحب قدرت ہو۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۰۰) ”ورنہ سکوت اسلم“ (م ع)

جو شخص گھر میں نماز پڑھنے کا عادی ہو اس کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا

سوال: ایک شخص ہمیشہ اپنے گھر میں سال دو سال نماز پڑھتا رہا ہے اور پھر مسجد میں آ کر نماز

پڑھنے لگے تو کیا ایسے شخص کو مسجد میں نماز نہ پڑھنے دینا جائز ہے؟
جواب: جو شخص اس کو مسجد میں آنے سے روکے گا سخت گنہگار ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۶۹)

بلب کے سامنے نماز پڑھنا

سوال: خادم نے آتش پرستوں کو دیکھا ہے کہ لائین کے سامنے رات کو کھڑے ہو کر پرستش کرتے ہیں اب عام طور پر مسجدوں میں بجلی کی روشنی سر پر رہتی ہے یا سامنے خادم ایک کونے میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیتا ہے امام کے پیچھے اب کھڑا نہیں ہوتا تو خادم اس روشنی سے علیحدہ رہے یا نہیں؟

جواب: اس میں اختلاف ہے اور مختار عدم کراہت کو لکھا ہے لیکن جب کراہت کی علت عبادت ہے اور سوال میں عبادت سراج کا شبہ ظاہر کیا ہے تو احتیاط رائج ہے لیکن ضرورت بھی آسانی پیدا کر دیتی ہے اگر اس سے بچنا دشوار ہو گنجائش کا حکم دیا جائے گا اور اگر آسانی سے انتظام ہو جائے تو اختلاف و اشتباہ سے بچنا عزیمت ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۹۵)

کافر کے مسجد میں داخل ہونے کا حکم

سوال: قنوج کی شاہی مسجد کو ہندو دیکھنے آتے ہیں مؤذن وغیرہ لالچ کی وجہ سے ان کو اجازت دے دیتے ہیں وہ لوگ ننگے پیر اور زانو کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور عورتیں لہنگا پہنے ہوئے ہوتی ہیں ایسی حالت میں ان کو مسجد میں داخل ہونے کی اجازت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مشرک لوگ ناپاک ہیں اس وجہ سے ہم ان کو مسجد کے اندر داخل ہونے سے منع کرتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ ظاہر میں نجاست نہ ہو تو داخل ہونا جائز ہے کیا حکم ہے؟

جواب: مشرکوں کے بدن باطن کے پاک و ناپاک ہونے کی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں جبکہ مسلمان بچوں کا جب کہ غالب احوال میں ان کا بدن ناپاک ہوتا ہے مسجد میں داخل کرنا حرام ہے تو بالغان کفار جہاں علاوہ نجاست غالبہ کے دوسرے موانع بھی ادخال مسجد کے جمع ہیں ان کو مسجد میں داخل ہونے کی کیسے اجازت دی جائے گی اور نجاست کا ان پر غالب ہونا ظاہر ہے خصوصاً پاخانے کے بعد نجاست زائل کرنے کا اہتمام نہ ہونا ان کا یقینی ہے اور دوسرے موانع میں سے بڑا مانع یہ ہے کہ وہ مندروں میں مسلمانوں کو نہیں جانے دیتے تو غیرت اسلامی ضرور مانع ہونا چاہیے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۷۲۰)

نماز کے وقت مسجد کا دروازہ بند رکھنا

سوال: مسجد کے دو دروازے ہیں ایک محلے کی جانب اور دوسرا شارع عام کی جانب ان میں سے

ایک دروازہ نماز کے وقت بند رکھا جاتا ہے حالانکہ اس طرف بھی مسلمانوں کے کچھ گھر ہیں اس دروازہ کے بند رکھنے کی وجہ سے اس طرف کے رہنے والے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو دروازہ بند رکھنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد کا سامان چوری ہو جانے یا مسجد میں جانور وغیرہ کے گھس جانے کا اندیشہ ہو تو دروازہ بند کیا جاسکتا ہے لیکن نماز کے وقت کھولنا ضروری ہے۔ جب دونوں دروازوں کی طرف مسلمان آباد ہیں تو نماز کے وقت دونوں دروازے کھلے رہنے چاہئیں بند کر کے نمازیوں کو پریشان کرنا درست نہیں ہے ہاں اگر جانوروں کے اندر آ جانے کا ڈر ہو تو اس طرح بند رکھا جاسکتا ہے کہ نمازی خود کھول کر مسجد میں آسکیں اور نمازیوں کی شکایت باقی نہ رہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۰۳)

مصارف خیر کیلئے کیا گیا چندہ کسی بھی مسجد میں صرف ہو سکتا ہے؟

سوال: انجمن اسلامیہ اوقاف کے پاس جامع مسجد کی آمدنی یہ ہے کہ کچھ روپیہ مسجد کی جائیداد سے اور کچھ روپیہ ماہواری چندہ سے وصول ہوتا ہے اور انجمن کے متعلق تین چار مسجدیں اور بھی ہیں لیکن ان مسجدوں میں کوئی آمدنی نہیں ہے اور وہ مسجدیں پہاڑی علاقے میں ویران پڑی ہوئی ہیں وہاں امام کی بھی ضرورت ہے وہاں کے لوگ بہت غریب ہیں اس لیے انجمن چاہتی ہے کہ جامع مسجد کو جو آمدنی ہوتی ہے اس میں سے جامع مسجد کا خرچہ نکال کر باقی روپیہ جو کافی بچتا ہے ان ویران مسجدوں پر صرف کر دیا جائے پیش امام رکھا جائے کیا حکم ہے؟

جواب: انجمن جو روپیہ ماہواری چندہ وصول کرتی ہے اگر وہ جامع مسجد کے نام سے وصول نہیں کرتی بلکہ مصارف خیر یا مساجد زیر نگرانی انجمن کے نام سے وصول کرتی ہے تو اس آمدن کو ان غیر آباد مساجد کے آباد کرنے پر بلا تکلف خرچ کر سکتی ہے لیکن اگر خاص جامع مسجد کے نام سے وصول کرتی ہے تو آئندہ اعلان کر دے کہ وصول شدہ رقم مساجد زیر نگرانی پر بھی خرچ کی جائے گی دونوں صورتیں نہ ہوں اور نہ ہو سکیں تو بشرط طے کہ جامع مسجد کو بچے ہوئے روپے کی فی الحال بھی حاجت نہ ہو اور مستقبل میں حاجت ہونے کا اندیشہ بھی نہ ہو فاضل رقم ان غیر آباد مساجد پر بقدر ضرورت خرچ ہو سکتی ہے۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۷۷)

چندے سے بنی مسجد میں اپنے نام کا پتھر لگانا

سوال: ہمارے یہاں مسجد بن رہی ہے ایک شخص پتھر پر تاریخ سنگ بنیاد اور اپنا نام کھدوا کر لگانا چاہتا ہے یہ مسجد چندے سے تعمیر ہو رہی ہے یہ شخص چندے کی فراہمی اور دیگر کاموں میں زیادہ حصہ

لیتا ہے گاؤں والے اس پتھر کے لگوانے سے ناراض ہیں آپ فرمائیں کہ یہ پتھر نصب کریں یا نہیں؟
 جواب: اگر مسجد والے ان صاحب کو مسجد کا متولی بنالیں اور ان کے اہتمام میں مسجد کا کام ہو تو اس پتھر پر یہ عبارت لکھ دی جائے کہ ”اس مسجد کی تعمیر فلاں صاحب کے انتظام و اہتمام سے ہوئی“ تو شرعاً اس کی گنجائش ہے لیکن خود ان صاحب کا مطالبہ کرنا اخلاص کے خلاف ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی ناموری کے خواہش مند ہیں یہ خواہش نہایت غلط ثواب کو ختم کرنے والی ہے دنیا میں ایسے شخص کی شہرت ہو جائے گی مگر آخرت میں عمل خالص کے ثواب سے محروم رہے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۴۱)
ہر جمعہ کو مسجد دھونا

سوال: یہاں ہر جمعہ کو مسجد دھوئی جاتی ہے اگر ضروری سمجھ کر دھوئی جائے تو کیا حکم ہے؟
 جواب: ہر جمعہ کو مسجد دھونا کوئی حکم شرعی نہیں ہے اگر صفائی کے لیے دھوئی جائے اور اس کو حکم شرعی نہ سمجھا جائے تو مباح ہے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۸۶)

دوسرے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا

سوال: ایک شخص مسجد محلہ کی جماعت چھوڑ کر دوسرے محلہ میں جا کر نماز پڑھتا ہے اس کا یہ فعل شرعاً درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مسجد محلہ کا امام صحیح العقیدہ ہے اور بھی کوئی شرعی یا طبعی مانع اس میں موجود نہیں تو اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری جگہ کا رخ کرنا صحیح نہیں مسجد محلہ کا اتنا حق ہے کہ اگر اس میں داخل ہونے کے بعد کسی کی جماعت بھی فوت ہوگئی تو طلب جماعت میں دوسری مسجد میں جانے کے بجائے مسجد محلہ میں ہی افراد نماز ادا کرنا افضل ہے۔

غرض اس شخص کا یہ عمل حد سے گزرا ہوا اور خلاف شرع ہے مگر اہل محلہ کو اس قسم کے شخص سے سوءظن رکھنا یا اس پر طعن و تشنیع کرنا جائز نہیں عموماً اس قسم کا طرز عمل مسائل شرعیہ سے ناواقفیت یا کسی غلط فہمی پر مبنی ہوتا ہے اس لیے شفقت و ہمدردی سے اس کی اصلاح ضروری ہے۔ اگر سمجھانے سے نہ سمجھے تب بھی اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اس قسم کے لوگوں سے الجھنے کے بجائے ایسے لوگوں پر محنت کی جائے جو سرے سے نماز ہی سے آزاد ہیں اور کسی مسجد میں بھی قدم نہیں رکھتے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۴۹)

مسجد میں جگہ متعین کرنا

سوال: ایک آدمی مؤذن کے قریب ٹوپی رو مال رکھ کر وضو کے لیے جائے تاکہ پھر اس جگہ

آ کر بیٹھ جائے تو یہ جگہ کیا اس کے لیے متعین ہو جائے گی؟

جواب: وضو سے پہلے خود رومال ٹوپی رکھ کر یا دوسرے سے رکھوائے تو اس سے جگہ متعین نہ ہوگی جگہ کا حق دار وہ ہے جو بارادہ نماز بیٹھے پھر اتفاقاً وضو وغیرہ کی حاجت ہو جائے اور رومال وغیرہ رکھ کر جلد واپسی کے قصد سے اٹھے تو اس جگہ کا حقیقتاً وہ حق دار ہے اب دوسروں کو بیٹھنے کا حق نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۴۱۴) ”مطلب یہ کہ مسجد میں ریزرویشن نہیں“ (م’ع)

مسجد کی تعمیر کے زمانے میں نماز باجماعت کا حکم

سوال: ایک مسجد تعمیر ہو رہی ہے حکومت کی جانب سے نئی تعمیر کی اجازت اس شرط پر ملی ہے کہ تعمیر کا سامان سڑک پر نہ رکھا جائے اس لیے ملکہ مسجد میں رکھنا پڑتا ہے جس میں بہت جگہ گھر جاتی ہے تو تعمیر کے دوران مسجد میں نماز باجماعت پڑھی جائے یا نہیں؟ نماز پڑھیں تو جگہ نکالنا مشکل ہے حوض کا پانی تعمیر میں کام آ رہا ہے اور مزدور اکثر ہندو ہوتے ہیں ان کے ساتھ بچے بھی ہوتے ہیں ان کو پاکی ناپاکی کا کچھ خیال نہیں ہوتا نیز نماز کی وجہ سے کام بند کرنا پڑے گا ایسے حالات میں کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئلہ میں مسجد کا بے کار ملکہ فروخت کر دیا جائے وقت پر اذان و جماعت ہونی چاہیے مختصر ہی سہی جماعت خانے میں صحن میں جہاں ممکن ہو جماعت کی جائے چند نمازی اپنے گھر سے وضو اور سنت سے فارغ ہو کر آ جائیں اور بعد کی سنتیں بھی گھر جا کر ادا کریں اس طرح صرف دس پندرہ منٹ کام بند رہے گا جمعہ موقوف کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں مسجد کے احترام کا پورا خیال رکھا جائے اور گند کا اندیشہ ہو تو بچوں کو روکا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۰۹)

”مسجد حرم“ نام رکھنا

سوال: یہاں پر ایک مسجد ”مسجد حرم“ کے نام سے تعمیر ہو رہی ہے تو یہ نام رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قادیانی نے یہی تلخیص کی تھی کہ اپنا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تجویز کیا اپنی بیوی کا نام ام المؤمنین کا نام تجویز کیا اور اپنی مسجد کا نام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کا نام تجویز کیا اپنے قبرستان کا نام مدینہ پاک کے قبرستان کا نام تجویز کیا اس طرح اس نے اپنی امت کو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اُست سے بے نیاز و بے تعلق بنانے کی کوشش کی (نعوذ باللہ) اپنی مسجد کا نام آپ حضرات بھی ”مسجد حرم“ نہ رکھیں کہ بے علم مسلمانوں کو اس سے دھوکہ لگتا ہے اگرچہ آپ حضرات کی نیت تلخیص کی نہ ہوتا ہم دھوکہ اور مغالطہ سے بچنا بھی ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۲۷)

مسجد غرباء نام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: سورت میں ایک مسجد تقریباً چار سو سال پرانی ویران تھی ایک دو ماہ سے اس کو مرمت کر کے آباد کی گئی ہے اور اس کا نام ”مسجد غرباء“ رکھا گیا ہے اس پاس کے لوگ اکثر خستہ حال ہیں اس نام پر بہت سے لوگوں کو اعتراض ہے اس لیے یہ نام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تعارف کی غرض سے یہ نام رکھا جاتا ہے۔ لہذا اس وجہ سے کہ اس جگہ کے لوگ اکثر غریب ہیں یا غرباء نے مسجد تعمیر کی ہے اور غریب لوگوں کی مسجد ہے۔ ”مسجد غرباء“ نام رکھنے میں شرعی قباحت نہیں ایسا نام رکھ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۹۱)

تبلیغی نصاب مسجد کے مانک پر پڑھنا

سوال: مسجد میں اذان اور کسی عالم کی تقریر کے لیے لاؤڈ سپیکر لگایا گیا اب اگر اس پر قرآن کریم، نعت و نظم، تبلیغی نصاب یا کوئی تعلیمی کتاب پڑھی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ اس وقت کچھ لوگ نماز بھی پڑھتے رہتے ہیں؟

جواب: تبلیغی نصاب ان لوگوں کو سنانا مقصود ہوتا ہے جو وہاں موجود ہوں بغیر مانک کے ان کو آواز پہنچ جاتی ہے پھر کیوں ان کو مانک پر سنایا جاتا ہے اس واسطے اس مقصد کے لیے مانک استعمال نہ کریں خاص کر نمازیوں کو جب کہ اس سے پریشانی ہوتی ہے زور زور سے نعت وغیرہ بھی اس پر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۱۳۴) ”نہ اجازت“ (م ع)

”مسجد شہید کردی گئی“ اور ”توڑ دی گئی“ کہنے کا حکم

سوال: ”مسجد کی دیوار شہید کردی گئی“ کے بجائے ”توڑ دی گئی“ کہنا کیسا ہے؟

جواب: ”مسجد کی دیوار شہید کردی گئی“ یا ”مسجد کی دیوار توڑ دی گئی“ ان دونوں عبارتوں کا کہنا جائز ہے اس میں کوئی توہین نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۲۷)

یہ کہنا کہ ”مسجد صرف ہماری قوم کی ہے“

سوال: اگر کوئی یہ کہے کہ مسجد صرف ہماری قوم کی ہے دیگر قوم کو کسی امر میں دخل دینے کا حق نہیں جس کو نماز پڑھنی ہو پڑھو مگر انتظام میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: پڑھنے کا حق تو تمام مسلمانوں کو ہے مگر مسجد کا انتظام کرنے کا حق مسجد کے بانی اور واقف یا متولی کو ہے اگر وہ انتظام درست رکھے تو خیر ورنہ دوسرے مسلمانوں کو مشورہ دینے کا حق ہے زبردستی انتظام میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۲۷)

سرسوں کے تیل کو مٹی کے تیل پر قیاس کرنا

سوال: مسجد میں مٹی کا تیل جلانا جائز ہے یا نہیں؟ چونکہ لالین کی وجہ سے بو کا ازالہ ہو جاتا ہے اور اگر بو منع کی وجہ سے ہے تو بوتو چراغ میں جو سرسوں کا تیل جلایا جاتا ہے اس میں بھی ہوتی ہے اور اس کے بجھانے کے وقت بھی ہوتی ہے؟

جواب: لالین کے اندر بھی بدبو محسوس ہوتی ہے لہذا اس طرح بھی منع کیا جائے گا اور چراغ میں جو تیل عادتاً جلتے ہیں ان میں بدبو نہیں ہوتی اور بجھانے سے جو بدبو پھیلتی ہے اول تو وہ ایسی بدبو نہیں دوسرے ضرورت ہے۔ فلا یصح القیاس (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۹۸)

عورت مسجد کی صفائی کر سکتی ہے؟

سوال: مسجد کی صفائی مرد کرے یا عورت اور مرد کے ہوتے ہوئے عورت کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: بے پردگی وغیرہ کوئی قباحت نہ ہو تو عورت مسجد کی صفائی کی سعادت حاصل کر سکتی

ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۱۶)

مساجد وغیرہ کا بیمہ کرانا

سوال: یہاں مساجد و مدارس کے طریقے پر جتنی بھی عمارتیں ہیں وہ حکومت کے رجسٹر میں وقف کے نام سے نہیں بلکہ باشندوں کی منتظمہ کے نام سے رجسٹر کرائی جاتی ہے یہاں عیسائی حکومت ہے ملک کی ایک سیاسی پارٹی تشدد پسند ہے جو غیر ملکی لوگوں سے بہت بدسلوکی کرتی ہے ان کے مکان، دکان، مساجد و مدارس کو نقصان پہنچاتے ہیں، جلاؤا لتے ہیں، شیشے توڑ دیتے ہیں، ان امور کے پیش نظر اس ملک میں مساجد و مدارس کا بیمہ کرایا جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس پریشان حالی میں بیمہ اتارنے کی گنجائش ہے اور اس کا افشاء بھی مناسب ہے کہ مخالفین نقصان پہنچانے سے باز رہیں گے کہ ان کو معاوضہ مل جائے گا تو نقصان پہنچانا بے کار رہے گا مگر جو رقم بیمہ کے ضمن میں ادا کی گئی ہے وہ رقم مسجد، مدرسہ اور عبادت گاہوں کی ہوگی اور زائد رقم غرباء کو تقسیم کرنا ہوگی اگر ضرورت پڑ جائے تو مسجد و مدرسہ اور عبادت گاہوں کی بیت الخلاء، پیشاب خانے، غسل خانے میں بھی لگا سکتے ہیں، تنخواہ وغیرہ اچھے کام میں استعمال نہیں کر سکتے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۲۶) ”اولوا العزم حضرات کو اس کی حاجت نہیں یہ کیا حرارت ایمان کہ دشمن کے زخم کو مرہم کی امید پر برداشت کیا جائے“ (م ع)

حنفی احمدی لوگوں کا یکے بعد دیگرے جماعت کرنا

سوال: شہر پیالہ میں ایک قدیم مسجد ہے اس میں دو ایک حنفی نمازی تھے اس لیے فرقہ احمدی کے اشخاص جو اس محلے میں تھے اس مسجد میں نماز پڑھنے لگے نماز کے وقت دونوں فرقوں میں تکرار ہونے پر پولیس نے یہ انتظام کیا کہ جمعہ کی نماز پہلے حنفی پڑھ لیا کریں بعد میں احمدی اور دوسری نمازیں ایک دن حنفی پہلے پڑھ لیا کریں اور ایک دن احمدی تو ایک مسجد میں دو فرقوں کے امام اور دو جماعتیں ہو سکتی ہیں؟ اس مسجد کا بانی حنفی تھا؟

جواب: جب کہ وہ قدیم سے حنفی فرقے کی مسجد تھی اور وہی اس کے بانی بھی تھے تو اس میں نماز و جماعت کا حق صرف اسی فرقے کے اہل محلہ کو ہے وہی مسجد کے مہتمم اور متولی ہیں۔

مرزائی فرقہ جو جمہور علمائے اسلام کے نزدیک کافر ہے اس مسجد میں کسی قسم کے تصرف (جماعت وغیرہ) کا حق نہیں رکھتے پولیس نے مرزائیوں کے جماعت قائم کرنے کا جو موقع دیا ہے وہ غلط اور اسلام کے حکم کے خلاف ہے مرزائی نہ تو حنفیوں کی جماعت سے پہلے جماعت قائم کر سکتے ہیں کیونکہ اصل مستحقین بانی مسجد فرقے سے پہلے انہیں اقامت جمعہ کا کوئی حق نہیں اور بعد میں بھی نہیں کر سکتے اس لیے صحیح طور پر جماعت قائم ہو جانے کے بعد دوبارہ کوئی جماعت منظم طور پر قائم نہیں کی جاسکتی۔ اگر وہ ناحق اپنی جماعت قائم کرنے پر اصرار کریں تو پولیس کا فرض ہے کہ ان کو داخلہ مسجد تک سے روک دیں کہ ان کو اس کا بھی حق نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۲۲)

”اہل محلہ خود مزاحم نہ ہوں“ (م/ع)

مسجد کی حفاظت کیلئے جہاد کرنا

سوال: یہاں چار کوس پر ایک موضع میں پرانی مسجد ہے اس کو ایک کافر شہید کر کے بت خانہ بنوانا چاہتا ہے تو مسلمانوں پر اس کا روکنا فرض ہے یا مستحب؟ اور سب مسلمانوں پر فرض ہے یا خاص اس گاؤں والوں پر؟

جواب: اس مسجد کی حیانت سب مسلمانوں پر فرض ہے مگر لڑنا ہرگز درست نہیں ہے حسب قاعدہ سرکاری طور سے سرکار کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۳۵)

مسجد کی دوسری منزل میں نماز پڑھنا

سوال: اول ایک مسجد ایک منزلہ تھی پھر اس کو دو منزلہ بنایا گیا جس میں نیچے صحن بالکل نہیں رہا

چونکہ ایسی حالت میں نیچے کے درجے میں گرمی سخت ہوتی ہے اس لیے بعض موسموں میں اوپر کی منزل میں نماز پڑھی جاتی ہے۔ بعض علماء سے معلوم ہوا کہ مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے جب سے سخت تردد ہے کہ دوسری منزل میں نماز پڑھی جائے تو اس کراہت کا ارتکاب لازم آتا ہے اور اگر نیچے کی منزل میں پڑھی جائے تو سخت تکلیف ہوتی ہے حتیٰ کہ ایک روز سخت گرمی کی وجہ سے غش آ گیا تھا، علاوہ اس کے ایسا کرنے میں غالب گمان یہ ہے کہ اس موسم میں اس میں کوئی نماز نہ پڑھے گا اور مسجد معطل ہو جائے گی تو ایسی حالت میں موسم گرما میں اوپر کی منزل میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مذکورہ میں اوپر والی منزل میں نماز بلا کراہت جائز ہے، مسجد کی چھت پر نماز کا مکروہ ہونا اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب کہ اہل محلہ چھت پر نماز کے لیے جگہ نہ بنائیں اور اس کو چھت ہی قرار دیں اور جب اس پر نماز کے لیے دوسری منزل بنادی گئی تو اب یہ سقف کے حکم میں نہیں بلکہ دوسری منزل کی چھت کو سقف قرار دیا جائے گا۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۳۷۷)

مسجد کے اندر صحن یا چھت پر نماز پڑھنا برابر ہے

یا ثواب میں فرق آتا ہے؟

سوال: نمبر ۱۔ مسجد اور صحن کی فضیلت ایک درجہ میں مانی جاتی ہے یا علیحدہ؟

نمبر ۲۔ مسجد میں نماز پڑھنے سے ثواب کی زیادتی اور صحت میں امام کے نماز پڑھانے سے ثواب کی کمی، کیا ثواب میں بہ لحاظ مسجد و صحن کے دو درجے ہیں یا ایک ہی درجہ ہے؟ گرمی کے دنوں میں صحن میں نماز پڑھنا ہوتا ہے؟

جواب: جہاں تک زمین نماز پڑھنے کے لیے وقف کی گئی ہے وہ سب فضیلت میں برابر ہے اور جب مسجد میں صف بندی ہو جائے اور جگہ نہ رہے تو جو لوگ خارج مسجد کھڑے ہو کر نماز میں شامل ہوتے ہیں ان کو بھی مثل مسجد والوں کے ثواب ملتا ہے۔ غرض اندرون مسجد و صحن مسجد میں کوئی فرق نہیں۔ ہاں مسجد کی چھت اور مسجد کے اندرونی حصہ میں فقہاء نے فرق بیان کیا ہے کہ چھت میں وہ ثواب نہیں جو داخل مسجد میں ہے۔ گو حکم اعتکاف میں وہ بھی مسجد ہی ہے۔ (امداد الاحکام ص ۳۵۱ ج ۱)

غیر مقلد کو مسجد سے نکالنا

سوال: کچھ لوگ مذہب سے انکار کرتے ہیں اور تقلید کے منکر ہیں اور اپنے مکانات میں اور جابجا لاندہی کا اظہار کرتے ہیں مگر ہم لوگوں کی مسجد میں خوف کی وجہ سے رفع یدین نہیں کرتے اور

نہ آئین بالجہر کرتے ہیں مگر ہاتھ سینہ پر باندھتے ہیں تو ایسے لوگوں کو مسجد سے نکالنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کی اقتداء درست ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے لوگوں کو مساجد سے روکنا درست نہیں اور ان کے پیچھے اقتداء درست ہے بعض حنفیہ کے نزدیک مطلقاً بعض کے نزدیک اس شرط کے ساتھ کہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے اور نماز میں کسی مبطل اور مفسد صلوٰۃ کا ارتکاب نہ کرے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۱۵۸)

مسجد کے سامنے باجا بجوانے کی کوشش کرنا

سوال: پچیس سال سے سونی پت میں رام لیلہ ہوتی ہے، حکم سرکاری سے مسجد کے قریب پچیس قدم آگے پیچھے باجا بند ہو جاتا ہے اس سال بعض مسلمانوں نے ان کے ساتھ باجا بجوانے کی کوشش کی، ایسے لوگوں کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: جب کہ ۲۵ سال کے عرصہ سے مسلمانوں کا یہ حق مسلم ہے کہ ان کی مساجد کے سامنے احتراماً باجا نہیں بجایا جاتا تھا اور اس حق کے ثبوت میں انتظامی قانون ان کا حامی ہے۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان اس حق سے دست برداری کریں اور وہ مساجد کے احترام کی مخالفت اور باجا بجوانے کی اجازت جو اسلام میں قطعاً حرام ہے احترام کریں، خلاصہ یہ کہ باجا بجانا شریعت اسلامیہ میں ممنوع اور حرام ہے اور مساجد کی اہانت یا ان کے احترام کے خلاف کوئی فعل کرنا یہ بھی حرام ہے اور ثابت شدہ حق جس کے چھوڑنے میں کسی حرام کی اجازت لازم آتی ہو اس سے دست بردار ہونا بھی حرام ہے جو لوگ محض ہندوؤں کی خاطر خلاف قاعدہ مستمرہ باجا بجوانے کی اجازت دیں یا اس کی سعی کریں وہ گنہگار اور فاسق ہوں گے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۱۱۵)

جرمانہ اور تبرع کی رقم مسجد میں خرچ کرنا

سوال: قصاب لوگ بکریوں کی تجارت کرتے ہیں ان کے یہاں دستور ہے کہ بیس عدد بکری فروخت ہونے پر آٹھ آنے مسجد کے نام سے تاجروں سے وصول کرتے ہیں اور مذبح میں ذبح ہونے والی بکریوں کی آنتیں بیچ کر اس کی قیمت اور جماعت کے مکان جو کرائے پر دیئے جاتے ہیں اس کا کرایہ اور جماعت میں جب کسی پر قصور کی وجہ سے جرمانہ کیا جاتا ہے اور جماعت کے برتن جو تانبے کے ہیں کرائے پر دیئے جاتے ہیں ان کا کرایہ یہ سب اخراجات مسجد کے پیشوا و مؤذن رمضان شریف میں حافظ کو اجرت تراویح اور مسجد میں روشنی اور وعظ و نصائح مسجد کی مرمت

قبرستان کا حصار، جماعت کے املاک کی تعمیر و مرمت، یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، لاوارث میت کے کفن و دفن اور جماعت کا کوئی جھگڑا اگر سرکاری کورٹ میں ہو اس کا خرچ اور جوئی اس کا دفتر لکھتا ہے اور کبھی کبھی مسجد کے چندے وغیرہ میں یہ تمام مصارف شرع شریف کے مطابق ہیں یا نہیں؟

جواب: فی کوڑی بکری فروخت ہونے پر آٹھ آنے اور آنتوں کی قیمت مسجد میں دینا دینے والوں کا تبرع ہے جب کہ وہ اپنی خوشی سے بغیر کسی جبر کے دیں تو جائز ہے، مکانات اگر مسجد کے لیے وقف ہیں تو ان کا کرایہ بیشک مسجد کی ملک ہے اور اگر کسی شخص کی ملک ہیں تو اس کی خوشی اور اجازت سے مسجد میں صرف ہو سکتا ہے اور اگر کسی دوسری چیز کے لیے وقف ہیں تو اسی چیز میں ان کا کرایہ صرف ہو سکتا ہے نہ کہ مسجد میں کسی پر کسی قصور کی وجہ سے مالی جرمانہ کرنا جائز نہیں، مسجد کی وہ آمدنی جو کسی جہت کے لیے مخصوص نہ ہو امام و مؤذن بقدر ضرورت روشنی، مرمت، فرش، لوٹے، پانی وغیرہ میں خرچ ہو سکتی ہے اس میں تراویح کے حافظ امام کو دینا، قبرستان کی مرمت اور حصار میں لگانا، یتیموں، بیواؤں، مسکینوں، لاوارث اموات کے کفن و دفن میں لگانا جائز نہیں، اگر مسجد کی ضروریات مقتضی ہوں تو دفتر کے لیے منشی رکھ سکتے ہیں اور اس کو مسجد کے مال سے تنخواہ دے سکتے ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۷ ص ۲۵۶)

کسی مسجد میں چار سال مغرب کی نماز پڑھنا

سوال: شہر برہان پور میں حضرت شاہ نظام الدین بھکاری کے زمانے سے مغرب کی نماز موصوف کی درگاہ کے پاس ندی کے اندر ہوتی ہے، دور دراز سے لوگ اس کے لیے سفر کرتے ہیں اور یہ مشہور کر رکھا ہے کہ چار یا سات سال مغرب کی نماز وہاں ادا کرے تو ایک حج کا ثواب ملتا ہے کیا ایسا عقیدہ رکھنا جائز ہے؟

جواب: یہ طریقہ بے اصل ہے اس کی کوئی اصل شرع میں نہیں ہے، تین مساجد کے متعلق مخصوص ثواب کی تصریح احادیث میں موجود ہے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ ان کے علاوہ کسی اور مسجد کے لیے سفر کرنے کی ممانعت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۱۳) ”من گھڑت اور بے اصل چیزوں کی طرف لوگ بہت دوڑتے ہیں۔ انا للہ“ (م/ع)

نقشہ مسجد نبوی کی طرف رخ کر کے درود پڑھنا

سوال: ہر نماز کے بعد (مسجد نبوی کے) نقشہ کی جانب رخ کر کے ہاتھ باندھ کر درود

شریف پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: یہ طریقہ کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں نماز میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ افضل ہے نماز سے پہلے یا بعد میں جب دل چاہے جس قدر بھی توفیق ہو بڑے ادب و احترام کے ساتھ بیٹھ کر درود شریف پڑھنا بہت بڑی سعادت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۴۳)

مسجد میں دی ہوئی اشیاء کو بار بار نیلام کرنا

سوال: سرعاً اندا بکرا وغیرہ لوگ مسجد میں خدا کے نام پر دے دیتے ہیں پھر اس کی نیلامی ہوتی ہے تو یہ درست ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کو چھڑا کر پھر اس چیز کو مسجد میں دیتے ہیں بار بار ایسا ہی کیا جاتا ہے؟

جواب: نیلام کا یہ طریقہ اس چیز کو اپنی ملک بنانے کے لیے نہیں بلکہ یہ نیلام خریدنے سے مقصود مسجد کی امداد کرنا ہے اگر اس میں نام و نمود مقصود نہ ہو تو یہ درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۱۸)

ایک مسجد کی اذان دوسری مسجد میں کافی نہیں

سوال: دو مسجدیں بالکل متصل ہیں دونوں میں الگ الگ جماعتیں ہوتی ہیں تو کیا ایک مسجد کی اذان کافی نہیں؟

جواب: جب دو مسجدیں متصل ہیں اور دونوں میں جداگانہ جماعت ہوتی ہے تو ہر مسجد میں اذان بھی جماعت کے لیے مستقل کہی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۱۹۴)

عید گاہ کو دو منزلہ یا مسجد بنانا

سوال: عید گاہ آبادی میں آگئی ہے اور نمازیوں کے لیے ناکافی ہوتی ہے آبادی سے باہر دوسری عید گاہ بنانا اولیٰ ہے یا اسی کو دو منزل کر دیا جائے؟ شق اول پر قدیم عید گاہ کو کیا کیا جائے؟

جواب: دو منزلہ بنا سکتے ہوں تو دو منزلہ بنالیں اگر آبادی سے باہر دوسری عید گاہ بنائیں تو موجودہ عید گاہ کو پنج گانہ نماز کے لیے مسجد قرار دے لیں یہ بھی کر سکتے ہیں کہ موجودہ عید گاہ ہی رکھیں اور اس میں معذورین نماز عید ادا کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۲۲۱)

بے حرمتی کی وجہ سے مسجد کو بند رکھنا

سوال: ایک مسجد بازار میں ہے بازار کے لوگ اس کے ٹل سے پانی بھرتے ہیں تو یہ درست ہے یا نہیں؟ نیز لوگ مسجد کے غسل خانوں میں آ کر گندگی کرتے ہیں نیز دیہاتی عورتیں مسجد میں آ کر بیٹھتی ہیں کھانا وغیرہ کھاتی ہیں جس سے مسجد میں چھپکلی اور مکوڑے آتے ہیں لوگ غسل خانے میں بھنگ بھی پیتے ہیں اس صورت میں مسجد غیر اوقات نماز میں بند کر دی جائے یا نہ کی جائے؟

جواب: اگرچہ اوقات نماز کے علاوہ مسجد کو بند کر دینا بھی درست ہے مگر مناسب نہیں کہ لوگوں کو پانی کی تکلیف ہوگی جو کام مسجد میں غلط کیے جائیں ان سے روکنے کے لیے مسجد کے مؤذن کو تنبیہ کر دے یا اعلان لکھ کر لگا دیا جائے جب بار بار ان کو منع کیا جائے گا تو توقع ہے کہ مان لیں گے نیز اوقات نماز میں جب وہ مسجد میں آئیں گے تو ان سے درخواست کی جائے کہ وہ نماز ادا کریں محض بطور مسافر خانے مسجد کو استعمال نہ کریں اگر وہاں تبلیغی جماعت کا طریقہ اختیار کیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ زیادہ نفع کی امید ہے اس سے مسجد کا احترام بھی دلوں میں پیدا ہوگا جس سے غلط کاموں سے حفاظت رہے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۳۶)

جان کے اندیشے سے مسجد کو چھوڑنا

سوال: جس مسجد پر فساق کا غلبہ ہو فسق و فجور کے خلاف کسی دینی حکم کو شائع نہ کیا جاتا ہو ادائیگی نماز کے لیے جاتے ہوئے نمازیوں پر قاتلانہ حملہ کیا جاتا ہو اور جس مسجد میں جاتے ہوئے مسلمان اپنی آبرو کا خطرہ محسوس کرتے ہوں کیا وہ مسجد پورے گاؤں کی جامع مسجد رہنے کے قابل ہے؟ اور کیا اس میں نماز پنج گانہ اور نماز جمعہ جائز ہے؟

جواب: جس شخص کو ایک مسجد میں جانے سے جان کا یا عزت کا خطرہ ہو وہ دوسری مسجد میں جا کر نماز ادا کر لے۔ حسب ضرورت و مصلحت ایک سے زائد مساجد میں جا کر نماز ادا کر لے حسب ضرورت و مصلحت ایک سے زائد مساجد میں بھی جمعہ درست ہے جھگڑے اور فساد سے پورا پورا پرہیز کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۳۷)

صحن کے شمالی و جنوبی برآمدہ میں نمازیوں کا کھڑا ہونا

سوال: مسجد میں موسم گرما و برسات میں نمازیوں کو صحن میں نماز ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے اب منصوبہ یہ ہے کہ شمالی اور مشرقی حصہ میں برآمدہ بنادیا جائے اور بیچ میں صحن غیر مسقف چھوڑ دیا جائے تاکہ موسم گرما و برسات میں لوگ دونوں برآمدوں میں نماز ادا کریں لیکن بیچ میں جو صحن ہے وہاں مصلیان کی صفیں نہ ہوا کریں گی۔ آیا اس صورت میں شمالی اور مشرقی جانب میں برآمدہ بنادیا جائے یا نہیں؟ نماز میں کوئی خلل تو نہ ہوگا؟

جواب: اس طرح باہمی مشورہ کر کے حسب ضرورت برآمدہ بنانا درست ہے اندرونی مسجد کی صفوں سے برآمدے کی صفوں کا اتصال رہے گا سخت دھوپ اور بارش کے وقت اگر صحن خالی رہے اور اندرونی مسجد نیز برآمدے میں نمازی کھڑے ہوں تو بھی نماز درست ہو جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۳۸)

دخول مسجد کی دعاء کہاں پڑھی جائے؟

سوال: مسجد کا بیرونی احاطہ بہت وسیع ہونے کی وجہ سے اصل مسجد کے حدود علیحدہ ہیں ایسی صورت میں مسجد میں داخل ہونے کی دعاء کون سے دروازے سے داخل ہوتے وقت پڑھی جائے؟
جواب: جو جگہ نماز کے لیے متعین ہے کہ وہاں ناپاکی کی حالت میں جانا جائز نہیں خواہ مسقف ہو یا غیر مسقف وہاں پیر رکھتے ہوئے دعاء پڑھی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۲۱۶)

مسجد بیت میں حائضہ کا داخل ہونا

سوال: گھر کی مسجد بالکل مسجد کے حکم میں نہ ہوگی تو کیا گھر کی مسجد میں حیض و نفاس والی عورتیں اور ناپاک مرد و عورت داخل ہو سکتے ہیں؟
جواب: داخل ہو سکتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۹۷)

مسجد بیت میں جماعت کی حیثیت

سوال: کیا گھر کی مسجد میں جب کہ اتفاقہ جماعت کی نماز کی ضرورت پڑ جائے مکان کی طرح اتصال امام اور اتصال صفوف صحت اقتداء کے لیے شرط ہے؟
جواب: جو چیز مسجد میں مانع اقتداء ہے وہ مکان پر بھی مانع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۹۷)

مسجد میں سنتوں کا ادا کرنا

سوال: گھروں میں جو مسجد بنانے اور نماز پڑھنے کا حکم حدیث شریف میں آیا ہے اس میں نماز ادا بین و تہجد وغیرہ بھی پڑھی جائے یا پنجگانہ سنن مؤکدہ یا غیر مؤکدہ اور نفل بھی پڑھنی چاہیے؟
جواب: اعلیٰ بات تو یہ ہے کہ سنن مؤکدہ خاص کر قبلہ بھی مکان پر پڑھیں لیکن اگر فوت ہونے کا احتمال ہو تو مسجد میں پڑھیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۹۷)

مسجد میں نماز سے روکنے پر بھی پڑھنے والے کو ثواب ہے

سوال: اگر کسی مسجد میں اذن عام نہ ہو اور مسجد کے متولی صاحب نمازیوں کو دیکھ کر یہ کہیں کہ شہر کے اندر سترہ مسجدیں اور ہیں یہیں کوئی ضروری ہے تو کیا اس بات کے کہنے سے اس مسجد میں نماز ہو سکتی ہے؟
جواب: شرعی مسجد سے کسی نماز پڑھنے والے کو نماز سے روکنے کا حق نہیں جو شخص روکتا ہے وہ غلطی پر ہے اس کے روکنے کی وجہ سے وہ مسجد اس کی ملکیت نہیں ہو جائے گی بلکہ اس کا روکنا غلط ہوگا اور نماز اس مسجد میں درست رہے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۱۹۹)

مسجد میں جماعت ثانیہ کی ایک صورت کا حکم

سوال: قدیم مسجد میں عذر سے تنگی کے باعث بازو میں مسجد ثانی موسوم کر کے جدید مسجد تعمیر کی ہے یہ تعمیر قدیم ہی مسجد کی ہے چونکہ بعض لوگوں کی جماعت چوک جاتی ہے تو اس لیے اس نئی مسجد میں لوگ جماعت ثانیہ کر لیتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب: اگر جدید و قدیم دونوں مسجدوں میں مستقل اذان نماز جماعت کا اہتمام ہوتا ہے اور پابندی سے ہوتا ہے تو دوسری جماعت کسی میں نہ کی جائے۔ اگر دونوں کا امام و مؤذن ایک ہی ہے اور ایک ہی جماعت ہوتی ہے تو محض بعد کا اضافہ ہونے کی وجہ سے وہ دوسری مسجد مستقل مسجد نہیں بلکہ دونوں مل کر ایک ہی مسجد ہے وہاں جماعت ثانیہ نہ کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۹۷)

امام کا یہ کہنا کہ ”نماز ادھار پڑھی ہے“

سوال: امام صاحب جن کو ختم ماہ پر ایک دو روز بعد نمازی تنخواہ دے دیتے ہیں مگر پھر بھی امام صاحب کہتے ہیں کہ تم نے ادھار نماز پڑھی ہے ماہ ختم ہوتے ہی تنخواہ ملنی چاہیے کیا امام صاحب کا یہ قول درست ہے؟

جواب: نماز یا امامت کوئی دکانداری اور تجارتی پیشہ یا کمائی نہیں ہے ضرورت شرعیہ کی بناء پر تنخواہ کو مجبوراً جائز قرار دیا گیا ہے زید کو ایسا نہیں کہنا چاہیے مقتدیوں کو بھی خیال رکھنا چاہیے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۰۲)

نبی علیہ السلام کیلئے بحالت جنابت مسجد میں داخل ہونا جائز تھا؟

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا جائز تھا یا نہیں؟ اگر جائز تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی یا سب کے واسطے حکم برابر ہے؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا دروازہ مسجد میں تھا لہذا بحالت جنابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گزرنے کی اجازت تھی ہر ایک کو مسجد میں بحالت جنابت داخل ہونا اس وقت بھی جائز نہ تھا اور اب بھی کسی کے لیے جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۱۶۲)

جس چبوترے پر اذان وغیرہ ہوتی ہو اس کا حکم

سوال: ایک چبوترہ ہے اور وہ مسجد مشہور ہے مؤذن و امام مقرر ہیں اذان و جماعت باضابطہ ہوتی ہے عرصہ ہوا ایک حاکم نے مجمع عام میں اس کے مسجد ہونے کا اعلان کیا تو یہ جگہ شرعاً مسجد ہوگی یا نہیں؟

جواب: اس چبوترے کا مسجد مشہور ہونا امام و مؤذن کا مقرر ہونا اذان و جماعت کا وہاں

باضابطہ ہونا، نیز حاکم وقت کا مجمع عام میں اس کے مسجد ہونے کو تسلیم کرنا اور اعلان کرنا، یہ امور ایسے ہیں کہ اس مسجد ہونے کے لیے شاہد عدل اور بہت کافی ہیں۔

اگر وقف نامہ موجود نہ ہو یا واقف کا علم نہ ہو تب بھی اس کے مسجد ہونے میں کوئی خلل نہیں آتا کیونکہ امور مذکورہ کا مسجد کے ساتھ خاص ہونا کسی پر مخفی نہیں ہے شمار مسجدیں ایسی ہیں کہ ان کا وقف نامہ موجود ہے نہ واقف کا حال معلوم ہے۔

کسی ایک شخص یا چند اشخاص نے مل کر کچھ حصہ زمین کو کبھی پختہ چبوترہ بنا کر اور کبھی کچا ہی رکھ کر نماز وغیرہ عبادات کے ساتھ اس کو خاص کر دیا اور عام طور پر مسلمانوں کو اس میں نماز کی اجازت دے دی اور صورت مسئلہ میں تو امام و مؤذن اور اذان و جماعت باقاعدہ ہوتی ہے حاکم وقت نے بھی اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ لہذا اس کے مسجد شرعی ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور اس کو غیر مسجد قرار دینا صحیح نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۴۷۵)

مخصوص مسجد کیلئے مصحف کو وقف کر دینا

سوال: اگر کسی شخص نے قرآن مجید کسی مسجد کے لیے وقف کر دیا تو اس مسجد کے لیے مخصوص ہوگا یا نہیں؟
جواب: نہیں درمختار میں ہے:

وَقَفَّ مُصْحَفًا عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ لِلْقِرَاءَةِ أَنْ يَحْضُرُونَ جَازًا وَإِنْ وَقَفَّ عَلَى الْمَسْجِدِ جَازًا وَيَقْرَأُ فِيهِ وَلَا يَكُونُ مَحْضُورًا عَلَى هَذَا الْمَسْجِدِ.

(فتاویٰ عبدالحنی ص ۲۶۷)

محلے کی مسجد کو آباد رکھنا ضروری ہے

سوال: مسجد کے محلے میں ایک قوم کے تقریباً پندرہ سولہ گھر ہیں، اور دیگر اقوام کے دو دو ایک ایک گھر ہیں، قوم کثیرین میں سے صرف دو تین آدمی نماز پڑھتے ہیں، باقی نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ وقت معینہ پر پیش امام کی خدمت کرتے ہیں، اسی لیے مسجد میں کوئی امام نہیں ٹھہرتا اور اگر دیگر اقوام کے آدمی قوم کثیر کے ایک دو آدمی سے رائے لے کر کوئی امام رکھ لیتے ہیں تو جب امام کی خدمت کرنے کا موقع ہوتا ہے تو قوم کثیر میں سے کبھی کہا جاتا ہے کہ امام مسجد ہم سے پوچھ کر رکھا تھا، کوئی کہتا ہے کہ یہ امام جو تم نے مقررہ آمدنی پر رکھا ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں، اس لیے مسجد امام سے اکثر خالی رہتی ہے اور اقوام قلیلہ تنہا اس مسجد کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتی۔

اگر دوسری مسجد میں جانے کا حکم نہیں ہے تو اگر مسجد مذکور کی غیر آبادی کے باعث کوئی عذاب نازل ہونے لگے تو اقوامِ قلیلہ کے نمازی غضبِ الہی سے محفوظ رہیں گے یا قومِ کثیر کے ہمراہ مغضوب ہو جائیں گے؟

جواب: جماعتِ اصح قول پر واجب ہے، بلا عذر جماعت چھوڑنے والے پر تعزیر ہے، اگر سب ترک جماعت کی عادت کر لیں تو امام کو ان سے قتال کرنا چاہیے۔

مگر ساتھ ہی محلے کی مسجد کو آباد رکھنا بھی ضروری ہے، اگر تمام نمازی دوسری مسجد میں نماز کے لیے جائیں گے یہ مسجد ویران ہو جائے گی، اس لیے جہاں تک ہو سکے مصالحت اور نرمی سے مسجد کو آباد رکھنا چاہیے، اگر غرباء امام کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتے اور بلا اجرت امام میسر نہیں آتا تو امراء ہی کی رائے سے کسی صالح کو امام مقرر کر لیا جائے۔

جب دوسری مسجد میں تمام نمازیوں کے جانے اور پہلی مسجد کو چھوڑنے کا حکم نہیں ہے تو مسجد مذکور غیر آباد کیوں ہوگی؟ اگر اقوام کثیر بردستی مسجد سے نکال دیں اور نماز نہ پڑھنے دیں اور اقوام قلیلہ اس فتنہ کی وجہ سے کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کو اس مسجد میں نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے گناہ نہ ہوگا کیونکہ فتنے اور فساد سے بچنا ضروری ہے تاہم فتنے پر آمادہ ہونا اور مسجد کو چھوڑنا ہرگز ہرگز مسلمانوں کی شان نہیں ہے۔ مصالحت سے کسی صالح امام کو مقرر کر لینا چاہیے تاکہ مسجد بھی آباد رہے اور غضبِ الہی کسی پر نازل نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۵۱۰)

مسجد ویران ہو جانے کے باوجود ترک وطن کرنا

سوال: ایک قصبہ ہے اس میں سو ڈیڑھ سو گھر مسلمانوں کے ہیں، ایک مسجد بھی ہے اب کسی وجہ سے مسلمان ایک ایک کر کے اپنے گھروں کو کفار کے ہاتھ فروخت کر رہے ہیں، یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو مسجد ویران ہو جائے گی تو مسجد کا خیال نہ کرتے ہوئے اس طرح مکانات فروخت کرنا کیسا ہے؟
جواب: جہاں تک جواز بیع کا تعلق ہے تو مالک کو اپنی ملک فروخت کرنے کا حق حاصل ہے اور شرعی ایجاب و قبول سے بیع ہو جائے گی لیکن حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ان کو اس کا لحاظ چاہیے کہ بغیر مجبوری کے ایسا نہ کریں، مجبوری کی حالت میں تو ہجرت ثابت ہے۔

ایضاً: اہل ثروت حضرات اس ویران ہونے والی مسجد کو آباد رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہیں، مثلاً زکوٰۃ وغیرہ کے روپے جمع کر کے اس سے فروخت شدہ مکانات کو واپس لے کر کرائے پر ان کو رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر وہ اپنے فروخت کردہ مکانات کو پھر خرید کر مسلمانوں کو کرائے پر دے دیں جس

سے مسجد آباد ہو جائے تو یقیناً یہ بہت بڑا کام ہوگا مگر اس کی ترغیب ہی دی جاسکتی ہے، مجبور نہیں کیا جاسکتا اور زکوٰۃ کا روپیہ اس میں خرچ نہیں کیا جاسکتا کہ یہ غرباء کا حق ہے۔
ایضاً: اگر کوئی مال دار مسجد کا خیال رکھتے ہوئے اسی محلے میں نیا گھر تعمیر کرے یا تعمیر کرنے والوں کی امداد کرے تو کیسا ہے؟

جواب: انشاء اللہ اپنی نیت کے پیش نظر اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔

ایضاً: اہل ثروت حضرات کو بار بار اس مسجد کی ویرانی کے اسباب سنائے جاتے ہیں مگر کوئی ایک بھی متاثر نہیں ہوتا اس سلسلے میں خدائی فرمان کیا ہے؟
جواب: ان کے لیے از خود کوئی تجویز کی جاسکتی ہے، ترغیب دی جاسکتی ہے۔
ایضاً: ایک حدیث سنی گئی ہے جو حج سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے، وہ یہ ہے کہ ویران ہونے والی مسجد کو آباد کیا جائے، یہ بات درست ہے یا نہیں؟

جواب: مجھے معلوم نہیں یہ روایت محفوظ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۲۳۴)

تاثری پی کر مسجد میں داخل ہونا

سوال: تاثری اگرچہ فی نفسہ نشہ آور ہے مگر تھوڑی پینے سے نشہ نہیں ہوتا صرف منہ میں بو آنے لگتی ہے۔ لہذا نشہ ہونے سے پہلے پہلے وضو یا کلی کر کے نماز پڑھ لینا کیسا ہے؟ اور پی کر مسجد میں مسلمانوں کی صفوں میں جانا جن کو یہ بو بری معلوم ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر آیت کریمہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى کے مطابق عدم جواز کے لیے نشہ ہونا شرط ہے تو نشہ کس قدر مشروط ہوگا؟ خمر اور تاثری میں نجاست و حرمت اور حدود وغیرہ کے احکام کے لحاظ سے کوئی فرق ہے یا نہیں؟

جواب: نشہ کی حالت میں نماز کا صحیح نہ ہونا قرآن میں صراحتہ مذکور ہے۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ

”نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو“

لہذا جب تک ایسی حالت رہے کہ یہ بھی پتہ نہ ہو کہ ہماری زبان سے کیا نکلا اور ہم نے کیا پڑھا تو نماز جائز نہ ہوگی اور تاثری پینے کے بعد نشہ ہونے سے پہلے پہلے کلی کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے مگر مسجد میں جانا ممنوع ہے بلکہ ایسے شخص کو مسجد سے نکال دینا درست ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۷۲)

مدارس و مساجد کی رجسٹریشن کا حکم

سوال: آج کل جو مدارس دینیہ و مکاتب قرآنیہ اور مساجد کو جو کہ وقف اللہ ہوتے ہیں رجسٹرڈ کرایا

جاتا ہے تو اس رجسٹریشن سے کیا وہ ادارہ اپنی وقف اللہ کی حیثیت پر باقی رہتا ہے؟ اس رجسٹریشن سے کیا وقف کی حیثیت پر کوئی اثر تو نہیں پڑتا؟ اس سلسلہ کے درج ذیل شبہات کا جواب مطلوب ہے؟

- ۱۔ کیا اس سے وقف اللہ کا تحفظ مزید ہو جاتا ہے؟ ۲۔ اس سے مسلک کی حفاظت ہو جاتی ہے؟
- ۳۔ کیا اندرون و بیرون کے شرور سے وہ ادارہ اور اس کے متعلقین و متعلقات محفوظ ہو جاتے ہیں؟
- ۴۔ شورئی (یعنی رجسٹرڈ باڈی) کو اخلاص و یکسوئی سے کام کرنے کی سہولت ہو جاتی ہے؟

جب کہ رجسٹریشن کے عدم جواز کے سلسلہ میں ایک فتویٰ کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے؟

اس ضمن میں جب حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب زید مجدہ جامعہ اشرفیہ لاہور مولانا مفتی زین العابدین زید مجدہ دارالعلوم فیصل آباد مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب زید مجدہ دارالعلوم کراچی مولانا مفتی ولی حسن خان ٹوکی زید مجدہ جامعہ العلوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے درج ذیل تحریری جوابات دیئے:

حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی کا فتویٰ

سوال: مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور ہمارا قدیم مدرسہ ہے جس کی شورئی / سرپرستان ممبران و اکابرین علمائے ہندوستان رہے ہیں۔ اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ شورئی کے اراکین جید علماء اور معروف دیندار اور مخیر تجار ہیں۔ مدرسہ کی اب تک رجسٹریشن نہیں ہوئی تھی دارالعلوم دیوبند کے فتنہ کے بعد اراکین شورئی اور ہمدردان مظاہر علوم کی رائے ہوئی کہ مدرسہ مظاہر العلوم کو استحکام بخشنے کے لیے اور اندرونی و بیرونی انسانی شرور سے محفوظ رکھنے کے لیے سبب کے طور پر رجسٹرڈ کرایا جائے چنانچہ مجلس شورئی کے باقاعدہ اجلاس میں (جو کہ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب دامت برکاتہم کی بیماری کی وجہ سے نظام الدین میں ہوا) متفقہ طور پر طے پایا کہ مدرسہ مظاہر العلوم کی شورئی کو رجسٹرڈ کرایا جائے۔ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے ضابطہ کے مطابق کسی بھی ادارہ کے تین عہدیداران ضروری ہوتے ہیں، نمبر ۱: صدر، نمبر ۲: سیکرٹری، نمبر ۳: خازن، سیکرٹری کی طرف سے رجسٹریشن آفس میں ادارہ کی رجسٹریشن کی درخواست پیش کرنی ہوتی ہے۔

حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم کو سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ چنانچہ ان کے دستخط سے رجسٹریشن کی درخواست داخل کر دی گئی جس کی کارروائی جاری ہے۔

سائل نے آج سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹریشن کرانے والے ماہرین اور وکلاء سے رجسٹریشن ایکٹ اور اس کے تحت رجسٹریشن کرانے یا ہونے والے اداروں کے بارے میں

تفصیلات معلوم کیں یہ تفصیلات بھی لف ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ رجسٹریشن سے کسی بھی ادارہ کے کسی بھی وقف کو نقصان پہنچنے کا قطعاً کوئی احتمال نہیں ہے نہ ہی اس میں حکومت کی کوئی مداخلت ہے بلکہ رجسٹریشن کے بعد ادارہ کی ملکی قانون کے اعتبار سے قانونی حیثیت اس درجہ میں بن جاتی ہے کہ واقعی یہ ایک باقاعدہ ادارہ ہے اور اگر کبھی اس کو اندرونی یا بیرونی شر سے دوچار ہونا پڑتا ہے تو ملکی قانون کی طرف سے اس کو تحفظ بھی حاصل ہوتا ہے۔

اندریں صورت آپ سے درخواست ہے کہ کیا رجسٹریشن موجودہ حالات میں کرانا شرعاً جائز بلکہ ضروری نہیں ہے؟ سائل صغیر احمد۔ لاہور

از احقر جمیل احمد تھانوی سابق مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور مفتی خانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون حال مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور یہ عرض کرتا ہے کہ آپ کے استفتاء میں صرف دو چیزیں ہیں انہی کے متعلق تفصیل سے عرض ہے:

۱۔ رجسٹریشن شرعاً ضروری ہے اور نہ کرانے پر گناہ ہو یہ تو نہیں کہا جاسکتا ہے مگر ناجائز بھی نہیں کہا جاسکتا جیسے تمام بیع ناموں، ہبہ ناموں، وقف ناموں، اقرار ناموں اور اب ایک طویل عرصہ سے نکاح ناموں کا رجسٹریشن جائز ہے مگر شرعاً ضروری کہ جس کے بغیر صحیح ہی نہ ہو یا نہ ہونے پر گناہ ہو نہیں ہے ہاں ایک قسم کی حفاظت کا قانونی ذریعہ ضرور ہے اور صدیوں سے تمام مسلمانوں کا اس پر تعامل بلا تکلیف ہے اور عرصہ سے تو نکاحوں، مسجدوں، انجمنوں، دینی وغیرہ دینی مدارس، رفاه عام کے اداروں کی رجسٹریشن کا معمول ہے جو حفاظت کے لیے نہایت مستحسن ہے۔ خصوصاً اس زمانہ میں جب کہ انگریزوں کے جمہوریت کے دلفریب پروپیگنڈہ نے اعلیٰ سے اعلیٰ دماغوں کو بھی متاثر کر دیا ہے، اکثریت کے بل بوتہ پر یا حکومت کی طرف سے اس کی اعانت پر شخصی قومی بلکہ خدائی اوقاف پر بھی روز روزا کے ڈالے جارہے ہیں اگر رجسٹریشن سے ان کی حفاظت ہو سکتی ہے تو چونکہ ہر شخص پر اپنی مملوکات اور ہر مسلمان پر خدائی مملوکات یعنی اوقاف کی حفاظت واجب ہے حتیٰ کہ اس کی حفاظت میں ”من قتل دون مالہ فہو شہید“ تک جانے کی بھی اجازت ہے اور رجسٹریشن اسباب حفاظت میں سے ہے تو ایک درجہ میں اتھنا ضروری ہو جاتا ہے خصوصاً اس زمانہ میں کہ جب یہ ڈاکے عام ہو رہے ہیں، مقدمتہ الواجب واجب کہنے کی بھی گنجائش ہے مگر حفاظت کے طریقے دوسرے بھی ہیں۔

اس کو مداخلت فی الدین کہنا بے اصل ہے صدیوں سے سب کو تمام رجسٹریوں کا تجربہ ہو رہا ہے کہ رجسٹری سے کسی کی ملک نہ نکاح میں طلاق میں کسی مسجد و ادارہ میں کوئی مداخلت ہے اور نہ

رجسٹری کے قانون میں اس کی گنجائش ہے ہاں مخالفوں کی مداخلت سے ایک گونہ بچاؤ ہے اور یہ سب چیزوں میں ہے اور سب کے تجربہ سے ہے۔

۲۔ یہ فتویٰ بہ چند وجوہ ناقابل اعتبار ہے:

الف: مدرسہ کے مفتی اعظم مولانا مفتی محمود حسن صاحب کے دستخط کے بغیر ہے کسی نا تجربہ کار نوآموز کی اپنی رائے ہے حقیقت مفتی اعظم سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

ب: دستخط کرنے والوں میں کوئی فتوے کا ماہر نہیں اس طرح ایرے غیرے کے تو ہزار دستخط بھی کالعدم ہیں۔

ج: مولانا محمد یحییٰ خود مدرسہ کے کہنے مشق مفتی مدرسہ ہیں برس ہا برس سے کام کرنے والے وہ کہہ رہے ہیں: ”احقر کو سوالات سے پوری لاعلمی ہے“ لہذا جن امور پر فتویٰ کی بنیاد ہے اگر وہ صحیح ہوتے تو مدرسہ میں برسوں کے مفتی صاحب کے لیے غیر معلوم کیسے ہو سکتے تھے؟

د: مفتی محمد یحییٰ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ”معلوم نہیں واقعہ ایسا ہی ہے یا اور کچھ ہے“ انہوں نے بتا دیا کہ جب تک واقعات کی تحقیق نہ ہو فتویٰ درست نہیں اس لیے دستخط سے معذوری کر دی۔
ہ: کوئی بات بغیر ثبوت کے تسلیم نہیں ہو سکتی جھوٹ کا دعویٰ بغیر ثبوت کے خود جھوٹ بن کر رہ جاتا ہے۔

و: لاہور کے اس افسر سے جو اس محکمہ کا خوب ماہر ہے اس کی تحقیق منسلک ہے کہ ”ایسا کوئی اندیشہ نہیں کوئی مداخلت نہیں ہوتی بلکہ مخالفوں کے خطرے کا سد باب ہے“ جس سے اس کا ہونا ضروری بات ثابت ہے گو شرعی واجب نہ ہو احتیاطی واجب ہوگا اور برسوں کے سب کے تجربات الگ اور اگر کوئی اندیشہ ہو تو علیحدگی کی کوشش بھی تو ممکن ہے وقتی مضمرات سے تو حفاظت ہوگی۔
ز: فتویٰ کا مدار چار نمبروں پر ہے:

اول: سیکرٹری ہونا جھوٹ ہے مگر اس کے لیے ان سے ثبوت لیا جاسکتا ہے۔ اگر نظام الدین میں مجلس شوریٰ کا اجتماع اور سب کا ان کو سیکرٹری بنادینا ثابت کر دیا گیا تو یہ دفعہ خود جھوٹ بن کر رہ جائے گی۔
دوم: اگر یہ صحیح ہو تو علم و تدبر تو ایک عام مفہوم ہے اس میں اس کے انواع داخل ہیں علم دین کا مدرسہ بھی داخل ہے اسے جھوٹ کہنا خود جھوٹ ہوگا۔

سوم: سوسائٹی انگریزی لفظ ہے جاننے والوں سے مفہوم معلوم کیا جائے بظاہر چند افراد کا مجموعہ ہی تو ہے تو اس کے عموم میں مجلس شوریٰ بھی داخل ہے اس کو دینا اس کے زیر اہتمام مدرسہ کو دینا ہے نہ کہ ان کی ذاتوں کو اور زیر اہتمام وقف ہے تو وقف کو ہی دینا ہوا جھوٹ کیسے ہوا؟

چہارم: ادارہ اور سوسائٹی کے معنی میں عام خاص کی نسبت ہے، عام ہر خاص پر مشتمل ہوتا ہے تو جھوٹ کیونکر ہوا؟

پھر انہی نمبروں کی بنیاد پر چند سوالات قائم کیے گئے ہیں:

- سوال: ۱..... کا جواب خلاف شرع کیوں ہے جب کہ مجلس شوریٰ اس کی نوع پر مبنی ہے۔
- سوال: ۲..... مداخلت فی الدین کا امکان اب امکان تو ہر کافر بلکہ ہر غیر متدین حکومت میں ہر وقت ہر مسئلہ میں رہتا ہے آخر ہر حکومت حکومت ہی تو ہے پھر زندگی ہی منقطع ہو کر رہ جائے گی۔
- مگر ایسے امکانات حکم کے مدار نہیں ہو سکتے خصوصاً جب تجربات خلاف کا اعلان کر رہے ہیں۔
- سوال: ۳..... ٹھیک ہے مگر کذب و ملف کا ثبوت ضروری ہے جو عدالت یا تحکیم سے ہو سکتا ہے۔
- سوال: ۴..... جی ہاں اگر ثبوت شرعی سے فسق ثابت ہو جائے اگر نہ پائے تو جھوٹا الزام لگانے والوں پر تعزیر لازم ہے۔

- سوال: ۵..... جب کہ زید کا کفر یا فسق ثابت ہوا اور تو بہ نہ کرنا ثابت ہو اور معاون کا کفر یا کبیرہ کی مدد اور تو بہ نہ کرنا ثابت ہو ورنہ عدم ثبوت پر الزام سے تعزیر تعذیر ہے۔
- ح:..... جن مفتی صاحب کا فتویٰ ہے گو وہ بڑے مفتیوں کے اور ان کی تصدیق سے خالی ہوتے ہوئے ناقابل اعتبار ہے پھر بھی ”اگر ایسا ہو“ سے مقید ہے اس لیے جب تک سوال کے مندرجات ثابت نہ ہوں گے یہ فتویٰ ہی نہیں ہے اور اذافات الشرط فات المشروط۔
- ط:..... ناواقف صاحبان کے دستخط اسی دھوکہ پر ہوئے کہ واقعہ ایسا ہے اگر وہ واقعات ثابت نہ ہوئے تو یہ کالعدم ہیں لہذا کوئی چیز قابل اعتبار نہیں۔

ی:..... جب تک ثبوت عدالت یا تحکیم سے ثابت نہ ہوں ان کا الزام تعزیر کا مستحق ہے۔ واللہ اعلم

مفتی زین العابدین کا فتویٰ

جواب: رجسٹریشن حفاظت کا قانونی ذریعہ ہے اور تقریباً تمام علماء بلکہ پوری امت مسلمہ کا اس پر تعامل ہے بریں بنا بلا تردد صورت مسئلہ میں رجسٹریشن کرانا مستحسن امر ہے بلکہ بقول مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ العالی مقدمۃ الواجب واجب کہنے کی بھی گنجائش ہے۔

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی کا فتویٰ

حامد اومصلیٰ! دور حاضر میں رجسٹریشن کرانا حفاظت کا ایک قانونی ذریعہ ہے جس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے اس لیے مساجد و مدارس اور مکاتب قرآنیہ وغیرہ کو رجسٹرڈ کرانا نہ صرف جائز

ہے بلکہ مستحسن ہے اور رجسٹرڈ کرانے سے وقف کا وقف ہونا ہرگز متاثر نہیں ہوتا، وقف بدستور وقف ہی رہتا ہے بلکہ اس کی حفاظت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے جو شرعاً مطلوب ہے۔ واللہ اعلم

مفتی ولی حسن ٹونکی کا فتویٰ

جواب: دینی اور مذہبی تعلیمی ادارے کی بقاء اور استحکام میں رجسٹریشن مدد اور معاون ہوتا ہے اور آئندہ پیش آنے والے نزاعات کا فیصلہ بھی اس سے ہو جاتا ہے اس لیے جائز ہی معلوم ہوتا ہے رجسٹریشن ہو جانے کے بعد کے خطرات وہم کے درجہ میں ہیں اس لیے اعتبار نہیں جبکہ تجربہ اور عادت سے ثابت ہے کہ غیر مسلم حکومت کا دخل ادارے پر نہیں ہوتا اور وہ حسب سابق اپنی آزادی پر برقرار رہتا ہے اس لیے رجسٹریشن کی کارروائی جائز اور قابل لحاظ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نوٹ: استفتاء چونکہ مظاہر العلوم سہارن پور سے متعلق ہے اس لیے اپنی رائے سے ضرور مطلع فرماویں۔
جواب: ان اکابر کے تفصیلی جوابات کے بعد میرے جواب کی چنداں ضرورت نہ تھی مگر چونکہ آنجناب کا حکم ہے اس لیے تعمیل حکم میں چند کلمات پیش خدمت ہیں:

رجسٹریشن کی حقیقت یہ ہے کہ ”کسی ادارے کی طے شدہ حیثیت پر حکومت کے باختیار ادارے کی مہر تصدیق ثبت کرانا“ تاکہ اس کی حیثیت کو تبدیل نہ کیا جاسکے۔ پس جس ادارے کی جو حیثیت بھی ہو وہ رجسٹریشن کے بعد نہ صرف یہ کہ بدستور باقی رہتی ہے بلکہ جو شخص اس کی حیثیت کو تبدیل کرنا چاہے اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی ہو سکتی ہے۔

چونکہ فتنہ و فساد کا دور ہے اور بہت سے واقعات ایسے رونما ہو چکے ہیں کہ غلط قسم کے لوگ دینی و مذہبی اداروں کو لاوارث کا مال سمجھ کر ان پر مسلط ہو جاتے ہیں، کبھی اہل ادارہ کو غلط روی پر مجبور کرتے ہیں کبھی اسی نام سے دوسرا ادارہ قائم کر لیتے ہیں جس کا نتیجہ عام مسلمانوں کے حق میں انتشار و خلفشار اور اہل دین سے تنفر کے سوا کچھ نہیں نکلتا، اس لیے اکابر کے دور سے آج تک رجسٹریشن کرانے کا معمول بغیر نکیر اور بغیر کسی اختلاف کے جاری ہے اور فتنوں سے حفاظت کے لیے رجسٹریشن کرانا بلاشبہ مستحسن بلکہ ایک حد تک ضروری ہے۔ یہ ”تجلیل“ ہی کی ایک صورت ہے جو ہمیشہ اسلامی عدالتوں میں ہوتی رہی ہے اور جس کے مفصل احکام فتاویٰ عالمگیری جلد ششم میں موجود ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۱۰ ص ۲۵۶)

واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم!

احکام الودیعت

ودیعت بلا ضمان

ودیعت کی تعریف

سوال..... ودیعت کی تعریف اور شرعی حکم کیا ہے؟

جواب..... وودیعت کا دوسرا نام امانت ہے ویسے لغوی معنی اس کے ترک (چھوڑنے) کے ہیں اور شرعاً دوسرے کو اپنے مال کی حفاظت کے لئے مقرر کرنے کے ہیں۔ فی التتویر شرح (ہو) لغۃ الترك وشرعاً (تسلیط الغیر علی حفظ مالہ صریحاً او دلالة) اور وودیعت کی حفاظت مودع پر واجب ہے اور مال اس کے قبضہ میں امانت ہوتا ہے اور مطالبہ کے وقت واپس لازم اور ضروری ہے نیز امانت کا نہ اجارہ جائز نہ رہن اور نہ ہی عاریت پر دینا جائز ہے اور اگر ایسا کیا گیا تو ضمان لازم ہے عالمگیری میں ہے واما حکمها فوجوب الحفاظ علی المودع وصیروۃ المال امانة فی یدہ ووجوب اداۃ عند الطلب کذا فی الشمنی والودیعة لاتودع ولا تعار ولا تواجز ولا ترهن وان فعل شینا منها ضمن کذا فی البحر الرائق (ج ۲ ص ۳۲۸) (منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ)

امانت کے روپے دیمک نے کھالئے کیا حکم ہے؟

سوال..... جو نوٹ یا روپیہ مہتمم مدرسہ یا متولی مسجد کے پاس جمع ہے اور وہ نوٹ دیمک نے کھالئے یا روپیہ باوجود حفاظت کے چوری ہو گیا تو اس کا تاوان مہتمم یا متولی کے ذمے ہو گا یا نہیں؟

جواب..... امین نے اگر معروف حفاظت میں کمی نہیں کی تو نوٹ یا روپیہ ضائع ہونے کی صورت میں اس پر ضمان نہیں۔ (کفایت المفتی ۸ ص ۱۱۵)

امانت کے ضائع ہونے کے خدشہ کی صورت میں فروخت کر نیک حکم

سوال..... اگر کسی امانت کے بارے میں اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو اور مالک تک رسائی بھی مشکل ہو تو ایسی صورت میں امانت کے ساتھ کیا کرنا چاہئے؟ کیا اسے فروخت کر کے رقم مالک کو دی جاسکتی ہے؟

جواب..... امانت میں بنیادی طور پر مالک کے حقوق کی رعایت ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ امانت میں خیانت حرام اور ناجائز ہے امانت مالک کو اصل حالت میں واپس کرنا مودع کی ذمہ داری ہے لیکن جہاں کہیں امانت کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو ایسی حالت میں مالک سے رابطہ کر کے اس کی ہدایات پر عمل کیا جائے اور اگر کسی وجہ سے مالک سے رابطہ ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں حاکم وقت کو اطلاع دے کر تحفظ امانت کی صورت تلاش کی جائے اور اگر حاکم وقت سے بھی رابطہ کی صورت میسر نہ ہو تو پھر اہل رائے سے مشورہ کر کے امانت کو فروخت کر کے اس کی قیمت مالک کے لئے محفوظ رکھی جائے تاہم ان تمام صورتوں میں مالک سے ہمدردی کا جذبہ محرک رہے گا اور اگر حتی المقدور کوشش کے باوجود امانت ضائع ہوگئی تو محافظ پر کوئی تاوان لازم نہیں۔

قال العلامة خالد اتاسی رحمہ اللہ: اذا كان صاحب الوديعة غائباً غيبة منقطعة بحيث لا يعلم موته ولا حياته يحفظها المستودع الى ان يعلم موت صاحبها اما اذا كانت الوديعة مما يفسد بالمكث يبيعها المستودع باذن الحاكم ويحفظ ثمنها امانة عنده لكن اذا لم يبيعها ففسدت بالمكث لا يضمن (مجلة الاحكام مادة ٤٨٥، ٢٣٥ الفصل الثاني في احكام الوديعة) وفي الهندية: اذا كانت الوديعة شيئاً يخاف عليه الفساد وصاحب الوديعة غائب فان رفع الامر الى القاضي حتى يبيعه جاز وهو الاولى وان لم يرفع حتى فسدت لاضمان عليه لانه حفظ الوديعة على ما امر به كذا في المحيط (الفتاوى الهندية ج ٢ ص ٣٣٢ الباب الرابع، كتاب الوديعة) (فتاوى حقانيه ج ٦ ص ٢٠٠)

امانت ضائع ہو جانے کی ایک صورت کا حکم

سوال..... میں سودا لینے کے لئے جا رہا تھا کہ ایک اور دکان دار نے مجھے پانچ سو روپے دیئے کہ میرے لئے بھی سودا لیتے آنا میں نے ان کے پیسے اپنے پیسوں کے ساتھ کر جیب میں ڈال لئے اسی جیب میں میرے پندرہ روپے اور بھی تھے جب میں نے شہر پہنچ کر دیکھا تو جیب میں پندرہ روپے تو ہیں لیکن جو ایک ساتھ لپٹے ہوئے تھے وہ نہیں ہیں وہ راستے میں کہیں گر گئے یا

کسی نے نکال لئے مجھے کچھ پتہ نہیں تو کیا وہ پانچ سو روپے مجھے ادا کرنے ہوں گے؟
 جواب..... اگر امانت کے پانچ سو روپے اس طرح رکھے تھے کہ ان میں اور آپ کی ذاتی رقم میں کوئی امتیاز تھا تو انکے گم ہونے سے آپ پر کوئی ضمان نہیں اور اگر اپنی ذاتی رقم کیساتھ اس طرح ملا لئے تھے کہ کوئی امتیاز نہ رہا تھا تو اس رقم کا مالک آپ سے مطالبہ کر سکتا ہے البتہ اگر اس دکاندار نے ملانے کی صراحتاً اجازت دیدی ہو یا ملانے کا عام رواج ہو تو آپ پر ضمان نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۵۱)

امین کو امانت میں تصرف کا حق ہے

سوال..... کسی امین کو امانت میں تصرفات کرنے کا کہاں تک حق حاصل ہے؟
 جواب..... امین پر امانت کی حفاظت لازمی ہے اس کی حفاظت کیلئے جو بھی تدبیر اختیار کرنا پڑے کر سکتا ہے مگر حفاظتی تدابیر کے علاوہ دیگر تصرفات کرنا ناجائز ہے بصورت ہلاکت ضامن ہوگا۔

وفی الہندیۃ: والودیعة لاتودع ولا تعارولا تو جرولا ترهن وان فعل
 شیئاً منها ضمن کذا فی البحر الرائق (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۴ ص ۳۳۸
 کتاب الودیعة) قال العلامة طاہر بن عبدالرشید البخاری رحمہ اللہ:
 والودیعة لاتودع ولا تعارولا تو جرولا ترهن وان فعل شیئاً
 منها ضمن (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۹۱ کتاب العاریۃ) ومثله فی شرح
 مجلۃ الاحکام مادہ ۷۷۱ ۷۷۲ الباب الاول فی عمومۃ الامانات
 فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۹۸)

امین کو وکیل بنانے کی ایک صورت

سوال..... زید عمرو کے پاس امانت رکھتا تھا ایک مرتبہ زید نے عمرو سے بارہ روپے جو اس کا امانت تھا طلب کیا عمرو نے کہا مجھے تو صرف دس روپے یاد ہیں زید نے یاد دلایا تو عمرو نے بارہ روپے حوالے کئے اب زید نے دوبارہ عمرو کے پانچ روپے دیئے کہ فلاں چیز خرید کر ہمارے پاس روانہ کرنا عمرو نے نہ بھیجا جب زید نے تقاضا کیا تو عمرو نے لکھا کہ میرے ذمے تمہارا کچھ نہیں زید نے رفع دفع کرنے کی غرض سے لکھا کہ تم یہ پانچ روپے کسی مدرسے یا یتیم خانے میں دے دو اس نیت سے کہ اگر زید کا ہے تو اس کو ورنہ مجھ کو ثواب ملے عمرو نے جھٹلا کر صرف زید کے نام روپیہ داخل کر دیا اور لکھا کہ تم نے جبراً دلویا ہے تو ایسی مشتبہ صورت میں جبکہ زید کی تحریر کے خلاف روپیہ عمرو

نے صدقہ کیا تو آئید کو پانچ روپے عمر کو دینا چاہئے یا نہیں؟

جواب..... جب اول بار میں زید کی یاد دہانی پر عمرو نے بارہ روپے ادا کئے تو بدالالت حال اس کے وجوب کا اقرار کر لیا جو اس پر حجت ہے اب دوبارہ جو زید نے عمرو کو پانچ روپے دیئے وہ امانت ہیں اس کا رکھنا عمرو کو جائز نہ تھا اس لئے یہ کہنا کہ جبراً دلوایا غلط ہے اور یہ صدقہ زید کی طرف سے ہو گیا اور یہ صدقہ دینا زید کی تحریر کے خلاف نہیں ہے زید کا اصل مقصود تو یہی تھا کہ میری طرف سے دیا جائے دوسری بات محض رفع نزاع کے لئے کہہ دی تھی پس خلاف مقصود نہیں ہوا اس لئے یہ پانچ روپے نہ زید سے عمرو لے سکتا ہے اور نہ عمرو سے زید۔ (امداد المفتیین ج ۲ ص ۳۲۳)

امانت کا روپیہ دوسرے سے اٹھوانا رکھوانا

سوال..... مدرسہ کے مہتمم عرصے سے ایک ہی شخص ہیں جو آنکھوں سے معذور تھے کچھ عرصے سے مہتمم دوسرے صاحب تھے مگر خزانچی یہ ہی معذور چشم رہے روپے کی آمد و خرچ یہ خود نہیں لکھ سکتے تھے بلکہ دوسروں سے لکھواتے تھے اکثر اوقات مدرسے کی تھیلی سے اپنی اہلیہ اور اہلیہ کی بھتیجی وغیرہ سے جن پر ان کو اعتماد تھا رکھواتے اور نکلاتے تھے پھر خزانچی صاحب نے بوجہ معذوری بخوشی سبکدوشی حاصل کی حساب لگایا گیا تو حساب میں ایک سو پندرہ روپے پانچ آنے نوپائی کم برآمد ہوئے جس کا علم خزانچی صاحب کو کچھ نہیں کہ کب اور کیوں کمی واقع ہوئی لہذا یہ کمی امین کے ذمے آتی ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر خزانچی صاحب کے پاس روپیہ داخل کرنے اور واپس کرنے کا حساب علیحدہ رہتا ہو اور ان کے پاس روپیہ پہنچانے والے اور واپس لانے والے متعین ہوں اور اس بات کا قطعی ثبوت بہم پہنچ جائے کہ مذکورہ رقم ان کے پاس تھی تو ان سے اس کی باز پرس ہو سکتی ہے اور اس رقم کی موجودگی کا قطعی ثبوت نہ ہو تو صرف کاغذات مدرسہ کے اندراجات سے جس پر خزانچی کے تصدیقی دستخط بوجہ تائید ہونے کے نہ ہوں گے نہ ان کے کسی معتمد کے ہونگے خزانچی سے باز پرس نہیں ہو سکے گی اور پہلی صورت میں جس میں باز پرس کا حق ہے اگر خزانچی صاحب ہمیشہ اپنے ہاتھ سے صندوق کھولتے بند کرتے رہتے تو ان سے ضمان نہیں لیا جاسکتا تھا البتہ جبکہ انہوں نے دوسرے لوگوں سے رقم رکھوائی اور نکلوائی تو ایسی صورت میں وہ ضامن ہوں گے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۱۶)

مجبوری کے تحت امانت فروخت کرنے کا حکم

سوال..... جناب مفتی صاحب! آج سے دو سال قبل ایک افغان مہاجر نے ہمارے پاس دو بوری گندم امانت رکھی تھی اور خود کہیں چلا گیا اس کے بعد سے آج تک ہمارا اس سے کوئی رابطہ

نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں ہے اور نہ ہمیں اس کے گھربار کا علم کوئی ہے جبکہ اس کی گندم پڑی پڑی خراب ہو رہی ہے ان حالات میں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے اس کا کوئی حل بتائیں؟ کیا ہم اس گندم کو فروخت کر کے اس کی قیمت بطور امانت محفوظ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... بلا ضرورت شدیدہ کسی کی امانت میں تصرف کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا تاہم مجبوری کے تحت بہت سارے خطورات میں بھی گنجائش نکل آتی ہے چونکہ صورت مسئلہ میں بھی ضرورت شدیدہ ہے اس لئے شرعاً آپ عدالت سے اجازت لیکر اس گندم کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے پاس بطور امانت محفوظ رکھیں لیکن اگر عدالت تک رسائی ممکن نہ ہو اور گندم کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو پھر چند مسلمانوں کے سامنے اسے فروخت کر کے رقم محفوظ رکھیں۔

لمافی الہندیۃ: وان كانت الودیعة شیئاً لا یمکن ان یؤاجرہا لقاضی یأمرہ بأن ینفق من مالہ یوماً او یومین او ثلاثة رجاء ان یحضر المالك ولا یأمرہ بالانفاق زیادة علی ذلک هل بل یأمرہ بالبیع وامساک الثمن. (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۵ ص ۲۲۰ کتاب الودیعة) وقال مولانا عبد الکریم: وفي العالمگیریۃ: وان كانت الودیعة شیئاً لا یمکن ان یؤاجرہا لقاضی یأمرہ بأن ینفق من مالہ یوماً او یومین او ثلاثة رجاء ان یحضر المالك ولا یأمرہ بالانفاق زیادة صلی ذلک بلی یأمرہ بالبیع وامساک الثمن. ۵۱ وفي دیارنا لا یمکن الرفع الی القاضی فجماعة المسلمین قائمة مقامہ.

اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں بکرے کو فروخت کر کے اس کی قیمت امانت میں رکھنی چاہئے مگر خود تنہا فروخت نہ کرے بلکہ چند معتبر مسلمانوں کی رائے سے فروخت کرے۔ (امداد الاحکام ج ۳ ص ۶۱۳ کتاب الودیعة) فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۴۰۴

امین کے بکسہ سے امانت کیڑے کا غائب ہونا

جبکہ اپنی تمام چیزیں محفوظ تھیں

سوال..... علماء کرام کیا رائے دیتے ہیں کہ ایک لڑکی رشیدہ نے تقریباً ۵۰ روپے کا کیڑا حمیدہ کے پاس بطور امانت رکھا لیکن جب رشیدہ نے امانت اس سے طلب کی تو اس نے اپنا بکسہ کھولا تو اس میں صرف رشیدہ کے امانتی کیڑے نہیں تھے حمیدہ کی ہر چیز اس بکس میں بالکل ٹھیک ٹھاک پڑی تھی

رشیدہ بھی سفید پوش بندی ہے اور حمیدہ بھی درمیانی حیثیت کی مالکہ ہے اب آپ بتائیے کہ حمیدہ رشیدہ کو اس قسم کے کپڑے اپنی طرف سے لے کر دینا چاہتی ہے لیکن رشیدہ علماء کی رائے لینا زیادہ مناسب سمجھتی ہے آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیے مہربانی ہوگی آیا کہ وہ اس سے لے یا کہ نہ لے۔

جواب..... حمیدہ نے اگر اس امانت کی اپنی طرف سے پوری حفاظت کی ہے اور اس نے اس میں اپنی طرف سے کوئی تعدی یا قصر نہیں کی ہے اور یہ بالکل ایک اتفاقی حادثہ ہے تو پھر حمیدہ پر ضمان واجب نہیں اور اگر حمیدہ نے اس کی حفاظت میں کسی قسم کی کوتاہی کی ہو یا اس کا ذکر کسی چور وغیرہ سے کیا ہو غرض اس کی طرف سے کوئی قصور ہوا ہو تو حمیدہ پر اس کی قیمت ادا کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۱۳)

ودیعت معہ ضمان

نابالغ کے پاس ودیعت رکھنا صحیح ہے

سوال..... بچہ جسکے پاس امانت رکھی جائے اگر حفاظت نہ کرے تو اس پر ضمان ہے یا نہیں؟

جواب..... بچہ (جس کو امانت رکھنے کی دلی وغیرہ کی طرف سے اجازت ہو) کے پاس ودیعت رکھنا صحیح ہے اور حفاظت نہ کرنے سے (ضائع ہوگئی تو) اس پر ضمان لازم ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۳۹)

امین کا امانت کسی اور شخص کے حوالہ کر کے مالک کی طرف بھجوانا جائز نہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بکر کو اپنا سامان دیا ایک سائیکل پر زید سوار ہوا اور دوسرے پر بکر سوار ہوا بکر کے سائیکل پر زید کا سامان جس میں دو گٹھریاں تھیں باندھی گئیں راستہ میں کئی دفعہ ایسا ہوا کہ گٹھریاں گرنے لگتیں تو دونوں مل کر اس کو باندھ لیتے تا وقتیکہ منزل مقصود سے کچھ فاصلہ باقی تھا کہ زید اتفاقاً آگے ہو گیا اور بکر کچھ فاصلہ پر پیچھے رہ گیا تو دو گٹھریوں میں سے نیچے والی گٹھری جس میں چینی تھی گر گئی کچھ دیر بعد جا کر بکر کو معلوم ہوا کہ گٹھری گر گئی ہے تو وہ سائیکل سے اتر اور زید کو آواز دی زید بلانے کی آواز سنی اور سائیکل سے اتر ابھی لیکن وہیں کھڑا انتظار کرتا رہا بکر کے پاس نہیں آیا ادھر بکر نے دیکھا کہ گری ہوئی چینی کی گٹھری کو دور راہ پر چلتے ہوئے آدمیوں نے اٹھالیا ہے تو اس نے ایک نامعلوم شخص کو جو اس راہ پر زید والی جانب جا رہا تھا دوسری گٹھری دی اور کہا دیکھو وہ سامنے سبز قمیض والا شخص زید کھڑا ہے یہ گٹھری اس

کو دے دینا یہ کہہ کر بکر سائیکل پر سوار ہوا اور پہلی گٹھڑی اٹھانے والوں کو جا پکڑا اور بصد مشکل اپنی گٹھڑی ان سے لے لی زید جہاں کھڑا تھا نصف گھنٹہ وہاں بکر کے انتظار میں کھڑے رہنے کے بعد منزل مقصود کی طرف چل دیا اس خیال سے کہ بکر دوسرے راستے سے شاید چلا گیا ہے میرے پاس منزل مقصود پر خود بخود آ جائے گا چنانچہ بکر تقریباً دو تین گھنٹہ کے بعد زید کو ملا اور سارا قصہ اس کو سنایا نیز دوسری گٹھڑی کے متعلق بھی بتا دیا کہ میں نے ایک شخص کے ہاتھ تیرے پاس بھیج دی تھی۔ لیکن زید نے جواب دیا کہ وہ گٹھڑی مجھے نہیں ملی بلکہ تو نے سازش کر کے میری گٹھڑی گم کر دی ہے اب زید کہتا ہے کہ میری گٹھڑی بکر کے پاس میری امانت تھی بکر کو نامعلوم شخص کے حوالہ کرنے کا حق نہیں تھا اس نے امانت میں دانستہ خیانت کی ہے لہذا اس کے ذمہ ہے کہ مجھے گٹھڑی میں گم شدہ سامان کی قیمت جو پانچ صد روپیہ ہے مجھے ادا کرے لیکن بکر کا والد کہتا ہے کہ میں نے زید کو منع کیا تھا کہ تم بکر کو سامان اٹھوا کر شہر نہ لے جانا کیونکہ یہ کم عقل ہے کہیں نقصان نہ کر دے۔ دوسرا میں باہر جا رہا ہوں اس نے گھر میں رہنا ہے لیکن زید نے اس کے برعکس بکر کو ساتھ لیا سامان کو سائیکل پر باندھنے میں بے احتیاطی کی سامان گرتے وقت اس کے بلانے کے باوجود سائیکل سے اتر کر اپنی جگہ پر کھڑا رہا بکر کے پاس نہ آیا بکر کے اس کے پاس نہ پہنچنے کے باوجود زید سائیکل پر سوار ہو کر شہر کو چل دیا لیکن اپنے سامان کی حفاظت اور بکر کی امداد کی غرض سے بکر کے پاس نہ پہنچا اس کے علاوہ علاقے کے سمجھدار اور معاملہ فہم لوگ بھی اس معاملہ میں بعد تحقیق واقعات یہی کہتے ہیں کہ بکر نے کوئی سازش نہیں کی بلکہ زید کی بے احتیاطی اور بکر کی معروف بے وقوفی کی وجہ سے یہ نقصان ہوا ہے اب جواب طلب امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا واقعہ کی روشنی میں شرعاً بکر پر کوئی تاوان لازم آتا ہے یا نہ جبکہ زید ابھی تک مصر ہے کہ بکر نے سازش کی ہے اور امانت میں دانستہ خیانت کی ہے لہذا تاوان اس کے ذمہ ہے علماء کرام دامت برکاتہم سے استدعا ہے کہ اس معاملہ میں جو شرعی فیصلہ ہو تحریر فرما کر عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور ہوں۔

جواب..... وفي العالمگیریہ ص ۳۵۴ ج ۴ ولوقال رد دتھا بیدا جنسی ووصل الیک وانکر ذالک صاحب المال فهو ضامن الا ان یقر بہ رب الودیعة او یقیم المودع بینة علی ذلک کذا فی المحيط روایت بالا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں بکر ضامن ہے تاوان اس کے ذمہ ہے جیسا زید کہتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فی فتاویٰ قاضی خان علی ہامش عالمگیریہ عشرۃ اشیاء اذا ملکھا انسان لیس لہ ان یملک غیرہ لاقبل القبض ولا بعدہ منها المودع لا یملک الایداع عند الاجنبی الخ وایضافی قاضی خان واذا دفع المودع الرديعة الى اجنبی فهلکت عند الثانی ضمن الاول دون الثانی فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وقال صاحبہا رحمہما اللہ تعالیٰ للمالک ان یضمن ایہما شاء فان ضمن الثانی رجع الثانی علی الاول وان ضمن الاول لا یرجع علی الثانی وهو مودع الغاصب سواء ص ۳۷۴ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۱۲)

امانت کو اجنبی کے ہاتھ پہنچانا

سوال..... زید کے دو کپڑے عمرو خیاط نے بکر کو جو زید کے ملازم کا لڑکا عاقل بالغ ہے یہ کہہ کر دیئے کہ ان کو زید کے پاس پہنچادے بکر نے ان کو بخوشی اپنی تحویل میں لے لیا اور رتھ کی سواری میں سوار ہو کر روانہ ہوا راستے میں بکر کی غفلت سے ایک کرتا گم ہو گیا اب زید کو اس کرتے کی قیمت بکر سے لینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب..... عمرو خیاط کو یہ کپڑے سپرد کرنا جائز نہ تھا اس لئے عمرو سے اس کا تاوان لے سکتا ہے۔ (امداد المستعین ج ۳ ص ۳۲۷)

مستودع کی غفلت موجب ضمان ہے

سوال..... عمرو نے زید کے پاس نو ہزار چھ سو تومان بطور امانت رکھے اور کچھ دنوں کے بعد زید سے کہا کہ میری امانت میں سے فلاں کو چار ہزار فلاں کو ایک ہزار فلاں کو پانچ سو تومان دے دیں امانت دار زید نے سستی کی اور رقم ان لوگوں کے حوالے نہیں کی اسی ہفتہ حکومت کا اعلان ہوا کہ پانچ سو تومان سکے ایرانی بند ہو جائے گا جن کے پاس یہ نوٹ ہیں بارہ دن کے اندر اندر بنک میں جمع کرادیں اس کے بعد یہ نوٹ قابل قبول نہ ہوں گے یہ رقم جو زید کے پاس امانت تھی ان میں پانچ ہزار پانچ سو تومان کے نوٹ تھے امانت دار نے اس بات کا خیال نہیں کیا کہ ان میں پانچ سو کے نوٹ بھی ہیں جنہیں بنک میں جمع کرا کر تبدیل کرلوں تا آنکہ جمع کرنے کی مدت ختم ہوگئی اس طرح یہ پانچ ہزار تو قانوناً ضائع ہو گئے آیا امانت دار کے ذمے ان کا ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ جواب..... اس میں مستودع کی غفلت ظاہر ہے اس لئے اس پر ضمان واجب ہے۔

اجیر سے امانت کا ضمان لینے کا ایک حیلہ

سوال..... زید کا ایک بکس مودع بالا جر (جس کو اجرت دے کر امین بنایا گیا ہو) کے ذریعے سے آیا جس میں سو روپے کا مال آیا مگر اس میں سے پچاس روپے کا مال راستے میں چوری ہو گیا زید نے ہر چند کوشش کی کہ جو مال تلف ہو گیا ہے اس کا معاوضہ مل جائے مگر مودع بالا جر نے کچھ نہ دیا اب تھوڑے عرصے کے بعد زید کا ایک بکس جس میں پچاس روپے کا مال تھا اسی مودع بالا جر کے پاس گم ہو گیا اب مودع بالا جر نے اس مال کی فہرست مانگی ہے اب زید اپنے سابق پچاس روپے اس طرح وصول کر سکتا ہے کہ بجائے پچاس روپے کے لکھ دے کہ میرا مال اس میں سو روپے کا تھا تو مودع بالا جر دے دے گا یہ صورت جائز ہوگی؟ جواب..... جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۲۳)

امین کے وکیل پر ضمان کی ایک صورت

سوال..... ہندہ نے زید کو چمپا کلی اور جگنو بنوانے کے واسطے دی زید نے عمر کو دے دی اس کا بیان ہے کہ میں طاقتے میں سامنے رکھ کر پانچ جامہ پہننے لگا اور بھول کر چلا گیا اب ہندہ زید سے اور زید عمرو سے دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب..... صورت مذکورہ میں مسماۃ مودع زید وکیل مودع اور عمر وکیل الوکیل مودع المودع کے حکم میں ہے اور مودع المودع مثل مودع کے ہلاکت و دیعت سے ضامن نہیں ہوتا استہلاک سے ہوتا ہے اور نسیان استہلاک ہے پس صورت مسئلہ میں عمر و ضامن ہے اب مسماۃ کو اختیار ہے کہ خواہ زید سے دعوے دار ہو اور وہ عمرو سے دعویٰ کرے اور خواہ ابتداء ہی سے دعویٰ کرے اور زید سے کچھ تعرض نہ کرے نہ زید عمرو سے کچھ مواخذہ کرے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۲۵)

ایک گمشدہ عورت ایک طویل عرصہ تک کسی کے ہاں رہائش پذیر ہو اور بعد وفات کے کچھ لوگ اس کے وارث ہونے کا دعویٰ کریں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت لا ولد جس کا کوئی رشتہ دار نہیں بالکل وہ خود کہتی تھی کہ میرا کوئی ولی وارث نہیں ہے اگر ہوتے تو میری دستگیری نہ کرتے وہ عورت اکثر میرے گھر رہا کرتی تھی علالت و دکھ درد میں ہم لوگ اس کی دوا اور خدمت وغیرہ کرتے تھے مائی مذکور نے میری اہلیہ کو اپنی منشی (بیٹی) بنایا ہوا تھا ایک دوسرے پر جان دیتی تھی گزشتہ سال جب وہ حج پر جانے لگی تو مجھ کو اپنا وارث لکھوایا تھا مگر قرعہ نہ نکلنے کی وجہ سے نہ جاسکی دریں اثناء اس نے مجھے ایک پر نوٹ مالیتی ۳۰۰۰ کا لکھ دیا کہ بیشتر ازیں مختلف اوقات میں روپے لیتی رہتی تھی اس

سال روانگی حج سے پہلے اپنا سکنی مکان بھی (ہماری محبت و خدمت سے متاثر ہو کر بخوشی و رضا) مجھے اور اپنی متبنی بیٹی کو لکھ دیا اور اس کا قبضہ بھی مجھے دے دیا وہ عورت مائی قضا الہی سے مکہ معظمہ میں فوت ہو گئی اس کی وفات کے بعد بعض لوگ اپنے آپ کو اس کا وارث ظاہر کرتے ہیں مذکور الصدر حالات میں میرے قرضے اور متوفیہ کے سکنی مکان جو ہم کو دے گئی ہے وغیرہ کا شرعاً کیا حکم ہے نیز اپنے ہمسر و فقہاء سے بھی وہ مائی یہی کہتی تھی کہ میری وارث و مالک میری متبنی بیٹی اہلیہ ساجد علی ہے۔

جواب..... جبک الشنی یعمی ویضم ایک مشہور مقولہ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ محبت میں آدمی اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہے اور جائز و ناجائز کام کر گزرتا ہے پس صورت مسئلہ میں چونکہ اس عورت کو اس لڑکی سے بے انتہا محبت تھی لہذا اس صورت میں اچھی طرح تحقیق کر لی جائے جتنا روپیہ واقعتاً اس عورت نے قرض لیا ہوا اتنا روپیہ اس کے مال سے لینا جائز ہے زائد لینا جائز نہیں اسی طرح مکان کا بھی معاملہ ہے اگر واقعتاً اس عورت نے مکان ہبہ کر دیا تھا اور قبضہ بھی کر دیا تھا تو وہ مکان بھی اس لڑکی کا ہو جائیگا اور وارث اس پر قبضہ کر نیکی مجاز نہیں ہوں گے۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۱۸۹)

لقطہ کا ضمان واجب ہونے کی ایک صورت

سوال..... زید کی گائے چوری ہوئی دریا عبور کراتے ہوئے وہ گائے کچھڑ میں پھنس گئی اور چور چھوڑ کر چلے گئے ملاحوں نے اس گائے کو پھنسا ہوا پا کر نکال لی اور کتنے دنوں تک اپنے مویشیوں کے ساتھ رکھی اس مدت میں نہ تو تھانے میں اطلاع دی نہ قصبے والوں کو باوجود دے کہ ملاح خوب جانتے تھے کہ فلاں قصبے کی گائے ہے جب مالک کو پتہ چلا تو اس نے ملاحوں سے گائے طلب کی تو وہ کہتے ہیں کہ ہم سے گم ہو گئی ہے مگر معلوم نہیں کہ فی الواقع گم ہو گئی ہے یا ملاحوں نے خود ہضم کر لی ہے تو ان ملاحوں پر ضمان ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ گائے ملاحوں کے ہاتھ میں لقطہ ہے جس کی اطلاع نہ دینے کا اگر کوئی عذر معقول نہ ہو اور مالک گائے بھی اس کو قبول نہ کرے کہ تو نے مالک کو واپس کرنے کے لئے رکھی تھی تو اگر ملاح قسم کھالیں کہ ہم نے واپسی کی نیت سے رکھی تھی تو ضمان نہیں ہے ورنہ ضمان لازم ہے یہ امام ابو یوسف کے قول کے موافق حکم ہے اور یہی متاخرین کا ماخوذ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۳۲)

امانت کے ضمان کی ایک صورت کا حکم

سوال..... متولی نے مسجد مدرسہ اور اپنا ذاتی روپیہ الگ الگ ایک ہی بکس میں تالا لگا کر رکھ دیا اتفاق سے چوری ہو گئی امین صاحب نے نام نکلوائے تو پتہ لگا کہ متولی کا بھتیجا اور دو غیر شخصوں نے مل

کر یہ کام کیا ہے امین صاحب بہت پرہیزگار اور امانت دار شخص تھے کچھ ہی دن بعد چاکل انتقال ہو گیا انتقال سے دو برس بعد گاؤں والوں نے ان کے وارثوں پر عدالت میں استغاثہ کیا ہے اور مقدمہ چل رہا ہے کیا امین صاحب کے وارثان سے گاؤں والے روپیہ وصول کرنے کا حق رکھتے ہیں؟

جواب..... امین صاحب کے وارثوں سے یہ روپیہ طلب کرنے کا گاؤں والوں کو کوئی حق نہیں ہے نہ وہ یہ رقم ادا کرنے کے ذمے دار ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۱۹)

امانت ضائع ہو جانے پر ضمان کا حکم

سوال..... زید نے عمرو کو کچھ رقم کاروبار کے لئے دی عمرو کاروبار کے سلسلے میں سفر پر چلا گیا سفر کے دوران اس نے رقم اپنے رفیق سفر کو دے دی جس سے کسی نے وہ رقم چوری کر لی تو کیا زید اب عمرو سے ضمان کا مطالبہ کر سکتا ہے نہیں؟

جواب..... چونکہ محمود سے یہ رقم برفاقت عمرو ضائع ہو گئی ہے لہذا ان دونوں میں سے کسی پر ضمان نہیں ہے تاہم اگر عمرو محمود سے جدا ہو چکا تھا تو ہلاکت کی صورت میں عمرو زید کا ضامن ہوگا۔

قال العلامة سليم رستم باز: ثم اعلم ان المستوداع الاول انما يضمن اذا اودع الوديعة وهلك بعد ان فارقها واما قبله فلا ضمان على احد لان الثاني قبض المال من يدا مین كما مر والاول لا يكون بالدفع ضمينا مالم يفارق بحضور راية فاذا فارق فقد ترك الحفظ اللازم بالتزامه فيضمن بتركه (مجمع الانهر) (شرح مجلة الاحكام) مادة ۷۹۰ ص ۳۳۸. قال العلامة ابن نجيم المصري رحمه الله: فافادان المودع لا يودع فان اودع فهلك عند الثاني ان لم يفارق الاول لا ضمان على واحد منهما وان فارقه ضمن الاول عند ابی حنیفة ولا یضمن الثاني (البحر الرائق ج ۷ ص ۲۷۴ کتاب الودیعة) ومثله فی البزازیة علی هامش الہندیة ج ۶ ص ۲۰۳ کتاب الودیعة الثاني فیما یكون اضاعه الخ (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۹۸)

رقم امانت کی تبدیلی کا حکم

سوال..... اگر امانت خواہ مسجد یا مدرسہ یا دیگر کسی کی ہو مبادلہ کرے یعنی روپے کے پیسے یا پیسوں کے روپے کرے ضرور نادرست ہے یا خیانت میں داخل ہے؟

جواب..... امین کو تصرف کرنا درست نہیں خواہ مال مسجد و مدرسہ ہو خواہ کسی شخص کا اگر ایسا

کرے گا تو ضامن ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۲۹)

امانت رقم اگر امین کے قصد کے بغیر ضائع ہو جائے تو ضمان واجب نہیں ہے سوال..... براہ کرم اس مسئلہ کے جواب کے متعلق تکلیف فرمادیں ایک عورت ہے اس نے اپنے لڑکے کو پچاس روپے کا سونا دیا اور اپنے لڑکے کے ساتھ رشتہ دار کو بھی روانہ کیا جہاں فروخت کرنا تھا وہ رشتہ دار واقف تھا تو وہ وہاں سے چل پڑے چلتے چلتے شہر کو پہنچ گیا وہاں سونے کو فروخت کیا جس کی رقم پچاس روپے ہوئی رات ہو گئی وہاں سو گئے سونے کی رقم مثلاً پچاس روپے لڑکے نے رشتہ دار کو دے دیئے سوتے وقت پیسے رشتہ دار کے پاس موجود تھے جب سو کراٹھے تو صبح کو رقم سنبھالی رقم ہاتھ نہ آئی وہ رقم جیب میں تھی کسی نے نکال لی تھی آدمی بھی دونوں غریب ہیں آپ یہ فرمائیں کہ شریعت اس عورت کو رقم واپس کرنے کی اجازت دیتی ہے یا نہیں؟

جواب..... صورتہ مسئلہ میں چونکہ یہ زیور یا اس کی قیمت امانت تھی اس رشتہ دار کے پاس اور امانت اگر امین کے قصد کے بغیر اس سے ضائع ہو تو امین پر شرعاً اس کا ضمان واجب نہیں ہوتا لہذا یہ عورت اس آدمی سے رقم واپس نہیں لے سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۰۰)

ضمان امانت کے متعلق دو عبارتوں میں تطبیق

سوال..... مسجد کے زیورات امانت رکھے گئے طلب کرنے پر اس نے جواب دیا کہ وہ زیورات چوری ہو گئے حالانکہ نہ نقب پڑی نہ کوئی چوری کی علامت نظر آئی نیز مسجد کے زیوروں کے ساتھ اس کے ذاتی زیور بھی رکھے ہوئے تھے اس کے زیور محفوظ ہیں اس کے بقول مسجد کے زیور چوری ہو گئے تو اس پر ضمان ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ اس کو ضمان نہیں دینا پڑے گا دلیل یہ ہے وہی امانة فلا تضمن بالهلاک مطلقاً سواء امکن التحرز ام لا هلاک معہا شئیا ام لا لحديث الدار قطنی لیس علی المستودع غیر المغفل ضمان (در مختار ج ۲ کتاب الودیعة)

عمر و کہتا ہے کہ اس سے حلف لیا جائے گا اگر حلف سے اعراض کرے تو اس کو ضمان ادا کرنا ہوگا اور اگر حلف لے لے تو نہیں اور دلیل میں شعر پیش کرتا ہے وان قال قد ضاعت من البيت وحدها یصح ویستحلف وقد بتصور (در مختار کتاب الودیعة) ان میں کس کا قول صحیح ہے؟

جواب..... ہلاک و دایعت کی صورت میں ضمان نہیں پہلی عبارت جو زید نے پیش کی ہے اس کا مطلب یہی ہے اور دوسری عبارت جو عمرو نے پیش کی ہے اسکی غرض یہ ہے کہ دعوائے ہلاک و دایعت جب ظاہر کے خلاف ہو تو اس سے حلف لے لیا جائے گا اگر وہ حلف کرے کہ ہلاک ہو گئی تو

ضمان نہیں اور اگر وہ حلف نہ کرے تو اس سے معلوم ہوگا کہ دعوائے ہلاک صحیح نہیں ہے لہذا اس صورت میں کہ امین کے اپنے زیور محفوظ رہے اور صرف وہیں سے ودیعت کے چوری ہو گئے دعویٰ خلاف ظاہر ہے اس لئے حلف لیا جانا اور حلف کر لینے پر ضمان عائد نہ ہونے کا حکم کرنا صحیح ہے اور حلف سے انکار پر ضمان کا حکم کرنا صحیح ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۱۸)

بینک میں جو رقم بلا سود رکھی جائے وہ قرض ہے یا امانت

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ کسی زید اپنی رقم کو بینک میں امانت رکھتا ہے جس کا وہ بینک سے کوئی سود وصول نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی سود لینے کی نیت ہے بلکہ بینک کو اپنی رقم کے لئے حفاظت کی جگہ سمجھتا ہے بینک والے اس رقم میں تغیر تبدیل کرتے رہتے ہیں زید کے مطالبہ کرنے پر امین بینک بلاتا تاخیر رقم فوراً واپس کر دیتا ہے تو فرمائیے اس صورت میں رقم بینک میں رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ بیوا تو جروا

جواب..... امانت میں تغیر و تبدل امین کے لئے جائز نہیں البتہ اس روپے کو قرضہ حسنہ کی صورت سے دے تو اس میں تغیر تبدیل جائز ہے اس کو تصرف میں لاسکتا ہے اگر بالفرض وہ روپیہ ضائع ہو گیا تو بھی بینک والوں کو ادا کرنا ہوگا پھر بوقت مطالبہ اس کو بلا سود واپس لے سکتا ہے لہذا یہ قرض ہوا اور صحیح امانت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۱۲)

متفرقات

امانت کو اپنے ذاتی خرچے میں لا کر دوسری رقم دینا

سوال..... اگر کسی کا روپیہ امانت ہو یا چندہ مسجد کا کسی کے پاس ہو اور وہ خاص روپیہ اپنے صرف میں لا کر اسکے عوض دوسرا روپیہ مالک کو دیدے یا مسجد کے صرف میں کر دے تو یہ شخص گنہگار ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ تصرف نادرست ہے ہاں اگر اس نے اجازت لے لی تو درست ہے اور مال وقف میں کسی طرح بھی ایسا تصرف نادرست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۲۹)

جن چیزوں کا مالک معلوم نہ ہو ان کو کیا کیا جائے؟

سوال..... جب کوئی مکان کرائے پر دیا جاتا ہے تو کرائے پر لینے والے اسٹامپ خرید کر مالک کو دے دیتا ہے کہ لکھوالینا یہاں وقت انتخاب میں بہت سے اسٹامپ ایسے ملے جواب تک سادہ پر

ان کا پتہ چلے گا مالکان کو واپس کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے لیکن جو اشخاص بیرونی ہیں یا مر گئے ہیں یا ان کا پتہ نہیں ان کی بابت کیا کرنا چاہئے؟ ان اشخاص میں اہل اسلام و اہل ہندو دونوں ہیں۔

جواب..... جن اسٹامپ کے مالکوں کا کچھ پتہ نہ چلے ان کو فروخت کر کے وہ دام مالکوں کی

جانب سے مصارف خیر میں خرچ کر دے جائیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۲۶)

امانت کی رقم کا کسی دوسرے کو مالک بنانا

سوال..... زید آگرے میں ہے اور اس کا روپیہ (مثلاً ہزار) دہلی میں ایک شخص کے پاس

امانت ہے زید یہ چاہتا ہے کہ اپنے اس روپے کا مالک اپنی زوجہ کو بنا دے اس صورت میں کوئی ایسا طریقہ ہے کہ بغیر اس روپے کی موجودگی کے فقط زبان کے اقرار سے یا کاغذ تحریر کرنے سے وہ روپیہ زید کی ملک سے خارج ہو کر اس کی زوجہ کی ملکیت میں داخل ہو جائے یا اس روپے کو زید حاضر کر کے دست بدست دے تب ہی زوجہ اس روپے کی مالک بنے گی؟

جواب..... ملک زوجہ کی خاص اس روپے میں بغیر قبضہ کے نہیں ہو سکتی۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۲۹)

معیر یا مستعیر کی موت سے اعارہ فسخ ہوتا ہے

سوال..... رشید خان فرید خان کی خدمت کرتا ہے فرید خان نے خدمت کے عوض میں رشید

خان کو دس کنال زمین دیدی رشید خان زمین کی پیداوار سے فائدہ اٹھاتا رہا اب جبکہ رشید خان بوڑھا ہو گیا ہے اور خدمت کرنے کے قابل نہیں رہا تو فرید خان نے مذکورہ زمین رشید خان سے لے کر اس کے بیٹے جاوید خان کو دے دی کچھ وقت گزرنے کے بعد فرید خان کی جائیداد کسی وجہ سے حکومت نے ضبط کر لی لیکن جاوید خان کی دس کنال زمین بدستور اس کے تصرف میں ہے اب جاوید خان کا دوسرا بھائی سلیم خان دعویٰ دار ہے کہ چونکہ یہ زمین ہمارے والد صاحب کی ملکیت ہے اس لئے میں بھی اس زمین میں حقدار ہوں کیا از روئے شرع سلیم خان کا اس زمین میں کچھ حق بنتا ہے یا نہیں؟

جواب..... معاملہ کی حقیقت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرید خان نے رشید خان کو جو

زمین دی تھی وہ عاریتاً دی تھی کہ بطور ملکیت اس لئے کہ جب رشید خان بوڑھا ہو گیا تو زمین لے کر اس کے لڑکے جاوید خان کو دے دی لہذا معلوم ہو گیا کہ یہ دینا عاریتاً تھا نہ کہ بطور تملیک کا اس لئے مذکورہ زمین اگر فرید خان زندہ ہو تو اس کی ملکیت ہے نہ کہ رشید خان اور بیٹوں کی اور اگر فرید خان فوت ہو چکا ہے تو یہ زمین اس کے وارثوں کی ہے اور اعارہ بسبب اسکی وفات کے فسخ ہو چکا ہے۔

قال العلامة خالد اتاسی رحمہ اللہ: تنفسخ الاعارة بموت المعیرا والمستعیر (مجلة الاحکام، مادة ۸۰۷، الباب الثالث، الفصل الاول)

قال العلامة قاضی خان رحمہ اللہ: واذا مات المستعیرا والمعیر تبطل الاعارة كما تبطل الاجارة بموت احد المتعاقدين (فتاویٰ خانیاة علی هامش الهندیة ج ۳ ص ۳۸۳ فصل فیما یضمن المستعیر) ومثله فی سراجیة علی هامش فتاویٰ قاضی خان ج ۳ ص ۸۲ کتاب العاریة (فتاویٰ حقانیة ج ۶ ص ۴۰۱)

خائن کے پاس سے امانت کو واپس لینا

سوال..... اگر چچا اپنے حقیقی بھائی کے یتیموں کے مال میں خیانت کرے اور بے مصرف ان کے مال کو خرچ کرے تو اس صورت میں اس یتیم کے مال کو دوسرے امین و معتبر شخص کے پاس رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز دادایا ماں کو اگر دے دیا جائے تو درست ہے یا نہیں؟

جواب..... درمختار میں ہے کہ اگر باپ یتیموں کے مال میں اسراف کرے تو یتیموں کا مال کسی امین شخص کو دیدیا جائیگا جیسا کہ دیگر املاک کا بھی یہی حکم ہے اس سے ثابت ہوا کہ باپ جو علی الاطلاق ولایت کا حق رکھتا ہے جب اسراف کرنے سے اسکی ولایت سلب ہو جاتی ہے تو چچا کو بدرجہ اولیٰ خیانت ظاہر ہونے کی صورت میں ولایت کا کوئی حق نہیں اور امین ہونے میں دادایا ماں کی تخصیص نہیں بلکہ جو شخص بھی امانت و حفاظت کی اہلیت رکھتا ہو وہی احق اور مقدم ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۲۶)

کتاب العاریت

عاریت کے بعض مسئلے

عاریت کی تعریف اور شرطیں

سوال..... عاریت کے لغوی اور شرعی معنی بتائیں نیز شرائط بھی بیان کئے جائیں؟

جواب..... عاریت کے لغوی معنی کسی چیز کو مانگے دے دینا اور شرعی معنی منافع کا بغیر عوض (مفت) مالک بنا دینا تنویر اور اس کی شرح میں ہے (ہی) لعة اعارة الشی وشرعاً (تملیک منافع مجاناً) ہندیہ میں عاریت کی تعریف ان الفاظ میں ہے تملیک المنافع بغیر عوض اور اسکی مختلف شرطیں ہیں ۱۔ عاقل ہونا ۲۔ مستعیر کی جانب سے قبضہ ہو جانا ۳۔ شی

مستعار سے انتفاع بغیر استهلاك کے ممکن ہوتا ہند یہ کے الفاظ یہ ہیں (واما شرانطها) فانواع (منها) العقل ومنها القبض من المستعير ومنها ان يكون المستعار ممایسكن الانتفاع به بدون استهلاكه فان له يمكن فلا تصح اعارته كذا في البدائع (ج ۳ ص ۳۶۳) (منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ)

نابالغ کی چیز عاریتاً لینے کا حکم

سوال..... چھوٹے ناسمجھ بچے کی مملوک چیز کا عاریتاً استعمال والدین کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح نابالغ سمجھ دار بچے کی مملوک اشیاء جیسے قلم، کتاب، تولیہ وغیرہ کا عاریتاً استعمال استاذ وغیرہ کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ خوشی سے دے۔

جواب..... نابالغ کی مملوک اشیاء کا استعمال والدین استاذ، مرشد وغیرہ سب کیلئے ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے۔ والدین کو چاہئے کہ نابالغ اولاد کو عام استعمال کی چیزوں کا مالک نہ بنائیں بلکہ بغرض استعمال اتنے قبضے میں دیں۔ اس صورت میں خود والدین ان اشیاء کو بوقت ضرورت استعمال کر سکیں گے اور والدین کی اجازت سے استاذ وغیرہ کیلئے بھی استعمال کرنا جائز ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۵۰)

دودھ کے جانور مستعار لینا

سوال..... کسی سے دودھ کے لئے گائے بھینس بطور عاریت لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس طرح اجارہ پر لانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... بھینس دودھ کیلئے اجارے پر لینا جائز نہیں عاریتاً لینا جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۵۰)

اگر کوئی شخص دکان کا تھڑا عاریتاً لے کر اب خالی نہ کرتا ہو تو کیا حکم ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ انیس الرحمن نے مجھ سے کہا کہ اپنی دکان کے تھڑے پر تھوڑی سی جگہ دے دو میں کچھ کام کرنا چاہتا ہوں میں جگہ تلاش کر کے تمہارا تھڑا چھوڑ دوں گا میں نے اخلاقی طور پر کچھ دنوں کے لئے اپنی دکان کے تھڑے پر جگہ دے دی بغیر کسی معاوضہ کے اور تاکید کر دی کہ تم جلد سے جلد جگہ تلاش کر کے چند دنوں میں میرا تھڑا فارغ کر دو مجھ سے وعدہ کیا کہ میں عنقریب جگہ تلاش کر کے تمہارا تھڑا خالی کر دوں گا جس کو بیٹھے ہوئے تقریباً ۸ سال کا عرصہ ہو گیا ہے وہ میری دکان کا تھڑا خالی نہیں کرتا کیا وہ شرع کی رو سے بیٹھ سکتا ہے یا نہ۔

جواب..... صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال جب انیس احمد نے اپنی دکان کا تھڑا انیس

الرحمن کو عارضی طور پر بیٹھنے کے لئے بغیر کسی کرایہ طے کئے دے دیا تو یہ تبرع اور عاریتہ ہے اور عاریتہ دینے کی صورت میں نفیس احمد جب چاہے واپس لے سکتا ہے للمعیر ان یرجع عن الاغارة حتی شاء (المجله ماده ۸۰۶)

پس صورت مسئلہ میں انیس الرحمن پر لازم ہے کہ وہ بغیر کسی تاخیر کے فوراً تھڑا خالی کر کے مالک کو واپس کر دے شرعاً اس کو اب اس جگہ بیٹھنا جائز نہیں۔ متی طلب المعیر العاریۃ لزوم المستعیر ردھا الیہ فوراً (المجله ماده ۸۲۵) فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۳۱۴

مانگی ہوئی چیز دوسرے کو دینا

سوال..... زید نے ایک چیز اپنے استعمال کے لئے عاریت پر لی وہ یہی چیز دوسرے کو بھی عاریت پر دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس بارے میں اصل مالک سے اجازت لینا ضروری ہے یا نہیں؟ یا بلا اجازت بھی دے سکتا ہے؟

جواب..... اعارے کی چار صورتیں ہیں ۱۔ غیر کو دینے سے صراحۃً منع کیا ہو۔ ۲۔ مستعمل کی تعیین کی ہو۔ ۳۔ سکوت کیا ہو۔ ۴۔ عام اجازت کی تصریح ہو

پہلی صورت میں غیر کو دینا جائز نہیں دوسری صورت میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ چیز مستعمل کے اختلاف سے متاثر ہوتی ہو تو دوسروں کو دینا جائز نہیں ورنہ جائز ہے تیسری صورت میں غیر کو دینا جائز ہے مگر جو چیز مستعمل کے اختلاف سے متاثر ہوئی وہ اپنے استعمال میں لائیکے بعد دوسرے کو نہیں دے سکتا اور دوسرے کو دی تو خود استعمال نہیں کر سکتا چوتھی صورت میں عام اجازت ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۵۰)

معیر اور مستعیر کا اجارہ اور عاریت میں اختلاف

سوال..... زید نے بکر سے مکان کے لئے لکڑیاں حاصل کیں اور لکڑیاں واپس کرتے وقت بکر نے دعویٰ کیا کہ لکڑیاں اجارہ پر دی گئی تھیں نہ کہ عاریتاً جبکہ زید کا کہنا ہے کہ لکڑیاں عاریتاً حاصل کی گئی تھیں اب اس اختلاف کو حل کرنے میں ہماری رہنمائی فرمائیں؟

جواب..... اگر بکر گواہوں کے ذریعے سے یہ ثابت کر دے کہ زید نے لکڑیاں اجارہ پر حاصل کی تھیں تو زید اجرت دینے کا پابند ہوگا ورنہ عاریتاً پر محمول ہوگا اور کرایہ دینے سے بری ہوگا۔

وفی الہندیۃ: واذا قال اعرتنی دابتک وھلکت وقال المالك غصبتھا منی فلا ضمان علیہ ان لم یکن رکبھا فان کان قد رکبھا فھو ضمان وان قال اعرتنی وقال المالك اجر تکھا وقد رکبھا وھلکت من رکوبہ فالقول قول

الراکب ولا ضمان علیہ کذا فی المحيط (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۲ ص ۳۷۲ کتاب العاریۃ، الباب الثامن فی الاختلاف الواقع فی هذا الباب والشہادۃ فیہ قال العلامة خیر الدین الرملی: وان قال اعترتی وقال المالك اجر تکھا وھلکت من رکوبہ فالقول قول الراكب ولا ضمان علیہ کذا ذکرہ کثیر من علمائنا، (فتاویٰ خیریۃ علی هامش تنقیح الحامدیۃ ج ۲ ص ۱۷۱ کتاب العاریۃ ومثلہ فی الھدایۃ ج ۳ ص ۳۱۳ کتاب الاجارات (فتاویٰ حقانیۃ ج ۶ ص ۴۰۲)

مستعار لی ہوئی چیز کا ضمان واجب ہونے کی ایک صورت

سوال..... خسر یا خوش دامن نے بہو سے کچھ برتن استعمال کے واسطے لئے اور بہہ یا عاریت کی تصریح نہیں کی وہ لوگ ان کو استعمال کر رہے پھر وہ بہو مر گئی اور شوہر والدین اور چھوٹے چھوٹے بچے بعض ہشیار بعض محض لای عقل وارث چھوڑے اور ان میں سے بعض برتن قبل موت و بعد موت شکستہ بھی ہو گئے اب تین امر دریافت طلب ہیں اول تو یہ بہہ کہا جائے گا یا عاریت دوسرے عاریت ہونے کی صورت میں مالک کی موت کے بعد خواہ ورثہ کی اجازت یا مرحومہ کی پہلی اجازت سے ان برتنوں کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تیسرے یہ کہ ٹوٹ جانے والے برتنوں کا ضمان واجب ہے یا نہیں؟

جواب..... صورت مذکورہ بہہ اور عاریت کے درمیان متردد ہے اور بہہ کا کوئی قوی قرینہ موجود نہیں ضرورتاً عاریت پر محمول ہوگی کیونکہ وہ ادنیٰ متیقن ہے جیسا کہ بہہ و ودیعت میں تعارض کے وقت ودیعت پر حمل کیا جاتا ہے جب عاریت پر ہونا ثابت ہو گیا تو عاریت معیر یا مستعیر (یعنی عاریت پر دینے یا لینے والے) کی موت سے باطل ہو جاتی ہے پس ورثہ سے دوبارہ عاریت پر لینا ضروری ہوا ان میں سے شوہر والدین خود اور سمجھ دار باپ کی اجازت سے عاریت دینے کے مختار ہیں پس ان کی اجازت تو ممکن ہے البتہ تا سمجھ بچہ نہ تو خود اجازت دے سکتا ہے نہ باپ کو اس کا مال عاریت دینا جائز ہے اور مشترک ہونے کی وجہ سے بدون تقسیم اپنے حصے کی مقدار میں بھی کسی کو اجازت نہیں پس قبل از تقسیم واپس کرنا اس کا واجب ہے اور جو برتن مرحومہ کی موت کے بعد ٹوٹے ہیں ان کا ضمان تو ضرور آئے گا کیونکہ عاریت باطل ہونے کے بعد اس کا حکم مثل غصب کے ہوا کہ تلف سے ضمان واجب ہے اور موت سے پہلے اعارہ باقی رہنے کی صورت میں جو تعدی اور غفلت سے ضائع ہوا اس کا ضمان لازم ہے ورنہ نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۳۳)

مزرعہ زمین کو ہبہ کرنے سے متعلق متعدد سوال جواب

سوال..... (۱) جس زمین کی فصل ابھی تک تیار نہ ہو کیونکہ مزارع کا قبضہ فصل کے تیار ہونے تک موعود ہوا ایسے مزارع کو شرعاً کس طریقہ سے بے دخل کیا جاسکتا ہے تاکہ مالک اپنی زمین زیر کاشت بذریعہ مزارک ہبہ جب چاہے کر سکے۔

(۲) ۴۷ء کے انتقال کے وقت جن قطعات کا ہبہ کیا گیا تھا ان قطعات کا کچھ حصہ مزرعہ و بیشتر حصہ بوجہ عدم وسائل آبپاشی و بنجر وغیرہ غیر مزرعہ تھا لہذا غیر مزرعہ حصہ جات مزارع کی تحویل میں نہیں تھے بلکہ ان پر مالک قابض تھا کیا ایسے غیر مزرعہ حصوں کا ہبہ صحیح ہو گیا۔

(۳) جو مزرعہ زمین مزارع کو کاشت کے لئے دی جاتی ہے اس میں سے کچھ زمین اگر وہ قابل کاشت ہوتی ہے آئندہ فصل کے لئے خالی چھوڑ دی جاتی ہے کیا اس خالی زمین پر قبضہ مالک تصور ہوگا یا مزارع؟ اگر قبضہ مالک تصور ہو تو کیا ایسی خالی زمین کا ہبہ صحیح مانا جائے گا۔

(۴) مثال کے طور پر اگر ایک قطعہ برقبہ دس بیگھے زمین میں سے تین بیگھے مزرعہ ہو اور سات بیگھے غیر مزرعہ اور مالک نے ایسے قطعہ زمین کا $1/2$ حصہ نابالغ اولاد کے نام ہبہ کیا ہو اور بعد تحقیقات ثابت ہو کر مزرعہ زمین کا ہبہ ناجائز اور غیر مزرعہ کا ہبہ جائز ہے تو کیا غیر زرعی رقبہ سے ہبہ والا $1/2$ حصہ یعنی پانچ بیگھے کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔

(۵) چونکہ باپ کی طرف سے نابالغ اولاد کے نام ہبہ شدہ زمین پر اس نے خود قابض ہونا ہے لہذا مزارع کو بے دخل کرنے کا سوال پیدا نہیں ہونا چاہئے یعنی واہب اپنی مرضی و طیب خاطر سے مزارع کو بے دخل نہیں کرتا بلکہ اسے بحیثیت قائم مقام ہو ہو ب لہ ہبہ شدہ زمین پر مزارع بحال رکھنا چاہتا ہے اس صورت میں صرف ہبہ کرنے کے لئے مزارع کو فرضی طور پر دوبارہ قبضہ دینا کوئی غرض پورا نہیں کرتا لہذا نظر ثانی فرما کر اس بارے میں وضاحت فرمائی جائے۔

جواب..... (۱) بغیر رضا مزارع زمین کی تملیک نہیں کر سکتا البتہ جب فصل پک جائے تو اس کے بعد تملیک کر سکتا ہے۔

(۲) جن بنجر قطعات پر مالک خود قابض تھا اس کا ہبہ جب لڑکی نابالغہ ہو بغیر قبض صحیح ہو جاتا ہے۔
(۳) زمین جو کاشت کیلئے دی جاتی ہے اور بعض اوقات اس کو آئندہ فصل کیلئے بھی خالی چھوڑا جائے اس کا قبضہ مزارع کا شمار ہوتا ہے اس کا حصہ مالک نہیں کر سکتا جب تک مزارعت کو فتح نہ کر دے۔
(۴) پوری زمین کا $1/2$ حصہ چونکہ ہبہ کر دیا ہے اب جب لڑکی نابالغ ہو تو قبض چونکہ ضروری

نہیں ہے اور حصے کا ہبہ ہو جاتا ہے تو غیر مزرعہ کا $1/2$ حصہ صحیح ہبہ ہوگا یعنی سات بیگھے کا $1/2$ حصہ ہوگا۔
(۵) چونکہ مزارع کا قبضہ صحیح قبضہ ہے اس لئے قبض کو واپس کرنے کے بعد ہی ہبہ صحیح ہو سکتا ہے پہلے ہبہ صحیح ہی نہ ہوگا۔ واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۳۱۲)

کتاب الہبۃ

ہبہ اور اس کے بعض شرائط
ہبہ فرضی اور ہبہ مشاع کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عمر نے ایک مشترکہ جائیداد غیر منقسمہ کہ جس میں (برادر بزرگ اور ہمیشہ اور پھوپھی کا حصہ شریک تھا) ۱۸۹۳ میں اپنے ذاتی اغراض و مصالح وقت کی وجہ سے فرضی طور پر چند روز کے لئے دفع الوقتی کے طریقہ پر حصہ ۸ کا داخل خارج سرکاری کاغذات تحصیل میں جس کو زمانہ ۳ سال کا ہوا بذریعہ ہبہ زبانی اپنے نابالغ پسر زید کے نام بولا بیت خود کرا دیا جبکہ اس کا رروائی داخل خارج کا حال سن کر شرکاء مذکور الصدر معترض ہوئے تو عمر نے جملہ شرکاء سے اس کا رروائی کا راز صاف طور پر ظاہر کر کے (کہ یہ چند روزہ فرضی طریقہ پر کا رروائی داخل خارج عمل میں لائے گئے ہیں محل اعتراض ہے اور اگر کوئی اندیشہ آپ شرکاء کو اس کی بابت ہے تو اب جلد سے جلد میں اپنی اس فرضی کا رروائی داخل خارج کو واپس کئے لیتا ہوں چنانچہ عمر نے دوسرے سال ۱۸۹۵ میں جس کو ۳ سال کا ہوا بذریعہ درخواست محکمہ تحصیل سے کا رروائی داخل خارج واپس لے کر پھر اپنے مشترکہ جائیداد کا داخل خارج بدستور سابق اپنے نام کرا لیا اور مالکانہ قابض و متصرف جیسا کہ ہمیشہ سے تھا رہا اور تائیں دم ہے بعد واپسی داخل خارج فوراً ہی ہر دو برادران خالد و عمر میں باصرار گفتگو تقسیم جائیداد مذکور شروع ہو گئی (چونکہ پھوپھی بیوہ اور لاولد تھیں اور بجز مذکورہ برادر زادگان خالد و عمر کے کوئی وارث شرعی ان کا نہ تھا اور خورد و نوش بھی پھوپھی موصوفہ کے ہر دو برادر زادگان خالد و عمر کے ساتھ ہمیشہ سے شریک تھا بروقت تقسیم جائیداد اپنا حصہ شرعی خالد و عمر کے حق میں بخوشی چھوڑ کر دست کش ہو گئی بعد اس کے ہمیشہ بندہ نے بھی اپنا شرعی حصہ جائیداد مذکور کا بلا کسی داب کے بطیب خاطر خود اپنے برادران خالد و عمر کو دے دیا اور وہ بھی دست کش ہو گئیں آخر کار ۱۸۹۸ میں خالد و عمر نے جائیداد مذکورہ باہم

نصف نصف بذریعہ عدالت تقسیم کر کے مالکانہ قابض و متصرف ہو گئے چنانچہ اس عرصہ ۳۰ سال میں بہت سے انتقالات رہے و بیع جائیداد مذکور ظہور میں آئے تا ایں دم ہوتے رہے تقریباً سات آٹھ انتقالات رہے و بیع جائیداد مذکور اس وقت سے آج تک عمر کے مالکانہ طریق پر بلا شرکت غیرے و مساهمت احدے کے حتیٰ کے واقع ۱۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء جس کو زمانہ ایک سال نو ماہ کا ہوا اسی جائیداد سے ایک موضع بضرورت خود اور بغرض ادائے قرضہ ذاتی فروخت کیا کوئی مخالفت اور کسی قسم کا کوئی عذر زید کی جانب سے نہیں ہوا اب عمر کے بسبب اپنی پیرانہ سالی اپنی جائیداد مذکور کو وقف لوجہ اللہ کر کے اپنے ورثہ شرعی کا حسب حصص شرعی گزارہ مقرر کیا عمر کے ورثہ شرعی دو پسر اور ایک دختر ہے زوجہ اولی متوفیہ کے لطن سے زید اور ہندہ ہیں اور زوجہ ثانیہ متوفیہ کے لطن سے بکر ہے اور اس وقت زید کی عمر چالیس سال کی ہے اب تحریر وقف لوجہ اللہ کے وقت بسبب اغواء چند برادران یوسف زید عذر دار ہے کہ جائیداد مذکورہ کا داخل خارج ۱۸۹۴ء ہیں جو ایک سال کے لئے زید کے نام رہا خواہ وہ کسی نوع پر ہا لہذا جائیداد مذکورہ سبب مجھ زید کو ملنا چاہئے بکر برادر مختلف البطن کو گزارہ نہ دیا جائے کیونکہ جائیداد مذکورہ میں صرف مجھ زید کا حق ہے زید کا مقصد اصلی اس عذر سے صرف اس قدر ہے کہ بکر کو گزارہ نہ دیا جائے اور وہ محروم کیا جائے پس اس بارے میں محقق علماء کرام احکام شرع شریف کے موافق جیسا حکم فرمائیں گے اس کی تعمیل کی جائے گی۔ بینا تو جرا جواب..... چونکہ عمر نے اس بات کا اقرار شرکاء کے سامنے کر لیا تھا کہ اس نے جو داخل خارج بذریعہ ہبہ اپنے پسر زید کے نام کیا ہے وہ کارروائی محض فرضی تھی اس لئے وہ ہبہ قابل اعتبار نہیں۔

فقد صرح فی شرح الأشباہ، أن الهزل مبطل للهبة للأصح لو صدق الموهوب له، (ص ۲۵) وقلت: وقد وجدتها تصديق من الموهوب له سكوته عند بيع عمر أرضا من الوهوب لأداء دينه، والسكوت في مثل ذلك اقرار، كما صرح في الشامية نقلاً عن الأشباہ، سكوته عند بيع زوجته أو قريبه عقاراً اقرار، بأنه ليس له على ما أفتى به مشايخ سمرقند، خلافاً لمشايخ بخارا، قال: لكن المتون على الاول (ج ۳ ص ۶۸۹)

دوسرے وہ ہبہ اس حالت میں ہوا تھا کہ عمر کا حصہ دوسرے شرکاء کے حصہ سے ممتاز نہ تھا اور وہ داخل خارج زمین مشترک پر واقع ہوا تھا جس میں دوسرے شرکاء کا حصہ بھی ہبہ ہو گیا تھا اس لئے بھی وہ ہبہ قابل اعتبار نہیں۔

قال فی الهندیة فی شرائط صحة الهبة وأن يكون الموهوب مقسوماً اذا كان مما یحتمل القسمة، وأن يكون الموهوب متمیزاً عن غیر الموهوب، ولا يكون متصلاً ولا مشغولاً بغير الموهوب، ومنها أن يكون مملوكاً للواهب، فلا تجوز هبة مال الغیر بغير اذنه لاستحلاله تملیک مالیس بمملوك للواهب، بدائع اه ج ۵ ص ۲۲۸)

لہذا زید کی عذر داری بناء بر اس ہبہ سابقہ کے محض لغو ہے البتہ اس واقعہ میں یہ بات قابل تنبیہ ہے کہ پھوپھی اور ہمشیرہ اپنے حق سے عمر اور خالد کے حق دست کش ہوئی تھی اس دست کش سے ان کا حق ساقط نہیں ہوتا بلکہ بدستور باقی رہتا ہے۔

قال فی الاشباہ: ولو قال الوارث ترک حق لم یبطل حقه، اذا ملک لا یبطل بالترک

پس پھوپھی اور ہمشیرہ کا حق خالد و عمر کی ملک جب ہو سکتا ہے جبکہ انہوں نے ان کے ہاتھ اپنا حصہ بیع کر دیا ہو یا ہبہ کر دیا مگر صحت ہبہ کے لئے تقسیم املاک شرط ہے ہبہ مشارع درست نہیں اور صورت مذکورہ میں اول تو ہبہ نہیں ہوا۔ صرف دست کشی ہوئی ہے۔ جو لغو ہے اور ہبہ بھی ہوا تو مناع کا ہوا جو درست نہیں۔ واللہ اعلم (امداد الاحکام ج ۴ ص ۲۷)

ہبہ کی تعریف اور شرائط

سوال..... ہبہ کی تعریف کیا ہے؟ اور اس کی شرائط کیا ہیں؟

جواب..... ہبہ کی تعریف عالمگیری اور تنویر وغیرہ میں ان الفاظ سے کی گئی ہے ہبی تملیک عین بلا عوض مفت میں کسی چیز کا مالک بنادینا ہبہ کہلاتا ہے ہبہ کے صحیح ہونے کی تین شرطیں واجب (ہبہ کرنے والے) میں پایا جانا ضروری ہیں ۱۔ عاقل ہونا ۲۔ بالغ ہونا ۳۔ مالک ہونا اور شئی موهوب (جس چیز کو ہبہ کیا گیا ہے) میں یہ شرط ہے کہ وہ قبضہ میں ہو غیر مشارع ہونے کے علاوہ کسی دوسرے کا اس میں حق نہ ہو۔ (منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ)

تملیک بھی ہبہ کے مترادف ہے

سوال..... اگر کوئی شخص ہبہ کرتے وقت تملیک کا لفظ استعمال کرے تو کیا اس صورت میں

ہبہ اور تملیک الگ الگ ہیں یا دونوں ایک ہیں؟

جواب..... لغت کے اعتبار سے تملیک عام ہے اور ہبہ خاص ہے لیکن موجودہ عرف میں تملیک اور ہبہ دونوں ایک دوسرے کے مترادف استعمال ہوتے ہیں اس لئے صرف لفظ تملیک سے بھی ہبہ ہی متصور ہوگا۔

قال العلامة الحصكفي رحمه الله: هي تملك العين مجاناً اي بلا عوض (الدر المختار على صدر رد المختار جلد ۵ ص ۲۸۷ کتاب الهبة) قال العلامة محمد اتاسی: الهبة تملك مال لاخر بلا عوض (مجله الاحکام ماده ۸۳۳ ص ۳۶۲ کتاب السابع فی الهبة) ومثله فی کنز الدقائق ص ۳۵۲ کتاب الهبة (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۷۴)

ہبہ میں قبضہ ضروری ہے

سوال..... ہندہ کے باپ کے ترکے سے کسی شئی کے سات عدد ملے جس میں سے اس نے چار عدد اپنی حیات وصحت کی حالت میں اپنے بھائی عمرو کے نام ہبہ بالعوض کر کے اپنے ہی سامنے قابض بنادیا اور کچھ عرصے کے بعد مر بیض ہو گئی اور بحالت مرض ترکہ کے بقیہ تین عدد اپنی بھانجی خدیجہ اور بھانجے بکر کے نام ہبہ کر دیئے مگر قبضہ دینے سے پہلے ہی فوت ہو گئی تو اس صورت میں اول و ثانی ہبہ کا کیا حکم ہوگا؟

جواب..... ہبہ اول نافذ ہوگا اور ہبہ (مؤہوب لہما کا) قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے نافذ نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۱۱)

ہبہ کی ہوئی جائیداد جب تک الگ نہ کی جائے تو ہبہ

درست نہیں ہے اور اصل مالک ہی اس کا مالک ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین وریں مسئلہ کہ زید فوت ہو گیا (بکر) زید کی وراثت کے 1/6 حصہ کا مالک ہے اس کی فوتگی کے تیسرے دن ۱۶ آدمیوں کے مابین بکر نے بلا کسی جبر کے اپنا 1/6 متوفی کے اولاد (۶ لڑکیاں نابالغ اور دو لڑکے نابالغ) کو بخش دیا دعا خیر پڑھی گئی بعد میں اس نے اپنے ورثہ کا مطالبہ کیا کیا شرعاً اس وراثت کا حصہ دلاتی ہے اگر دلاتی ہے تو اس پر کوئی حد آتی ہے کیا شرعاً اسے لینا جائز ہے۔

جواب..... صورتہ مسئلہ میں بکر کا اپنا حصہ علیحدہ کرنے سے پہلے زید کی اولاد کو ہبہ کرنا صحیح نہیں ہوا بکر بدستور اپنے حصہ 1/6 کا مستحق ہے اور اس کا مطالبہ شرعاً صحیح اور اپنا حق لینا جائز ہے۔ وہیہ حصہ من العين لوارث او غیرہ تصح فیما لا یحتمل القسمة ولا تصح فیما یحتملہا کذا فی القنیۃ (عالمگیریہ ص ۳۲۰ ج ۴) والشیوع من الطرفين فیما یحتمل القسمة مانع من جواز الهبة بالاجماع (عالمگیریہ ص ۳۷۸ ج ۴) واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۲۸)

ہبہ میں قبضہ کس وقت کا معتبر ہے؟

سوال..... صحت ہبہ کیلئے موہوب کا قبضہ اسی مجلس میں شرط ہے یا کہ مجلس کے بعد بھی کافی ہے؟

جواب..... مجلس کے بعد قبض اس شرط سے معتبر ہے کہ واہب کے اذن صریح سے ہو خواہ اذن

بوقت ہبہ پایا جائے یا بعد میں مجلس کے اندر قبض کیلئے اذن صریح شرط نہیں بلکہ تخلیہ (یعنی شئی کو خالی کر دینا) اور تمکین من القبض (یعنی قبضہ کی قدرت دے دینا) بھی کافی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۶۲)

ہبہ میں مناسب شرط لگانا

سوال..... ہبہ میں شرط لگانا جائز ہے؟ یا ہبہ صحیح ہے اور شرط باطل؟

جواب..... اگر شرط ہبہ کے مناسب ہو تو شرط اور ہبہ دونوں صحیح ہو جائیں گے ورنہ عقد صحیح ہو

جائے گا اور شرط باطل۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۵۹)

تاحیات ہبہ کرنے کا حکم

سوال..... بیوی کو مکان یا کھیت اس طرح ہبہ کر دے کہ تاحیات تیرا پھر میرا یا میرے

وارثوں کا اتفاق سے شوہر کا انتقال ہو گیا اور عورت اپنی پوری زندگی فائدہ اٹھاتی رہی اگر عورت کا

بھی انتقال ہو جائے تو اس مکان یا کھیت کا وارث کون ہوگا؟ شوہر کے ورثہ یا عورت کے؟

جواب..... مکان وغیرہ عمر بھر کے لئے زوجہ کو ہبہ کرنا عمری ہے اور یہ جائز ہے اور واپسی کی

شرط باطل ہے لہذا تاحیات عورت متمتع ہوگی اور بعد میں اس کے ورثاء مستحق ہوں گے شوہر کے

ورثاء واپس نہیں لے سکتے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۴۶)

ہبہ کے لئے واہب کی رضا مندی ضروری ہے

سوال..... باپ نے اپنی بیٹی کو ہبہ میں کچھ سامان اور نقدی دیدی بیٹی نے بقدر ضرورت اس

میں سے لے لیا اور جو باقی بچا وہ باپ کو ہبہ کر دیا کیا شرعاً یہ ہبہ صحیح ہے؟

جواب..... اگر یہ ہبہ بلا جبر و اکراہ کے اپنی خوشی اور رضا مندی سے ہو تو شرعاً صحیح ہے کیونکہ

مہر مسمیٰ معجل بعد القبض عورت کی ملک ہے اور اس میں اس کا تصرف نافذ ہے۔

قال العلامة محمد خالد اتاسی رحمہ اللہ: يلزم فی الهبة رضا الواهب فلا

تصح الهبة التي وقعت بالجبر والاكراه

(مجلد الاحکام، مادة ۸۶۰، ص ۲۷۲ الباب الثانی فی شرائط الهبة)

قال العلامة ابن البراز الكندی رحمه الله: قال لها وهى لاتعلم العربية قولی وهبت مهری منك فقالت وهبت لاتصح بخلاف الطلاق والعناق لان الرضا شرط جواز الهبة. (البزازية على هامش الهندية ج ۶ ص ۲۳۵ نوع فى هبة المهر وغيره) ومثله فى الخانية على هامش الهندية ج ۳ ص ۲۸۱ فصل فى هبة المرأة مهرها من الزوج (فتاوى حقانيه ج ۶ ص ۳۸۳)

نابالغ کیلئے ہبہ میں بھی قبضہ شرط ہے

سوال..... زید لا ولد نے ایک لڑکی کو گود لیا کچھ عرصہ بعد وہ لڑکی دو نابالغ لڑکوں کو چھوڑ کر فوت ہو گئی زید نے کچھ جائیداد ان کے والد کی سرپرستی میں ہبہ کر دی زید کے مرنے پر جائیداد کی تقسیم میں نزاع ہوا متوفی کی ایک بیوہ اور حقیقی بھائی ہے اس صورت میں زید کی جائیداد کے سہام کس کس کو مل سکتے ہیں؟ اور زید کا ہبہ نامہ شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

جواب..... رہیہ کے نابالغ لڑکوں کے نام جو ہبہ نامہ لکھا ہے اس کی صحت و نفاذ کیلئے یہ لازم تھا کہ نابالغوں کے ولی کو شئی موہوب پر قبضہ دے دیا جاتا اور وہ نابالغوں کی طرف سے قبضہ کر لیتا اگر صورت مسئلہ میں نابالغوں کے ولی کو قبضہ کرا دیا تھا تو ہبہ صحیح اور نافذ ہے اور اگر قبضہ نہیں دیا گیا تھا تو ہبہ ناجائز ہے ہبہ ناجائز ہونی کی صورت میں اگر نابالغوں کیلئے کوئی وصیت بھی نہ ہو تو ترکہ کے مستحق صرف دو وارث ہونگے یعنی بیوہ اور بھائی بیوہ کو چوتھائی اور بھائی کو تہائی ملے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۶۲)

قرائن سے بھی ہبہ کا ثبوت ہو جاتا ہے

سوال..... زید نے بلا تصریح کچھ روپیہ اپنے چچا کو دیا کہ ایک نشست گاہ اپنی زمین میں بنالو عمرو چچا نے ایک مکان بنالیا اب عمرو کی وفات کے بعد زید عمرو کے وارثان سے اس روپے کا طالب ہے تو شرعاً اس روپے کو زید واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... صورت مسئلہ میں زید نے عمرو کو جو روپیہ دیا ہے شرعاً ہبہ ہے اگرچہ کوئی تصریح نہیں مگر ظاہراً قرینہ ہبہ پر دلالت کرتا ہے اور ہبہ میں قرینہ بھی تملیک کے لئے کافی ہے اور جب ہبہ متحقق ہو گیا اور عمرو وفات پا گیا اب زید کو وارثان عمرو سے دعوے کا حق نہیں اور واپس لینا جائز نہیں کیونکہ متعاقدین میں کسی ایک کی موت رجوع ہبہ سے مانع ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۶۶)

قرائن سے ثبوت ہبہ کی ایک اور صورت

سوال..... عمرو زید ایک ہی مکان میں رہتے تھے لیکن قبضہ اور مسکن ہر فریق کا جدا جدا تھا عمرو

کے حصے کا مکان حکومت نے نیلام کر دیا زید نے عمرو کو روپیہ دیا کہ وہ نیلام خریدے عمرو نے وہ مکان خرید لیا اور تاحیات عمرو کے قبضہ و تصرف میں رہا اور عمرو کی وفات کے بعد وارثان عمرو سے بھی زید اس طرح کے تبرعات کرتا رہا اب زید وارثان عمرو سے اس امر کا دعویٰ کرتا رہا ہے کہ مکان میرے روپے سے خرید ہے تو شرعاً زید کا دعویٰ اور واپسی کا مطالبہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... صورت مسئلہ میں زید نے جو روپیہ عمرو کو دیا اور عمرو نے اپنے نام پر خریدا اور قبضے میں عمرو ہی کے رہا پس یہ روپیہ دینا ہبہ ہے اگرچہ تصریح نہیں کی مگر قرآن ہبہ پر دلالت کرتے ہیں اور وہ ملکیت عمرو کی ہے اور جب عمرو مر گیا اب رجوع ہبہ کا نہیں ہو سکتا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص)

چوری کا ہبہ شدہ مال اصل مالک کو لوٹانا واجب ہے

سوال..... ایک شخص نے کسی کو چوری کا مال ہبہ کیا کچھ مدت کے بعد اس مال کا اصلی مالک بھی آ گیا اور اس نے موہوب لہ سے اپنے مال کی واپسی کا مطالبہ کیا مگر اس نے یہ کہہ کر واپس کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ مال فلاں شخص نے مجھے ہبہ کیا ہے لہذا تم اس سے مطالبہ کرو اب سوال یہ ہے کہ کیا اس شخص (اصلی مالک) کا موہوب لہ سے اپنے مال کا مطالبہ کرنا درست ہے اور کیا اس کے ذمے مال واپس کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر کسی نے چوری کا مال اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کو ہبہ کیا ہو اور بعد میں اس کا اصلی مالک آ جائے تو چوری کا موہوبہ مال اس کے اصلی مالک کو واپس کیا جائے گا اور اس کا دونوں سے مطالبہ کرنا درست ہے البتہ جس کے پاس وہ مال موجود ہے اس پر واپس کرنا واجب ہے۔

لما قال العلامة اشرف علی التہانوی: (سوال) زید نے عمرو کی ایک چیز چرائی اور بکر کو ہبہ کر دی اور بکر نے خالد کو ہبہ کر دی اب معلوم ہوا کہ زید نے چوری کی تھی اس حالت میں شے مسروقہ کا ادا کرنا کس کے ذمے واجب ہوگا؟

جواب..... جس کے پاس اب ہے اس پر رد واجب ہے اور اگر اس کو خبر نہ ہو تو جس کو خبر ہو اس پر خبر کرنا واجب ہے اور اگر اس صاحب خبر کو ہبہ میں بھی دخل ہے تو اس پر استخلاص اور استرداد میں بھی سعی واجب ہے (امداد الفتاویٰ جلد ۳ ص ۵۷۵ کتاب الہبہ)

قرآن بھی تکمیل ہبہ کیلئے کافی ہیں

سوال..... جناب مفتی صاحب! میرے بڑے بھائی نے بیٹی کی شادی کے لئے مجھے کچھ رقم دی میں نے وہ رقم بیٹی کی شادی پر خرچ کر دی اس بات کو تقریباً بیس سال گزر چکے ہیں اور اس

دوران بڑے بھائی نے رقم کی واپسی کا تقاضا نہیں کیا یہاں یہ یاد رہے کہ جب بڑے بھائی نے مجھے رقم دی تھی تو اس نے قرض یا واپسی کی کوئی تصریح یا وضاحت وغیرہ نہیں کی تھی اور نہ اس کو واپسی کی کوئی امید تھی اب ان کے انتقال کے بعد ان کی اولاد مجھ سے اس رقم کی واپسی کا مطالبہ کر رہی ہے تو کیا شرعاً بھائی کی اولاد کا یہ مطالبہ درست ہے یا نہیں؟

جواب..... ہبہ کی تکمیل کے لئے ایجاب و قبول یعنی ہبہ کی تصریح ضروری نہیں قرآن بھی تلفظ کے قائم مقام ہو سکتے ہیں صورت مذکورہ کے مطابق بیس سال تک بھائی کا مطالبہ نہ کرنا اور رقم دے کر واپسی کی امید نہ رکھنا اور نہ ہی قرض کی تصریح کرنا یہ سب چیزیں اس بات پر دال ہیں کہ آپ کو بڑے بھائی نے بیٹی کی شادی کے لئے جو رقم دی تھی وہ بطور ہبہ تھی اس لئے اب اس کی اولاد کو رقم کی واپسی کے مطالبہ کا کوئی حق نہیں۔

لما قال العلامة الحصكفي: قلت فقد افاد ان التلفظ بالايجاب والقبول لا يشترط بل تكفي القرائن الدالة على التملك لكن دفع الى الفقير شيئاً وقبضه ولم يتلفظ واحداً منهما شى (الدر المختار على هامش رد المحتار ج ۳ ص ۵۰۸ كتاب الهبة) قال العلامة داماد آفندي: قالوا لو وضع ماله في طريق ليكون ملكاً لرافع جاز فلا يشترط التصريح بالهبة (الدر المنتقى في شرح الملتقى في ذيل مجمع الانهر ج ۳ ص ۴۹۰ كتاب الهبة) (ومثله في امداد الفتاوى ج ۳ ص ۴۶۶ كتاب الهبة) (فتاوى حقانيه ج ۶ ص ۳۸۶)

لفظ ”چھوڑ دیا“ سے ہبہ کا حکم

سوال..... زید مرحوم نے ورثہ میں ایک بیوہ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی مرحوم کا ترکہ ایک مکان ہے اولاد نے تقسیم میں نزاع و فساد سے بچنے کیلئے اپنا اپنا حصہ والدہ کے حق میں چھوڑ دیا والدہ نے یہ جائیداد مسجد کے نام وقف کر دی کیا اس کا یہ اقدام درست ہے؟ جبکہ اولاد میں بعض تنگدست اور غریب بھی ہیں؟

جواب..... لفظ چھوڑ دیا سے تو والدہ کی ملک ثابت نہیں ہوتی البتہ اگر اولاد نے ”ہبہ کر دیا“ یا ”ویدیا“ جیسے الفاظ استعمال کئے ہوں تو یہ ہبہ ہے جس کا حکم یہ ہے یہ مکان ورثہ میں تقسیم کرنیکی صورت میں اگر حصے دار کو اتنا حصہ ملتا جو اس کیلئے قابل انتفاع ہوتا تو اس کا ہبہ صحیح نہیں اگر قابل انتفاع نہ ہو تو ہبہ صحیح ہے ہبہ صحیح ہونیکی صورت میں والدہ کا وقف صحیح ہے ورنہ غیر صحیح۔ (احسن الفتاوی ج ۷ ص ۲۶۰)

جملہ ”میں اپنا شیر بیٹے کو دیتی ہوں“ سے ہبہ کا حکم

سوال..... ہندہ نے بازار کا ایک حصہ بیٹے کو دیا بیٹے نے بازار کمپنی کے دفتر میں جا کر اس حصے کو اپنے نام کر لیا اور پھر بیچ بھی دیا اب بیٹے کا انتقال ہوا ہندہ کہتی ہے کہ میں نے وہ حصہ بیٹے کو ہبہ نہیں کیا تھا ورثہ کہتے ہیں کہ دفتر میں وہ شیر بیٹے کے نام لکھا ہے اور ہندہ کے یہ الفاظ درج ہیں میں اپنا شیر پیار و محبت سے اپنے بیٹے کو دیتی ہوں“ یہ الفاظ ہبہ کی دلیل ہے اس میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب..... صرف دفتر میں لکھا ہوا ہونا تو حجت نہیں بلکہ والدہ کا اقرار یا ہبہ کے گواہوں کا موجود ہونا ثبوت ہبہ کے لئے ضروری ہے پس والدہ دفتر میں لکھے ہوئے الفاظ کا اقرار کرتی ہے یا اس امر کے گواہ موجود ہیں تو بیشک حصہ (شیر) ہبہ ہو گیا۔ اور اگر بیٹے نے قبضہ بھی کر لیا ہو تو بیٹے کی ملک میں آ گیا اور اس کی بیع بھی صحیح ہو گئی اگرچہ یہ ہبہ مشاع ہے لیکن مفتی بہ قول کے مطابق مشاع کا ہبہ قبضے کے بعد ملکیت کا فائدہ دیتا ہے اگرچہ ملک فاسد ہی ہو۔

اور اگر والدہ ان الفاظ اور ہبہ کا اقرار نہ کرے اور ہبہ کے گواہ نہ ہوں تو پھر والدہ کا یہ قول کہ میں نے عاریتہ دیا تھا والدہ سے قسم لے کر قبول کیا جائے گا اگر وہ قسم سے انکار کرے تو صرف انکار پر ورثہ کے ہبہ کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۵۲)

اردو میں ”دینے“ کا لفظ تملیک کے لئے ہے یا نہیں

سوال..... زید کا یہ قول کہ ”میں نے اس کی حیات تک اس کو صرف رہنے کا مکان دیا تھا ہذا لک عمری سکنی کے ذیل میں آتا ہے یا ہذا لک عمری تسکنا کے تحت میں؟ اور یہ قول مذکور مکان دینے کو بتلاتا ہے۔ یا صرف منفعت یعنی بود و باش کے دینے کو؟ اور یہ کہ میں نے تم کو تاحیات بود و باش دی اور یہ کہ میں نے تم کو تاحیات رہنے کا مکان دیا“ کیا فرق ہے؟

جواب..... اردو میں دینے کا لفظ تملیک عین کے لئے مخصوص نہیں بلکہ تملیک عین اور تملیک منفعت دونوں کے لئے مستعمل ہے اور اس قول میں کہ ”اس کو صرف رہنے کا مکان دیا دینے کی جہت کا بیان صراحتاً موجود ہے کہ تملیک منفعت کے لئے ہے اور عربی کا جملہ داری لک ہبۃ تسکنا کو اگر اردو زبان میں ادا کیا جائے تو یوں کہا جائے گا میرا گھر تمہارے لئے ہبہ ہے تم اس میں رہائش کرنا یا میں نے تم کو اپنا گھر ہبہ کیا تم اس میں رہنا یا میں نے تم کو گھر دیا تم اس میں سکونت کرنا ان صورتوں میں کہا جاسکتا ہے کہ رہائش کا ذکر بطور مشورے کے ہے دینے کی جہت

پوری کرنے کے لئے نہیں لیکن اردو کی ان مثالوں میں ”میں نے تم کو صرف پڑھنے کے لئے قرآن دیا“ میں نے صرف تم کو پڑھنے کے لئے کتاب دی ”میں نے تم کو صرف لکھنے کے لئے قلم دیا“ میں نے تم کو صرف پانی پینے کے لئے گلاس دیا ”میں نے تم کو صرف سونے کے لئے پنگ دیا“ وغیرہ وغیرہ تمہلیک عین ہرگز نہیں سمجھی جاتی صرف تمہلیک منفعت مقصود ہوتی ہے۔

پس صورت مسئلہ میں صرف سکونت مکان کا دینا تا حیات مراد ہے اور یہ عاریت ہے ہبہ نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۵۵)

کسی کے پاس جمع کرنے سے ہبہ کا حکم

سوال..... زید نے اپنا مال بہ مصلحت ہمشیرہ کے پاس جمع کر رکھا تھا ہمشیرہ انتقال کر گئی تو زید نے اس کے شوہر عمرو سے اس مال کو طلب کیا عمرو نے اپنے حصے داروں کے روبرو اس کے واپس دینے کا اقرار کیا چند ماہ بعد عمرو بھی انتقال کر گیا اب زید اگر گواہ پیش کرے تو وہ مال واپس مل سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... سوال میں ذکر کردہ صورت وضع یعنی ہمشیرہ کے نام حساب میں لکھوا دینا کہ یہ فلاں کا ہے اس سے ایجاب و قبول و قبضہ نہیں ہوتا اس لئے ہبہ نہیں ہوا پس زید ہی اس کو لے لے کیوں کہ وہ مال اسی کا ہے نہ کہ اس کی ہمشیرہ کا۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ۳۰۸)

بیٹوں کو ہبہ بالعوض اور ورثہ کیلئے وصیت کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین صورت ذیل میں کہ زید نے اپنے مرنے سے پندرہ سال پیشتر اپنے کل مکانات مسکونہ و جملہ اثاثات البیت اور متعدد اراضیات مشخصہ اپنے چار بیٹوں کے نام ہبہ بالعوض کر دیئے اور ہبہ نامہ بصورت رجسٹری مکمل اور دفتر سرکاری میں نام داخل و خارج ہو گیا اور موہوب لہم کو قبضہ کروادیا چونکہ موہوب لہم اس پندرہ سال کی مدت میں بصیغہ ملازمت اپنی اپنی جگہ متعین رہے اس لئے بظاہر قبض و دخل جملہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ اور جملہ انتظامات بابت حفاظت آمدنی اراضی مذکورہ زید کے ہاتھ رہا کئے اس ہی سال زید اپنی بقیہ اراضی بذریعہ ایک وصیت نامہ کے کہ وہ بھی رجسٹری شدہ ہے اپنی دو بیٹیوں اور زوجہ ثانی اور تین محروم الارث ناتیوں کے نام بشرائط ذیل تقسیم کر دی۔

(۱) شرط اول: میں جائیداد مذکورہ وصیت نامہ پر تاحین حیات قابض اور متصرف رہوں گا۔

(۲) شرط دوم: میرے مرنے کے بعد میری تجہیز و تکفین اور خیر و خیرات میرے بیٹے کریں

گے اور اس جائیداد کی ایک سال کی آمدنی میرے مرنے پر میرے بیٹے لینے کے بعد دوسرے سال موافق تقسیم وصیت نامہ ہر شخص اپنے اپنے حصہ پر قابض و دخل ہو جائے گا۔
اب موصی الہم کو دو باتوں میں نزاع ہے۔

۱۔ امر اول یہ کہ وصیت نامہ کی شرط ثانی کی صحت سے انکار کرتے ہیں کہ اول تو ”لا وصیۃ للوارث“ حدیث ہے اور اگر وصیت صحیح بھی ہو تو اس میں اس قسم کی شرائط کا لگا دینا تو ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا لہذا ہم ایک سال کا انتظار نہیں کر سکتے بلکہ مرنے کے بعد ہی سے فوراً وارث ہیں (موصی الہم)
۲۔ امر ثانی اراضی موجودہ ہیہ نامہ کی آمدنی کے بقدر حصہ وراثت ہم لوگ بھی مستحق ہیں (حالانکہ زید نے وصیت اور ہیہ کی آمدنی کہیں الگ الگ نہیں رکھی بلکہ یکجائی رکھ کر اپنے اور اپنی اہلیہ اور بالائی شخص کی پرورش اور دین لین اسی شخص سے کرتا رہا اور موصی الہم میں سے کسی کو بھی سالانہ کچھ کچھ دیتا رہتا تھا اور ادھر ہیہ نامہ میں منقولہ وغیرہ منقولہ جائیداد کو اپنے لڑکوں کے نام دے دیا تھا۔

اب دو سوال ہیں: اولاً یہ کہ صورت مسئلہ میں زید کو بعض وارثوں کے لئے اس شرط سے وصیت کر دینا صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر بمطابق ”لا وصیۃ للوارث“ یہ وصیت نامہ ہی باطل ہے تو پھر زید کے یہ چار بیٹے اس جائیداد مندرجہ وصیت نامہ میں وارث ہوں گے یا نہیں۔

ثانیاً: آمدنی جائیداد ہیہ نامہ جو زید نے بحیثیت مشطمانہ اپنے چار بیٹے (مویہوب الہم) کے لئے بطور سرمایہ جمع کی ہے اس میں موصی الہم کو حق وراثت پہنچتا ہے یا نہیں؟

واضح ہو کہ مویہوب الہم اپنی مالیت کے جو آج پندرہ سال سے جمع ہوتی رہی ہے گاہ بگاہ کچھ کچھ لے کر اپنی اپنی جگہ جہاں وہ ملازم ہیں خرچ میں لاتے رہے۔ فقط بیٹو اتو جروا

جواب..... زید نے جو زمین چار بیٹوں کے نام ہیہ بالعوض کی ہے وہ تو اس کے بیٹوں کی ملک ہوگی۔ اور جو زمین بذریعہ وصیت نامہ کے بیٹوں اور زوجہ اور محروم الارث ناتیوں کے نام کی ہے اس میں چونکہ بیٹیاں اور بیوی وارث ہیں ان کے لئے وصیت باطل ہے ہاں اس بقیہ جائیداد کے تہائی میں محروم الارث ناتیوں کے لئے وصیت صحیح ہے اگر ان کے لئے تہائی کی یا اس سے کم وصیت کی ہو فہیہا اور تہائی سے زیادہ کی کی ہو تو باطل ہے جو بدون وارثوں کی اجازت کے صحیح نہیں ہو سکتی اور اس بقیہ جائیداد کی دو تہائی میں چاروں بیٹے بھی وارث ہیں اور بیٹیاں بھی اور زوجہ بھی اور جائیداد ہیہ نامہ میں اور اس کی آمدنی میں چاروں بیٹوں کے سوا کوئی حقدار نہیں کیونکہ وہ تو ترکہ سے خارج ہے جبکہ زید نے اپنی حیات میں اس کا مالک بیٹوں کو بنا دیا۔

نوٹ: یہ جواب اس صورت میں ہے جبکہ وصیت نامہ میں بیع یا ہبہ کے الفاظ نہ ہوں صرف وصیت ہی کا ذکر ہو ورنہ وصیت نامہ کی نقل بھیج کر سوال دوبارہ کیا جائے۔ واللہ اعلم (امداد الاحکام ج ۳ ص ۵۱)

بیٹوں کو جائیداد ہبہ کر دی مگر قبضہ خود رکھا

سوال..... ایک شخص نے کچھ جائیداد اپنے ایک بیٹے اور ایک بیٹی کو (دونوں بالغ ہیں) ہبہ کر دیا لیکن مرتے دم تک قبضہ و تصرف اسی کا رہا سرنے کے بعد دونوں جائیداد کی آمدنی اور پیداوار لیتے رہے مگر دوسرے ورثاء کہتے ہیں کہ یہ ہبہ صحیح نہیں اور اس میں ہمارا بھی حق ہے۔

جواب..... ہبہ مکمل اور صحیح ہونے کیلئے قبضہ کامل شرط ہے لہذا جبکہ مرحوم وفات تک جائیداد پر خود ہی قابض و متصرف رہا اور اسکی زندگی میں لڑکی اور لڑکے کا مالکانہ قبضہ اور تصرف ثابت نہیں ہے تو یہ ہبہ معتبر نہیں ہے جملہ ورثاء وارث ہیں وہ اپنا حصہ لے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۷۷)

ہبہ کرنے کے بعد مرض میں تخفیف ہو جانا

سوال..... ایک مریض نے شدت مرض میں ہبہ کیا اور بعد میں افاتہ ہو گیا اور خطرے کی صورت نہیں رہی مگر مرض کا اثر باقی تھا اور اسی حالت میں مرض جدید کا حملہ ہوا اور فوت ہو گیا تو یہ شخص بوقت ہبہ مریض مرض الموت سمجھا جائیگا یا نہیں؟ اور مرض سابق کا اثر باقی رہنے کی وجہ سے ہبہ میں خلل تو نہیں آئیگا؟

جواب..... امراض ممتدہ میں ایک سال گزرنے سے قبل موت کا واقع ہو جانا نفاذ ہبہ سے مانع نہیں ہوگا (یعنی ہبہ نافذ ہو جائے گا) بلکہ صرف خوف و ہلاکت کی صورت میں ہے پس صورت مذکورہ میں وہ شخص مرض الموت کا بیمار متصور نہ ہوگا اور مرض سابق کے اثر کے باقی رہتے ہوئے ایک سال کے اندر اندر مرض جدید کے حملے سے موت کا آ جانا ہبہ میں خلل نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۲۱)

متنبی کو کل جائیداد ہبہ کرنے کی ایک صورت

سوال..... زید نے بکر کو تقریباً پچیس سال تک متنبی بنا کر رکھا اور اس کے کل اخراجات کا کفیل رہا وفات سے ایک ماہ پہلے بحالت صحت معتبر گواہوں کے روبرو کہہ دیا کہ میری کل جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ کا مالک بکر ہے میں نے کل جائیداد اس کی ملک کر دی ہے۔

نیز موت سے چار دن پہلے صندوق کی چابی وغیرہ بھی سپرد کر کے مکرر گواہوں کے سامنے کہہ دیا کہ سابق میں بھی میں تجھ کو اپنی کل جائیداد کا مالک کئے ہوئے تھا اب بھی اقرار کرتا ہوں کہ میری جائیداد کا مالک تو ہے کیا شرعاً بکر تمام جائیداد کا مالک ہو گیا؟

جواب..... اس صورت میں کہ زید و دفعہ معتبر گواہوں کے روبرو بکر کے لئے جائیداد کی ملکیت کا اقرار کر چکا ہے اور موت سے پہلے منقولہ ترکہ پر قبضہ دے چکا ہے تو شرعیہ تملیک صحیح ہے اور یہ ہیہ ہے۔ (فتاویٰ مظاہر علوم ج ۱ ص ۱۸۷)

نابالغ کو ہیہ کیا تو والد کا قبضہ کافی ہے

سوال..... زید نے کچھ سونایا چاندی اپنے نابالغ بچوں کو دے دیا تو کیا باپ کے نیت کرنے سے وہ بچے اس سونے چاندی کے مالک ہو جائیں گے یا ان کا قبضہ ضروری ہے تو اسکی کیا صورت ہوگی؟
جواب..... نابالغ اولاد کو ہدیہ دیا تو اولاد کی ملک کیلئے والد کا قبضہ کافی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۵۸)

عورت کو اگر باپ کی طرف سے جائیداد ملی ہو اور وہ زندگی میں شوہر و بچوں پر تقسیم کر دے تو کیا حکم ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کو اپنے باپ سے کچھ زمین وراثت میں آئی ہے پھر اس سے چند سال کے بعد اپنی رضا سے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں اور خاوند مذکور کو مطابق حصص شرعی کے تملیک کر دی ہے اور کاغذات میں بھی بیان دے کر درج کرادی ہے آیا اس کا یہ کام جائز ہے یا نہ سوال یہ کیا گیا ہے کہ اس صورت کو تو میراث کہتے ہیں اور میراث موت کے بعد ہوتی ہے تملیک کرنے والی زندہ ہے لہذا اس کا یہ کام ناجائز ہے۔ مینو اتوجرا

جواب..... واضح رہے کہ ہر شخص اپنی زندگی میں حالت صحت میں اپنے مال کو جسے ہیہ کرے کر سکتا ہے جبکہ طیب قلب سے ہو کسی دباؤ یا لالچ کی وجہ سے نہ ہو اس طرح جو شخص اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کو اپنے وارثوں میں تقسیم کرنا چاہے تو تقسیم کر سکتا ہے اور ایسا کرنا جائز ہے مگر اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ اپنی تمام اولاد میں برابری کرے حتیٰ کہ لڑکے اور لڑکی کو بھی حصہ برابر تقسیم کرے اور بلا وجہ شرعیہ اپنی اولاد میں کسی کو کم اور کسی کو زیادہ نہ دے تاکہ کسی عزیز کی دل شکنی نہ ہو اور کسی کی قطع رحمی نہ ہو جائے۔ کما قال فی العالمگیریہ ص ۳۹۱ ج ۴ ولو وهب رجل شیئاً لا ولادہ فی الصحۃ واراد تفضیل البعض علی البعض فی ذلک لا رواۃ لہذا فی الاصل عن اصحابنا وروی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ انہ لا بأس بہ اذا کان التفضیل لزیادۃ فضل لہ فی الدین وان کانا سواء یکرہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم لیکن اگر سب الگ الگ کر کے ہر ایک کو قبضہ بھی بعد از تقسیم دلا رہا ہے تو تملیک صحیح ہوگی ورنہ نہیں (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۳۳۸)

ملکیت کی خبر دینے سے ہبہ منعقد نہیں ہوتا

سوال..... عمرو نے کہا یہ مال زید کا ہے اس کہنے سے ہبہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب..... ہبہ نہیں ہوتا البتہ اگر عمرو یہ کہے کہ میرا یہ مال فلاں شخص کا ہے تو ہبہ ہو جائے گا۔

(فتاویٰ عبدالحی ص ۳۲۹)

”میں نے تجھ کو اس کا مالک بنا دیا“ اس جملے سے ہبہ کا حکم

سوال..... اگر زید نے خالد سے کہا کہ ”میں نے تجھے اس گھر کا مالک بنا دیا“ تو اس کہنے

سے ہبہ ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب..... بعض کے نزدیک ہو جائے گا اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ اگر ہبہ پر کوئی قرینہ

موجود ہو تو ہبہ صحیح ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۲۸)

اولاد میں سے صرف غریب بچی کی مدد کرنا

سوال..... زید نے اپنی ایک لڑکی غریب گھرانے میں دی اس کے نام ایک چھوٹا سا مکان

کر دیں یا مدد کے طور پر کوئی رقم اسے دیتے رہیں تو کیا اولاد میں نا انصافی اور حق مارا جاتا تو نہیں

ہوگا؟ دوسرے بچے بچیاں ماشاء اللہ خوش حال ہیں؟

جواب..... الا اعمال بالنیات جب کہ نیت واقعی دوسرے ورثاء کا حق مارنے اور کم دینے کی

نہیں ہے غریب بچی کی مدد کرنا مقصود ہے اور وہ محتاج ہے انشاء اللہ گنہگار نہ ہوگا اور دوسرے ورثاء

مانع نہ ہوں گے۔ (فتاویٰ رحمیہ ج ۶ ص ۱۵۱)

باپ بیٹے سے ہبہ کی ہوئی زمین واپس نہیں لے سکتا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ زید کے تین بیٹے ہیں اور تینوں شادی

شدہ ہیں ان میں سے درمیانے بیٹے کو زید کے والد نے ساڑھے ۱۱۲۴ ایکڑ رقبہ اپنی ملکیت سے ۵ ایکڑ

رقبہ بغیر لحاظ حصص شرعیہ کے ہبہ کر دیئے ہیں اور بعد ہبہ باپ نے یہ کہا ہے کہ رقبہ میں چاہ لگایا جا چکا ہے

اور چونکہ یہ چاہ باقی رقبہ سے مشترک ہے لہذا مصرف چاہ کا حصہ تم پر لازم ہے ادا کرو تو موہوب الیہ نے

مصرف بھی گواہوں کے سامنے باپ کو ادا کر دیا بلکہ کچھ زائد حساب بھی جس طرح باپ راضی ہو کر دیا اور

اس کے بعد بقایا ۹۰۰ روپیہ نکالا وہ بھی ادا کر دیا مگر والد صاحب بیٹے پر کچھ ناراضگی کی وجہ سے وہ رقبہ

واپس کرنا چاہتا ہے جس رقبہ والد صاحب ۲۷ عدد کیکر جن کی قیمت ۴۴۰ روپیہ وہ اس نے جبراً لے لئے

ہیں حالانکہ اس رقبہ میں موہوب الیہ نے چار پانچ سال سے احاطہ اور مکان وغیرہ بنا لیا ہے مگر اب والد صاحب کا ارادہ یہ ہے کہ ہبہ شدہ زمین کو واپس لینا چاہتا ہے اور مکان سکونت سے بھی بے دخل کرانا چاہتا ہے آیا عند الشرع زمین جو کہ موہوب الیہ کو دی گئی اس کا واپس لینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب..... صورتہ مسئلہ میں اگر موہوبہ زمین باپ کے رجوع سے پہلے محوز تھی اور تقسیم وغیرہ سے حدود قائم ہو چکے تھے تو ہبہ صحیح ہے اور باپ کا رجوع عن الہبہ بوجہ ہبہ علی ذی رحم محرم صحیح نہیں۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا كانت الہبۃ لذلٰی رحمہ محرم لم یرجع فیہا اور اگر حدود وغیرہ قائم نہیں تھے تو چونکہ اس صورت میں ہبہ صحیح نہیں بلکہ ہبہ فاسد ہے ہبہ مشاع ہے اس لئے اس صورت میں اپنی موہوبہ زمین واپس کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۳۴)

بنجر زمین آباد کی تو مالک کون ہوگا؟

سوال..... زید نے مالک کی اجازت سے ایک بنجر پتھریلی زمین آباد کی زید کے مرنے کے بعد اس کے دو بیٹے زمین پر قابض رہے جس کا عرصہ تقریباً ساٹھ سال ہے اب مالک کا پوتا وہ زمین ان سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس قدر مدت کے قبضہ اور اس مشقت کا شرعاً کوئی حق ہے یا نہیں؟

جواب..... قبضے کے دراز ہونے سے تو کوئی حق ملکیت حاصل نہیں ہوتا اور جبکہ سوال میں اعتراف کیا گیا ہے کہ زید نے عمرو سے جو مالک تھا اجازت حاصل کر کے زمین کو آباد کیا تھا تو اب مالک کی ملکیت سے انکار کرنا کیسے درست ہوگا؟ اور مشقت کے عوض میں ساٹھ سال کی رہائش کا فائدہ مالک کی اجازت سے حاصل کیا گیا اس کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۱۱)

شوہر کی چیزیں اگر بیوی کسی کو دے دے؟

سوال..... ہندہ نے اپنے شوہر کو کچھ چیزیں بغیر اجازت زید کو دیدیں اب شوہر زید سے وہ چیزیں طلب کرتا ہے تو زید نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میں نے تم سے نہیں لیں میری ایک چیز ہندہ پر آتی ہے جب وہ میری چیز مجھ کو دی گئی تب میں دوں گا اب ہندہ کا شوہر زید سے وہ اپنی چیزیں شرعاً لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... ہندہ کو یہ اختیار نہیں کہ شوہر کی کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے ہبہ کے واسطے موہوب کا واپس کی ملک ہونا شرط ہے اور جب ہندہ خود مالک نہیں ہے اور شوہر کی اجازت نہیں تو ہندہ کا یہ تصرف غصب کے حکم میں ہوا اور غصب میں غاصب اگر شئی مغصوب کسی کو عاریت دے دے یا امانت رکھ دے یا ہبہ کر دے یا کوئی دوسرا شخص غاصب سے غصب کر لے ان سب صورتوں میں مالک کو اختیار ہے کہ خود غاصب سے تقاضا کرے یا اس نے جس کو بطور عاریت

وغیرہ دی ہے اس سے طلب کرے اس لئے صورت مذکورہ میں شوہر ہندہ کو زید سے مطالبہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۵۰)

ہبہ کی جائز صورتیں

زندگی میں جائیداد اولاد کو ہبہ کرنے کا طریقہ

سوال..... زید اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کے حصے بانٹنا چاہتا ہے چار لڑکے چار لڑکیوں میں کس طرح حصے تقسیم کرے؟

جواب..... بہتر یہ ہے کہ زید اپنی جائیداد کے آٹھ حصے کر کے ہر ایک لڑکے اور لڑکی کو ایک ایک حصہ تقسیم کر کے قبضہ بھی کرادے یہی صورت افضل ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۶۶)

ہبہ کی ایک خاص صورت کا حکم

سوال..... معروض خدمت والا آنکھ: والدہ صاحبہ کو پندرہ سو روپیہ کی جائیداد والد صاحب کے ترکہ میں سے ملی ہے اور ایک ہزار کی جائیداد اور ایک مکان نانا صاحب کے ترکہ میں سے ملا ہے اور ہم لوگ چار بھائی اور دو بہن ہیں مکان کی قیمت کم از کم اگرچہ سو روپے لگائی جائے تو اس طرح کل جائیداد مع مکان کی قیمت اس وقت اکتیس سو روپیہ کی ہوئی فرائض کی رو سے ہر بہن کا حصہ دس سہم میں ایک سہم قرار پاتا ہے اس لئے ہر بہن کا حصہ ۳۱۰ روپیہ کا ہوا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ والد صاحب چاہتی ہیں کہ محی الدین پور کی جائیدادیں جو خود والد صاحب کے ترکہ میں سے ان کو ملی ہے اس کو ہم لوگوں کو ہبہ کر دیں تاکہ اس میں ان کے بعد بہنیں نہ لے سکیں جس کا اندیشہ بھی ہے اور چائل کا مکان اس لڑکی کو دے دیں جو چائل میں منسوب ہے اور یہ بھی چاہتی ہیں کہ گوہم تملیج کا تم لوگوں یعنی لڑکوں کو جائیداد دے دیں مگر تبرعاً اس کی آمدنی سے ہماری خدمت کرتے رہو جس کی قوی امید ان کو اپنے لڑکوں سے ہے لیکن لڑکیوں سے نہیں ہے کیونکہ وہ اختیار میں اپنے شوہر کے ہیں اس لئے دریافت فرماتی ہیں کہ اگر شرعاً کسی قسم کا مواخذہ نہ ہو تو محی الدین پور کی کل جائیداد اور چائل کی دو تہائی جائیداد لڑکوں کو ہبہ کر دی جائے اور مکان چائل کا اور ایک تہائی جائیداد چائل کی اپنے نام باقی رکھی جائے تاکہ میرے بعد لڑکیاں اپنا حصہ لے سکیں بلکہ مکان تو ایک بہن کو دے بھی دیا اور یہ جائیداد ان کے شرعی حصہ سے کہیں زائد ہے کیونکہ دونوں لڑکیوں کا

حصہ شرعاً ۶۲۰ روپیہ کا ہوتا ہے اور مکان اور ایک تہائی جائیداد جو چھوڑی جاتی ہے اس کی قیمت تخمینہ نو سو تینتیس روپیہ تک ہے ایک بہن کو کل مکان دینے کے بعد بھی دوسری بہن کا حصہ شرعی یعنی نمبر ۱۱ روپیہ بلکہ زائد کی جائیداد باقی رہتی ہے۔

تنتقیح

جو جائیداد وہ اپنے نام رکھنا چاہتی ہیں وفات کے بعد اس میں لڑکوں کا حق بھی ثابت ہوگا حیات میں لڑکوں کو ہبہ کرنے سے ان کا حق اس مترکہ سے ساقط نہ ہوگا جو وفات کے وقت ان کی ملک رہے گا اور اس صورت میں لڑکیوں کو بہت کم ملے گا اور خلاف عدل لازم آئے گا اور والدین پر اولاد کے ہبہ میں تسویہ یا للذکر مثل حظ الانثیین مامور ہے اس لئے یہ صورت مناسب نہیں بلکہ جس طرح وہ لڑکوں کو اسی وقت ہبہ کر رہی ہیں اسی طرح لڑکیوں کو بھی ہبہ مع القبض کر دیں اور ان کی اجازت سے مکان و جائیداد کی آمدنی سے مشفع ہوتی رہیں یا کل جائیداد مکانات کو وقف علی الاولاد للذکر مثل حظ الانثیین بشرط انتفاع واقف وقف کر دیں اس میں کوئی خدشہ نہیں۔ واللہ اعلم (امداد الاحکام ج ۳ ص ۳۵)

ہبہ سے رجوع کر کے پھر نئے سرے سے ہبہ کرنا

سوال..... ہاشم کا ایک بیٹا ایک بیٹی تھی اس نے اپنے دو مکان بیٹے کو ہبہ کر دیئے اسے گمان تھا کہ بہن کے ساتھ حسن سلوک کرے گا مگر کچھ عرصہ گزرنے پر بیٹے کے چال چلن سے غیر مطمئن ہو کر ہبہ سے رجوع کر لیا اور دونوں مکان نئے سرے سے تقسیم کر کے ایک بیٹے کو ایک بیٹی کو دیا بیٹے کو وہ مکان دیا جس پر اس کا قبضہ تھا بیٹی کو بھی وہی مکان دیا جس پر اس کا قبضہ تھا کیا اس کا رجوع اور نئے سرے سے ہبہ جائز ہے؟

جواب..... ہبہ بلا قبضن نام نہیں ہوتا چونکہ بیٹے نے صرف ایک ہی مکان پر قبضہ کیا تھا اس لئے دوسرا مکان جس میں اس کی ہمشیرہ رہتی تھی اس کا ہبہ صحیح نہیں ہوا لہذا بیٹی کے حق میں باپ کا یہ ہبہ صحیح و نافذ ہے البتہ اگر دونوں مکانوں پر بیٹے کا قبضہ ہو گیا تھا تو ہبہ تمام ہو چکا لہذا بیٹی کے حق میں دوسرے مکان کا ہبہ صحیح نہ ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۵۳)

والد کی رضا مندی کے بغیر بیٹا اگر زمین کسی کو ہبہ کر دے اور قبضہ بھی دے دے تو ہبہ تام ہے یا نہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) باپ کی منقولہ وغیرہ منقولہ جائیداد میں سے باپ کی غیر مرضی اور بلا جازت کے کوئی لڑکا ہبہ وغیرہ کر دے تو شریعت کی رو سے وہ ہبہ ہو جائیگا اور موہوب لہ شے ہبہ شدہ کا حقیقی مالک ہو جائیگا یا نہیں۔

اصل حال یہ ہے کہ میرا لڑکا سید محمد الیاس شاہ اکثر زمین کا کاروبار انجام دیتا ہے اس معاملہ میں ہوشیار ہے اتفاق سے ایک ملحقہ زمین فروخت ہوئی اس پر شفعہ کرنا چاہا لیکن خود تو نہیں کیا اور ایک دوسرے شخص مسمی احمد کو شفعہ کرانے پر آمادہ کیا اور دونوں نے آپس میں باہمی معاہدہ کیا کہ شفعہ کرنے پر جس قدر رقم خرچ ہوگی اس کا ذمہ دار میں خود ہوں گا اور تمہارا کام صرف شفعہ دائر کرنا ہے اور جب تم شفعہ میں کامیاب ہو جاؤ تو تم پھر اس زمین مذکورہ کو ہمارے نام بیع وغیرہ کرادینا اور جب زمین ہمارے نام منتقل ہو جائے گی تو پھر میں تم کو اس کے عوض ایک کنال زمین جو تمہارے پاس ملحقہ آبادی میں ہے دے دوں گا اور تمہارے نام انتقال کرادوں گا محمد الیاس و احمد نے آپس میں یہ جو معاملہ طے کیا تھا میری بغیر مرضی اور خلاف منشاء اور بغیر میری اجازت کے کیا مجھے اس کا علم بعد میں ہوا غرضیکہ احمد کامیاب ہو گیا اور زمین مذکور بیع کراچکا لیکن یہ سب میری لاعلمی میں ہوا مجھے عرصہ کے بعد معلوم ہوا ہے کہ اور پھر برخوردار موصوف نے میری بغیر اجازت کے حسب وعدہ خود وہ ایک کنال زمین مسمی احمد مذکورہ کو دے دی اور قبضہ کرادیا احمد اس میں ایک کچا کوٹھا ڈال کر رہنے لگا ایک ڈیڑھ سال گزرا ہوگا کہ بقضائے الہی احمد موصوف فوت ہو گیا (ان اللہ وانا الیہ راجعون) اس صورت مذکورہ میں بروئے قانون شریعت چند امر دریافت طلب ہیں اور زمین مذکور بدستور کاغذات سرکاری میں میرے نام ہے احمد مرحوم اس ہبہ وغیرہ کی بنا پر شرعاً مالک حقیقی ہو گیا یا بالکل نہیں۔

(۲) احمد مرحوم کے وارثان کو اس صورت میں حق وراثت پہنچتا ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

جواب..... جب باپ جائیداد کا مالک ہو تو اس کا بیٹا اس کی مرضی کے بغیر اس کو بیع و ہبہ وغیرہ نہیں کر سکتا۔ صورت مسئلہ میں احمد مذکور کو زمین دینے پر اگر آپ رضا مند نہ تھے تو ہبہ نہیں ہوتا اور احمد مذکور اس زمین کا مالک نہیں بنا ہے آپ واپس کر سکتے ہیں لیکن اگر آپ کو پتہ تھا کہ میرا بیٹا احمد کو زمین دے رہا ہے یا دے چکا ہے اور آپ نے ناراضگی کا اظہار نہیں کیا اور نہ اس وقت جب اس نے کوٹھا بھی ڈالا رہائش بھی اسی میں رکھی اور آپ کو سب کچھ کا پتہ تھا دیکھ رہے تھے حتیٰ

کہ احمد فوت ہو گیا ہے اب فرما رہے ہیں کہ میری مرضی کے بغیر زمین دی گئی ہے مجھ سے نہیں پوچھا گیا تو ایسی صورت میں بہر حال آپ کی عدم رضامندی مشتبہ ہے ویسے مسئلہ وہی ہے جو اوپر لکھ دیا گیا حقیقت حال سے آپ بخوبی واقف ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۴۲)

اولاد کے ہبہ میں کمی زیادتی کرنا

سوال..... اولاد کو ہبہ دینے میں تفاضل کا کیا حکم ہے؟

جواب..... ۱۔ اگر دوسروں کا نقصان کرنا مقصود ہو تو مکروہ تحریمی ہے قضاء نافذ ہے دیانتاً واجب الرد۔ ۲۔ اضرار مقصود نہ ہو اور کوئی وجہ ترجیح بھی نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے مذکور مؤنث اولاد میں تسویہ (برابر کرنا) مستحب ہے۔ ۳۔ دین داری، خدمت گزاری، خدمات دیدیہ کا شغل یا احتیاج وغیرہ وجوہ کی بنا پر تفاضل مستحب ہے۔ ۴۔ بے دین اولاد کو بقدر قوت سے زائد نہیں دینا چاہئے ان کو محروم کرنا اور زائد امور دینیہ میں صرف کرنا مستحب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۵۶)

مشترک چیز کے ہبہ کی ایک صورت

سوال..... چند شرکاء نے اپنی کوئی چیز کسی ایک شخص کو ہبہ کر دی ایک عالم فرماتے ہیں کہ یہ ہبہ صحیح نہیں رہنمائی فرمائیں۔

جواب..... مشترک چیز کے ہبہ کی یہ صورت صحیح ہے صحت ہبہ سے مانع وہ شیوع ہے جو موہوب لہ کے پاس ہو۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۵۵)

مشترک چیز کو موہوب لہم نے تقسیم کر لیا

سوال..... ہبہ المشاء کی صورت میں موہوب لہم نے شئی موہوب کو تقسیم کر لیا تو ہبہ صحیح ہو جائیگا یا نہیں؟

جواب..... اگر واہب کے اذن صریح سے تقسیم کیا تو صحیح ہے ورنہ نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۶۱)

قابل تقسیم مشترک چیز کو بعوض ہبہ کرنا

سوال..... تقسیم کے بعد قابل انتفاع رہنے والی چیز مثلاً زمین مشترک میں سے اپنا حصہ

بعوض ہبہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... جائز ہے لیکن موہوب کی ملکیت اسی وقت ثابت ہوگی جبکہ واہب ہبہ کرنے

کے بعد تقسیم کر کے شئی موہوب پر موہوب لہ کا قبضہ کرادے اور خود واہب عوض پر قابض ہو جائے

اس سے پہلے نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۲۸)

بوقت تقسیم کسی ایک وارث کو زیادہ دینا

سوال..... اگر زید نے اپنا تمام مال اولاد میں سے کسی ایک کے نام ہبہ کر کے باقی کو محروم کر دیا یا بوقت تقسیم کسی ایک حصے سے زائد دے دیا تو دونوں صورتوں میں ہبہ نافذ ہوگا یا نہیں؟

جواب..... ہبہ بہر دو صورت نافذ ہو جائے گا مگر پہلی صورت میں واہب گنہگار ہوگا اور دوسری صورت میں تارک اولیٰ۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۲۹)

ہبہ سے رجوع کرنے کا مسئلہ

سوال..... کیا واہب موہوب لہ سے ہبہ کی ہوئی چیز کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے یا کہ نہیں

جواب..... واہب اور موہوب لہ کی رضامندی سے یا حاکم واپسی کا حکم کرے اور دوسرے موانع بھی موجود نہ ہوں تو رجوع جائز ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں ورنہ بصورت دیگر رجوع کرنا حرام ہے۔

قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: (صح الرجوع فیہا بعد القبض ما قبلہ فلم تتم الہبۃ (مع انتفاع مانعہ) الآتی روان کرہ) الرجوع (تحریماً) وقیل تنزیہاً نہا (رد المحتار ج ۵ ص ۶۹۸ کتاب الہبۃ باب الرجوع فی الہبۃ) قال العلامة محمد خالد اتاسی: للواہب ان یرجع عن الہبۃ والہدیۃ بعد القبض برضی الموہوب لہ وان لہ یرض الموہوب لہ راجع الواہب الحاکم وللحاکم فسخ الہبۃ ان لم یکن ثمة مانع من موانع الرجوع (شرح مجلة الاحکام مادة ۸۶۳ ص ۴۵۵ الباب الثالث فی احکام الہبۃ) ومثله فی الخانیۃ علی هامش الہندیۃ ج ۳ ص ۲۴۵ فصل فی الرجوع فی الہبۃ. (فتاویٰ حقانیہ ۶ ص ۳۹۱)

وارثوں کو اپنا حصہ ہبہ کرنا

سوال..... میت کے تین وارثوں میں سے ایک نے کہا کہ میرا حصہ بقیہ دونوں کو دے دو میں خود لے لیا کروں گا یہ نہیں کہا کہ میں نے اپنا حصہ چھوڑ دیا میں نہ لوں گا تو اس طرح کہنے سے بھی یہ تخارج ہو جائے گا یا یہ ہبہ ناجائز ہے؟ یا ہبہ مشاع ہو جائے گا؟

جواب..... اگر خود وارثوں سے کہا کہ میں نے تم کو دیا تو ہبہ ہے اور جو اور کسی سے کہا کہ دیدو تو یہ ہبہ کا وکیل بنانا ہے بہر حال یہ تخارج نہیں جسکی حقیقت تصالح علی الاقرار ہے جو بیع کے حکم میں ہے اور چونکہ ہبہ مشاع کا ہے لہذا جہاں مشاع ہو نامانع صحت ہے وہاں جائز نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۶۷)

مکان کی تعمیر میں بیوی کا زیور صرف کرنا کیا حکم ہے؟

سوال..... زید نے مکان کی تعمیر کے وقت بہت دفعہ کہا کہ یہ مکان مسماۃ زوجہ ثانیہ کے لئے بنوایا گیا ہے اور اسی وجہ سے چار سو روپے کا زیور مسماۃ کافروخت کر کے اس میں لگایا یا اس مکان میں میراث جاری ہوگی یا مسماۃ کا ہوگا؟

جواب..... اگر اس کو ہبہ مان لیا جائے تو ہبہ اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جب ہبہ کرنے والا بالکل اس مکان کو اپنی چیزوں سے خالی کر کے موہوب لہا کا قبضہ کر دے اگر ایسا ہوا ہے تو بینہ قائم کرنے کے بعد ہبہ صحیح ہوگا ورنہ نہیں اور زیور اس میں لگانا زیادہ سے زیادہ کا ہبہ قرینہ ہوگا مگر ہبہ میں جو شرط ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے جیسا اوپر بیان ہوا پس جب تک ہبہ صحیح نہ ہوگا وہ زیور بطور احسان کے زوجہ کی طرف سے سمجھا جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۶۹)

بیوی کا دل رکھنے کیلئے زرعی زمین اس کے نام کرنا اور تصرف خود کرنا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو حق المہر مقررہ سالم ادا کر دیا تھا مگر اتفاقاً یہ ادا شدہ حق المہر مقبوضہ ناکح کے گھر سے چوری ہو گیا جس سے منکوحہ کو زبردست صدمہ پہنچا ناکح نے اپنی منکوحہ کا دل رکھنے کے لئے اپنی جائیداد غیر منقولہ سکنی و زرعی جس کی قیمت بوقت ہبہ (تملیک) ۵۰۰۰ ہزار روپے کے قریب تھی اور اب یہ جائیداد تقریباً ایک لاکھ روپے قیمت کی ہے برائے نام اپنی بیوی مذکور کو ہبہ کر دی مگر قبضہ اور عمل دخل سالم اس کا اپنا رہا۔ اس شخص کی اولاد دو بیویوں میں سے ہے اور اب وہ شخص فوت ہو گیا ہے جس بیوی کے نام جائیداد ہبہ کی ہے اس کی اولاد کو تو کوئی خسارہ نہیں کیونکہ وہ اب اس ساری جائیداد کے مالک ہونے کے مدعی ہیں مگر دوسری بیوی کی اولاد اس طرح محروم ہوتی ہے حالانکہ نہ یہ ہبہ شرعی طور پر صحیح طریقہ سے کیا گیا ہے اور نہ ہی اس ہبہ پر آج تک عملدرآمد ہوا ہے آیا شرعاً دوسری بیوی کی اولاد اس موہوبہ جائیداد سے واقعی محروم ہوں گے یا اس جائیداد میں ان کو بھی شرعی حصہ ملے گا۔

نوٹ: اس موہوبہ جائیداد میں بعض ایسی جائیداد بھی تحریر ہے جو محروم کی ملکیت ہی نہ تھی نہ کبھی اس کے قبضہ میں رہی ہے صرف بے نامی کے طور پر محروم کے دیگر بھائیوں نے خرید کر کے کسی قانونی وجہ سے اس کے نام کرائی ہوئی تھی۔ مینواتو جروا۔

جواب..... ہبہ کے صحیح ہونے کے لئے قبضہ کر لینا شرط ہے قبضہ ہوئے بغیر موہوب لہ اس چیز کا مالک نہیں بنتا صورت مسئلہ میں اگر شخص مذکور نے اپنی جائیداد سکنی و زرعی فی الواقع مفت

میں اپنی ایک بیوی کو ہبہ کر دی ہو تو اگر حالت صحت میں ہبہ کر چکا ہو اور عورت کا اس جائیداد پر شرعی قبضہ اس کی زندگی میں اس کی رضامندی کے ساتھ ہوا ہو اور عورت ہی اس جائیداد کے اندر نہ صرف مالکانہ کرتی چلی آتی ہو اور یہ جائیداد مشترکہ بھی نہ ہو تو عورت اس کی واحد مالکہ بن گئی ہے اور اس شخص کی فوتگی کے بعد اس کے دیگر وارثوں کا اس میں کوئی حق نہ ہوگا اور اگر جائیداد مذکور مشترکہ ہو یا قبضہ شرعیہ اس پر اس کی عورت اس کی موجودگی میں نہ کر چکی ہو تو جائیداد مذکور عورت کی ملکیت شمار نہ ہوگی۔ بلکہ تمام وارثوں پر حصص شرعیہ کے مطابق تقسیم ہوگی۔ کما قال فی الہدایۃ ص ۲۸۱ ج ۳ وتصح بالابجواب والقبول والقبض وفيها ايضاً ص ۲۸۳ ج ۳ ولايجوز الهبة فيما يقسم الامحوزة مقسومة وهبة المشاع فيما لا يقسم جائز۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۲۸)

داخل خارج سبب ہبہ ہے یا نہیں؟

سوال..... بی بی کا قبضہ بہ حیثیت داخل خارج کاغذات سرکاری میں ہو گیا اور اس کی بی بی لگان وصول کرتی ہے تو یہ حکم ہبہ ہوگا یا نہیں؟

جواب..... اگر قرائن سے معلوم ہو جائے کہ خاوند کو یہ جائیداد بی بی کو دینا ہی مقصود ہے تو یہ ہبہ ہو گیا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۶۷۷)

مریض ممتد کا ہبہ صحیح ہے یا نہیں

سوال..... محمودہ نے کافی عرصہ بیمار رہنے کے بعد انتقال کیا اور بیماری کے دوران کچھ جائیداد اپنے بالغ و نابالغ لڑکوں کے نام کی اور لڑکیوں کو محروم کیا یہ فعل اور ہبہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... کافی عرصہ بیمار رہنے کی وضاحت سوال میں نہیں ہے اگر کسی بیمار کی بیماری لمبی ہو جائے مثلاً ایک سال یا اس سے زیادہ گزر جائے اور مرض کی ایک حالت قائم ہو جائے تو پھر وہ مریض کے حکم میں نہیں رہتا تندرست کے حکم میں ہو جاتا ہے اور اس حالت کے تصرفات مریض کے تصرفات قرار نہیں دیے جاتے۔ پس اگر محمودہ نے ایسی حالت میں ہبہ کیا کہ اس کی بیماری کو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا اور کوئی خاص تغیر اور مرض کی شدت کا وقت نہ تھا تو وہ ہبہ تندرست شخص کے ہبہ کی طرح ہوگا اور اگر وہ باقاعدہ ہوا اور قبضہ کر دیا گیا ہو تو مہوب لہم اس کے مالک ہو گئے اور اگر اس نے اپنی ساری ملکیت سے بعض اولاد کو محروم نہ کیا بلکہ کمی زیادتی کا فرق رہا تو اب وہ ہبہ واپس نہیں لیا جاسکتا نہ بالغ سے نہ نابالغ سے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۵۹)

یتیم کی تعلیم کے لئے اس کے مال سے ہدیہ دینا

سوال..... یتیم مال دار کا سرپرست اس کے مال سے اس کے معلم کو کبھی کبھی ہدیہ دیتا ہے تاکہ بچے کو ہنر شوق سے سکھائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۸۲)

مشروط ہبہ کا حکم

سوال..... زید نے بکر کو اس شرط پر زمین ہبہ دے دی کہ وہ تاحیات زید کی خدمت کرے گا لیکن بکر نے کچھ عرصہ کے بعد زید کی خدمت کرنا چھوڑ دی تو کیا خدمت نہ کرنے کی وجہ سے زید کو موہوبہ زمین کے واپس لینے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

جواب..... حنفیہ کے نزدیک اگرچہ ہبہ میں رجوع کرنا جائز ہے مگر کراہت سے خالی نہیں لیکن جب ہبہ کو کسی شرط کے ساتھ معلق کر دیا گیا تو عدم شرط کی صورت میں رجوع کرنا بلا کراہت جائز ہے اگرچہ بالفاظ دیگر ہبہ منعقد ہی نہیں ہوا ہے۔

قال العلامة قاضی خان رحمہ اللہ: والدلیل علی ہذا ما ذکر فی کتاب الحج اذا ترک المرأة مهرها علی الزوج علی ان یحج بها وقبل الزوج ذلک ولم یحج بها کان المهر علیہ علی حاله والفتویٰ علی هذا القول. فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندیة ج ۳ ص ۲۸۲ کتاب الہبة، فصل فی ہبة المرأة مهرها من الزوج قال العلامة طاہر بن عبدالرشید البخاری رحمہ اللہ: والہبة لاتصح بدون الرضا وعلی هذا لوقال وهبت مهري منك علی ان لاتظلمنی وعلی ان یحج بی او علی ان یهب لی کذا وان لم یکن هذا شرطاً فی الہبة لا یعود المهر (خلاصة الفتاویٰ ج ۲ ص ۳۹۶ کتاب الہبة، فی الجنس الثانی) ومثله فی شرح المجلة للعلامة محمد خالد اتاسی ج ۳ ص ۳۶۸ کتاب الہبة الفصل الاول فی بیان المسائل المتعلقة برکن الہبة وقبضها. (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۸۱)

بچوں کو ملے ہوئے ہدیے کا حکم

سوال..... نابالغ بچوں کو ان کے نانا یا دادا کچھ عطا کریں تو اس کو والدین ان بچوں پر کس طرح صرف کریں اگر روٹی کپڑے میں صرف کریں تو یہ مال باپ کے ذمے ہے تاوقتیکہ بالغ

ہوں تو اس عطا کو بالغ ہونے تک امانتاً جمع رکھیں یا شیرینی وغیرہ میں خرچ کر دیں؟
جواب..... جو نابالغ کسی مال کا مالک ہو اول نفقہ اسی مال میں ہوگا مال کے ہوتے ہوئے
باپ پر واجب نہ ہوگا پس صورت مذکورہ میں یہ عطیات اس نابالغ کے ضروری نفقات میں صرف
کر دیئے جائیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۸۰)

دیوالی وغیرہ میں مشرکین کا ہدیہ لینا

سوال..... ہندو اپنے تہواروں میں اگر مسلمانوں کو ہدیہ یا کچھ دیں مثلاً دیوالی کہ اس میں
اکثر ہندو مسلمانوں کے یہاں مٹھائی وغیرہ لایا کرتے ہیں تو قبول کرنا جائز ہے یا نہیں؟
۲۔ اور اگر کوئی شخص قبول کر کے کسی دوسرے کو کھلانا چاہے تو اس شخص کو اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟
۳۔ اگر کفار خاص اپنے تہوار کے لئے کوئی خاص مٹھائی بنائیں مثلاً کھلونے وغیرہ تو اس
کا دکان سے خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ مسلمان اور کافر کے درمیان ہدیہ لینا مطلقاً جائز ہے یا نہیں؟
۵۔ یہ جو مشہور ہے کہ خاص اس رات کو کھانا جائز نہیں آیا یہ درست ہے یا نہیں؟
جواب..... اگر کوئی دینی ضرر نہ ہو تو کفار مصالحن سے ہدیہ کا لین دین جائز ہے اس سے
اکثر سوالوں کا جواب حاصل ہو گیا صرف دو جز خاص تعرض کے قابل رہ گئے۔ ایک یہ کہ ہدیہ دیوالی
کا شاید اس تہوار کی تعظیم کے لئے ہو جس کو فقہاء نے سخت ممنوع لکھا ہے دوسرا یہ کہ اس میں تصاویر
بھی ہوتی ہے ان کا لینا احترام کرنا جو کہ تقوم کو مستلزم ہے اور ان کا احترام کرنا لازم آتا ہے اور بعض
فروع میں تصاویر کے تقوم (قیمتی ہونے کی) نفی کی گئی ہے تو اس میں حکم شرعی کا بھی معارضہ ہے۔
جواب اول کا یہ ہے کہ یہ عادت سے معلوم ہے کہ اس ہدیہ کا سبب مہدی لہ (جس کو ہدیہ دیا
جا رہا ہے) اس کی تعظیم ہے نہ کہ تہوار کی۔

اور جواب ثانی کا یہ ہے کہ ہدیہ دینے میں مقصود تصویر نہیں بلکہ مادہ ہے البتہ یہ واجب ہے کہ
مہدی لہ فوراً تصاویر کو توڑ ڈالے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۸۱)

بیوی کا ہبہ کردہ حق مہر میں رجوع کرنا

سوال..... ایک عورت نے اپنا حق مہر شوہر کو ہبہ کر دیا چند سال کے بعد کسی گھریلو ناچاقی کی
وجہ سے اب وہ عورت شوہر سے حق مہر کا مطالبہ کرتی ہے تو کیا شرعاً اس کا یہ مطالبہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب..... زوجین کا رشتہ قرابت داری کا رشتہ ہے ان میں سے جو بھی دوسرے کو بہہ کر دے تو بعد میں اس کو رجوع کرنے کا اختیار نہیں اسی طرح صورت مسئلہ میں بھی جب بیوی نے ایک بار اپنا حق مہر شوہر کو بہہ کر دیا تو اب اس کو رجوع کرنے کا حق حاصل نہیں ہے

لما قال العلامة المرغینانی: وكذلك ما وهب احد الزوجين للاخر لان المقصود فيها الصلة كما في القرابة (الهدایہ جلد ۳ ص ۲۷۴ کتاب الہبہ)

لما في الهندية: اذا وهب احد الزوجين لصاحبه لا يرجع في الهبة وان انقطع النكاح بينهما (الفتاویٰ الہندیہ ج ۲ ص ۳۸۶ کتاب الہبہ، فصل رجوع فی الہبہ) فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۸۷

دلہن کو بطور سلامی دی ہوئی چیز کا حکم

سوال..... عورت کو نکاح کے وقت سہیلیوں اور دوسرے رشتے داروں کی طرف سے بطور سلامی یا بطور بخشش زیور یا سامان وغیرہ جو ملا ہو یا عورت نے اپنی رقم سے خریدا ہو اس کا مالک کون ہے؟
جواب..... عورت کو جو کچھ اس کی سہیلیوں اور بھائی بہنوں اور رشتے داروں کی طرف سے سلامی یا بہہ کے طور پر ملا ہو اس کی مالک عورت ہے اسی طرح جو چیزیں اپنے پیسوں سے خریدی ہوں اس کی مالک بھی عورت ہی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۳۸)

دکان چھوٹے لڑکے کے نام کرنے کی ایک صورت

سوال..... میری سات اولاد ہیں چھ شادی شدہ اور علیحدہ ہیں چھوٹا لڑکا بے شادی شدہ دکان کا کام کرتا ہے دکان کی آمدنی میں بمشکل گزارا ہوتا ہے آٹھ سو روپے دکان میں سرمایہ ہے اور چھ بیس سو روپے قرضہ ہے چونکہ میں بیمار رہتا ہوں اور کوئی سرمایہ بھی نہیں اس لئے ادائے قرض کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ دکان چلتی رہے اور آہستہ آہستہ اس میں سے قرض ادا کیا جائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ چھوٹا لڑکا اس کی ذمہ داری لے تو میں چاہتا ہوں کہ دکان اس کے نام رجسٹری کرادوں تاکہ وہ دکان چلائے اور قرضہ دے تو کیا یہ جائز ہے؟ جبکہ موجودہ سرمائے سے سہ گنا قرض ہے اور میں اس کو مالیت نہیں صرف فرم کا نام دے رہا ہوں۔

جواب..... اگر دکان پر فی الحقیقت سرمائے سے سہ گنا قرض ہے تو کوئی مالیت لڑکے کو بہہ نہیں کی جا رہی ہے کہ اس میں دیگر اولاد کی مساوات کا حکم ہو بلکہ اس صورت میں کہ لڑکا قرض کی ادائیگی کا ذمہ لے لے گا اس سے مزید سولہ سو یا اٹھارہ سو روپے لیا جا رہا ہے اور دکان کی رجسٹری

جس مصلحت سے کی جا رہی ہے وہ نیک ہے کہ قرض خواہوں کا قرض بھی ادا ہو جائے اور والدین کی کفالت بھی ہوتی رہے۔ پس صورت مسئلہ میں دکان لڑکے کے نام کرادینے میں کوئی مخطو نہیں بلاشبہ جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۶۶)

اگر مکان ہبہ کر دیا جائے اور متصل خالی پلاٹ بھی ہبہ کر دیا لیکن قبضہ نہ دیا تو پلاٹ کا ہبہ درست نہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک پیچیدہ سوال پیدا ہو گیا جس کا حل ہمارے لئے مشکل ہے برائے کرم سوال ذیل کا فتویٰ دیا جائے تاکہ عمل کیا جائے۔

(۱) یہ کہ نقشہ مکان رہائشی پشت ہے یہ مکان کریم بخش کا تھا جو صرف ایک کوٹھا تھا اس کوٹھا کی جانب جنوبی تمام صحن سفید زمین خالی پڑی تھی جو کہ کریم بخش متوفی نے اپنی حیات میں اپنے رہائشی کوٹھا کے علاوہ سفید زمین صحن عبدالستار ولد غلام سرور کو بعوض خدمت لکھ دی تھی۔

(۲) عبدالستار ولد غلام سرور نے کریم بخش کی حیات میں کوٹھا رہائشی کریم بخش کے سامنے جانب جنوب سفید زمین قبضہ کرنے کے لئے 2/3 فٹ دیواریں رکھ دیں مگر کریم بخش متوفی اپنے مکان رہائش کوٹھا میں راستہ نمبر ۲ سے آتا جاتا تھا۔

(۳) عبدالستار ولد غلام سرور کے پاس صرف یہی کریم بخش متوفی جو کہ مکان کے آگے سفید زمین صحن بعوض خدمت عبدالستار کو دی پھر اس کے بعد علاوہ مکان کا دروازہ بند کرنے یا کسی اور طرف نکالنے کی کوئی تحریر نہیں ہے۔

(۴) کریم بخش فوت ہو گیا اس کا وارث بھتیجا محمد علی مکان رہائش کریم بخش متوفی کو راستہ نمبر ۲ سے رکاوٹ کرتا ہے کہ یہ آگے سفید زمین صحن عبدالستار کا ہے۔

اب فتویٰ دیا جائے کہ محمد علی وارث کریم بخش متوفی نے راستہ نمبر ۲ میں آنے جانے کا حق دیا راستہ نمبر ۲ کا جس سے کریم بخش متوفی اپنی حیات میں آتا جاتا تھا محمد علی حق دار وراثت ہے یا نہ برائے مہربانی فتویٰ دیا جائے تاکہ حق دار کو حق مل جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

جواب..... اگر کریم بخش مذکور قطعہ نمبر ۲ کا بھی عبدالستار کو ہبہ کر چکا ہے عبدالستار نے 2/3 فٹ دیوار راستہ نمبر ۲ کے گرد کریم بخش کے عین حیات میں تعمیر کر دی ہے اور یا ویسے کریم بخش نے عبدالستار کو نمبر ۲ کا قبضہ دلایا ہے اور کریم بخش ویسے قبضہ دلانے کے بعد بھی نمبر ۲ میں آتا جاتا رہا ہے تو پھر ان صورتوں میں نمبر ۲ عبدالستار کا ہوگا اور اگر نمبر ۲ کو سرے سے ہبہ ہی نہیں کیا جیسے کوٹھا یا

ہبہ کر چکا ہے مگر قبضہ دلایا نہیں ہے خود اسے تا موت استعمال کرتا رہا ہے تو پھر یہ نمبر ۲ وارث کا ہوگا کیونکہ ہبہ بغیر قبض تام نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۶۰)

متنبی کے لئے ہبہ کرنا

سوال..... زید اپنے متنبی کے لئے اپنی جائیداد کا کل یا جز وقف کرے تو وہ ایسا کرنے میں عند اللہ گنہگار ہوگا یا نہیں؟

جواب..... زید کو چاہئے کہ اپنی جائیداد کا تہائی حصہ متنبی کے لئے وقف کرے باقی دو حصے دوسرے شرعی وارثوں کے لئے رہنے دے یہی اس کیلئے بہتر ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۵۳)

دین کا مدیون کو ہبہ کرنا

سوال..... زید نے نکاح ثانی کا ارادہ کیا تو زوجہ اولیٰ ہندہ کے اقارب نے کہا کہ سو کنوں میں موافقت نہیں ہوتی اور اگر تمہارا دل دوسری بیوی کی طرف مائل ہو گیا تو ہندہ لا ولد بے سہارا رہ جائے گی اس لئے تم اس کی تسلی کے لئے فلاں زمین حوالے کر دو اور قرض مہر کے عوض میں شمار کر لو چنانچہ زید نے وہ زمین اس کو اولاد بیع کی اور پھر قیمت سے بری کر دیا۔ زید اب کہتا ہے کہ میں نے اسی وقت یہ کہا تھا کہ زمین تو میں دیتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ اگر ہندہ مجھ سے پہلے مر گئی تو اس کا کوئی دوسرا وارث حصہ طلب نہ کرے چنانچہ وہ لوگ راضی ہو گئے اس کے بعد ہندہ اچانک فوت ہو گئی اور وارث شوہر اور حقیقی بھائی ہے زید کہتا ہے کہ شرط کے مطابق زمین میری ہے بھائی کہتا ہے کہ اس میں میرا بھی حصہ ہے اس کا تصفیہ کس طرح ہوگا؟

جواب..... زید نے زمین ہندہ کے ہاتھ بیع کی اور اسکے ثمن سے ہندہ کا قرض مہر جو زید پر تھا اسکو وضع کر کے باقی کو ہبہ اور ابرا کر دیا اور یہ جائز ہے اس لئے زید کی شرط کو ہندہ کے ورثہ اگر تسلیم بھی کر لیں تو بھی انکا حصہ ساقط نہ ہوگا پھر جب بھی حصہ طلب کریں تو دینا ہی ہوگا۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۲۱)

باپ کی زندگی میں اپنے حق کا مطالبہ کرنا

سوال..... میرے سات لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں جن میں سے تین لڑکوں اور دو لڑکیوں کی شادی ہو چکی ہے اور ان کا خرچ میں نے اٹھایا ہے چار لڑکے اور دو لڑکیوں کی شادی باقی ہے شادی شدہ لڑکوں میں سے دو لڑکے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کو ہمارا حق دے دو وہ الگ ہونا چاہتے ہیں تو کیا مجھے ان دونوں کا حق ادا کر دینا چاہئے؟ اگر ادا کرنا ضروری ہے تو کس طرح ادا کروں؟

جواب..... جن چار لڑکے اور لڑکیوں کی شادی باقی ہے اگلے بچوں کی شادی کے وقت جتنا خرچ ہوا تھا ان کو اس قدر بطور عطیے کے دے کر مالک و مختار بنا دیا جائے تاکہ وہ اپنی شادی کے وقت اس کو استعمال کریں اسکے بعد جو باقی بچے اس کے آپ مالک ہیں جن بچوں کو الگ ہونا ہو وہ الگ ہو سکتے ہیں ان کو آپ سے زبردستی مطالبے کا حق نہیں ہے اگر آپ ان کو کچھ دیتے ہیں تو سب کو برابر دیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۳۹)

ہبہ کی ہوئی چیز میں دوسروں کا کوئی حق نہیں

سوال..... زید کی دو بیویاں تھیں زینب و عائشہ پہلی بیوی زید کے روبرو انتقال کر گئی تھی زید نے اپنی زندگی میں اس کے بچوں کو کچھ ہبہ کیا اور اپنے انتقال سے پہلے ہی حالت صحت میں دوسری بیوی کے مہر میں زمین اور نابالغ لڑکوں کو ایک باغ اور لڑکی کو ایک گھر ہبہ کر دیا آیا اب دوسری بیوی اور اسکی اولاد کو ہبہ کردہ املاک میں پہلی بیوی کی اولاد کو کچھ حق پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب..... زید نے دوسری بیوی کو مہر کے عوض میں جو زمین دی وہ اس کی ہو گئی گھر لڑکی کا ہو گیا لیکن باغ جو لڑکوں کو دیا ہے مشترک ہونے کی وجہ سے اگرچہ قبل قسمت ہبہ صحیح نہ ہونا چاہئے لیکن موہوب لہم کے چھوٹے ہونے اور واہب کے خود باپ ہونے کی وجہ سے ہبہ صحیح ہو گیا موہوب لہم کا موہوب پر قبضہ ہبہ کی شرط ہے واہب باپ اور موہوب لہم نابالغ رہنے سے باپ کا قبضہ ہی موہوب لہم کا قبضہ ہو گیا۔

زید نے اگر زینب کا مہر ادا نہیں کیا ہے تو زید کے ترکے سے پورا مہر اس کے فرزندوں کو ملنا چاہئے تھا لیکن چونکہ زید اپنی موت سے پہلے ہی اپنی املاک اولاد کو ہبہ کر چکا تھا اس لئے ان املاک سے مہر ادا نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۱۰)

رشتہ داروں کو ہبہ کرنے سے حق رجوع ساقط ہو جاتا ہے

سوال..... والد نے اپنی کل جائیداد اپنے بیٹے کے نام ہبہ کر دی ہے تو کیا اب والد کو شرعاً رجوع کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

جواب..... کسی رشتہ دار کو اگرچہ ہبہ تملیک بلا عوض ہو چکا ہو تو اس صورت میں بھی رجوع جائز نہیں لہذا والد کو اپنی اولاد سے ہبہ واپس لینے کا حق حاصل نہیں۔

قال العلامة المرغینانی رحمہ اللہ: وان وهب هبة لذي رحم محرم لم يرجع فيها لقوله عليه السلام اذا كانت الهبة لذي رحم محرم لم يرجع فيها رواه

البيهقي (الهداية ج ۳ ص ۲۸۷ کتاب الهبة، باب ما يصلح رجوعه وما لا يصلح)
قال العلامة ابوالبركات النسفی: فلو وهب الذي رحم محرم منه لا يرجع فيها
(کنز الدقائق ص ۳۵۵ کتاب الهبة) ومثله في مجلة الاحكام، مادة ۸۶۶ ص ۲۷۶
کتاب الهبة الباب الثالث في احکام الهبة (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۸۲)

بدون ایجاب کے ہبہ کا حکم

سوال..... ہبہ بہ تعاطی یعنی بغیر ایجاب کے صحیح ہو جاتا ہے یا نہیں؟
جواب..... بعض کے نزدیک صحیح ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۲۸)

موہوبہ زمین کے فروخت کرنے کا حکم

سوال..... جناب مفتی صاحب! کیا موہوب لہ موہوبہ زمین کو فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟
جواب..... اگر باقاعدہ طور پر شرعی ہبہ ہو چکا ہے تو موہوب لہ اس کا خود مختار مالک ہے اور
اس میں اس کو ہر قسم کے مالکانہ تصرفات کا حق حاصل ہے

قال العلامة ابوبکر الكاساني رحمه الله: واما اصل الحكم فهو ثبوت الملك
للموہوب له في الموہوب من غير عوض (بدائع الصنائع ج ۶ ص ۱۲۷ فصل واما
حكم الهبة فالكلام فيه في ثلاث مواضع) قال العلامة ابن عابدين رحمه الله: (هي
تمليك العين مجاناً اي بلا عوض (رد المحتار ج ۵ ص ۶۸۷ کتاب الهبة) ومثله في
کنز الدقائق ص ۳۵۲ کتاب الهبة (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۸۲)

باب ہبہ کی دو متعارض عبارتوں میں تطبیق

سوال..... اوصی لرجل بثلث مال ومات فصالح الوارث من الثلث بالسدس
جاز الصلح وذكر يحتمل السقوط بالاسقاط الخ (شامی کتاب الصلح)
قول اول اشباه میں ہے جس کا حوالہ قول مذکور میں دیا ہے۔ ولو قال الوارث تركت
حقى لم يبطل حقه اذ الملك لا يبطل بالترك
اس کی شرح حموی میں ہے اعلم ان الاعراض عن الملك الى قوله وان كان
ديناً فلا بد من البراء

بظاہر دونوں عبارتوں میں تعارض ہے تعجب یہ ہے کہ شامی نے خود اشباہ کا حوالہ دیا ہے جو

اسکے خلاف ہے قیاس کے مطابق قول اشباہ معلوم ہوتا ہے البتہ یہ کہ جب یہ تملیک ہے تو چونکہ تملیک مجازاً ہے اس لئے ہبہ میں داخل ہونا چاہئے اور شرائط مثل قبض و عدم شیوع ہوں گی البتہ اگر وہ شئی قابل تقسیم نہ ہو تو بظاہر ہبہ صحیح ہونا چاہئے۔

شبہ یہ ہے کہ اگر متروک میت میں سے ایک ایک چیز مختلف جنس سے ہے مثلاً ایک الماری ہے ایک کرسی ہے یا اور کوئی چیز جس کو ملا کر تقسیم کئے جانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور ہر چیز کو جدا جدا تقسیم کرنے سے وہ شے نفع کے قابل نہیں رہ سکتی ایسی چیز اگر وارث دوسرے کو ہبہ کر دے تو یہ ہبہ صحیح ہوگا یا نہیں؟

ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ صحیح ہو جائے کیونکہ مثلاً اس کا الماری میں الگ حصہ ہے اور کرسی میں علیحدہ حصہ ہے اور وہ قابل تقسیم نہیں پس شیوع صحت ہبہ سے مانع نہ ہوا اگر یہ تمام باتیں صحیح ہیں تو پھر یہ اور جواب طلب ہے کہ مختلف کتابیں خواہ ایک فن کی ہوں مثلاً شرح وقایہ ہدایہ یا مختلف فن کی ہوں انکا کیا حکم ہے؟ مثلاً ایک مولوی نے انتقال کیا اور کتب خانہ چھوڑا تمام ورثہ نے اپنا اپنا حصہ خاص ایک وارث کو دے ڈالا تو یہ ہبہ بطریق سابق صحیح ہو سکتا ہے اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر کتاب میں تمام ورثہ کا حصہ ہے اور ہر کتاب چونکہ علیحدہ قابل تقسیم نہیں اس لئے وہ ہبہ صحیح ہو گیا البتہ اگر کتاب کے دو نسخے ہوں تو صحیح نہ ہو کیونکہ قابل تقسیم ہے اور آیا ہبہ کا صحیح نہ ہونا (جبکہ کتاب کے دو نسخے ہوں) اسی وقت ہوگا جب کہ دو وارث ہوں اور زائد ہونے پر پھر کیا کہا جاسکتا ہے کہ کتابیں صرف دو ہیں اس لئے قابل تقسیم نہیں بلکہ تمام کتابوں کو ایک ساتھ شامل کر کے سب کو ایک نوع قرار دیا جائے گا اور ہر صورت میں ہبہ صحیح نہ ہوگا؟

جواب..... میرے نزدیک دونوں میں تعارض نہیں کیونکہ لم یبطل حقه الخ اس صورت میں ہے جب بالکلیہ درست بردار ہو جائے جیسے ہندی بہنیں اپنا حق بھائیوں سے نہیں لیتیں اور متحمل السقوط اس صورت میں کہ جب اپنے حق سے کم پر صلح کر لے چنانچہ جازا صلح کی دلیل میں بیان کرنا اس کا قرینہ ہے اور حاجت بیان یہ ہے کہ اپنے حق سے کم پر صلح کرنا جواز مخصوص معلوم ہوتا ہے دین کیساتھ اور یہاں صلح عین العین ہے پس متحمل تھا عدم جواز کو اس لئے تصریح کر دی اب تدافع نہ رہا۔ اور جن امور کو لکھ کر آپ نے لکھا ہے کہ اگر یہ تمام باتیں صحیح ہیں الخ۔ سو واقع میں یہ تمام باتیں صحیح ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ کتب مختلفہ اجناس مختلفہ ہیں اور ایک کتاب کے مختلف نسخے جنس واحد کے مختلف افراد ہیں مگر جب وارث زیادہ ہوں اور نسخے کم ہوں تو مجموعہ قابل تقسیم نہ ہوگا۔ (امداد المفتیین ج ۳ ص ۲۷۲)

اولاد کے ہبہ میں تفاضل کا حکم

سوال..... کسی شخص کا اپنی اولاد کو ہبہ دینے میں کمی بیشی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر کسی شخص نے اپنی زندگی میں بحالت صحت و ہوش و حواس اپنی تمام جائیداد بعض اولاد کو ہبہ کر دی اور بعض کو محروم رکھا اور اس سے دوسروں کا اضرار اور ان کو بلا وجہ محروم کرنا مقصود ہو تو اگرچہ قضاء ہبہ نافذ رہے گا لیکن دیا گیا گنہگار ہوگا اور اگر کسی شرعی عذر مثلاً ایذا رسانی، ظلم و زیادتی اور نافرمانی کی وجہ سے محروم رکھا تو گنہگار نہ ہوگا بلکہ بقدر قوت سے زیادہ نہیں دینا چاہئے تاکہ اعانت علی المعصیت لازم نہ آئے لیکن قضاء ہر صورت میں ہبہ نافذ رہے گا اور اگر کوئی وجہ تفاضل موجود نہ ہو تو مرد و زن کے درمیان تسویہ کرنا افضل ہے۔

قال العلامة ابن البراز الكندي: الافضل في هبة الابن والبنت التلث كالمراث وعند الثاني التضييف وهو المختار ولو هب جميع ماله من ابنه جاز وهو آثم نص عليه محمد ولو خص بعض اولاده لزيادة رشده لا بأس به وان كانا سواء لا يفعله وان اراد ان يصرف ماله الى الخير وابنه فاسق فالصرف الى الخير افضل من تركه له لانه اعانه على المعصية وكذا لو كان ابنه فاسقاً لا يعطيه اكثر من قوته (البرازية على هامش الهندية ج ۶ ص ۲۳۷ الجنس الثالث في هبة الصغير)

قال العلامة القاضي خان: وروى المعلى عن ابي يوسف انه لا بأس به اذ لم يقصد بالاضرار وان قصد به الاضرار سوى بينهم يعطى للابنة مثل ما يعطى للابن (الفتاوى القاضي خان على هامش الهندية ج ۳ ص ۲۷۹ فصل في هبة الوالد لولده ومثله في البحر الرائق ج ۷ ص ۲۸۸ كتاب الهبة (فتاوى حقانيه ج ۶)

ہبہ اور بعض شروط فاسدہ

شرط کے ساتھ ہبہ کرنا

سوال..... زید نے عمر سے کہا کہ فلاں شئی مجھے ہبہ کر دے عمر نے اس شرط پر کہ تم یہاں سے گھر نہیں لے جا سکتے ہم دونوں استعمال کریں گے لیکن ملک تمہاری ہے اور قبضہ کر دیا اب کئی سال کے بعد زید اسی شئی کو گھریا اور کہیں لے جانا چاہتا ہے اور عمر اس کے انتفاع سے بالکل محروم ہو

جائے گا نیز زید یہ بھی کہتا ہے کہ میں نے یہ شرط اس وقت قبول نہیں کی تھی بلکہ میں نے تو اتنی مقدار پیسے دے دیئے تھے مطلب یہ کہ جب نہیں ہوا تھا بیع ہوئی تھی عمر کہتا ہے کہ اس شے کے عوض کچھ پیسے نہیں دیئے گئے نیز عمر کہتا ہے کہ اگر آپ نے مقدار معین دی تھی تو میں ادا کروں گا اور وہ شے مجھے دے دے اس میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب..... بہت صحیح ہے شرط باطل ہے واپس لینا مکروہ تحریمی ہے اگر پیسے دینے کا ثبوت ہو تو واپسی کا مطالبہ بالکل ناجائز ہے اور خلاف شرع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۲۷۹)

ہبہ بالشرط کی ایک صورت کا حکم

سوال..... ایک جامعہ کے ملازمین کے لئے یہ رعایت دی گئی کہ اگر ملازم ترقی کے لئے مزید تعلیم حاصل کرے گا تو اسے ماہوار تین سو روپے وظیفہ دیا جائے گا بشرطیکہ دو سال یونیورسٹی میں ملازمت کرے اگر یہ مدت پوری کئے بغیر درمیان میں چھوڑ کر چلا گیا تو وصول کردہ پورا وظیفہ واپس کرنا پڑے گا یہ شرط شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ وظیفہ ہبہ ہے اور ہبہ شرط فاسدہ سے باطل نہیں ہوتا شرط باطل ہوتی ہے لہذا شرط کی خلاف ورزی کرنے پر بھی ملازمین سے وظیفے کی رقم واپس لینا جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۶۰)

ہبے میں لگائی گئی ایک قرارداد کا حکم

سوال..... زید کے دو وارث ہیں، بھتیجا بکر اور زوجہ زید نے اپنی کل جائیداد دین مہر کے عوض اپنی زوجہ کو ہبہ کر دیا ابھی تحریر وغیرہ کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ زید دفعتاً بیمار ہو کر مر گیا زید کے مرنے کے بعد بکر اور زوجہ زید میں یہ قرارداد پاس ہوئی کہ اگر زوجہ زید اور بکر میں کوئی پر خاش نہ ہوئی تو اس وقت کل جائیداد پر تازندگی زوجہ قابض رہے گی ورنہ نہیں تو یہ قرارداد اس ہبہ کو باطل کرنے والی ہے یا نہیں؟

جواب..... اس قرارداد سے یہ ہبہ بالعوض باطل نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۲۷)

ہبہ سے رجوع کرنے کا مسئلہ

سوال..... کیا واہب موہوب لہ سے ہبہ کی چیز کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے یا کہ نہیں؟

جواب..... واہب اور موہوب لہ کی رضامندی سے یا حاکم واپسی کا حکم کرے اور دوسرے موانع بھی موجود نہ ہوں تو رجوع جائز ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں ورنہ بصورت دیگر رجوع کرنا حرام ہے۔

قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: (صح الرجوع فیہا بعد القبض اما قبلہ

فلم تتم الهبة (مع انتفاع مانعہ) الآتی (وان کره) الرجوع (تحریماً) وقيل تنزیها
 نها' (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۹۸ کتاب الهبة' باب الرجوع فی الهبة) قال العلامة
 محمد خالده اتاسی: للواهب ان يرجع عن الهبة والهدية بعد القبض برضى
 الموهوب له وان لم يرض الموهوب له راجع الواهب الحاكم وللحاكم فسخ
 الهبة ان لم يكن ثمة مانع من موانع الرجوع (شرح مجلة الاحکام مادة ۸۶۴ ص
 ۳۷۵ الباب الثالث فی احکام الهبة) ومثله فی الخانية على هامش الهندية
 ج ۳ ص ۲۷۵ فصل فی الرجوع فی الهبة. (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۸۰)

غیر وارث کے نام ہبہ کرنا

سوال..... ہندہ لا ولد نے اپنے بھانجے زید کو متبنی بنا لیا اور تمام جائیداد اس کو ہبہ کر دی
 حالانکہ ہندہ کا بھتیجا بکر بھی موجود تھا اس ہبہ میں ہندہ عند اللہ ماخوذ ہوگی یا نہیں؟
 جواب..... اس ہبہ سے ہندہ گنہگار ہوگی کتب فقہ و حدیث میں تصریح ہے کہ اگر بغیر کسی عذر
 شرعی کے بعض اولاد کو ہبہ میں فضیلت دی تو گناہ لازم آتا ہے جبکہ اولاد کے بارے میں یہ حکم ہے
 تو غیر وارث کے نام ہبہ کرنے کی صورت میں کس قدر گناہ ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۱۲)

وظیفے کی رسید اور حقوق وغیرہ کا ہبہ لغو ہے

سوال..... زید چھ ماہ بعد کچھ روپیہ حکومت سے پاتا ہے نو وہ وصول کرنے سے پہلے اس روپے کو
 ہبہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر زید اس رسید کو ہبہ کرے جس سے وہ روپیہ وصول کرتا ہے تو اس پر وصول ہونیوالا
 روپیہ ہبہ ہو جائیگا؟ اگر کوئی صرف کسی شے کا حق بغیر دیئے ہبہ کرے تو یہ جائز تصور کیا جائیگا یا نہیں؟
 جواب..... رسید (چٹھی) کا ہبہ اور بیع اور ایسے ہی صرف حق و استحقاق کا ہبہ اور بیع شرعاً لغو
 ہے استحقاق اور چٹھی کے ہبہ سے یہ اثر نہیں ہو سکتا کہ موهوب لہ وہ روپیہ ہبہ کر سکے اور ایسی ماہانہ
 ششماہی یا سالانہ کا ہبہ و بیع درست نہیں کیونکہ ایسی تنخواہ وصول اور قبضے سے پہلے ملک میں داخل
 نہیں ہوتی اور بیع و ہبہ غیر مملوک و معدوم کی باطل ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۲۶)

مشروط ہبہ کی ایک صورت کا حکم

سوال..... زید اپنی اولاد کو جائیداد اس شرط پر ہبہ کرتا ہے کہ تاحیات اس کی آمدنی کو اپنی مرضی
 کے مطابق صرف کروں لڑکوں (موہب لہم) میں سے کوئی روکنے کا مجاز نہ ہوگا اور میری وفات کے

بعد ہر شخص اپنے اپنے حصے میں خود تصرف کرنے کا مختار ہوگا آیا اس طرح ہبہ جائز ہے یا نہیں؟
 جواب..... یہ ہبہ جائز اور صحیح ہے مگر شرط صحیح نہیں بلکہ فاسد ہے اور ہے میں شرط فاسد کا حکم
 یہ ہے کہ شرط خود باطل ہو جاتی ہے ہے میں کوئی نقصان نہیں آتا اگر کسی نے بشرط مذکور ہبہ کیا تو ہبہ
 نام اور صحیح ہو جائے گا مگر اس شرط کا شرعاً کوئی اعتبار نہ ہوگا بلکہ موہوب لہم کو کلی اختیار ہوگا جو چاہیں
 کریں اور ہبہ میں کوئی ایسی صورت نہیں کہ موہوب لہ واہب کی زندگی میں کوئی تصرف نہ کر سکے بجز
 اسکے کہ وہ کوئی اقرار نامہ لکھ دے لیکن اس اقرار نامے کی حیثیت فقط وعدے کی ہوگی جس کا پورا کرنا
 دیناً ضروری ہوگا مگر حکومت اسے مجبور نہیں کر سکتی۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۸۸۹)

مکان کا کوئی ایک حصہ ہبہ کرنا

سوال..... اگر کسی نے مکان کا کوئی حصہ ہبہ کر دیا تو صحیح ہوگا یا نہیں؟
 جواب..... ہبہ فاسد ہے البتہ اگر تقسیم کر کے موہوب لہ کے سپرد کر دے تو صحیح
 ہو جائیگا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۲۹)

والدین کا اولاد کے مال کو ہبہ کرنا جائز نہیں ہے

سوال..... سلمیٰ نے اپنے شوہر کی وفات کے بعد اس کی تمام زمین اپنے دو بھائیوں کو ہبہ کر
 دی اور اپنی اکلوتی نابالغ لڑکی سیکنہ کے لئے کچھ نہیں چھوڑا اب جبکہ سیکنہ بالغ ہو گئی ہے تو وہ اپنے
 والد کے ترکہ میں سے اپنے حصہ شرعی کا مطالبہ کرتی ہے تو کیا سیکنہ کا یہ مطالبہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟
 جبکہ اس کی ماں اپنے شوہر کی جملہ زمین ہبہ کر چکی ہے؟

جواب..... ہبہ کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ موہوب چیز واہب کی ذاتی ملکیت ہو اس میں
 کسی اور کا حصہ نہ ہو شرعاً کسی دوسرے کا حصہ بغیر اس کی اجازت کے ہبہ کرنے کا کسی کو اختیار حاصل
 نہیں اگرچہ وہ اس کی اولاد ہی کیوں نہ ہو بنا برائے صورت مسئلہ میں سلمیٰ اپنا حصہ میراث تو بھائیوں
 کو ہبہ کر سکتی ہے اپنی بیٹی (سیکنہ) کا حصہ ہبہ نہیں کر سکتی اس لئے سیکنہ کا مطالبہ جائز اور صحیح ہے۔

قال العلامة قاضی خان: ولا يجوز للاب ان يهب شيئاً من مال ولده
 الصغير بعوض وغير عوض لانها تبرع ابتداءً (فتاویٰ قاضی خان علی هامش
 الهندية ج ۳ ص ۲۸۰ فصل فی هبة الوالد لولده والهبة للصغير، کتاب الهبة)
 قال العلامة ابن البراز: لا يجوز الهبة لابنه الصغير ايضاً كمالات يجوز للبائع (البرازية)

علی ہامش الہندیہ ج ۶ ص ۲۳۸ کتاب الہبۃ الجنس الثالث فی ہبۃ الصغیر

ومثله فی ردالمحتار علی الدر المختار ج ۵ ص ۶۸۷ کتاب الہبۃ

(فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۷۹)

بیوی کو تنخواہ میں تصرف کرنے کی اجازت کیا ہبہ کے حکم میں ہوگی؟

سوال..... زید ملازم اپنی کل تنخواہ لا کر اپنی بیوی کو دیتا تھا اور بیوی جو چاہتی وہ کرتی زید کچھ نہ پوچھتا تھا اگر پیسے کی ضرورت ہوتی تو ہندہ سے مانگتا تھا اگر ہندہ نے دیدیا تو خرچ کیا اور نہ چپ رہتا تھا پس اسی تنخواہ کے روپے سے بیوی نے زید کی حیات میں اپنے نام سے جائیداد خریدی اور خود ہی قابض رہی زید نے اس سے کچھ تعرض نہ کیا اب زید کا انتقال ہو گیا تو جائیداد زید کی سمجھی جائیگی یا ہندہ کی؟

جواب..... ہر چند کہ ہبہ قرائن سے ثابت ہو جاتا ہے لیکن یہاں اسی میں کلام ہے کہ ہبہ کے قرائن ہیں یا نہیں؟ سو جہاں تک غور کیا یہ دینا ہبہ معلوم نہیں ہوتا بلکہ بیوی کو تحویل دار سمجھتے ہیں اور محض اس وجہ سے سب کمائی سپرد کر دیتے ہیں کہ اس کو امور خانہ داری میں تجربہ کار سمجھتے ہیں تو اس کو دے دینا ایک گونہ انتظام کی سہولت سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو عورتیں سلیقہ شعار نہیں سمجھی جاتیں ان کو یہ اختیار امت نہیں دیئے جاتے اسی طرح اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اپنے رشتہ دار کو دیتی ہے تو یقیناً شوہر ناخوش ہوتا ہے ان سب قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہبہ نہیں محض توکیل و ایداع ہے۔ رہا نہ پوچھا اور تعرض نہ کرنا یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس کو مالک کر دیا ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ زوجہ پر اعتماد ہے کہ بے موقع صرف نہ کرے گی بہر حال روپیہ بچا ہوا تو شوہر ہی کی ملک ہے جب اس نے جائیداد خریدی گویا مغصوب روپے سے خریدی لہذا جائیداد زوجہ کی ملک ہے اور یہ روپیہ زوجہ کے ترکہ سے وصول کر کے سب ورثہ زید کو تقسیم ہوگا جس میں خود زوجہ بھی داخل ہے پس اس کے حصے کی مقدار ساقط ہو جائے گی۔ البتہ اگر شوہر کو یقیناً یہ معلوم ہو کہ یہ میرے ہی روپے سے خریدی گئی ہے اور بی بی نے اپنے لئے خریدی ہے اس میں میرا کوئی حق نہیں یہ سکوت البتہ ہبہ کی دلیل ہے مگر جب تک یہ احتمال باقی ہو کہ شاید شوہر کو اس کی اطلاع نہ ہو کہ یہ میرے روپے سے خریدی گئی ہے یہ اطلاع ہو کہ اس نے یہ سمجھا ہو کہ گوا اپنے نام سے خریدی ہے مگر اس کو میری ہی سمجھتی ہے اور میرے بعد میرے ورثہ کو محروم نہ کرے گی یا اس لئے وہ خاموش ہو گیا ہو کہ اس کے نام ہونے سے جائیداد محفوظ رہے گی میرے پاس شاید کوئی قرضے میں نیلام کرالے تو ان احتمالات سے ہبہ ثابت نہ ہوگا خلاصہ یہ کہ جب تک مجموعہ قرائن کی تعین نہ ہو ہبہ کا حکم مشکل ہے (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۶۸)

مدرسہ کے منتظم کو چندے کے علاوہ ہدیہ دینا

سوال..... بعض حضرات کبھی کبھی زید مہتمم مدرسہ کو کچھ رقم مدرسے کے چندے کے علاوہ ہدیہ تخصیص کے ساتھ دیتے ہیں تو یہ رقم اس کو خود لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر اس ہدیے کی وجہ سے کوئی ممنوع شرعی لازم نہ آتا تو ہدیہ قبول کرنا فی نفسہ درست اور جائز ہے اور اگر اس کی وجہ سے مدرسہ کے چندے میں نقصان آتا ہو یا کوئی دوسرا محذور شرعی لازم آتا ہو تو یہ جائز نہ ہوگا۔ (امداد المفتیین ص ۸۸۳)

عورت نے اگر اپنی جائیداد دیور اور اس کے لڑکوں کے نام کر دی تو عورت کی وفات کے بعد وہ واپس نہیں ہو سکتی

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ زید فوت ہوا اور دو بیویاں اور ایک بیوی مثلاً زینب سے دو لڑکیاں چھوڑ گیا اس زمانہ میں چونکہ جائیداد کی تقسیم حسب رواج قانون انگریزی ہوتی تھی اس واسطے کل جائیداد دونوں بیویوں کو دے دی گئی بعد ازاں متوفی کے بھائی اور بھتیجے نے زینب اور ہر دو بیوہ سے اثر و رسوخ سے کام لے کر جائیداد اپنے نام لکھوا دی لیکن دوسری بیوی نے اپنے حصہ کی بعض جائیداد اپنے پاس رکھی اور بعض حصہ متوفی کے بھتیجے کو لکھ کر دیدی اسکے بعد یہ دوسری بیوی فوت ہو گئی اور اپنے بعد اپنی ایک حقیقی بہن اور سوتیلہ بھائی چھوڑ گئی ہے اب متوفی کے بعد بھتیجے سے بعض لی ہوئی جائیداد کو واپس کرنا چاہتے ہیں تو اب جواب طلب امر یہ ہے کہ وہ لی ہوئی جائیداد کس طرح واپس کریں۔

جواب..... باقاعدہ شرعاً تقسیم کرنے کے بعد جو حصہ لڑکیوں کا ہے وہ لڑکیوں کو دیا جائے اور متوفی کے بعد وغیرہ سے ان کا حصہ ضرور واپس کیا جائے جو بیوگان تھا چونکہ انہوں نے خود اپنی مرضی سے متوفی کے بھائی کو دے دی ہے وہ ان کے مرجانے کے بعد واپس نہیں ہو سکتی واپس کی موت کے بعد رجوع فی الہبۃ صحیح نہیں کذا فی فتاویٰ الفقہ۔ واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۹۰)

لڑکی کے لئے ہبہ کی ایک صورت کا حکم

سوال..... زید کی تین لڑکیاں بااولاد فوت ہوئیں ایک لڑکی زندہ ہے زید کا کوئی لڑکا نہیں اس نے سوچا کہ آئندہ اس لڑکی اور مرحومہ لڑکیاں کی اولاد میں جھگڑا ہوگا اس لئے اس نے ایک ہبہ نامہ لکھا اور تقسیم اس طرح کی کہ موجودہ لڑکی کو ایک مکان اور بقیہ جائیداد کا نصف حصہ دیا جائے اور بقیہ جائیداد نو اسوں پر برابر تقسیم کی جائے اور بیوی کے نام کوئی جائیداد نہیں کی اس کے پانچ سال

بعد زید کا انتقال ہوا اور بیوی نے حق کا تقاضا کیا تو یہ ہبہ نامہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو مال کس طرح تقسیم کیا جائے؟ اور صحیح نہ ہو تو زید کی بیوی کو کچھ پہنچ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ ہبہ نامہ اگر ان الفاظ سے لکھا گیا ہے کہ میرے بعد فلاں فلاں کو اس قدر دیا جائے تو یہ ہبہ نہیں وصیت ہے اور لڑکی چونکہ وارث ہے اس واسطے اس کے لئے وصیت دوسرے وارثوں کی رضا مندی کے بغیر جائز نہیں۔ نواسے چونکہ وارث نہیں اس لئے ان کے حق میں یہ وصیت معتبر ہے لیکن ان کو بجائے نصف کے تہائی ملے گا کیونکہ غیر وارث کے لئے بھی ثلث سے زیادہ کی وصیت ورثہ کی رضا مندی کے بغیر جائز نہیں پس ثلث مال نواسوں کو برابر تقسیم کیا جائے گا اور باقی دو ثلث میں سے آٹھواں حصہ بیوی کو دے کر باقی لڑکی کو ملے گا اور اگر ہبہ نامہ میں یہ بھی لکھا ہو کہ میں نے ہبہ کر دیا تب بھی مشاع ہونے کی وجہ سے ہبہ ناجائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۶۴)

ہبہ غیر مشروع

افسران کا ملازموں کو مال حکومت سے ہدیہ دینا

سوال..... ایک کام کی منظوری حکومت نے آٹھ سو روپے کی تھی اور وہ کام چار سو روپے میں ہو گیا افسر نے کہا ہم تم کو بیس روپے انعام دیتے ہیں اور پانچ روپے دوسرے ملازموں کو دیتے ہیں اور شاید اس نے خود بھی لیا ہو گا تو یہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اس افسر کو ایسے اختیارات دیئے گئے ہیں یا نہیں؟ اور اس انعام کی اطلاع اگر حکومت کو ہو جائے تو وہ جائز رکھے گی یا نہیں؟ اگر نہیں تو جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۸۰)

بیٹوں کو ہبہ بالعوض اور ورثہ کیلئے وصیت کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین صورت ذیل میں کہ زید نے اپنے مرنے سے پندرہ سال پیشتر اپنے کل مکانات مسکونہ و جملہ اثاثات البیت اور متعدد اراضیات مشخصہ اپنے چار بیٹوں کے نام ہبہ بالعوض کر دیئے اور ہبہ نامہ بصورت رجسٹری مکمل اور دفتر سرکاری میں نام داخل و خارج ہو گیا اور موہوب لہم کو قبضہ کروادیا چونکہ موہوب لہم اس پندرہ سال کی مدت میں بصیغہ ملازمت اپنی اپنی جگہ متعین رہے اس لئے بظاہر قبض و دخل جملہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ اور جملہ انتظامات بابت حفاظت آمدنی اراضی مذکورہ زید کے ہاتھ رہا کئے اس ہی سال زید اپنی بقیہ

اراضی بذریعہ ایک وصیت نامہ کے کہ وہ بھی رجسٹری شدہ ہے اپنی دو بیٹیوں اور زوجہ ثانی اور تین محروم الارث ناتیوں کے نام بشرائط ذیل تقسیم کردی۔

(۱) شرط اول: میں جائیداد مذکورہ وصیت نامہ پر تاحین حیات قابض اور متصرف رہوں گا۔
(۲) شرط دوم: میرے مرنے کے بعد میری تجہیز و تکفین اور خیر و خیرات میرے بیٹے کریں گے اور اس جائیداد کی ایک سال کی آمدنی میرے مرنے پر میرے بیٹے لینے کے بعد دوسرے سال موافق تقسیم وصیت نامہ ہر شخص اپنے اپنے حصہ پر قابض و دخل ہو جائے گا اب موسیٰ لہم کو دو باتوں میں نزاع ہے۔

۱۔ امر اول یہ کہ وصیت نامہ کی شرط ثانی کی صحت سے انکار کرتے ہیں کہ اول تو ”لا وصیۃ للوارث“ حدیث ہے اور اگر وصیت صحیح بھی ہو تو اس میں اس قسم کی شرائط کا لگا دینا تو ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا لہذا ہم ایک سال کا انتظار نہیں کر سکتے بلکہ مرنے کے بعد ہی سے فوراً وارث ہیں (موسیٰ لہم)

۲۔ امر ثانی اراضی موجودہ بہ نامہ کی آمدنی کے بقدر حصہ وارثت ہم لوگ بھی مستحق ہیں (حالانکہ زید نے وصیت اور بہ نامہ کی آمدنی کہیں الگ الگ نہیں رکھی بلکہ یکجا کر اپنے اور اپنی اہلیہ اور بالائی شخص کی پرورش اور دین لین اسی شخص سے کرتا رہا اور موسیٰ لہم میں سے کسی کو بھی سالانہ کچھ کچھ دیتا رہتا تھا اور ادھر بہ نامہ میں منقولہ وغیرہ منقولہ جائیداد کو اپنے لڑکوں کے نام دے دیا تھا۔

اب دو سوال ہیں اولاً یہ کہ صورت مسئلہ میں زید کو بعض وارثوں کے لئے اس شرط سے وصیت کر دینا صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر بمطابق ”لا وصیۃ للوارث“ یہ وصیت نامہ ہی باطل ہے تو پھر زید کے یہ چار بیٹے اس جائیداد مندرجہ وصیت نامہ میں وارث ہوں گے یا نہیں۔

ثانیاً: آمدنی جائیداد بہ نامہ جو زید نے بحیثیت منتظمانہ اپنے چار بیٹے (موسویٰ لہم) کے لئے بطور سرمایہ جمع کی ہے اس میں موسیٰ لہم کو حق وراثت پہنچتا ہے یا نہیں؟

واضح ہو کہ موسویٰ لہم اپنی مالیت کے جو آج پندرہ سال سے جمع ہوتی رہی ہے گاہ بگاہ کچھ لے کر اپنی اپنی جگہ جہاں وہ ملازم ہیں خرچ میں لاتے رہے۔ فقط بینوا تو جروا۔

جواب..... زید نے جو زمین چار بیٹوں کے نام بہ نامہ بالعوض کی ہے وہ تو اس کے بیٹوں کی ملک ہوگی اور جو زمین بذریعہ وصیت نامہ کے بیٹوں اور زوجہ اور محروم الارث ناتیوں کے نام کی ہے اس میں چونکہ بیٹیاں اور بیوی وارث ہیں ان کے لئے وصیت باطل ہے ہاں اس بقیہ جائیداد کے تہائی میں محروم الارث ناتیوں کے لئے وصیت صحیح ہے اگر ان کے لئے تہائی کی یا اس سے کم وصیت کی ہو فیہا اور تہائی سے زیادہ کی ہو تو باطل ہے جو بدون وارثوں کی اجازت کے صحیح نہیں

ہو سکتی اور اس بقیہ جائیداد کی دو تہائی میں چاروں بیٹے بھی وارث ہیں اور بیٹیاں بھی اور زوجہ بھی اور جائیداد ہبہ نامہ میں اور اسکی آمدنی میں چاروں بیٹوں کے سوا کوئی حقدار نہیں کیونکہ وہ تو ترکہ سے خارج ہے جبکہ زید نے اپنی حیات میں اس کا مالک بیٹوں کو بنادیا۔

نوٹ: یہ جواب اس صورت میں ہے جبکہ وصیت نامہ میں بیع یا ہبہ کے الفاظ نہ ہوں صرف وصیت ہی کا ذکر ہو ورنہ وصیت نامہ کی نقل بھیج کر سوال دوبارہ کیا جائے۔ واللہ اعلم (امداد الاحکام ج ۴ ص ۵۱)

گورنمنٹ کی طرف سے معافی اور سکہ نمبری اراضی میں بڑے

بیٹے کے نام ہونے کی شرط اور اس میں سب ورثاء کا حقدار ہونا

سوال..... فدویان ایک ایسی جگہ آباد ہیں جہاں جناب مولوی صاحبان کا کم گزر ہوتا ہے اس لئے ہم شرعی قواعد و قانون سے بے بہرہ ہیں اس لئے حضور والا کو تکلیف دی جاتی ہے امید کہ حضور غور فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

ایک باپ یا دادا کو خدمت کے صلے میں معافی یا سکہ نمبری اراضی عطا ہوئی، گورنمنٹ موجود کے قانون میں یہ مقرر ہے کہ تین پشت تک بڑے بیٹے کے نام ہوتی چلی آتی ہے اس لئے حضور ایما فرمائیں کہ ان تین پشتوں میں جو چھوٹے بھائی ہوئے ہیں شرع کی رو سے ان کا حق اس اراضی میں تھا کہ نہیں؟

جواب..... جب معافی یا سکہ نمبری اراضی گورنمنٹ کی طرف سے باپ یا دادا کو ہبہ کر دی گئی اور اس نے اس پر قبضہ مالکانہ کر لیا تو وہ اس کی ملک ہو گئی اور اس کی وفات کے بعد تمام وارثوں کا حق اس میں جاری ہوگا گورنمنٹ کی اس ہبہ میں شرط فاسد لگانے سے دوسرے وارثوں کا حق باطل نہ ہوگا پس تین پشتوں میں جو چھوٹے بھائی ہوئے وہ بھی شرعاً ان معافی دار اراضی میں بڑے بھائی کے برابر حقدار ہیں۔ (امداد الاحکام ج ۴ ص ۵۱)

قبضہ دینے سے پہلے واہب کا مرجانا

سوال..... اگر تسلیم موہوب سے پہلے واہب کا انتقال ہو جائے تو ہبہ باطل ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب..... باطل ہوتا ہے عالمگیری میں ہے واذامات الواہب قبل التسليم بطلت انتھی:

وظیفہ یومیہ کا ہبہ کرنا

سوال..... بادشاہ کی طرف سے زید اور اس کے جملہ لڑکوں کے لئے کچھ یومیہ مقرر ہے اور

زید نے وہ تمام کا تمام یومیہ صرف ایک لڑکے کے نام ہبہ کر دیا تو ہبہ جائز اور نافذ ہوگا یا نہیں؟

جواب..... ہبہ مذکور جائز و نافذ نہیں؛ کیونکہ شئی موہوب (یومیہ وظیفہ) معدوم ہے آنا فانا حادث ہو جاتا ہے اور شئی موہوب کے معدوم ہونے کی وجہ سے ہبہ صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ قبضہ ضروری ہے اور پھر جب کہ اس تحریر میں مع فرزند ان موجود ہے اور اس یومیہ کے مستحق تمام لڑکے ہو گئے نہ صرف زید لہذا اگر ایک لڑکے کے نام ہبہ کر کے دوسروں کا حق باطل کرتا ہے تو ہبہ جائز و نافذ نہ ہوگا اور زید کے مرنے کے بعد تمام لڑکے اس یومیہ میں برابر کے حق دار ہوں گے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۱۱)

کتب کا حق تصنیف ہبہ یا بیع کرنا

سوال..... حق تصنیف کتب کا ہبہ یا بیع کرنا یا ممنوع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... حق تصنیف کوئی مال نہیں جس کا ہبہ یا بیع ہو سکے لہذا یہ باطل ہے لایجوز الاعتیاض

عن الحقوق المجردة الشبہ (بمجرد حقوق کا عوض لینا جائز نہیں) فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۹۸

امداد مفتیین ص ۸۳۴ فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۶۹ احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۵۲۸ میں حقوق طبع محفوظ یا بیع کرنے کو ناجائز لکھا ہے فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۴۲ میں دفع مضرت اور دیگر مصالح کے پیش نظر حقوق محفوظ کرا لینے کو درست لکھا ہے نظام الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۱۶ میں دینی اور دنیاوی کتابوں کی تفصیل کی ہے اس کو ہم خطر و اباحت جلد نمبر ۱ میں نقل کر چکے ہیں بہر حال مسئلہ اجتہادی اور قیاسی ہے جنہوں نے حق طباعت کو غیر مقوم اور مباح الاصل مانا انہوں نے اس فعل کو ممنوع شرعی قرار دیا اور جنہوں نے اس میں مصنف کی مالی منفعت اور اس کے ضمن میں حق ثابت بالاصالہ کو دیکھا انہوں نے اس فعل کو مجاز شرعی قرار دیا عوام کے لئے ہر دونوں پر عمل کی گنجائش ہے مگر قول اول اکابرین کا ہے اور اسی پر ان حضرات کا عمل ہے)

ہبہ مشاع جائز ہے یا نہیں؟

سوال..... دینے اور لینے والے جب کہ متعدد ہوں تو کیا ہبہ بالعوض میں شیوع مانع ہوگا؟

جواب..... ہبہ بالعوض میں بھی شیوع مانع ہے لہذا سوال میں درج صورت جائز نہیں البتہ

ایک حیلے سے جائز ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جائیداد مشترکہ موہوب لہما کے ہاتھ فروخت کر دی جائے اور جب بیع تام ہو چکے تو پھر ان کو اس کی قیمت سے بری کر دیا جائے۔ (امداد مفتیین ۸۸۵)

تحقیق ہبہ مکان و چھت وغیرہ وہبہ علو بدون سفل؟

سوال..... حضور والا مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وعلوہ عریضہ سابق میں جو مکان بنوانے

کی بابت دریافت کیا تھا اسی کے متعلق یہ عرض ہے کہ جس جگہ پر میرا قصد کمرہ بنوانے کا ہے وہ دالانوں کی چھت ہے، در صورت ہبہ قبضہ کی کیا صورت ہوگی جب تک کہ اس پر کچھ عمارت نہ بن جائے اور ہبہ کرنے کا طریقہ یہی ہے یا کہ کچھ اور کہ مالک زمین جناب والا صاحب قبلہ یہ فرما دیں کہ فلاں فلاں زمین میں تجھ کو ہبہ کرتا ہوں اور میں منظور کر لوں اور اس پر قبضہ کر لوں اس کی ضرورت نہیں کہ ہبہ تحریری ہو محض زبانی بھی کافی ہے اگر اس زمین کو خریدا جائے تو بھی ایک بیع نامہ لکھنا ضروری ہے یا صرف دو چار مردوں اور عورتوں کے سامنے زبانی بیع بھی کافی ہوگی چونکہ یہ زمین دالانوں اور کوٹھریوں کی چھت ہوگی اور ان دالانوں اور کوٹھریوں کی اندرونی چھت میں جو کڑیاں پڑی ہیں وہ بعض یا کل جب ناقابل استعمال ہو جائیں تو ان کی مرمت اور درستی کس کے ذمہ ہوگی جو زمین ہبہ یا بیع ہوگی وہ چھت کا محض اوپری حصہ ہوگا اور دراصل تمام چھت پر اوپر رہنے سہنے کا اثر ہوگا یہ تفصیلات اس لئے دریافت کرتا ہوں کہ معاملہ میں کس جزو میں شرعاً گنہگار نہ ہوں اور نہ کوئی نقصان مالی ہو جائے جب تک پورا اطمینان نہ ہو جائے ہاتھ نہ ڈالا جائے عریضہ سابق بھی ہمراہ اس عریضہ کے ارسال خدمت ہے۔

جواب..... قال فی الدر: وصح بیع حق المرور تبعاً للأرض بلا خلاف ومقصود اوحده فی رواية وبه اخذ عامة المشائخ شمنی اه قال الشامی قال السانحانی: هو الصحيح وعليه الفتوى، مضمورات، والفرق بينه وبين حق التعلی، حیث لا يجوز هوان حق المرور حق يتعلق برقبة الارض، وهی مال هو عين، فما يتعلق به لم حکم العين اما حق التعلی فمتعلق بالهواء، وهولیس بعین مال اه فتح (ج ۳ ص ۱۸۳) وفي الدر ایضاً: فی اخر کتاب الحقوق، نعم ینبغی ان تكون الهبة والنکاح، والخلع، والعق علی مال کالبيع، والوجه فیهما لا ینفخی، اه

صورت مسئلہ میں حق تعلی کی بیع نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ حق مجرد ہے جس کا تعلق عین سے نہیں بلکہ ہوا سے ہے اور اگر حق تعلی کی بیع مع السقف ہو تو گو بظاہر یہ مثل بیع الطريق مع الارض ہے مگر پھر بھی دونوں میں فرق ہے کیونکہ بیع الطريق مع الارض میں زمین مستقل چیز ہے اور سقف مستقل چیز نہیں بلکہ متعلق بالجدران ہے جو بدون ضرر کے ممکن تسلیم نہیں۔

قال فی الهدایة: وبيع جذع فی السقف لأنه لا یمکن تسلیمة الابضرار (ای فیفسد ۱۲) لہذا سقف کی بیع نہیں ہو سکتی لیکن درمختار کے ایک جزئیہ سے جواز ہبہ مفہوم ہوتا ہے۔ فانہ

قال: تجوز هبة حائط بين داره ودار جاره لجاره وهبة البيت من الدار، فهذا يدل على أن كون سقف الواهب على الحائط، واختلاط البيت بحيطان الدار لا يمنع صحة الهبة، مجتبىٰ اه (ج ۴ ص ۱۶ مع الشامی)

میں کہتا ہوں کہ جب سقف واہب کے جدار پر ہونا مانع ہبہ جدار نہیں تو جدار واہب کا تحت السقف ہونا مانع ہبہ سقف بھی نہ ہوگا لا اشتراک العلة بلکہ صورت ثانیہ بدرجہ اولیٰ جائز ہونی چاہئے کیونکہ جدار مشغول ہے اور سقف شاغل ہے اور ہبہ المشغول میں تو ظاہر روایت عدم جواز ہے اور ہبہ الشاغل کے جواز کو فقہاء تصریحاً لکھتے ہیں۔

قال فی الدر: والاصل أن الموهوب ان مشغولاً بملك الواهب منع تمامها وان شاغلاً لا، اه (ج ۴ ص ۷۹ مع الشامی)

پس اگر باپ محض حق تعلیٰ کو ہبہ نہ کرے بلکہ سقف کر دے تو ہبہ صحیح ہو جائے گا اور اس صورت میں کڑیوں کی مرمت موهوب لہ کے ذمہ ہوگی اور ہبہ کی صورت ایجاب وقبول اور قبض ہے اور قبض کے لئے چھت پر کچھ سامان ڈال دینا کافی ہے۔ (امداد الاحکام ج ۴ ص ۳۰)

صرف ایک لڑکے کے نام تمام املاک ہبہ کرنا

سوال..... زید کے دولڑکے ہیں بلا وجہ ناراضگی کی وجہ سے ان میں سے کسی ایک کو محروم کر کے اپنی تمام املاک دوسرے لڑکے کے نام ہبہ کرتا ہے تو جائز ہے یا نہیں؟
جواب..... اگر ہبہ کر کے قبضہ کرادیا تو جائز ہے مگر کراہت سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۱۱)

بچے سے ہدیہ لینے دینے کا حکم

سوال..... نابالغ لڑکا کسی کو کچھ دے تو قبول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۵۳)

معتوہ کے ہبہ اور تصرفات کا حکم

سوال..... معتوہ (بے عقل جو کبھی دیوانوں کی طرح بات کرے اور کبھی عقل مندوں کے

مثل) اپنی چیز کسی کو ہبہ کرے تو شرعاً ہبہ معتبر ہے یا نہیں؟

جواب..... معتوہ کا ہبہ صحیح نہیں اس کے تصرفات میں یہ تفصیل ہے۔

جن تصرفات میں اس کا نفع ہے وہ ولی کی اجازت کے بغیر بھی معتبر ہیں جیسے ہبہ قبول کرنا

جن میں اس کا نقصان ہے وہ اذن ولی سے بھی معتبر نہیں جیسے ہبہ دینا، جن میں نفع و ضرر دونوں کا احتمال ہے ان میں ولی کی اجازت ضروری ہے جیسے بیع و شراء ولی سے مراد باپ یا اس کا وصی یا دادا ہے چچا کا اذن کافی نہیں باپ دادا نہ ہوں تو حاکم مسلم یا اس کا نائب ولی ہوگا اگر حاکم مسلم نہ ہو یا اس طرف توجہ نہ دے تو مقامی لوگوں میں سے دیندار با اثر لوگ جسے متعین کریں اس کا اذن ضروری ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۵۵)

شوہر کا بیوی کو زیورات دینا بحکم ہبہ ہے یا نہیں؟

سوال..... شوہر اگر بیوی کو سونے یا چاندی کا زیور دے اور ملک کی تصریح نہ کرے تو شوہر کے انتقال کے بعد وہ زیور ترکہ میں شمار ہوگا یا خاص زوجہ کا ہوگا؟

جواب..... اگر ایسے قرائن موجود ہوں کہ زوجہ کی ملک ہے ورنہ متوفی کا اور شوہر کی وفات کے بعد اگر بیوی ملک کا دعویٰ کرے اس سے ثبوت کا مطالبہ ہوگا اگر کافی ثبوت نہ ہو تو ورثہ قسم کھائیں کہ ہم کو علم نہیں کہ متوفی نے زوجہ کی ملک کیا ہو۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۷۷)

جلسوں میں ملے ہوئے ہدیے کا حکم

سوال..... مدرسہ کے مدرسین و مبلغین جو کہ چندے کا کام کرتے ہیں ان کو اطراف کے لوگ سالانہ جلسوں میں بلایا کرتے ہیں اور اخراجات سفر کے علاوہ کپڑا مٹھائی کوئی بکس یا کوئی ایسی ہی چیز یا نقد روپیہ بطور ہدیہ پیش کرتے ہیں تو یہ چیزیں انہیں کی ہوں گی یا مدرسہ کی؟ اور بالخصوص نقد روپے کے متعلق جبکہ یہ بھی تصریح ہوگئی ہو کہ مدرسہ کی ہم کسی اور موقع پر خدمت کر دیں گے یہ تو حقیر ہدیہ آپ کی تکلیف فرمائی کا آپ کے اہل و عیال کے لئے ہے۔

جواب..... مدرسہ کے مدرس اور مبلغ جو صرف تدریس اور تبلیغ کے کام پر مامور ہوں یعنی فراہمی چندہ ان کا فرض منصبی نہ ہو مدرسہ سے رخصت حاصل کر کے کسی جگہ جا کر وعظ کریں اور ان کو شخصی طور پر کوئی چیز یا نقد ہدیہ ملے تو وہ ان کی اپنی ہے ہاں سفراء جو فراہمی چندے کے کام پر مامور ہوں اور مدرسہ سے ان کو شخصی طور پر ہدیہ لینے سے روک دیا ہو ان پر لازم ہے کہ یا تو وہ شخص ہدیہ قبول نہ کریں یا قبول کریں تو مدرسہ کے فنڈ میں ڈال دیں۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۶۸)

بیوی کا کسی چیز کے بارے میں ہبہ کا دعویٰ کرنا

سوال..... زوج کے انتقال کے بعد زوجہ دعویٰ کرتی ہے کہ فلاں فلاں اشیائے منقولہ جن پر

میرا قبضہ ہے زوج نے اپنی زندگی میں مجھے ہیہہ کر دی تھیں میں نے ان اشیاء پر اس کی حیات میں قبضہ کر لیا ہے اس صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب..... زوج کے انتقال کے بعد زوجہ اگر دعویٰ کرے کہ فلاں اشیاء زوج نے مجھے ہیہہ کر دی تھی تو اس کا قول معتبر نہ ہوگا بلکہ ہیہہ کا بیہہ پیش کرنا ہوگا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۶۳)

بمرض تب دق ہیہہ کرنا

سوال..... ہندہ نے بمرض تب دق اپنی کل جائیداد وارثوں کو محروم کر کے اپنی والدہ کو بخش دی اور سرکاری اسٹامپ پر لکھ دیا اور پندرہ روز بعد انتقال کر گئی یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... صورت مذکورہ میں جو ہیہہ کیا گیا ہے وہ ناجائز ہے اور عدم جواز کی چند وجہیں ہیں اول یہ ہیہہ مرض الموت میں کیا گیا ہے اور مرض الموت میں ہیہہ وصیت کے حکم میں ہے اور وارث کے لئے وصیت تا وقتیکہ دوسرے وارث راضی نہ ہوں جائز نہیں۔ دوسرے یہ کہ مریض کو مرض الموت میں صرف ثلث تک وصیت کا حق ہے تو اگر یہ وصیت اجنبی کے لئے بھی ہوتی تب بھی ثلث میں جاری ہوتی۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۵۱)

جب قبضہ شوہر کے پاس ہو تو محض کاغذوں میں

بیوی کے نام جائیداد کرنے سے ہیہہ نہیں ہوتا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی خصوصی آمدنی سے جائیداد اسکی اپنی بیوی کے نام خریدی وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر زید اپنے نام خرید کرتا تو ٹیکس اور شفعہ کا خطرہ تھا لہذا ٹیکس اور شفعہ سے بچنے کے لئے اپنی بیوی کے نام رجسٹری کرائی اس جائیداد میں بیوی نے کوڑی تک نہیں لگائی اس پر معتبرین شاہد بھی ہیں اب وہ بیوی فوت ہو گئی دولڑکے اور تین لڑکیاں اور خاوند موجود ہے اس کے سوا اور کوئی وارث نہیں جواب طلب امور حسب ذیل ہیں۔

(۱) کیا یہ جائیداد راضی کی واحد مالکہ بیوی تصور ہوگی یا واحد مالک خاوند ہوگا پہلی صورت میں تقسیم کیسے کی جائے گی دوسری صورت میں تقسیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۲) جائیداد پر قرضہ ہے اس مسئلہ کو لکھ کر ثواب دارین حاصل کریں۔

جواب..... صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ اس جائیداد کا مالک شخص مذکور ہے اسکی بیوی اسکی مالکہ تصور نہیں ہوگی لہذا عورت مذکورہ کی فوتگی پر یہ جائیداد اسکے ورثاء میں تقسیم نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

ہوا المصوب

کسی کے نام جائیداد خریدنا اس حقیقت پر ہے کہ اس کو ہبہ کرنا مقصود ہوتا ہے اور ہبہ کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ موہوب وقت ہبہ ملک واہب میں ہو اور ظاہر ہے کہ ملک بعد الشراء ثابت ہوگی سو اس کے بعد کوئی عقد دال علی تملیک ہونا چاہئے اور بدون اس کے مشتری لہ مالک نہ ہوگا بلکہ وہ بدستور ملک مشتری کی رہے گی پس صورت مسئلہ میں جبکہ زید نے ٹیکس یا شفعہ سے بچنے کے ارادہ سے بیوی کے نام جائیداد خریدی اور قبضہ بھی خود زید کا رہا تو صرف بیوی کے نام سے جائیداد خریدنے سے اس کی ملک نہیں ہوتی بلکہ یہ جائیداد خود ملک زید ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۴۰)

ہبہ المشاع میں قبضہ سے ملک کا حکم

سوال..... ایک شخص نے اپنی کوئی چیز مشترک طور پر متعدد افراد کو ہبہ کی موہوب لہم نے قبضہ کر لیا اور تصرف بھی شخص مذکور فوت ہو گیا تو سوال یہ ہے ہبہ صحیح ہوا یا نہیں صحیح نہ ہونے کی صورت میں ورثہ کو واپس دینا واجب ہے؟ اور ہلاک ہو جانے کی صورت میں موہوب لہم پر ضمان آئے گا؟
جواب..... ہبہ المشاع صحیح نہیں ثبوت ملک کے بارے میں دو قول ہیں راجح اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ ملک ثابت نہیں ہوتی اس لئے ورثہ کو واپس دینا واجب ہے بصورت ہلاک ضمان آئے گا لوثانے سے پہلے بھی اس میں واہب اور اسکی موت کے بعد ورثہ کے تصرفات نافذ ہیں موہوب لہ کا کوئی تصرف نافذ نہیں۔ اس قول کی تصریح حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہونے کے علاوہ یہی روایت حضرت امام ابو حنیفہؒ سے بھی موجود ہے۔

۲۔ دوسرا قول ثبوت ملک کا بھی ہے مگر حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق یہ ملک خبیث و فاسد ہے اس لئے اس قول پر بھی رد واجب ہے اور بصورت ہلاک ضمان لازم۔

(احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۶۱)

تقسیم سے پہلے اپنا حصہ ہبہ کرنا

سوال..... زید کا انتقال ہوا و فرزند عمر و بکر اور ایک لڑکی زینب اسکے وارث تھے زینب کا میراث میں جو حصہ تھا اس نے اسے بلا تقسیم اپنے پوتے کو ہبہ کر دیا اب وہ پوتا اور زید کے لڑکوں کی اولاد موجود ہیں زید کا ترکہ ان پر کس طرح تقسیم ہوگا؟ اور زینب کا ہبہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں تو اس کا حصہ کس کو ملے گا؟

جواب..... زید کے ترکہ سے میراث سے پہلے کے حقوق نکال کر باقی کے پانچ حصے کر کے ہر بیٹے کو دو دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ ملے گا اس کی بیٹی نے اپنے حصے کو بلا تقسیم اپنے پوتے کو جوہہ کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے لیکن اس کا پورا مال اس کے پوتے کو ملے گا اس کے بھتیجے اس کے وارث نہیں ہیں۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۱۶)

جن افعال یا الفاظ سے ہبہ یا بیع کا مفہوم ہونا مشکوک

ہوان سے ہبہ اور بیع کا ثبوت نہیں ہو سکتا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں زید نے اپنی بہن و پھوپھی کو مع ان کے شوہروں کے بوجہ قلت آدمیوں کے کہ ان کے پاس کوئی رہنے والا ایسا نہ تھا جن سے انس و تقویت ہو اور زمین بہت سے افراط سے تھیں مگر اس زمانے میں زمین کی قدر نہ تھی یہاں تک جمع سرکاری بھی مشکل سے ادا ہوتی تھی ان رشتہ دار مذکور بالا کو زید نے اپنے پاس بلا لیا اور شامل ہی اپنا کاروبار چلاتے رہے اور کھاتے پیتے رہے اور زید نے اپنی زندگی ہی میں خواہ اپنے مورث اعلیٰ کی جائیداد میں شریک سمجھ کر یا دوست اور انیس جان کر اپنی کچھ مزرعہ زمین اور کچھ بخیر ان بہنوں کے شوہروں کے نام سگان سرکاری پر موروٹی کرادی اور یہ موروثیت ایسے وقت میں کرائی گئی کہ جب زید اور زید کے متعلقین خوب اپنے کاروبار میں ہوشیار ہو گئے۔ اور اپنی جائیداد پر قابض ہو گئے اس وقت ان بہنوں نے اور ان کے شوہروں نے اپنے وطن جانے کی اجازت چاہی تو زید نے کہا کہ ہم تمہارے نام یہیں جائیداد اور گھر موروٹی کے دیتے ہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں لڑکیاں اور ان کے شوہر راضی ہو گئے اور سگان سرکاری پر زمین موروٹی پر کرادی گئی اور اس زمانہ میں لوگ بوجہ جہالت کے ہبہ وغیرہ کے مسائل سے ناواقف تھے اور اب بھی اس خطہ میں ناواقفیت ہے اور بیع وغیرہ کا خرچ بھی گوارہ نہیں کر سکتے بوجہ نقد کی قلت کے اب ایسی صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ صورت بیع یا ہبہ یا وراثت کے قائم مقام ہو سکتی ہے یا نہیں جبکہ یہ بھی نہیں معلوم کہ معطی کے ذہن میں ہبہ کا لفظ یا معنی تھے یا نہیں؟ اور لڑکیوں میں سے کوئی اپنے مورث کے مال میں حصہ کے مستحق ہوئی یا نہیں؟ چونکہ یہ پتہ نہیں کہ انتقال کس کا کب ہوا؟ اور اس ملک میں اکثر اس قسم کی موروٹی بیع اور رہن کا حق بھی معطی اور معطی کے ورثہ جائز رکھتے ہیں چنانچہ اس صورت میں بھی جس کے متعلق خاص سوال کیا گیا ہے کئی پشتوں کے بعد لب کشائی کی گئی ہے ورنہ پہلے سے جیسے اصلی مالک کو زمین کا مالک سمجھا جاتا ہے ان کو بھی زمین کا مالک سمجھا جاتا تھا۔

جواب..... چونکہ ہبہ یا بیع عقود میں سے ہیں جن کے لئے الفاظ موضوعہ للہبہ والبیع کا ہونا شرط ہے اور ایسے الفاظ یا افعال ثبوت ہبہ یا بیع کے لئے کافی نہیں جن سے ہبہ وغیرہ کا مفہوم ہونا مشکوک و محتمل ہے اور جو لفظ اور عمل سوال میں مذکور ہے اس کی دلالت ہبہ پر صریح نہیں بلکہ نہایت مشکوک ہے اس لئے اس سے ہبہ یا بیع کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ پس ضروری ہے کہ معطلی کے درشہ کو یہ جائیداد واپس کی جائے یا کچھ دے دلا کر صلح کے ساتھ ان کو راضی کر کے اس زمین کو حاصل کیا جائے بدون اس کے کوئی صورت نہیں فان الیقین لایزول بالشک واللہ اعلم (امداد الاحکام ج ۴ ص ۳۳)

کل جائیداد لڑکی کو ہبہ کرنے کی ایک صورت کا حکم

سوال..... ماں نے اپنی ایک لڑکی کو منقولہ وغیرہ منقولہ کل جائیداد اقربا کو جمع کر کے ہبہ کر دی اور بعض جائیداد جو اس میں منقولہ تھی جیسے ڈگری عدالت وغیرہ اس کے کاغذات بھی سپرد کر دیئے اور جائیداد وغیرہ منقولہ کے جیسے حصص دیہات وغیرہ اس کی تحصیل پذیر آمدنی اور ادائے مال گزاری سرکاری وغیرہ کار ضروری موہوب لہ کے سپرد کر دیئے گئے اور اجازت عام دے دی کہ تم جانور اور یہ جائیداد کل تم کو دے چکی ہیں تو یہ زبانی ہبہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... روپے کا ہبہ محض کاغذات دینے سے صحیح نہیں ہوا کیونکہ موہوب کا موجود ہونا ضروری ہے بلکہ اس کو روپیہ وصول کر کے مالک ہونے کی اجازت دیدی ہے پس یہ توکیل بالاتضاء ہے پس اگر معزول ہونے سے پہلے روپیہ وصول کر کے اس پر قبضہ کرتی جائے تو مالک ہو جائے گی اور معزول ہونے کے بعد مالک نہ ہوگی اور معزول ہونے کی کئی صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ مؤکلہ معزول کر دے یا مؤکلہ مر جائے ان دونوں صورتوں میں وہ وکیلہ معزول ہو جائے گی اور وصول کرنے کی مجاز نہیں بلکہ سب ورثہ اپنے حصص میں برابر کا حق رکھتے ہیں۔

یہ جب کہ واہبہ کے صحیح ہونے کی حالت میں وصول کر کے قبضہ کر لیا ہو اور اگر واہبہ کے مرض الموت میں یا موت کے بعد قبضہ کیا تو ورثہ کی اجازت کے بغیر صحیح نہ ہوگا۔

اور دوسری اشیاء موجودہ منقولہ یا غیر منقولہ جو ہبہ کی ہیں اس میں دیکھنا چاہئے کہ یہ لڑکی صغیرہ نابالغہ ہے یا کبیرہ بالغہ اگر نابالغہ ہے تو دیکھنا چاہئے کہ کس کی تربیت میں ہے اگر باپ دادا یا ان کا وصی موجود نہیں یا موجود ہے لیکن سفر میں ہے اور بالفعل ماں کی ولایت میں ہے تب تو محض زبانی کہہ دینے سے ہبہ صحیح ہو گیا۔ اور اگر بالغہ ہے یا نابالغہ ہے لیکن باپ دادا یا وصی موجود ہے تب یہ ہبہ

زبانی کہہ دینے سے تام نہ ہوگا تاوقتیکہ باپ دادا یا لڑکی یا اس کے نائب کا قبضہ نہ ہو۔ اور جس صورت میں ماں کا قبضہ کافی نہیں اس میں یہ بھی شرط ہے کہ جو چیز قابل تقسیم ہو اس کو جدا کر کے اس کو یا اس کے ولی و نائب کو قابض کر دے اور قبضہ محض حساب و کتاب دینے سے نہیں ہوتا تاوقتیکہ تسلط تام نہ ہو جس کو عرف قانون میں دخل یا بی کہتے ہیں اور جو چیز قابل تقسیم نہیں اس میں اشتراک و اشاعت مضرت نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۷۷)

ہبہ کی تعریف اور حقیقت

سوال..... مسئلہ مذکورہ بالا کو قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمادیں کیونکہ حدیث کے لفظ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز بخش کر کے دوبارہ طلب کرے اس نے اپنی قے کو واپس کیا۔

جواب..... دراصل آنجناب کو جو شبہ ہے وہ ہبہ (بخشش) کی تعریف اور حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر ہے تو معلوم ہو کہ ہبہ کی تعریف یہ ہے کہ آپ نے کسی کو کوئی چیز دی اور اس نے منظور کر لیا یا منہ سے کچھ نہیں کہا بلکہ آپ نے اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اس نے لے لیا تو اب وہ چیز ان کی ہوگئی اب آپ کی نہیں رہی بلکہ وہی اس کا مالک ہے اس کو شرع میں ہبہ کہتے ہیں لیکن اسکی کئی شرطیں ہیں ایک تو اس کے حوالہ کر دینا اور اس کا قبضہ کر لینا ہے جب تک اس نے قبضہ نہ کیا ہو ہبہ نہیں ہوا۔ کما فی الہدایۃ ص ۲۸۱ ج ۳ ونصح الہبۃ بالایجاب والقبول والقبض اما بالایجاب والقبول فلانہ عقد والعقد ینعقد بالایجاب والقبول والقبض لا بدمنہ لثبوت الملک (الی قولہ) ولنا قولہ علیہ السلام لا یجوز الہبۃ الا مقبوضۃ الخ۔ حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ ہبہ بغیر قبض کے صحیح نہیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اگر وہ چیز ایسی ہے جو بانٹ دینے اور تقسیم کرنے کے بعد بھی کام کی رہے اور اس سے استفادہ ہو سکے تو بغیر تقسیم کے ان کا ہبہ صحیح نہیں جیسا کہ عالمگیری ج ۴ ص ۳۷۴ اور ص ۳۸۰ کے جزیات سے ظاہر ہے پس ہم نے فتویٰ نمبر ۶۸۹ ج ۱۵ کے جواب میں جو ہبہ کے عدم صحت اور جواز رجوع کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا دار و مدار اسی پر ہے کہ مسئلہ صورت میں چونکہ جائیداد کی تقسیم ہو سکتی ہے لیکن تقسیم نہیں کی اس لئے تقسیم کے بغیر ہبہ کرنا صحیح نہ ہوا اور جب ہبہ صحیح نہ ہوا تو بکر کا اپنے حصہ کا مطالبہ کرنے میں شرعاً کوئی قباحہ نہیں ورنہ اگر ہبہ صحیح ہو جاتا تو اسکے بعد اس کا مطالبہ کرنا گناہ ہے جبکہ اسی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کی قباحہ کو ذکر فرمایا ہے جو آپ نے لکھی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۴۱)

ہبہ کا رجوع

رجوع ہبہ کے صحیح نہ ہونے کی دلیل

سوال..... حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہبہ کرنے والا اپنی چیز کا زیادہ مستحق ہے جب تک کہ وہ ثابت نہ ہو کہ ذاتی القسط لانی۔ پس امام صاحب کے نزدیک قرابت محرمیہ میں رجوع کس دلیل سے جائز نہیں؟

جواب..... وہ دلیل یہ ہے قال علیہ السلام اذا كانت الهبة لذي رحم محرم لم يرجع منها رواه البيهقي والدارقطني في سننها والحاكم في المستدرک: جیسا کہ ہدایہ کے حاشیہ میں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۷۲)

ہبہ واپس لینے کی بعض صورتوں کا حکم

سوال..... زید کو ایک دربار سے تعلق تھا اس کے صلہ میں وہاں سے اراضی انعام ملا پھر آقا نوکر میں مخالفت ہوئی اور آقا نے جو کچھ دیا تھا واپس لے لیا زید بھی ناخوش ہو کر دوسری جگہ چلا گیا بعد مدت کے اولاد زید سے دولڑکے پھر اسی بستی میں گئے اور اسی سرکار میں نوکر ہوئے اور وہ عطیہ پھر ان کو دیا گیا اب اس میں زید کی باقی اولاد شریک ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور یہ ہبہ جدید ہے یا قدیم؟ سرکار کی عادات رہی ہے کہ دو چار برس کے لئے زمین دیتی پھر ضبط کر لیتی اور پھر مہینے دو مہینے بعد چھوڑ دیتی آخر کار دونوں بھائیوں میں سے ایک کی تنخواہ میں لکھ دی اب اس کا مالک کون ہے؟

جواب..... اگر آقا نے زید کو یہ زمین بطور عاریت دی تھی تو اس کا واپس لینا جائز ہے اور اگر بطور ہبہ دی تھی تو ہبہ مکمل ہو جانے کے بعد حاکم کے فیصلے یا زید کی رضا سے واپس لینا جائز ہے اگرچہ مکروہ تحریمی ہے اور حاکم کے فیصلے یا زید کی رضا کے بغیر واپس لینا جائز ہے اور کوئی یہ وہم نہ کرے کہ آقا (واہب) اگر خود حاکم ہے تو رجوع بحکم حاکم پایا گیا کیونکہ حاکم کا حکم اس کے نفع کے لئے نافذ نہیں ہوتا البتہ اگر فیصلے کے لئے کسی کو نائب سے فیصلہ کراتا تو نافذ نہیں ہوتا۔

علیٰ ہذا القیاس زید کے دولڑکوں کو جو دیا گیا اس میں بھی یہی تفصیل ہے اگر عاریتاً دیا تو واپسی جائز اور اگر ہبہ بدوں تقسیم دیا تب بھی واپس لینا جائز کیونکہ جو چیز تقسیم نہ ہو سکتی ہو اس کا ہبہ صحیح نہیں البتہ اگر دونوں محتاج ہوں تو بدوں تقسیم بھی صحیح ہے۔

اور اگر تقسیم کر کے دیا تو حکم حاکم یا دونوں شخصوں کی رضا سے جائز ورنہ ناجائز پس مذکورہ صورتوں میں سے جس صورت میں زید سے واپس لینا جائز نہیں اس صورت میں اگر زید زندہ ہے تو وہ ورثہ اسکے حصہ شرعیہ کے مطابق مالک ہوں گے نہ دونوں لڑکوں کی تخصیص نہ اسکی تنخواہ میں جسکی لکھ دیا ہے اور جس صورت میں زید سے واپس لینا جائز تھا لیکن ان دونوں کو جائز نہ تھا اس صورت میں وہی دونوں مالک ہیں نہ زید کے ورثہ مستحق ہیں نہ وہ خاص جس کی تنخواہ میں لکھ دیا اور جس صورت میں ان سے بھی واپس لیتا اس صورت میں صرف وہی مالک ہے جسکی تنخواہ میں لکھ دیا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۷۳)

جس شخص نے تمام جائیداد دو بیویوں کے نام کر کے الگ الگ کر دی تو اب اسکے مرنے کے بعد اس میں دوسرے ورثاء شریک نہ ہوں گے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و ریس مسئلہ کہ ایک شخص مسمی محمد رمضان نے جس کی دو عورتیں ہیں اور تین حقیقی بھائی کے لڑکے ہیں مسمی محمد رمضان نے بحالت تندرستی و ہوش و حواس موت سے کئی ماہ قبل اپنی دونوں بیویوں کے نام اپنی جائیداد کے کچھ حصے کی رجسٹر کر دی ہے اور بقیہ حصہ صرف لکھ کر دیا ہے اور حقیقی بھائی کے بیٹوں کو محروم کر دیا ہے قابل دریافت بات یہ ہے کہ ایک بیوی اس کی چچا کی لڑکی بھی ہے کیا یہ تمسلیک محمد رمضان کی درست ہے شرعاً یہ تمام جائیداد بیویوں کی ہو جاتی ہے یا بیوہ اور ان حقیقی بھائی کے بیٹوں کو بھی مکمل حصہ ملے گا۔

جواب..... صورت مسئلہ میں بشرط صحت سوال اگر مسمی محمد رمضان نے اپنی زندگی میں جائیداد بیویوں کے نام منتقل کر کے ہر ایک کو اپنے اپنے حصہ کا قبضہ بھی دے دیا ہے تو یہ ہبہ تام ہے اور اب دیگر ورثاء کا اس میں کوئی حق نہیں البتہ جس جائیداد کا زندگی میں ہبہ کرنا اور قبضہ منتقل نہ ہو اس جائیداد میں دوسرے ورثاء بھی حقدار ہوں گے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۳۳۱)

ذی رحم محرم سے ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینا

سوال..... زید کی زینب اور فاطمہ دو بیویاں ہیں زید نے اپنی ملک کا آدھا حصہ زینب اور اس کے بچوں کو دیا اور باقی ماندہ آدھا حصہ خود لیکر فاطمہ اور اس کے بچوں کے ساتھ رہ گیا اسکے بعد فاطمہ کے دو بچے پیدا ہوئے جس کی بنا پر زید زینب سے اپنی ملک واپس لینا چاہتا ہے تو واپس لینے کا حق ہے یا نہیں؟

جواب..... زید نے اپنی عورت اور بچوں کو اپنی آدھی ملک جو دے دی ہے وہ ان کیلئے ہبہ ہو گیا اور اب واپس لینے کا حق نہیں ہے۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۱۶)

ہبہ سے رجوع کرنے کی مختلف صورتوں کا حکم

سوال..... کسی کو کوئی چیز ہبہ دیکر اس سے واپس لینے کے جواز میں کیا تفصیل ہے؟

جواب..... اس کی مختلف صورتیں ہیں

۱۔ موہوب لہ (جس کو ہبہ کیا گیا ہے) اس کی رضا سے بہر حال رجوع جائز ہے۔

۲۔ قضائے قاضی سے رجوع صحیح ہے۔

۳۔ ہبہ قبول کرنے کے بعد اس کا کوئی عوض دے دیا ہو تو بھی بذریعہ قضا رجوع کر سکتا ہے۔

۴۔ موہوب لہ ذی رحم محرم ہو تو قضائے قاضی سے بھی رجوع صحیح نہیں وہ اپنی رضا سے واپس

کرے تو لینا جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۲۵۴)

ہبہ بالعوض میں شرط کی ایک صورت کا حکم

سوال..... زید کو سرکار نے چند دیہات کا والی بنایا ہے اور لکھ دیا ہے کہ ہر سال میں اتنا روپیہ

سرکار کو دینا پڑے گا اور ان دیہاتوں کو تم کو بیچنے کا مختار ہے یعنی اگر کسی کو بیچو گے تو سرکار مانع نہیں

ہوگی اور جس کو فروخت کرو گے اس کو بھی یہ میرے سب حکم ماننے پڑیں گے اور تمہارے مرنے کے

بعد تمہاری اولاد کے لئے بھی یہ حکم جاری ہے یعنی وہ بھی اس کو بیچنے کے مختار ہیں لیکن تیس برس بعد

سرکار کی طرف سے جو حکم صادر ہوگا اس کو ماننا پڑے گا یعنی اگر خراج وغیرہ بڑھایا جائے تو اس کو ماننا

پڑے گا پس زید اپنی ماتحت رعیت سے چند روپیہ نذرانہ لے کر چند بیگہ زمین دیتے ہیں اور لکھ دیتے

ہیں کہ فلاں زمین مثلاً چار بیگہ تم کو دیا بشرطیکہ فی سال فی بیگہ چار روپے خراج دینا پڑے گا اور وہ

شرطیں بھی لکھ دیتے ہیں جو سرکار نے زید سے طے کر رکھی ہیں پس رعیت کو اس زمین کا مالک

کہا جائے گا یا نہیں؟ اور زید کسی رعیت سے جبراً زمین چھین کر دوسری رعیت کو نذرانہ لے کر دیدے

تو رعیت اول اس زمین کا مالک ہوگا یا ثانی؟ اور دونوں میں سے کس کو تصرف کرنا جائز ہوگا؟

جواب..... چونکہ زید کو جو سرکار سے ملا ہے وہ تو بوجہ ہبہ صحیحہ کے اس کی ملک ہو گیا آگے جو

شرائط زید نے کسی اور کو دیا ہے ظاہر صیغہ سے وہ بالعوض معلوم ہوتا ہے اور ہبہ بالعوض بیع کے حکم

میں ہے اور اگر بیع ان شرائط سے ہو فاسد ہے اور بیع فاسد میں قیمت متعارفہ واجب ہوتی ہے نیز بیع

فاسد میں مشتری اگر قبضہ کرے مالک ہو جاتا ہے نیز بیع فاسد میں اگر مشتری نے اس کو کسی اور شخص

کے ہاتھ بیع صحیح نہ کیا یا ہبہ کر کے سپرد نہ کیا ہو یا وقف یا رہن نہ کر دیا ہو اس وقت تک بائع کو فسخ

کرنے اور لوٹانے کا حق ہوتا ہے اور جو مشتری سے لیا ہے اس کا واپس کرنا بھی واجب ہوتا ہے۔

اس لئے صورت مسئلہ میں زید نے جس شخص کو زمین دی اگر وہ قبضہ کر لے گا تو مالک ہو جائیگا اور جو شرائط ٹھہرائے ہیں سب لغو ہوں گے البتہ اس زمین کی جو قیمت مروجہ ہوگی وہ واجب ہوگی اور جب تک اس زمین لینے والے نے تصرفات (بیع و رہن وغیرہ) نہ کئے ہوں تو زید کو واپس لینا جائز ہوگا لیکن جو اس سے لیا وہ واپس کرنا ہوگا اور اگر کوئی تصرف کر لیا ہو تو زید واپس نہیں لے سکتا۔

(امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۷۷)

موہوبہ لڑکی کا نکاح باپ کی اجازت کے بغیر درست نہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس سلسلہ میں کہ زید نے اپنی منکوحہ مسماۃ نور بھری کو بحالت حمل طلاق دے دی اور حمل بھی بہہ کر دیا اب وہی حمل لڑکی وضع ہوئی دریں صورت موہوبہ حمل (لڑکی) غیر موثر کی حالت میں بغیر اپنے والد کی اجازت کے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور اس کا والد بوقت نکاح برسر اعلان کہتا ہے کہ میری کوئی اجازت نہیں جواب..... لڑکی کا بہہ صحیح نہیں ہوتا محض لغو ہے نیز اگر اس کا مقصد یہی ہے کہ میں نکاح کرانے کا اختیار نہیں دیتا ہوں تب بھی یہ تو کیل لازم نہیں ہے جب چاہے اس سے رجوع کر سکتا ہے اب جب باپ کہتا ہے کہ میری اجازت نہیں ہے تو نکاح ہرگز صحیح نہ ہوگا۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۴۶)

متفرقات

ہبہ بالعوض بیع کے حکم میں ہوتا ہے

سوال..... ہبہ بالعوض بیع کے حکم میں ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب..... ابتداءً اور انتہاءً بیع کے حکم میں ہوتا ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۲۸)

ہبہ شدہ مال چوری کا ہو تو واپس کرنے کا حکم

سوال..... زید نے عمر کی ایک چیز چرائی اور بکر کو دیدی اور بکر نے خالد کو ہبہ کر دی اب معلوم ہوا کہ زید نے چوری کی تھی اس حال میں شئی مسروق کا ادا کرنا کس کے ذمہ واجب ہوگا؟ جواب..... جس کے پاس اب ہے اس پر واپس کرنا واجب ہے اور اگر اس کو خبر نہ ہو تو جس کو خبر ہو اس پر خبر کرنا واجب ہے اور اگر اس خبر دینے والے کو ہبہ میں بھی دخل ہے تو اس پر واپس کرانے میں سعی کرنا بھی واجب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۷۵)

مریض کا ہبہ وصیت کے حکم میں ہے

سوال..... اگر زید نے مرض الموت میں ہبہ کر لیا اور قبضہ بھی کر دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب..... یہ ہبہ بمنزلہ وصیت کے ثلث مال میں نافذ ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۲۸)

بلا عذر ہدیہ قبول نہ کرنے کا منکر ہونا

سوال..... ایک آدمی کسی کو کچھ تحفہ یا روپے پیسے نہایت خوشی سے دینے لگے اور وہ نہ لے

دینے والا کہے نہ لینے میں نہایت ناخوش ہوتا ہوں لینے والے نے کہا کہ میں اس کو نہ لینے سے خوش

ہوتا ہوں اب ہر دو ناخوش اور ناراض ہیں اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب..... جب اس ہدیہ قبول کرنے سے کوئی امر مانع شرعی نہیں تو لینے والے کا یہ کہنا کہ اس کو نہ لینے

سے خوش ہوتا ہوں سخت غلطی اور شعبہ کبر کا ہے جو سنت کے بالکل خلاف ہے حدیث میں تہاد و اتحابو

صرت حکم ہے اگر بلا عذر مہدی الیہ انکار کرے تو تہاد و اپر عمل کس طرح ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۸۳)

گم شدہ بیٹے کی جائیداد پوتوں کے نام

کردی اور وہ واپس آ گیا اب کیا حکم ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اللہ وسایا مرحوم نے اپنی زندگی میں اپنی کل

جائیداد سوائے اپنی بیوی کے حق مہر کے اپنے لڑکوں میں تقسیم کرنی چاہی مگر نور محمد ولد اللہ وسایا اکثر اوقات

گھر سے پانچ سال سے لے کر دس سال تک گم رہتا تھا جس کا کہیں پتہ نہیں ہوتا تھا اس وقت نور محمد کے

والد میاں نے نور محمد کے حصے کی جائیداد اس کے لڑکوں کے نام منتقل کرادی جس کا شجرہ حسب ذیل ہے۔

یہاں اللہ وسایا نے ایک وصیت نامہ تحریر کیا کہ میں اب قریب المرگ ہوں اور میرا لڑکا نور

محمد موجود نہیں اس لئے میں مذکورہ بالا جائیداد کو اپنے پوتوں کے نام منتقل کر رہا ہوں اللہ وسایا کی وفات

کے وقت نور محمد موجود نہیں تھا اور نہ ہی اس نے اپنے والد کا جنازہ پڑھا بلکہ والد کی وفات کے کچھ عرصہ

بعد واپس آیا اب چونکہ جائیداد نور محمد کے بجائے اسکے لڑکے منظور حسین اور محبوب حسین کے نام کل

جائیداد مشترکہ انتقال و رجسٹری کرادی گئی تھی وصیت نامہ بھی رجسٹرڈ ہے جس میں لکھا ہے کہ میں نے

اپنے لڑکے نور محمد کو اپنی جائیداد سے عاق کر دیا ہے جب نور محمد واپس آیا تو اس نے اپنے لڑکوں سے کہا

کہ میرے نام کوئی جائیداد نہیں اب میں بڑھاپا کیسے گزاروں گا اس پر دونوں لڑکوں نے اپنی جائیداد

کا مختار بنادیا اور کچھ عرصہ کے بعد نور محمد نے مختار نامہ منسوخ کر دیا تھا اسکے کچھ بعد نور محمد نے اپنے لڑکے

منظور حسین کی شادی کر دی کچھ عرصہ بعد منظور حسین فوت ہو گیا جس کی کوئی اولاد نہ تھی صرف ایک بیوہ تھی اب وہ اپنا حق مہر اور حصہ مانگتی ہے اسکے بارے میں بتایا جائے کہ وہ حق دار بن سکتی ہے یا کہ نہیں۔

(ب) احکام میراث میں از روئے شرع محمدی کے نافرمانی کرنے میں ارشاد خداوندی کیا ہے۔

(ج) زیورات کی تفصیل یہ ہے کہ جو کہ وارثوں کے پاس ہیں ایک جو کنگن (ڈھائی تولہ) کٹ

مالا (چار تولہ) ایک جوڑی کانٹے (ایک تولہ) جمر (ڈیڑھ تولہ) کل نو تولہ اور چاندی کل ۶۰ تولہ یہ زیورات بطور حق مہر کے پہنایا گیا تھا سب انہوں نے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ بیوہ تو جروا۔

جواب..... بشرط صحت واقعہ اگر واقعی اللہ وسایا نے اپنی زندگی میں جائیداد کا کچھ حصہ اپنے

پوتوں منظور حسین اور محبوب حسین کے نام منتقل کر دیا ہے اور اس کو تقسیم کر کے زندگی میں قبضہ دے

دیا ہے تو یہ بہت صحیح ہو چکا ہے اور پوتے مالک بن گئے ہیں اس لئے کہ شرعاً اگر کوئی شخص اپنی زندگی

میں اپنی پوری جائیداد اپنے بیٹوں میں سے کسی ایک کے نام منتقل کر کے قبضہ دے دے تو وہی

مالک ہو جاتا ہے لیکن وہ شخص سخت گنہگار ہوگا بنا بریں صورت مسئلہ پوتے مالک بن گئے ہیں

منظور حسین کی وفات کے بعد اگر والد اور بیوہ کے علاوہ اور کوئی لڑکا یا لڑکی اس کے ورثہ میں نہیں تو

منظور حسین کی کل جائیداد کا چوتھا حصہ اس کی بیوہ کو اور باقی تین حصے اس کے والد کو ملیں گے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۸۳)

احکام الغصب

حقیقت غصب

غصب کی حقیقت کیا ہے؟

سوال..... غصب کس کو کہتے ہیں؟

جواب..... مالک کے ہاتھ میں سے مال متقوم و محترم کو اجازت و مرضی کے بغیر لے لینا

(غصب کہلاتا ہے) درر شرح غرر میں ہے۔ الغصب شرعاً اخذ مال متقوم محترم من

بد مالک بلا اذنه لا خفیۃ انتھی۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۶۳)

بیٹے کے مال میں باپ کا تصرف کرنا

سوال..... لڑکے کے مال میں باپ کو تصرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... بوقت ضرورت جائز ہے اور بلا ضرورت اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا اور حدیث انت و مالک لابیگ کی مراد بھی یہ ہی ہے کہ بوقت ضرورت حکم ہے جیسا کہ ہدایہ کی بعض عبارتوں سے بھی مفہوم ہوتا ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۶۳)

دوسرے کی زمین کا گھی کو استعمال کرنا

سوال..... کسی شخص نے اپنی زمین میں بہت سا گھی کو اردوا کے واسطے بورکھا ہے اگر کوئی شخص اس کو بدن اجازت مالک لا کر دوا میں ڈال دے تو درست ہے یا نہیں؟ اگر اس کے مالک سے پوچھیں تو لینے نہیں دیتا اور گھی کو ارکا حکم گھاس جیسا ہے یا نہیں؟ کیونکہ گھی کو ار ساق دار درخت نہیں اور اس دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اول گھی کو ار کے گھاس ہونے میں کلام ہے دوسرے اگر گھاس بھی ہو تو بھی گھاس کو خود کوئی اپنی زمین میں بوئے تو اس کا مالک ہو جاتا ہے دوسرے کو اس کی اجازت کے بغیر لینا اور استعمال کرنا حرام ہے پس ایسی دوا کا استعمال جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۵۲)

مسکین کو مال مغصوب سے نفع حاصل کرنا

سوال..... زید مسکین و نایبنا ہے اور کمانے کی قدرت نہیں رکھتا اس کو وراثت میں زمین ملی ہے لیکن مرحوم مورث نے یہ زمین ایک ہندو کی غصب کی تھی اب زید کو اس زمین کی پیداوار سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اس طرح کی زمین کے غلے کا حکم تصدق کا ہے پس زید جب تک مسکین رہے تو مسکین ہونے کی حیثیت سے اگر منتفع ہو گنجائش ہے وارث ہونے کی حیثیت سے نہیں کیونکہ مال حرام وراثت سے حلال نہیں ہوتا اور جب فقر و حاجت نہ رہے تو پھر اسکو مسکینوں پر صدقہ کر دے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۴۷)

غاصب کا قبضہ

سوال..... کیا غاصب کا قبضہ از روئے شرع قبضہ سمجھا جائے گا؟

جواب..... غاصب کے قبضے کا شریعت میں کچھ وزن نہیں اسی طرح جائیداد مغصوبہ میں غاصب کا تصرف کرنا بھی درست نہیں ہے ہاں جب مال مغصوبہ کا نام تبدیل ہو جائے یا اس کا اعظم منافع ختم کر دیا جائے تو اس وقت وہ غاصب کا مال کہلائے گا جیسے کسی نے گندم چرائی اور اس سے روٹی پکائی لیکن غاصب کو ضمان ادا کرنا پڑے گا اور ضمان ادا کرنے سے قبل مال مغصوبہ سے انتفاع لینا جائز نہیں ہے۔

قال العلامة برهان الدين المرغيناني: واذا تغيرت العين بفعل الغاصب حتى زال اسمها او اعظم منافعتها زال ملك المغصوب منه عنها وملكها الغاصب وضمنها ولا يحل له الانتفاع بها حتى يؤدي بدلها. (الهداية ج ۳ ص ۳۷۴ كتاب الغصب، فصل فيما تغير بفعل الغاصب) قال العلامة خالدة اتاسي رحمه الله: اذا غير الغاصب المال المغصوب على بصورة يتبدل بها اسماء يكون ضامناً ويبقى المال المغصوب له مثلاً لو كان المال المغصوب حنطة وجعلها الغاصب بالطحن دقيقاً فانه يضمن مثل الحنطة ويكون الدقيق له لمان من غصب حنطة غيره وزرعها في ارضه يكون ضامناً للحنطة والمحصول له (شرح مجلة الاحكام، مادة ۸۹۹، ج ۳ ص ۴۹۵ الباب الاول في احكام الغصب) ومثله في الهندية ج ۵ ص ۱۲۱ كتاب الغصب، الباب الثاني في احكام المغصوب اذا تغير بفعل الغاصب او غيره (فتاوى حقانيه ج ۶ ص ۳۹۳)

مالکوں کی اجازت کے بغیر سامان استعمال کرنا

سوال..... ایک دکان تھی جس میں نصف روپیہ میرے والد کا تھا اور نصف میرا اور ایک شخص شریک تھا وہ کام کرتا تھا وہ دکان نہ چلی حتیٰ کہ کل سامان میرے مکان میں آ گیا کوئی اس کا خریدار نہیں والد صاحب نے سکوت اختیار کیا گویا سامان فروخت ہونے سے صبر کر لیا وہ شخص مجھ سے کہہ گئے کہ ہم صبر کرتے ہیں اور سامان سب والد صاحب کو دیتے ہیں وہ چاہے جو کریں ان کو اختیار ہے اب نہ والد صاحب کچھ کہتے ہیں نہ وہ شخص اور سامان خراب ہو جاتا ہے اکثر خراب ہو گیا ہے تھوڑا شہد ہے اگر میں اس میں سے کھالوں یا جو چیز خراب ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو کام میں لے لوں تو یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب..... تعجب ہے کہ ایسی موٹی بات میں شبہ ہوا جب روپیہ مشترک تھا تو مال دونوں شریکوں میں مشترک ہے خاموش ہو جانے سے مال ملکیت سے نہیں نکلتا غیر مالک کو کیسے جائز ہوگا؟ جب تک دونوں مالکوں سے تصریحاً اجازت نہ لے وہ اگر آپکے قبضہ میں ہے امانت ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۵۳)

غاصب کے نماز روزے کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

سوال..... اگر کوئی کسی کا مال یا جائیداد ناجائز طور پر غصب کرتا ہے تو غاصب کی نماز روزہ

زکوٰۃ حج اور دوسری عبادات اور نیکیوں کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ جبکہ جس کا حق غصب کیا گیا ہو وہ انتقال کر چکا ہو لیکن اس کی اولاد موجود ہے تو اس صورت میں غاصب کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب..... اگر وہ غصب شدہ چیز مالک کو واپس نہ کرے تو اس غصب کے بدلے میں اس کی نماز روزہ وغیرہ مظلوم کو دلائی جائیں گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۶۷)

ہمسائے کے پرنا لے کو بند کرنا

سوال..... ہمسائے کے پرنا لے کا پانی بزور بازو یا بزور عدالت زائل کرنا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... پرنا لہ و بدر و غیرہ نکالنا حقوق ملک سے ہے جو شخص اس جگہ کا مالک ہے اس کو ہر طرح کا تصرف پہنچتا ہے پس یہ شخص جو ہمسائے کے پرنا لے کو ختم کرنا چاہتا ہے اگر پرنا لہ گرنے کی جگہ اس شخص کی مملوک ہے اور اب تک بطور تبرع و احسان اور ہمسائے کی رعایت میں پانی ڈالنے کی اجازت دے رکھی تھی اور اب زائل کرنا چاہتا ہے اور پرنا لہ بند کرتا ہے یہ جائز ہے اپنی ملک کا اختیار ہے اور اگر وہ جگہ ہمسائے کی مملوک ہے تو اس شخص کو اس ہمسائے کا پرنا لہ بند کرنا جائز نہیں کہ یہ غصب ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۳۵)

غصب اور اراضی

زمین میں غصب متحقق ہوتا ہے یا نہیں؟

سوال..... زمین میں غصب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب..... شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف منقولہ میں غصب ہوتا ہے غیر منقولہ میں نہیں اگر کسی شخص نے دوسرے کی زمین پر قبضہ کیا اور وہ کسی آفتِ سماوی سیلاب وغیرہ سے ہلاک ہو گئی تو شیخین (رحمہما اللہ تعالیٰ) کے نزدیک (غاصب پر) اس کا ضمان نہیں آئے گا لیکن امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضمان آئے گا کیونکہ ان کے نزدیک زمین میں بھی غصب متحقق ہوتا ہے وقف کی زمینوں میں قول امام محمدؒ پر اور باقی زمینوں میں قول شیخین پر فتویٰ ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۶۳)

غصب کی ہوئی چیز کا لین دین

غصب شدہ چیز کی آمدنی استعمال کرنا بھی حرام ہے

سوال..... دو بھائی زید اور بکر ایک مکان کی تعمیر میں رقم لگاتے ہیں مکان ان کے باپ کے

نام پر ہے زید بڑا اور بکر چھوٹا ہے زید پاکستان میں ہی ایک سرکاری ادارے میں کلرک ہے جبکہ بکر باہر کے ملک میں کام کرتا ہے اور زید کے مقابلے میں مکان کی تعمیر پر کئی گنا زیادہ خرچ کرتا ہے کیونکہ بکر ملک سے باہر ہے لہذا زید اس کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھا کر دھوکے سے مکان اپنے نام کر لیتا ہے جب بکر ملک میں آتا ہے تو اسے پتا چلتا ہے کہ مکان پر زید نے قبضہ کر لیا ہے اس پر معمولی جھگڑے کے بعد بکر کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے بکر کو قانون کے بارے میں بالکل کچھ معلوم نہیں اور جب وہ قانونی معاملات کو سمجھتا ہے تو اس وقت تک یہ معاملہ قانون کے مطابق زائد از معیاد ہو جاتا ہے لہذا عدالت میں مقدمہ کرنے کا سوال ختم ہو گیا وہ مکان جو کہ اس وقت دو منزلہ تھا اس میں زید خود بھی رہتا ہے اور دوسری منزل کرائے پر دی ہوئی ہے چونکہ مکان اچھا خاصا بڑا ہے لہذا کرایہ بھی کافی مل جاتا ہے جس سے زائد نے تیسری منزل بھی بنا ڈالی ہے اور اسے بھی کرائے پر چڑھا دیا ہے زید کا ایک لڑکا بھی جو کہ زید کے بعد مکان کا تہہ مالک ہو جائے گا شریعت کی روشنی میں آپ یہ بتائیں کہ وہ کرایہ جو کہ زید اس مکان سے حاصل کر رہا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کے بعد اس کا بیٹا جو کہ وہ کرایہ حاصل کرے گا اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟ کیونکہ لڑکے کو علم ہے کہ زید کلرک کی حیثیت سے ایسا مکان بنانے کا اختیار نہیں رکھتا ہے اور یہ کہ اس مکان کے سلسلے میں اس کے چچا کا حق مارا گیا ہے اور اس کے باپ نے یہ مکان ناجائز طور پر غصب کر لیا تھا۔

جواب..... زید کا اس مکان کو اپنے نام کر لینا اور اپنے بھائی کو محروم کر دینا غصب ہے حدیث شریف میں ہے کہ ”جس نے کسی کی ایک باشت زمین بھی غصب کی قیامت کے دن سات زمینوں تک وہ ٹکڑا اس کے گلے کا طوق بنایا جائے گا اور وہ اس میں دھنستا رہے گا“ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۸) زید جو اس غصب شدہ مکان کا کرایہ کھاتا ہے وہ بھی اس کے لئے حرام ہے اور اس کے لڑکے کو اگر اس کا علم ہے تو اس کے لئے بھی یہ آمدنی حرام ہوگی جو لوگ دوسروں کے حقوق غصب کرتے ہیں ان کے لئے آخرت کا خمیازہ بڑا سنگین ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۶۵)

زمین مغصوبہ کی واپسی کا حکم

سوال..... جب کہ شیخین کے نزدیک زمین میں غصب نہیں ہوتا تو اگر ماجد نے شاہد کی زمین پر قبضہ کر لیا تو اسکی واپسی ضروری ہوگی یا نہیں؟

جواب..... شیخین کے نزدیک زمین میں عدم غصب کا حکم صرف ضمان کے لئے مخصوص ہے یعنی اگر دوسرے کی زمین غصب کرنے کے بعد آفتِ سماوی کی وجہ سے ہلاک ہوگئی تو ضمان نہیں

آئے گا لیکن ادائے ضمان کے علاوہ بقیہ تمام امور یعنی مقبوضہ کی واپسی وغیرہ میں شیخین (رحمہما اللہ تعالیٰ) کے نزدیک بھی زمین میں غصب متحقق ہوتا ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۶۴)

بلا اجازت زمین پر تعمیر کرنے کی مختلف صورتوں کا حکم

سوال..... زوجہ کی زمین میں اگر شوہر مکان بنالے تو یہ کس کا ہوگا؟ بیوی کا یا شوہر کا؟

جواب..... اس کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں

۱۔ بیوی کیلئے اس کی اجازت سے بنایا تو مکان بیوی کا ہوگا جو مصارف آئیں وہ بیوی پر قرض ہوں گے۔ ۲۔ بیوی کے لئے بلا اذن بنایا تو تبرع شمار ہوگا۔

۳۔ شوہر نے اپنے لئے بیوی کی اجازت سے بنایا تو زمین بیوی کی رہے گی اور مکان شوہر کا۔ ۴۔ بیوی کی اجازت کے بغیر اپنے لئے بنایا تو مکان شوہر کا ہوگا مگر بیوی اس کو اگر اپنی زمین خالی کرانے کا مطالبہ کر سکتی ہے اگر مکان گرانے میں زمین کا ضرر ہو تو بیوی مکان کی قیمت دے کر مکان کی مالک بن سکتی ہے قیمت ایسے مکان کی لگائی جائے گی جس کے گرانے کا فیصلہ کیا جا چکا ہو جو ملکہ کی قیمت سے شاید کچھ زیادہ متفاوت نہ ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۳۵۰)

غیر کی زمین میں غلطی سے تصرف کرنے کا حکم

سوال..... ہمارے پڑوس میں مہاجر کی زمین ہے شروع میں پتی دار کے نشان لے کر حد قائم کی اب سرکاری طور پر پیمائش کرائی تو اس مہاجر کی زمین کم نکلی وہ ہماری زمین سے پوری کی گئی جو کہ تقریباً نصف ایکڑ سے زائد ہے اس کی فصل ہم اپنی زمین سمجھ کر اٹھاتے رہے کئی سال ہو گئے یہ بھی یاد نہیں کہ فصل میں کیا کیا کاشت ہوئی؟ اور پیداوار کتنی ہوئی؟ اس صورت میں گزشتہ آمدنی کا حق مہاجر کو دینا لازم ہے یا نہیں؟

جواب..... بیج کی لاگت اور زراعت وغیرہ کی مزدوری نکال کر باقی کا اندازہ لگا کر مالک پر لوٹانا واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۳۵۱)

زرعی اصلاحات میں ملنے والی زمینوں کا حکم

سوال..... جو اراضی زرعی اصلاحات کے ذریعے لوگوں میں تقسیم کی گئی ہیں اکثر ان زمین داروں کی ہیں جنہوں نے یہ دوسرے لوگوں سے غصب کی تھیں یا یہ اراضی انگریزوں نے مسلمانوں کو غداری کے بدلے میں بطور جاگیر عطا کی تھیں اب یہ اراضی اکثر لوگوں کو کچھ معاوضہ لے کر دی گئی

ہیں اور بعض کو بلا معاوضہ دی گئی ہیں جن لوگوں کو بذریعہ معاوضہ مع سود دی گئی ہیں کیا ان کو پیداوار کھانا جائز ہے؟ یا نہیں؟ جن لوگوں کو بلا معاوضہ دی گئی ہیں ان کو پیداوار کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جس زمین کے متعلق معلوم ہو کہ وہ دوسروں سے غصب کی گئی ہے وہ کسی کو بلا معاوضہ دی جائے تو اسے پیداوار کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ مالک معلوم نہ ہو۔

جواب..... جس زمین کے متعلق مقصود ہونے کا یقین ہو اس کی آمدنی حرام ہے خواہ وہ بلا معاوضہ ملی ہو یا قیمتاً مع سود یا بلا سود جس زمین کے مقصود ہونے کا یقین نہیں اس کی آمدنی بہر کیف حلال ہے خواہ وہ انگریز سے ملی ہوئی جاگیر ہو مفت ملی ہو یا بلا معاوضہ مع سود یا بلا سود البتہ سود کے ساتھ خریدنے اور سودینے کا گناہ اور وبال ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۳۵۲)

رشوت اور غصب کی رقم واپس کرنے کی مفصل تحقیق

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین صورت مسئلہ میں کہ زید نے ایک زمین خالد سے خریدی ہے اور خالد نے وہ زمین بکر سے اور بکر نے بیع باطل کے ذریعے عمرو سے حاصل کی ہے اب زمین مذکورہ جو زید کی ملکیت ہے اس نے اپنی حلال رقم دے کر خریدی ہے کیا زمین مذکورہ کی پیداوار شرعاً زید پر حلال ہے یا نہیں بصورت حرمت حلال ہونے کا کیا طریقہ ہے؟ دیگر لوگوں کے ولیٹی جو اس زمین کے دانہ گھاس وغیرہ کھاتے ہیں کیا ان کا گوشت کھانا حلال ہے یا نہ اور جو زمین باطل بیع اور حرام چٹی کسی نے حاصل کی ہے اور اس میں کئی مرتبہ ملکیت تبدیل ہوئی ہے یا ایک مرتبہ؟ کیا زمین ہذا کی پیداوار کھانا شرعاً حلال ہے یا نہیں؟ اور زمین کے اصل مالک کہ جن سے زمین بصورت چٹی حرام لی گئی ان میں سے ایک شخص بھی زندہ نہیں ہے یعنی سارا خاندان ختم ہو گیا ہے۔

اب زمین مذکورہ کے حلال ہونے کا کیا طریقہ ہے یا در ہے بیع باطل سے یہ مراد ہے مثلاً زید نے عمرو سے کہا کہ میں اپنی لڑکی کا تجھ سے نکاح کر دوں گا تم مجھے ایک مربع زمین اس کے عوض دے دو چنانچہ عمرو ایک مربع زمین زید کو دیتا ہے پھر ایک عرصہ کے بعد زید اپنی لڑکی کا نکاح عمرو سے کرا دیتا ہے نیز نکاح پڑھنے کے وقت اس لڑکی کا مہر بھی مقرر کیا جاتا ہے نیز یاد رہے کہ چٹی حرام سے یہ مراد ہے کہ زید نے مثلاً اپنی لڑکی کو عمرو کے ساتھ بد فعلی کی حالت میں دیکھا اب عمرو کو عرفاً و رسماً مبلغ دو سو روپے نقد یا چار سو روپے نقد اس حرام کام کی وجہ سے دینے پڑیں گے یا مثلاً دو سو روپے نقد یا چار سو روپے نقد کے حساب سے عمرو کو اس حرام کام کی وجہ سے مال مولیٰ یا زمین دینا پڑے گی نیز یہ دینا اس لئے ہے تاکہ اب ان دونوں کے درمیان لڑائی اور فساد وغیرہ نہ ہو نیز اس کے دینے کے

بغیر ضرور فساد بلکہ خون ریزی کا خطرہ بھی ہے یہاں تک کہ عمرو یہ عوض دیئے بغیر گھر میں بھی نہیں رہ سکتا یعنی عمر کو اپنی جان بچاؤ کی خاطر دینا پڑتا ہے اگر چہ دینے پر راضی نہیں۔

اب خلاصہ سوال دونوں صورتوں میں یعنی (بیع باطل و چنی حرام) یہ ہے کہ زمین بیع باطل سے یا چنی حرام سے لی گئی ہو ان کی پیداوار جائز ہے یا عدم جواز کی صورت میں حلت کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں نیز تبدل ملک ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ہونے سے حلت ہو سکتی ہے یا نہیں نیز جو جانور اس زمین کے دانہ و گھاس وغیرہ کھاتے ہیں کیا ان کا گوشت وغیرہ حلال ہے یا نہیں نیز زید نے جو حرام چنی عمرو سے لی ہے یا بیع باطل سے جو زمین لی ہے اب زید نے اس حرام چنی سے یا اس زمین پر جو مسجد بنائی ہے تو کیا اس مسجد کا منہدم کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں ان مذکورہ صورتوں کا جواب عنایت فرمادیں۔ بینوا تو جبر و اعندر یکم یوم الحساب۔

جواب..... صورت مسئلہ میں جس زمین کو لڑکی کے نکاح کی وجہ سے حاصل کیا گیا ہے وہ رشوت ہے بیع باطل نہیں اور چنی والی زمین بھی غصب ہے جو ناجائز طریق سے مجبور کر کے اس سے چھینی گئی ہے رشوت و غصب وغیرہ کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا مالک معلوم ہو سکے تو اس پر رد کر دی جائے اور اگر مالک معلوم نہیں اور یہ علم اور یقین ہے کہ یہ زمین مخصوص حرام طریقہ سے حاصل کی گئی ہے تو اسے اصل حقدار کی طرف سے صدقہ کر دے اور اس نے جو رقم خریدتے وقت صرف کی ہے اس بائع سے واپس لے جس سے خریدی ہے اگر مل سکے ورنہ صبر کرے نیز تبدل ملک سے چاہے ایک مرتبہ ہو یا کئی مرتبہ حرام میں حلت نہیں آ سکتی۔ شامی ص ۹۸ ج ۵ پر ہے۔ (قوله الحرام ينتقل ای تنتقل حرمتہ وان تداولته الایدی وتبدلت الاملاک ویاتی تمامہ قریباً وتمامہ فی صفحة بعده ای (قوله الحرمة تتعدد الخ) نقل المحمودی عن سیدی عبدالوہاب الشعرانی انه قال فی کتابہ المن من انقله عن بعض الحنفیة من ان الحرام لا یتعدی ذمتین سالت عنه الشہاب بن الشبلی فقال هو محمول علی ما اذالم یعلم بذلك اما للورای المکاس مثلاً یاخذ من احدشیاً من المکس الخ وقال الشامی بعد اسطر والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده علیهم والافان علم عین الحرام لا یحل له وتصدق به بینة صاحبه وان کان مالاً مختلطاً مجتمعاً من الحرام ولا یعلم اربابه ولا شیئاً منه بعینه حل له حکماً والاحسن دیانة التزہ عنه الخ مذکورہ عبارات سے یہ بھی واضح ہے کہ صورت مسئلہ میں جبکہ اصلی عمر و یا اس

کے ورثاء خاندان میں سے کوئی موجود نہ ہو حلت کی کوئی صورت نہیں نکلتی نیز یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جانوروں کی پرورش اگر حرام زمین کی گھاس سے ہے تو خود رو گھاس تو ہر مسلمان کے لئے جائز ہے اور اگر خود رو نہیں تو باوجود حرام ہونے کے ان جانوروں نے آخر اس زمین کے علاوہ بھی کہیں سے دانہ گھاس وغیرہ کھایا ہوگا اس لئے ان کا گوشت حرام نہیں البتہ بہتر ہے کہ ان کے گوشت وغیرہ سے بچا جائے اور نیز حرام ہونے کی بنا پر شفعہ شرعی کا حقدار نہیں ہوگا اور مذکورہ زمین کا وقف صحیح نہیں تو وہ مسجد مسجد نہیں ہوگی کہ احترام واجب ہو تو انہدام جائز ہوگا بلکہ تصدق ہوگا اس کے علاوہ دیگر مغصوبہ زمین کی طرح۔ واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۳۵۳)

مالک زمین کی رضا کے باوجود زمین سے انتفاع کے عدم جواز کی ایک صورت

سوال..... زمین موروثی کا کاشت کار زمین دار سے یہ کہتا ہے کہ اپنی زمین لے لو اور زمین دار کہتا ہے کہ تم موروثی مت چھوڑو کیونکہ اگر تم چھوڑ دو گے تو ہمارا کچھ نفع نہ ہوگا یا تو اس زمین کو تمہارے چچا برتیں گے یا تمہارے بھائی لوگ برتیں گے مجھے نہیں ملے گی۔ بلکہ زمیندار یہ کہتا ہے کہ زمین کی میری طرف سے اجازت ہے تم خود برتو اور کچھ لگان زیادہ کر دو مگر میری طرف سے خوشی سے برتو اور سخت مجبور ہو کر زمیندار نے ایسا کیا ہے اس زمین کا برتنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... چونکہ اس صورت میں یقینی نہیں کہ یہ رضامندی زمیندار کی ہمیشہ رہے گی یا اگر خاص اس کاشت کار کے حق میں رہی تو یہ یقینی نہیں کہ اسکی اولاد ورثہ کے حق میں ہمیشہ رہے گی اسی طرح یہ یقینی نہیں کہ اس زمیندار کے ورثہ کی بھی اسی طرح رضامندی بھی ہوگی۔ پس اگر رضامندی مذکور جو کہ شرط ہے حلت انتفاع کی آئندہ نہ ہوئی اور کاشت کار نے اس وقت زمین کو چھوڑنا نہ چاہا تو ظاہر ہے کہ زمیندار مجبور ہوگا پس اس وقت کی رضامندی کی بنا پر قابض رہنا آئندہ کے ظلم کی بنا ڈالنا ہے اور ظلم جس طرح مباشرتاً حرام ہے اسی طرح تسبیباً بھی (حرام ہے) جبکہ تسبیب مظنون ہو اور یہاں واقعات سے یہ تسبیب یقیناً مظنون ہے اس لئے اس وقت کی رضامندی سے منفع نہ ہونا چاہئے اور گو اس وقت اس کے چھوڑنے سے دوسرے ظالم لے لیں گے مگر اس ظلم کا سبب یہ تو نہ ہوگا اور اسکا قصد تو اپنا تیر یہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۳۶)

میونسپلٹی کی زمینوں پر قبضہ کرنا

سوال..... اگر کوئی شخص سرکاری زمین کو حکومت کی اجازت کے بغیر قریب سے قبضہ کر کے

شارع عام اور بعض مکانون کے راستے روکے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... عام زمینیں جو آج کل میونسپلٹی یا نزول کی زمینیں کہلاتی ہیں یا شارع عام جس کے ساتھ عوام کا استفادہ متعلق ہوتا ہے بغیر اجازت کے اپنے تصرف خاص میں لے آنا اور عوام کو تکلیف اور مضرت پہنچانا جائز نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ص ۸ ص ۱۷۲)

مغصوبہ زمین کو بیچنا اور مسلم و غیر مسلم کا فرق

سوال..... ایک مسلمان نے ایک ہندو کی اراضی کو کاشت کے طور پر قبضے میں کر لیا ہے اور عدالت میں اسکی ملکیت تسلیم کر لی گئی ہے صورت مذکورہ میں یہ مسلمان شخص اس اراضی کو دوسرے مسلمان شخص کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہے ایسی زمین کا خریدنا کیسا ہے؟ اگر شرعاً ایسی زمین کا کسی مسلمان کو خریدنا جائز ہے تو کیا ملک اول کا خبث اس طرح رفع ہو سکتا ہے کہ مسلمان کسی ہندو کو یہ زمین فروخت کر دے اور پھر اس سے مسلمان خریدے۔

جواب..... جس کو واقع کا علم ہے اسے خریدنا جائز ہے کیونکہ (موروثی) قابض در حقیقت مالک نہیں ہو گیا۔ جہاں تک علم قائم رہے گا وہاں تک حکم عدم جواز ہی رہے گا ہاں اگر اصل کو اراضی کر لیا جائے اور وہ بعوض یا بلا عوض قابض کو مالک بنا دے تو پھر قابض اس کو فروخت کر سکتا ہے اور خریدنے والے کو خریدنا بھی جائز ہوگا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۷۰)

کسی کی زمین ناحق غصب کرنا سنگین جرم ہے

سوال..... ایک شخص کے منظور شدہ نقشے میں زمین آگے کی جانب ساڑھے تیس فٹ چوڑی اور پشت کی جانب ساڑھے انتیس فٹ چوڑی اور اس کے پڑوسی کے نقشے میں آگے کی جانب دس فٹ گیارہ انچ اور پشت کی جانب تیرہ فٹ ہے لیکن وہ پڑوسی جس کے نقشے میں پشت کی جانب ساڑھے انتیس فٹ چوڑائی ہے اپنے پڑوسی سے یہ کہہ کر اس کی دیوار گرا دے کہ ”تمہارے مکان کی دیوار بوسیدہ ہے جس کی وجہ سے میرے مکان کی تعمیر میں مزدوروں پر گر جائے گی“ لیکن جب تعمیر کے لئے بنیاد کھودے تو اپنی ساڑھے انتیس فٹ چوڑائی سے بڑھ کر تیس فٹ یا اس سے بھی زیادہ حد میں تعمیر کر لے اور اپنے اس پڑوسی کی زمین کم کر دے جس کی منظور شدہ نقشے میں تیرہ فٹ چوڑائی ہے تو جناب مولانا صاحب! آپ بتائیں کہ کسی کی زمین دبا نا اس کے لئے حلال ہے یا حرام؟ اور دنیا اور آخرت میں ایسے آدمی کو کن کن عذاب سے گزرنا ہوگا؟ اس سلسلے میں کم از کم دو چار حدیثیں بمع حوالے کے جلد تحریر فرما کر شکر یہ کا موقع دیجئے گا پڑوسی بیمار رہنے کے علاوہ مالی حالت میں بھی کمزور ہے اور رشوت

کے زمانے میں انصاف کا ملنا مشکل اس لئے اس نے خاموش ہو کر خدا پر چھوڑ دیا۔

جواب..... کسی کی زمین ظلماً غصب کرنا بڑا ہی سنگین جرم ہے ایک حدیث میں ہے کہ ”جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی ناحق لی اسے قیامت کے دن ساتویں زمین تک زمین میں دھنسیا جائیگا“ ایک اور حدیث میں ہے کہ ”جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلماً لی قیامت کے دن سات زمینوں تک اس کا طوق اسے پہنایا جائیگا“ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۸)

بیمار پڑوسی نے بہت اچھا کیا کہ اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا، یہ ظالم اپنے ظلم کی سزا دنیا اور آخرت میں بھگتے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۶۷)

زمین پر موروثی قبضہ جائز نہیں، زمین خواہ ہندو کی ہو یا مسلمان کی

سوال..... اگر موروثی زمین کی آمدنی کھانا حرام ہے تو پھر گاؤں میں ملازمت کرنا اور گاؤں والوں سے کھانا کھانا بھی حرام ہونا چاہئے کیونکہ ان لوگوں کا گزارا اکثر موروثی زمین کی آمدنی پر ہے ایک عالم سے معلوم ہوا کہ اگر زمین دار ہندو ہے اور لگان کم ہے اور زمین اچھی ہے تو اس آمدنی کا کھانا جائز ہے اگر زمیندار مسلمان ہے اور وہ زمین چھڑانا نہیں چاہتا تو؟

جواب..... موروثی زمین کو مالک کی مرضی سے اپنے قبضے میں رکھنا غصب ہے جو ناجائز ہے اس میں مجھے تو کوئی تفصیل مسلمان یا کافر کی نیز دارالحرب یا دارالاسلام کی سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ دارالحرب میں کافر سے جو معاملات فاسدہ اس کی رضا سے کر لئے جائیں وہ جائز ہو جاتے ہیں غصب اور چوری وغیرہ جنگ نہ ہونے کی حالت میں جائز نہیں۔ حضرت گنگوہیؒ کے فتاویٰ میں بھی یہ تفصیل جو سوال میں مذکور ہے نہیں ملی لہذا اب موروثی زمین سے نفع اٹھانا بغیر اس کے جائز نہیں کہ مالک زمین راضی ہو اور رضا بھی قانون کے جبر سے نہیں بلکہ دل سے راضی ہو پھر خواہ مسلمان کی ہو یا ہندو کی اس صورت میں جائز ہے۔ لیکن اس میں بھی چونکہ اندیشہ ہے کہ آئندہ اس کی اولاد اپنا قبضہ مالک کی مرضی کے خلاف رکھے اس لئے اس کا کوئی ایسا انتظام کر دے جس سے یہ اندیشہ قطع ہو جائے باقی رہا گاؤں میں ملازمت کرنا یا گاؤں والوں کے گھر کا کھانا وہ بلاشبہ درست ہے جب تک پوری تحقیق نہ ہو جائے کہ یہ کھانا جو ہمیں کھلایا ہے یہ حرام مال سے تھا کیونکہ ان کے یہاں عموماً مال حرام و حلال مخلوط ہوتا ہے اور ایسی حالت میں ان کے گھر کا کھانا جائز ہے۔ (امداد المفتیین ص ۸۸۱)

جس شخص کے پاس ہندوستان میں مرہونہ زمین تھی

پاکستان آکر اس کے عوض زمین حاصل کی یہ غصب ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی زید کے پاس ہندوستان میں کسی مسلمان کی زمین رہن تھی پاکستان بننے کے بعد رہن لینے والا زید پاکستان آ گیا ہے اب مستقل الاٹمنٹ کے سلسلہ میں مرہونہ زمین کے بدلہ میں زید کو پاکستان میں زمین الاٹ ہوئی ہے کیا اس اراضی کا حاصل زید کے لئے کھانا یا استعمال کرنا شرع شریف میں حلال ہے یا حرام؟

نوٹ: خدمت عالیہ میں یہ واضح رہے کہ یہ زمین معیادی نہیں تھی بلکہ دوسری صورت میں جب اصل مالک قرضہ بے باک کر دے گا اس وقت زمین اصل مالک کے حوالے کر دی جائے گی۔
جواب..... مرہونہ زمین اگرچہ معیادی نہ ہو تب بھی ایک امانت سمجھی جائے گی اس لئے اس کے بدلہ میں وہ آدمی حکومت سے زمین حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ زمین اس کی مملوکہ نہیں ہاں اگر اس نے صاف ظاہر کر دیا کہ میری زمین جو وہاں ہے وہ میری ذاتی نہیں ہے بلکہ مرہونہ ہے اور پھر حکومت کوئی زمین الاٹ کر دے تو جائز ہے اور اس کی آمدنی اس کے لئے حلال ہوگی اور پہلی صورت میں حلال نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۴۳۹)

متواتر قابض کی ملک سے زمین نکالنا غصب ہے

سوال..... موجودہ زمین داریاں زمیندار کی ملک صحیح ہے یا نہیں؟

۲۔ تینخ زمین داری کا قانون جو کانگریس نے پاس کیا ہے اس کی رو سے برائے نام معاوضہ دے کر زمیندار یوں پر قبضہ کیا جائے گا شرعاً یہ غصب جائز ہے یا نہیں؟
۳۔ جو زمین داریاں موقوف ہیں وہ بھی زمین داری بل سے مستثنیٰ نہیں ہیں یہ صریح ملکیت شرعیہ و دینیہ کا غصب ہے یا نہیں؟

۴۔ مسلمانوں پر اس غصب ملکیت شرعیہ دینیہ کے بچانے کے لئے جدوجہد کرنا اور اجتماعی قوت سے اس مال و عزت کی لوٹ سے بچنے کی تدبیر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟
۵۔ اپنی ملکیت کو بچاتے ہوئے جو مقتول ہو جائے وہ شہید ہے یا نہیں؟

۶۔ اس ابتلاء عام میں ساکت رہنے والا اس لوٹ و غصب کا مؤید اور رضا بالعدوان کا مرتکب ہے یا نہیں؟

جواب..... موجودہ لوگوں کی زمین داریاں بلاشبہ ان لوگوں کی ملکیت صحیحہ ہیں جن کا نام کاغذات سرکاری کے خانہ ملکیت میں درج ہے اور وہ ان میں مالکانہ تصرفات کرتے ہیں خود حکومت وقت نے بھی اول فتح سے آج تک ان کی ملکیت قرار دی ہے اور تمام مالکانہ تصرفات بیع و شراء رہن و ہبہ اور وقف و صدقہ وغیرہ کے اختیارات کو ان لوگوں کے حق میں تسلیم کیا ہے اور بزور قانون خود اس کو نافذ کیا اور کر رہی ہے بہت سے لوگوں نے حکومت سے بڑی بڑی رقمیں دے کر زمینیں خریدی ہیں اور بہت سے مواقع میں حکومت بھی اپنی ضرورت کے وقت ان کی زمین قیمت ادا کر کے خریدتی ہے یہ سب چیزیں ان کی ملکیت کا بین ثبوت ہے یہ مالکانہ قبضہ اور تصرفات بلا تکبر خود سب سے بڑی اور بین دلیل ملک کی ہے جس کے ہوتے ہوئے اصحاب اراضی سے ثبوت ملکیت کے لئے کسی اور بینہ کا مطالبہ کرنا بھی حسب تصریح فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ درست نہیں۔

حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے مصر و شام اور عراق میں جہاں کی زمینوں کے متعلق وقف ہونے کا احتمال غالب ہے وہاں بھی جن اراضیوں کو مالکانہ تصرفات کرتے ہوئے پایا گیا ان کی ملک صحیح قرار دی اور حکام وقت کو اس کی بھی اجازت نہیں دی کہ وہ ان سے شہادت و ثبوت ملکیت کا طلب کریں۔

ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں سلطان مصر ملک ظاہر بیبرس نے ایک مرتبہ یہ ارادہ کیا تھا کہ وہاں کی جو زمینیں لوگوں کے مالکانہ قبضے میں ہیں ان سے بذریعہ شہادت و کاغذات قدیمہ اس کا ثبوت طلب کرے کہ وہ جائز طور سے ان کی ملکیت میں آئی ہیں اور جو ایسا ثبوت نہ پیش کر سکے اس سے لے کر بیت المال کے لئے وقف کر دے اس زمانے کے شیخ الاسلام امام نوویؒ نے سلطان وقت کو اس سے روکا اور یہ بتلایا کہ ایسا کرنا کسی مذہب میں حلال نہیں علماء مذاہب کا اس پر اجتماع و اتفاق ہے اور بار بار حکام وقت کو اس پر متنبہ کیا یہاں تک کہ وہ اس ارادے سے باز رہے۔

حضرات علماء کا یہ اجتماع مصر و شام کی زمینوں کے بارے میں ہے جہاں کی اراضی کے متعلق عام علماء کا قول یہ ہے کہ وہ اوقاف ہیں، املاک نہیں تو جن بلاد کی اراضی عام طور پر املاک ہوں وہاں یہ حکم اور بھی زیادہ قطعی اور ظاہر ہوگا ہندوستان کی زمینیں اس شبہ میں نہیں کہ مختلف اقسام کی ہیں ان میں بعض خود حکومت کی ملک بھی ہیں لیکن عام اراضی وہ ہیں جو حکومت نے کسی کو بطور عطیہ دے دی اس نے حکومت سے قیمت دے کر خریدی یا فتح سے پہلے جو لوگ زمینوں کے مالک و قابض تھے انہی کی ملکیت کو انگریز حکومت نے باقی رکھا اور اراضی ہندوستان کی یہ مختلف صورتیں آج کی نہیں بلکہ ابتداء جب مسلمانوں نے ہندوستان فتح کیا اس وقت سے ہیں کیونکہ یہ بہت

سے خطے ہندوستان کے ایسے ہیں جن کے باشندے بوقت فتح مسلمان ہو گئے یا انہوں نے مصالحت کر کے امن حاصل کر لیا اور ان کی املاک اور اراضی کو برقرار رکھا گیا۔

اور بہت سے مواقع میں ایسا بھی ہوا کہ فتح کرنے کے بعد جب وہاں کے باشندوں نے مسلمانوں کی رعیت میں رہنا قبول کر لیا تو ان کی اراضی ان کو واپس دیدی گئی۔ فاتح سندھ محمد بن قاسم اور ہندوستان کے فاتح محمود بن سبکتگین کی فتوحات میں اس کے شواہد تاریخ کی مستند کتاب کامل ابن اثیر وغیرہ میں بکثرت موجود ہیں پھر بعد میں ہونے والے سلاطین نے جزوی تغیرات کے سوا کوئی نیا قانون جاری نہیں کیا بلکہ املاک سابقہ کو برقرار رکھا۔ غرض یہاں کی عام زمینوں کا ملکیت ہونا ایسا ظاہر اور صاف ہے کہ مالکان اراضی کو اس پر شہادت و بینہ کی تکلیف دینا بھی باجماع مسلمین و باتفاق مذاہب ظلم ہے۔

۲۔ بلاشبہ غصب صریح ہے جس کا کسی سلطان مسلم اور امام و امیر کو حق نہیں غیر مسلم حکومت کو کیسے ہو سکتا ہے اور وہ معاوضہ جس کے قبول کرنے اور زمین دینے کیلئے زمیندار کو بزور حکومت مجبور کیا جائے وہ حقیقت میں نہ معاوضہ ہے اور نہ اس کی بناء پر یہ صورت غصب کی حقیقت سے نکل سکتی ہے۔

۳۔ یہ بھی غصب صریح اور مملوکہ زمین داریوں کے غصب سے بدتر ہے کیونکہ املاک میں تو یہ احتمال بھی ہے کہ کسی وقت ملک اراضی ہو جائے تو قبضہ اس پر صحیح ہو سکے اوقاف نہ کسی کی ملکیت ہیں نہ کسی کی رضا و اجازت سے دوسرے کی ملک بن سکتے ہیں نیز جنگ کے ساتھ تغلب و انقلاب سلطنت کے وقت سلطان فاتح کا استیلاء وقفہ املاک میں رد و بدل پیدا کر سکتا ہے۔ اور مملوکہ زمینیں حکومت کی ملک میں جاسکتی ہیں اوقاف پر کسی کا استیلاء و قبضہ بھی ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتا خواہ استیلاء سلطان مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا۔

۴۔ بے شک مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس لوٹ اور غصب کے خلاف اپنی قدرت بھر جدوجہد کریں کیونکہ اول تو یہ جدوجہد اپنے کو اور دوسرے انسانوں کو ظلم سے بچانے کے لئے ہے جو خود مامور بہ ہے ثانیاً اس لوٹ و غصب کا پس منظر فقط زمینوں کی لوٹ نہیں بلکہ مطلقاً مذہب اور تمام مذہبی شعائر کا ہدم ہے کیونکہ یہ قانون جس نظریے کی ایک قسط ہے وہ سوشلزم کا پہلا نظریہ ہے جس میں کسی چیز پر کسی شخص کی ملکیت باقی نہیں رہتی اگر خدا نخواستہ یہ راستہ کھلا تو کوئی شخص کسی چیز کا مالک نہیں رہتا۔ اور جب مالک نہیں رہا تو عبادات مالیہ زکوٰۃ و صدقات اور حج و اوقاف سرے سے ختم ہو جاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ العلی العظیم: یہی سبب ہے کہ جس ناپاک سرزمین میں اس

نظریے کی ابتداء ہوئی اس میں سب سے پہلے مطلقاً مذہب اور خدا پرستی کے خلاف کھلی جنگ لڑی گئی خدا پرستی اور مذہبیت کو سب سے بڑا جرم قرار دیا گیا اس لئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس قانون کے منسوخ کرانے میں اپنی طاقت و قدرت کے موافق پوری کوشش کریں۔

۵۔ حسب فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ شخص شہید ہے۔

علاوہ ازیں اگر اس قانون کی حقیقت پر غور کر کے دین و مذہب کی حفاظت سے جدوجہد کی جائے تو اس کی شہادت اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔

۶۔ جب تک حق بات کے اظہار پر قدرت ہو سکوت حرام ہے اور اعانت علی المعصیت اور فرمان الہی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان: کیخلاف ہے ہاں عاجز و مضطر کے احکام جدا ہیں۔
(امداد المفتیین ص ۸۷۷)

موروثی زمین میں وراثت نہیں بلکہ یہ غضب اور واجب الرد ہے

سوال..... محمد حسین مرحوم نے تین وارث چھوڑے بیوی دختر، چچا زاد بھائی مرحوم کی اپنی جائیداد کے علاوہ کچھ اراضی موروثی بھی ہے اب سوال یہ ہے کہ موروثی زمین ان ورثہ میں کس طرح تقسیم ہوگی؟
جواب..... (از مولوی اللہ بخش صاحب سندھ) خاص زمین موروثی صرف عصبہ مسمی عمر کو ملے گی زوجہ اور دختر اس جائیداد سے محروم ہونگے کیونکہ یہ حق کاشت کا ہے اور عورتیں اہل کاشت نہیں اہل کاشت صرف مرد ہیں اس لئے وہ عمر عصبہ کو ملنا چاہئے۔

جواب..... (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب) موروثی زمین کے وہ احکام جو فتاویٰ حامد یہ اور شامی سے فتویٰ مذکورہ میں نقل کئے ہیں وہ ایک خاص قسم کی موروثی زمین ہے جس میں اول کاشت کے وقت مالک زمین کاشتکار سے یہ معاہدہ کرتا ہے کہ میں کبھی اس کے قبضے سے اپنی زمین کو نسل بعد نسل نہیں نکالوں گا گویا اس کو پٹہ دوامی لکھ دیتا ہے ایسی زمین کے حق موروثیت کو فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں حق قرار یا مشد مسکۃ کہتے ہیں۔ لیکن ہمارے بلاد میں جو زمین موروثی کہلاتی ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے کہ اس میں مالک زمین سے دوامی حق کا کوئی معاہدہ نہیں ہوتا۔ محض سرکاری قانون بلا مرضی مالکان یہ کر دیا گیا ہے کہ زمین کاشت کار کے قبضے سے نہ نکالی جائے اس پر مشد مسکۃ کے احکام جاری نہیں کئے جاسکتے بلکہ ایسی زمین پر بلا مرضی مالک قبضہ رکھنا ایک قسم کا غضب ناجائز ہے اس میں خود مورث کا ہی کچھ نہیں وارث کو کیا پہنچتا اس میں نہ مورث کے لڑکے کا کوئی حق ہے نہ لڑکی کا یہ زمین تو مالک کو واپس کرنا لازم ہے۔ (امداد المفتیین ص ۹۱۹)

غصب شدہ مکان کے متعلق حوالہ جات

سوال..... آپ نے مسئلہ کا حل مشتہر فرمایا ”غصب کردہ مکان میں نماز“ براہ کرم جواب کا حوالہ فقہ کا ہے یا حدیث شریف کی کتاب کا؟ نام صفحہ مفصل تحریر فرمادیں تاکہ عدالت شرعی کو رجوع کیا جاوے۔
جواب..... اخبار ”جنگ“ یکم مئی ۱۹۸۱ میں جو مسئلہ ”غصب کردہ مکان میں نماز“ کے عنوان سے درج کیا گیا ہے اس کی بنیاد مندرجہ ذیل نکات پر ہے۔

- (۱) عقد اجارہ کی صحت کیلئے آجر اور مستاجر کی رضا مندی شرط ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ج ۴ ص ۴۱۱)
 - (۲) اجارہ مدت مقررہ کے لئے ہو تو اس مدت کی پابندی فریقین کے ذمہ لازم ہے اور اگر مدت متعین نہیں کی گئی بلکہ ”اتنا کرایہ ما ہوا“ کے حصول پر دیا گیا تو یہ اجارہ ایک مہینے کیلئے صحیح ہوگا اور مہینہ پورا ہونے پر فریقین میں سے ہر ایک کو اجارہ ختم کر نیکاح حق ہوگا۔ (فتاویٰ ہندیہ ج ۴ ص ۴۱۶)
 - (۳) کسی شخص کی رضا مندی کے بغیر اس کے مال پر اس طرح مسلط ہو جانا کہ مالک کا قبضہ زائل ہو جائے یا وہ اس پر قابض نہ ہو سکے ”غصب“ کہلاتا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۱۱۹)
- (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۶۶)

شجرہ مغصوبہ کا پھل

سوال..... ایک درخت ایک شخص کا ہے دوسرے نے اس زمین کو اپنی کاشت کاری بنوالیا وہ درخت بھی حکومتی قانون سے کاشتکار کا ہو گیا تو کیا کاشتکار غاصب کو درخت کا پھل وغیرہ کھانا جائز ہو سکتا ہے؟
جواب..... جبکہ وہ زمین اس کاشتکار کی نہیں ہے تو وہ زمین بھی غصب ہے اور درخت بھی غصب ہے دونوں سے انتفاع ناجائز ہے غلط کارروائی سے ملک ثابت نہیں ہوتی (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۷۰)
”اصل مالک کی ملک ہے مالک کو واپس کرنا واجب ہے“ م ع

غصب اور ضمان

بصورت ہلاک مغصوب وجوب ضمان کی تفصیل

سوال..... جب کوئی کسی سے کوئی چیز غصب کرے اور وہ مغصوب چیز غاصب سے گم ہو جائے تو ضمان ادا کرتے وقت کون سی قیمت کا اعتبار ہوگا؟
جواب..... اگر غصب مثلی ہے تو اس کا مثل واجب ہے اگر مثل بازار سے منقطع ہو گیا ہو تو یوم

انقطاع کی قیمت لگائی جائیگی اور اگر مغضوب قیمتی ہے تو یوم غضب کی قیمت واجب ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۷ ص ۳۴۹)

غاصب پر منافع کے ضمان کا حکم

سوال..... کچھ زمینیں اور دکانیں کرائے پر چلتی ہیں کسی شخص نے ان پر غاصبانہ قبضہ کر کے منافع حاصل کیا تو اس پر منافع کا ضمان لازم ہوگا یا نہیں؟

جواب..... اجر مثل لازم ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۶۴)

مغضوبہ زمین کی واپسی کے بعد حاصل کردہ منافع کا حکم

سوال..... زید نے بکر کی زمین غضب کر لی اور اس سے دس سال تک پیداوار حاصل کرتا رہا جس کا ایک مخصوص حصہ مساجد اور دیگر رفاہ عامہ کے کاموں پر خرچ کرتا رہا اور کچھ حصہ پیداوار کا اپنے استعمال میں لاتا رہا کافی کوشش کے بعد بکر نے اپنی غضب کی ہوئی اپنی زمین زید سے واپس لے لی تو کیا بکر زید سے رفاہ عامہ کے کاموں پر خرچ کی ہوئی رقم کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... شرعاً کسی کا مال غضب کرنا اور اس سے انتفاع حاصل کرنا حرام ہے زمانہ غضب میں جو کچھ بھی مغضوبہ سے حاصل ہوا ہو وہ مغضوب عنہ کا حق ہے بنا برائیں بکر اپنی مغضوبہ زمین کی جملہ پیداوار کا مطالبہ کر سکتا ہے اسی طرح مغضوبہ زمین کی بازیابی کے بعد مساجد اور دیگر رفاہ عامہ کے کاموں پر خرچ کی ہوئی رقم کی واپسی کا بھی مطالبہ کر سکتا ہے مگر علاقے کے عرف کے مطابق غاصب کو اجر مزارعت دینا لازم ہوگا۔

رفی الہندیۃ: رسل شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ عن زرع ارض انسان ببذرنفسہ بغیراذن صاحب الارض هل لصاحب الارض ان يطالبه بحصة الارض قال نعم ان جرى العرف في تلك القرية انهم يزرعون الارض بثلث الخارج اوربعه اونصفه اوبشنى مقدر شائع يجب ذلك القدر الذى جرى به العرف (الفتاوى الهندية ج ۵ ص ۱۴۴ الباب العاشر فى زراعة الارض المغصوبه) قال العلامة ابن عابدين رحمه الله: فالحاصل ان من زرع ارض غيره بلاذنه ولو على وجه الغصب فان كانت الارض ملكاً واعدتها ربها للزراعة اعتبر العرف فى الحصة ان كان ثمة عرف والا فان اعددها لايجار فالخارج كله

للزراع وعليه اجر مثلها لربها والافان انتقصت فعليه النقصان والافلاشى ء عليه
(تنقيح الحامدية ج ۲ ص ۱۷۲ كتاب الغصب) ومثله في الفتاوى الكاملية
ص ۲۰۹ كتاب الغصب (فتاوى حقانيه ج ۶ ص ۳۹۵)

حاکم کا کسی چیز کو کسی سے زبردستی لے کر کسی کو بخش دینا

سوال..... اگر اس زمانے میں حاکم وقت کسی کو کوئی شے کسی کی خود غصب کر کے دے دے تو
یہی مغبوبہ بلا رضا مندی مالک کے درست ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب..... اگر ظلماً دلاوے تو حرام ہے اور جو اولاً خود غصب کر لیا حاکم کافر نے اور پھر بعد
میں اپنی ملک سے دوسرے کو دیا تو مباح ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۳۱)

نابالغی میں غصب کے ضمان کا حکم

سوال..... زید بچپن میں لوگوں کے باغ سے بلا اجازت کبھی کبھی میوہ کھا لیتا تھا بچپن میں
اگرچہ مکلف نہ تھا لیکن بعد میں بلوغ باغ کے مالک سے معاف کرا لینا واجب ہے یا نہیں؟ باغ
ایسا تھا کہ اہتمام سے اس کی حفاظت نہیں ہوتی تھی کیونکہ باغ والے کو اس سے کوئی نفع نہ تھا لیکن
جب کبھی کسی کو باغ میں دیکھتا تھا منع کرتا تھا۔

جواب..... صورت مسئلہ میں ضمان تو لازم ہوا مگر بطور خطاب تکلیف کے نہیں بلکہ بطور
خطاب وضعی کے یعنی اتلاف کے وقت اگر اس صبی کی ملک میں کچھ مال ہوتا تو اس میں سے اس
تلف شدہ چیز کا ضمان دینا ولی پر واجب تھا اور اگر ولی نہ دیتا اور اسی حالت میں وہ بالغ ہو جاتا اور وہ
مال بھی جس سے ضمان کا تعلق ہو گیا تھا باقی رہتا تو اس پر بالغ ہونے کے بعد اس ضمان کا ادا کرنا
واجب ہوتا کیونکہ اس مال کے ساتھ غیر کا حق متعلق ہو گیا ہے اور ادا نہ کرنے سے عاصی اور اگر اس
وقت مال نہ تھا یا وہ مال قبل بلوغ کے ہلاک ہو گیا تو اس کے ذمے اس تلف شدہ چیز کا کوئی مواخذہ
نہیں اور قرض میں جو ایک قول عدم ضمان حالاً و مالاً کا ہے اس پر اس کو قیاس نہ کیا جائے کیونکہ
اقراض (قرض دینے) میں مالک کی طرف سے تسلیط پائی گئی تھی اور یہاں نہیں پائی گئی لیکن سائل
کو چاہئے کہ دوسرے علماء سے بھی تحقیق کرے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۴۷)

صورت مسئلہ میں ضامن کون ہے؟

سوال..... زید کی بلا اجازت بکرنے زید کے نام کی وی پی وصول کر لی پھر بکرنے وہ پارسل

زید کی عدم موجودگی میں اس کی جائے قیام پر پہنچا دیا جس کو خالد نے رکھ لیا کچھ دیر بعد ایک شخص نے آ کر خالد سے کہا کہ زید بکر کی دکان میں بیٹھا ہوا ہے اور پارسل منگاتا ہے اس لئے بکر نے مجھے بھیجا ہے خالد نے سمجھا کہ یہ شخص بکر کا ملازم ہے بکر نے زید سے کہا ہوگا کہ میں نے تمہارا پارسل چھڑایا ہے اس لئے زید نے پارسل کھول کر پارسل کی چیزیں بکر کو دکھانے کے لئے منگایا ہوگا لیکن چونکہ خالد بکر کو پہچانتا تھا اس لئے احتیاطاً وہ خود پارسل لے کر اس شخص کے ساتھ ہو گیا پھر کچھ دور کے بعد اس شخص کو دے دیا کچھ دیر دونوں ساتھ رہے مگر جب ازدحام والی سڑک پر پہنچے تو وہ شخص اسی بھیڑ میں نظروں سے غائب ہو گیا خالد نے بکر کی دکان پر پہنچنے کے بعد پوچھا تو معلوم ہوا کہ کوئی پارسل لے کر نہیں آیا تو کیا خالد کو اب اس کا ضمان دینا ہوگا؟

جواب۔ تجار سے تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ وی پی کے ضائع ہونے کی صورت میں عرفا مرسل الیہ سے قیمت کا مطالبہ نہیں کیا جاتا اگر یہ صحیح ہے کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عملہ ڈاک کا بائع کا وکیل ہوتا ہے اور ثبوت بیع کا وصول کے وقت بطور تعاطی کے ہوتا ہے۔

اس مقدمے کے بعد جواب مسئلے کا ظاہر ہے کہ زید نے جب نہ وصول کیا نہ وصول کو جائز رکھا تو یہ بیع زید کے ہاتھ نہیں بلکہ یہ پارسل بکر کے ہاتھ میں مرسل کی امانت رہی جو اس کے پاس سے خالد کے پاس چلی گئی آگے خالد کی بے احتیاطی سے ضائع ہو گئی ہیں پس اصل ضمان اس کا بکر کے ذمے ہے جو کہ قیمت ادا کرنے سے بائع کے پاس پہنچ گیا اب بکر اس ضمان کو خالد سے وصول کرے گا البتہ اگر اس پارسل کی قیمت مع خرچہ کے اس مقام پر وی پی کی رقم سے کم ہو تو یہی مقدار خالد کے ذمے ہوگی اب خالد اس زید کا امین ہوگا اور خالد سے زید ضمان لے گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۵۰)

بلا کرایہ سفر کرنے پر ذمہ سے فارغ ہونے کا طریقہ

سوال..... میں دو تین بار کراچی سے پشاور تک ریل میں بغیر ٹکٹ کے آیا ہوں اس وقت مجھے کوئی خیال نہیں تھا کہ میں یہ کام جائز کر رہا ہوں اب میں چاہتا ہوں کہ اس حق غیر سے کسی طرح اپنا ذمہ فارغ کر سکوں مہربانی فرما کر اس سلسلہ میں میری رہنمائی فرمائیں؟

جواب..... بس یا ریل میں بغیر کرایہ ادا کئے سفر کرنا جائز نہیں کرایہ کے پیسے ادا کرنا واجب ہے اور اگر کبھی بغیر کرایہ کے سفر کیا گیا تو اس کی ادائیگی اور ذمہ سے فارغ ہونے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس ادارے سے اتنی مسافت کا ٹکٹ خرید کر استعمال میں لائے بغیر اسے ضائع کر دیا جائے تو اس سے حق ادا ہو جائے گا جہاں تک آپ کے مسئلہ کا تعلق ہے تو آپ اس طرح کریں کہ

جتنی بار آپ کراچی سے پشاور بغیر کرایہ ادا کئے آئے ہیں اتنی دفعہ کرایہ کا حساب کر کے اتنی مالیت کی ٹکٹ خرید کر اسے ضائع کر دیں اس طرح آپ کا ذمہ فارغ ہو جائے گا۔

لما قال العلامة اشرف علی تھانوی :

جواب..... زید کو یہ دیکھنا چاہئے کہ میرے ذمہ کتنا کرایہ واجب ہے اسی قدر داموں کا ایک ٹکٹ اسی ریلوے کا خرید کر اس ٹکٹ کو ضائع کرے اس سے کام نہ لے حق واجب کمپنی کا ادا ہو جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۴۶ کتاب الغصب) (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۹۶)

ظلماً ٹیکس وصول کرنا

سوال..... علاقہ پونیاں میں راجہ رہتا ہے بطور حاکم فیصلے کا نظم و نسق اس کے ہاتھ میں تھا اور زمین دار لوگ باری باری جا کر اس کی خدمت کرتے تھے تنگ آ کر لوگوں نے کہا کہ خدمت لینا معاف کر دیں ہم آپ کو کچھ مال سالانہ دیں گے اس نے قبول کر لیا اب ہر زمین دار پر غلہ مقرر ہے لوگوں کا خیال ہے کہ جو چیز غلے کی صورت میں راجہ ہم سے وصول کرتا ہے وہ ناجائز ہے کیونکہ ہماری طاقت سے زائد ہے لہذا جو غلہ وہ لیتا ہے وہ حرام ہے اور جو ان سے خریدے گا وہ بھی حرام ہے آیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب..... راجہ کا وہاں کے باشندوں سے غلہ لینا جائز نہیں اور نہ ہی لینے کے بعد وہ مالک ہوتا ہے یہ غلہ مال مغضوب شمار ہوگا جس کا لوٹنا واجب ہے اسکی خرید و فروخت دونوں ناجائز ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۳۴۹)

دوسرے کا مال تلف کرنیکی صورت میں ضمان میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟

سوال..... زید اور خالد کے درمیان جھگڑا ہوا زید کے منہ پر طمانچہ لگ گیا اب خالد اس معاملے کو صدر کے پاس لے کر گیا۔ تو زید نے خالد کی غیر موجودگی میں اس کا سامان توڑ پھوڑ دیا۔ اب خالد زید سے اپنے سامان کا تاوان چاہتا ہے اور نقصان کی فہرست خریدی ہوئی قیمت لگا کر پیش کرتا ہے۔ آیا یہ تاوان لینا جائز ہے یا نہیں اور قیمت کو کسی معتبر ہوگی؟

جواب..... اگر زید نے خالد کی مملوکہ اشیاء پر بلا وجہ معقول تعدی کی ہے اور توڑ پھوڑ دیا ہے تو زید پر تاوان لازم ہوگا۔ اور خالد اس تاوان کو وصول کرنے میں حق بجانب ہے۔

رہا قیمت کا اختلاف تو ان اشیاء کی موجودہ حیثیت میں ان کی بازاری قیمت دلوائی جائے

گی۔ یعنی توڑتے وقت جو موجودہ حیثیت تھی اس کے لحاظ سے بازار میں ان کی جو قیمت لگ سکتی ہے وہ دلوائی جائے گی۔ قیمت کا اندازہ کرنے کیلئے دو مبصر مقرر کئے جائیں۔ انکے اندازے کے مطابق ضمان کی مقدار معین کی جائے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۱۷۴)

پر نالہ بند کرنے کا مسئلہ

سوال..... ایک صاحب کے مکان کے عقب (پچھواڑے) میں میری مملوکہ زمین ہے اب میں اس پر مکان بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں مگر مسئلہ یہ ہے کہ اس شخص کے مکان کا پر نالہ میری زمین کی طرف ہے میں نے اس کو پر نالہ بند کرنے کا کہا تو اس نے انکار کر دیا اور اصلاحی جرگہ میں میرے خلاف شکایت کر دی اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا مجھے شرعاً اس کا پر نالہ بند کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر یہ جگہ واقعی آپ کی ملکیت ہے اور پر نالے کا پانی آپ ہی کی مملوکہ زمین پر گرتا ہو تو آپ کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ آپ اس پر نالہ کو بند کر دیں اور اگر پر نالہ کا پانی گرنے کی جگہ صاحب مکان کی ملکیت ہو تو پھر آپ کو پر نالہ بند کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

لما قال العلامة المرغینانی: ومن اشترى بيتاً في دار ومنزلاً او مسكناً لم يكن له طريق الا ان يشتريه بكل حق هو له المرافقه او بكل قليل وكثير وكذا الشرب والمسيل (الهدايه جلد ۳ ص ۸۸ كتاب البيوع باب الحقوق)

لما قال الشيخ مولانا اشرف علی تھانوی: میل یعنی پر نالہ و بدر و غیرہ نکالنا حقوق ملک سے ہے جو شخص اس جگہ کا مالک ہے اگر ہر طرح تصرف کا حق پہنچتا ہے پس یہ شخص جو حق پر نالہ ہمسایہ کو زائل کرنا چاہتا ہے اگر وہ پر نالہ گرنے کی جگہ اس شخص کی مملوکہ ہے اور اب تک بطور تبرع و احسان و رعایت ہمسایہ کو پانی ڈالنے کی اجازت دے رکھی تھی اور اب زائل کرنا چاہتا ہے اور پر نالہ بند کرنا چاہتا ہے تو یہ جائز ہے اپنی ملک کا اختیار ہے اور اگر یہ جگہ ہمسایہ کی مملوکہ ہے تو اس شخص کو اس کا پر نالہ بند کرنا جائز نہیں کہ یہ غصب ہے۔ امداد الفتاویٰ جلد ۳ ص ۳۳۵ کتاب الغصب (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۹۷)

دوسرے کی زمین سے پانی یا مٹی لینا

سوال..... جو تالاب کہ جنگل میں خود بخود ہو جاتے ہیں ان میں پانی بارش کا جو جمع ہو جاتا ہے وہ بغیر مالک کی اجازت کے کھیت کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور مالک کی اجازت کے بغیر اس کی مٹی لانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... بغیر مالک کی اجازت کے بغیر کھیت کو پانی دینا یا مٹی لانا جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۵۲)

مچھلی پکڑنے والوں سے دریا کے مالک کا مچھلیاں لینا

سوال..... ماہی گیر جو مچھلی دریا سے پکڑتے ہیں مالک دریا ان سے کسی قدر مچھلیاں لے لیتا

ہے کہ ہماری دریا سے پکڑی ہے یہ لینا درست ہے یا نہیں؟

جواب..... مالک دریا کا مالک مچھلیوں کا نہیں ہے اور اسکو لینا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۳۱)

مالک کو اطلاع کئے بغیر ادھق سے برأت کا حکم

سوال..... زید بکر کے ہاں محنت مزدوری کرتا ہے اس دوران اس نے بکر کی ایک قیمتی گھڑی

چرائی زید اب اپنے اس فعل پر نادام ہے اور بکر بھی زندہ ہے لیکن واپس کرنے میں اگر بکر کو پتہ چل

گیا تو زید کو خدشہ ہے کہ وہ میری بے عزتی کرے گا اب زید کو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ بے

عزتی بھی نہ ہو اور آخرت کے مواخذہ سے بچ سکے؟

جواب..... کسی مسلمان کا مال اسکی اجازت کے بغیر لینا یا اسکی چوری کرنا حرام اور ناجائز ہے اور اصل

مالک کو واپس کرنا واجب ہے اس لئے زید کو ہر حال میں گھڑی واپس کر دینی چاہئے اور اگر ظاہر واپس

کرنے میں بے عزتی کا خطرہ ہو تو کسی خفیہ تدبیر سے پہنچادی جائے مالک کو اطلاع دینا ضروری نہیں۔

قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: (قوله ویبراء بردھا) ای ردالعین

المغصوبة الى المغصوب منه (ردالمختار ج ۶ ص ۱۸۲ کتاب الغصب مطلب

فی ردالمغصوب..... الخ) قال العلامة قاضیخان: غصب دراهم انسان من

کیسہ ثم ردھا فی کیسہ وهو لا یعلم یبرأ (فتاویٰ خانہ علی ہامش الہندیہ ج ۶

ص ۱۷۹ جنس آخر فی المتصرفات، ومثله فی مجلة الاحکام لرستم باز المادة

۸۹۲ ص ۴۹۲ (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۹۳)

کتاب الختان

ختنہ کے بعض مسئلے

بلوغ کے بعد ختنہ کرانے کا حکم

سوال..... اگر کوئی لڑکا سن بلوغ کو پہنچ جائے اور سنت نہ ہوئی ہو تو اس کی سنت کرنی چاہئے

یا نہیں؟ چونکہ پر وہ فرض ہے؟

جواب..... اس کی ختنہ کرائی چاہئے کیونکہ ختنہ شعار اسلام اور خصائص اسلام میں سے ہے اور قابلہ اور طبیب اور ختنہ کرنے والے کو بقدر ضرورت نظر کرنا اور دیکھنا جائز ہے۔

(کفایت المفتی ج ۲ ص ۲۹۴) (امداد المفتیین ص ۹۷۰)

☆ نو مسلم کا ختنہ کرا دینا بہتر ہے

سوال۔ ایک بالغ ہندو مسلمان ہو کر ختنہ کرانا چاہتا ہے اس کا ختنہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟
جواب۔ اگر بالغ غیر مسلم ہو جائے تو اس کا ختنہ کرا دینا بہتر ہے کہ اس سے خوف ارتداد نہیں رہتا یا کم ہو جاتا ہے۔ کفایت المفتی ج ۲ ص ۲۹۴۔

غیر مسلم سے ختنہ کرانا

سوال..... غیر مسلم ڈاکٹر (سکھ یا ہندو) سے لڑکے کی ختنہ کرائی جائز ہے یا نہیں؟
جواب..... واقف کار غیر مسلم ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۲ ص ۲۹۶)

عناداً ختنہ نہ کرانے والے کو مجبور کرنا

سوال..... بے ختنہ مسلمان کا نکاح اگر جائز ہے تو غفلتی لوگ ختنہ سے بے پرواہ ہو جائیں گے۔
جواب..... اتفاقی طور پر کوئی مسلمان غیر مختون رہ جائے تو اس کیلئے ختنہ کی اتنی سختی برتنا مناسب نہیں ہاں اگر کوئی عناداً ختنہ نہ کرائے تو اسکو ختنہ کیلئے مجبور کرنے میں مضائقہ نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۲ ص ۲۹۴)

غیر مختون اور اس کی اولاد کے نکاح کا حکم

سوال..... ۱۔ بے ختنہ بالغ مسلمان کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟
۲۔ بے ختنہ بالغ مسلمان کی اولاد سے با ختنہ بالغ مسلمان کی اولاد کا نکاح درست ہے یا نہیں؟
جواب..... ۱۔ بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے۔

۲۔ بے ختنہ مسلمان کی اولاد کا نکاح ختنہ والے مسلمان کی اولاد کیساتھ جائز ہے۔
(کفایت المفتی ج ۲ ص ۲۹۴)

صبی مجنون کا ختنہ سنت ہے یا نہیں

سوال..... ختان صبی مجنون سنت است یا نہ این مسئلہ واقع شدہ اگر بجلدی جواب ارسال

شود نہایت عنایت باشد باید کہ حوالہ کتاب و عبارت کتاب نوشتہ کنید کہ تسلی خاطر ما خوب تر گردد۔
 جواب..... فی الہندیۃ: وللاب ان یختن ولده الصغیر ویحجمہ ویداوبہ
 وکذا وصی الاب ولس لولی الخال والعم ان یفعل ذلک الا ان یکون فی عیالہ
 فان مات فلا ضمان علیہ استحسانا وکذلک ان فعلت الام ذلک کذا فی
 السراج الوہاج (ج ۶ ص ۳۷)

و ذکر الاصولیون ان المجنون کالصبی فی احکامہ
 باپ دادا اور ماں کو صغیر کی ختنہ کرنے کا حق ہے اور جنون عذر مسقط ختان نہیں ہے اگر ختنہ
 کرنا اور مخنون کی حفاظت کرنا دشوار نہ ہو اور اگر جنون کی وجہ سے ختنہ کرنا ہی دشوار ہو یا اس کی
 حفاظت کرنا دشوار ہو تو اس عذر سے ختان ساقط ہو جائے گا اور جواب قواعد سے لکھا گیا ہے جزئیہ
 نہیں ملا۔ واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم (امداد الاحکام ج ۴ ص ۲۵۴)

کیا بے ختنہ آدمی ناپاک رہتا ہے

سوال..... سنا گیا ہے کہ بے ختنہ بالغ مسلمان کی پیشاب کی پاکی نہیں ہوتی اور اس وجہ سے
 اس کی نماز بھی درست نہیں ہوتی۔

جواب..... بے ختنہ مسلمان کے ناپاک رہنے کا شبہ ضرور رہتا ہے لیکن یہ مطلب نہیں کہ وہ پاک
 ہو ہی نہیں سکتا اور یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ غیر مخنون ہمیشہ بے نماز ہی رہتا ہے۔ (کفایت المفتی ج ۲ ص ۲۹۴)

ختنہ نہ کرانے والے سے قطع تعلق کرنا

سوال..... ایک شخص اپنے لڑکوں کی ختنہ نہیں کراتا اور اس بات سے انکار بھی کرتا ہے اور
 اس کے چار لڑکے ہیں ایک کی عمر تیس سال دوسرے کی چھبیس سال تیسرے کی انیس سال چوتھے
 کی تیرہ سال ہے مگر اس نے کسی کی ختنہ نہیں کرائی کیا لوگ اس سے قطع کر سکتے ہیں؟

جواب..... ختنہ سنت ہے مگر مسلمانوں کے لئے اسلامی شعار ہے یہ شخص کسی وجہ سے ختنہ
 نہیں کراتا چار بچوں کا ختنہ نہ کرانا بظاہر کسی عذر پر مبنی نہیں ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں
 کے لئے مجبور کریں اور نہ مانے تو اس کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ سمجھائیں یہاں تک کہ وہ
 اپنی ضد سے باز آجائیں اگر مناسب حد تک اس کے ساتھ سختی بھی کی جائے تو مضائقہ نہیں سختی سے
 صرف یہ مراد ہے کہ مسلمان اس کو اپنی تقریبات شادی وغنی میں شرکت کی دعوت نہ دیں اس کے
 یہاں تقریبات میں شریک نہ ہوں۔ (کفایت المفتی ج ۲ ص ۲۹۶)

ختنہ کرنے سے اگر حشفہ کی کھال پوری نہ اترے تو دوبارہ ختنہ ضروری ہے یا نہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکے کا ختنہ کیا گیا لیکن پوری سپاری تک چمڑا نہیں کاٹا گیا نصف تک تخمیناً حشفہ ظاہر ہوتا ہے تو اس میں دوبارہ ختنہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب..... قال فی العالمگیریۃ: غلام ختن فلم تقطع الجلدۃ کلہا فان قطع اکثر من النصف یکون ختنا وان کان نصفاً او دونہ فلا کذا فی خزائنه المفتین اختن الصبی ثم طال جلدتہ ان صار بحال بستر حشفته یقطع والا فلا کذا فی المحيط (ج ۶، ص ۲۳۷)
صورت مسئلہ میں یہ دیکھا جاوے کہ جتنی کھال ختنہ میں قطع کی جاتی ہے وہ نصف سے زائد قطع ہو چکی ہے یا نہیں اگر نصف سے زائد قطع ہو چکی ہے تو دوبارہ ختنہ کی ضرورت نہیں لان الحشفۃ غیر مستورۃ بل الظاہرۃ کما فی السؤال اور اگر نصف سے کم یا نصف کھال قطع ہوئی ہے تو دوبارہ ختنہ کی ضرورت ہے بشرطیکہ بچہ کو زیادہ تکلیف ناقابل برداشت نہ ہو اگر اس تھوڑی سی کھال کے کھینچنے اور دراز کرنے میں تکلیف زائد ہو جو ناقابل برداشت ہو تو بچہ کو ایسی تکلیف دینے کی ضرورت نہیں بلکہ معتبر دیندار حجاموں کو دکھایا جائے اگر وہ یہ کہیں کہ اس کی ختنہ دوبارہ دشوار ہے اور تکلیف سخت ہوگی تو اس کی دوبارہ ختنہ نہ کی جاوے۔

قال فی العالمگیریۃ: وفي صلاة النوازل الصبی اذا لم یختن ولا یمکن ان یمد جلدتہ لیقطع الابشید وحشفته ظاہرۃ اذا رآہ انسان یراہ کانه اختن ینظر الیہ الثقات واهل البصر من الحجامین فان قالوا هو علی خلاف ما یمکن الاختتان فانه لا یشد دعلیہ ویترک کذا فی الذخیرۃ (ج ۶، ص ۲۳۷) (امداد الاحکام ج ۴ ص ۲۵۳)

ختنہ کی دعوت میں شریک ہونا

سوال..... میرا نواسہ ہے اس کی ختنہ ہو گئی ہے اسکے دادا کہتے ہیں کہ میں اس کا کھانا کروں گا اس میں اگر مجھے بلایا جائے تو میں شریک ہو جاؤں یا نہیں؟

جواب..... ختنے کی تقریب میں شریک ہونا اور کھانے میں شریک ہونا فی حد ذاتہ جائز ہے بشرطیکہ ریاء و شہرت کیلئے یہ کام نہ ہو اور قرض لیکر یہ کام نہ کیا جائے اور کوئی کام ناجائز مثلاً گانا بجانا نہ ہو۔
(کفایت السننی ج ۲ ص ۲۹۵)

عورتوں کی ختنہ کا کیا حکم ہے؟

سوال..... زید کہتا ہے کہ عورتوں کی ختنہ ہونا چاہئے شرع شریف میں کیا حکم ہے؟

جواب..... عورتوں کا ختنہ جس کو عربی میں خفاض کہتے ہیں عرب میں اس کا رواج تھا اور ایک حدیث میں اس کا ذکر آیا ہے کہ ایک عورت سے جو عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس میں مبالغہ نہ کیا کرو بلکہ بہت تھوڑی سی مقدار قطع کیا کرو کہ اس میں مرد اور عورت دونوں کا فائدہ ہے عورتوں کے ختنے کو بعض فقہاء نے سنت اور بعض نے مکرمات یعنی ایک اچھی اور شرافت کی بات بتایا ہے لیکن یہ سنت مؤکدہ اور ضروری نہیں اگر کیا جائے تو اچھا ہے نہ کیا جائے تو کوئی شرعی الزام اور مواخذہ نہیں بخلاف لڑکوں کے ختنے کے کہ وہ سنت مؤکدہ ہے۔ (کفایت المفتی ج ۲ ص ۲۹۳)

ختنہ میں دعوت نہ کرنے سے مقاطعہ کرنا

سوال..... اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کے ختنہ میں کسی کو دعوت نہ دے نہ کھانا کھلائے تو کیا حکم ہے؟ ایک شخص نے ایسا کیا تو لوگوں نے اس کا بایکاٹ کر دیا پھر اس نے قربانی کی تو گوشت لینے سے انکار کر دیا اور دوسرے لوگوں کو بھی روکا کیونکہ ختنہ کی تقریب میں دعوت نہ کی تھی۔

جواب..... ختنہ کی تقریب میں دعوت دینا لازم نہیں ہے اگر کسی کو وسعت ہو اور وہ اپنی خوشی سے دعوت دیدے تو اسے اختیار ہے لیکن لوگوں کو اس سے زبردستی دعوت لینے کا کوئی حق نہیں ہے اور دعوت نہ دینے کی وجہ سے اس کا بایکاٹ کرنا اور قربانی کا گوشت نہ لینا اور دوسرے کو بھی لینے سے باز رکھنا یہ سب ناجائز باتیں ہیں یہ لوگ شریعت سے ناواقف ہیں انکو نرمی سے واقف کرانا چاہئے۔ (کفایت المفتی ج ۲ ص ۲۹۳)

احکام المزارعة والمساقاة

بٹائی اور سچائی

کتاب المزارعت

(مزارعت کے احکام و مسائل)

مزارعت کی چند صورتیں

سوال..... ہمارے معاشرہ میں علاقائی سطح پر مزارعت کی مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں بعض علاقوں میں مالک زمین کو تخم کھیتی باڑی یا دوسرے اخراجات کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے کیا شرعی نقطہ نظر سے مالک زمین پر یہ ذمہ داری عائد کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... مزارعت کا معاملہ ظاہر الروایۃ کی رو سے تین صورتوں میں جائز ہے۔

(۱) زمین اور تخم ایک طرف سے ہو اور بیل و عمل (مخت) دوسری طرف ہے۔

(۲) زمین ایک طرف سے اور عمل و گائے و تخم دوسری طرف سے۔

(۳) زمین، بیل اور تخم ایک طرف سے اور عمل (مخت) دوسری طرف سے۔

ان جملہ تین صورتوں میں مزارعت کا معاملہ شرعاً جائز ہے۔

لما قال العلامة ابو الحسن احمد بن محمد البغدادی القدوری : اذا كانت

الارض والبذر لواحد والعمل والبقر لواحد جازت المزارعة وان كانت الارض

لواحد والعمل والبقر والبذر لآخر جازت المزارعة وان كانت الارض والبذر

والبقر لواحد والعمل لآخر جازت (مختصر القدوری ص ۲۰۸ کتاب المزارعت)

قال العلامة علاؤ الدین الحصکفی رحمہ اللہ: (وکذا) صحت ولو كان

الارض والبذر لمزيد والبقر والعمل للآخر) والارض له والباقي للآخر (او العمل له

والباقي للآخر) فهذه الثلاثة جائزة (الدر المختار علی صدر رد المحتار ج ۶ ص ۲۷۸ کتاب المزارعة)

ومثله فی الہدایۃ ج ۳ ص ۲۲۳ کتاب المزارعة (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۳۳۱)

مزارعت اور مساقات کی تعریف اور ہردو کی شرطیں

سوال..... مزارعت اور مساقات کی تعریف اور ہردو کی قیود و شرائط بھی تحریر ہوں؟

جواب..... مزارعت کے لغوی معنی باہم کھیتی کرنا اور شرعاً کھیتی کی پیداوار کے ذریعہ معاملہ

کرنا فی التنویر و شرحہ (ہی) لغة مفاعلة من الزرع و شرعاً (عقد علی الزرع ببعض الخارج) اور مزارعت کے صحیح ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں۔

۱۔ زمین کا کاشت کی صلاحیت رکھنا ۲۔ باہم معاملہ کرنے والوں کا اہل ہونا ۳۔ مدت کا ذکر کر دینا ۴۔ بیج کے مالک کا ذکر کر دینا ۵۔ بیج کی جنس کا ذکر کر دینا ۶۔ عامل کے حصہ کا ذکر کر دینا ۷۔ اور زمین اور عامل کے درمیان خالی کرنے کی شرط لگانا ۸۔ پیداوار میں شرکت کی شرط کرنا ان شروط کا تنویر اور اس کی شرح میں ذکر کیا ہے۔ ونصہ (تصح بشروط) ثمانية (صلاحية الارض للزرع و اهلية العاقدین و ذکر المدة) (و ذکر رب البذر) (و ذکر جنسه) (و ذکر قسط) العامل (الآخر) (و بشرط التخلية بين الارض و العامل) (و بشرط الشراكة فی الخارج ج ۵ ص ۱۷۵)

اور مساقات کے معنی درخت دینے کا معاملہ کرنا ایسے آدمی کے ساتھ جو اس کی اصلاح کرتا رہے اور اس کا حصہ بھی متعین کر دیا جائے اور جو شرطیں مزارعت میں بیان ہوئیں وہی اس میں بھی ملحوظ رہیں البتہ چار چیزیں یہاں ضروری نہیں۔

۱۔ جب عاقدین میں سے کوئی ایک منع کرے تو اس کو مجبور کیا جائے گا۔

۲۔ جب مدت پوری ہو جائے تو بغیر اجر کے چھوڑ دیا جائے گا۔

۳۔ اور اگر کھجور میں کسی دوسرے کا حق ثابت ہو جائے تو عامل اجر مثل کا مستحق ہوگا۔

۴۔ مدت کا بیان ہونا مساقات میں شرط نہیں ہے۔ (منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ)

مزارعت کی دو صورتوں کا حکم

سوال..... ۱۔ عمر نے زید کو کچھ اراضی اس شرط پر دی کہ جو اس کی پیداوار ہوگی نصف میری

ہوگی نصف تیری اور اس کے علاوہ کچھ اراضی اس شرط پر دی کہ جو اس کی پیداوار ہوگی وہ تمام میں

لوں گایہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... نصف نصف کی شرط جائز ہے اور یہ شرط کہ جو اس کی پیداوار ہوگی وہ تمام میں

لوں گا یہ معاملہ صحیح نہیں آخر زید جو کاشت کرے گا وہ کس لئے یا اس کو پیداوار میں سے کچھ ملنا چاہئے یا اس کو عمل کاشت کی اجرت دی جائے۔ البتہ اگر زید اپنی زمین کے ساتھ اس کی زمین بھی کاشت کر دے اور اس پر احسان کرے تو اس میں مضائقہ نہیں لیکن اس پر کوئی جبر نہیں کیا جاسکتا۔

کیا مزارعت کی مندرجہ ذیل صورتیں جائز ہیں

سوال..... اس مسئلہ کے متعلق علمائے دین کیا فرماتے ہیں۔

- (۱) زمین کاشت کیلئے مزارع کو مٹے پر دینا جائز ہے یا کہ محصول پر پوری تفصیل سے آگاہ کر دیجئے۔
- (۲) ہمارے علاقہ میں ایک قلعہ کا مٹہ ۲ من یا ڈھائی من مالک کو ڈھیری پر دیا جاتا ہے جائز ہے یا ناجائز۔
- (۳) یا ایک چاہ کی زمین کاشت کے واسطے مزارع کو مٹہ پر دے دی جس کا مٹہ مثلاً ۳۰ من مقرر ہو تو باقی ہر ایک فصل مزارع اپنی مرضی سے کاشت کر سکتا ہے اس میں مالک زمین کا کوئی حق نہیں ہوتا تو وہ صرف تیس من گندم کا حقدار ہوتا ہے کیا یہ شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔

جواب..... (۱) دونوں طرح جائز ہے لیکن طریقہ مزارعت کا یہ ہو کہ جو پیداوار ہو اس میں نصف یا ثلث مثلاً مالک کو ملے اور باقی مزارع کو گویا مالک اور مزارع کے حصص متعین ہوں۔

(۲) اس طرح جائز نہیں کہ مالک کو ۲ من مثلاً دیئے جائیں اور باقی مزارع کے اس طرح تو ممکن ہے کہ فصل خراب ہو اور صرف دو من کی پیداوار ہو تو مزارع کو کیا ملا۔

(۳) نیز نمبر ۳ بھی جائز نہیں جواز کیلئے ضروری ہے کہ ایک ایک دانہ میں دونوں اپنے اپنے حصص کے مطابق شریک ہوں کوئی خاص فتویٰ ایک کیلئے مقرر نہ ہو۔ واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۰۴)

سوال..... ۲۔ عمر نے زید کو اراضی سالانہ روپیہ مقرر کر کے کاشت پر دی مگر وقت مقررہ پر زید نے روپیہ ادا نہیں کیا یا تو زید نے اپنی ضروریات میں صرف کر لیا یا فصل کی کمی ہو گئی اور موجودہ جو قانون ہیں اسکے ماتحت عمر روپیہ وصول نہیں کر سکتا۔ فرمائیے کہ زید روپیہ ادا کرے کہ نہیں؟ کیا حکم ہے؟

جواب..... زید کے ذمے شرعاً روپیہ ادا کرنا واجب ہے لیکن جس صورت میں کہ فصل کم ہوئی اگر اصل روپیہ کا مستحق کچھ روپے میں تخفیف کر دے تو یہ مروت کی بات ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۳۱۵)

بٹائی پر درخت لگوانا

سوال..... زمیندار نے اپنی زمین کاشت کاری کیلئے کسان کو دیدی اس زمین میں کچھ درخت زمین دار لگوانا چاہتا ہے اگر چوتھا یا پانچواں حصہ درختوں اور پھلوں کا مقرر کر دیا جائے تو یہ صورت درست ہے یا نہیں؟

جواب..... درست ہے اگر کوئی مدت متعین کر دے ورنہ درست نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۲)

زمین اور درخت وغیرہ بٹائی پر دینا جائز ہے

سوال..... قابضان اراضی جو کھیت کو خود جوت کر اور تخم ریزی کر کے کسی غیر شخص کو رکھوال اور حفاظت کے لئے دیتے ہیں اور حفاظت کنندہ کو بہ حساب پیداوار کچھ حصہ طے کر دیتے ہیں اور درختوں میں ایسی شکل کا کیا حکم ہے؟

جواب..... صورت مذکورہ اراضی زراعت اور درختوں میں جائز ہے بشرطیکہ کھیتی پکنے اور پھل کی بڑھوتری بند ہونے سے پہلے پہلے معاملہ کر لیا جائے اس کے بعد معاملہ مذکور درست نہ ہوگا۔ (امداد المفتیین ج ۳ ص ۵۲۰)

پھلوں کے باغ کو خاص رقم پر مزارع کو دینا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ

(۱) کہ ایک شخص نے اپنا باغیچہ حصہ پر دے دیا اپنے مزارع کو یا کسی شخص کو یعنی چوتھائی وغیرہ پر اور اس نے یہ بات طے کر لی کہ جب پھل پک جائے گا اس وقت باغیچہ فروخت کریں گے اتنے تک اس باغیچہ کی دیکھ بھال اور رکھوالی میرے ذمہ ہے جس وقت باغیچہ فروخت ہو جائے گا تو کل رقم کا ایک حصہ تجھے اور دو حصے میں لوں گا ایسا کرنا درست ہے۔

(۲) ایک شخص نے اپنی زمین کا مٹھ کر لیا مثلاً دس بیگھے زمین ہے جب گندم پک کر تیار ہو جائے تو اس میں سے بیس من گندم میری باقی مزارع کی ہوگی کہ یہ مزارعت جائز ہے۔

جواب..... (۱) اس طرح معاملہ کرنا کہ میوہ میں اتنا حصہ تمہارا اتنا میرا یہ جائز ہے پک جانے کے بعد خود فروخت کریں یا جو کچھ دونوں کی مرضی ہے۔

(۲) یہ مزارعت ناجائز ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۱۳)

زمیندار کاشت کاروں کے درختوں کا مستحق نہیں ہے

سوال..... جو درخت کہ کاشتکار لگاتے ہیں ان کے لاپتہ ہو جانے یا مر جانے پر زمین دار کو کوئی حق مثلاً قبضہ کرنے اور پھل وغیرہ بیچنے کا حاصل ہے یا نہیں؟

جواب..... چونکہ درخت کا مالک وہ شخص ہے جو اس کو لگائے لہذا ایسے درخت زمیندار کی ملک نہ ہوں گے البتہ زمین دار کو یہ اختیار ہر وقت حاصل ہے کہ کاشت کار کو مجبور کرے کہ زمین

ہماری خالی کروا کر وہ نہ مانے یہ اکھاڑ کر پھینک سکتا ہے اگر لگانے والا مر جائے اس کے وارث مالک ہوں گے اور اگر کوئی وارث بھی نہ ہو یا وہ خود بے نشان ہو جائے تو پہلی صورت میں وہ مساکین کا حق ہے اس کو یا پھل کو جب فروخت کریں گے دام مساکین کو دینے ہوں گے اور اگر زمین دار خود کھائے گا تو بھی اس کے دام لگا کر خیرات کرنا ضروری ہوگا۔

اور دوسری صورت میں یعنی جب بے نشان ہو جائے اسکو نوے سال کی عمر تک کا انتظار کر کے جب کہیں گے کہ وہ مر گیا اگر اسکے وارث ہوں تو ان کا حق ہے ورنہ پھر مساکین کا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۰)

سوال متعلقہ جواب بالا:

سوال..... ۱۔ کاشتکار جو باغ لگاتے ہیں اس کی صورت یوں ہے کہ انہوں نے زمیندار سے یہ کہہ کر زمین حاصل کی آپ کوئی زمین بتا دیجئے جس پر میں چار درخت لگا دوں جس کا مطلب رواجاً یہ ہے کہ درخت لگانے والا اپنی زندگی تک اس کا پھل کھائے گا۔ اس کے مرنے یا لاپتہ ہونے پر زمین دار کو اس پر قبضے کا حق حاصل ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب..... زیادہ سے زیادہ اس کا حاصل یہ ہوگا کہ ایک مستقبل میں واقع ہونے والے امر پر زمیندار کے مالک ہونے کو معلق کیا ہے۔ سوتملیکات میں اس تعلیق کی صلاحیت نہیں ہوتی قمار کی حقیقت شرعاً یہی ہے البتہ اگر کاشت کار تصریح و وصیت کر دے کہ جب میں مر جاؤں یہ درخت زمیندار کے ہیں تو وصیت ہو جائے گی اور جس قدر احکام وصیت کے ہیں سب جاری ہوں گے مثلاً ہر وقت کاشت کار کو اس وصیت کے واپس لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور مثلاً اس زمیندار کے اول مر جانے سے یہ وصیت باطل ہو جائے گی اور مثلاً ثلث ترکہ سے زائد میں جاری نہ ہوگی۔ اور مثلاً یہ تبرع محض ہے اس میں جبر یا شرط لگانا درست نہ ہوگا اور مفقود کا حکم اس کی نوے سال کی عمر ہونے سے پہلے احیا کا ہے اس کا مال امانت رہیگا اور اس مدت کے بعد وہ میت ہے اس وقت وصیت کے احکام مذکورہ ملحوظ ہوں گے۔

سوال..... ۲۔ اگر زمیندار لگائے ہوئے درخت پر بجبر قبضہ کر لے تو یہ گوارا ہو سکتا ہے بمقابلہ اس جبر کے کہ دس بارہ برس تک جن درختوں کو کاشتکار نے نہایت جانفشانی سے پرورش کیا ہے اس سے زمین خالی کرالی جائے اگرچہ کاشت کار کو دبانے کا یہ جائز طریق ہو لیکن کیا اس کی نقصان رسانی کی منشا کے ساتھ بضرورت ہی ایسا کرنا جائز ہوگا؟

جواب..... جب زمین کا خالی کر لینا جائز ہے واقع میں یہ جبر ہی نہیں اگر کاشت کار اس کو جبرنا گوارا سمجھے اس کا کوئی اعتبار نہیں اور بجبر قبضہ کر لینا چونکہ ناجائز ہے اجازت تو اس لئے نہیں رہا

کاشت کار کا اس کو گوارا کر لینا یہ دلیل طیب خاطر کی نہیں کیونکہ حقیقتاً اس کو گوارا نہیں بلکہ واقع میں ناگواری ہے لیکن دوسری ناگواری سے یہ ناگواری کم ہے جب ناگواری ثابت ہے اس لئے ناگواری کو علت اجازت قرار نہیں دے سکتے البتہ اگر سچ مچ گوارا ہے تو صاف لفظوں میں کہہ دے کہ ”میں آپ کو بہ خوشی ہبہ کرتا ہوں“ بشرطیکہ قرائن سے معلوم بھی ہو جائے کہ واقع میں طیب خاطر ہے۔

اور یہ عبارت لیکن کیا اس کی الی قولہ یا نہیں؟ سمجھ میں نہیں آتا شاید یہ مطلب ہو کہ گویہ طریق جائز ہے لیکن اگر نیت نقصان رسانی کی ہے تب بھی جائز ہے یا نہیں؟ اگر یہ مطلب ہے تو جواب یہ ہے کہ طریق مروت کے خلاف ہوگا۔ مگر گناہ بالکل نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۰)

موروثی اور دخیل کاری کی آمدنی کا حکم

سوال..... موروثی کاشت دخیل کاری کی آمدنی کے تصرفات کی بابت علمائے دین کا کیا حکم؟ چونکہ موروثی کا ثلث و قسم کی ہوتی ہے۔ اول قانون موروثی جدید دوم موروثی سابقہ جو زمانہ بندوبست سرکاری سے چلی آتی ہے۔

جواب..... موروثی زمین سے جو آمدنی کاشت کاروں کو حاصل ہے اس سے جتنا اس نے خرچ کاشت میں کیا ہے۔ اتنا تو رکھنا جائز ہے باقی رکھنا جائز نہیں یہ آمدنی کا حکم ہے اور زمین کا حکم یہ ہے کہ آئندہ کیلئے اس کو چھوڑ دے ورنہ ظلم اور گناہ اور غصب میں مبتلا رہیگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۳۱۶)

موروثی کاشتکار کی ایک خاص صورت کا حکم

سوال..... زید ایک زمین پر انگریزی قانون کی رو سے قابض و دخیل ہے (جسکو عرفاً قدیم قانون انگریزی کے اعتبار سے موروثی کاشتکار و جدید قانون کے لحاظ سے حین حیاتی و دخیل کار کہا جاتا ہے) اس نے ایسی زمین خالد کے یہاں رہن رکھی خالد نے بکر سے جو اس زمین کا زمیندار و مالک ہے زبانی خود جو تنے بونے کا معاملہ کر لیا اب راہن جب مرتہن کو زر رہن ادا کریگا اس وقت وہ زمین راہن کو ملے گی ورنہ اس مدت تک مرتہن اس زمین سے انتفاع حاصل کرتا رہیگا پس صورت مسئلہ میں شرعاً کوئی حرج بھی ہے یا نہیں ہے۔

جواب..... جب مرتہن نے اصل مالک زمین سے اس زمین کی کاشت کی اجازت لے لی ہے اور اس کو اس کی رضا کے موافق لگان ادا کرتا ہے تو مرتہن کو بس زمین کی کاشت جائز ہے اور پیداوار حلال ہے اور اس کو انتفاع بالمرہون میں داخل نہ کہا جاوے گا کیونکہ دخیل کار کا اس کو رہن کرنا صحیح نہ تھا لکونہ قابضاً علی ارض المالك قبضاً حراماً اه واللہ تعالیٰ اعلم

(امداد الاحکام ج ۴ ص ۱۸۲)

مالک زمین کا مزارع سے ٹیکس کا ٹنا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب جائیداد اپنی زمین کاشت کیلئے مزارعین کو اس شرط پر دیتا ہے کہ حاصل زمین نصف نصف ہوگا اور ٹھیکہ بھی نصف نصف ہوگا اور یہ بھی شرط لگاتا ہے جو مزارع کا نصف ٹھیکہ آتا ہے اس کے ہر روپیہ پر دس آنے بھی مالک زمین کو ادا کرے وہ مالک زمین ہر روپیہ پر دس آنے اس لئے وصول کرتا ہے کہ حکومت کو زرعی ٹیکس ادا کرے حالانکہ زرعی ٹیکس صرف مالک زمین کے ذمہ ہوتا ہے اور زراعت کا تخم وغیرہ جو زمین میں ڈالا جاتا ہے وہ بھی مزارع کے ذمہ ہوتا ہے۔ اور مزارع ان شرائط کو منظور کرتا ہے کیا ان شرائط میں کوئی شرعی نقص تو نہیں اگر ہے تو کسی قسم کا آیا درجہ حرمت پر یا درجہ کراہت پر ہے یا کوئی حرج نہیں ہے یا صرف مروت کے خلاف ہے۔

جواب..... صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ یہ عقد شرعاً فاسد ہے مالک زمین کے لئے مزارع سے نصف ٹھیکہ اور اس کے نصف ٹھیکہ کے ہر روپے پر دس آنے مزید وصول کرنا جائز نہیں شرعاً اس عقد مزارعت کو فسخ کرنا لازم ہے مالک زمین کو چاہئے کہ پیداوار میں حصہ زائد لے لے بجائے نصف کے ۲/۳ یا ۳/۵ یا ۴/۷ لے لیکن زرعی ٹیکس اور مالیہ ٹیکس خود ادا کرے مزارع پر کوئی شرط اس قسم کی نہ لگائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۱۱)

گھاس پھونس کے نصف پر معاملہ کرنا

سوال..... نیرہ اور پھونس اور کڑب کا (ان سے مراد مویشیوں کا چارہ ہے) ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ زمین دار اگر کسان کو آدھا بیج دے تو نصف غلہ اور نصف پھونس لے اگر زمین دار تخم نہ دے تو پھونس کا حصہ کسان نہیں دیتا۔

جواب..... جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۳)

مسئلہ بالا پر اشکال کا جواب:

سوال..... بدائع ج ۶ ص ۱۸۰ پر ہے۔ منها ان يشترط في عقد المزارعة ان يكون بعض من قبل احدهما والبعض من قبل الاخر وهذا لا يجوز لان كل واحد منهما يصير مستاجراً صاحبه في قدر بذره فيجتمع استيجار الارض والعمل من جانب واحد وانه مفسد الخ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بیج میں شرکت کرنا جائز نہیں آپ کے جواب اور اس عبارت میں تطبیق کیا ہے؟

جواب..... النور اور بدائع کو دیکھا آپ کی دونوں نقلیں صحیح ہیں واقعی مجھ سے جواب میں غلطی ہوئی اس سے رجوع کرتا ہوں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۲)

کچا پھل حصے پر دینا

سوال..... اگر باغ کا پھل غیر پختہ اس طرح دیا جائے کہ اس کی پرورش تیرے ذمے ہے جو پیداوار ہوگی نصف نصف کی جائے گی یہ کیسا ہے؟

جواب..... جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۲)

شرکت مزارعت کی چند صورتیں

سوال..... زید نے بکر کو ایک بیل کاشت کاری کے لئے خرید کر دیا اور اپنی ہی ملک رکھا اور شرائط یہ قرار پائیں کہ بیل کی خوراک اور نصف لگان زید کے ذمے ہوگا باقی اخراجات بکر کے ذمے ہوں گے مثلاً کھیتی کا ٹنا، بیل چلانا بیل کی خدمت کرنا وغیرہ اور آمدنی غلہ وغیرہ آدھا آدھا ہوگا یہ معاملہ درست ہے یا نہیں؟ اور درست معاملہ کی کیا صورت ہے؟

جواب..... یہ بات رہ گئی کہ زمین کس کی ہے اب میں قاعدہ کلیہ بتلائے دیتا ہوں کہ اگر زمین تیسرے شخص کی ہو تب تو یہ شرکت ہے اور اس صورت میں ہر چیز دونوں کی ہونی چاہئے اور اگر زمین کسی ایک کی ہے تو صرف تین صورتیں اتفاقاً اور ایک صورت اختلافاً جائز ہے باقی ناجائز۔
۱۔ زمین اور تخم ایک کا ہو اور بیل اور عمل ایک کا ہو۔ ۲۔ زمین ایک کی اور عمل اور بیل اور تخم ایک کا۔ ۳۔ زمین اور تخم اور بیل ایک کا اور عمل ایک کا۔ ۴۔ زمین اور بیل ایک کا اور تخم اور عمل ایک کا اس میں اختلاف ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۸)

کسان (مزارعہ) کا مالک زمین کی اجازت کے بغیر فصل سے کچھ لینا

سوال..... مالک زمین کی اجازت کے بغیر کسان فصل سے کوئی چیز لے سکتا ہے یا نہیں؟ ایسا ہی بعض چیزیں بوقت ضرورت گھر لے جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... مزارعت سے مراد اگر بٹائی کا نظام (مزارعت بالنصف وغیرہ) ہو تو مالک زمین کا شکار کے ساتھ شریک ہے اور شراکت میں بغیر اجازت شریک کے کوئی چیز بھی اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے تاہم کسی معمولی چیز (جس کی عرف میں اجازت ہو) استعمال کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں اور اگر مزارعت سے مراد اجارہ ہو تو تمام آمدنی کسان کی ہوتی ہے اس لئے مالک

زمین سے کسی اجازت کی ضرورت نہیں۔

لما رواه الامام على بن عمر الدارقطني: عن عمرو بن يثربى قال شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حجة الوداع بمنى فسمعتة يقول لا يحل لامرء من مال اخيه شئى الا ما طابت به نفسه. انتهى (سنن الدارقطني ج ۳ ص ۲۵ رقم ۸۹ كتاب البيوع) لما ذكر الشيخ ولى الدين ابو عبد الله محمد بن عبد الخطيب: وعن ابى حرة الرقاشى عن عمه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا لا تظلموا لا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفس منه (مشكوة المصابيح ج ۱ ص ۲۵۵ باب الغصب والعارية الفصل الثانى) ومثله فى نصب الراية ج ۳ ص ۱۶۹ كتاب الغصب (فتاوى حقانيه ج ۶ ص ۴۳۲)

زراعت میں گیہوں کے بدلے چاول لینے کا حکم

سوال..... کاشت کار کا صرف گندم طے ہوا تھا اور زبانی اس سے یہ معاہدہ کر لیا تھا کہ اگر ہم کو دھان لینے کی ضرورت پیش آئی تو جس قدر ہم چاہیں گے خریف میں لے لیا کریں گے اگر چاول لینے کی ضرورت نہ ہوئی تو کل کا کل گیہوں لیا کریں گے فصل خریف میں جس قدر دھان لیا کریں گے تو فصل ربیع میں اسی قدر گندم وضع ہو جایا کریں گے اب ہماری مرضی پر ہے مدت سے دھان لینے کا اتفاق نہیں ہوا کاشت کار ہمیشہ خواہش کرتا ہے کہ اگر فصل خریف میں دھان لے لیا جائے تو فصل ربیع میں اس کو آسانی ہو جائے۔

جواب..... یہ تو معلق معاہدہ ہے جو دونوں کی مرضی پر ہے یعنی یہ طے نہیں ہوا کہ ہم گندم کے عوض ضرور چھوڑہ (دھان) لیں گے اور اس کاشت کار کی اس خواہش کا بھی کچھ ڈر نہیں کہ دھان لے لو۔
تتمۃ السؤال: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر فصل ربیع میں پیداوار کم ہو غلہ چارہ کچھ باقی رہ گیا تو بھی زمیندار کو اختیار ہے وہ اپنی خواہش سے اگر ضرورت ہو بقایا غلے میں کل دھان لے لے اگر چھوڑہ ضرورت ہو تو فصل ربیع ہی میں اپنا غلہ پورا لے لے۔

جواب..... اس کا بھی حرج نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۸)

تتمۃ السؤال: سوال یہ ہے کہ اپنی ضرورت سے کل غلہ گندم کے بجائے اسی قدر دھان لے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... ایک شرط سے بے سکتے ہیں وہ شرط ذیل میں آتی ہے۔

تسمۃ السؤال: یا حسب ضرورت پانچ من چھوڑہ خریف میں وصول کیا باقی ربیع میں یہ پانچ من غلہ دھان وضع کر کے برابر باقی غلہ وصول کیا جائے۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ بھی جائز ہے اسی شرط مذکور سے وہ شرط جواز کی یہ ہے کہ جس مجلس میں یہ بات طے ہوئی ہے کہ مقرر شدہ گندم کے عوض مکی یا دھان لیں گے خواہ کل گندم کے عوض یا جزو گندم کے عوض اسی مجلس میں اس مکی یا دھان پر قبضہ ہو جائے یہ نہ ہو کہ طے تو ہوا ایک مجلس میں اور قبضہ ہو دوسری مجلس میں۔ اگر فرض کیجئے کہ جس مجلس میں یہ مبادلہ تجویز ہوا ہے اس وقت گندم یا مکی وجود نہیں اس لئے قبضہ نہیں ہو سکتا تو ایسا کرنا چاہئے کہ اس مجلس میں صرف وعدہ ہو جائے کہ ہم اس طرح لے لیں گے پھر جب کاشت کار دینے کے لئے مکی یا چھوڑہ لائے اس وقت زبان سے پھر کہا جائے کہ ہم یہ مکی یا چھوڑہ اتنے گندم کے عوض دیتے ہیں اور زمیندار کہہ دے میں منظور کرتا ہوں یہ بہت آسان بات ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۸)

عشر کی ادائیگی مالک زمین کے ذمہ ہے یا مزارع کے

سوال..... ابھی تک ہمارا خیال تھا کہ زمین کی پیداوار سے عشر (۱/۱۰) حصہ مالک کے ذمہ ادائیگی ہوتی ہے حضرت مولانا تھانوی صاحب کی تفسیر سے یہ معلوم ہوا کہ عشر کی ادائیگی بذمہ مزارع ہے۔ چونکہ ہم عام آدمی ہیں شاید صحیح مطلب نہ سمجھ سکے ہوں مہربانی فرما کر اپنی رائے عالی سے مطلع فرمادیں۔

جواب..... مزارعت یعنی بٹائی کی صورت میں عشر دونوں پر ہے یعنی جس قدر غلہ مالک زمین کے حصہ میں آئے اس کا عشر وہ دیوے اور جس قدر کاشتکار کے حصہ میں آئے اس کا عشر وہ دیوے وفي المزارعة انکان البذر من رب الارض فعليه ولو من العامل فعليهما بالحصة (الدر المختار باب العشر ص ۳۳۵ ج ۲) مولانا تھانوی صاحب رحمہ اللہ بہشتی زیور میں لکھتے ہیں یہ بات کہ یہ دسواں یا بیسواں حصہ کس کے ذمہ ہے مگر ہم آسانی کے واسطے یہی بتلایا کرتے ہیں کہ پیداوار والے کے ذمہ ہے سوا اگر کھیت ٹھیکہ پر ہو خواہ نقدی یا غلہ پر تو کسان کے ذمہ ہوگا اور اگر کھیت بٹائی پر ہو تو زمیندار اور کسان دونوں اپنے اپنے حصہ کا دیں۔ (بہشتی زیور ص ۳۹ حصہ ثالث) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۱۹)

مزارعت کی بعض ناجائز صورتیں

مزارعت میں بونے اور کاٹنے کی شرط کاشتکار پر لگانا

سوال..... ایک شخص نے اپنی زمین کاشت پر اس شرط سے دی کہ بیج ڈالنا کاشا وغیرہ یہ کاشت کار کے ذمے ہے اور جو پیداوار ہو آدھا آدھا یہ معاملہ درست ہے یا نہیں؟

جواب..... درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۳)

زمیندار کا مزارع پر یہ شرط لگانا کہ زکوٰۃ

عشر وغیرہ فلاں خاص جماعت کو دو گے

سوال..... سوال یہ ہے کہ زید ایک اسلامی جماعت کا رکن ہے وہ اپنی زمین مزارعت کے لئے اس شرط پر دیتا ہے کہ جو آدمی مسلمان ہونے کی حیثیت سے دینداری و زکوٰۃ کا پابند ہونے کا عہد کرے اور جو مال نصاب کا زکوٰۃ کا اور جو غلہ اس کے پاس اس وقت موجود ہے اس کی زکوٰۃ اور غلہ کا عشر اس وقت ادا کرے آئندہ اپنی زکوٰۃ اور جو غلہ زید کی زمین سے خارج ہو اس کا عشر سب یا اکثر حصہ یا کچھ کم لازماً اس جماعت اسلامی کے بیت المال میں شامل کرے جو اقامت دین کیلئے جدوجہد کر رہی ہے اگر اس مزارع نے اپنی زکوٰۃ یا عشر اس جماعت کے بیت المال میں داخل نہ کیا تو زید اس سے زمین واپس لے لیتا ہے مزارعت پر نہیں دیتا مذکورہ بالا شرائط کیساتھ زید کا مزارعت پر زمین دینا شرعاً جائز ہے یا ناجائز ہے برائے مہربانی مدلل جواب بحوالہ کتب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

جواب..... زمین مزارعت پر لینا جائز ہے لیکن شرط لازم نہیں ہوگی اگر مناسب خیال کرے اور یہ امید ہو کہ مالک زمین فقہ حنفی کے مطابق باقاعدہ تملیک عشر کو مصارف میں صرف کروں گا تو عشر دیدے ورنہ خود مطابق فقہ حنفی تقسیم کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۵۰۶)

باوجود تخم نہ دینے کے بھوسا مقرر کرنا

سوال..... اگر زمیندار اور کسان کے درمیان باوجود تخم نہ دینے کی حالت میں پھونس کا کوئی حصہ مقرر کر لیا جائے جس پر کسان بھی راضی ہو جائے تو زمیندار کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر ٹلٹ یا ربیع وغیرہ مقرر کر لیا جائے جائز ہے اور اگر اس طرح مقرر ہو کہ اتنے من یا اتنے پیانے تو جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۳)

قدیم قبرستان میں زراعت کا حکم

سوال..... ایک قدیم قبرستان جس پر سو سال سے زائد مدت گزر گئی ہے اور اس میں قبریں بھی دکھائی نہیں دیتی ہیں تو کیا ایسے قبرستان سے دوسرے فوائد مثلاً زراعت وغیرہ لئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... کسی قبرستان کی قدامت کے لئے مدت کا کوئی تعین نہیں ہے تاہم فقہاء کرام کی تصریحات سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب قبریں اتنی پرانی ہوں کہ مردوں کے ابدان بظاہر اس سے متاثر نہ ہوتے ہوں تو اس صورت میں ایسے قبرستان کا دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کرنا جائز ہے اگر دوبارہ اس میں مردے دفن کئے جائیں تب بھی اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر قبرستان ذاتی ہو تو اپنے حصے میں آبادی کرنا یا زراعت کے لئے استعمال کرنا بھی مرفص ہے۔

لماقال العلامة فخرالدین عثمان بن علی الزیلعی: ولوبلی المیت وصار تراباً جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ (تبیین الحقائق ج ۱ ص ۲۴۶ کتاب المزارعة قال العلامة ابن نجیم المصری: ولوبلی المیت وصار تراباً جاز دفن غیرہ وزرعہ والبناء علیہ) (البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۵ کتاب المزارعة) ومثله فی الہندیة ج ۱ ص ۱۶۷ کتاب المزارعة (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۴۳۴)

بنام سود زمین کا لگان وصول کرنا

سوال..... یوپی کے اضلاع میں قانون موروثی جاری ہے یعنی کاشت کار کو حق دیا جاتا ہے کہ زمیندار کی زمین سے اپنی کاشت نہ چھوڑے لیکن اس کا لگان غیر موروثی زمین کے مقابلے میں بہت ہی کم دلایا جاتا ہے البتہ نالاش کی صورت میں حکومت لگان پر سود دلاتی ہے پس اگر زمین دار موروثی زمین کے لگان کی کمی سود کے نام سے کاشتکار سے وصول کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... منافع کا تقدم عقد اجارہ پر موقوف ہے اور اس صورت میں عقد پایا نہیں گیا لہذا سوال میں مذکور بنا پر تو لینا صحیح نہیں صرف ایک صورت جواز کی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ کاشت کار سے تصریحاً کہہ دے کہ موجودہ لگان (مثلاً دس روپے) پر ہم زمین دینے پر راضی نہیں اگر اتنا لگان مثلاً بیس روپے دینا ہو تو زمین کاشت کرو ورنہ چھوڑ دو اگر اس کے بعد وہ کاشت کرے گا تو بیس روپے کے لگان کو وہ تسلیم کر لے گا اور اس پر بیس روپے واجب ہو جائینگے اس وجوب کے بعد پھر اپنا حق واجب جس عنوان سے بھی ہو وصول کر لگا وہ رقم مباح ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۵)

چشمہ کے پانی سے منع کرنے کا حکم

سوال..... ہمارے گاؤں موضع بھکن ملکوت تحصیل ضلع ایبٹ آباد میں پینے کے صاف پانی کی سخت قلت ہے ہماری خواتین کو چار کلو میٹر دور سے پانی لانا پڑتا ہے جبکہ اتنے ہی فاصلے پر سرکاری جنگل میں پانی وافر مقدار میں نالے میں بہہ رہا ہے ہم نے کوشش کر کے گورنمنٹ سے ایک سکیم منظور کرائی اور گاؤں کو پانی سپلائی کرنے کے لئے باقاعدہ ٹینکی تعمیر کر کے پائپ لائن بچھانے کا کام شروع کر دیا ساتھ والے گاؤں کے لوگوں نے آ کر ٹینکی توڑ دی اور پائپ لائن بھی اکھاڑ دی ان کا موقف یہ ہے کہ اس جنگل پر ہمارے حقوق زیادہ ہیں اس لئے ہم اس کا پانی آپ لوگوں کو نہیں دیں گے جبکہ پانی وافر مقدار میں ہے دوسرے یہ کہ یہ پانی اس گاؤں والوں کے نہ تو پینے کے کام آتا ہے اور نہ ہی وہ اس سے اپنی زینیں سیراب کرتے ہیں یہ لوگ صرف اور صرف ضد پر قائم ہیں۔

جناب عالی! قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرما کر ہمیں اس مشکل سے نکالیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے؟

جواب..... پانی، آگ اور گھاس سب مشترکہ اموال ہیں کوئی بھی شخص کسی کو ان سے منع نہیں کر سکتا تاہم جو اس پانی کے قریب ہو اور لا اس کا حق ہے اور جو اس سے زائد ہو وہ دوسرے لوگ بغیر اس کی اجازت کے استعمال کر سکتے ہیں کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسروں کو اس کے استعمال سے منع کرے لہذا صورت مسئلہ کے مطابق سرکاری جنگل کا پانی آپ سب لوگوں کا مشترکہ پانی ہے ساتھ والے گاؤں کے لوگوں کا اس سے منع کرنا بے انصافی اور ناجائز ہے ان کو شرعاً یہ حق نہیں کہ وہ آپ لوگوں کو اس پانی کے استعمال سے منع کریں۔

لمافی الہندیۃ: ماء البحار ولكل واحد من الناس فيها حق الشفعة وسقى الاراضى حتى ان من اراد ان يكرى نصراً منها الى الارض لم يمنع من ذلك والثانى ماء الاودية العظام لجيحون وسيحون ودجلة والفرات للناس فيه حق الشفعة لعمى الاطلاق وحق سقى الاراضى بان احى واحد ارضاً ميتة وكرى منه نهوا يسقيها ان كان لا يضر بالعمامة ولا يكون نصراً فى ملك احد لانها مباحة فى الاصل..... والاصل فيه قوله عليه السلام الناس شركاء فى ثلاث فى الماء والكلاء والنار. (الهداية ج ۴ ص ۴۸۲ مسائل الشرب) (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۴۳۸)

مزارع کی طرف سے تخم کے باوجود مالک زمین کا اس پر کھاد وغیرہ کے اشتراط سے مزارعت کا حکم

سوال..... اگر مالک زمین (رب الارض) کاشتکار (مزارع) پر کھاد وغیرہ امور کی اشتراط کرے جبکہ تخم (بیج) بھی کاشتکار کی طرف سے ہو تو کیا ان امور کے اشتراط کی وجہ سے مزارعت فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب..... مزارعت میں جب تخم (بیج) مزارع کی طرف سے ہو تو کھاد جیسے امور کی اشتراط علی المزارع کی وجہ سے مزارعت فاسد نہیں ہوتی بلکہ متاخرین فقہاء کرام کے نزدیک صحیح ہوتی ہے اور فتویٰ بھی متاخرین فقہاء کے قول پر ہے۔

وفی الہندیۃ: اذا شرط رب الارض والبذر من المزارع ان یسرقنہا قبل تفسد المزارعة عند المتقدّمین ولا تفسد عند المتأخّرين والفتویٰ علی قول المتأخّرين. کذا فی جواہر الاخلاطی. (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۵ ص ۲۴۳ کتاب المزارعة الباب الثالث فی الشروط فی المزارعة)

ہدایہ کی ایک عبارت کی وضاحت

سوال..... جناب مفتی صاحب! ہدایہ کی اس عبارت ”لاتجوز المزارعة والمسافات عند ابی حنیفہ“ کا کیا مطلب ہے؟ کیا واقعی امام ابو حنیفہؒ کے ہاں مزارعت کی جملہ انواع ناجائز ہیں؟ جبکہ احادیث مبارکہ مزارعت کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

جواب..... مزارعت کے مسئلہ کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے جتنے بھی اقوال منسوب ہیں اگر ان میں نظر عمیق سے غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ امام ابو حنیفہؒ کا ان اقوال سے مقصد مطلق عدم جواز کا نہیں بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ کوئی مالک زمین کاشتکاروں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائے اور ان کی محنت کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ نہ کر جائے اسی طرح باہمی تنازعات اور جھگڑوں سے معاشرہ پاک و صاف ہو کیونکہ معاشرے میں جھگڑے عموماً اسی سے پیدا ہوتے ہیں اور اسی طرح مالک زمین عزیمت پر عمل کر کے اپنی زمین کسی غریب آدمی کو کاشت کیلئے مفت دے دے اس لئے علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے حاوی القدسی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ: کرہا ابو حنیفہ ولم ینہ اشد النہی. وفیض الباری ج ۳ ص ۲۲۵ کتاب المزارعت (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۴۳۷)

حرام مال سے خریدے ہوئے بیلوں سے کاشت کرنا

سوال..... اگر چند شریک کاشت کریں ان میں سے بعض کے بیل حرام قیمت سے خریدے ہوئے ہیں اور بعض قیمت حلال سے تو جس کا بیل حرام قیمت سے ہے اس کی شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی غلہ مشترک جو کہ زراعت سے حاصل ہوا ہے تقسیم کے بعد حلال ہوگا یا حرام؟

جواب..... اگر بیل حرام مال کے بھی ہوں مگر چونکہ وہ پیداوار کا آلہ ہیں جزو نہیں اس لئے پیداوار میں حرمت نہ آئے گی اور غلہ مشترک حلال ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۴)

افیون کی کاشت کرنا

سوال..... افیون کی کاشت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۲۴)

تمباکو کی کاشت جائز ہے

سوال..... سگریٹ یا نسوار کے لئے جو تمباکو استعمال ہوتا ہے شرعی نقطہ نظر سے اس کی کاشت کا کیا حکم ہے؟

جواب..... بعض فوائد کے باوجود جدید تحقیق کی رو سے اگرچہ تمباکو نوشی کے مضر اثرات پائے جاتے ہیں لیکن کسی نتیجہ پر پہنچنا تا حال ثابت نہیں جس کی وجہ سے اس کو مضر محض شمار کر کے محرمات کی فہرست میں شمار کیا جائے اس لئے فقہاء کے احوال سے اباحت کا حکم معلوم ہوتا ہے دریں حال تمباکو کی کاشت اور خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں۔

لما قال العلامة ابن عابدین: (شرب الدخان) فانه لم يثبت اسكاره ولا تغيره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت قاعدة الاصل في الاشياء الاباحة (رد المحتار ج ۶ ص ۴۵۹ کتاب الاشربة)

بھنگ کی کاشت کا حکم

سوال..... بھنگ ایک نشہ آور بوٹی ہے جس کا بظاہر کوئی فائدہ نظر نہیں آتا کیا اس کی کاشت جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... بھنگ چونکہ نشہ آور اشیاء کی فہرست میں شامل ہے اس لئے اس کی خرید و فروخت اور مزارعت شرعاً ناجائز ہے۔

لما قال العلامة شمس الدین محمد بن عبداللہ التمرتاشی: ویحرم
 أكل النجج والحشيشة والافيون لكن دون حرمة الخمر
 (تنویر الابصار علی صدر رد المحتار ج ۶ ص ۴۵۷ کتاب الاشرۃ)
 قال العلامة المفتی محمد کامل بن مصطفی الطرابلسی: وقد حقق
 المتأخرون من اهل مذهبنا الحنفیۃ انه (شرب الدخان) ليس بحرام
 وانما فی تعاطیه الکراهیۃ وقدمنا ان احسن ما قیل فیہ قول الامیر رحمہ
 اللہ واختلف فی الدخان والورع ترکہ. (الفتاویٰ الکاملیۃ ص ۲۸۶
 کتاب الکراهیۃ مطلب فی حکم شرب الدخان) قال العلامة شیخ
 الاسلام ابوبکر بن علی بن محمد الحداد الیمنی: ولا يجوز أكل النجج
 والحشيشة والافيون وذلك كله حرام. (الجوہرۃ النیرۃ ج ۲
 ص ۲۷۰ کتاب الاشرۃ) ومثله فی الفتاویٰ قاضی خان علی ہامش
 الہندیۃ ج ۳ ص ۲۳۱ کتاب الاشرۃ (فتاویٰ حقانیۃ ج ۶ ص ۴۳۶)

احکام الرہن

اشیاء مرہونہ سے انتفاع

رہن کی تعریف اور اس کا ثبوت

سوال..... راہن کون ہوتا ہے اور مرہن کسے کہتے ہیں اور رہن کی کیا تعریف ہے؟ اور کیا

رہن کا شرعی ثبوت ہے؟

جواب..... راہن وہ شخص ہے جو اپنی چیز کسی کے پاس گروی (رہن) رکھے اور مرہن وہ شخص

ہے جس کے پاس رہن رکھا گیا ہو۔ حیث قال فی الشامیۃ والراہن المالک والمرہن

أخذ الرهن: اور رہن کے لغوی معنی کسی چیز کا روکنا اور شرعاً رہن یہ ہے کہ کسی مالیت والی شے کا روکے

رکھنا اور اس طرح کہ اس شے مرہونہ سے وصولیابی ممکن ہو۔ قال فی التنبیہ وشرحہ (ہو) لغة

حبس الشئ وشرعاً (حبس شی مالی بحق یمکن استیفاء ومنہ) (ج ۵ ص

۳۰۷) مشروعیت رہن قرآن وحدیث اور اجتماع امت سے ثابت ہے کما فی ہامش الشامی

هو مشروع لقوله تعالى 'فرهان مقبوضة وبما روى انه عليه السلام اشترى من يهودى طعاما ورهنه به درعه وانعقد عليه الاجماع: نیز علامہ شامی رہن کے فوائد پر کلام کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ومن محاسنه النظر لجانب الدائن بامن حقه عن التوى ولجانب المديون بتقبل خصام الدائن له وبقدرته على الوفاء منه ايك فائده يهـ كه قرض دهنده مطمئن ہوتا ہے اس بات سے کہ اس کا حق ہلاک و بربادی سے محفوظ رہے گا دوسرا فائدہ مقروض کا ہے وہ یہ کہ قرض دینے والا اس کی وجہ سے جھگڑے کم کرے گا اور تیسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ عاجز آنے کی صورت میں شی مرہونہ سے ادائیگی آسان رہے گی۔ (منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ)

مقدار کی تعیین اور شرط انتفاع کے ساتھ رہن رکھنا

سوال..... زید نے پانچ برس کے لئے بکر کے پاس زمین رہن رکھی اور یہ اقرار کیا کہ اس زمین کو میں جو توں گا اور جو منافع رہن صریح ہو گا وہ میں لوں گا۔ مدت سے پہلے اگر رہن روپیہ ادا کر دے تب بھی نہ دوں گا نفع زمین کی پیداوار کا مباح ہے یا حرام؟

جواب..... اس رہن میں دو فساد ہیں ایک تو مدت پانچ برس مقرر کرنا کہ اس سے پہلے چھڑا لینے پر قدرت نہ ہو کیونکہ معنی رہن کے شرع میں یہ ہیں کہ کسی شی کا دین کے بدلے میں مجبوس کرنا پس جب مجبوس دین کی وجہ سے ہے تو جس وقت راہن دین ادا کر دے گا۔ مرتہن کو حق جس باقی نہیں رہے گا خواہ پانچ برس سے پہلے ہو یا بعد ہو اب یہ شرط ٹھہرانا کہ اگر رہن روپیہ بھی ادا کر دے تب بھی نہ دوں گا شرط فاسد ہے۔ دوسرا فساد انتفاع کی شرط لگانا ہے کیونکہ مرتہن کو مرہون سے انتفاع بالکل جائز نہیں خصوصاً جب کہ مشروط ہو اس وقت تو ربا صریح ہے اگرچہ راہن اجازت دے دے کیونکہ ربا اذن سے حلال نہیں ہوتا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۶۰)

مرہونہ زمین کے اخراجات کی ذمہ داری کا حکم

سوال..... اگر زمین مرہونہ ہو اور مرتہن نے بغیر کسی انتفاع کے سرکاری آبپانی اور ٹیکس کی ادائیگی کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کچھ رقم ادا کی کیا مرہونہ زمین کی واپسی کے وقت مرتہن کو راہن سے ان اخراجات کے مطالبہ کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر راہن کی اجازت سے مرتہن مرہونہ زمین پر رقم خرچ کرے تو اخراجات کی وجہ سے مرتہن مطالبہ کا حق محفوظ رکھتا ہے ورنہ بصورت دیگر مرتہن کئے ہوئے اخراجات میں متبرع ہے راہن سے مطالبہ کا حق نہیں رکھتا ہے۔

لما قال الامام ابن البزاز الكردری: اخذ السلطان الخراج او العشر من المرتہن لا يرجع على الرهن لانه ان تطوع فهو متبرع ان مكرها فقد ظلمه السلطان والمظلوم لا يرجع الاعلى الظالم (الفتاوى البزازية على هامش الهندية ج ۶ ص ۵۹ نوع نفقة الرهن) لما قال الشيخ سليم رستم باز رحمه الله: كل من الرهن والمرتہن اذا انفق على الرهن ماليس عليه بدون اذن الاخر يكون متبرعا وليس له ان يطالب الاخر بما انفق. (شرح مجلة الاحكام مادة ۷۲۵ ص ۳۹۹ كتاب الرهن) ومثله في الفتاوى الهندية ج ۵ ص ۱۵۵ الباب الرابع في نفقة الرهن. (فتاوى حقايقه ج ۶ ص ۲۲۷)

رہن رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانا

سوال..... عموماً راہن و مرتہن کے درمیان یہ بات طے شدہ ہوتی ہے کہ مرتہن مرہونہ چیز سے فائدہ حاصل کرے مثلاً مکان کے کرائے اور زمین کی پیداوار سے فائدہ اٹھائے لیکن یہ بات ناجائز بھی سمجھی جاتی ہے مگر فقیر کے نزدیک تحقیقی بات یہ ہے کہ ایسی صورتوں میں رواج و عادت کے موافق ہبہ کے لفظ کو اباحت یعنی فائدہ اٹھانے کی اجازت دینے میں سمجھنا چاہئے ایک تو اس لئے کہ فقہ کا مقرر کیا ہوا قاعدہ ہے "العادة محكمة" اور عرف و عادت اس بات کو ثابت کر رہے ہیں کہ راہن مرتہن کو نفع اٹھانے کی اجازت دیتا ہے تو اس کو بھی عرف و عادت پر قیاس کرنا چاہئے دوسرے یہ کہ فقہ کا مسلم قاعدہ ہے کہ عقد و اور معاملات میں معافی کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ الفاظ کا اسی واسطے فقیہ لوگ ہبہ یا معوض کو بیع کے حکم میں شمار کرتے ہیں اس واضح ہوا کہ جس چیز کو ناجائز سمجھا رہا ہے وہ جائز ہے آپ دونوں صورتوں کا حکم بیان فرمائیں؟

جواب..... یہ فائدہ اٹھانا بالکل ناجائز ہے خواہ راہن نے صراحتہ اجازت دی ہو یا عرفاً رواج ہو جن لوگوں نے اجازت راہن کے بعد جائز سمجھ لیا ہے ان پر علامہ شامیؒ نے ردالمحتار میں رد کیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۳۶۹)

رہن سبب ملک نہیں

سوال..... اگر کسی شخص کے پاس مدتوں سے زمین بطور رہن ہو تو کیا اس سے مرتہن کی ملکیت ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں اور راہن کو کب تک ملکیت کے دعویٰ کا حق حاصل ہے؟

جواب..... رہن صرف ایک وثیقہ اور ذریعہ اعتماد ہے جس سے مرہن مرہونہ چیز کا مالک نہیں بن سکتا اس کا مالک راہن ہی رہے گا جب چاہے مرہن کو قرض ادا کر کے مرہونہ شے واپس لے سکتا ہے تاہم مالک قرض کی ادائیگی کے بغیر مرہونہ کی واپسی کا حق نہیں رکھتا۔

لما قال العلامة ابن البزاز الكردی رحمہ اللہ: الرهن امانة عند المرتهن كالوديعة (الفتاویٰ البزازیة علی هامش الہندیة ج ۲ ص ۸۶ کتاب الرهن، الباب الرابع فی اعارته) قال المحدث والفقہ علی بن سلطان محمد القاری: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یغلق الرهن، ای عقدہ (الرهن) ای المرهون (من ماحیہ) أموالک (الذی رهنہ) ای صاحبه بحيث یزول عنه منفعتہ بل یكون المرهون کالباقی فی ملک الراهن (المرفقة شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۹۳ کتاب الرهن) ومثله فی الفتاویٰ الہندیة ج ۵ ص ۴۶۵ الباب الثامن فی تصرف الراهن والمرتهن (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۲۲۸)

راہن کا مرہن کی رعایت کرنا

سوال..... رہن بالقبض میں اگر راہن نے بلا منشاء سود ایک رقم مرہن کو معاف کر دی اور یہ کہا کہ باقی منافع سے تم قرض ادا کر لو تو جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ راہن نے ایک رقم خودی باقی مرہن کو معاف کر دی اور یہ کہا کہ باقی منافع تم لو جب میں یہ قرض ادا کر لوں گا چھڑالوں گا مثلاً راہن نے ایک ہزار روپے کی جائیداد پانچ ہزار میں مکفول کی شرط یہ ہوئی کہ سالانہ ایک ہزار میں سے دو سو مجھے دیا کرو باقی تمہارا جب میں پانچ ہزار ادا کر لوں گا چھڑالوں گا۔ یہ دو سو کی رقم قرض میں ادا نہیں ہو رہی ہے بلکہ مرہن کی جیب میں جاتی ہے جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... چونکہ یہ یقینی بات ہے کہ یہ دونوں رعایتیں قرض کی وجہ سے ہیں اس لئے ناجائز ہیں اور کل قرض جو نفعاً کلیہ میں داخل اگر عقد رہن میں مشروط ہیں تب تو ظاہر ہی ہے اور اگر مشروط بھی نہ ہو لیکن چونکہ متعارف ہیں اس لئے ناجائز ہیں البتہ بلا اشتراط اور بلا تعارف ایسی رعایتیں جائز ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۵۹) لیکن ترجیح اس کو ہے کہ مرہن کا بہر صورت نفع حاصل کرنا سود ہوگا۔

منافع رہن کس کا حق ہے؟

سوال..... شئی مرہون کے منافع کا حق دار کون ہے؟ منافع کا مالک راہن ہے لیکن اگر

راہن بہ خوشی اجازت دیدے تو مرہن بھی انتفاع کر سکتا ہے لیکن اسکی شرط کرنا رہا میں داخل ہے۔
(فتاویٰ عبدالحی ص ۲۹۹)

انتفاع کی اجازت دینے کے بعد انکار کرنا

سوال..... شئی مرہون سے انتفاع کی اجازت دینے کے بعد راہن کو منع کر نیکاح ہو گیا نہیں؟
جواب..... حق ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۹۹)

مرہونہ میں مالک کا تصرف مرہن کی اجازت پر موقوف ہے

سوال..... کیا راہن کو بحیثیت مالک مرہونہ میں مالکانہ حقوق کے اجراء کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ یا اگر مالک مرہونہ کو فروخت کر دے تو کیا یہ بیع نافذ ہو گیا نہیں؟
جواب..... رہن سے مالک کی ملکیت اگرچہ زائل نہیں ہوتی لیکن مرہن کے حقوق کی وابستگی کی وجہ سے مالک کے جملہ مالکانہ تصرفات مرہن کی اجازت پر موقوف ہوں گے اس لئے مالک کی مرہونہ کے فروخت کا معاملہ مرہن کی اجازت کا محتاج ہے۔

لما قال العلامة التمرتاشی: توقف بيع الراهن رهنه على اجازة مرتتهنه او قضاء دينه فان وجدا احدهما نفذ وصار ثمنه رهناً قال العلامة ابن عابدين: وكذا توقف على اجازة الراهن بيع المرتتهن فان اجاز جاز والا فلا. انتهى (ردالمحتار ج ۲ ص ۵۰۶ كتاب الرهن)
لما قال الشيخ سليم رستم باز: لو باع الراهن الرهن بدون رضى المرهن لا ينفذ البيع ولا يطرأ خلل على حق الجنس الثابت المرتتهن ولكن اذا قضى الراهن الدين نفذ البيع وكذا لو اجاز المرتتهن ذلك البيع فانه ينفذ (شرح المجلة الاحكام مادة ۳۱۲ ص ۲۳۲ بيع الوفاء) ومثله في الفتاوى الهندية ج ۵ ص ۴۶۲ الباب الثامن في تصرف الراهن والمرتهن (فتاوى حقانيه ج ۶ ص ۲۳۱)

رہن شدہ نوٹ سے نفع حاصل کرنا

سوال..... زید نے اپنا ایک نوٹ عمرو کے پاس اس شرط پر رکھا کہ عمرو اس کا منافع زید کو دیتا رہے گا تو اب نوٹ سے حاصل شدہ نفع زید کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ نفع صراحۃً سود اور حرام ہے کیونکہ نوٹ اگرچہ بظاہر کاغذ ہے مگر حقیقت اور استعمال کے اعتبار سے روپیہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا نوٹ ہلاک کر دے تو اس پر نوٹ (کاغذ) کی قیمت واجب نہیں ہوتی بلکہ دس روپے واجب ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے پاس نوٹ کا رکھنا بعینہ روپے کا رکھنا ہے اور اس سے نفع حاصل کرنا قطعی حرام ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۰۱)

رہن رکھی گئی زمین کے منافع واپس کرنا

سوال..... زید نے اپنا ایک قطعہ زمین دس روپے کے عوض بکر کے پاس گروی کر دی اور اس زمین سے حاصل ہونے والے منافع بھی اس کے لئے جائز کر دیئے دس سال کے بعد زید نے رقم ادا کر کے زمین واپس لے لی اس عرصے میں بکر نے جو منافع حاصل کئے وہ اس کے لئے جائز تھے یا نہیں؟ اور عدم جواز کی صورت میں اگر بکر کے پاس اس زمین کے منافع مثلاً پانچ روپے موجود ہیں اگر زید ان کو ایک روپے میں بکر کے ہاتھوں فروخت کر دے تو اس کے بعد بکر ناجائز فعل کے ارتکاب سے بری ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو تمام منافع دینے کے بعد بھی اس کی برأت ممکن ہے یا نہیں؟

جواب..... بکر کے لئے ان منافع کا لینا جائز نہ تھا اور نہ زید اس کو بعوض ایک روپیہ فروخت کر سکتا ہے بلکہ تمام محاصل و منافع کو واپس کرنا لازم و ضروری ہے اور اسی صورت میں نجات ممکن ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۰۳) اس سے پہلے مسئلہ کی تائید ہوتی ہے۔

رہن لی گئی موروٹی زمین سے انتفاع کا حکم

سوال..... زید موروٹی کاشت کار ہے زید نے اس خیال ہے کہ یہ زمین موروٹی کاشت کاری اور زمین دار کو قانوناً بے دخلی کا اختیار نہیں بکر سے کچھ روپیہ قرض لے کر اس زمین کو رہن رکھ دیا بکر اس میں زراعت کرنے لگا اب بکر کو یہ خیال ہو رہا ہے کہ یہ زمین اگرچہ شرعاً مرہون نہیں ہوئی کیونکہ کاشت کار شرعاً مالک نہیں مگر چوں کہ مجھ سے کاشت کار نے قرض بھی لیا ہے شاید یہ انتفاع سود نہ ہو اب سوال یہ ہے کہ یہ انتفاع واستقراض دونوں تبرع قرار دے کر جائز سمجھے جائیں یا حکماً رہن قرار دے کر انتفاع ناجائز سمجھا جائے۔

جواب..... بکر کو یہ انتفاع جائز نہیں لیکن بکر کو جو انتفاع اس زمین سے ہوگا وہ اس قرض ہی کے سبب ہوگا چنانچہ ظاہر ہے اور تبرع کا احتمال دونوں جگہ غلط ہے چنانچہ یقینی امر ہے کہ اگر ان متعاقبین میں سے کسی ایک کو بھی معلوم ہو جائے کہ اس نفع رسانی کے عوض میں مجھ کو انتفاع نہ ہوگا تو وہ کبھی اس نفع رسانی پر راضی نہ ہو تو تبرع کیسے ہوا؟ دوسری وجہ اس انتفاع کی حرمت وہی ہے جو

خودزید کے لئے تھی یعنی غیر کی چیز سے بلا اذن شرعی منفع ہونا، غرض بکر کے لئے یہ انتفاع دو وجہ سے حرام ہے ایک مالک کا اذن نہ ہونا، دوسرا مجرور بالقرض ہونا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۶۴) (یہ بھی سابقہ مسئلہ کا مؤید ہے)

رہن اور اراضی

مرہونہ مکان کا مرتہن نہ خود استعمال کر سکتا ہے نہ کرایہ پردے سکتا ہے سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں کسی شخص کا مکان رہن بالقبض لے رہا ہوں بعد اداۓ قرضہ مکان کو شرعی اور قانونی طور پر اپنے قبضے میں لے لوں گا مکان مذکور میں خود رہائش اختیار کروں یا اس مکان کو کرایہ پردے دوں اور اس کا کرایہ میں خود حاصل کروں تو کیا مکان کا کرایہ میرے لئے سود کی تعریف میں تو نہیں آئے گا۔

جواب..... رہن میں رکھے ہوئے مکان سے قرضہ دینے والا شخص کسی قسم کا فائدہ نہیں اٹھا سکتا نہ اس مکان میں خود رہ سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو کرایہ پردے سکتا ہے بہر حال مرہون مکان سے نفع اٹھانا قرضہ دینے والے کیلئے سود ہے جو قطعاً حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۴۲۴)

زمین اپنے پاس رہن رکھنا

سوال..... اراضی اپنے پاس رکھنا اور اس کی آمدنی سے نفع اٹھانا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر راہن اراضی کی آمدنی مرتہن کو ہبہ کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... مملوکہ زمین کا رہن رکھنا درست ہے اور اس پر قبضہ رکھنا بھی جائز ہے اور اس کی آمدنی بھی لینا قبضے میں داخل ہے لیکن چاہئے کہ اس کی آمدنی جمع کرے اور اس کو اپنے قرض میں محسوب کر دے تو یہ جب اپنا روپیہ راہن سے وصول کرے تو اس آمدنی کو اس روپے میں سے منہا کر دے اس کے بعد اگر مرتہن کا کچھ روپیہ باقی رہ جائے تو صرف اسی قدر روپیہ راہن سے لے اور یہی حکم کرایا حویلی و مکانات و باغ کا ہے کہ ان چیزوں کو کرائے وغیرہ پردے اور وہ آمدنی وصول کرے اور اس کو اپنے قرض میں محسوب کرے۔

اور یہ ہبہ صحیح نہیں اس لئے کہ ہبہ میں شرط ہے کہ موهوب لہ کا قبضہ شئی موهوبہ پر ہو جائے اور یہ قبضہ اس طور پر ہوا کہ واہب اپنی کوئی چیز مملوکہ اپنی ملک سے جدا کرے اور موهوب لہ کی ملکیت اس چیز کو قرار دے

اور موبہوب لہ کو قبضہ کر دے تو جب کہ بوقت رہن شی مرہونہ کی آمدنی ابھی راہن کی ملکیت میں نہیں آئی ہے اور راہن کا خود اپنا قبضہ اس آمدنی پر نہیں ہوا ہے۔ تو شی مرہونہ کی آمدنی کا ہبہ کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ ہبہ ہر سال اور ہر مہینہ ہوتا ہے اس طور پر کہ وہ آمدنی مالک زمین کی ملک میں اول آتی ہے پھر وہ آمدنی اس کی ملک سے خارج ہو کر مرتہن کی ملک میں آ جاتی ہے تو اس شخص سے پوچھا جائے گا کہ وہ آمدنی مالک کی ملک سے کیونکر خارج ہو جاتی ہے؟ اگر پہلے جو معاملہ ہبہ کا ہوا تھا اسی اعتبار سے ہر سال ہر ماہ ایسا ہوا کرتا ہے تو یہ غلط ہے اس واسطے کہ اس وقت اس آمدنی پر نہ راہن کا خود اپنا قبضہ تھا اور نہ اس نے اس آمدنی پر مرتہن کا قبضہ کرایا۔

اور اگر ایسا معاملہ ہبہ کا ہر ماہ ہر سال کیا جائے تو یہ معاملہ رہن نامے کے متعلق نہیں تو بہر حال شی مرہونہ کی آمدنی ہمیشہ راہن کی ملک میں داخل ہوتی ہے اور مرتہن کا قبضہ اس پر بطور نائب لگا ہوتا ہے۔ اور زمانہ حال میں جو رسم درواج ہے اگر اس کے موافق حیلہ کیا جائے کہ مرتہن وہ آمدنی راہن کر دے اور راہن اس پر قبضہ کر کے مرتہن کیلئے ہبہ کر دے تو یہ بھی درحقیقت سود ہے اس واسطے کہ وہ بے چارہ اگر وہ آمدنی مرتہن کو نہ دے تو مرتہن خوش نہ ہوگا اور اس معاملے پر راضی نہ ہوگا بلکہ راہن کا معاملہ فسخ کر دے گا تو اس زمانے کے لوگ جو ایسا معاملہ کرتے ہیں یہ صرف سود خوری کا حیلہ نکالا ہے حالانکہ اس حیلے سے کچھ فائدہ نہیں اور از روئے فقہ یہ مطلقاً ناجائز ہے اور سود میں داخل ہے۔

شیطان انسان کا دشمن ہے وہ چاہتا ہے کہ جس حیلے سے ممکن ہو تو انسان کو دوزخ کی طرف لے جائے اور یہ شیطان کا مغالطہ ہے کہ ناقص عقل لوگ اس ہبہ کو میاں جانتے ہیں اور اگر مباح نہ سمجھیں تو کیونکر شیطان کے قبضے میں آئیں۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۲۳۴)

رہن میں اجارے کی ایک صورت کا حکم

سوال..... زید ایک شخص سے سو روپے کی زمین رہن کرتا ہے اور راہن کو کہتا ہے کہ اس زمین کو تم ہی کاشت کرو اور میرے حصے کا ٹھیکہ کر دو کہ اس قدر چیز دیتا رہوں گا۔ یہ معاملہ درست ہے یا نہیں؟

جواب..... صورت مذکورہ میں رہن سے فائدہ حاصل کرنے کی ایک نوع ہے اور وہ بھی اس طرح کہ نفس عقد میں انتفاع کی شرط صراحۃً لگا رکھی ہے اس لئے یہ صورت بالاتفاق حرام ہے اور اگر صراحۃً بھی شرط نہ ہوتی تو چونکہ انتفاع کی شرط متعارف عادت ہے اس لئے کالمشروط ہونے کی وجہ سے بھی انتفاع ناجائز رہتا اور صورت مذکورہ میں تو بوجہ صراحت بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔ (امداد المفتیین ص ۸۷۰)

مرہونہ کے اجارہ کا حکم

سوال..... اگر مرتہن مرہونہ سے انتفاع لے کر راہن کو اجارہ دیا کرے تو کیا اس سے مرتہن کیلئے انتفاع کے جواز کی صورت پیدا ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب..... اجارہ ایک جائز معاملہ ہے مالک اپنی زمین ہر اس شخص کو اجارہ کی شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے اجارہ پر دے سکتا ہے جس پر اعتماد ہو خواہ مرتہن ہو یا اور کوئی شخص، لیکن جہاں کہیں مالک اور آجر کے درمیان اس سے قبل رہن کا معاملہ موجود ہو تو رہن کے بعد اجارہ کی تجدید معاہدہ سے سابقہ عقد رہن ختم ہو کر باقی نہیں رہتا اور مرتہن کے انتفاع لینے میں کوئی حرج نہیں تاہم راہن مقررہ مدت کے بعد بغیر کسی قرض کی ادائیگی کے اپنی رہن مرتہن سے واپس لے سکتا ہے اور مرتہن واپس کرنے سے انکار نہیں کر سکتا۔

لما قال العلامة ابن عابدین: اما الاجارة فالمستأجر ان كان هو الراهن فهي باطلة..... وان هو المرتهن وجد القبض للاجارة..... بطل الرهن والاجرة للراهن. (رد المحتار ج ۶ ص ۵۱۱ کتاب الرهن) لمافی الهندية: وكذلك لو استأجره المرتهن صحت الاجارة وبطل الرهن اذا جدد القبض للاجارة (الفتاویٰ الهندیہ ج ۵ ص ۴۶۵ الباب الثامن فی تصرف الراهن والمرتهن الخ ومثله فی العناية شرح الهدایة علی هامش فتح القدیر ج ۹ ص ۱۱۷ کتاب الرهن (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۲۲۹)

اپنی مرہونہ زمین کی آمدنی چرانا

سوال..... زید کی زمین مہاجن کے پاس رہن ہے، مہاجن کاشت نہیں کرتا، بلکہ زید ہی بٹائی پر دے دی ہے۔ اب اگر زید اس زمین میں سے کچھ چرائے تو مواخذہ ہوگا یا نہیں؟

جواب..... قبضہ مرتہن کا شرائط رہن میں سے ہے، جب راہن کے قبضے میں آگئی شرعاً رہن جاتا رہا۔ اس لئے راہن نے اپنے ختم سے جتنا حاصل کیا ہے وہ سب راہن کی ملک ہے، اگر سب رکھ لے گناہ نہیں، بلکہ جتنا مرتہن کو دے گا سود دینے کا گناہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۶۱)

اگر مرہون چیز مرتہن کے پاس سے چوری ہوگئی تو کیا حکم ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی زید نے ایک سونے کی چیز جو تقریباً

تین روپے کی ہوگی عمرو کے پاس رہن رکھ دی کہ مجھے ایک سو روپے کی فی الحال ضرورت ہے میں کل یا پرسوں یا تیسرے چوتھے دن ایک سو روپے واپس کر کے اپنی چیز سونے کی واپس کروں گا عمرو نے سونے کی چیز باقی سامان کے ساتھ رکھ لی جو کہ لوگوں کا تھا اپنی چار پائی کے نیچے رکھ دی اس بے احتیاطی سے وہ سامان بمعہ سونے کی چیز کے کسی نے چرایا عمرو مذکورہ ضمان دینے کیلئے تیار نہیں الٹا سو روپے کا جو عوض رہن کے دیا تھا مطالبہ کر رہا ہے مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

جواب..... مرہون چیز شریعت میں ادھار اور اس مرہون چیز کی قیمت ان دونوں میں سے جو کم ہو مضمون ہوتی ہے اور اگر ادھار کم ہو اور رہن کی قیمت زیادہ ہو تو رہن کی یہ زیادتی امانت ہوگی مثلاً ایک شخص کا دوسرے شخص کے ذمہ سو روپے ادھار ہے اور وہ اس دین کے عوض میں ایک ایسی چیز کو رہن رکھتا ہے جس کی قیمت سو روپے سے زیادہ ہے مثلاً دو سو روپے کی چیز ہے اب ہلاک ہونے کی صورت میں سو روپے قرضہ تو قرض خواہ کا اتر جائے گا اور ایک سو بقایا رہن کی قیمت میں سے وہ بطور امانت کے تھا وہ ہلاک ہو گیا تو اس کا ضمان قرض خواہ پر نہیں ہوگا قال فی الدر المختار و متنہ ص ۹۷ ج ۶ وهو مضمون اذا هلك بالاقبل من قيمته ومن الدين (فان) ساوت قيمة الدين صار مستوفياً (دينه) (حكما) او زادت كان الفضل امانة فيضمن بالتعدي او نقصت سقط بقدره ورجع المرتهن (بالفضل) لان الاستيفاء بقدر المالية الخ لیکن یہ اس وقت ہے کہ جب مرتہن سے یہ رہن ہلاک ہو گئی ہے اور اگر اس نے خود ہلاک کر دی ہو یا حفاظت میں کوتاہی کی ہو تو اس صورت میں ادھار سے زیادہ کا مطالبہ راہن کر سکتا ہے۔ صورت مسئلہ میں اگر عمرو نے اس سونے کی چیز کی حفاظت کی ہے یعنی وہ چیز کمرہ کے اندر ہو اور کمرہ کوتالا لگا چکا ہو یا کوئی شخص محافظ پاس ہو اور پھر چوری ہو گیا ہو تو اس صورت میں عمرو زیادتی کا ضامن نہ ہوگا اور اگر وہ چار پائی کہیں صحن میں ہو اور محافظ کوئی نہ ہو تو بصورت چوری دو سو روپے مزید کا ضامن ہوگا اور قرضہ بھی ساقط ہو جائے گا اور اگر ایسا نہیں تو بہر صورت ساقط ہو جائے گا اور ضمان بھی عمرو نے نہیں بھرنا ہوگا۔

كما تشهد به الرواية الفقهية.

اگر یہ مرہونہ چیز مرتہن نے ایسی جگہ رکھ دی ہو جو کہ محفوظ ہو آنا جانا وہاں عام نہ ہو اور اس کو حفاظت سمجھتا ہو اپنی چیزیں بھی وہ ایسی جگہ پر رکھتا ہو اور وہ سونے کی چیز چوری ہو گئی تو یہ مرتہن ضامن نہیں ہوگا ورنہ ضامن ہوگا۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۴۱۳)

زمین مرہون سے انتفاع اور مال گزاری کا حکم

سوال..... اجارہ ذیل کی صورتوں میں سے کس صورت میں جائز ہوگا؟ اور یہ صورت شرعاً اجارے کی ہے یا نہیں؟ ایک شخص سے کسی نے کچھ روپیہ بطور قرض لیا اور قرض خواہ کو روپے کی ادائیگی تک قرض دار نے کچھ جائیداد انتفاع کے لئے دیدی تو اب اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ مال گزاری زمین کی کاشت والا ادا کرتا ہے۔ ۲۔ یا روپیہ دینے والا دونوں صورتیں جواز کی ہیں یا نہیں؟

جواب..... یہ صورت اگر اسی طرح سے ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو رہن کی صورت ہے اجارے کی نہیں خواہ مال گزاری کوئی ادا کرے اور رہن سے انتفاع اگرچہ مالک کی اجازت سے ہو قول مفتی بہ پر حرام ہے اور کل قرض جرنفعاً فہو رد ہوا کے تحت داخل ہو کر حرام ہے البتہ بطور اشتیاق کے روپیہ دینے والا اپنے قرض دار کی جائیداد کو اپنے قبضے میں اس شرط سے رکھ سکتا ہے کہ اسکے کل منافع مالک کو دے اور مال گزاری وغیرہ بھی سب مالک ہی ادا کرے۔ (امداد المفتیین ص ۸۷۱)

سرکار کی ضبط کی ہوئی جائیداد مرہونہ کو خریدنا

سوال..... یہاں سوال نقل نہیں کیا گیا جواب سے خود ظاہر ہے؟

جواب..... جب سرکار نے زید راہن کی جائیداد ضبط کر لی تو مثل اصل راہن کے اس جائیداد کے مالک اور مرتہن کی مقروض ہو گئی کیونکہ تسلط سے ملک اور مالک کو قرض سے بری کر کے خود اپنے ذمہ لے لینے سے مقروضیت ثابت ہوئی پھر جب عمرو نے وہ جائیداد سرکار سے خریدی تو یہی حال عمرو کا ہوگا جو کہ سرکار کا تھا کہ جائیداد کا مالک بھی ہو گیا اور مرتہن کا مقروض بھی ہو گیا جسکے مقابلے میں وہ جائیداد مرتہن کے پاس محبوس ہے جو حاصل ہے رہن کا غرض عمرو راہن ٹھہرا اور جو مرتہن تھا وہ بدستور مرتہن رہا پس رہن کا جو حکم ہے کہ جب زر رہن ادا کر دے مرتہن پر واجب ہوتا ہے کہ روپیہ لیکر شری مرہون کو چھوڑ دے وہ حکم اس راہن اخیر اور مرتہن کے درمیان بھی ثابت ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۵۶)

راہن کی زمین فروخت کرنا

سوال..... موجودہ رہنوں میں تو نفع ہی کا خیال ہوتا ہے کیونکہ پہلے ہی مرتہن راہن سے پوچھا کرتا ہے کہ بتلا اس زمین میں کتنا غلہ ہوتا ہے؟ غرض یہ کہ ہر جہت سے نفع کا لحاظ رکھ کر پھر عقد رہن کیا جاتا ہے اگر نفع کم آنے کی صورت میں مسلمان کے لئے حلال نہیں ایک شخص کا والد مرتہن تھا باپ کے مرنے کے بعد وہ زمین مرہونہ اولاد کے ہاتھ آئی اولاد کو اس کے نفع کے حرام ہونے کا خیال

آگیا اور راہن روپیہ دیتا نہیں کہ اس وبال سے جان چھوٹے جواب سے مطلع کیا جائے؟
جواب..... اس صورت میں مرتہن کے ورثہ کو یہ حق ہے کہ اس زمین کو فروخت کر کے اپنا
روپیہ وصول کر لیں اور اگر موجودہ حکومت کے قانون میں اس کی گنجائش نہ ہو تو بجز اس کے کوئی
صورت نہیں کہ اس رہن کی آمدنی اپنے پاس جمع کرتے جائیں اور اپنے روپے میں مچری دیتے
جائیں حیلہ تبدیل املاک اور تداول ایہی سے اس رہن کی آمدنی نفع میں کھانا حلال نہیں ہو سکتا
کیونکہ ان حیلوں کا یہ موقع نہیں۔ (امداد المفتیین ص ۸۷۱)

مرہونہ زمین چھڑائے بغیر کسی دوسرے پر فروخت کرنا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے اپنی آبائی ملکیتی زمین عمرو
کے پاس رہن رکھی کچھ مدت کے بعد زید نے اپنی مرہونہ زمین عمرو سے فک کرائے بغیر خالد کو اس
شرط پر فروخت کر دی کہ اگر میری یہ زمین جو کہ عمرو کے پاس رہن ہے ایکٹ میں آگئی تو وہ
زر رہن جس پر زمین رہن کی گئی ہے وہ مرتہن (عمرو) کو نہ دو گے بلکہ مجھے دو گے اب زید اس بیع
قطعی کرنے سے پشیمان ہے اور خالد سے کہتا ہے کہ مجھے بیع قطعی کا انتقال واپس کر دو حالانکہ اب
تک خالد کا اس زمین پر قبضہ ہوا ہی نہیں بلکہ مرتہن (عمرو) کے قبضہ میں ہے اب اس بیع قطعی کا
عند الشرع کیا حکم ہے؟ فاسد ہے یا صحیح؟ اگر فاسد ہے تو واجب الرد ہے یا نہیں؟
جواب..... صورت مسئلہ کا جواب دو شق پر تحریر کیا جاتا ہے۔

(۱) راہن کا مرہونہ زمین میں تصرف قبل از سقوط از رہن فی المرہون دو قسم ہے ایک وہ
تصرف ہے جو قابل فسخ ہے مثلاً بیع، کتابت، اجارہ، ہبہ، صدقہ، اقرار، دوسرا وہ تصرف ہے جس میں فسخ
کا احتمال نہ ہو جیسا کہ عتق، تدبیر، استیلاء، قسم دوم تصرف خارج از بحث ہے اور قسم اول کے تصرف (جو کہ فسخ کا احتمال رکھتا ہے) کا حکم یہ ہے کہ یہ تصرف بغیر رضائے مرتہن کے نافذ نہیں ہوتا اور مرتہن
کا حق جس مرہونہ میں باطل نہیں ہوتا یعنی اس قسم کا تصرف اگر راہن کرے تو وہ مرتہن کی اجازت
پر موقوف ہوتا ہے اگر وہ اجازت دے تو تب نافذ ہوگا اور مرتہن کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ جب تک
وہ اپنا زر رہن وصول نہ کرے اس وقت تک مرہونہ کو اپنے پاس بند رکھے اور جب راہن مرتہن کو اپنا
دین ادا کر دے اور مرہونہ کو بند رکھنے کا حق باطل ہو جاتا ہے تو راہن کا وہ سابق تصرف جو کہ موقوف
تھا اب نافذ ہو جائیگا یہ تفصیل فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ ص ۴۸۷ کی مندرجہ ذیل عبارت سے لی گئی ہے۔

تصرف الراہن قبل سقوط الدین فی المرہون اما تصرف يلحقه الفسخ كالبيع

فالكسابة والاجارة والهبة والصدقة والاقرار ونحوها او تصرف لايحتمل الفسخ كالعق والتدبير والاستيلاء، اما الذي يلحقه الفسخ لا ينفذ بغير رضا المورثين ولا يطل حقه في الحبس واذ افضى الدين وبطل حقه في الحبس نفذت التصرفات كلها.

اسی طرح اگر مرہن نے زر رہن وصول کرنے سے پہلے اجازت دے دی تو نافذ ہو جائے گی اور اب پھر رہن رہن نہیں رہے گا مگر زر رہن بہر حال خود راہن کے ذمہ ہوگا اور اجازت دینے سے مرہن کا حق باطل نہیں ہوگا اور اس صورت میں اگر یہ تصرف بیع ہو تو اب بجائے مرہونہ کے اس کا ثمن (زر بیع) مرہون ہوگا چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں اسی صفحہ (جلد ۵ ص ۲۸۷) پر ہے۔

ولو اجاز المورثين تصرف الراهن نفذ وخرج من ان يكون رهناً والدين على حاله وفي البيع يكون الثمن رهناً مكان المبيع الخ

فقہاء کی اس تحقیق کی روشنی میں صورت مسئلہ میں راہن نے جو تصرف کیا ہے وہ بیع کا تصرف ہے پس وہ اجازت مرہن پر موقوف ہوگا اب اگر عمرو (مرہن) نے راہن (زید) کو اجازت دی ہو تو اس کا یہ تصرف نافذ ہوگا اور عمرو (مرہن) کا زر رہن زید کے ذمہ لازم ہے اور اگر عمرو (مرہن) نے اجازت نہ دی ہو تو یہ بیع موقوف ہے اور تا وصولی زر رہن عمرو (مرہن) زمین مرہونہ کو اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے۔

(۲) فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ایسی شرائط جو مائع عقد نہ ہوں ان سے عقد بیع فاسد ہوتا ہے جس کی تفصیل فقہاء نے یوں کی ہے۔ الدر المختار میں ہے۔ ولا بیع بشرط لا يقتضيه العقد ولا بلاتمه وفيه نفع لاحدهما وفيه نفع لمبيع الخ..... علامہ شامی بصورت تنبیہ اس کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ قوله وفيه نفع لاحدهما الماء بالنفع ماضرط من احد لمتعاقدین علی الآخر (ج ۴ ص ۱۶۷)

اور بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ مشتری بیع کا مالک ہو جاتا ہے یعنی بیع فاسد مفید للملک ہے اور ہر ایک پر بائع اور مشتری میں سے اس کا فسخ واجب ہے قبل القبض اور اسی طرح بعد القبض بھی جب تک کہ بیع مشتری کے ہاتھ میں باقی ہو اور اس میں موانع الی القاضی کی شرط نہیں ہے کیونکہ جو چیز شرعاً واجب ہوتی ہے وہ قضاء قاضی کی محتاج نہیں ہوتی ہاں اگر کسی نے بائع یا مشتری میں سے کسی نے اس کے باقی رکھنے پر اصرار کیا تو قاضی کو جبراً اسے فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

علامہ فرماتے ہیں: ويجب علی کل واحد منهما فسخه قبل القبض ويكون

امتناعاً عند اوبعدہ مادام المبیع مجالہ فی ید المشتري..... للفساد لانه معصية فيجب رفعها ولذا لا يشترط فيه قضاء قاض لان الراجح شرعاً لا يحتاج للقضاء واذا امر احدهما على امساكه وعلم به القاضي فله فسخه جبراً عليهما حقاً للشرع (درمختار بهامش الشامي ج ۲ ص ۱۷۳)

اس تحقیق کو مد نظر رکھتے ہوئے صورت مسئلہ میں مرتہن (زید) کی اجازت سے راہن نے مشتری (خالد) سے جو عقد بیع کیا ہے میرے نزدیک یہ بیع فاسد ہے کیونکہ زید نے حین عقد میں جو شرط لگائی ہے کہ اگر میری زمین ایکٹ میں آگئی تو زر رہن مرتہن کو نہ دو گے بلکہ مجھے دو گے اور مشتری خالد نے اس کو منظور کیا تو یہ ایک ایسی شرط ہے جو نہ عقد کی مقتضی ہے اور نہ ملائم عقد ہے اور اس میں احد المتعاقدين (زید بائع) کو نفع ہے لہذا اس سے بیع فاسد ہو گئی ہے اور اس کا فسخ کرنا واجب ہے پس زید اس کو فسخ کر سکتا ہے کیونکہ مشتری (خالد) نے ابھی تک قبضہ بھی نہیں کیا ہے اگر زید اس بیع کے باقی رکھنے پر اصرار کرے تو بذریعہ عدالت فسخ کرایا جاسکتا ہے۔ ہذا هو الذی یعلم ما ذکر فی کتب مذہبنا وان لم یشرح بہ القلب ولم تطمنن بہ النفس فان للمقال فیہ مجالاً (فقط واللہ اعلم) فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۲۳۱، ۲۳۳

راہن کا حق انفکاک کی بیع کرنا

سوال..... زید نے اپنی زمین داری کا حق اس شرط سے بکر کے پاس دو سو روپے میں رہن کیا کہ جب روپیہ ادا کر دیا جائے فک رہن ہو جائے اور ایام رہن میں بارہ روپے سالانہ منافع مرتہن لیا کرے بکرفوت ہو گیا بذریعہ ترکہ مرہونہ زمین کے حق پر اس کی زوجہ ہندہ قابض ہوئی اس کے بعد زید نے مرہونہ زمین کے حق انفکاک کو عزیز وغیرہ کے باپ عبید کے پاس بیع کر دیا تھا اگرچہ زید نے بیعانہ کی رجسٹری بھی کرا دی اور زر ثمن وصول ہونے کا اقرار بھی کر لیا مگر واقع میں زید کو زر ثمن اب تک نہیں ملا زید اور عبید کے درمیان ایام رہن میں یہ معاہدہ ہوا کہ عبید نے حق انفکاک رہن بیع شدہ کو بحق زید واپس کر دیا اس شرط سے کہ اگر زید ایک یا دو سال میں دو سو روپے عبید کو ادا کر دے اگر زید ادا نہ کر سکے تو عبید بدستور سابق حق انفکاک کا مالک رہے گا چنانچہ وعدہ گزر گیا اور زید نے ادا نہ کیا تو ایسی صورت میں بلا امداد قاضی کے بیع ہوگی یا نہیں؟ اسی اقرار نامے میں یہ بھی تھا کہ عرصہ قلیل میں درخواست پر بکر و زید کا نام داخل خارج کا چڑھوا دوں گا مگر اس نے درخواست نہ دی اور خلاف معاہدہ قابض رہا اور اسی حالت میں وفات پا گیا اس کے بعد عزیز وغیرہ

اس کے وارث قرار پائے ہندہ کے فوت ہونے پر حقیقت مرہونہ عمر و کوتر کے میں ملی عمر و اٹھارہ سال تک اس پر قابض رہ کر دوسو سولہ روپے سالانہ وصول کر کے اپنے تصرف میں لایا تو عمر و کا یہ تصرف جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو اصل زر رہن میں مجرا ہو کر زید کو واپس ملنا چاہئے یا نہیں؟ پھر عمر و کی وفات کے بعد اس حقیقت پر اس کا لڑکا خالد قابض رہا اتفاق سے خالد نے حقیقت مرہونہ مندرجہ صد کا مبلغ دوسو روپے زر رہن عزیز وغیرہ کو معاف کر دیا اور جائیداد پر قابض کر دیا تو ایسی صورت میں زر منافع اس کا جب شرعاً ناجائز ہوا اور حسب صورت بالا اصل زر رہن منافع ادا ہو کر روپیہ زید کا نکلا تو خالد کو اس دوسو روپے ادا شدہ کو عزیز وغیرہ کے حق میں معافی کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو عزیز وغیرہ کو اس کا لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... زید راہن نے بکر مرتہن سے یہ شرط کی ”مرتہن ایام رہن میں بارہ روپے سالانہ منافع لیا کرے؟ شرعاً باطل ہے صرف زر رہن میں اس کا حق ہے پس بکر کی وفات کے بعد اسکے ورثہ کا جس میں زوجہ ہندہ بھی ہے صرف زر رہن میں حق ہے اور حق فک رہن کا زید ہی کو حاصل ہے زید کا اس حق فک (چھڑا لینے کا حق) کو عبید کے ہاتھ بیع کرنا باطل ہے اس بیع سے عبید کا کوئی حق نہ ہوا۔ اگر عبید سے روپیہ بھی وصول ہو جاتا تب بھی زید پر واجب تھا کہ وہ روپیہ عبید کو واپس کرتا کہ یہ روپیہ رشوت ہے اور جبکہ روپیہ بھی وصول نہیں ہوا تب تو کسی قسم کا حق عبید کو حاصل نہ ہوا۔ اور جو اقرار نامہ لکھا گیا ہے اس کا کوئی اثر نہیں اگر زید کو روپیہ بھی مل جاتا اور زید میعاد کے اندر روپیہ عبید کو واپس بھی نہ کرتا اور میعاد بھی گزر جاتی اور کوئی قاضی بھی اس بیع باطل کے نفاذ کا حکم کر دیتا تب بھی حق فک رہن زید ہی کو ہوتا۔

اور سائل کا یہ کہنا کہ عبید خلاف معاہدہ قابض رہا سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ جائیداد کا اول بکر کے قبضے میں رہنا پھر ہندہ کے قبضے میں رہنا سوال میں مذکور ہے بہر حال اگر اس پر بھی عبید کا قبضہ ہو جاتا تب بھی حکم مذکور میں کچھ تغیر نہ ہوتا عبید کو غاصب و قابض بالباطل کہا جاتا تب عبید کا اس میں کوئی حق نہیں تو اس کے مرنے کے بعد عزیز وغیرہ اس کے وارثوں کا بھی اس میں کوئی حق نہیں ہوگا پھر جب ہندہ کی وفات ہوئی تو عمر و اگر اس کا یا بکر کا شرعی وارث ہے تو اس کا بھی اصل مرتہن کی طرح زر رہن کی واپسی ہی میں حق ہے اسی طرح اگر بکر یا ہندہ کے اور ورثہ بھی ہوں تو بھی یہ ہی حق واپس زر رہن سب ورثہ میں مشترک ہے اب عمر و نے اس جائیداد سے دوسو روپے جو وصول نہیں کیا تو اس رقم وصول شدہ سے سولہ روپے زید کو واپس کیا جائے گا اور دوسو روپے بکر مرتہن کے سب ورثہ شرعیہ کو انکے حصے کے موافق تقسیم کیا جائے گا اور جائیداد مرہونہ چھوڑ دینا واجب ہوگا اور اگر بکر یا ہندہ کو بھی..... کچھ وصول ہوا تھا تو وہ بھی ہندہ اور بکر کی جائیداد سے وصول کر کے

زید کو واپس دیا جائے گا یا ان کے حصے میں تقسیم کے وقت اتنی کمی کر دیں گے اور اس دو سو روپے میں سے وہ وصول کردہ ہندہ و بکر بھی زید کو واپس کیا جائے گا جب جائیداد میں وارثان مرتہن کا کوئی حق نہ رہا تو اب خالد کا قبضہ محض باطل ہے اسی طرح جب زر رہن وارثان مرتہن کے پاس پہنچنے سے بدمہ راہن یا وارثان راہن دین نہ رہا تو خالد کا معاف کرنا بھی باطل ہے خاص کر ایسے شخص کو جو شرعاً دین وصول کرنے کے مستحق بھی نہیں ہوئے پس عزیز وغیرہ کا قبضہ اس جائیداد پر باطل ہوگا اور انتفاع اس سے حرام ہوگا بلکہ سب پر واجب ہے کہ اپنا قبضہ اٹھا کر زید راہن یا اس کے ورثہ کے قبضے میں دے دیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۶۱)

مرتہن نے اگر مرہونہ زمین سے دی ہوئی رقم سے

زیادہ منافع حاصل کئے تو لوٹانا واجب ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر سے پانچ سو روپیہ لیا اور چار کنال زمین رہن کے طور پر رکھی تقریباً دو سال کے لئے آیا بکر دو سال زمین کی پیداوار کھا سکتا ہے یا نہ اگر کھا سکتا ہے تو پھر اس کو دو فائدے حاصل ہوں گے ایک پیداوار دوسری رقم بھی وصول ہو جائے گی پوری پانچ سو روپیہ شریعت کی رو سے روشنی ڈالیں۔

جواب..... بکر صرف پانچ صد روپیہ کا استحقاق رکھتا ہے پیداوار کا مالک بعد از ادائے نفقات کے زید ہے بکر کو لازم ہے کہ پانچ صد روپیہ سے زائد جو کچھ پیداوار وغیرہ لی ہے واپس کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۴۲۸)

متفرقات

مشاع کا رہن رکھنا

سوال..... مشاع (مشترک) چیز کو رہن رکھنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب..... صحیح نہیں لایصح رهن المشاع مطلقاً مقارناً او طاریاً انتہی۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۲۹)

شئی مرہون کا نفقہ کس کے ذمے ہے؟

سوال..... شئی مرہون کا نفقہ راہن کے ذمے ہے یا مرتہن کے؟

جواب..... بدمہ راہن ہے ونفقة الرهن على الراهن انتہی۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۲۹۹)

ارض مرہونہ کا خراج کس کے ذمے ہے

سوال..... اراضی مرہونہ کا خراج بذمہ راہن ہوگا یا بذمہ مرہن؟

جواب..... بذمہ راہن ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۰۰)

مرہونہ زمین کے محاصل راہن کو واپس کرنا لازم ہیں

سوال..... جناب مفتی صاحب! ہمارے علاقہ یار حسین (ضلع صوابی) میں قرض لینے دینے کے سلسلہ میں یہ رواج ہے کہ قرض رقم دینے والا اس کے عوض میں کچھ زمین رہن رکھ لیتا ہے اور اس مرہونہ زمین سے اسے (مرہن کو) انتفاع لینے کی راہن کی طرف سے اجازت ہوتی ہے اسی سلسلہ میں کچھ عرصہ قبل بندہ نے ایک استفتاء بھیجا تھا جس کے جواب میں آنجناب نے راہن کی اجازت کے باوجود مرہونہ زمین سے انتفاع لینے کو ناجائز تحریر فرمایا تھا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے مرہونہ زمین سے فائدہ حاصل کیا ہو اور اسے استعمال بھی کیا ہو تو وہ اپنے آپ کو اس سے کس طرح فارغ الذمہ کر سکتا ہے اور اس کی عملاً کیا صورت ہوگی؟

جواب..... مرہونہ زمین انتفاع لینا راہن کی اجازت کے باوجود بھی مفتی بہ قول کے مطابق ناجائز و حرام ہے اب اگر کسی نے ایسا کیا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس ذمہ داری سے فارغ کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ مرہونہ زمین سے اس نے جو محاصل لئے ہیں وہ جملہ محاصل یا ان کی قیمت راہن کو واپس کر دے تب اس کا ذمہ فارغ ہوگا۔

لما قال العلامة محمد عبدالحی الکھنری: (الجواب) بکسر کو اس محاصل کا واپس کرنا لازم ہے اور بکسر کو اس محاصل سے نفع حاصل کرنا جائز نہ تھا اور ایک روپیہ کے عوض میں اس محاصل کو بیچ نہیں سکتا البتہ کل محاصل کے واپس کر دینے سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ (مجموعۃ الفتاویٰ (اردو) ج ۳ ص ۱۲۹ کتاب الراہن (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۲۳۴)

مرہن کا قرض مہر پر مقدم ہے

سوال..... زید جائیداد موروٹی پر قبضہ اور زوجہ منکوحہ اور چار لڑکی چھوڑ کر فوت ہو گیا اور اس کے ذمے دین مہر ہے تو متوفی کی جائیداد مرہونہ سے اس کی منکوحہ قرض ادا کرنے سے پہلے دین مہر وصول کر سکتی ہے یا نہیں؟ مزید یہ کہ متوفی کی منکوحہ نے نکاح ثانی بھی کر لیا ہے۔

جواب..... صورت مسئلہ میں جس جائیداد پر قرضہ ہے اگر وہ مرہونہ اسی قرضے کے عوض

میں ہو اور مرتہن کی مقبوضہ بھی کرا دی گئی تھی تب یہ دین رہن دین مہر پر مقدم ہے اس کو ادا کر کے اگر کچھ بچے یا متوفی کے پاس اور ترکا بھی ہو تو اس میں سے مہر ادا کیا جائے گا اور اگر مرتہن کا قبضہ اس پر نہیں ہوا تھا تو وہ اور مہر برابر ہے اور دین رہن کی وہ مقدار معتبر ہوگی جس قدر اصل قرض بذمہ راہن ہے اور اگر مرتہن کچھ سود لے چکا ہے یا مرتہن اسی شئی مرہون سے کچھ آمدنی حاصل کر چکا ہے کہ وہ بھی سود ہے تو یہ سود اور آمدنی منہا کر کے جو باقی رہے گا وہ قرضہ شمار کیا جائے گا اور نکاح ثانی کرنے سے دین مہر ساقط نہیں ہوا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۵۶)

مشروط رہن کی ایک صورت کا حکم

سوال..... احمد کا ایک مکان محمود نے رہن لیا جس کا کرایہ ع۔ رہا ہوا ہے اور شرائط ذیل ہیں۔
۱۔ مرمت بذمہ راہن ہے ۲۔ قبضہ مرتہن نہ دے کر اختیار دیا ہے کہ چاہے خود رہے یا کرائے پر دے ۳۔ سولہ برس کے..... اندر بے باقی مقرر پا کر جائیداد مرہونہ فک رہن ٹھہری ہے ۴۔ صرف پتائی صفائی گل اندازی سقف بذمہ مرتہن ہے ۵۔ اگر راہن کوئی جز اس مکان کا کرائے پر لے گا تو اس کا کرایہ نامہ باضابطہ لکھ دے گا ۶۔ سولہ سال معیاد کے اندر مرتہن کی رضامندی کے بغیر چھڑانے کا اختیار ہے۔ محمود کا خیال ہے کہ فی الحال گو مکان کرائے پر اٹھا ہوا ہے مگر احتمال یہ بھی ہے کہ آئندہ نہ اٹھے اور خالی رہے یہ معاملہ سودی ہے یا نہیں؟

جواب..... شرعاً سود کچھ زیادہ وصول کرنے ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر عقد باطل و فاسد رہا ہے اگر کوئی اپنی اصطلاح میں اس کا نام رہانہ رکھے تو احکام کا مدار نام پر نہیں بلکہ حقیقت پر ہے اور حرمت صرف رہا کے ساتھ خاص نہیں جو عقد کہ شرائط جواز کا فائدہ ہو وہ حرام ہے

صورت مسئلہ میں اصل عقد رہن ہے اور اس کا مقتضا صرف یہ ہے کہ جب راہن زر رہن ادا کر دے مرتہن اس رہن کو چھوڑ دے اور درمیان میں جو آمدنی اس سے ہو وہ مرتہن کے پاس امانت ہے شئی مرہون کیساتھ اس کو بھی واپس کرے اور ظاہر ہے کہ صورت مسئلہ میں بعض شرائط اس مقتضائے عقد کی خلاف ہے اس لئے یہ معاملہ حرام ہے گو سود نہ ہو۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۶۵)

مرتہن کے بعض ورثہ کا مرہون میں سے اپنا حصہ چھڑالینا

سوال..... زید و عمر حقیقی بھائی تقسیم میں برابر ہوئے زید نے ہندو کے یہاں نوکری کر لی مگر تصرف بے جا کی وجہ سے اپنا حصہ اس ہندو کے یہاں رہن رکھ دیا عمرو نے دوسری جگہ سے روپے

لے کر اس سے رہن چھڑوا کر منتقل کر دیا مگر تھوڑے دنوں کے بعد خود اپنا حصہ اس کے یہاں گروی رکھ دیا اسی اثنا میں زید دولڑ کے ایک لڑکی اور بی بی سے اور ایک عورت منکوحہ اور ایک لڑکی اس عورت سے چھوڑ کر فوت ہوا تھوڑے دنوں کے بعد زید کا بڑا لڑکا چار لڑکے اور عورت چھوڑ کر مر گیا اب زید کا چھوٹا لڑکا اور لڑکی اپنے اپنے حصے کا روپیہ دے کر اپنے چچا سے حصہ لینا چاہتے ہیں کس قدر حصہ لازم آتا ہے اور اس طریق سے مدعی بننا اور لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... میراث سے مقدم حقوق ادا کر نیے بعد زید کا کل ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ زید کی زوجہ ثانیہ کو چھیا نوے اور زید کے لڑکے کو دو سو چوبیس زید کی دونوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کو ایک سو بارہ اور زید کے پسر متوفی کی زوجہ کو اٹھائیس اور اسکے چار لڑکوں میں ایک کو انچاس ملیں گے۔

اور چونکہ زمین رہن رکھنے سے ملک سے خارج نہیں ہوتی اس لئے زید کی وہ زمین مرہونہ ان ہی سہام کے موافق اس کے ورثہ بالا میں تقسیم ہوگی اور زر رہن ملنے پر رہن چھوڑنے سے انکار کرنا جائز نہیں۔ البتہ اصل مرہن کو یہ اختیار تھا کہ جب تک اپنا زر رہن پورا نہ لے لے رہن نہ چھوڑے خواہ ایک وارث دے دے یا سب مل کر دے دیں۔

لیکن چونکہ عمر اس رہن کو چھڑا کر دوسری جگہ رہن کر چکا اس لئے عمر و تبرع ہے اور تبرع کو حق جس حاصل نہیں لہذا عمر و پر واجب ہے کہ ورثہ زید کی چیز ان کو فوراً دے دے اور پس و پیش کرنا ظلم اور حرام ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۵۴)

اگر ایک زمین عرصہ ساٹھ سال سے کسی کے پاس
رہن ہو تو کیا مرہن اس کا مالک بن سکتا ہے

سوال..... ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ان المرہون بعد اذ امضى علیہ فی
ید المرتهن ستین سنة ولا یفکک الراهن ولا ولده ولا ولدا ولادہ هل
یصیر بعد المرافعة الی القاضی او الحاکم المسلم ملکاً قطعياً کما هو المعروف
فی قانون الحاضر وهو المسمى فی اصطلاحهم (زاد الميعاد)

فی الجملة ان الاذن للحاکم هل هو شرعی ام من القانون الغرب وبعد مصادرة
الحکم من الحاکم هل يجوز الانتفاع من ذلك المرہون فی شرع الاسلامی ام لا؟
جواب..... فی شرح التنویر ص ۵۱۹ ج ۶ مات الراهن باع وصیہ

رهنہ باذن مرتهنہ. وقضى دينه لقيامه مقامه فان لم يكن له وصى
نصب القاضى له وصيا وامره ببيعه لان نظره عام وهذا لوورثته
صغاراً فلو كان كباراً خلفوا الميت فى المال فكان عليهم تخليصه
جوهره. وبعد سطر لا يبطل المرهن بموت الراهن ولا بموت
المرتهن ولا بموتهما ويبقى الرهن رهناً عند الورثة وايضا فى شرح
التنوير ۵۰۲ ج ۶ سلطه ببيع الرهن ومات للمرتهن بيعه بلامحضر
وارثه غاب الراهن غيبة منقطعة فرفع المرتهن امره للقاضى لبيعه
بدينه ينبغى ان يجوز. وفى الشامية بقى ما اذا كان حاضر او امتنع
عن بيعه وفى اللواجية يجبر على بيعه فاذا امتنع باعه او امنه
للمرتهن واوفاه حقه والعهدة على الراهن اه ملخصاً. وبه يفتى فى
الحامدية وفى الخيرية يجبر على بيعه وان كان ذا راليس له
غيرها يسكنها لتعلق حق المرتهن بها بخلاف المفلس. ردالمختار
ص ۵۰۲ ج ۶ قد علم من هذه العبارات الفقهية انه اذا حل اجل
الرهن ولا يؤدى الراهن دين المرتهن ولا ورثته اذامات الراهن قبل
فكاك الرهن فان كان ورثته فقراء يجبرهم القاضى لبيعه واداء
(مال المرتهن فان امتنعوا باعه القاضى واداه حقه ولا يملك
المرتهن نفس الرهن. نعم لو كان الرهن دار اولم يكن للمرتهن
دار غيرها ليسكنها لتعلق حق المرتهن بها. وبهذا علم لو كان
المرتهن محتاجاً الى نفس الرهن صار مالكا باذن القاضى ان كانت
قيمته مساوية للدين وجاز له انتفاعه به. فقط والله اعلم وان كان
قيمة الارض او الدار زائدة على الدين رد الزيادة على ورثة الراهن.
والله اعلم (فتاوى مفتى محمود ج ۹ ص ۴۱۲)

کافر کی مرہونہ زمین کو زراعت پر لینا

سوال..... ایک ہندو کی زمین مسلمان کے پاس رہن ہے اب مرہن سے مزارعت پر لے لی
جائے یا نہ؟ یہ بھی معلوم ہے کہ نفع یہ ہی شخص اٹھائے گا۔

جواب..... بعض علماء کے قول پر جائز ہے بیاح مال الحرب برضاہ ولو بعقد فاسد۔
(امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۵۴)

شئی مرہون کی حاصل کرنے کی ایک صورت

سوال..... رہن لینے میں جو آسانی ہوتی ہے اسکی کوئی صورت شرعاً پیدا ہو سکتی ہے یا نہیں؟
فرض کیجئے ایک موضع میں میرا حصہ پندرہ آنا ہے ایک آنے والا حصہ دار بضرورت قرض لیتا ہے مجھ سے رہن بالقبض یا بلاقبض کی درخواست کرتا ہے اگر میں نہیں لیتا تو دوسرے کے قبضے میں جاتا ہے جس سے پھر ملنے کی امید نہیں اور گویا مجموعی انتظام میں رخنے پڑنے کا احتمال ہے یا مثلاً کوئی زیادہ قیمت کی جائیداد تھوڑے پیسوں میں ہمارے پاس رک جاتی ہے جیسے ہم سمجھتے ہیں کہ راہن میں ادا کرنے کی قوت نہیں ہے پھنس جانے پر ہم رفتہ رفتہ قیمت ادا کریں گے اور اس طرح ہمارے پاس ایک معقول جائیداد ہو جائے گی آسانی یہ ہوئی کہ یک مشت قیمت نہ دینی پڑی۔

جواب..... صرف اس قدر ممکن ہے کہ مدت رہن کے اندر جو منافع حاصل ہوں ان کو امانتاً جمع رکھے اور جب وہ زمین فروخت ہو جائے تب وہ امانت اس راہن کو واپس کر دی جائے زمین بھی آسانی سے آجائے گی اور منافع رہن کے استعمال سے بھی محفوظ رہے گا۔ البتہ اس صورت میں اتنا امر کھٹکتا ہے کہ اگر اس صورت میں راہن کو اطلاع ہو جائے کہ اتنا واپس ملے گا تو امید ہے کہ وہ چھڑوا لے تو اطلاع نہ کرنا یہ ایک قسم کا دھوکہ ہے جس میں گناہ کا اندیشہ ہے البتہ سود کھانے کا گناہ اس کو نہیں ہوا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۶)

رہن کی وجہ سے مکان کا کرایہ کم نہیں ہو سکتا کرایہ پورا دینا چاہئے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی کو حکومت نے حقدار سمجھ کر ایک مکان الاٹ کر دیا کچھ عرصہ خود بیٹھا رہا بعد اس نے وہ مکان کرایہ پر دے دیا الائی سے مبلغ ۶۰۰۰ روپیہ مہینہ کرایہ لیتا رہا کچھ عرصہ پھر اس الائی نے کرایہ دار سے دو ہزار چار سو پچاس روپیہ نقد قرضہ لیا پر نوٹ لکھ دیا اور زبانی اقرار ہوا کہ یہ مکان رہن ہے قرض خواہاں کے پاس سے مقروض جس وقت مکان لے گا دو ہزار چار سو پچاس روپیہ نقد ادا کرے گا اور مکان کا سرکاری کرایہ مبلغ تیس روپیہ مہینہ مرتہن دیتا رہتا ہے اب مکان جس کے نام الاٹ کیا تھا حکومت نے وہ مرتہن سے مکان واپس لینا چاہتی ہے مکان کا کرایہ تھا ساٹھ روپیہ مہینہ اور مرتہن دیتا رہا تیس روپیہ مہینہ جو مرتہن کے پاس پیچھے ان کا حقدار کون ہے باقی مرتہن کتنے روپے لینے کا حقدار ہے جو شرعاً سود لینے کا مجرم نہ بنے۔ مینو اتو جروا

جواب..... مرتہن کو مبلغ ساٹھ روپیہ پورے ادا کرنے ہوں گے رہن کی وجہ سے کرایہ کی رقم کم نہیں کی جاسکتی یہ سود ہوگا جس کا لینا حرام ہے لیکن مکان اس وقت اس کے حوالہ ہوگا جب رقم ادا کرے گا دراصل یہ رہن فاسد ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۴۱۵)

مکان رہن رکھ کر اس میں رہنا

سوال..... ایک صاحب یہ کہتے ہیں کہ مکان گروی رکھ کر خود رہنا جائز ہے کیونکہ مشارق الانوار میں ایک حدیث شریف آئی ہے کہ گھوڑا، گائے، بکری، بیل وغیرہ کا گروی رکھنا اور ان جانوروں کو دانا گھاس کھلا کر گھوڑے بیل کی سواری کرنا اور گائے بکری کا دودھ پینا جائز ہے پس اسی طرح پر اگر مکان گروی رکھا اور خود اس کی مرمت کرتا رہا تو اس کو رہنا جائز ہے اگرچہ اس کی مرمت میں تھوڑا ہی صرفہ ہو تو یہ حدیث اور ان صاحب کا قول صحیح ہے یا غلط؟

جواب..... ان صاحب کا قول غلط ہے اور مطلب حدیث کا یہ کہ اگر راہن خود اپنے تصرف میں لائے تو مرتہن کی رضا سے درست ہے۔

یہ معنی ہیں کہ جس وقت راہن نے رہن رکھا اس وقت ان کے خیال میں بجز رہن کرنے کے اور کچھ نہ تھا بالکل کسی قسم کے تصرف کی شرط وغیرہ سے رہن خالی تھی پھر عقد رہن تمام ہونے کے بعد اگر مرتہن راہن کی اجازت سے اس کو کام میں لائے تو جائز ہے۔ اور یہاں جو رہن ہوتی ہے ان کا قیاس اس رہن پر جو حدیث شریف میں مذکور ہے درست نہیں کیونکہ یہاں انتفاع مرتہن معروف ہے اور معروف کا مشروط ہوتا ہے اور انتفاع مرتہن کوئی مرہون سے حرام ہے اور رہا میں داخل ہے کیونکہ یہ منفعت عوض سے خالی اور قرض جرنفعاً سے ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۲۰)

اپنا ذاتی مکان کسی کے پاس رہن رکھ کر پھر اس سے کرایہ پر لینا

سوال..... مندرجہ ذیل مسئلہ میں شریعت کے حتمی فیصلہ سے مطلع فرمائیں۔

ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اپنا ذاتی مکان رہن رکھنا چاہتا ہے اور رہن رکھنے کے ساتھ ہی یہ بھی چاہتا ہے کہ وہی مکان وہ خود کرایہ پر لے لے اور جب تک اس کا مکان اس کے اپنے قبضے میں رہے وہ اس شخص کو جس کے پاس اس نے مکان رہن رکھا ہے اس مکان کا کرایہ ادا کرتا رہے اب آپ یہ فرمادیں کہ آیا اس شخص کے لئے جس نے مکان لیا ہے مالک مکان سے اس مکان کا کرایہ لینا سود میں شمار ہوگا یا نہیں واضح رہے کہ مکان رہن رکھا گیا ہے خرید نہیں اس کے علاوہ اگر کوئی دوسرا طریقہ مکان لینے کا ایسا ہو کہ جس سے مکان لینے والا سود سے بچ سکے تو وہی طریقہ خود فرمادیں۔

جواب..... صورت مسئلہ میں مکان کا کرایہ لینا رہن مکان سے نفع اٹھانا ہے جو کہ اس لینے والے کے لئے حرام مثل سود کے ہے۔ شامی ص ۲۸۲ ج ۶ میں ہے قال فی المنع وعن عبد اللہ محمد بن السمرقندی وکان من کبار علماء سمرقند انه لا یحل له ان ینتفع بشئ منه بوجه من الوجوه. وان اذن له الراهن لانه اذن له فی الربا لانه ینتفع فی دینه کاملاً فبقی له المنفعة. فضلاً فیکون رباً وهذا امر عظیم (الی قوله) والغالب من احوال الناس انهم انما یریدون عند الدفع الانتفاع ولولاه لما اعطاه الدارهم وهذا بمنزلة الشرط لان المعروف کالمشروط وهو مما یعین المنع واللہ تعالیٰ اعلم۔ لہذا صورت مسئلہ میں مکان کو رہن رکھ کر وہی مکان مالک کو کرایہ پر دینا شرعاً ناجائز و منع ہے البتہ اگر اس صورت میں مالک مکان اور یہ دوسرا شخص اس میں سودا کر لیں اور جب ایجاب و قبول ہو جائے سودا ہو جائے تو پھر اگر سودا کے تمام ہونے کے بعد یہ شرط کر لیں کہ جو رقم جو کہ مکان کی قیمت لگائی ہے مالک مکان ادا کرے تو مکان مشتری بائع کو واپس کرے گا تو یہ بیع مجمع ہے۔ اور بعد والی شرط مالک مکان سے وعدہ ہے جس کی وجہ سے بیع میں کچھ خرابی نہیں آتی چنانچہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد اول عزیز الفتاویٰ میں حضرت مفتی عزیز الرحمن کا فتویٰ اس قسم کا ایک درج ہے۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۲۱۶)

احکام الوصیت

وصیت اور اجازت و ہبہ

وصیت کی حقیقت اور اس کی قسمیں

سوال..... وصیت کی حقیقت کیا ہے؟

جواب..... شرعاً وصیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کا مالک بنا دیا جائے جبکہ اس کی ملکیت مرنے کے بعد منسوب ہو اور وہ ازراہ تبرع ہو فی الہندیۃ الایضاء فی الشرع تملیک مضاف الی ما بعد الموت یعنی بطریق التبرع سواء کان عیناً او منفعة کذا فی التبیین (ج ۶ ص ۹۰)

اور وصیت چار طرح کی ہوتی ہے۔

۱۔ واجب وصیت جیسے زکوٰۃ روزے نماز کے فدیہ کی وصیت

۲۔ اور مباح کسی بھی مالدار کے لئے۔

۳۔ مکروہ فاسق اور گنہگاروں کے لئے اور مذکور بالا صورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو وصیت کرنا مستحب ہے فی التَّوْبِ وَشَرْحِهِ (وہی) اربعة اقسام (واجبة) بالزكاة (و) فدية (الصيام والصلوة التي فرط فيها) ومباحة لغی (ومكروهة) لاهل فسوق والافمستحبة (ج ۵ ص ۲۱۵) (منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ)

وصیت میں کون سی اجازت معتبر ہے؟

سوال..... زینب نے انتقال سے چند سال پہلے اپنا مکان اور اسباب خانہ اپنی دختر کلثوم کی موجودگی میں اس کی رضامندی سے اپنے لڑکے بکر کے لئے وصیت کر دیا اب انتقال کے بعد لڑکی بھائی سے اپنا حق طلب کرتی ہے شرعاً کلثوم اس صورت میں مستحق ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ وصیت وارث کے لئے ہے جو دوسرے ورثہ کی اجازت کے بغیر معتبر نہیں اور ورثہ کی اجازت وہ معتبر ہے جو موصی کی موت کے بعد ہو وقت وصیت کی اجازت معتبر نہیں لہذا یہ وصیت کالعدم ہے (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۳)

وصیت کی ایک خاص صورت

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ہندہ نے کچھ اپنا زیور اپنی حیات میں زید کے پاس بطور امانت رکھا اور کچھ پہنے رہی اور امانت کے وقت یہ کہہ دیا کہ میں اپنا سارا زیور جو امانت ہے اور جو میں پہن رہی ہوں خیرات کروں گی اور کچھ دنوں کے بعد ہندہ کا انتقال ہو گیا اور وہ زیور جو پہن رہی تھی وہ بھی امانت زید میں آ گیا اور ہندہ نے مرض الوفا سے یعنی مرنے سے ایک روز پہلے زید سے یہ کہا کہ میرا سارا زیور خیرات کر دینا لہذا صورت مذکورہ بالا میں زید کو کیا کرنا چاہئے کیا وہ کل زیور خیرات کر دے یا بحیثیت وصیت ثلث خیرات کرے اور دو حصہ ورثاء کو موافق فرائض تقسیم کر دے۔

نوٹ: اس ہندہ کا کچھ مہر اور آٹھواں حصہ اس کے زوج کے مال میں نکلتا ہے جس کے آ جانے کے بعد یہ کل زیور ثلث مال میں آ سکتا ہے تو یہ کل زیور خیرات ہو سکتا ہے یا نہیں اور جو ناقابل وصول ہے اس کو ورثاء دعویٰ کر کے وصول کریں لیکن کچھ وارث یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے واسطے سب مال ایسا کیوں چھوڑا جاتا ہے جو ہم وصول نہ کر سکیں جو مال زید کے قبضہ میں ہے اس میں سے بھی تو کچھ دینا چاہئے۔ بینوا تو جروا

جواب..... حامداً و مصلیاً

صورت مذکورہ میں یہ زیور کل وصیت ہے کیونکہ میت کے کل مال میں سے ثلث کے اندر نکل سکتا ہے لہذا اس میں وصیت کو نافذ کرنا ضروری ہے ورثہ میں سے کسی کا اس میں حق نہیں بشرطیکہ یہ خوب محقق ہو کر یہ کل زیور ثلث میں سے نکل سکتا ہے۔

قال فی الدر: وثلث دراهمه او غنمه او ثیابه متفاوتة ای الدراهم والغنم ان خرج من ثلث جميع باقى اصناف ماله وثلث الباقي فی الاخيرین ای الثیاب والعیدران خرج الباقي من ثلث الكل اه

دل کلامہ علی انه اذا وصی بشئ وله من المال اصناف متعددة وخرج الموصی به من ثلث الكل فالوصية جائزة. واللہ اعلم (امداد الاحکام ج ۴ ص ۵۷۲)

وصیت کا مال ضائع ہونے کا حکم

سوال..... زید نے مرنے سے پہلے ایک شخص سے تنہائی میں کہا کہ میں نے اس قدر رقم زوجہ کے پاس رکھ دی ہے اور وصیت کر دی ہے احتیاطاً تجھے بھی کہہ دیتا ہوں کہ اس رقم میں اتنا بہن کی شادی کے واسطے اور اتنا بیوی کے واسطے اور اتنا حج بدل کے واسطے اور اتنا چھوٹے بھائی کے واسطے اور اتنا اپنے لڑکے کی تعلیم وغیرہ کے واسطے ہے۔ اس کے بعد زید انتقال کر گیا اس کی بیوی سے اس رقم کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے بھی کسی قدر کمی بیشی کے ساتھ وہی تفصیل بیان کی جب رقم کو دیکھا گیا تو رقم نصف کے قریب کم نکلی اب اس صورت میں بہن اور بھائی کو ثلث مال سے حاصل سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... زوجہ اور پسر کے لئے وصیت باطل ہے اور بھائی بہن کے لئے مقدم حقوق کی ادائیگی کے بعد ثلث میں جائز ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ آیا زوجہ نے صراحۃً بھی یہ اقرار کیا ہے کہ میرے پاس اتنی رقم رکھی ہے یا اقرار نہیں کیا صرف حساب ہی بتلایا ہے اگر یہ اقرار نہیں کیا تو زوجہ پر ضمان نہیں ہے اور اگر اس کا اقرار کیا ہے تو پھر اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر زوجہ نے حفاظت میں کوتاہی کی ہے تو اس پر ضمان ہے اور اگر کمی نہیں کی تو ضمان نہیں اور اس میں زوجہ ہی کا قول مع الیمین معتبر ہے غرض جس قدر رقم زوجہ کے ذمے قرار پائے وہ اگر ثلث سے زائد نہ ہو تو اس میں بھائی بہن کے لئے وصیت کی جائے گی لیکن اگر زوجہ اقرار کر لے کہ مال زیادہ تھا اور باوجود حفاظت کے وہ ضائع ہو گیا ہے تو اس خاص صورت میں اس مجموعہ کو دیکھیں گے کہ ثلث سے کم بھی ہے اگر وہ مجموعہ زیادہ ہو تو پھر ثلث میں وصیت ہوگی اور باقی ماندہ میں اسی نسبت سے لیں گے باقی ورثہ کا حق ہے۔

مثال اس کی یہ ہے کہ کسی کا ترکہ ساٹھ روپے ہے اور اس نے تیس کی وصیت کی اور وہ زوجہ اس مقدار کا اقرار کرتی ہے مگر اس میں سے پندرہ روپیہ باوجود احتیاط کے ضائع ہو گیا جس سے زوجہ پر ضمان نہیں آیا تو اب ظاہر میں تو یہ پندرہ نصف ہے اس تیس باقی کا اور ثلث ہے مجموعے کا، لیکن چونکہ واقع میں کل ترکے کے ثلث نہیں ہے بلکہ اس کا ثلث بیس تھا اور یہ دس روپے زائد ورثہ کے تھے اس لئے اس گمشدہ مقدار سے بھی ہی نسبت سے دونوں کی رقموں کو کم کہا جائے گا یعنی پانچ روپے ورثہ کے گئے اور دس وصیت میں سے گئے پس باقی پندرہ میں سے پانچ روپے ورثہ کو واپس کر دیئے جائیگے اور دس روپے میں وصیت جاری ہوگی خوب سمجھ لیا جائے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۵)

”دوام“ اور ”نسلاً بعد نسل“ کے لفظ سے وصی بنانے کا حکم

سوال..... زید نے اپنے بیٹے بکر کو اپنا وصی کیا اور وصیت نامے میں لفظ دائماً کو مندرج کیا مگر نسلاً بعد نسل کی کوئی قید نہیں لگائی زید نے وفات پائی اس کے بعد بکر نے بھی بغیر کسی کو وصی بنائے وفات پائی اور اولاد بکر مدعی ہے کہ میرا باپ بکر زید کا وصی تھا اور زید نے اس کو دوام کے لئے وصی کیا تھا چونکہ میں اس کا وارث ہوں اور لفظ دائماً اس امر کو چاہتا ہے کہ یہ وصیت نسلاً بعد نسل بنام بکر رہے لہذا ارث وصیت مجھ پر منتقل ہونی چاہئے اور دوسرے ورثاء کہتے ہیں کہ لفظ دائماً بکر کی حیات سے متعلق تھا اور وصیت کوئی ارث شرعی نہیں کہ جو موصی لہ کے ورثہ کی طرف اس کی وفات کے بعد منتقل ہو لہذا وہ وصیت بکر کی وفات سے ختم ہو گئی اب جائیداد زید کے ورثہ کی طرف سے منتقل ہونی چاہئے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب..... لفظ دائماً جو وصی کے حق میں وارد ہو اس سے قواعد فقہیہ کے استعمال کے اعتبار سے اسی کی ذات کیساتھ وصایت کا دائم ہونا ہے نہ اور صرف اس لفظ سے یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ وصایت نسلاً بعد نسل ہے جب تک کوئی لفظ اس مضمون پر دال نہ ہو اور وصایت ایسا امر نہیں کہ بطور وراثت منتقل ہو کہ وصی کے انتقال کے بعد اس کا لڑکا بدون تولیت کے بحق وراثت وصی ہو جائے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۸۴)

ہبہ اور وصیت میں شک ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال..... ہندہ نے اپنا قرضہ (جو کہ دوسرے کے ذمہ ہے) زید وغیرہ اپنے نابالغ لڑکے کے نام اس عبارت سے بلا عوض ہبہ کیا کہ زر قرضہ مندرجہ دستاویز کو ہبہ کرتی ہوں اور قبضہ دیتی ہوں اور اپنا استحقاق اس سے اٹھا لیا اور اس دستاویز میں ولی کو زرمذکور کے وصول کرنے کا اور اس کے محاصل میں نابالغان کی تعلیم کا اختیار دیا اور یہ بھی لکھا کہ اگر پسر مذکور فوت ہو جائے تو میری دختر ان (جو اس وقت زندہ ہوں) میں بکھڑے مساوی تقسیم ہو تو اس صورت میں یہ دستاویز ہبہ نامہ

ہوگی یا وصیت نامہ منظور ہو تو ایسے ہبہ سے واہبہ کو فسخ کا اختیار ہوگا یا نہیں؟

جواب..... چونکہ وصیت نامہ ہے اس تملیک کا جو منسوب ما بعد الموت ہو اور عبارت ہبہ نامہ میں لفظ ”ہبہ وعطا“ بعد موت کی اضافت کے بغیر موجود ہے بناء علیہ یہ تحریر ہبہ نامہ منظور ہوگی لیکن چونکہ یہ تملیک دین غیر مدیون کو ہے اس لئے ہبہ سے رجوع اور ہبہ کے فسخ کا اختیار ہوگا جب تک موہوب لہ اس دین پر قابض نہ ہو۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۸۳)

خواب کی وصیت کا حکم

سوال..... والدہ کا انتقال ہوا انتقال کے بعد بحکم شرع ہم نے ہر ایک وارث کو اس کا حق دے دیا والدہ نے ثلث کی وصیت کی تھی جس کو پورا کر دیا گیا جو بچا وہ شرعی فیصلے کے مطابق تقسیم کر لی کچھ دنوں کے بعد والدہ کو ہماری ایک عزیز جو دین دار اور اکثر و بیشتر ان کے خواب صحیح ہوتے ہیں انہوں نے خواب دیکھا پوچھا کیسا حال ہے؟ کہا کہ میں نے جو بھی صدقات دیئے ہیں ان کا مجھے پورا پورا اجر مل گیا لیکن میرے ایک غریب کو نہیں ملا جس کی وجہ سے تکلیف میں ہوں لہذا تم فلاں بہن کو جو عورتوں میں دینی تبلیغی کام کرتی ہیں میری یہ امانت بھجوادیں اور میری لڑکیوں کو کہہ دیں یہ لوگ بہت ہی پریشان ہیں آپ اس خواب کو حل فرمائیں؟

جواب..... اگر وصیت میں اس غریب عورت کے لئے بھی تجویز کیا تھا تو اس کو بھی دیا جائے ورنہ اس کے ساتھ سلوک اور خیر کا معاملہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۵۰۱)

مرض الموت میں اس کہنے کا حکم کہ میرا روپیہ

جو میرے پاس ہے میرے بھائی کے لڑکے کو دینا

سوال..... زید کا کچھ روپیہ بطور امانت بکر کے پاس جمع ہے زید جو بہت بیمار ہوا تو اس نے بکر سے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو جو روپیہ آپ کے پاس ہے ہمارے بھائیوں کو دے دینا جو کہ ملک میں ہیں یکا یک اس کے ایک بھائی کا لڑکا ملک سے بتلاش روزگار یہاں پہنچ گیا عین سکرانہ میں زید نے بکر سے یہ کہا کہ جو روپیہ ہمارا تمہارے پاس ہے ہمارے بھائی کے اس لڑکے کو دینا اب وہ شخص مر گیا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ میت کے دو بھائی اور ایک بہن ہے اور میت کے بھائیوں نے ایک تار بھی بھیجا کہ روپیہ اور سامان کسی کو نہ دینا پس آنجناب ارشاد فرمادیں کہ اس روپیہ اور سامان وغیرہ کا حقدار کون ہوگا۔ مینو تو جروا

جواب..... حامداً ومصلیاً

صورت مسئلہ میں اگر بحالت ہوش وحواس بیمار نے امانت کاروپسہ بھائی کے لڑکے (بھتیجے) کو دلایا ہے تو ظاہر ہے کہ بیمار کے دونوں قول وصیت کے حکم میں ہیں اور وصیت میں بلا اجازت ورثاء تہائی پر زیادتی جائز نہیں نیز وصیت بحق ورثاء باطل ہوتی ہے پس امانت میں سے نصف رقم بھتیجے کو بحکم وصیت دینا چاہئے بشرطیکہ یہ نصف رقم میت کے کل ترکہ کی (جب وصیت نصف میں صحیح مانی ہے تو یہ نصف رقم کل ترکہ کا سدس ہونا چاہئے کمالات ۱۲) تہائی پر زائد نہ ہو اور اگر تہائی پر زائد ہوتی ہے تو اس زیادتی کی مقدار کو کم کر کے دین بقیہ ترکہ جس میں امانت کاروپسہ بھی شامل ہے میت کے دو بھائیوں اور ایک بہن میں اس طرح تقسیم کر دیا جائے کہ پانچ حصے کر کے دو دو حصے ہر ایک بھائی کو اور ایک حصہ بہن کو دیا جائے۔

والدلیل هذا والاجنبی ووارثه اوقاتله له نصف الوصیته وبطل وصیة للوارث والقاتل لاهما من اهل الوصیة علی مامرو لذاتصح بالاجازة (درمختار) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب موصی نے کسی اجنبی اور وارث کے لئے وصیت کی تو نصف حق اجنبی کا حق ہوا اور وارث کے حق میں بقیہ نصف وصیت باطل قرار پاوے گی رہا یہ امر کہ بھتیجے کے حق میں پچھلا قول پہلے قول سے رجوع قرار دیا جاوے یہ اس لئے قابل التفات نہیں ہے کہ رجوع کے لئے قول صریح (وہو مصرح فی الشامی ج ۵ ص ۶۴) ہونا چاہئے محض دلالت معتبر نہیں ہے ورنہ لازم آئے گا کہ اس صورت میں جبکہ کسی نے کل مال کی وصیت ایک شخص کے لئے کی ہو اور تہائی مال کی وصیت دوسرے شخص کے لئے ہو تو پچھلی صورت میں پہلی وصیت کے لئے رجوع قرار دی جائے حالانکہ فقہاء کرام اس کے برخلاف یہ حکم دیتے ہیں۔ فثلثہ بینہما نصفان، فقط واللہ تعالیٰ اعلم (امداد الاحکام ج ۴ ص ۵۷۳)

وصیت کر دینے کے بعد بے ہوشی سے وصیت کا حکم

سوال..... ایک شخص نے وصیت کی پھر کچھ دنوں کے بعد بے ہوش اور غافل ہو گیا اور یہ حالت تین دن تک رہی اور اسی میں انتقال ہو گیا اب وصیت باطل ہوئی یا نہیں؟ غایت الاوطار ترجمہ درمختار میں ہے ”اگر وصیت کی پھر موصی کو وسواس نے لیا یہاں تک کہ بے ہوشی اور غافل ہو کر مر گیا تو وصیت باطل ہے“ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب..... اس صورت میں وصیت باطل نہیں غایت الاوطار سے جو عبارت نقل کی ہے یہ

در مختار میں خانہ سے منقول ہے اور شامی نے اس پر لکھا ہے کہ مخلوط الحواس بھی چھ ماہ تک رہے تو وصیت باطل ہوگی تو تین دن تک غفلت میں رہنے سے بطلان وصیت اس قول کے ماتحت نہیں ہو سکتا ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۹۰)

وصیت رد کرنے کے بعد اجازت دینا

سوال..... کسی مورث نے موت سے تین دن پہلے حالت بے ہوشی میں اپنی کل جائیداد کی وصیت کی ہو اور کسی وارث نے اس وصیت سے انکار کیا ہو کہ مورث کے مرنے کے بعد جس کی حق تلفی ہوتی ہے پھر وہی جبر و اکراہ کے سبب اقرار کرے تو اس حالت میں وہ وصیت انکار سے منسوخ ہو چکی تھی یا نہیں؟ اگر منسوخ ہو چکی تھی تو دوبارہ اس کے اقرار سے پھر اس کا جواز ہو سکے گا یا نہیں؟

جواب..... اگر موسیٰ وصیت کے وقت بالکل بے ہوش لا یعقل ہے تو وصیت صحیح نہیں کیونکہ موسیٰ کا عاقل بالغ ہونا ضروری ہے اور اگر اس قدر ہوش ہے کہ قصد کر کے اور سمجھ کر کلام کرتا ہے تو اگر کسی وارث کے لئے کچھ وصیت اس کے حق سے زیادہ کی ہے تو باطل ہے ہاں اگر سب ورثہ بالغ ہوں اور راضی ہو جائیں تو جائز ہے اور اگر بعض بالغ ہوں اور بعض نابالغ اور بالغین جائز رکھیں یا نابالغین میں سے بعض جائز رکھیں بعض رد کر دیں تو بالغین و مجوزین کے حصے کے بقدر جائز ہے اور اگر اجنبی غیر وارث کے لئے وصیت کی ہے تو ثلث تک جائز ہے اگرچہ کوئی وارث راضی نہ ہو اور ثلث سے زیادہ بالغ ورثہ کی اجازت سے مع تفصیل مذکور بلوغ و عدم بلوغ بعض و قبول بعض و رد بعض جائز ہے اور اگر اجازت کے بعد رد کرے تو جائز نہیں اور اگر رد کے بعد اجازت دی جیسا صورت مسئلہ میں ہوا تو جائز ہے اور شرعاً اکراہ وہ ہوتا ہے جو قتل یا قطع یا جس مدید یا ضرب شدید کے ساتھ ہو اس میں مکرہ بالفتح اپنے اقرار سے رجوع کر سکتا ہے اور یہاں کوئی صورت اکراہ کی نہیں اس لئے اقرار لازم ہو جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۲۹)

وصیت یا تبرع؟

سوال..... وارث کے لئے وصیت کی اور ورثہ نے موسیٰ کی موت کے بعد اس کو رد کر دیا پھر اگر اجازت دیں تو وصیت صحیح ہو جائے گی؟ یا کہ جدید تبرع ہوگا؟ اور دینے نہ دینے کا اختیار ہوگا؟ اسی طرح موسیٰ لہ نے وصیت کو قبول نہ کیا تو وصیت صحیح ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب..... تصریح تلاش کرنے کا وقت نہیں ملا قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت اول میں یہ جدید تبرع ہوگا کیونکہ تصرف موقوف قبول یا رد پر منتہی ہو جاتا ہے۔ ولا حکم للشی بعد

انتہائے: جیسا کہ بیع موقوف اور نکاح موقوف میں کہ رد کر دینے کے بعد کوئی اعتبار نہیں رہتا اور صورت ثانیہ میں بھی اسی طرح وہ وصیت معتبر نہ ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۲۵)

ہبہ اور صورت کی ایک صورت کا حکم

سوال..... ایک شخص نے حالت مرض میں اپنے تمام وارثوں کو جمع کر کے کل جائیداد کو تمام ورثہ کی رضا مندی سے کم و بیش کے ساتھ تقسیم کر کے وصیت نامہ لکھوا کر اپنا دو حصے کا رجسٹری کر دیا لیکن فعلاً قبضہ نہیں کیا بلکہ قوالاً قبضہ رہا اب وہ شخص اس مرض سے اچھا ہو کر کوئی تین چار ماہ تک رہا کسی کا کچھ اعتراض نہیں پھر مرض دیگر سے ان کا انتقال ہوا انتقال کے تین ماہ بعد بعض وارثوں نے اعتراض کیا کہ اس تقسیم پر میں راضی نہیں ہوں کیونکہ مجھے اور زیادہ ملتا ہے لیکن جن کو زیادہ دیا گیا ان کے ذمے قرض بھی رکھا گیا۔

اب سوال یہ ہے کہ تقسیم شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟ اور یہ ہبہ میں داخل ہو گا یا وصیت میں؟ جواب..... صورت مسئلہ میں ہبہ تام نہیں ہوا کیونکہ ہبہ کے تام اور لازم ہونے کے لئے موہوب لہ کا قبضہ ضروری ہے اور یہاں قبضے کی صراحۃً نفی ہے۔

دوسرے یہ بظاہر بلا تقسیم ہے اور قابل تقسیم شی کا ہبہ بلا تقسیم کئے ہوئے ناجائز ہے البتہ اسکو وصیت قرار دیا جاسکتا ہے مگر اس کا نفاذ موہوب کی موت کے بعد ہوتا ہے نیز وارث کے حق میں وصیت دیگر ورثہ کی اجازت پر موقوف رہتی ہے پس اگر تمام ورثہ عاقل و بالغ ہوں اور اجازت دیں یہ تو وصیت نافذ ہوگی ورنہ شرعی حصوں کے موافق میراث تقسیم ہوگی اور قرض کی ادائیگی تقسیم ترکہ پر مقدم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۷۳)

شیخ احمد کی طرف منسوب وصیت نامہ کی شرعی حیثیت

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ گزشتہ کافی عرصہ سے پاک و ہند میں بار بار ایک وصیت نامہ شائع ہو رہا ہے جس کی نسبت شیخ احمد خادمِ روضہ رسول مقبول علیہ السلام کے نام سے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے یہ وصیت نامہ بصورت اشتہار مختلف عنوانات سے بار بار مختلف مضامین کے ساتھ شائع ہوتا رہا اور سادہ لوح مسلمانوں کو ترغیب و ترہیب دے دے کر اس کی تشہیر و اشاعت کی تلقین کی گئی ہے کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت صحیح ہے؟ اور کیا ایک ایسے غیر یقینی طریقے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کا منسوب کرنا جائز ہے؟ اس اشتہار (وصیت نامہ) کی شرعی حیثیت اور شرعاً اس کی اشاعت پر روشنی ڈالیں؟

جواب..... مذکورہ وصیت نامہ بشکل اعلان واشتہار نصف صدی سے مختلف امصار و بلاد میں بار بار چھپ رہا ہے اور اس کے مندرجات کے غیر شرعی ہونے کی وجہ سے علماء کرام نے بار بار اس کی تردید کی ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ اس قسم کے وصیت نامے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں کیونکہ اس کے مندرجات بالکل بیہودہ غلط اور اسلام کی بنیادی تعلیمات کے خلاف ہیں چنانچہ آج سے کافی عرصہ قبل حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ نے اس من گھڑت کہانی کی سختی سے تردید کی کہ چنانچہ اس بارہ میں ان کا مفصل فتویٰ ”امداد الفتاویٰ جلد ۴ ص ۵۰۶-۵۰۷“ پر موجود ہے مگر یہ مسلمانوں کی بد قسمتی اور جہالت کا نتیجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یقینی ثابت شدہ اور قطعی ارشادات و تعلیمات (جو کہ بشکل قرآن و سنت مدون و منضبط موجود ہیں) کی ترویج و اشاعت کی طرف تو توجہ نہیں مگر دوسری طرف علماء کرام کے بار بار اعلانات اور وضاحتوں کے باوجود ایک بے سرو پا اور بے ثبوت افسانے کی ترویج و اشاعت میں ایک دوسرے سے سبقت لے کر دانستہ و نادانستہ وعیدات نبوی کے مصداق بن رہے ہیں ارشاد نبوی ہے۔

”من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار (الحديث)

(ترجمہ) ”جس نے جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ باندھا پس وہ اپنے لئے جہنم میں ٹھکانا بنائے“ یہ اور اس کے علاوہ بی شمار نصوص و احادیث ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مذہب کے نام منسوب ربط دیا بس پر بلا سوچے سمجھے آنکھیں بند کر کے عمل نہیں کرنا چاہئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات کو دروغ گوئی اور جعل سازوں کی دیسہ کاریوں اور من گھڑت باتوں سے محفوظ رکھنے کے لئے مسلمانوں کے اسلاف نے فن حدیث، فن اصول حدیث، فن اسماء الرجال کے ناموں سے عظیم الشان علوم و فنون مدون کئے اور محدثین نے ایک ایک روایت کو شریعت و عقل، فہم و درایت، ادراک و بصیرت کی کسوٹی پر پرکھ کر صحیح و ضعیف کو ایک دوسرے سے جدا کر کے رکھ دیا اور معمولی قرائن کی وجہ سے بھی جو روایت کے خلاف شرع ہونے پر دال تھے احادیث کو موضوع کہہ دیا ایک طرف اتنی حزم و احتیاط اتنا تقویٰ اور دینی بصیرت کی یہ کیفیت ہے اور دوسری طرف یہ ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی اپنی کم علمی و کم فہمی کی وجہ سے ایک موضوع بے اصل اور من گھڑت وصیت نامہ کی اشاعت میں دن رات مصروف ہیں حالانکہ معمولی توجہ اور عقل و دانش سے کام لیا جائے تو اس کا خلاف اصل اور بے سند و دلیل ہونا واضح ہوتا ہے ظاہر ہے کہ جس بات کی نہ کوئی سند ہے نہ دلیل ہے محض ایک فرضی نام سے منسوب کردہ ایسے

مضامین کی کیا حیثیت ہے جو از روئے شرع قرآن و سنت کی بنیادی تعلیمات کے خلاف ہیں مثلاً ان مختلف انواع وصیت ناموں سے بعض منتخب باتیں یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) اس وصیت نامہ کی نسبت شیخ احمد خادم روضہ نبوی کی طرف کی جاتی ہے (الف) اور یہ ہمیشہ اسی نام اور لقب سے شائع ہوتا ہے حالانکہ آج تک شیخ احمد کے نام سے روضہ اقدس کا کوئی خادم نہیں گزرا (ب) اور پھر تعجب ہے کہ یہ ایک ہی شخص اتنی بڑی عمر پاوے (ج) پھر یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ایک شخص کے علاوہ کسی اور خادم روضہ نبوی یا عالم اسلام کے دیگر اکابر اولیاء بزرگان دین اور عباد مقربین کو خواب میں اس قسم کی وعیدات و تہدیدات اور وصیت کیوں نہیں کی گئی؟ (د) اور اگر بالفرض یہ قصہ صحیح بھی ہوتا تو خود حرمین الشریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) میں اس کی شہرت زیادہ ہونی چاہئے تھی؟ حالانکہ پوری دنیا سے مسلمانوں کی آمد و رفت اور رسل و رسائل کے باوجود وہاں اس وصیت نامے کا نام و نشان بھی نہیں اور اگر اس قصہ کو صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر وہ کون لوگ تھے جنہیں خواب دیکھنے والے نے یہ قصہ سنایا اور پھر کن راویوں نے کن وسائل سے یہ واقعہ ہندوستان تک پہنچا اور یہاں کس ثقہ اور معتمد شخص نے اسے سنا اور پھر کس نے اس کے اردو تراجم کر کے لوگوں میں اس کی اشاعت کی؟ ظاہر ہے کہ ایک ایسی روایت جس کا نہ راوی معلوم ہے نہ سند اور نہ درمیانی وسائل اور نہ اس کی کوئی تاریخی حیثیت ہے محض ایک من گھڑت اور تراشیدہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جعلی یا موضوع ہدایت کی اشاعت و روایت نصاً اور اجماعاً حرام ہے بلکہ بعض محدثین کے نزدیک تو کفر ہے۔

(۲) اس میں لکھا ہے کہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ساٹھ ہزار آدمی مرے جن میں سے کوئی بھی ایماندار نہ تھا اور بعض وصیت ناموں کے مطابق سترہ لاکھ مسلمان کلمہ گو مرے اور ان میں صرف سترہ آدمی صحیح مسلمان تھے۔

یہ مضمون بھی اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمومی ارشادات کی خلاف ہے ارشاد خداوندی ہے۔ وسعت رحمتی علی غضبی، میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ نیز ہمارا مشاہدہ ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی اکثر مسلمان توبہ کر کے اور کلمہ پڑھتے ہوئے مرتے ہیں جو خاتمہ بالخیر ہونے کی علامت ہے۔

(۳) اسی طرح اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ”تارک الصلوٰۃ کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں“ یہ حکم صاف طور پر حدیث کے خلاف ہے ارشاد نبوی ہے۔ صلوا علی کل برو فاجر۔ یعنی ہر نیک

اور بدکار مسلمان پر نماز جنازہ پڑھو۔

(۴) اس میں علامات قیامت اور قرب قیامت کے ضمن میں بعض ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جن کا روایات و احادیث میں کہیں بھی ذکر نہیں ملتا۔ مثلاً

(الف) ایک ستارہ آسمان پر طلوع ہوگا (ب) قرآن مجید کے حروف اڑ جائیں گے۔

(۵) اس میں بعض ایسی چیزوں کی ترغیب و تعلیم ہے جن کا حرام اور بدعت قطعی ہونا بدلائل شرعیہ ثابت ہو چکا ہے مثلاً

(الف) تخصیص شربت کی شہداء کربلا کے واسطے (ب) اور کھیر حضرت خاتون جنتؑ کے واسطے (ج) اور پلاؤ حضرت غوث الاعظمؑ کے واسطے۔

(۶) اسی طرح آج کل کے مروجہ مولود شریف اور تو الیاں جو کہ تمام شرع و عقل کے خلاف ہیں جیسا کہ اس وصیت نامہ کے بارے میں حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ نے امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۰۷ میں ان چیزوں کا ذکر کیا ہے۔

(۷) اس میں بعض ایسی چیزیں ذکر ہیں جن سے (العیاذ باللہ) خاتم بدہن حضور فخر کائنات سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تحقیر کا پہلو نکلتا ہے اور حضور کی شان و شفاعت کبریٰ و رحمۃ للعالمین اور محبوبیت و مقبولیت بارگاہ خداوندی پر زرد پڑتی ہے مثلاً ”جس نے اس وصیت نامہ کی تشہیر کی اس کی اور اس کے پورے خاندان کی شفاعت کی جائے گی اور انہیں جنت میں جگہ دلوائی جائے گی اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ خدا کی رحمت سے محروم رہے گا“ گویا محض ایک فرضی خواب کی وجہ سے مسلمانوں کی نجات و شفاعت کے لئے ایک ایسی شرط لازمی کر دی گئی ہے جس کا نہ قرآن میں ذکر ہے نہ احادیث میں۔

اگر واقعی ایمان کی مقبولیت اور انسان کی مغفرت و شفاعت کے لئے اس وصیت نامہ کی تشہیر ضروری قرار دی جائے تو ظاہر ہے کہ وہ کروڑوں مسلمان علماء و صلحا اہل اللہ اور بزرگان دین سب کے سب محروم الشفاعت اور مستحق جہنم ٹھہریں گے جنہوں نے اس وصیت نامہ کی تشہیر نہیں کی اور نہ اب کر رہے ہیں اس من گھڑت اور بے سرو پا داستان کی زد کہاں پہنچ رہی ہے ایک اور وصیت نامہ جو کہ ملتان سے مشتہر کیا گیا ہے اس میں حسب ذیل عبارتیں موجود ہیں۔

(الف) اے شیخ احمد! میں خدائے عز و جل سے بہت شرمندہ ہوں۔

(ب) اس وجہ سے میں خداوند کریم اور فرشتوں کو منہ نہیں دکھا سکتا۔

(ج) اے شیخ احمد میری امت کو کہہ دے کہ تمہاری بدولت خداوند کریم سے بہت شرمندہ ہوں۔
 (د) میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) پھر اپنے خدا سے معافی چاہتا ہوں اے شیخ احمد تو بھی یہ وصیت نامہ لوگوں پہنچا دے تاکہ میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو سکوں (ملاحظہ ہو مختلف طبقوں کے علماء کا فتویٰ مطبوعہ مفت روزہ خدام الدین لاہور ص ۱۶، ۲۵ جنوری ۱۹۶۳ء)

اس قسم کے جملوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس، شان شفاعت اور وجاہت و عظمت کو گھٹانے کی کوشش کی گئی ہے جو اسلام دشمن آریوں اور عیسائیوں کی سازش معلوم ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فریضہ رسالت اور تبلیغ کی ذمہ داریوں کو باکمل واحسن اور انتہائی تمام وکمال سے ادا کر کے سبکدوش ہو گئے اور بارگاہ خداوندی سے راضیہ مرضیہ اور فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ نیز ورفعلنا لک ذکرک اور لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتأخر اور دیگر بے شمار بشارات وانعامات پا کر شفیع المذنبین اور رحمۃ للعالمین کے مقام پر فائز ہوئے اب امت کی بدکرداری اور گنہگار ہونے کا کوئی عذر اور بوجھ اور باز پرس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نہیں اور نہ ہماری بد اعمالیوں کا وبال آپ پر ہے جس کی وجہ سے معاذ اللہ آپ کو شرمندہ ہونا پڑا ہے وہ اپنے فریضہ سے بھی ہزار ہا درجہ زیادہ پیغام رشد و ہدایت خداوندی انسانیت تک پہنچا کر اپنے فریضہ تبلیغ سے باحسن وجوہ سرخرو ہو چکے ہیں۔

اس وصیت نامہ کی اشاعت کی طرف توجہ دیتے ہوئے لوگوں کو لاکھوں کروڑوں روپے کے لالچ اور خوف و عذاب تباہی و بربادی سے ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے اور پھر ”سنا ہے“ کہہ کر کامیابی اور بربادی کے بعض فرضی افسانے لکھے ہوئے ہیں جبکہ نہ تو سنانے والا معلوم اور نہ ہی سننے والا معلوم ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہرگز اس کے تمام مندرجات اور مضامین کو صحیح نہ سمجھنا چاہئے البتہ جو باتیں قرآن وحدیث اور دین کی کتابوں میں لکھی ہیں ان کے موافق نیک راہ پر چلنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے تھام کر بری راہ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جھوٹی اور بے اصل باتوں کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا بہت بڑا بھاری گناہ ہے اس لئے از روئے شرع ایسے مضمون کی اشاعت کرنے والا سخت گنہگار ہوگا اگر کسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وارشادات، مبشرات ومنذرات کے پڑھنے، سیکھنے اور انہیں شائع کرنے کا شوق ہو تو یہ تمام تعلیمات احادیث شریف کی مستند کتابوں میں موجود ہیں ان کے پڑھنے، سیکھنے عمل کرنے اور شائع کرنے سے ایمانی جذبہ اور عشق نبوی کا ثبوت دیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۱۱)

وصیت اور مصرف خیر

وصیت مقدم ہے یا قرض؟

سوال..... مقروض نے اپنے تمام مال کا وصیت نامہ زید کے لئے لکھا اور کچھ عرصے کے بعد مر گیا اب ادائے قرض مقدم ہوگا یا اجراء وصیت؟ اور وصیت کا نفاذ کل مال میں ہوگا یا ثلث میں؟

جواب..... سب سے پہلے اداء دین کرنا چاہئے اسکے بعد اگر اس کا کوئی وارث نہیں یا ہیں مگر انہوں نے کل مال میں وصیت نافذ کرنے کی اجازت دے دی تو باقی تمام مال میں وصیت جاری ہوگی ورنہ ثلث مال وصیت میں اور دو ثلث ورثہ میں تقسیم کیا جائیگا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۸۰)

ورثاء کی رضامندی سے نصف مال میں وصیت

جاری ہو سکتی ہے ورنہ ایک تہائی میں

سوال..... منکھ نبی بخش ولد محمد بخش ذات جٹ کھوکھر سکنہ موضع جھکڑ پور تحصیل ضلع ملتان کا ہوں، بد رستی ہوش و حواس خمسہ و ثبات عقل خود بلا جبر کسی شخص کے آزادانہ مرضی سے لکھ دیتا ہوں کہ من مقرر ضعیف العمر ہے زندگی اور موت کا کچھ بھروسہ نہیں۔ من مقرر لا ولد ہے اس کی اولاد زینہ مادیہ نہیں ہے من مقرر کی بیوی بھی پہلے فوت ہو چکی ہے من مقرر کی جائیداد موضع جھکڑ پور تحصیل ضلع ملتان میں تقریباً ۲۲ بیگہ ہے تازہ زندگی من مقرر جائیداد بالا کا خود قطعی واحد مالک رہے گا اور وفات کے بعد میری جائیداد متذکرہ بالا کا مسمیان نصیر بخش ولد محمد بخش نصف حصہ اور غلام قادر غلام رسول پسران الہی بخش بمعہ برابر نصف حصہ قوم جٹ کھوکھر سکنہ موضع جھکڑ پور تحصیل ضلع ملتان، نصیر بخش مذکور حقیقی برادر اور غلام قادر غلام رسول مذکور اں حقیقی بھتیجے ہیں واحد مالکان اور قابضان ہوں گے مسمیان مذکورین جائیداد بالا کو رہن بیعہ ہبہ کرنے کے کلی مجاز ہوں گے وصیت نامہ ہذا قطعی ہے یہ عدالت ماتحت و عدالت عالیہ ہائیکورٹ سپریم کورٹ تک قائم و بحال رہے گا چند حروف تحریر کردیئے تاکہ سند رہے۔

جواب..... صورت مسئلہ میں بشرط صحت وصیت نامہ اگر نصیر بخش اور مراد بخش راضی ہوں تو کل جائیداد کے نصف میں وصیت نافذ ہوگی اور نصف حصہ غلام قادر اور غلام رسول کو اور نصف حصہ نصیر بخش اور مراد بخش کو ملے گا اور اس طرح کل جائیداد چار حصے ہو کر ہر ایک کو ایک ایک حصہ ملے گا اگر ورثاء نصف کی وصیت پر ناراض ہوں تو ایک تہائی میں وصیت شرعاً نافذ ہوگی اور کل جائیداد چھ حصے ہو کر دو حصے نصیر

بخش کو دو حصے مراد بخش کو ایک حصہ غلام قادر بخش کو اور ایک حصہ غلام رسول کو ملے گا بہر حال ایک تہائی میں وصیت ضرور نافذ ہوگی چاہے ورثاء راضی ہوں یا نہ ورثاء کی رضا مندی کی صورت میں ایک تہائی سے زیادہ میں بھی وصیت نافذ ہو جاتی ہے اس لئے وصیت نامہ بنا بر غلام قادر اور غلام رسول پسران الہی بخش نبی بخش کے جائیداد کے حقدار ہیں۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۱۷۵)

وصایا میں میراث جاری نہیں ہوتی

سوال..... والدہ صاحبہ کی وصیت ہے کہ جو آمدنی کا پانچ حصہ لکھنؤ پیپر مل سے ہو وہ خیرات کی جایا کرے اور دونوں میرے بیٹے نصف نصف خیرات کیا کریں اب بھائی کا انتقال ہو گیا اور کل پانچوں حصے مذکورہ آمدنی ☆ کے میرے پاس آتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ کل آمدنی میں ہی خیرات کیا کروں یا نصف کی؟ اور بقیہ نصف کی بھائی کے ورثا خیرات کیا کریں؟

جواب..... وصایت میں میراث جاری نہیں ہوتی یعنی وصی کی اولاد و ورثہ ضروری نہیں کہ وصی ہوں اس لئے کل پانچوں حصے آپ ہی خیرات کر سکتے ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۴)

وارث کو وصی مقرر کرنا

سوال..... اگر زید ورثہ میں سے کسی کو اپنا وصی بناتا ہے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... جائز ہے عالمگیری میں سے رجل اوصی الی وارثہ جاز انتھی:-

(فتاویٰ عبدالحی ص ۳۷۹)

کسی وارث کو اگر فائدہ پہنچانا ہو تو زندگی میں کچھ

دے دے وصیت درست نہیں ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین مندرجہ مسئلہ میں کہ زید نے دینی شرعی وارثوں کے حق میں وصیت کی ہے (ایسے وارثوں کے حق میں جن کے حصص قرآن میں مقرر ہیں) کیا ایسی وصیت شرعاً جائز درست ہے اس کا شرعی حکم بیان فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمادیں۔

جواب..... وارثوں کے حق میں وصیت صحیح نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لا وصیۃ لوارث۔ وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں اگر وارثوں کو نفع پہنچانا مقصود ہو تو اپنی زندگی میں کچھ بخش دے اور تقسیم کر کے قبضہ کرادے لیکن مقصد کسی وارث کو محروم کرنا نہ ہو تو یہ تقسیم صحیح ہوگی اور مرنے کے بعد جو کچھ بچ رہے گا وہ سب وارثوں میں حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوگا اس میں وصیت کا اعتبار نہیں۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۱۷۴)

ولی اور وصی کا فرق

سوال..... ولی اور وصی میں کیا فرق ہے؟

جواب..... اصطلاح فقہ میں ”ولایت“ کے معنی ہیں کسی غیر پر اپنا قول جاری کرنا خواہ اس کی مرضی کے مطابق ہو یا خلاف اور ولی ایسے عاقل و بالغ کو کہتے ہیں جو دوسرے کے معاملات کا ذمہ دار ہو اور اس کی جانب سے وراثت کا بھی استحقاق رکھتا ہو یعنی اگر یہ مر جائے تو شرعاً یہ اس کا وارث ہو اور وصی اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کسی شخص نے موت سے پہلے اپنا مال اور اولاد کی حفاظت کرنے اور حسب مصلحت مال صرف کرنے کا مالک بنایا ہو۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۷۹)

بدون وصیت فدیہ ادا کرنا

سوال..... بیماری کی وجہ سے تقریباً چار ماہ کی نماز فوت ہوئی ہے اور اسی طرح ایک ماہ کے روزے فوت ہوئے ہیں تو نماز روزوں کا فدیہ نکال سکتے ہیں؟ مرحومہ نے فدیے کی وصیت نہیں کی۔

جواب..... نماز روزے کے فدیے کی وصیت نہیں کی ہے لہذا فدیہ ادا کرنا واجب نہیں ہے لیکن اگر بالغ ورثہ تیرے اپنی مرضی سے نماز روزے کا فدیہ ادا کرنا چاہیں تو ادا کر سکتے ہیں ورثہ نابالغ ہوں تو ان کی رضامندی معتبر نہیں اور انکے حصے سے فدیہ ادا کرنا جائز نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۴۷۶)

قاضی وصی کو معزول نہ کرے

سوال..... اگر ورثہ قاضی کے پاس جا کر وصی کی شکایت کریں تو قاضی معزول کرے یا نہیں؟

جواب..... بغیر ثبوت خیانت کے معزول نہ کرے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۸۰)

وصیت کے خلاف استعمال کرنا

سوال..... زید نے بروقت انتقال ورثہ کے سامنے ایک شخص کو ایک سو روپیہ دیا اور وصیت کی کہ اس سے کنواں بنوادے اس سے کنواں تو بن نہیں سکتا تو دوسری جگہ خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... اگر مرض الموت میں سو روپے دیئے ہیں تو یہ وصیت ہے جس کا حکم یہ ہے کہ ایک ٹمٹ میں جاری ہوگی یعنی اگر کل تر کہ کا ٹمٹ سو روپیہ ہو تو یہ وصیت پوری کی جائے گی ورنہ نہیں اور ٹمٹ کے زائد میں ورثہ کی اجازت سے نافذ ہو سکتی ہے مگر اس رقم سے مستقل کنواں نہیں بن سکتا تو جو کنواں بن رہا ہو اس میں اس رقم کو دیدیا جائے تب بھی وصیت پوری ہو جائیگی اگر کنواں کے اندر اس کا خرچ کرنا دشوار ہو تو کسی دینی مدرسہ یا مسجد کی تعمیر میں دیدیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۳۸۶)

وصیت کی وجہ سے وارث حق میراث سے محروم نہیں ہوتا

سوال..... ایک عورت (جو کہ لا ولد ہے) نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری زرعی جائیداد اور مکان میرے دونوں دیوروں کو برابر برابر دے دی جائے کیونکہ ان دونوں نے میری بیماری پر کافی مال خرچ کیا ہے اور آئندہ بھی میری تجہیز و تکفین پر خرچ کریں گے اس لئے میرے کسی دوسرے اقارب کو میری جائیداد میں کوئی حق حاصل نہیں جبکہ اس کی وفات کے بعد اس کے دو چچازاد بھائی زندہ ہیں تو کیا شرعاً ان دونوں کو مرحومہ کی میراث میں سے حصہ ملے گا یا نہیں؟

جواب..... شریعت کے مطابق کفن و دفن پر جو خرچ ہوگا وہ ترکہ سے لیا جائے گا اور باقی جائیداد کے ثلث سے وصیت پوری کی جائے گی اس لئے کہ ثلث سے زیادہ وصیت کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اور بقیہ مال وراثت پر تقسیم ہوگا لہذا صورت مسئلہ میں مرحومہ کے دونوں دیوروں کو ثلث مال ملنے کے بعد باقی مال اس کے دونوں چچازاد بھائیوں کا ہوگا۔

قال العلامة السجواني: تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الاول يبدأ بتكفينه وتجهيزه من غير تبذير ولا تقطير..... ثم تنفيذ وصاياه من ثلث ما بقى بعد الدين ثم يقسم الباقي بين ورثته بالكتاب والسنة والاجماع الامة (مقدمة السراجي ص ۳)

قال العلامة المرغيناني: قال ولا تجوز بما زاد على الثلث لقول النبي عليه السلام في حديث سعد ابن وقاص رضى الله عنه الثلث والثلث كثير (الهداية ص ۲۵۳ كتاب الوصايا. باب صفة الوصية) (فتاوى حقانيه ج ۶ ص ۵۰۲)

باب وصیت میں ہمسایوں سے کون مراد ہیں

سوال..... اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میرے متروکہ مال میں سے اتنی مقدار میرے ہمسایوں کو دی جائے تو ہمسائے کون لوگ مراد ہوں گے؟

جواب..... وصیت کر نیوالے کے مکان سے جن لوگوں کا مکان ملحق ہے وہی ہمسایہ ہونگے اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمسایہ تمام اہل محلہ اور مسجد میں آئیوالے لوگ ہیں۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۸۰)

متعین مسجد کے لئے وصیت کے مال کو دوسری مسجد میں صرف کرنا

سوال..... زید نے وصیت کی تھی میری یہ رقم فلاں متعین مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا چاہئے لیکن وصی نے دوسری مسجد میں صرف کر دی اب کسی دوسرے کو بکرے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں؟

جواب..... دوسرے کو حق نہیں اگرچہ یہ جزئیہ صراحۃً تو نظر سے نہیں گزرا لیکن نذر اور وصیت مال کے سلسلے میں فقہاء کی تحریرات سے جزئیہ مذکورہ کا حکم مفہوم ہوتا ہے۔ تنویر الابصار میں ہے۔ نذران یتصدق علی فقراء بلده جاز الصرف لفقراء غیر ہا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۸۰)

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جس کا ہمارے علم میں کوئی وارث نہیں ہے بیمار ہو گیا اور بیماری کی حالت میں وصیت کی کہ میں مر جاؤں تو میرے سارے مال کی ایک مسجد بنوادینا اور کسی راستہ کی جگہ پر مسجد بنوائیں اور اس کام کے لئے اس نے چار آدمی مقرر کئے کہ فلاں فلاں میری نظر میں معتبر ہیں یہ مل کر مسجد بنوادیں اس کے بعد وہ مر گیا اس کے مال میں اس کا کفن دفن کر دیا گیا اب اس کی جو رقم ملی اس کے متعلق مشورہ کیا کہ آیا مسجد میں بنوائی جائے یا شہر میں کئی مسجدیں ایسی ہیں جو کہ مرمت طلب ہیں ان میں تقسیم کر دی جائے تاکہ یہ مسجدیں بھی مکمل ہو جائیں۔ دوسری یہ بات ہے کہ ہو سکتا ہے کسی جگہ اس کا کوئی وارث باپ کے خاندان کا یا ماں کے خاندان کا ہو تو اس کے لئے کوئی اشتہار دیا جائے یا نہ اور اشتہار دیا جائے تو کتنے دن انتظار کیا جائے علاوہ ازیں متوفی خود کہا کرتے تھے کہ میرا کوئی وارث نہیں علماء حضرات سے معلوم ہوا ہے کہ تیسرے حصے کی وصیت کا مرنے والے کو اختیار ہوتا ہے لہذا فتویٰ دیا جائے کہ کیا صورت اختیار کی جائے۔

جواب..... صورت مسئلہ میں اگر اس میت کا کوئی بھی وارث ہو تو وصیت صرف تیسرے حصے کی صحیح ہوگی اور اگر کوئی وارث موجود نہ ہو تو کل مال کی وصیت صحیح ہوگی لہذا بہتر تو یہی ہے کہ اس کے وارثوں کا پتہ لگایا جائے اگر اس کے اصل وطن کا پتہ معلوم ہو تو وہاں تحقیقات کے لئے کوئی آدمی بھیجا جائے یا خطوط وغیرہ بھیجے جائیں اور اگر اس کے اصلی وطن کا پتہ معلوم نہ ہو تو اخبار میں اشتہار دینا ہی کافی ہے اور انتظار کی کوئی حد مقرر نہیں ہے جب اطمینان ہو جائے کہ اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو سارے مال کو وصیت کے مطابق خرچ کر دیا جائے چونکہ وہ نئی مسجد بنوانے کی وصیت کر گئے ہیں اس لئے نئی مسجد ہی بنوائی جائے لیکن نئی مسجد اس مال سے نہ بن سکتی ہو تو پھر بصورت مجبوری دیگر مساجد کی تعمیر میں خرچ کر دیا جائے۔

قال فی البدائع ص ۳۳۵ ج ۷ ومن احکام الاسلام ان الوصیة بما زاد علی الثلث ممن له وارث تقف علی اجازة وارثه وان لم یکن له وارث اصلاً تصح من جمیع المال کما فی المسلم والذمی وفيها ص ۳۳۱ ج ۷ وکذا کونه من اهل الملک لیس بشرط حتی لو اوصی

مسلم بثلث ماله للمسجد ان ينفق عليه في اصلاحه وعمارته
وتجسيصه يجوز لان قصد المسلم من هذه الوصية التقرب الى الله
سبحانه وتعالى باخراج ماله الى الله سبحانه وتعالى لا التملك الى
احد. وفي العالمگیریة ص ۹۷ ج ۶ ولو اوصی ان يجعل ارضه
مسجداً يجوز بلا خلاف. وفي الدر المختار مع شرحه رد المحتار ص
۲۹۲ ج ۲ (اوصی بشئ للمسجد لم تجز الوصية) لانه لا يملك
وجوزها محمد قال المصنف وبقول محمد افقی مولانا صاحب
البحر (الا ان يقول) الموصی (ينفق عليه) فيجوز اتفاقاً. فقط والله
تعالی اعلم (فتاوی مفتی محمود ج ۹ ص ۱۷۸)

مصرف خیر کی وصیت کا روپیہ یونیورسٹی یا مقروض کو دینا

سوال..... زید کے پاس بوقت وفات جو روپیہ تھا وہ اپنے ہم راہی کو دیا کہ اسکو نیک کام میں
صرف کرنا جس جگہ تمہاری طبیعت چاہے اور چار سو روپے گھر گڑے ہوئے بتلائے انکی بابت بھی ایسا
ہی کہا میں پوچھتا ہوں کہ وہ روپیہ کسی پریشان حال مقروض کو دینا درست ہے یا نہیں؟ اور جو روپیہ گڑا
ہوا ہے وہ کسی عہدیدار کی مدد کے بدون قبضے میں آنا دشوار ہے جو شخص وصول کرنیکے درمیان واسطہ
ہے وہ علی گڑھ کے خیال والوں میں ہے روپیہ وصول ہونے پر ضرور یونیورسٹی کیلئے اس میں سے
طلب کریگا اس صورت میں اس مد میں کچھ دینا اور باقی صدقہ جاریہ میں لگا دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... اس مقروض کو بھی دینا درست ہے اور ایسی اضطرار کی حالت میں یونیورسٹی میں
دینا بھی درست ہے۔ (امداد الفتاوی ج ۴ ص ۳۳۷)

مکان خاص میں دفن کرنے کی وصیت کرنا

سوال..... ایک شخص نے وصیت کی کہ مر جانے کے بعد اس گھر میں جہاں میں عبادت کرتا
تھا دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ وصیت باطل ہے اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔ (امداد الفتاوی ج ۴ ص ۳۲۹)

قربانی کی وصیت اور اس پر عمل کی صورت

سوال..... ہندو آخر عمر میں تھی اس کا بیٹا سفر میں تھا ہندو نے اپنے بھائی کو یہ وصیت کی کہ ہر

سال میرے لئے قربانی کرنا اور دو بیگہ زمین بھائی کے نام کردی بعدہ ہندہ مرگئی جب بیٹا گھر آیا تو وہ زمین بھائی نے بیٹے کے نام کردی اور وصیت جاری رکھی پھر بیٹا مر گیا اس نے وہ زمین دوسرے کو بیچ دی اب سوال یہ ہے کہ:-

- ۱۔ قربانی کی وصیت کب تک جاری رہے گی؟
 - ۲۔ وصیت کردہ زمین وارثوں کا ترکہ بن سکتا ہے؟
 - ۳۔ اگر ترکہ بن سکتا ہے تو فروخت کر سکتے ہیں یا نہیں؟
 - ۴۔ اگر وارث نے فروخت کر دیا تو ثمن کس کے ذمے ہوگا؟
- جواب..... جب تک وہ زمین بھائی کے پاس رہی اس وقت تک وصیت کے موافق قربانی بھائی کے ذمے لازم رہی بعد میں نہیں۔

- ۲۔ جب بھائی نے مرحومہ کی وصیت کردہ زمین اس کے لڑکے کو دے دی تو وہ اس کی ملک ہوگئی شرعی تقسیم کے مطابق اس میں وراثت جاری ہوگی۔
- ۳۔ ہر وارث کو اپنا حصہ فروخت کرنے کا اختیار ہے۔
- ۴۔ وصیت صرف بھائی کے حق میں تھی اس نے جب مرحومہ کے لڑکے کو ہبہ کردی تو وہ مالک ہو گیا اس کو بھی فروخت کرنے کا حق تھا اور اس کے بعد جس کو وراثت میں ملی اس کو بھی فروخت کرنے کا حق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۴۴۲)

شادی میں خرچ کرنے کی وصیت

سوال..... مرحوم نے وصیت کی کہ نقد کے علاوہ دیگر جائیداد منقولہ میں میری اہلیہ کا حصہ نکال کر باقی جائیداد کو فروخت کر دیا جائے اور اس کے زر ثمن کو حمیدہ کی شادی میں لگا دیا جائے اور شادی ہوگئی تو دوسری بہنوں کے جہیز میں لگا دیا جائے ابھی حمیدہ اور دوسری بہنوں کی شادی نہیں ہوئی کیا وصیت مرحوم بہن اور بھائی کی موجودگی میں مرحوم کی جائیداد کا مصرف مرحوم کی اہلیہ کی بھتیجیاں ہو سکتی ہیں؟

جواب..... بھائی بہن کی موجودگی میں بہن کی لڑکیاں وارث نہیں اسکے حق میں وصیت شرعاً معتبر ہے لہذا مرحوم کے ترکے کے ایک ثلث (تہائی) میں وصیت نافذ کی جائیگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۴۹۸)

وصیت کی ایک صورت کا حکم

سوال..... ہندہ نے اپنے مرض الموت میں وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری فلاں زمین بیچ کر کے جو تخمیناً ایک ہزار روپے کی ہے میری جانب سے حج کرانا اور میری فلاں زمین جو

تخمیناً پانچ سو روپے کی ہے فروخت کر کے ایک عربی مدرس کو قرآن پاک کی تعلیم کے واسطے رکھنا اور فلاحی زمین جو تخمیناً پانچ سو روپے کی ہے میرے ذوی الارحام میں سے فلاں فلاں شخص کو دینا۔

اب سوال یہ ہے کہ ہندہ کی کل زمین کا اندازہ دو ہزار روپے تک کا ہے اور ہندہ کے ورثہ بھی ہیں ماں، بھائی، بہن، ہندہ اپنی کل زمین کی وصیت تین نوع پر کر کے انتقال کر گئی اب ایسی صورت میں ثلث مال سے فقط حج ہی کرایا جائے اور باقی نوع کو چھوڑ دیا جائے یا متینوں وصیتوں پر تقسیم کیا جائے؟ اگر تقسیم کیا جائے تو حج کے لئے وہ روپیہ کفایت نہیں کر سکتا شرعاً کیا صورت اختیار کی جائے؟

۲۔ ہندہ کا زید پر قرض ہے مگر زید نادار ہے قرض ادا کرنے سے مجبور ہے ہندہ نے کہا کہ میرے ذمے جتنی نمازیں ہیں ان کے فدیے میں یہ روپیہ میں نے تم کو دے دیا زید نے تسلیم کر لیا یہ ہندہ کی نماز کا فدیہ ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب..... مرحومہ کی وصیت چار چیزوں پر مشتمل ہے حج، عربی مدرس برائے تعلیم قرآن، خاص خاص ذوی الارحام کو دینے کی وصیت، کفارات نماز روزہ میں زید کو بہہ دین لہذا اس کا ثلث ترکہ ان چاروں پر اسی نسبت سے تقسیم ہوگا جو اس نے خود قائم کی ہے

مثلاً حج کے لئے ایک ہزار روپیہ یعنی دو سہام، تعلیم قرآن کے لئے پانچ سو روپے یعنی ایک سہام اور ذوی الارحام کے لئے پانچ سو روپے یعنی ایک سہام اور کفارے میں (اگر رقم قرض پانچ سو روپے ہو) ایک سہام پھر ذوی الارحام کا سہام تو ان کو دے دیا جائے گا اور تعلیم قرآن و حج اور فدیے کے سہام جمع کر کے اول حج کے مصارف لئے جائیں اگر کچھ بچے تو فدیے میں دیدیا جائے اس سے بچے تو تعلیم قرآن کے لئے مدرس مقرر کیا جائے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۴۲۸)

بیوی کے لئے کل مال کی وصیت کرنا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ جبکہ ایک شخص کو عرصہ ۳/۴ ماہ سے مرض لاحق ہے اور مرنے سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے ایک وصیت اسٹامپ پر لکھ دیتا ہے اور تصدیق کروا دیتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری ساری جائیداد کی حقدار میری بیوی ہے اور کوئی حقدار نہ بنے مرنے والے کی وفات ہونے کے بعد اس کی والدہ اور اس کی لڑکی اور اس کی بیوی اور ایک بہن اور اس کا حقیقی بڑا بھائی اور بھتیجے زندہ ہیں اور اپنا حق چاہتے ہیں کیا متوفی کی یہ وصیت صحیح ہے یا نہیں۔

جواب..... حدیث صحیح میں وارد ہے لا وصیۃ لوارث اس لئے صورت مسئلہ میں اس شخص کا بیوی کے بارے میں وصیت کرنا ناجائز ہے اس شخص کے ترکہ سے اس کی بیوی شرعاً صرف

آٹھویں حصہ کی حقدار ہے متوفی کا باقی ترکہ اسکے بھائی و ہمشیرہ اور لڑکی کو ملے گا۔ فقط واللہ اعلم
(فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۱۸۳)

وصی اور موصی الہم کے بعض احکام

لڑکی اور داماد کو کل ترکے کا وارث بنانا

سوال..... ایک بیوہ اولاد نہ ہو نیکی وجہ سے دیگر نزدیکی خاندانی رشتہ دارانکے مقابلے میں مرحوم شوہر کی وصیت کے مطابق اپنی دختر اور داماد کو شرعاً اپنا وارث قرار دے سکتی ہے یا نہیں؟
جواب..... اگر دیگر وارث ایسے موجود ہیں جو اولاد اناث کے ساتھ مستحق ترکہ ہوتے ہیں تو بیوہ مذکورہ اپنی لڑکی اور داماد کو کل ترکے کا وارث قرار نہیں دے سکتی۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۹۱)

وصیت سے رجوع کرنا صحیح ہے

سوال..... اگر ایک شخص اپنے کسی دوست کے لئے کچھ مال کی وصیت کرے لیکن مرنے سے پہلے اس کو منسوخ کر دے تو کیا اس شخص کا اپنی وصیت سے رجوع کرنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟
جواب..... وصیت چونکہ امر استحبابی ہے اس لئے اگر موصی وصیت کرنے کے بعد اس سے رجوع کر لے اور اپنی ماقبل وصیت کو باطل کر دے تو یہ اس کا شرعاً حق بنتا ہے اور اس رجوع سے وہ وصیت باطل ہو جائے گی چاہے رجوع قولاً ہو یا عملاً یا تحریراً

قال العلامة الكاساني: الموصی حتی یملك الرجوع عندنا مادام حیا
لان الموجد قبل موته مجرد ایجاب وانه یحتمل الرجوع فی مقدار
المعاوضة فهی بالتبرع أولى (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۷۸ کتاب
الوصایا فصل صفة هذا العقد)

قال العلامة وهبة الزحيلي: تبطل الوصية باسباب امان الموصی
كرجوعه عن الوصية او زوال اهليته او ردته (الفقه الاسلامی وادلته ج ۸
ص ۱۱۲ المبحث الرابع مبطلات الوصية) ومثله فی الهندية ج ۶
ص ۹۳ کتاب الوصایا الباب الاول (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۰۸)

موصیٰ الہم کے بالغ ہونے کے بعد وصی کی وصیت کا حکم

سوال..... زید نے اپنی کل جائیداد میں سے کچھ حصہ وقف اور باقی اپنے ورثہ میں تقسیم کیا اور لکھا کہ ہر وارث ہمارے مرنے کے بعد اپنے حصہ کا مالک ہے اور ایک وارث مسمیٰ خالد کو وقف کا منتظم کیا اور یہ بھی تصریح کی وہی خالد بقیہ جائیداد کا بھی مہتمم ہے اس طور سے کہ ہر وارث کو اس کے حصے کی مقدار دیتا رہے اور وقف کی نسبت لکھا کہ خالد کے بعد جو شخص ہماری اولاد میں لائق ہو وہ متولی وقف رہے لیکن وصیت کی نسبت کچھ تصریح نہیں کی اور ورثہ میں بعض نابالغ اور بعض بالغ ہیں اور وصیت نامہ کو سب ورثہ نے اصالتہ اور ولایت قبول کیا ہے اب سوال یہ ہے کہ زید کی تحریر وصیت نامہ ہے یا نہیں؟ دوم یہ کہ جب نابالغ ورثہ بلوغ کو پہنچیں تو اس وقت بھی ان کا حصہ جبراً خالد کے قبضہ اہتمام میں رکھا جائے گا اور ورثہ اپنے تصرف سے باز رکھے جائیں گے یا نہیں؟

سوم یہ کہ وارث بالغ کے حق میں وصیت نامے کا کیا اثر ہے؟ اپنی ملک موسیٰ بہ کے قبضے سے محروم رکھا جائے گا یا نہیں؟ خصوصاً اس وقت خالد مر گیا اور اس کا بیٹا زبردستی قابض ہو گیا۔

جواب..... یہ تحریر زید کی وصیت نامہ ہے اور نابالغان کے بلوغ کے بعد بھی وصی کی وصایت باقی رہے گی جب تک کہ اس سے خیانت ظاہر نہ ہو اور وارث بالغ کے حق میں وصایت کا اثر حفظ مال و انتظام میں نافع ہے اور بیٹا وصی کا اس کے وصی بنائے بغیر وصی بننے کا مستحق نہیں اس صورت میں اور ورثہ قبضے کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۸۶)

وصی کا موسیٰ کے انتقال کے بعد وصیت کو رد کرنا

سوال..... ایک صاحب نے کسی کو اپنا وصی بنایا اور اس نے قبول بھی کر لیا اور اس بات پر وصیت کرنے والے کی وفات تک قائم رہا اب وہ موسیٰ کی وفات کے بعد اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہتا ہے تو کیا وہ اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... جب ایک آدمی کسی شخص کو وصی مقرر کرے اور وہ وصیت کو قبول کر کے اس پر وصیت کرنے والے کی وفات تک قائم رہے تو وصیت کرنے والے کے انتقال کے بعد وصی ہونے کی ذمہ داری کو پورا کرنا اس پر لازم ہوگا اور وہ اس ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔

قال العلامة محمد الطوری رحمہ اللہ: واذا اوصی الیہ فقبل قبل موته او بعده ثم ردلم یخرج لان الموصی ما اوصی الا الی من یعتمد علیہ من الاصدقاء والامناء الخ (البحر الرائق ج ۸ ص ۴۵۷ کتاب الوصایا) (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۰۹)

موت وصی کے بعد موصی اور وصی کے ورثہ میں اختلاف

سوال..... زید نے بحالت صحت اپنے بیٹے عمر کو وصی مقرر کر کے قابض و دخل اپنے روبرو کل املاک پر کر دیا پھر زید مر گیا اس وقت زید کی لڑکی ہندہ نے وصیت نامہ تسلیم کر کے قبضہ و دخل عمر کا بحال رکھا اور تقریباً بیس سال قابض رہ کر عمر مر گیا اور اس نے اصل موصی کی دختر ہندہ کو اور ہندہ کے بیٹوں یعنی موصی کے نواسوں کو اور تین بیٹے اور تین بیٹیاں نابالغ اور ایک لڑکی بالغہ اور ایک لڑکے بالغ کو چھوڑا اور بالغ بیٹا جو کہ سعید و صالح ہے اور بہ نسبت جملہ ورثہ کے امور وقف کے اہتمام کے زیادہ لائق ہے مذکورہ وصیت نامے میں درج امور کی وصیت کرتا ہے۔

۱۔ وصیت نامے کے مطابق چار آنے کا وصی اشخاص مذکورہ میں سے کون شخص ہوگا؟

۲۔ اور جو شخص وصی ہوگا چار آنے کا وہی شخص بارہ آنے کا بھی وصی و منتظم ہوگا؟

۳۔ جبکہ وہی شخص وصی ہو تو موصی کے ورثہ کو چار آنے یا بارہ آنے کی بہ نسبت اس شخص سے

جھگڑنے کا حق ہوگا یا نہیں؟

جواب..... چونکہ دفعہ نمبر تین میں موصی نے تصریح کر دی کہ امر انتظام وقف ہماری اولاد میں رہے گا اس وجہ سے موصی کے نواسوں کو کچھ مداخلت نہیں ہو سکتی کیونکہ لفظ اولاد سے لڑکی کی اولاد بقول مفتی بہ خارج ہے اور جو ورثہ بالغ نہیں وہ بھی بالغ اور لائق ہونے تک وصی اور ولی بننے کے لائق نہیں اور ورثہ میں سے جو نیک اور امور وقف کے انجام دینے کے لائق ہو وہ موصی کی وصیت کے مطابق چار آنے میں وصی و منتظم ہوگا اور اگر چند ورثہ سعادت و رشد میں برابر ہوں تو جو عالم ہوگا اور امور وقف کا اہتمام اچھی طرح سے دیانت و امانت کے ساتھ کر سکتا ہوگا وہ منتظم قرار دیا جائے گا اور جو شخص نیک موصی کی وصیت کے مطابق چار آنے کا مہتمم ہوگا وہی شخص بارہ آنے کا وصی قرار دیا جائے گا اور عبارت دفعہ نمبر چھ کی وصیت نامے کی ”اور نہ نیلام سے حق و دخل مسمیٰ عمر و خواہ ان کے قائم مقام ہوں فتور نہ آئے گا“ اس امر پر نص صریح ہے کہ بارہ آنے کی وصایت عمر کے بعد ان کے قائم مقام کی طرف منتقل ہوگی اور موصی کے ورثہ یا حاکم کو اختیار نہیں ہے کہ بدوں ثبوت خیانت چار آنے یا بارہ آنے کی مقدار کو وصی سے چھینے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۸۱)

موصی لہ کے وصیت رد کرنے کے بعد بھی وصیت باقی رہتی ہے

سوال..... ہندہ نے اپنی جائیداد جس کی آمدنی چونتیس روپے ماہوار تھی اس میں سے اپنی بہن اور دور شستے داروں کے لئے اتنی مقدار کی وصیت کی کہ وہ جائیداد موصی بھار قبہ زمین کے اعتبار

سے تو ثلث سے کم ہے مگر آمدنی کے اعتبار سے ثلث سے زیادہ ہے کیونکہ جائیداد موسیٰ بھا کی آمدنی بارہ روپے ہے اور کل کی آمدنی چونتیس روپے ہے جائیداد ایک دکان ہے جو دس روپے ماہوار کرائے کی ہے اور اس کی چھت پر ایک کمرہ ہے جو آٹھ روپے ماہوار کا ہے ہندہ نے دکان دو رشتے داروں کو اور چھت کا کمرہ حقیقی بہن کو دلانا چاہا تھا۔

رشتے داروں نے محض اس خیال سے کہ حقیقی بہن سے نزاع ہوگا کیونکہ دکان کی چھت کا کمرہ اس کو ملے گا اس لئے ہندہ سے کہا کہ ہم قبول نہیں کرتے ہندہ نے کچھ نہ کہا مگر چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ رد وصیت ہندہ کی مرضی کے خلاف ہے۔ بہن نے بھی اس خیال سے کہ ہمیں نصف جائیداد وراثۃ پہنچتی ہے (حالانکہ ہندہ کا پوتا حاجب ہے) ہم کم کیوں قبول کریں نیز اگر قبول کر لیں تو ہماری وجہ سے ان دونوں رشتے داروں کو بھی نفع پہنچے گا وصیت کو قبول نہ کیا۔ ہندہ کی وفات کے بعد وارث پوتے نے تمام جائیداد پر قبضہ کر کے فروخت کر دیا اور بہن اور رشتے داروں کو کچھ نہ دیا انہوں نے مطالبہ بھی نہ کیا مگر صراحتہ رد بھی نہ کیا البتہ دونوں رشتے داروں نے کبھی کبھی یہ کہا کہ ہم نے ہندہ سے کہہ دیا کہ ہم وصیت قبول نہیں کرتے اور بہن نے بھی سکوت اختیار کیا تو یہ وصیت مبطل وصیت ہے یا نہیں؟ مگر آں کہ رشتے داروں نے جو الفاظ مذکورہ کہہ وہ اس لئے کہ یہ بطلان وصیت میں موثر ہو چکے ہیں ورنہ عدم بطلان معلوم ہونے پر ہرگز نہ کرتے اور اعادہ اس واسطے کیا کہ ہمشیرہ کو رنج پہنچے اعادے سے انشاء رد مقصود نہ تھا بلکہ اخبار رد جو ان کے زعم میں صحیح ہو چکا تھا گو بعد کو پشیمانی ہوئی مگر اپنی زبان سے قبول وصیت کا ذکر محض اس وجہ سے نہ کیا کہ یہ سمجھتے رہے کہ وصیت تو باطل ہو ہی چکی ہے اب ہمارے اس کہنے سے کیا ہوگا؟ بجز اس کے کہ ندامت ہوگی اور وارث جائز سے نزاع ہوگا۔

جواب..... وصیت رد نہیں ہوئی موسیٰ لہم کا حق باقی ہے البتہ یہ حق ثلث کے اندر اندر ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۳۱)

موسیٰ لہ کے وارثوں کو مطالبے کا حق ہے یا نہیں؟

سوال..... زید نے وصیت کی کہ میرے ترکے میں سے اتنا حصہ اللہ دیا جائے اور اللہ حصے سے کچھ آمدنی کی جائے اس آمدنی میں سے ہندہ کو اتنی رقم دی جائے اب تقسیم ترکہ کے وقت ہندہ وفات پا گئی اب ہندہ کے وارث خاوند اس رقم کا دعویٰ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... اگر وصیت کرنے والے نے ہندہ کو دینے کی وصیت کی ہے اور ہندہ کے وارثوں کو دینے کی وصیت نہیں کی تو ہندہ کے وارثوں اور اسکے خاوند کا حق نہیں ہے اور مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۷۱)

مبہم وصیت کا حکم

سوال..... اگر کوئی شخص ان الفاظ سے وصیت کرے کہ میرے مال سے کچھ حصہ فلاں شخص کو دے دیا جائے مگر اس نے اس مال کی تعیین نہ کی ہو تو کیا وصیت کرنے والے کی وفات کے بعد موصی لہ کو وہ مبہم مال دیا جائے گا یا نہیں؟

جواب..... شرعاً تو ایسی وصیت صحیح ہے البتہ ابہام کی وجہ سے وصیت کرنے والے کے انتقال کے بعد اس کا تعیین ورثاء کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ موصی لہ کو جتنا چاہیں دے سکتے ہیں تاہم اگر وصیت کرنے والے نے اپنی زندگی میں ہی اس مال کو متعین کر دیا ہو تو بعد الموت وہی مال دینا پڑے گا بشرطیکہ وہ مال میت کے کل ترکہ کے ثلث سے زیادہ نہ ہو۔

قال العلامة الكاساني رحمه الله: منها ما اذا وصى لرجل بجزء ماله او بنصيب من ماله او بطائفة من ماله او ببعض او بشقص من ماله فان بين في حياته شيئاً والا اعطاه الورثة بعد موته ماشاء والان هذه الالفاظ تحتل القليل والكثير فيصح البيان فيه مادام حيا ومن ورثته اذامات لانهم قائمون مقامه. (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۵۶ کتاب الوصایا، فصل شرائط الوصية)

فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۰۷

موصی لہ کا انتقال ہو جائے تو تقسیم ترکہ کا حکم

سوال..... زید کے صرف ایک لڑکی تھی جس کا زید کے سامنے ہی انتقال ہو گیا تھا اور جس نے دو بچے ایک لڑکا لڑکی چھوڑے تھے ان کی پرورش زید ہی نے کی تھی زید جب حج کو گیا تو اس کی دو بہنیں ایک نواسا ایک نواسی اور بیوی موجود تھی چنانچہ اس نے اپنے ترکے کی تقسیم بطور وصیت اس طرح کی کہ دو حصے نواسی کو ایک نواسے کو اور دونوں بہنوں کو سوا حصہ ملے زید کی زندگی ہی میں اس کی دونوں بہنوں اور بیوی کا انتقال ہو گیا اب زید کے مرنے کے بعد ان بہنوں اور بیوی کے حصے کا کون حق دار ہوگا؟

نوٹ: بہنوں کی اولاد موجود ہے۔

جواب..... زید کی پہلی وصیت بطور تقسیم ہوگی وہ بہنوں اور بیوی کے انتقال سے خود بخود ختم ہوگئی اب متوفی زید کے انتقال کے وقت جو رشتے دار موجود ہوں گے ان کو بقاعدہ میراث زید کا ترکہ ملے گا تو زید کے رشتے دار اگر صرف ذوی الارحام ہیں کوئی عصبہ نہیں ہے تو نواسا نواسی حق دار ہیں بہنوں کی اولاد حق دار نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۳۷)

وصیت للوارث والاجنبی کی ایک صورت

سوال..... ایک شخص نے اپنی زوجہ کے واسطے نصف متروکہ اور ایک اجنبی کے واسطے نصف متروکہ کی وصیت کی زوجہ کے علاوہ دیگر وارث بھی موجود ہیں وہ اس وصیت کو جائز نہیں رکھتے ایسی صورت میں وصیت ثلث میں نافذ ہوگی اور اجنبی کو ثلث سالم ملے گا یا چھٹا حصہ ملے گا بعض کہتے ہیں کہ اجنبی کو سدس ملے گا اور عالمگیریہ کے اس جزئیہ سے استدلال کرتے ہیں۔

اذا اوصی لاجنبی و وارثه كان للاجنبی نصف الوصیة الخ
جواب..... قال فی البدائع ج ۷. ص ۳۳۲ ولو اوصی بالثلث لرجلین ومات الموصی فردا احدهما وقبل الآخر كان للآخر حصته من الوصیة لانه اضاف الثلث اليهما وقد صحت الاضافة فانصرف الى كل واحد منهما نصف الثلث فاذا ارد احدهما الوصیة ارتد فی نصفه وبقي النصف الآخر لصاحبه الذی قبل. کمن اقر بالثلاث لرجلین فردا احدهما اقراره ارتد فی نصیبه خاصة وكان للآخر نصف الاقرار كذا ههنا بخلاف ما اذا اوصی بالثلث لهذا والثلث لهذا فردا احدهما وقبل الآخر ان كل الثلث للذی قبل الا انه اذا قبل صاحبه يقسم الثلث لضرورة المزا حمة اذ ليس احدهما اولى من الآخر فاذا ارد احدهما زالت المزا حمة فكان جميع الثلث له. ۱. ثبت بقول البدائع ان المزا حمة انما تكون اذا كان اوصی بالثلث لاثنین واما اذا اوصی بالثلث لواحد وبالثلث لآخر ثم تقع المزا حمة الا اذا استحقا جميعاً وهو ظاهر. ۳. وكذلك اذا اوصی بالنصف لواحد وبالنصف لآخر كما لا يخفى. فمافی العالمگیریة اذا اوصی لاجنبی و وارثه كان للاجنبی نصف الوصیة الخ فمحمول علی ما اذا اوصی لهما بالثلاث لثبوت المزا حمة فی الثلث فافهم.

پس صورت مسئلہ میں زوجہ کے لئے وصیت باطل ہے اور اجنبی کیلئے ثلث میں نافذ ہے اور ورثاء جائز رکھیں تو زائد میں بھی صحیح ہے بشرطیکہ سب بالغ ہوں اور اگر کوئی نابالغ ہو تو اس کی اجازت معتبر نہیں صرف بالثنین کے حصے میں ہی اجازت صحیح ہوگی۔ ہذا واللہ اعلم وعلمہ اعلم (امداد الاحکام ج ۳ ص ۵۸۶)

کوئی وارث نہ ہو تو موسیٰ لہ تر کے کا مستحق ہوگا

سوال..... زید لا ولد تھا۔ اس نے اپنی املاک اپنے ربیوں یعنی اپنی عورت کے فرزندوں کے لئے وصیت کر دی اور لکھ دیا کہ میرے مرنے کے بعد میری تمام ملک کے مستحق اور وارث یہی مذکورین ہیں اب زید کے انتقال کے بعد متبنہ لڑکی کا بیٹا دعویٰ کرتا ہے کہ اس تر کے میں میرا بھی حصہ ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

جواب..... مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد باقی تمام مال کے مستحق مذکور ربیب لوگ ہیں جن کیلئے وصیت کی گئی ہے اسکی متبنہ لڑکی کا بیٹا نہ اس کی کسی قسم کے وارثوں میں داخل ہے اور نہ وصیت شدہ لوگوں میں ہے اس لئے شرعاً اس کا کچھ حصہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۳۷)

موسیٰ لہ کا وصیت قبول کرنے سے انکار کرنا

سوال..... زید نے مرض الموت میں ایک وصیت نامہ لکھا کہ میرے تر کے میں ایک ثلث میں وصیت ہے کہ ایک سو روپے میں تکلین و ایصال ثواب وغیرہ اور ایک سو روپے میں فلاں عمرو کو اور بقیہ فلاں فلاں پانچ شخصوں کو برابر برابر دیا جائے اس وصیت کو سن کر چار موسیٰ لہم نے کاغذ پر اپنے دستخط کر دیئے مگر پانچویں نے انکار کر دیا موسیٰ نے کہا کہ تم لے لو پھر میرے ہی اوپر لگا دینا مگر نہ مانا زید موسیٰ نے کہا کہ ان کے کاغذ پر ان سے انکار لکھوا لو چنانچہ زید موسیٰ نے خود منکر کے ہاتھ سے اس کے نام کے وصیت نامے پر یہ الفاظ لکھوائے (مجھ کو لینا منظور نہیں فلاں بقلم خود)

اب زید کے انتقال کے بعد وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے زکوٰۃ کا مال سمجھا تھا اس لئے میں نے انکار کیا تھا اب مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ زکوٰۃ کا مال نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ وہ وصیت کا لعدم ہو گئی یا اس کا عذر قبول ہو سکتا ہے؟ اور وصیت کا مال دو سو روپے (تجھیز وغیرہ کے مصارف اور عمرو کے حق میں وصیت) ادا کرنے کے بعد ان پانچوں پر تقسیم ہو گا یا نہیں؟ اگر کوئی شخص دیگر شرکاء کی رضا کے بغیر تقسیم کر کے پانچویں شخص کو دے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... صورت مسئلہ میں اگر موسیٰ موسیٰ لہ کے رد و انکار کے بعد اس میں کچھ دخل نہ دیتا تو یہ رد جو حیات موسیٰ میں ہوا ہے قابل اعتبار نہ ہوتا بلکہ موت موسیٰ کے بعد جب وہ قبول کر لیتا تو یہ وصیت بحال خود رہتی بشرطیکہ موسیٰ کی موت کے بعد موسیٰ لہ کے انکار کی نوبت نہ آئی ہو لیکن جب موسیٰ لہ کے رد و انکار کے بعد موسیٰ نے کہا کہ ان کے نام پر ان سے انکار لکھوا لو تو موسیٰ نے اس رد کو قبول کر لیا جو کہ وصیت سے رجوع کرنے پر دال ہے پس اس رجوع سے موسیٰ لہ کا حق باطل ہو گیا۔

لیکن اس منکر کا حصہ ان چار باقی کو نہ ملے گا بلکہ وہ حق ورثہ کا ہے البتہ اگر موصی اس کے بعد کہہ دیتا کہ یہ مجموعہ ان چار کو ملے تو یہ پانچواں حصہ بھی برابر ان چاروں کو دیا جاتا البتہ اگر سب ورثہ بالغ ہوں اور اپنی رضا سے اس کو خمس دے دیں یا جو بالغ ہو وہ اپنا حصہ اس خمس میں سے اس کو دے دیں تو اس کا لینا جائز ہے ورنہ دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۲۳)

موصی لہ کا موصی سے پہلے وفات پا جانے پر وصیت کا حکم

سوال..... جناب مفتی صاحب! میرے والد صاحب نے اپنی زندگی میں ہی اپنے ایک دوست کے لئے ایک قطعہ اراضی کا وصیت نامہ لکھا تھا کہ میرے مرنے کے بعد یہ زمین تمہاری ہے لیکن والد صاحب کا یہ دوست ان کی زندگی میں ہی انتقال کر گیا اب میرے والد صاحب کے انتقال کے بعد ان کے دوست کے بیٹے اس قطعہ اراضی کا مطالبہ کرتے ہیں کیا شرعاً ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب..... وصیت کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ موصی لہ وصیت کرنے والے کی وفات تک زندہ ہو تب وہ وصیت کا اہل ہوگا ورنہ بصورت دیگر اگر موصی لہ وصیت کرنے والے کی زندگی میں ہی فوت ہو جائے تو وصیت باطل ہو جائے گی اس لئے صورت مسئلہ میں وصیت کا مال وصیت کرنے والے کا حق ہے موصی لہ کی اولاد کا دعویٰ استحقاق درست نہیں۔

قال العلامة الكاساني رحمه الله: وتبطل بموت الموصى له قبل موت الموصى لان العقد وقع له لا لغيره فلا يمكن ابقاء على غيره. (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۹۲ کتاب الوصایا، فصل تبطل الوصية قال العلامة وهبه الزحيلي: موت الموصى له المعين قبل موت الموصى تبطل به الوصية باتفاق المذاهب الاربعة لان الوصية عطية وقد صادقت المعطى ميتاً فلا تصح كالهبة للميت (الفقه الاسلامي وادلته ج ۸ ص ۱۱۶ المبحث الرابع مبطلات الوصية ومثله في البحر الرائق ج ۸ ص ۳۵۳ کتاب الوصایا (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۰۵)

متفرقات

مجنون (پاگل) اور نابالغ کی وصیت کا حکم

سوال..... جناب مفتی صاحب! اگر کوئی مجنون یا نابالغ کسی کے لئے وصیت کر جائے تو کیا

اس کے مرنے کے بعد موسیٰ لہ اس مال کا مالک متصور ہوگا یا نہیں؟

جواب..... نابالغ اور مجنون چونکہ تصرفات کا حق نہیں رکھتے اس لئے شرعاً ان کی وصیت کا بھی کوئی اعتبار نہیں لہذا مجنون کی وصیت سے موسیٰ لہ اس مال کا مالک متصور نہ ہوگا۔

قال العلامة الكاساني رحمه الله: ومنها ان يكون من اهل التبرع في الوصية بالمال وما يتعلق به لان الوصية بذلك تبرع بايجابه بعدموته فلا بد من اهلية التبرع فلا تصح من الصبي والمجنون لانهما ليسا من اهل التبرع لكونه من التصرفات. (البدائع والصنائع جلد ۷ ص ۳۳۴ کتاب الوصایا، فصل فی الشرائط).

وفي الهندية: ولا تصح الوصية الا ممن يصح تبرعه فلا تصح من المجنون والمكاتب والمأذون الخ. (الفتاویٰ الهندیہ ج ۶ ص ۹۲ کتاب الوصایا، الباب الاول) فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۰۷.

شرطیہ وصیت کی ایک صورت کا حکم

سوال..... زید نے اپنی بیوی ہندہ کے انتقال کے بعد دوسری عورت طاہرہ سے نکاح کیا چونکہ ہندہ کے نام پر کچھ جائیداد تھی ہندہ نے اپنے انتقال سے پہلے ایک وصیت کی جس میں اپنی املاک کا وارث اپنی اولاد کو بتایا اور وہ وصیت شرطیہ ہے کہ اگر اولاد زندہ نہ ہو تو کل املاک مسجد کو وقف کیا جائے اب زید اور ہندہ کے لپٹن میں سے ایک لڑکا زندہ ہے تو وہ املاک کس طرح تقسیم ہوگی؟

زید نے ہندہ کے انتقال کے بعد چند دوسری ملک اپنی دوسری بیوی طاہرہ کے نام سے خریدی اب طاہرہ کا ایک لڑکا اور لڑکی اور زید تینوں زندہ ہیں اس ملک میں صرف طاہرہ کے بچوں کا حق ہے یا ہندہ کے لڑکے کا بھی؟

جواب..... اس صورت میں ترکہ مملوکہ ہندہ متوفیہ کا جس میں اس کا مہر بھی ہے شرعاً مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد چار سہام ہو کر ایک حصہ اس کے شوہر زید کو اور تین حصے اس کے لڑکے کو ملیں گے اور اگر فی الواقع زید نے کسی مصلحت کی وجہ سے ہندہ کا نام فرضی درج کرایا تھا تو مالک اس جائیداد کا زید سمجھا جائے گا لیکن زید نے دوسری جائیداد خرید کر دوسری عورت طاہرہ کے نام کی ہے اس لئے زید کا قول بظاہر صحیح معلوم نہیں ہوتا اور طاہرہ کے ترکے میں ہندہ کے بچوں کا شرعاً کچھ حق نہیں ہے البتہ چوتھائی ترکے کا مستحق زید ہوگا۔ (امداد المفتیین ص ۱۰۴۰)

باب وصیت میں تعلیق و اضافت کا حکم

سوال..... ۱۔ وصیت میں کسی قسم کی شرط میعاد انتقال ذات شی میں کرے تو وہ وصیت جائز ہے یا نہیں؟ ۲۔ اگر زید ایک ملٹ عین کی وصیت بحق اجنبی کرے اور شرط میعاد کی اس طرح کرے کہ میرے بعد پانچ سال تک ورثہ قابض رہیں گے اس کے بعد موصی لہ قابض ہو سکے گا یہ میعاد شرعاً قابل پابندی ہوگی یا نہیں؟ اور وصیت جائز ہوگی یا نہیں؟ ۳۔ اگر زید کل مال کی وصیت کسی اجنبی کے نام کرے اور شرط میعاد تاحیات کرے یعنی موصی لہ کی وفات کے بعد میرے ورثہ پائیں گے اور حالت حیات میں اجنبی قابض رہے گا تو یہ وصیت جائز ہوگی یا نہیں؟ اور موصی کے ورثہ موصی کے مرنے کے بعد اس پر راضی ہو گئے۔

سوال سوم کی نسبت تو کہا جاسکتا ہے کہ یہ درحقیقت وصیت انتفاع کی ہے نہ عین شے کی اور عین حیات تک انتفاع کی وصیت درست ہے اس لئے یہ جائز ہو جائے۔

جواب..... فی ردالمحتار قوله والوصية الخ وفي الخانية لو اوصى بشئ لام ولده ان لم تتزوج فقلبت ذالك ثم تزوجت بعد انقضاء عدتها بزمان فلها الثلث بحكم الوصية الى قوله ووجهه انه اذا مضت مدة بعد العدة ولم تتزوج فيها تحقق الشرط (ردالمحتار ج ۲ ص ۳۵۵)

ظاہر ہے کہ معلق بہ عدم تزوج فی العدة تو ہے نہیں بلکہ عدم تزوج بعد العدة ہے اور اس وقت موصی زندہ نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ تعلیق وصیت کی ایسی شے کے ساتھ بھی جائز ہے جو مدت موصی کے بعد متحقق ہو اور تائید اس کی اسی کلیہ سے ہوتی ہے الاضافة تصح فيما لا يمكن تملكه للحال: اس کیلئے میں کوئی قید نہیں لگائی پس اس جزئیے اور کیلئے سے معلوم ہوتا ہے کہ موصی کا یہ کہنا قابل عمل ہوگا کہ میرے بعد پانچ سال تک قابض نہ ہو اور پھر موصی لہ قابض ہو۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۲۶)

متبنی لڑکی کے لئے وصیت کرنے کا حکم

سوال..... ایک شخص نے اپنی وفات سے نو سال پہلے ایک لڑکی کو متبنی بنایا اور وفات سے پیش تر چند معززین کو بلا کر وصیت کی کہ ”میری وفات کے بعد مذکورہ بالا لڑکی میری جائیداد کی جائز وارث ہوگی؟“ ارشاد فرمائیں کہ مذکورہ لڑکی کو شرعاً کیا حصہ پہنچتا ہے؟

جواب..... اگر الفاظ یہ ہی تھے جو سوال میں مذکور ہیں تو یہ لغو ہیں وصیت نہیں ہاں اگر یہ کہا ہو کہ سب تر کہ اسکو دے دینا تو وصیت ہوگی اور ملٹ میں جاری ہوگی (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۸۶)

پوتی کے لئے وصیت کی ایک صورت کا حکم

سوال..... زید مرحوم کے ورثہ میں تین لڑکے ایک لڑکی اور ایک زوجہ ہے اور مرحوم لڑکے کی

لڑکی ہے اب زید نے پوتی کے حق میں وصیت کی ہے کہ ”اس لڑکی کو خلیل (مرحوم لڑکے کا نام) کا حصہ دینا اور اس کو خلیل کی جگہ سمجھنا“ تو بایں الفاظ یہ وصیت صحیح ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ وصیت صحیح اور معتبر ہے اور پوتی کو اسکے باپ کے حصے کے برابر ترکے میں سے حق وصیت دیا جائیگا چونکہ یہ وصیت ثلث ترکے سے یقیناً کم ہے اس لئے پوری مقدار معتبر ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۴۹)

بیٹے کی موجودگی میں بھائی کے لئے وصیت کرنا

سوال..... ایک بھائی غریب اور نادار ہے جبکہ دوسرا بھائی امیر و مالدار ہے دونوں بھائیوں کی اولاد بھی موجود ہے اب اگر مالدار بھائی اپنے غریب بھائی کے لئے اپنے مال میں سے کچھ مخصوص رقم کی وصیت کرے تو کیا اپنی اولاد کی موجودگی میں بھائی کے حق میں وصیت صحیح ہے یا نہیں؟

جواب..... بھائی اگر چہ وارث ہے مگر اپنی اولاد یعنی بیٹوں کی موجودگی میں وہ بمنزلہ اجنبی کے ہے جبکہ شریعت مطہرہ میں اجنبی کے لئے ایک تہائی مال تک کی وصیت جائز ہے لہذا بیٹوں کی موجودگی میں غریب بھائی کے لئے وصیت کرنا صحیح ہے البتہ اگر مخصوص مال کل مال کے ایک تہائی سے متجاوز ہو تو وہ وراثت کا اختیار میں ہوگا۔

وفی الہندیۃ: يعتبر کونہ وارثا و غیر وارث وقت الموت لا وقت الوصیۃ حتی لو اوصی لاختیہ و هو وارث ثم ولد له ابن صحت الوصیۃ للاخ ولو اوصی لاختیہ وله ابن ثم مات الابن قبل موت الموصی بطلت الوصیۃ. (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۶ ص ۹۰ کتاب الوصایا. الباب الاول) (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۱۰)

بھتیجے کے لئے وصیت کی ایک صورت

سوال..... اسماعیل خان نے مرض الموت میں وصیت کی کہ میرے ترکے میں سے نصف میرے بیٹے فضل اللہ خاں کو اور نصف میرے بھتیجے یعقوب علی خاں کو دیا جائے اور دختر کو پہلے حصہ دے چکا ہوں اور زوجہ کو ابھی حصہ نہیں دیا اور مرنے کے بعد ایک زوجہ انوار فاطمہ ایک دختر عزیز فاطمہ اور بھتیجہ یعقوب علی اور ایک لڑکا فضل اللہ خاں وارث چھوڑے ہیں۔ پھر فضل اللہ خاں فوت ہوئے انہوں نے ایک والدہ انوار فاطمہ ایک بہن علاقہ عزیز فاطمہ اور ایک برادر چچا زاد یعقوب علی وارث چھوڑے تو ترکہ اسماعیل خاں کا کس طرح تقسیم ہوگا اور شریعت کا کیا حکم ہے؟ اس پر مولوی صاحب نے یہ جواب لکھا تھا کہ ثلث میں سے نصف بھتیجے کو ملے گا۔

جواب..... اس پر دیوبند سے یہ لکھا گیا۔ وبمثله قال فی الہدایۃ وقال فی البدائع ص

۳۳۸ ج ۷ ولو اوصی بثلث ماله لبعض ورثته ولا جنبی فان اجاز بقیۃ الورثۃ جازت الوصیۃ لهما جمیعاً وکان الثلث بین الاجنبی و بین الوارث نصفین وان ردوا جازت فی حق الاجنبی

وبطلت فی حصۃ الوارث وقال بعض الناس یصرف الثلث کلہ الی الاجنبی. لہذا بھتیجے کے لئے بطور وصیت کل مال کے ثلث میں سے نصف ملے گا باقی مال بعد ادائے دین مہر اور دیگر حقوق مقدمہ علی المیراث حسب تفصیل مذکور یعنی منجملہ ۷۲ سہام کے ۲۳ سہام انوار فاطمہ کو اور ۴۲ سہام عزیز فاطمہ کو اور ۷ سہام یعقوب علی خاں کو ملیں گے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (امداد المفتین ج ۲ ص ۸۵۹ کتاب الوصایا)

نکاح ثانی کرنے سے وصیت باطل نہ ہوگی

سوال..... علیم الدین نے وصیت کی کہ ایک ثلث بیٹے عبداللہ کو اور ایک ثلث دو پوتوں کو اور ایک ثلث اپنے بڑے بیٹے کی زوجہ راج بی بی کو ملے اور راج بی بی کے نام اس شرط کے ساتھ وصیت کی کہ اگر میرے گھر کو آباد رکھے اور نکاح ثانی نہ کرے تو وصیت جاری رہے ورنہ ساقط ہے اب علیم الدین کا انتقال ہو گیا اور موسیٰ لہم زندہ ہیں تو وصیت کس طرح تقسیم ہوگی؟

جواب..... عبداللہ وارث ہے اس کے لئے وصیت باطل ہے اور عبداللہ کے دونوں بیٹے اور عبدالرحیم کی بیوی کے لئے گو وصیت جائز ہے لیکن ثلث سے زائد باطل ہے بلکہ ایک ہی ثلث میں یہ تینوں اس نسبت سے شریک ہوں گے جو کہ موسیٰ نے تجویز کی ہے پس تقسیم ترکہ اس طرح ہوگی کہ ایک ثلث میں سے آدھا تو عبدالرحیم کی زوجہ کو اور آدھا عبداللہ کے دونوں بیٹوں کو برابر ملے گا اور دو ثلث جو بچا وہ میراث میں عبداللہ کو دیا جائے گا اور یہ جواب اس صورت میں ہے کہ علیم الدین کی وصیت پر سب ورثہ رضامند نہ ہوں اور بجز عبداللہ کے کوئی وارث نہ ہو ورنہ سوال مکرر کیا جائے۔

اور علیم الدین کی یہ شرط لغو ہے کہ راج بی بی نکاح ثانی نہ کرے اس کا وصیت سے جو حق ہے نکاح ثانی پر بھی وہ ساقط نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۲۲)

اجنبی اور وارث کے لئے وصیت کا حکم

سوال..... وصیت کی نسبت فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر دو شخصوں کے لئے وصیت کرے اور ایک کو نہ مل سکے تو اگر اس کو ملنے کا احتمال ہی نہ ہو تو کل مال موسیٰ لہ ثانی کو مل جائے گا اور اگر احتمال ہے تو نصف ملے گا مثلاً زید اور وارث کے لئے وصیت کی اور وارث کو نہ ملا تو جس قدر مال کی وصیت کی ہے اس کا نصف ملے گا اور اگر زید و عمر کے لئے وصیت کی اور زید میت ہے تو کل مال عمر کو مل جائیگا۔ سوال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے کل مال کی زید اور وارث کے لئے وصیت کی اور بقیہ ورثاء نے اس کو جائز نہ رکھا تو آیا یہ سمجھا جائے گا کہ چونکہ کل کی وصیت نادرست ہے تو گویا ثلث مال کی وصیت کی تھی زید اور وارث کے لئے، حتیٰ کہ زید کو ثلث کا نصف یعنی سدس ملے یا یہ نہ سمجھا

جائے گا بلکہ اگر ورثہ راضی نہ ہوئے تو اجنبی کو ثلث مال دلایا جائے گا۔

فقہاء کے قاعدے سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جہاں تنصیف کی جاتی ہے وہاں وجہ یہ ہے کہ موصی کو کل دلانا مقصود نہیں بلکہ تنصیف کرنا مقصود ہے اس لئے اگر کسی وجہ سے ایک شخص کو نہ مل سکا تو دوسرے کو اس کا حصہ نہ دیا جائے گا اور صورت مسئلہ میں یہ امر مفقود ہے کیونکہ بہر حال اجنبی کو نصف کل مال بلکہ اس سے بھی کم ملے گا اور اگر ورثہ راضی نہ ہوئے پھر ثلث کے نصف کرنے کی کیا وجہ؟

جواب..... ہدایہ میں ہے ومن اوصی لاجنبی ولوارثہ فللاجنبی نصف الوصیۃ وتبطل وصیۃ الوارث لانہ اوصی بما یملک الایضاء بہ وبمالا یملک فصح فی الاول وبطل فی الثانی: اس روایت سے صورت مسئلہ عنہا کا جواب ظاہر ہے کہ اس میں زید کو نصف ثلث ملے گا کیونکہ ہدایہ کی تعلیل اس میں جاری ہے اوصی بما یملک وبمالا یملک: الخ کیونکہ روایت مذکورہ میں ما یملک سے مراد ظاہر ہے کہ وصیت لاجنبی ہے اور ما یملک سے مراد وصیت للوارث ہے قطع نظر مقدار موصی بہ سے کہ وہ دوسری دلیل مستقل سے ثابت ہے کہ ثلث سے متجاوز نہ ہوگا اور اگر ثلث سے زائد ہو تو وہ بھی بمنزلہ ثلث کے ہوگا اور سوال میں مذکور وصیت میں ان دونوں میں سے ایک کی تفصیل دوسرے پر مقصود نہیں پس تساوی کا کیا جائے گا اس بناء پر صورت مسئلہ عنہا بھی روایت مذکورہ کی ایک جزئی ہوگئی پس حکم مذکور بھی اس کیلئے ثابت ہوگا۔

قولکم وہاں وجہ یہ ہے کہ موصی کو کل دلانا مقصود نہیں الی قولکم یہ امر مفقود ہے قلت کل سے مراد کل متروکہ ہے یا کل موصی بہ اگر شق اول ہے تو مسلم نہیں کہ یہ وجہ ہے کہ اس کے لئے حاجت نقل ہے اور اگر شق ثانی ہے تو مسلم ہے لیکن یہ کہنا کہ مقصود ہے مسلم نہیں کیونکہ جب دو کے لئے وصیت کی تو زید کو کل موصی بہ دلانا مقصود نہیں بلکہ دونوں کی تساوی مقصود ہے اور کل مال معنی میں ثلث مال کے ہے پس لوازم تساوی سے زید کو نصف ثلث ملنا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۲۵)

نافرمان بیٹے کو زندہ ہوتے ہوئے محروم

کیا جاسکتا ہے لیکن وصیت سے نہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں صورت مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی بیوی کے اشارہ پر ماں باپ کا بے فرمان ہو چکا ہے ایک مکان جو کہ اپنے برادران کا حصہ تھا وہ ۱/۲ لے لیا حالانکہ ۱/۴ کا حقدار تھا اور زور بھی ساڑھے سات تولہ لے لیا جس سے ۱/۴ کا حق ملا تھا اور والدین سے کہتا ہے کہ میں تمہارا لڑکا نہیں ہوں اپنے سر کے کہنے سے دس ہزار

کا کلیم نامنظور کرادیا حالانکہ منظور ہو چکا تھا پھر اصل بات یہ ہے کہ کچھ رشوت دے دلو کر قابض سے قبضہ میں لے لیا نصف سسر نے لیا اور نصف اپنے قبضہ میں رکھا ہے دیوار درمیان میں بڑے نے تیار کی اور چھوٹے نے گرا دی تو نافرمان بڑے لڑکے نے چھوٹے کو تھانہ میں بلایا اور ساتھ اپنے بوڑھے باپ کو بھی تھانہ میں بلوایا۔ بہر حال ہر بات والدین کی رد کرتا ہے اور بے زبان کرتا ہے اور بالکل نماز کی طرف دھیان نہیں ہوتا قرآن مجید جب باپ پڑھتا ہے تو کہتا ہے کہ آہستہ آہستہ پڑھو آواز سے مت پڑھو۔ جب میرا سر گھر سے باہر چلا جائے تب پڑھنا باپ گھر میں قرآن مجید پڑھتا ہے تو ضد کے مارے بیٹے نے ریڈیو خرید لیا ہے بوقت قرأت ریڈیو چلایا جاتا ہے اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن سے ماں باپ کے دل پر چوٹیں لگتی ہیں جس سے والدین ناراض ہیں اسے والدین عاق سمجھ کر اپنی جائیداد سے محروم کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس نے اپنے دوسرے بھائیوں کا حق غصب کر رکھا ہے اس سے اوپر کو ہاتھ مارنا چاہتا ہے اور والدین بھی راضی نہیں ہیں حالانکہ اس کی اپنی آمدنی اڑھائی تین ہزار روپے ماہوار ہے۔ اور ایک اس کا لڑکا نوکر ہے جس کی تنخواہ بھی سوا صد روپیہ ہے والدین کی خدمت بجائے خود بلکہ کچھ اور اپنے بھائیوں کا حق غصب کرنا چاہتا ہے تین بچے والدین کے مطیع و فرمانبردار ہیں دو کی ابھی تک شادی نکاح نہیں ہوا خلاصہ کلام والدین ناخوش نافرمان سمجھ کر اسے عاق تصور کرتے ہوئے اپنی جائیداد سے محروم کرنا چاہتے ہیں کیا محروم کر سکتے ہیں یا نہ۔ مینو اتوجروا بمع حوالہ کتب۔

جواب..... شرعاً کسی شخص کا ایسی وصیت کرنا کہ میرے مرنے کے بعد کل ترکہ سے فلاں وارث کو محروم کیا جائے باطل ہے اور ایسی وصیت نافذ نہیں ہوتی ہے بلکہ تمام وارث حصہ دار ہوتے ہیں البتہ اپنی زندگی میں ایسا شخص فرمانبردار لڑکوں کو کچھ مال و جائیداد تقسیم کر کے قبضہ کرادے اور نافرمان کو کچھ نہ دے یا تھوڑا دے تو یہ تصرف نافذ ہوگا لیکن اس میں بھی نیت اپنے فرمانبردار لڑکوں کو نفع رسانی کی کرے یا نیت عدل کی ہو کہ نافرمان لڑکے نے بہت سے حصہ جائیداد پر قبضہ کر رکھا ہے تو اتنی مقدار پر لڑکے کو دینا چاہئے یہ نہ کہ میں نافرمان لڑکے سے انتقام سے اسے محروم کر دوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۷۷)

احکام المیراث

زندگی میں تقسیم اور مورث کے بعض احکام

اگر چچا زاد بھائی اور بھانجوں کیلئے وصیت کرے تو جائیداد کیسے تقسیم ہوگی

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی بنام کا کوفت ہوا سفر میں اس نے بوقت وفات تحریر بطور وصیت لکھ کر ورثاء کو بھیجی اس کے وارث موجود ہیں اور درج ذیل ہیں متوفی کا عم زاد بھائی ایک اور اس کے بھانجے تین عدد اور ایک عدد بھانجی جو اس وقت موجود ہیں وصیت نامہ میں متوفی نے وصیت کی ہے وہ بھانجوں کے متعلق ہے اور عم زاد بھائی بھی وصیت میں درج ہے کیا از روئے شرع جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میں برابر کے شریک ہیں یا کوئی فرق ہے جس طرح شرع کا حکم ہو صادر فرمادیں بھانجی کے متعلق وصیت نہیں ہے۔ بینوا تو جروا

جواب..... عم زاد بھائی کے لئے وصیت درست نہیں کیونکہ عم زاد بھائی مسئولہ صورت میں

وارث ہے اور وارث کے لئے وصیت درست نہیں۔ لا وصیۃ لوارث (الحديث) ایضاً

اور تینوں بھانجوں کیلئے وصیت درست ہے ان تینوں کو کل مال کا ایک تہائی بطور وصیت ملے گا جو تینوں میں برابر تقسیم ہوگا اور بقیہ دو تہائی عم زاد بھائی کو ملیں گے یہ تقسیم اس وقت ہوگی کہ اگر بھانجوں کیلئے وصیت نامہ میں حصص متعین نہیں ہے اگر ہر ایک کیلئے علیحدہ حصص کی تعیین کی ہے تو پھر ان حصص متعینہ کے مطابق جائیداد منقولہ و غیر منقولہ تقسیم ہوگی بشرطیکہ وہ جملہ حصص کل مال کے ایک تہائی سے زیادہ نہ ہوں اس لئے کہ ایک تہائی سے زیادہ میں وصیت نافذ نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۱۵۶)

زندگی میں تقسیم ترکہ ایک تدبیر

سوال..... دادا صاحب کی میراث حصہ شرعی کے مطابق لڑکے اور لڑکیوں میں تقسیم ہوتی تھی مگر بہنوں کے انتقال کر جانے کے بعد والد صاحب کو انکے بہنویوں نے اس قدر پریشان کر رکھا ہے کہ مار پیٹ تک کی نوبت آ گئی ہے اس لئے ابا کہا کرتے ہیں کہ کل جائیداد تم اپنے نام کرالو پھر اپنی بہنوں کو کسی طرح راضی کر لینا ورنہ تم بھی اسی زحمت میں پڑو گے مگر میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ یہ شرعاً ناجائز ہوگا۔

البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اگر صرف لڑکوں کے نام چڑھانا چاہیں تو لڑکیوں نیز والدہ کے حصوں

کی قیمت بالقسط ادا کرنے کی وصیت کر دیں اور اگر لڑکے کی قیمت ادا نہ کریں تو لڑکیاں اپنا حصہ جائیداد میں سے لے لیں آپ سے دریافت ہے کہ اس صورت میں شرعاً خرابی تو نہیں؟ اور والد صاحب مواخذہ اخروی سے بری ہوں گے یا نہیں؟

جواب..... یہ صورت قواعد شرعیہ پر منطبق نہیں ہوتی۔

قتمۃ السؤال: ایسی صورت تحریر فرمائی جائے جو شرعی قواعد پر منطبق ہو اور جس میں رحمت مذکورہ کا بھی دفعیہ ہو؟

جواب..... اگر مورث اپنے ترکے میں اس طرح وصیت کر جائے کہ فلاں وارث کو فلاں چیز دی جائے اور فلاں کو فلاں بشرطیکہ وہ اندازے سے اس کے حصہ شرعی سے کم نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کم ہو تو ناجائز ہے کہ وصیت وارث کے لئے ہے جو ناجائز ہے اور بطریق مذکور تعیین کر دینا یہ تقسیم ہے اور اس کی ولایت مورث کو دی گئی ہے۔ پس آپ کے والد صاحب ایسا کریں کہ سب ورثہ کے لئے ان کے حقوق شرعیہ کے موافق الگ الگ ایسے قریعے بنا کر لڑکیوں کے ساتھ لڑکوں کی شرکت نہ ہو وصیت لکھ دیں کہ اس کے موافق تقسیم ہو۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۶)

والدہ کیلئے کل ترکہ کی وصیت درست نہیں ہے شرعی حصہ ملے گا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مولیٰ بخش ۱۹۷۳ء میں فوت ہو گیا ہے اس کی جملہ جائیداد ۳۱۰ کنال بحق ورثاء بمطابق قانون وراثت تقسیم ہو گئی ہے جس میں سے والدہ متوفی کو اپنا حصہ وراثت ۱/۶ حصہ مل چکا ہے اور اس نے وہ ۱/۶ حصہ اپنی لڑکی مسماۃ اللہ جو انکی کو بیع قطعی بھی کر دی ہے اب والدہ متوفی وصیت نامہ کے مطابق جملہ جائیداد کا مطالبہ کرتی ہے۔

جواب..... صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شرعاً اس وصیت کا ہرگز اعتبار نہیں ہے لہذا اس وصیت کی بنا پر اس کی والدہ اس کے کل ترکہ کی حقدار نہیں بنے گی بلکہ تمام ورثاء میں حسب قانون شرع تقسیم ہوگی۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۱۷۵)

زندگی میں اولاد کو جائیداد کا مالک بنادینا

سوال..... میرے والد صاحب کے پاس ڈیڑھ سو بیگھے سے زیادہ زمین تھی جس میں سے پچاس بیگھ زمین مجھ کو دیدی تھی اس پر قابض ہوں اور بورہی ہوں میرے دوسرے تین بھائیوں کے پاس سو بیگھ سے زائد زمین ہے اب تقسیم کا مقدمہ چل رہا ہے میرے بھائی بہن کا پورا حصہ دینا نہیں چاہتے کچھ کم دینا چاہتے ہیں بہن پورا حصہ لینا چاہتی ہے شرعی مسئلہ کیا ہے؟

جواب..... جب کہ والد صاحب اپنی زندگی میں تم سب بہن بھائی کو تقسیم کر چکے اور قبضہ بھی کر دیا نام بھی کرا چکے جیسا کہ زبانی بیان سے معلوم ہوا تو اب شرعاً بھائیوں کو بہن کی اس جائیداد میں سے کچھ بھی لینے کا حق نہیں اگر کاغذات میں درج بھی نہیں کر دیا تھا مگر قبضہ سب کا الگ الگ کر دیا تھا تو شرعاً باپ کی زندگی ہی میں مالک ہو چکے تھے اب والد کے انتقال کے بعد کوئی کسی سے لینے کا حق نہیں رکھتا یہ میراث کا مسئلہ نہیں رہا بھائی صاحبان جو اس میں سے لینے کا مقدمہ چلا رہے ہیں یہ کھلانا جائز اور ظلم ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

حیات ہی میں تقسیم میراث کی ایک صورت

سوال..... ہندہ اپنی زندگی ہی میں اپنی کل جائیداد شرعی حصوں کے مطابق تقسیم کرنا چاہتی ہے اس کے پانچ وارث ہیں تین لڑکیاں اور پوتا ایک پوتی تو کس کو کتنا ملے گا؟

جواب..... ہندہ کے موجودہ ورثہ اس حساب سے حق دار ہیں۔ لڑکی ۲ لڑکی ۲ لڑکی ۲ پوتا ۲ پوتی ۱ یعنی نو سہام کر کے دو دو سہام ہر لڑکی کو اور دو سہام پوتے کو اور ایک سہام پوتی کو ملے گا یہ سہام اگرچہ میراث کے ہیں اور میراث کا اعتبار ہندہ کی وفات کے بعد ہوگا کہ کون وارث اس وقت موجود ہے اور کون نہیں؟ تاہم اگر وہ اپنی زندگی میں تقسیم کر دے تو اس حساب سے کر سکتی ہے اور اسے یہ بھی حق ہے کہ چاہے تو پانچویں کو برابر تقسیم کر دے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۱۱)

اپنی بیٹی کو میراث سے عاق کر دینے کا حکم

سوال..... علیم الدین حسین کا ایک لڑکا دو لڑکیاں ہیں اس نے ایک لڑکی کو بوجہ اس کی بے عنوانی و بد اخلاقی کے ناخوش ہو کر عاق کر دیا ہے جسے عرصہ دراز گزرا اور بارہا وصیت کی کہ اس کا حق نامبرہ نے اس کی لڑکی کو دیا ہے جس کی شادی کی اپنے پاس رکھا اب نامبرہ مر گیا ہے تو ایسی صورت میں عاق شدہ لڑکی مستحق پانے والی شرعی کے برابر ہے یا بموجب وصیت عملدرآمد کے عاق شدہ لڑکی کی حصہ پاوے گی۔

جواب..... صورت مسئلہ میں میراث لڑکی ہی کو ملے گا لڑکی کی لڑکی کو کچھ نہ ملے گا۔ نہ وراثت نہ وصیتاً کیونکہ وارث تو وہ ہے ہی نہیں اور وصیت مذکورہ بھی باطل ہے۔

فی العالمگیریہ: فان اوصیٰ له بنصب ابنہ او ابنتہ وله ابن او بنت فانه لاتصح الوصیۃ ولو اوصیٰ بنصب ابنہ او ابنتہ ولیس له ابن او بنت فانه تجوز الوصیۃ ولو اوصیٰ بمثل نصیب ابنہ او ابنتہ وله ابن او بنت تجوز لان مثل الشی غیرہ لاعینہ الخ (ج ۷ ص ۷۰) واللہ اعلم (امداد الاحکام ج ۴ ص ۵۸۸)

باپ کی جائیداد پر زبردستی قبضہ کرنا

سوال..... جو شخص اپنے والد کی جائیداد پر جابرانہ قابض ہو جائے اور باپ کو کچھ نہ دینا چاہے نہ اس کی خدمت کرے بلکہ اس کو دھمکائے اور باپ اس قابل نہ ہو کہ وہ اپنی طاقت سے کما سکے ایسا شخص گنہگار ہے یا نہیں؟ اور قیامت میں اس کا کیا حال ہوگا؟

جواب..... ایسا آدمی غاصب اور بڑا ظالم ہے اور سخت گنہگار ہے اس کی دنیا بھی تباہ ہے اور آخرت بھی برباد ہے اپنے اس ظلم کا وبال اس پر یہاں پڑے گا بغیر اس کے بھگتے موت نہیں آئیگی اس کو لازم ہے کہ والد کی جائیداد واپس دے اور والد کی خدمت کر کے ان کو راحت پہنچائے اور ان سے معافی مانگے ورنہ اللہ پاک اس سے ناراض ہونگے اور وہ شخص مستحق غضب ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۴ ص ۴۳۷)

باپ کا قرض ادا کر کے میراث سے وصول کرنا

سوال..... ایک شخص کے ذمے قرض تھا وہ قرض اس کے لڑکے نے ادا کیا پھر اس شخص نے انتقال کیا لہذا اس شخص نے اپنے مرنے پر وہی مکان جو اس قرض میں مکفول تھا جو اس لڑکے کے قرض ادا کرنے سے بری ہوا تھا ترکے میں چھوڑا اور ایک لڑکا و لڑکی وارث چھوڑے تو کیا تقسیم ترکہ کے وقت لڑکا وہ قرض وصول کر سکتا ہے؟

جواب..... اگر باپ کے کہنے پر بطور قرض ادا کیا ہے یعنی باپ نے کہہ دیا تھا کہ اتنا روپیہ میرے ذمہ فلاں کا ہے جس کے عوض میں یہ مکان رکھا ہوا ہے یہ قرض میری طرف سے ادا کر دے اور اتنا روپیہ بجائے اس شخص کے میرے ذمے واجب ہے اور اب میں تیرا مقروض ہوں تب تو وہ روپیہ لڑکا باپ کے ترکے سے وصول کر سکتا ہے روپے کی ادائیگی تقسیم ترکہ سے مقدم ہے لڑکے کو حق ہے کہ پہلے اپنا قرض وصول کر لے۔ مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اس روپے کے قرض ہونے کا ثبوت شرعی موجود ہو یا ورثہ اس سب اس کو تسلیم کریں اگر لڑکے نے بطور قرض وہ روپیہ باپ کی طرف سے ادا نہیں کیا بلکہ محض تبرع اور احسان کیا ہے تو اب اس کو ترکے سے وصول نہیں کر سکتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۳۹)

مورث کے مواخذے سے بری ہونے کی تدبیر

سوال..... ایک مورث اپنے ورثہ میں سے ایک وارث کے حق میں زیادہ وصیت کر کے مر گیا پس یہ تو معلوم ہے کہ مورث سے اس حق تلفی کا مواخذہ ہوگا لیکن اگر وارث بطور خود جائیداد مذکور کو ہر

وارث کو حق شرعی کے مطابق دے دے تو حشر کے مواخذہ سے مورث کی نجات ہو سکتی ہے یا نہیں؟
جواب..... مورث پر دو مواخذے ہیں ایک تو اس فعل سے دوسرا اس فعل کے اثر سے کہ ایک شخص دوسرے کا حق استعمال کر رہا ہے۔

قابض کے ہر حقدار کو اس کا حق پہنچا دینے سے دوسرا مواخذہ مرتفع ہو جائے گا اور پہلا مواخذہ ان کے لئے دعا و استغفار کرنے سے جاتا رہے گا مگر یہ دعا و استغفار اسی وقت نافع ہوگا جب اولاً ان کے فعل کے اثر کو منقطع کر دیا جائے یعنی ہر حق دار کو اس کا حق پہنچا دیا جائے ورنہ بدون اس کے صرف دعا و استغفار کافی نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۵۸)

مورث کی مرہونہ جائیداد کو خریدنا

سوال..... زید بوقت انتقال دیوالیہ ہو چکے تھے اور ان کی کل جائیداد قرضہ میں رہن رکھی ہوئی تھی قرض خواہوں نے چاہا کہ ان کی جائیداد فروخت کر دیں تو مرحوم زید کے ایک لڑکے نے کل قرضہ ادا کر کے جائیداد اپنے نام کرائی اب عمر کا انتقال ہو گیا تو زید کے بعض ورثاء نے اس جائیداد پر دعویٰ میراث کا کیا عمر کے ورثاء کہتے ہیں کہ ہمارے دادا دیوالیہ مرے تھے ہمارے والد نے جائیداد قرض خواہوں سے خریدی تھی اب کیا حکم ہے؟

جواب..... اگر میت مدیون مرا ہے تو ادائیگی دین وراثت پر مقدم ہوگی ورثاء کا حق ادائیگی دین کے بعد ہے پس جب عمر نے زید کی جائیداد قرض خواہوں سے خریدی جس کی دلیل بیع نامہ بھی ہے اور کل ترکہ دین ختم ہو گیا تو ورثاء کا جائیداد مذکور میں کچھ حصہ نہ رہا کل جائیداد کا مالک عمر ہے اور عمر کے انتقال کے بعد عمر کے ورثاء مالک ہیں اس میں مناسخہ جاری نہ ہوگا۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

اپنا حصہ میراث کسی دوسرے حصہ دار پر فروخت کرنا

سوال..... جناب مفتی صاحب! ہمارے والد صاحب کا چند ماہ قبل انتقال ہو گیا ہے اور انہوں نے کافی جائیداد ترکہ میں چھوڑی ہے میں ایک غریب آدمی ہوں کیا میں اپنا حصہ میراث اپنے بھائیوں میں سے کسی ایک بھائی پر فروخت کر سکتا ہوں یا نہیں؟ جبکہ میرے علاوہ دوسرے ورثاء ابھی جائیداد کو تقسیم نہیں کرنا چاہتے؟

جواب..... آپ چونکہ اپنے والد صاحب کے فوت ہو جانے کے بعد ان کے ترکہ میں حصہ شرعی کے حقدار ہیں اور وہ حصہ آپ کی ملکیت ہے اس لئے آپ کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنے حصہ

کی جائیداد تقسیم سے قبل یا بعد اپنے بھائیوں میں سے کسی ایک پر فروخت کر دیں۔

لما قال العلامة المرغینانی رحمہ اللہ: ویجوز بیع احدهما نصیہ من شریکہ و جمیع الصور ومن غیر شریکہ بغیر اذنیہ. (الہدایۃ ج ۲ ص ۵۸۸ کتاب الشریکہ) قال العلامة ابن الہمام رحمہ اللہ: ان الشریکہ اذا كانت بینہما من الابتداء بان اشتريا حنطۃ او ورثاها كانت کل حبة مشترکہ بینہما فلیع کل منها نصیہ شائعاً جائز من الشریک والاجنبی (فتح القدیر ج ۶ ص ۱۵۴ کتاب الشریکہ فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۴۵)

مورث کی امانت کی واپسی اور قرض کا حکم

سوال..... زید و عمر دو حقیقی بھائی تھے زید برادر کلاں تجارت وغیرہ کا تمام کرتا تھا چھوٹے بھائی کے کاروبار سے کوئی تعلق نہ تھا مگر جس سرمائے سے کاروبار تھا وہ باپ کا متروکہ تھا اب چند ماہ کا عرصہ ہوا کہ زید مع اپنی زوجہ کے فوت ہوا ورثہ میں بھائی اور ایک لڑکا اور ماں کو چھوڑا سوال یہ ہے کہ زید نے کچھ روپیہ ایک شخص کے پاس امانت رکھا تھا وہ شخص امین زرا امانت کس کو دے؟ جبکہ وہ اپنے چچا اور دادی کی پرورش میں ہے اگر زید متوفی کچھ لوگوں کا قرض دار ہو تو کیا شخص امین کے ذمے یہ بھی فرض ہے کہ متوفی کا قرض زرا امانت سے ادا کرے؟ جبکہ متوفی نے کچھ وصیت نہ کی ہو؟

جواب..... مسئلہ ۶ زید ام ابن ۵ اخ محروم

چھ حصوں میں سے ایک حصہ ماں کو دے اور پانچ حصے نابالغ کے ہیں اس شخص کے سپرد کر دے جس کی پرورش میں وہ لڑکا ہے بشرطیکہ وہ شخص متدین ہو اداے قرض اس کے ذمے نہیں کہ وہ نہ وصی ہے نہ وارث نہ حاکم۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۵۷)

ایک عورت مرگئی اس نے شوہر ایک لڑکی والدہ والد اور

ایک ہمشیرہ چھوڑی بعد میں شوہر کا بھی انتقال ہو گیا کا حکم؟

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ بندی کا انتقال ہو گیا اس نے ایک شوہر اور ایک لڑکی عنایت فاطمہ اور والدہ اور والد اور ایک ہمشیرہ چھوڑی بعد اس کے شوہر کا بھی انتقال ہو گیا اس نے ایک لڑکی عنایت فاطمہ مذکورہ اور ایک بھائی اور ایک چچا چھوڑا اب موافق شرع شریف مسماۃ بندی مرحومہ کی ملک کس طرح منقسم ہونی چاہئے۔ بینوا تو جروا

جواب..... بعد تقدیم ماحقہ ان يقدم على تقسيم التركة كصرف
التجهيز والتكفين واداء الدين عن الميت ان كان عليه
وانفاذ الوصية من الثلث ان كان اوصى بشئ.

مسماة بندی کے تمام ترکہ کو چھ سہام پر منقسم کر کے ۵ سہام مسماة عنایت فاطمہ کو اور چار چار
سہام بندی کے باپ، ماں کو تین سہام شوہر مسماة بندی کے بھائی کو دیئے جائیں گے اگر مسماة بندی
نے اپنے شوہر کو مہر معاف نہ کیا ہو یا مرض الموت میں معاف کیا ہو بہر صورت وہ مہر بھی ترکہ میں
شمار ہوگا ہاں اگر صحت میں معاف کر دیا ہو تو شمار نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

| مسماة بندی | | | | مسماة ۲۶ | مسماة ۱۳ |
|-----------------|----------------|---------------|---------------|----------|-----------------|
| زوجه | بنت | ام | اب | اخت | مسماة بندی |
| ۳ | عنایت فاطمہ | $\frac{۲}{۴}$ | $\frac{۲}{۳}$ | ۲ | |
| مسماة ۱۳ | $\frac{۴}{۱۳}$ | | | | زوجه مسماة بندی |
| بنت عنایت فاطمہ | اخ | عم | | | |
| $\frac{۱}{۳}$ | $\frac{۱}{۳}$ | $\frac{۱}{۳}$ | | | |

(امداد الاحکام ج ۳ ص ۵۹۱)

مرض الموت میں غیر شرعی تقسیم معتبر نہیں

سوال..... زید مرحوم کے ورثہ حسب ذیل ہیں مرحومہ زوجہ اول سے ایک فرزند زوجہ دوم
اور اس کے لپٹن سے دو فرزند اور دو دختر زوجہ سوم لاؤلد زید کی ملک کس طرح تقسیم ہو؟
زید نے مرض الموت میں اپنی ساٹھ ہزار کی ملک کی بیش کے ساتھ اپنے وارثوں میں تقسیم کی
اور دستاویز لکھ دی کیا یہ رجسٹر شدہ تقسیم صحیح ہے؟

جواب..... مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد باقی کے چونسٹھ حصے کریں اور موجودہ عورتوں
سے ہر ایک کو چار چار اور اس کے ہر فرزند کو چودہ چودہ اور ہر دختر کو سات سات حصے دیں۔
زید نے اپنی ملک کو اپنی مرضی سے وارثوں میں تقسیم کر کے دستاویز لکھوا دی ہے خواہ وہ ہبہ ہو یا
وصیت اگر یہ مرض الموت میں ہوا ہے تو جائز نہیں پس اسکے ترکے کی تقسیم مندرجہ بالا طریقے پر کر لیں۔
(فتاویٰ ہدایات سالحات ص ۳۷۴)

چاندی کا سکہ قرض لیا تو چاندی کا سکہ ہی ادا کرنا ہوگا

سوال..... زید نے انگریزی دور میں بکر کو سکہ چاندی کے دیئے یا نوٹ جو چاندی کے روپوں

کا حوالہ قرض دیئے اب ان کی ادائیگی کا وقت آیا تو سکہ چاندی ختم ہو کر گلت یا لوہے کا سکہ جاری ہے بکر موجودہ سکے سے قرض دیتا ہے زید کہتا ہے کہ چاندی کا سکہ یا اس کا حوالہ نوٹ دیئے تھے اتنے ہی روپے کی چاندی دو یعنی آٹھ آنہ تولہ تھا مثلاً چھ سو روپے کی بارہ تولہ چاندی کی قیمت دو عمر کہتا ہے کہ چھ سو روپے کی چھ تولہ چاندی ہونی چاہئے کیونکہ چاندی کا سکہ اور تولہ برابر ہے کیا حکم ہے؟

جواب..... سوال کے دو جز ہیں ایک یہ کہ چاندی کا سکہ قرض دیا دوسرا یہ کہ نوٹ قرض دیا جز اول کا جواب یہ ہے کہ چاندی کے سکہ پر چونکہ چاندی غالب تھی جیسا کہ بندہ کو علم ہے تو عینہ وہی سکہ ادا کرنا ضروری ہوگا اور اگر وہ نہ ملے تو ادائیگی کے وقت اس کی جو قیمت ہوگی وہ دینا پڑے گی جز دوم کا جواب یہ ہے کہ نوٹ چاہے ثمن حوالہ ہو یا ثمن اصطلاحی ہو بہر صورت کساد کے بعد راج فلوس اور عدالی کے مانند ہو گیا اور فلوس و عدالی میں کساد واقع ہو جانے کے بعد راج کے آخری دن کی قیمت واجب ہوتی ہے لہذا بندہ ہونے کے وقت جو قیمت ہوگی وہ دینی پڑے گی۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

نوٹ: کسی چیز کی خرید و فروخت اور اسکے معاملہ کو لوگ ترک کر دیں تو اسکا نام کساد ہے مثلاً کوئی سکہ جبکہ رواج عام تھا پھر لوگوں نے یا حکومت نے اسکو بند کر دیا تو اسکا نام کساد ہے۔ وفي الشامية والكساد ان تترك المعاملة بها في جميع البلاد (رد المحتار ج ۲ ص ۲۴)

عدالی وہ دراهم جن میں غش یعنی کھوٹ غالب ہو وہی کما فی البحر عن البناية بفتح العين المهملة والذال وكسر الهمزة فيهما غش وفي بعضها تقييد الدراهم بغلبة الغش (رد المحتار ج ۲ ص ۲۴) فلوس رائج وہ سکے جن کا رواج عام ہو۔

سوتیلے بھائیوں کی جائیداد پر قبضہ رکھنا

سوال..... بڑا بھائی باپ کی جائیداد پر قابض ہے دوسرا بھائی بڑے کے ساتھ کام کرتا ہے بڑے بھائی نے سب کام اپنے نام سے کر رکھا ہے اور وہ اپنی ماں کا اکیلا ہے اور ہم دو چھوٹے دوسری ماں سے ہیں بڑا بھائی چھوٹے بھائیوں کو حصہ نہیں دینا چاہتا۔

جواب..... باپ کی متروکہ جائیداد میں اس کی تمام اولاد ایک بیوی سے ہو یا کئی بیویوں سے حصہ پانے کی مستحق ہیں بڑے لڑکے کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ باپ کے ترکے پر تنہا خود قبضہ کر لے اور سوتیلے چھوٹے بھائیوں کو محروم کر دے اگر ایسا کریگا سخت ظالم اور گنہگار ہوگا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۲)

نکاح ثانی کرنے سے عورت کا حصہ میراث ختم نہیں ہوتا

سوال..... جناب مفتی صاحب! میرے والد صاحب ۱۹۸۸ء میں فوت ہو گئے ہیں اور

انہوں نے نقد رقم کے علاوہ کچھ جائیداد بھی ترکہ میں چھوڑی ہے والد صاحب کی وفات کے چھ ماہ بعد ہی والدہ نے دوسرا نکاح کر لیا اب وہ والد صاحب کے جملہ ترکہ میں اپنے حصہ کا مطالبہ کر رہی ہیں تو کیا شرعاً والدہ کا اس ترکہ میں حصہ بنتا ہے یا نہیں جبکہ انہوں نے نکاح ثانی بھی کر لیا ہے؟

جواب..... میاں بیوی کا رشتہ موجب ارث رشتہ ہے خاوند کی وفات کے بعد وہ ترکہ میں حصہ شرعی کی حقدار ہے عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کرنے سے میراث میں حصہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لئے آپکی والدہ کا اپنے مرحوم خاوند کے ترکہ میں حصہ شرعی کا دعویٰ صحیح ہے جو کہ اسکو دینا چاہئے۔

لقولہ تعالیٰ: وَلَهْنَ الرِّبْعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَمْ يَكُنْ كَلِمٌ وَلَدٌ ج' فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهْنَ الثَّمَنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا وَاَوْدِينَ (سورة النساء آیت ۱۲) قَالَ الْعَلَمَةُ السَّجَّادُ رَحِمَهُ اللّٰهُ: اَمَّا الزَّوْجَاتُ فَحَالَتَانِ الرِّبْعُ لِلْوَحِدَةِ فَصَاعِدَةً عِنْدَ عَدَمِ الْوَلَدِ وَوَلَدِ الْاِبْنِ وَاِنْ سَقَلَ وَالْثَّمَنُ مَعَ الْوَلَدِ وَوَلَدِ الْاِبْنِ وَاِنْ سَقَلَ. (السراجی ص ۸۷ باب معرفة الفروض ومستحقّیها) ومثله فی الہندیة ج ۶ ص ۴۵۰ الباب الثانی فی ذوی الفروض. (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۴۸)

قرعے کے ذریعے تقسیم میراث کرنا

سوال..... محمد حسین عبدالحق برادر حقیقی میں تقسیم جائیداد میں جھگڑا ہوا اور طرفین نے پنچائیت کو فیصلہ ٹھہرایا چنانچہ دو بھائی ہیں اور دو جائیداد ایک دکان ایک مکان اور دکان کو دونوں ناپسند کرتے ہیں اس لئے پنچوں نے یہ تجویز کیا کہ چٹھی ڈالی جائے جسکے نام وہ نکلے وہ لے لی جائے دونوں نے منظور کر لیا چنانچہ مکان محمد حسین کے نام نکلا اور دکان عبدالحق کے نام اس فیصلے سے عبدالحق نے سخت مخالفت کی اور کہا کہ یہ جوا ہے میں اسکو ہرگز قبول نہیں کروں گا کیا واقعی یہ جوا ہے؟

۲۔ یہ کہاں کا رواج ہے کہ بڑے بھائی کا حصہ چھوٹے بھائی کے حصے سے کچھ زیادہ لگاتے ہیں؟

جواب..... یہ فیصلہ شریعت کے خلاف نہیں اور نہ جوا ہے بلکہ جائز ہے اور دونوں پر لازم ہے کہ اسے تسلیم کریں۔

۲۔ میراث کے حصے میں بڑے اور چھوٹے بھائی کا حصہ برابر ہوتا ہے کمی بیشی کرنا جائز نہیں۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۱۶)

حصہ نہ لینا منظور ہو تو ملک ختم کرنے کی صحیح تدبیر

سوال..... ایک ترکے میں میت کی زوجہ چچا زاد بھائی اور علاقائی چچا وارث تھے اور چچا نے یہ کہہ دیا کہ میں کچھ لینا نہیں چاہتا اس کا جواب حسب ذیل لکھا گیا۔

جواب..... میں یہ سمجھا ہوں کہ مرحوم کے ایک علاقائی چچا بھی ہیں اگر یہی ہے تو ان کے چچا کے ہوتے ہوئے چچا زاد بھائی کا کچھ حق نہیں اور ان کے انکار کرنے سے بھی وہ چچا زاد بھائی حق دار نہ ہوگا اور انکار کرنے کے بعد بھی وہ مالک ہیں اب ان سے مکرر پوچھنا چاہئے کہ آپ کا حصہ کس کو دیا جائے؟ وہ جس کو بتلائیں دے دیا جائے گا لیکن چونکہ ہر چیز میں ان کا حصہ ہے اس لئے ہر چیز مشترک ہے اور مشترک کا ہبہ جائز نہیں لہذا وہ جس کو دینا چاہیں یوں کریں کہ اپنا حصہ اس شخص کے ہاتھ جس کو دینا چاہتے ہیں زبانی فروخت کر دیں اور وہ زبانی قبول کر لے پھر ثمن زبانی معاف کر دے اور اگر اس میں خلجان معلوم ہو تو دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یہ چچا ترکے میں سے کوئی مختصر سی چیز مثلاً کوئی کپڑا بجائے اپنے حصہ کے لے لیں اور پھر وہ چیز خود ہی رکھ لیں یا زوجہ کو دیدیں اس طریق سے بھی زوجہ ان کے حصے کی مالک ہو سکتی ہے۔

ایک طریق اور ہے کہ چچا اس کام کے لئے کسی کو زبانی وکیل کر کے دو باتوں کا اختیار دے دے ایک یہ کہ کوئی چیز ترکے میں سے اس قسم کی علیحدہ کر لیں دوسرے یہ کہ وہ چیز پھر زوجہ کو ہبہ کر دے سو وکیل کا ایسا کرنا بجائے ان چچا کے فعل کے ہوگا اور ایک طریقہ اور ہے وہ یہ کہ ترکے کو تقسیم کر کے ہر ایک کا حصہ جدا کر دیں پھر چچا کا جو حصہ علیحدہ کیا ہوا ہو وہ زوجہ کو ہبہ کر دیں اور اس کو بھی خواہ اصالتاً کر لیں یا وکالتاً یہ چار طریقے ہیں ان میں سے جو سہل معلوم ہو اختیار کر لیں۔

(امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۶۰)

حصص ورثہ کو سپرد نہ ہوں تو تقسیم معتبر نہیں

سوال..... زید مرحوم نے خالد و لید عمر ساجدہ عابدہ اور زوجہ وارث چھوڑے ترکے پر صرف خالد قابض رہا تقسیم کیا تو عابدہ کو اس کے حصے کا نصف ادا کیا اور نصف کے دینے کا وعدہ کیا بعدہ عابدہ نے انتقال کیا تو متوفیہ کے ورثہ نے خالد سے باقی نصف جو رنقتھا طلب کیا مگر وہ ہفتہ عشرہ میں دینے کا وعدہ کرتا رہا آخر کار کہہ دیا کہ چوری ہو گئی اور عابدہ کا حصہ بھی اسی میں چوری ہو گیا سوال یہ ہے کہ خالد کے ذمے وہ حصہ واجب الادا ہے یا نہیں؟

جواب..... تقسیم میں جب تک سب کا حصہ علیحدہ نہ ہو جائے وہ تقسیم معتبر نہیں بلکہ مال

مشترک بدستور مشترک رہے گا اسی طرح اگر بعض شرکاء اپنا حصہ علیحدہ کر لیں مگر بعض کو ان کا حصہ تسلیم نہ کیا جائے تب بھی وہ تقسیم نافذ نہیں ہوتی پس صورت مسئلہ میں عابدہ کا حصہ جو مشترک رہا وہ سب کا چوری ہوا اس لئے زید کے تمام ترکے سے اس مقدار کو منہا کر کے جس قدر ترکہ باقی رہا اس کو از سر نو تقسیم کر کے دیکھیں گے کہ اس باقی میں سے عابدہ کا کتنا حق ہے وہ سب ورثہ سے حصہ رسید اس مقدار حق کے تکمیل کرنے کیلئے مطالبہ کرنے کی مستحق ہے چونکہ مسئلہ ہذا میں وہ وفات پا چکی ہے اس لئے وہ ورثہ اسکے اسی طرح اس مطالبہ کے مستحق ہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۴۰)

مرنے والے کا قرضہ نکل آنے پر تقسیم ترکہ کا لعدم ہو جاتی ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا بیٹا طاہر جمال تقریباً تیرہ سال ملائیشیا میں رہا جب وہ گاؤں واپس آیا تو یہاں ہم نے قرضہ لے کر اس کی شادی کی کچھ عرصہ بعد وہ سخت بیمار ہو گیا تو اس کا علاج بھی قرضہ لے کر کرایا اور اسی بیماری میں اس کا انتقال ہو گیا بعد از وفات بینک میں اس کے چودہ لاکھ روپے موجود تھے جو کہ بذریعہ عدالت وراثت میں تقسیم کئے گئے اس کے بعد اس کے ذمے کافی قرضہ نکل آیا تو کیا اس قرضہ کی ادائیگی کے لئے وراثت سے رجوع کیا جاسکتا ہے یا نہیں یا اس قرضہ کو ادا کرنے کا میں ہی ذمہ دار ہوں؟

جواب..... کسی کی وفات کے بعد اس کے جملہ مال سے اولاً چار حقوق منہا کئے جائیں گے اور پھر بقیہ مال وراثت میں تقسیم کیا جائے گا۔

وفي الهندية: التركة تتعلق بها حقوق اربعة جهاز الميت ودفنه والدين والوصية والميراث فيبداء اولاً بجهازه وكفنه وما يحتاج اليه في دفنه بالمعروف. (الفتاوى الهندية ج ۶ ص ۴۴۷ كتاب الفرائض) قال الشيخ السيد شريف الجرجاني: ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله اى يبدأ بقضاء دينه من جميع ماله الباقي بعد التجهيز والتكفين وهذا هو الثانى فى الاربعة. (الشريفة ص ۵ كتاب الفرائض).

اور اگر لاعلمی یا دھوکہ دہی کی وجہ سے مرنے والے کا جملہ ترکہ اس کے وراثت میں تقسیم ہو جائے تو یہ تقسیم صحیح نہیں بلکہ از سر نو قرضہ وغیرہ منہا کر کے بقیہ میراث کو وراثت میں تقسیم کیا جائے گا کما فی مجلۃ الاحکام: اذا ظهر دين على الميت بعد قسمة التركة تنسخ

القسمة. قال العلامة سليم رستم باز: تحت مادة سواء كان الدين محيطاً بالتركة اولاما الاول فظاهر لانه يمنع الملك فيمنع التصرف واما الثاني فتعلق حق الغرباء بالتركة شائعاً ولان القسمة مؤخره عن قضاء الدين لحق الميت. (شرح المجلة ص ۶۴۱ الفصل السابع في فسخ القسمة واقالتها)

لہذا بشرط صحت سوال صورت مسئلہ میں بھی مرحوم بیٹے کے ذمہ قرض کی ادائیگی اس کے باپ کے ذمے نہیں بلکہ تقسیم وراثت کا عدم متصور ہو کر جملہ ترکہ سے قرضہ منہا کیا جائے گا اور بقیہ مال وراثت میں تقسیم ہوگا اس لئے مرحوم کے باپ کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ دیگر وراثت دین (قرض) کی ادائیگی کرے چاہے وراثت میں اس کی بیوہ ہو یا ماں باپ ہوں۔

ورثاء اور مال مشترک کا نفع

مال مشترک کا نفع شرکاء کے وراثت میں برابر تقسیم ہوگا

سوال..... زید اور عمرو دونوں بھائیوں کا تجارت میں مال مشترک تھا زید بیوی اور ایک لڑکی چھوڑ کر فوت ہو گیا عمرو نے مرحوم کی بیوی سے نکاح کر لیا پھر وہ انتقال کر گئی اس کے بعد مرحوم بھائی کی ایک لڑکی رہی عمرو اس مال مشترک میں بدستور تجارت کرتا رہا اور مرحوم کی لڑکی اور اپنے گھر کے اخراجات چلاتا رہا اب عمرو بھی دولڑکیاں اور دو بیوی اور دو چچیرے بھائی چھوڑ کر انتقال کر گیا زید کے انتقال کے وقت سرمایہ دولاکھ روپے تھے اور عمرو کے انتقال کے وقت تخمیناً تیس لاکھ روپے ہیں پس سوال یہ ہے کہ وراثت مذکورہ پر مال کس طرح تقسیم ہوگا؟ حاصل شدہ منافع زید کے مال کا عمرو کی وفات تک زید کی ایک لڑکی اور بھائی پر تقسیم ہوگا؟ یا صرف عمرو کے ترکے میں شمار کیا جائے گا؟

جواب..... عمرو نے مال مشترک میں تجارت وغیرہ کر کے جو نفع حاصل کیا ہے اور مال بڑھایا ہے وہ وراثت زید پر بھی تقسیم ہوگا صرف عمرو کا ترکہ نہیں سمجھا جائیگا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۷۳)

مشترک ترکے میں تجارت کی تو نفع سب وراثت کا ہوگا

سوال..... زید مرحوم نے ایک بھائی ایک بیوی پانچ لڑکے وارث چھوڑے زید نے زوجہ کا مہر ادا نہیں کیا تھا زید کی زندگی میں تجارت تھی دو تین لڑکے جو ہوشیار تھے تجارت میں مشغول رہے اور نابالغوں کے لکھنے پڑھنے کا انتظام کیا کبھی کبھی وہ نابالغ لکھنے پڑھنے سے فرصت پا کر بھائیوں کا کام

کرتے تھے اب بالغ و ہوشیار ہونے پر ترکہ طلب کرتے ہیں تو اب مہر ادا کیا جائے تو اصل ترکہ زید سے ادا ہو یا اب فی الحال جو ترقی شدہ مال موجود ہے اس سے ادا ہو؟ اور اس کے بعد بچا ہوا ورثاء کو دیا جائے؟ نیز زید کا اصل چھوڑا ہوا مال سب کو ملے یا جواب ترقی شدہ ہے اس میں سے ملے گا؟

جواب..... زید کے اقرباء مذکورین میں زید کے وارث صرف زوجہ اور لڑکے ہیں زید کے بھائیوں کا کوئی حق نہیں اور چونکہ لڑکوں نے متروکہ زید میں تقسیم سے پہلے تجارت جاری رکھی تو زید کا ترکہ اسی طرح مشترک رہا اور کام کرنے والے دوسرے ورثہ کے حق میں (چونکہ وہ مال اور بھائی تھے) مطلوب تھے اس لئے اب مال موجودہ میں سے زوجہ کو مہر دینے کے بعد باقی مال موجودہ کو شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے ماں کو آٹھواں حصہ دے کر باقی مال سب لڑکے برابر تقسیم کر لیں۔
(کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۸۸)

اگر کسی شخص نے ورثاء کیلئے وصیت کی ہو بعض اس پر

راضی اور بعض ناراض ہوں تو کیا حکم ہے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی وفات سے دو ماہ پیشتر وصیت کی کہ میری جائیداد کو میری وفات کے بعد مندرجہ ذیل طریق پر ورثاء میں تقسیم کیا جائے اس کی وصیت کے مطابق اس کی ایک بیوی اور اس کی اولاد کو اور اس کی دوسری بیوی اور اس کی اولاد کو شرعی مقرر کردہ حصہ سے زائد ملتا ہے اور جس کو شرعی حصہ سے کم ملتا ہے وہ رضا مند نہیں ہے کیا اس صورت میں متوفیہ کی وصیت قابل عمل ہے یا نہیں۔

جواب..... چونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے۔ ”لا وصیۃ لوارث او کما قال علیہ السلام“ (وارث کے حق میں وصیت صحیح نہیں) اس لئے صورت مسئلہ میں متوفی کے ترکہ کو اس کے ورثاء پر تقسیم کرنے میں اس کی وصیت کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں بلکہ شریعت کے مقررہ کردہ حصوں سے اس کا ترکہ اس کے ورثاء پر تقسیم ہوگا البتہ اگر غیر ورثاء کے حق میں بھی اس نے ایسی وصیت کی ہو تو ان کے حق میں وصیت کل ترکہ کے تیسرے حصے تک شرعاً صحیح اور قابل عمل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ج ۹ ص ۱۸۱)

مشترک جائیداد تقسیم کرنے کی ایک صورت

سوال..... زید اور عمرو دو بھائی ہیں دونوں کو کوئی لڑکا نہیں ہے زید حیات ہے عمرو فوت ہو گیا

ان کا کام اور جائیداد وغیرہ کا کرایہ عمرو کی حیات مشترک رہا زید نے عمرو کی وفات کے بعد دکانداری وغیرہ کا کام تنہا انجام دیا اور عمرو کی بیوی کو تجویز شدہ ماہانہ خرچ دیتا رہا نیز عمرو کی ایک دختر کی شادی بھی کی اب مشترکہ سامان دکانداری وغیرہ کا زید و عمرو کے متعلقین میں تقسیم ہونا قرار پایا ہے عمرو کی بیوی نے اپنا مہر معاف نہیں کیا ہے زید کی دو دختروں کی شادی بھی زید و عمرو کی حیات میں اسی مشترکہ آمدنی سے ہوئی تھی جن کا انتقال ہو چکا ہے۔

زید کی ایک لڑکی جس کی شادی زید و عمرو کی حیات میں مشترکہ آمدنی سے ہوئی عمرو کی ایک زوجہ اور ایک لڑکی جس کی شادی زید و عمرو کی زندگی میں مشترکہ آمدنی سے ہوئی اور ایک چھوٹی لڑکی۔ جواب..... سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ زید اور عمرو دونوں باپ کے ترکے میں شریک رہے اور خود بھی جو کماتے رہے وہ مشترکہ طور پر خرچ کرتے رہے اس لئے زید اور عمرو دونوں تمام مشترکہ جائیداد میں حصہ مساوی شریک ہیں یعنی دونوں میں تمام جائیداد نصف نصف تقسیم ہو جائے گی۔ عمرو کے نصف میں سے پہلے اس کی زوجہ کا مہر ادا کیا جائے گا شجرے سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو نے اپنی بیوی اور دو لڑکیاں چھوڑیں تھیں تو بیوی کو مہر کے بعد آٹھواں حصہ ملے گا اور دو ٹمٹ دونوں لڑکیوں کو اور باقی حصہ زید کو ملے گا اور زید کا نصف زید کو مل جائے گا چونکہ زید کی دو لڑکیوں کی اور بھی شادی مشترکہ جائیداد میں سے ہوئی تھیں اس لئے اگر زید عمرو کی بچی کی شادی کا خرچہ بھی نصف اپنی طرف لگالے تو اس کو ثواب ملے گا اور صلہ رحمی کے اجر کا مستحق ہوگا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۷۶)

غیر منقسم ترکہ اور تصرفات

جائیداد کی تقسیم اور عائلی قوانین

سوال..... میرے والد محمد اسماعیل مرحوم مربع نمبر ۲۳ کے نصف حصے کے مالک تھے ان کی اولاد میں ہم دو بہنیں اور تین بھائی تھے ایک بھائی عبدالرحیم ۱۹۴۹ء میں اور دوسرے بھائی عبدالجید ۱۹۶۶ء میں وفات پا گئے ۱۹۷۲ء میں والد صاحب بھی دارفانی سے کوچ کر گئے اس وقت ہم دو بہنیں ہاجراں بی بی اور زبیدہ بی بی اور ایک بھائی عبدالرحمن بقید حیات ہیں مرحوم بھائی عبدالجید کی پانچ بیٹیاں ہیں جن میں سے چار شادی شدہ ہیں والد کے انتقال کے بعد متعلقہ حکام نے درج بالا جائیداد کو ورثاء میں اس طرح تقسیم کیا کہ عبدالرحمن بیٹا ۵/۹ حصہ زبیدہ بی بی ہاجراں بی بی بیٹیاں

۱۰/۲ حصہ اور پانچ پوتیاں ۲/۹ اور پھر اس طرح تقسیم کیا گیا کہ عبدالرحمن بیٹا ۱/۳ حصہ زبیدہ بی بی، ہاجراں بی بی بیٹیاں ۱/۳ حصہ اور پانچ پوتیاں ۱/۳ حصہ چونکہ بھائی عبدالمجید ۱۹۶۶ء میں والد صاحب کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے تھے اس لئے ان کے نام کوئی جائیداد منتقل ہی نہیں ہوئی تھی تو کیا دادا کی جائیداد میں سے اسلامی قانون وراثت کی رو سے پوتیاں حصہ دار ہو سکتی ہیں؟ اگر دادا کی جائیداد میں پوتیاں اسلامی قانون وراثت کی رو سے حصہ دار ہو سکتی ہیں تو درست ورنہ بتایا جائے کہ ہماری آج تک شنوائی کیوں نہیں ہو رہی ہے؟ کیا متعلقہ حکام جو چاہیں وہ کرتے رہیں اور ان سے پوچھنے والا کوئی نہ ہو اس سلسلے میں صدر مملکت کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی گئی مگر میری تمام گزارشات ردی کی نوکری کی نذر کر دی گئیں آخر کار صدر محترم کی خدمت میں تار بھیجے گئے مگر انہیں بھی درخواستیں نہ سمجھا گیا گورنر پنجاب کی خدمت میں بھی درخواستیں بھیجی گئیں مگر انہوں نے بھی کوئی توجہ نہ دی کمشنر فیصل آباد کی خدمت میں بھی درخواستیں بھیجی گئیں یہ سب کچھ کرنے کے باوجود کوئی بھی کچھ کرنے کے لئے تیار نہیں اتنی فریاد و پکار کے باوجود بھی اگر ارباب اقتدار کے کانوں پر جوں تک نہ ریٹگے تو میں نہیں سمجھتی کہ اس مملکت خداداد میں کس قسم کا اسلامی قانون رائج ہے اور ایک عام شہری کب تک نوکر شاہی کے ہاتھوں میں پریشان ہوتا رہے گا آخر میں صدر مملکت و چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب کی خدمت میں آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے یہ گزارش کروں گی کہ اگر اسلامی قانون وراثت کی رو سے پوتیاں دادا کی جائیداد میں سے حصہ دار ہو سکتی ہیں تو مجھے کم از کم جواب تو دیں اگر نہیں تو پھر درج بالا جائیداد کو قانون اسلام کے مطابق ہم دو بہنوں اور ایک بھائی میں تقسیم کرنے کے احکامات صادر فرمائیں اور متعلقہ حکام کے خلاف بھی سخت قانونی کارروائی کا حکم دیں تاکہ آئندہ کسی کو بھی اسلامی قانون کے ساتھ مذاق اڑانے کی جرأت نہ ہو۔

جواب..... شرعاً آپ کے والد مرحوم کی جائیداد چار حصوں میں تقسیم ہوگی دو حصے لڑکے کے اور ایک ایک حصہ دونوں لڑکیوں کا پوتیاں اپنے دادا کی شرعاً وارث نہیں۔ پاکستان میں وراثت کا قانون خدائی شریعت کے مطابق نہیں بلکہ ایوب خان کی شریعت کے مطابق ہے آپ کے والد مرحوم کی جائیداد کا انتقال اسی ”ایوبی شریعت“ کے مطابق ہوا ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۳۷۲)

غیر منقسم ترکے سے خرچ کرنے کا حکم

سوال..... ہندہ کا شوہر انتقال کر گیا اور اولاد نابالغ ہے شوہر کی جائیداد غیر منقولہ غیر منقسم ہے زوجہ اس جائیداد کی آمدنی سے خیرات کر سکتی ہے یا نہیں؟ تاکہ شوہر کو ایصال ثواب کرے۔

۲۔ اور زوجہ کس قدر آمدنی اس غیر منقسم مال میں سے خرچ میں لاسکتی ہے؟

جواب..... فرائض کی رو سے اس زوجہ کے اور اس کی اولاد کے حصوں میں جو نسبت ہے اس کو دیکھ کر جس قدر خیرات دے اس کو اپنا حصہ قرار دے کر اسی نسبت سے اور رقم جدا کر کے اسے اولاد کیلئے بطور امانت محفوظ رکھ دے بلوغ کے بعد ان کو دے دے مثلاً متوفی کے صرف زوجہ اور دو بیٹے ہیں تو اگر مشترک آمدنی سے دو آنے خرچ کرے تو چودہ آنے ان دو بیٹوں کیلئے محفوظ رکھ دے۔

۲۔ خاص اس عورت کا حصہ اگر اتنا ہو کہ اس کے سب اخراجات کے لئے کافی ہو سکے تو اپنے حصے کی مقدار تک اس کو خرچ کرنے کا اختیار ہے اور اس صورت میں اگر اولاد کا حصہ ان کے ضروری اخراجات کے بعد بچتا ہو تو اس بچے ہوئے کو بطور امانت رکھے اور اگر عورت کا حصہ اس کے ضروری اخراجات کے لئے کافی نہ ہو تو اپنی اولاد کے حصے سے بھی مختصر ضرورت کے بقدر لے کر خرچ کر سکتی ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۳۴)

تقسیم ترکہ سے پہلے خرچ کرنا

سوال..... زید مرحوم نے چار لڑکے چار لڑکیاں ایک بیوی چھوڑی بڑا لڑکا الگ ہے زید کی اہلیہ کو بغیر تقسیم میراث اس میں تصرف کرنا کیسا ہے؟ اور تقسیم میں ہر ایک کو کتنا ملے گا؟

جواب..... بعد ادائے حقوق مقدمہ علی الارث سب سامان کے چھیانوے حصہ کر کے بارہ سہام بیوی کو چودہ چودہ چار لڑکوں کو اور سات سات چاروں لڑکیوں کو ملیں گے تقسیم میراث سے پہلے اس میں سے خرچ کرنا جائز نہیں صورت درج ذیل ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ) مسئلہ زید

| بیوی | لڑکا | لڑکا | لڑکا | لڑکا | لڑکا | لڑکی | لڑکی | لڑکی |
|------|------|------|------|------|------|------|------|------|
| ۱۲ | ۱۲ | ۱۲ | ۱۲ | ۱۲ | ۱۲ | ۷ | ۷ | ۷ |

اپنے پیسے کیلئے بہن کو نامزد کرنے والے مرحوم کا ورثہ کیسے تقسیم ہوگا؟

سوال..... میرا سب سے چھوٹا بھائی عبدالخالق مرحوم پی آئی اے میں انجینئرنگ آفیسر کے

عہدے پر فائز تھا کنوارا تھا اور گزشتہ دو ماہ پہلے کنوارا ہی اللہ کو پیارا ہو گیا مرحوم کے تین بھائی اور چار بہنیں ہیں اور سب حقیقی ہیں مرحوم نے مرنے سے پہلے اپنی بڑی بہن کو اپنے پیسے کے لئے نامزد کر دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ مرحوم اس بہن کی ایک لڑکی کے یہاں رہتا تھا کھانے کے پیسے بھی اپنی اس بہن کو ہر ماہ دیا کرتا تھا بھانجی مرحوم سے کرایہ وغیرہ نہیں لیتی تھی یہ بتائیے کہ شرعی اعتبار سے یہ بہن اس کے ترکہ کی کہاں تک حق دار ہو سکتی ہے؟ جبکہ اس کے حقیقی اور بھی ہیں جیسا کہ میں بتا چکا ہوں اور اگر اس بہن کے علاوہ حق دار بھی ہیں تو اسکے ترکہ کی تقسیم کس طرح ہونی چاہئے؟ یہ بھی بتائیے کہ اس بھائی کا حج بدل کیسے ہو سکتا ہے اور کون کر سکتا ہے؟ جبکہ اس نے اسکے بارے میں کوئی وصیت بھی نہیں کی ہے آخر میں یہ اور معلوم کرنا چاہوں گا کہ جو قرضہ اس پر ہے اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟

جواب..... مرحوم کے ترکہ سے سب سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا فرض ہے قرض ادا کرنے کے بعد جو کچھ باقی ہے اس کے ایک تہائی حصے میں اس کی وصیت پوری کی جائے اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو ورنہ باقی ترکہ کو دس حصوں پر تقسیم کیا جائے۔ دو دو حصے تینوں بھائیوں کے اور ایک ایک حصہ چاروں بہنوں کا مرحوم کا اپنی بڑی بہن کو ترکہ کیلئے نامزد کر دینا اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں مرحوم کے وارث اگر چاہیں تو اس کی طرف سے حج کر سکتے ہیں۔ آپ کے مسائل ج ۶ ص ۴۲۲

اپنی شادی خود کرنے والی بیٹیوں کا باپ کی وراثت میں حصہ

سوال..... میرے ایک رشتہ دار کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں بیٹیوں میں سے ایک بیٹی نے باپ کی زندگی میں اپنی مرضی سے شادی کی اور ایک نے باپ کے انتقال کے بعد شادی اپنی مرضی سے کی کیونکہ اب باپ کا انتقال ہو چکا ہے اور بھائیوں میں سے بڑا بھائی اپنے باپ کی جائیداد کا وارث بن بیٹھا ہے وہ کہتا ہے کہ جن دو بہنوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے ان کا باپ کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں ہوتا جن دو بیٹیوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے اور وہ دونوں باپ کی حقیقی بیٹیاں ہیں کیا ان دونوں بیٹیوں کا اپنے باپ کی وراثت میں اسلام کی رو سے حصہ ہوتا ہے؟

جواب..... جن بیٹیوں نے اپنی مرضی کی شادیاں کیں ان کا بھی اپنے باپ کی جائیداد میں دوسری بہنوں کے برابر حصہ ہے بڑے بھائی کا جائیداد پر قابض ہو جانا حرام اور ناجائز ہے اسے چاہئے کہ اپنے باپ کی جائیداد کو دس حصوں پر تقسیم کرے دو دو حصے بھائیوں کو دیئے جائیں اور ایک ایک بہنوں کو۔ واللہ اعلم (آپ کے مسائل اور انکاح ج ۶ ص ۴۲۹)

شادی کا خرچ میراث سے لینا

سوال..... زید مرحوم نے ایک بیوی ایک حقیقی بہن پانچ لڑکیاں اور دو لڑکے وارث چھوڑے

کس کو کتنا حصہ ملے گا؟ مرحوم نے اپنی حیات میں ایک لڑکے کے علاوہ سب کی شادی کر دی تھی تو وہ بے شادی لڑکا علیحدہ حصے کے علاوہ شادی کا حصہ بھی باپ کی ملک سے لے سکتا ہے یا نہیں؟
جواب..... زید کے کل تر کے کو بہتر سہام پر تقسیم کیا جائے گا اور ہر وارث اپنے حصے کا بقدر استحقاق مستحق ہوگا؟ اور بے شادی شدہ لڑکے کو حصہ میراث کے علاوہ شادی کا حصہ نہیں ملے گا۔
(فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۲۸)

| زوجہ | ابن | ابن | بنت | بنت | بنت | بنت | بنت | حقیقی بہن |
|------|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----------|
| ۹ | ۱۴ | ۱۴ | ۷ | ۷ | ۷ | ۷ | ۷ | محروم |

میراث کے مال مشترک سے دعوت و صدقہ وغیرہ کرنا

سوال..... زید فوت ہوا اب زید کی بیوی ہندہ اور ایک لڑکی ہے میراث ابھی تقسیم نہیں ہوئی، زید اپنی حیات میں ہندہ کی والدہ کو نان نفقہ دیتا تھا کیا اب زید کے مرنے کے بعد زید کی بیوی بھی اس مال میں اس طرح کا تصرف کر سکتی ہے؟ اور ہندہ اپنے عزیز واقارب اور طالب علم وغیرہ کی اس غیر تقسیم شدہ مال سے دعوت وغیرہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب..... مال مشترک سے جائز نہیں کہ کوئی صدقہ وغیرہ کسی کو دے یا مہمان داری کرے اور ہندہ کی والدہ کو بھی اس مال سے سابقہ طریقہ پر نان نفقہ لینا جائز نہیں البتہ تقسیم کے بعد ہندہ کو حق ہے کہ اپنا مال والدہ کو دے یا مہمانوں کو کھلائے یا صدقہ کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۷۵)

ترکہ میں سے شادی کے اخراجات ادا کرنا

سوال..... ہمارے والد کی پہلی بیوی سے دو لڑکیاں، ایک لڑکا ہے پہلی بیوی کی وفات کے بعد دوسری بیوی سے سات لڑکیاں، ایک لڑکا ہے تین لڑکیوں اور ایک لڑکے کی شادی باقی ہے دسمبر ۱۹۹۳ء میں والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ کا کہنا ہے کہ والد نے جو کچھ چھوڑا ہے اس میں سے غیر شادی شدہ اولاد کی شادی ہوگی اس کے بعد وراثت تقسیم ہوگی۔

(۱) وراثت کب تقسیم ہونی چاہئے؟

(۲) کیا وراثت میں سے غیر شادی شدہ اولاد کے اخراجات نکالے جاسکتے ہیں؟

جواب..... تمہارے والد کے انتقال کے ساتھ ہی ہر وارث کے نام اس کا حصہ منتقل ہو گیا تقسیم خواہ جب چاہیں کر لیں۔

(۲) چونکہ والدین نے باقی بہن بھائیوں کی شادیوں پر خرچ کیا ہے اس لئے ہمارے یہاں

یہی رواج ہے کہ غیر شادی شدہ بہن بھائیوں کی شادی کے اخراجات نکال کر باقی تقسیم کرتے ہیں۔
 دراصل باقی بہن بھائی والدہ کی خواہش پوری کرنے پر راضی ہوں تو شادی کے اخراجات نکال کر تقسیم کیا جائے اگر راضی نہ ہوں تو پورا ترکہ تقسیم کیا جائے لیکن شادی کا خرچہ تمام بہن بھائیوں کو اپنے حصوں کے مطابق برداشت کرنا ہوگا۔

ورثاء کی اجازت سے ترکہ کی رقم خرچ کرنا

سوال..... ترکہ میں ورثاء کی اجازت اور مرضی کے بغیر کیا کسی قسم کے کار خیر پر رقم خرچ کی جاسکتی ہے؟
 جواب..... وارثوں کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کر سکتے۔
 سوال..... کچھ رقم ورثاء یعنی حقیقی چچا اور حقیقی پھوپھی کی اجازت کے بغیر مسجد میں دی گئی ہے کیا یہ رقم مسجد کے لئے جائز ہے؟

جواب..... اگر وارث اجازت دیں تو صحیح ہے ورنہ واپس کی جائے۔ (آپ کے مسائل اور انکامل ج ۶ ص ۴۲۹)
وارث کفن و دفن کا صرفہ ترکے سے وصول کر سکتا ہے

سوال..... زید کا انتقال ہوا اسکی ایک لڑکی ہے اور ایک بھائی دو بہنیں ہیں ایک سوتیلہ بھائی اور بہن ہے زید کے ترکے میں انکا کیا حق ہے؟ تجہیز و تکفین کا خرچ انکے حقیقی بھائی کی طرف سے ہوا ہے؟
 جواب..... مذکورین کے سوا مرحوم کا اور کوئی وارث نہ ہو تو اس صورت میں مرحوم کی تجہیز و تکفین کا خرچ جو اس کے بھائی نے ادا کیا ہے اگر اس خرچ کو وہ طلب کرتا ہے تو اس کو مرحوم کے ترکے سے ادا کر دیا جائے اسکے بعد ماہی کے آٹھ حصے کر کے لڑکی کو چار حصے حقیقی بھائی کو دو حصے اور ہر ایک حقیقی بہن کو ایک ایک حصہ دیں سوتیلہ بھائی بہن محروم ہیں۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۷۹)

مال مشترک سے شادی کرنے کا حکم

سوال..... زید کی تین لڑکیاں اور دولڑکے ہیں زید کے انتقال کے بعد دولڑکیوں کی شادی ہوئی اور پھر زید کی عورت کا بھی انتقال ہو گیا۔ ایک لڑکے اور دولڑکے غیر شادی شدہ ہیں اب موجودہ صورت میں زید اور اس کی بیوی کے ترکے میں سے ان تینوں غیر شادی شدہ اولاد کی شادی کا خرچ علیحدہ کر کے ماہی کو تقسیم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب..... زید مرحوم کی پہلی اور دوسری دختر کی شادی کے وقت اگر دونوں عاقل بالغ رہی ہوں اور انکی اجازت سے ان کی شادیوں کا خرچ کیا گیا ہو تو وہ خرچ انکے حصوں سے وضع کیا جائے گا اور اگر

وہ عاقل و بالغ نہ رہی ہوں یا عاقل و بالغ ہوتے ہوئے ان کی اجازت کے بغیر خرچ کیا گیا ہو اور اس خرچ کو دوسرے ورثاء نہ مانتے ہوں تو اس صورت میں خرچ کر نیوالے کو ضامن ہونا پڑے گا نیز جس طرح دو لڑکیوں کی شادی مال مشترک سے کی گئی ہے اسی طرح باقی اولاد کی شادی بھی باتفاق ورثاء مال مشترک سے کر کے بقیہ مال کو وارثوں کا آپس میں تقسیم کر لینا بھی منع نہیں ہے۔ ہر حال میں لڑکوں کو دو دو حصے اور لڑکیوں کو ایک ایک حصے کے حساب سے تقسیم کریں۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۹۲)

بیوی کا مہر میں جائیداد پر قبضہ کرنا

سوال..... زید نے ایک لڑکی ایک بہن اور ایک دادی ایک زوجہ ایک علاقائی بھائی وارث چھوڑے شرعاً جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ زوجہ کا مہر نو ہزار تھا کل جائیداد کی مالیت سات ہزار کی تھی اب بیوہ نے کل جائیداد پر مہر کے عوض قبضہ کر لیا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ یا متوفی کی آمدنی کو جو آٹھ دس برس کے عرصے میں اس جائیداد سے حاصل ہوئی اور وہ نو ہزار سے زائد ہے مہر کے عوض میں وضع کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد کل ترکے کے چوبیس سہام ہوں گے ان میں سے تین سہام زوجہ کو چار سہام دادی کو بارہ سہام لڑکی کو اور پانچ سہام حقیقی بہن کو ملیں گے علاقائی بھائی محروم ہے۔

زوجہ کا دین مہر تقسیم میراث پر مقدم ہے لیکن ظاہر ہے کہ مہر بہ صورت دین زوج کے ذمہ واجب الادا تھا جائیداد خود عین مہر نہیں ہے اس لئے زوجہ کا اپنے حق مہر میں جائیداد پر قبضہ کر لینا خود بخود موجب ملک نہیں ہے بلکہ یا تو طرفین کی رضا سے یا حکم قاضی سے جائیداد مہر میں محسوب ہو سکتی ہے۔ پس جائیداد جو زوجہ کے قبضے میں رہی اس کی حیثیت ترکہ مشترکہ ہی کی رہی اور اس کی آمدنی یقیناً زوجہ کے پاس بطور امانت رہی نہ کہ بصورت ملک پس یا تو زوجہ اس کو اپنے دین مہر میں محسوب کرے یا واپس دے اور جائیداد مہر ادا کرنے کے بعد حصوں کے موافق تقسیم ہوگی۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۰۳)

مرحوم کے ترکے میں سے کون کون سے اخراجات وصول کئے جاسکتے ہیں؟

سوال..... ایک یتیم بے شادی شدہ لڑکی مال دار کا انتقال ہو گیا جس کی پرورش اس کی والدہ نے کی تھی مرحومہ کے مال میں سے والدہ نے حسب ذیل خرچ کر دیا ہے شرعاً یہ خرچ جائز ہوایا نہیں؟ اور کون اس کو برداشت کرے گا جبکہ مرحومہ کا سرمایہ موجود ہے۔

۱۔ مرحومہ کے بچپن کا خرچ پرورش ۲۔ متوفیہ کی بیماری اور تجہیز و تکفین کا خرچ ۳۔ متوفیہ کے قرضے کی ادائیگی ۴۔ مرحومہ کی نمازوں کے بدلے میں دیا گیا گندم ۵۔ بچوں کو ختم قرآن شریف

کے لئے دیا گیا ۶۔ سوم چہلم، جمعرات وغیرہ کا خرچ ۷۔ مرحومہ کا حج فرض کرایا گیا ۸۔ مرحومہ کی جانب سے تعمیر مسجد میں دیا گیا۔

جواب..... چودہ سالہ نابالغہ لڑکی کے ذمے نہ حج فرض تھا نہ نماز روزہ پس اس کی والدہ نے اس کی پرورش میں جو روپیہ اٹھایا ہے وہ اس کی حیثیت اور عرف کے موافق مرحومہ کی جائیداد میں سے والدہ کو ملے گا اور تجھیں و تنکھن اور دوا و علاج کا خرچ بھی اس کو ملے گا لیکن سب میں عرف اور واقعیت کا لحاظ ہوگا ادائیگی قرضہ میں یہ دیکھا جائے گا کہ قرضہ کیسا اور کیوں اس کے ذمے ہوا تھا اگر کوئی واقعی اور شرعی قرضہ ہوگا تو وہ بھی دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ خرچ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ یہ تمام اخراجات کرنے والے کے ذمے رہیں گے ان کیلئے ایک حصہ نہیں دیا جائے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۷۱)

پورے ترکے پر ایک ہی وارث کے قبضہ کر لینے کا حکم

سوال..... ایک شخص مرا اور چند لڑکے چھوڑے اور ترکے میں مختلف چیزیں چھوڑیں مگر بچوں کی والدہ نے تمام ترکے پر قبضہ کر کے لڑکوں کو حصہ دینے سے انکار کر دیا اور ایک لڑکے نے اپنا حصہ چھین لیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اس چھینی ہوئی چیز میں سب حصے دار وارث ہوں گے یا یہ چیز اسی کی ہوگی؟

جواب..... اس طرح چھین لینا جائز ہے بشرطیکہ اپنے حق سے زائد نہ ہو لیکن دوسرے وارثوں کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ اس کی چھینی ہوئی چیز میں سے اپنے حصے کے بقدر اس شخص سے وصول کر لیں جس نے چھینا ہے۔ (امداد المفتیین ص ۱۰۴۵)

زوجہ کا خاوند کے ترکے پر قبضہ کرنا

سوال..... زید کا انتقال ہوا ایک زوجہ ایک لڑکا نابالغ وارث چھوڑے مسماۃ کا دین مہر بچیس سو روپے ہے جواب تک ادا نہیں ہوا زوجہ شوہر کی وفات کے بعد دین مہر کے عوض میں جائیداد پر قابض ہو گئی اور ترکہ متوفی دین مہر کے برابر بھی نہیں ہے بلکہ کم ہے لڑکا بالغ ہونے کے بعد جائیداد پوری پر قابض ہونے کا طالب ہے دین مہر ادا کرتا ہے اور زمانہ گذشتہ کا جائیداد کا منافع مانگتا ہے آیا مسماۃ نے جو منافع اب تک وصول کیا ہے اس کے منافع کی مسماۃ مالک ہے یا لڑکے کو واپس دینا چاہئے؟

جواب..... جبکہ زوجہ کا دین مہر ثابت ہو چکا اور زوجہ نے اپنا حق وصول کرنے کے لئے جائیداد پر قبضہ کر لیا تو دین مہر کے بقدر پر زوجہ کا قبضہ شرعاً درست ہو گیا اور اس کی آمدنی اس کی ملک میں داخل ہو گئی اب کسی کو اس کے منافع کے واپس لینے کا حق نہیں۔ (امداد المفتیین ص ۱۰۴۷)

بیوی کو دوسروں کے حصے میں دخل دینا

سوال..... ایک شخص اپنی چچا س بیگہ زمین اور کچھ نقد روپیہ ترک چھوڑ گیا وارثین میں ایک بیوی اور دو لڑکیاں ہیں ہر ایک کا حصہ بیان فرمائیں بیوی بنک کا تمام روپیہ عید گاہ میں دینا چاہتی ہے۔
جواب..... وارثین میں والدین یا دادایا ان کی اولاد وغیرہ میں سے کوئی تو ہوگا تحقیق ضروری ہے کوئی عصبہ بالکل نہ ہو ایسا بمشکل ہوتا ہے یہی صورت ہو تو بیوی کو آٹھواں حصہ اور لڑکیوں کو دو ٹلٹ ملے گا یعنی کل املاک کے سولہ حصے کر کے دو بیوی کو اور سات سات دونوں لڑکیوں کو ملیں گے بنک کی رقم میں بھی بیوی آٹھویں کی حقدار ہے باقی لڑکیوں کا ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

بذریعہ اعلان عاق نامہ بیٹے کو میراث سے محروم کرنا

سوال..... اگر کوئی شخص اپنے بیٹے سے ناراض ہو اور اسی ناراضگی کی وجہ سے اخبار وغیرہ میں بذریعہ اشتہار اپنی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد سے اسے عاق کرنے کا اعلان کر دے تو کیا باپ کی وفات کے بعد عاق شدہ بیٹا میراث کا حقدار بن سکتا ہے یا نہیں؟
جواب..... وراثت ایک اضطراری حق ہے کوئی شخص اپنی طرف سے اس حق کو زائل یا ختم نہیں کر سکتا اس لئے باپ کے مرنے کے بعد عاق شدہ بیٹا بھی میراث کا حقدار ہے تاہم اگر یہ شخص اپنی زندگی ہی میں اپنی جملہ جائیداد اور منقولہ سرمایہ اپنے ورثاء میں تقسیم کر دے اور ان کو باضابطہ مالک بنا دے تو اس صورت میں باپ کے مرنے کے بعد عاق شدہ بیٹا حق ارث کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

قال العلامة محمد علاؤ الدین آفندی: الارث جبری لا یسقط بالاسقاط.

(تکملة ردالمختار ج ۱ ص ۳۵۹ مطلب الفتویٰ کتاب الدعویٰ)

و ذکر الامام محمد بن اسماعیل البخاری: عن ابراهیم عن الاسود عن

عائشة قالت اشتریت بريرة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اشتریها

فان الولاء لمن اعتق. (الجامع الصحيح البخاری ج ۲ ص ۹۹۹ کتاب

الفرائض باب الولاء لمن اعتق الخ) ومثله فی امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۶۳

کتاب الفرائض (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۳۱)

مرحوم بھائی کی جائیداد پر قبضہ کر لینا

سوال..... ایک شخص نے بوقت انتقال ایک زوجہ دو لڑکے تین لڑکیاں دو بھائی اور ایک بہن

چھوڑی پھر مرحوم کے ایک بھائی اور ایک بہن کا انتقال ہو گیا ایک بھائی زندہ ہے جو کل زمین کی کھیتی کرتا ہے مگر مرحوم کی اولاد کو اس میں سے کچھ نہیں دیتا اب اس نے زمین کا کچھ حصہ بیچا ہے اس میں سے پانچ ہزار پانچ سو روپے مرحوم کی اولاد کو دیئے ہیں مرحوم کے بڑے لڑکے یہ چاہتے ہیں کہ یہ رقم اپنی والدہ بھائی اور بہنوں کے درمیان شرع کے موافق تقسیم کر دیں تو شرعاً ہر ایک کو کتنا حصہ ملے گا؟ نیز بھائی کا مرحوم کی اولاد کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا کیسا ہے؟

جواب..... صورت مسئلہ میں ادائے حقوق باقی ماندہ ترکہ کے آٹھ سہام کر کے ایک بیوی کو دو دو ہر دو لڑکوں کو اور ایک ایک ہر تین لڑکیوں کو ملیں گے بھائی بہنوں کو کچھ نہ ملے گا پس بھائی کا مرحوم کی جائیداد پر قبضہ اور تصرف مذکور سب ظلم اور ناجائز ہے صورت مسئلہ یہ ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

بیوی ۱ ابن ۲ ابن ۲ بنت ۱ بنت ۱ بنت ۱۔

بدون تقسیم میراث ترکہ کو خرچ کرنا

سوال..... ایک شخص کا انتقال ہوا اس کے والد نے اس کا گھر فروخت کر کے یہ ارادہ کیا میں ان پیسوں میں مسجد بناؤں گا اور ایک جگہ تعمیر بھی شروع کر دی اس کے بعد جھگڑا ہو گیا اور یہ مسجد چار پانچ سال سے اب تک بیچ ہی میں ہے اب والدین پیسوں کو جو بچے ہوئے ہیں کسی اور مسجد میں یا حج وغیرہ میں خرچ کر سکتا ہے۔ تقسیم میراث اور رقم مذکور خرچ کرنے کا حکم تحریر فرمادیں۔

جواب..... حامل استفتاء سے زبانی معلوم ہوا کہ میت کے وارثین ایک بیوی ماں اور باپ ہیں اور اولاد اور بھائی بہن کا نہ ہونا بتلایا ہے پس اگر وارث یہی ہیں تو تقسیم ترکہ کی صورت یہ ہوگی کہ تجہیز و تکفین اور قرض مہر وغیرہ بعد ادا کر دینے اور وصیت ہو تو تہائی مال سے پورا کرنے کے بعد چار سہام کر کے ایک بیوی کو اور ایک ماں کو اور دو والد کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے۔ بیوی ۱ ماں ۱ والد ۲ بیوی کا مہر باقی ہو تو اسکو ادا کریں پھر ایک اسکا ایک چوتھائی حصہ دیں اور والدہ کا بھی ایک چوتھائی ہے بقیہ جو باوہ والد کا ہے وہ اپنے حصہ کو جہاں چاہے خرچ کرے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

قبر کی زمین کی قیمت کس مال سے دی جائے؟

سوال..... میت کے بعض ورثاء عام قبرستان میں دفنانا چاہتے ہیں اور بعض ورثہ قبر کے لئے زمین خرید کر اس میں دفنانا چاہتے ہیں زمین کی قیمت میت کے مال سے دی جائے یا ورثاء ادا کریں؟

ب..... یہ خرچ تجہیز و تکفین میں شامل ہے لہذا میت کے مال سے ادا کر سکتے ہیں۔

لیکن اگر میت عورت ہو اور اس کا شوہر بھی ہو تو تجہیز و تکفین کے خرچ کا وہ ذمہ دار ہے لہذا عورت کے ترکے میں سے وہ خرچ نہیں لیا جاسکتا ہے شوہر حسب مرضی تجہیز و تکفین کا کام انجام دے اگر شوہر نہ ہو یا انکار کرے تو عورت کے ترکے میں سے تجہیز و تکفین کا خرچ لیا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ رحمیہ ج ۲ ص ۲۶۰)

مورث کے انتقال کے بعد اگر کوئی وارث مرتد ہو جائے

تو اس کو ترکہ مورث سے حصہ ملے گا یا نہیں

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ ایک مسلمان بھائی گزر گیا اور اس مرحوم کے تین لڑکے لڑکیاں نابالغ موجود ہیں اور عورت بھی مسلمان تھی اور زندہ ہے مگر اب وہ عورت برہما مشرک قوم میں چلی گئی ہے اور اب وہ عورت شوہر کے حصہ ترکہ کی خواستگار ہے حصہ ملنا چاہئے یا نہیں عورت مذکورہ کو لوگ آمادہ کرتے ہیں کہ عدالت میں عورت دعویٰ کرے کہ اسے حصہ شوہر ملے تو کیا اسے ترکہ ملے گا اور شرعی حکم اس بارے میں کیا ہے؟

جواب..... قال فی الدر: ویطل منه اتفاقاً ما یعتمد الملة وهی خمس النکاح والذبح والصید والشهادة والارث اه قال الشامی: فلا یرث احداً ولا یرثه احدہما اکتسبه فی ردتہ بخلاف کسب اسلامہ فانہ یرثه ورثتہ (ای لان ارتداد المسلم کموته فکانہ مات المورث المسلم فیرثه وارثه المسلم فی کسب اسلامہ) ج/۳ ص/۴۶۶ (۴۶۶) وفی البدائع: واما المرتدة فلا یرث ملکها عن امور لها بلا خلاف فیجوز تصرفاتها فی مالها بالاجماع لانها لا تقتل فلم تکن ردتها سبباً لزلزال ملکها عن امور لها بلا خلاف اه ج/۴ ص/۱۳۷ (۱۳۷) واما حکم المیراث فنقول لا خلاف بین اصحابنا رضی اللہ عنہم فی المال الذی اکتسبه فی حالة الاسلام یکون میراثاً لورثتہ المسلمین اذ مات او قتل اولحق وقضى باللحاق وقال الشافعی وهو فنی الی ان قال وعلى هذا الاختلاف المرتدة اذ لحقت بدار الحرب لان المعنی لا یوجب الفصل اه (ج/۳ ص/۱۳۹) قلت واما ما قاله الفقهاء ان المرتد لا یرث احداً فمعناه اذا کان مرتد او قتل موت مورثه واما اذا کان مسلماً وقت موته فیرثه وان ارتد بعد موته لان المانع لم یوجد وقت الارث.

صورت مسئلہ میں یہ عورت اپنے شوہر سے میراث کا حق پانے کے مستحق ہے کیونکہ اسکی موت کے وقت یہ مسلمان تھی اور عورت کی ملک ارتداد سے زائل نہیں ہوتی لہذا اس کا حق میراث اسکی ملک میں باقی ہے اسی طرح اگر اس نے دین مہر وصول و معاف نہیں کیا تو وہ دین مہر کی بھی مستحق ہے۔

قلت واما علة اللحق فلم توجد لانها ما انتقلت من دار الاسلام الى دار الحرب بل هي مسلمة في دار الحرب قد ارتدت فيها والله اعلم.

(امداد الاحکام ج ۳ ص ۶۳۳)

میت پر دین کا دعویٰ کرنے کا حکم

سوال..... کوئی شخص ورثاء میں ترکہ تقسیم ہونے کے بعد یا پہلے میت پر دین کا دعویٰ کرتا ہے اور مرحوم نے موت کے وقت اس کا کوئی اظہار نہیں کیا اور ثناء بھی دین سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں اور مدعی گواہ وغیرہ کوئی ثبوت نہیں رکھتا اس صورت میں حلف مدعی پر لازم ہے یا ورثاء پر یا اس کا دعویٰ ہی ناقابل سماعت ہے۔

جواب..... اگر میت نے ترکہ میں مال چھوڑا ہے اور مدعی دعوے پر گواہ نہیں رکھتا اور ورثاء دین کا اقرار نہیں کرتے تو مدعی کو حق ہے کہ ورثہ سے حلف لے اگر حلف لے لیں مدعی کا دعویٰ ساقط ہو جائے گا اگر حلف سے انکار کر لیں تو دعویٰ لازم ہو جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۸۴)

ادائے دین سے پہلے وارث کی ملکیت کا حکم

سوال..... قرض ادا کرنے سے پہلے وارث مال کا مالک ہوگا یا نہیں؟

جواب..... مالک ہو جاتا ہے مگر اس کی یہ ملکیت حق غیر کیساتھ مشغول ہوگی مثل اصل مورث کے کہ وہ بھی اپنے مال کا مالک تھا مگر حق غیر کیساتھ مشغول تھا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۵۴)

مرض الموت میں بحق وارث قرض کا اقرار کرنا

سوال..... زید عرصے سے سرطان کی بیماری میں مبتلا تھا بہت کوشش کی مگر علاج نہ ہوا آخر کار انتقال سے ڈھائی ماہ قبل زید کو لا علاج قرار دے دیا گیا۔ انتقال سے بیس یوم پہلے سواری میں لیٹ کر تیمار کو ساتھ لے کر اپنی دکان پر گیا اور چھ سات سو کا کپڑا دیگر دکان داروں کو دے کر چند گھنٹے میں واپس آ گیا کیونکہ مرض دماغی تھا نہ آنکھوں سے نظر آتا تھا نہ دماغ کام دیتا تھا پس صاحب فراش ہو گیا چنانچہ اس صورت میں زید نے اپنے انتقال سے ایک ماہ سولہ دن پہلے اپنے ایک وارث بکر کے قرضے کا اقرار کر کے اپنی جائیداد کو مکفول کر دیا جس سے دیگر ورثاء محروم

الارث تصور کئے جا رہے ہیں تو یہ اقرار شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

جواب..... مرض الموت میں اقرار کسی وارث کے حق میں دیگر ورثاء کی اجازت پر موقوف رہتا ہے پس اگر بکراس مریض کا بوقت موت بھی وارث رہے تو یہ اقرار دیگر ورثاء کی اجازت سے معتبر ہوگا اگر بوقت اقرار تو بکروارث ہے اور بوقت موت مقر وارث نہ رہے تو یہ اقرار شرعاً معتبر ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۸۱)

باپ کی زندگی میں میراث کا دعویٰ کرنا

سوال..... ایک شخص اپنی زندگی میں اپنی جملہ جائیداد کو فروخت کرنا چاہتا ہے مگر اس کا ایک بیٹا اسے جائیداد فروخت کرنے سے روک رہا ہے اور اپنے حصہ کا مطالبہ کرتا ہے تو کیا بیٹا باپ کی زندگی میں اس سے اپنے حصہ میراث کا مطالبہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... باپ اپنی مملوکہ جائیداد میں خود مختار ہے وہ اس میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے کوئی بیٹا اس کو شرعاً منع نہیں کر سکتا اور نہ ہی باپ کی زندگی میں اسکی جائیداد میں اپنے حصہ کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

قال العلامة طاهر بن عبد الرشيد البخاري رحمه الله: ولو وهب جميع ماله لابنه جاز في القضاء وهو آثم نص عن محمد. (خلاصة الفتاوى ج ۴ ص ۴۰۰)
كتاب الهبة قبل الفصل الثاني قال العلامة قاضي خان: رجل وهب في صحته كل المال للولد جاز في القضاء ويكون آثماً فيما صنع. (فتاوى قاضيخان على هامش الهندية ج ۳ ص ۲۷۹ فصل في الهبة الولد لولده) ومثله في الهندية ج ۵ ص ۳۹ الباب السادس في الهبة الصغير. (فتاوى حقانيه ج ۶ ص ۵۵۰)

وراثت اور اس کے حقدار

مطلقہ مرض الموت کے لئے تر کے کا حکم

سوال..... ایک شخص بہت بیمار تھا انتقال سے دس پندرہ روز پہلے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں تو مطلقہ کو تر کے سے میراث ملے گی یا نہیں؟

جواب..... شوہر نے مرض الموت میں عورت کو بغیر اس کے مطالبے کے تین طلاقیں دے دیں اور عدت میں شوہر کا انتقال ہو گیا تو عورت میراث سے محروم نہ ہوگی اور اگر عورت کے مطالبے پر طلاق دی ہے تو وہ وارث نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۴۷۹)

عورت کے انتقال کے بعد مہر کا وارث کون ہوگا؟

سوال..... عورت کے انتقال کے بعد مہر کی رقم (جائیداد زیور یا نقدی کی صورت میں ہو) کا وارث کون ہوتا ہے؟

جواب..... عورت کے مرنے کے بعد اس کا مہر بھی اس کے ترکہ میں شامل ہو جاتا ہے جو اس کے وارثوں میں حصہ رسدی تقسیم ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۲۸۸)

چچا، بہن اور مرتدہ کے وارث ہونے کی ایک صورت

سوال..... زید کو کوئی اولاد نہیں ہے صرف زید کا چچا اور بہن اور بیوی ہے بیوی نے زید کے بعد دوسرا مذہب اختیار کر لیا ہے تو یہ بیوی اپنے مہر اور جائیداد کی مستحق ہے یا نہیں؟

جواب..... زید کے انتقال کے وقت اس کے وارث چچا، بہن، بیوی تھے ان وارثوں کو اس طرح ملے گا کہ نصف ترکہ بہن کو چوتھائی بیوی کو اور چوتھائی چچا کو ملے گا بیوی نے اگر دین بدل لیا تو اس کا حصہ اس کے قبضہ میں نہ دیا جائے گا پھر وہ مسلمان ہو جائے تو اس کا حصہ اسے دے دیا جائے مہر بھی اس کو ملے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۳۱)

زمین کا خانہ ملک میں اندراج ثبوت ملک کے لئے کافی ہے

سوال..... زید کے نام ایک زمین ہے خالد اور عمر اس پر قابض ہیں خالد کی وفات کی وفات کے بعد خالد کا ربیب زمین پر قابض ہوا اب زمین کے بارے میں زید عمر اور خالد کا ربیب تینوں دعوے دار ہیں زید کہتا ہے کہ باپ دادا کے وقت سے ہم لوگ سرکاری کاغذات پر مندرج ہیں اس لئے زمین میری ہے زید عمر اور ربیب نے رشوت دے کر زمین اپنے نام کرائی ہے عمر کو جب یہ معلوم ہوا تو زید سے مل کر زید کے حق میں بیان دے دیا ہے جس سے زید کے حق میں فیصلہ ہوا زید شرعاً زمین کا مالک ہے یا نہیں؟

جواب..... جبکہ وہ زمین سرکاری کاغذات میں زید کے نام ہے تو اس کیلئے مزید کسی ثبوت کی ضرورت نہیں خالد اور عمر کا قبضہ اس پر بے محل ہے خالد کے انتقال کے بعد اس کے ربیب کی ملک اس پر ثابت نہیں ہوتی رشوت دے کر نام کرا لینا بھی غلط ہوا زید کے نام پہلے ہی سے تھا اور اب عمر نے بھی اس کے حق میں بیان دیدیا تو گویا اپنی ملک کا دعویٰ واپس لے لیا اور یہ بھی اقرار کر لیا کہ عمر کا پہلا قبضہ زمین پر صحیح نہیں تھا پس زید کے حق میں فیصلہ درست ہو گیا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۴۷۹)

کسٹوڈین کی واپس کردہ جائیداد میں میراث کا حکم

سوال..... عبداللہ نے ایک جائیداد وقف علی الاولاد کی اس میں بیٹوں اور بیٹیوں کے حصے مقرر کئے 1947ء میں عبداللہ کی تمام اولاد سوائے ایک لڑکی کے پاکستان چلی گئی اور وقف جائیداد پر کسٹوڈین نے قبضہ کر لیا پاکستان جانے والوں نے اس وقف جائیداد کے عوض حکومت پاکستان سے جائیداد حاصل کی کئی سال بعد کسٹوڈین نے اس لڑکی کو وہ وقف جائیداد سپرد کردی اور یہ تحریر دی کہ یہ جائیداد اب تمہارے تصرف میں رہے گی اور کوئی اس میں حق نہیں رکھتا اب پاکستان سے عبداللہ کے پوتے کی لڑکی ہندوستان کی شہری بن گئی ہے اور اس جائیداد کا مطالبہ کر رہی ہے جو کسٹوڈین نے دی ہے اس مطالبے کا کیا حکم ہے؟

جواب..... پاکستان پہنچ کر جن لوگوں نے یہاں کی وقف جائیداد کا معاوضہ لے لیا اور اس کا حصہ یہاں کی جائیداد سے ختم ہو گیا ہے اس بناء پر ان کو اب یہاں مطالبے کا حق نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۳ ص ۴۷۲)

نافرمان بیٹے کا باپ کی میراث میں استحقاق

سوال..... ایک شخص اپنے باپ کا نافرمان ہونے کے ساتھ اسے گالی گلوچ بھی دیتا ہے تو کیا یہ شخص باپ کے مرنے کے بعد میراث کا حقدار بن سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے لیکن یہ میراث سے محرومی کا سبب نہیں بن سکتا کیونکہ ارث اضطرار اور ثناء کی طرف منتقلی ہوتی ہے اس لئے نافرمان بیٹا نافرمانی کے باوجود میراث کی طرح میراث لے سکتا ہے۔

قال العلامة محمد علاؤ الدین افندی: الارث جبری لا یسقط بالاسقاط.

تکملة ردالمختار ج ۱ ص ۳۵۹ مطلب واقعة الفتویٰ کتاب الدعویٰ

(فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۲۶)

وارث کا حق ہے خواہ خدمت کرے یا نہ کرے؟

سوال..... زید کے یہاں دو لڑکیاں پیدا ہوئیں زید نے ان کی پرورش نہیں کی بڑی لڑکی کا انتقال ہو گیا ہے مرحومہ نے جائیداد زیور اور جہیز چھوڑا تین بچے نابالغ، دو لڑکے ایک لڑکی ایک خاوند یہ مرحومہ کی جائیداد کے مالک ہیں مگر یہ باپ اپنی بیٹی کے زیور جائیداد میں سے چھٹا حصہ طلب کرتا ہے ایسے باپ کو شرع سے کچھ ملتا ہے یا نہیں؟

جواب..... ماں باپ کا بیٹی کے ترکے میں چھٹا حصہ ہے اور وہ اسکو ملے گا خواہ اس نے بیٹی کیساتھ کچھ کیا ہو یا نہ کیا ہو میراث کا حق کسی معاوضے کیساتھ مقید نہیں ہوا کرتا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۷۵)

عطیہ شاہی میں میراث

سوال..... بادشاہ نے عمرو کو دو بیگہ زمین عطا کی تھی عمرو دو لڑکے کے زید و خالد چھوڑ کر فوت ہو گیا زید چاہتا ہے کہ تمام زمین اپنے قبضہ و تصرف میں رکھے اور خالد کو بے دخل کر دے تو کیا زید کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ یا زمین مذکورہ دونوں کی ہوگی؟

جواب..... زمین مذکورہ دونوں کی ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۹۳)

جاگیر میں وراثت جاری ہوگی یا نہیں؟

سوال..... زید ہندو جاگیر دار فوت ہو گیا اور دو لڑکے بکرو خالد اور دو پوتے ولید و قاسم جن کا باپ صالح زید کے سامنے ہی فوت ہو گیا تھا اور ایک بھتیجی جسکی ماں اور نانا دونوں زید کے سامنے فوت ہو گئے تھے چھوڑے اب تقسیم عصبہ باعتبار مناسبتہ شرعیہ متروکہ ذاتی کے مطابق وراثہ پر ہوگی یا صرف زندوں پر ہوگی؟

جواب..... شاہی عطیہ جو معطلی کی ملک ہو جاتا ہے اس کی دیگر املاک کے مانند ہے لہذا موت زید کے بعد وہ جاگیر بھی دیگر املاک کی طرح تقسیم ہوگی اور دونوں لڑکوں کو ملے گی بقیہ وراثہ محروم رہیں گے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۹۴)

پاگل کی بیوی کے لئے میراث کا حکم

سوال..... مجنوں اور پاگل شخص کو اس کے والد محروم کی جائیداد میں حصہ ملے گا یا نہیں؟ اس پاگل شخص کا انتقال باپ کے بعد مگر ماں کی موجودگی میں ہوا تھا۔

جواب..... جنون موانع ارث میں سے نہیں ہے حسب قانون شرع مجنون بھی اپنے والد محروم کے ترکے سے حصہ میراث پائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۴۹۵)

وارث اپنا حق لے سکتے ہیں

سوال..... نعمت اللہ جج کے لئے گئے اور اپنا کارندہ اپنے بھائی مرزا بیگ کو مقرر کر گئے بقضائے الہی مرزا نعمت اللہ مکہ معظمہ میں فوت ہو گئے اور ان کی زوجہ مدینہ منورہ میں فوت ہو گئیں۔ مرزا بیگ اپنے بھائی کے فوت ہونیکے بعد جائیداد کے اوپر قابض رہے اور اولاد حسب ذیل چھوڑی۔ کچھ عرصے کے بعد مرزا کریم بیگ کا بھی انتقال ہو گیا جنہوں نے شجرہ ہذا کے مطابق اولاد چھوڑی۔

اس اثنا میں مرزا بیگ ہی جائیداد پر متصرف رہے اور کچھ عرصے بعد حج کے لئے چلے گئے اور قضائے الہی سے وہ بھی فوت ہو گئے اور اپنا کارندہ ابراہیم کو بنا گئے اب ابراہیم، ایوب اور داؤد نے آپس میں جائیداد تقسیم کر لی اور اسماعیل مفقود الخیر ہے ابراہیم فوت ہو گئے اب ان کی اولاد اور چچا زاد بھائی ایوب، داؤد جائیداد پر قابض ہیں۔

جواب..... چونکہ نعمت اللہ اور امیر اور کریم تینوں بھائی تھے اور حصہ مساوی جائیداد مشترکہ کے مالک تھے اس لئے تمام جائیداد کی ایک تہائی نعمت اللہ کی اولاد و اولاد اولاد کے حصے میں آئے گی نیز امیر جولاء و لد فوت ہوئے ہیں ان کی ایک تہائی میں سے ۳/۵ حاجی بیگ و نواب اور قدرت اللہ کو پہنچے گا اس لئے ابراہیم و ایوب و داؤد کا ساری جائیداد کو باہم تقسیم کر لینا صحیح نہیں ہے نعمت اللہ کے وارث اپنا حق اس میں سے لے سکتے ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۷۷۷)

حق مہر زندگی میں ادا نہ کیا ہو تو وراثت میں تقسیم ہوگا

سوال..... ایک عورت وفات پا گئی اس کا مہر شوہر نے ادا نہیں کیا براہ کرم اس کا حل فرمائیں اور ہماری مشکلات کو آسان فرمائیں۔

۱۔..... مہر ایک ہزار ایک روپے کا ہے۔ ۲۔..... مرحومہ کے والدین حیات ہیں۔
۳۔..... مرحومہ کا شوہر زندہ ہے۔ ۴۔..... مرحومہ کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں یعنی چھ بچے ہیں۔
جواب..... مرحومہ کی دوسری چیزوں کے ساتھ اس کا مہر بھی ترکہ میں تقسیم ہوگا مرحومہ کے ترکہ کے ۲۱۶ حصے ہوں گے ان میں سے ۵۴ شوہر کے ۳۶ والد کے ۳۶ والدہ کے بیس بیس لڑکوں کے اور دس دس لڑکیوں کے۔

مرحومہ کا زیور بھتیجے کو ملے گا

سوال..... میرے دادا کی بہن ہمارے پاس رہتی تھی اب ان کا انتقال ہو چکا ہے اور وہ بیوہ تھیں ان کی کوئی اولاد بھی نہیں تھی ان کا کچھ زیور جو کہ چاندی کا ہے ہمارے پاس ہے تو آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس کا کیا کیا جائے؟ کیونکہ مرحومہ نے اپنی زندگی میں اسے مسجد میں دینے سے بھی انکار کیا تھا اور کسی دوسرے کو بھی اس کا وارث قرار نہیں دیا تھا حالانکہ ان کی جوزمین تھی وہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بھتیجے کے نام کر دی تھی اب مسئلہ زیور کا ہے جو انہوں نے کسی کو نہیں دیا اور زندگی میں جب بھی ان سے کسی مسجد وغیرہ میں دینے کا کہا تو اس کے لئے بھی انکار کیا اب وہ

زیوران کے مرنے کے بعد ہمارے پاس ہے اب آپ بتائیں اسکا ہم کیا کریں؟
جواب..... اس زیور کا وارث مرحومہ کا بھتیجا ہے اس کو دے دیا جائے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۳۹۱)

سامان جہیز اور مہر کے وارث کون کون ہیں؟

سوال..... جہیز میں لڑکی کے مرنے کے بعد نانی کا بھی حق ہے یا نہیں؟ اور مہر کے حقدار کون کون ہیں؟
جواب..... جہیز کا سامان اور دین مہر اور جملہ وہ سامان جو لڑکی کی ملک ہے اسکے سب ورثاء میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا نانی بھی اسکی وارث اور حق دار ہے۔ (امداد المفتیین ص ۱۰۴۸)

وظیفے میں میراث جاری ہونے کی صورت

سوال..... زید بکر عمر خالد ہندہ زینب بھائی بہن ہیں عمر و خالد کا انتقال ہوا ان کی اولاد زندہ رہی اس کے بعد بکر بھی زوجہ چھوڑ کر مر گیا اس کے نام جو وظیفہ سرکاری مقرر ہے اس کی تقسیم میں جھگڑا ہے زید کا دعویٰ ہے کہ چونکہ میں حقیقی بھائی ہوں اس لئے زوجہ کے حق کے علاوہ کل میرے نام مقرر فرمایا جائے زوجہ کا دعویٰ ہے کہ شوہر کا کل ترکہ میرے نام ہوا اولاد عمر و خالد کا دعویٰ اپنے لئے ہے پس آپ فرمائیے کہ اس وظیفے کا کیا حکم ہے؟

جواب..... چونکہ میراث مملوکہ اموال میں جاری ہوتی ہے اور یہ وظیفہ محض سرکاری تبرع ہے بدوں قبضہ کے مملوک نہیں ہوتا لہذا آئندہ جو وظیفہ ملے گا اس میں میراث جاری نہ ہوگی سرکار کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے تقسیم کرے البتہ یہ وظیفہ کسی جائیداد مملوکہ کا نفع جائز ہے تو اس میں میراث جاری ہوگی اور اس صورت میں بکر کے ترکے میں اس کی زوجہ کو اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ربح ملے گا باقی زید اور اس کی بہنوں کا حق ہے مطابق للذکر مثل حظ الانثیین : اور بھائی بہنوں کے ہوتے ہوئے عمر اور خالد کی اولاد کا کچھ حق نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۴۱)

مرحوم مدرس کی بقایا تنخواہ میں وراثت کا حکم

سوال..... حافظ رحمت اللہ صاحب مدرس کا انتقال ہو گیا ان کی تنخواہ باقی تھی ان کی جگہ ان کا لڑکا مدرس ہو گیا یہ لڑکا ان کی حیات میں بھی والد صاحب کی جگہ کام کرتا تھا۔ سوال یہ ہے کہ اس بقایا تنخواہ کا وارث یہ بڑا لڑکا ہے یا سب وارث؟

جواب..... یہ بقایا تنخواہ حافظ صاحب مرحوم کا ترکہ ہے شرعی حصوں کے مطابق تمام ورثاء

اس کے مستحق ہیں تنہا بڑا لڑکا پوری تنخواہ کا حق دار نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۴۷۴)

لا علمی میں لڑکی سے نکاح کر لیا تو اولاد وارث ہوگی یا نہیں؟

سوال..... ایک شخص نے شرعی طریقے پر نکاح کیا اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، وہ بچی شیر خوار ہی تھی کہ ماں کو الزام قتل میں کالے پانی کی سزا ہو گئی سزا کا عرصہ گزرنے کے بعد ماں نے کسی دور شہر میں سکونت اختیار کر لی ایک عرصہ کے بعد اتفاقاً وہ شیر خوار بچی اپنے آبائی شہر میں پہنچی اور انجام یہ ہوا کہ لا علمی میں باپ سے نکاح ہو گیا جس سے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک عرصہ کے بعد عقدہ کھلا تو باپ نے غیرت سے خودکشی کر لی اب اس کا مال متروکہ اس کی زوجہ (یعنی دختر) اور اس کے دو لڑکوں میں کیسے تقسیم ہو؟ عورت کہتی ہے کہ میرا باپ ہے لڑکے کہتے ہیں کہ ہمارا باپ ہے؟

جواب..... جواب لکھ دیا ہے لیکن اور علماء کو بھی دکھلایا جائے تاکہ پورا اطمینان ہو جائے جب وطی بالشبہ سے بھی انفراداً نسبت ثابت ہو جاتا ہے اور الشنی اذ اثبت ثبت بلوازمہ: ثبوت نسبت کے بعد یہ لڑکا باپ کا وارث بھی ہوگا البتہ اس منکوحہ کو زوجیت کی میراث نہ ملے گی کیونکہ واقع میں یہ نکاح فاسد ہے اور نکاح فاسد میں میراث نہیں ملتی البتہ یہ لڑکے اس عورت سے میراث بیٹے کی پائیں گے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۵۹)

ماں شریک بھائی وارث ہوگا یا نہیں؟

سوال..... زید نے انتقال کے بعد صرف اپنا ماں شریک بھائی اور اس کی اولاد چھوڑی تو ماں شریک بھائی وارث ہے یا نہیں؟

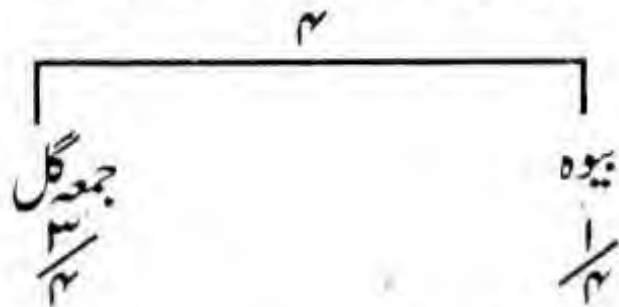
جواب..... ماں شریک بھائی اکیلا ہے تو کل مال میں سے حقوق مقدمہ علی الارث یعنی تجہیز و تکفین داداء قرض وصیت ہو تو بھائی مال تک اس کو پورا کرنے کے بعد چھٹا حصہ اس کو دیا جائے گا۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

دورشتہ والے کی میراث کا حکم

سوال..... ایک آدمی فوت ہو گیا ہے اور اس کے ورثاء میں ایک بیوہ مسماة گل مینہ دوسرا وارث جمعہ گل جو کہ باپ کے رشتے سے چچا زاد بھائی اور ماں کے رشتہ سے سوتیلہ بھائی ہے دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مسمی جمعہ گل کو مرحوم کی میراث میں کتنا حصہ ملے گا؟

جواب..... مرحوم کے ترکہ میں مسمی جمعہ گل کو دو حصے ملیں گے ایک اخیانی بھائی ہونے کے

ناٹے سے اور دوسرا عصوبت کی وجہ سے اس لئے تقسیم میراث میں مرحوم کی بیوہ کو $\frac{1}{4}$ حصہ ملے گا اور باقی مال جمعہ گل کا ہوگا بشرطیکہ کوئی اور وارث نہ ہو۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۴۱)



دین مہر بھی مال میراث میں داخل ہے

سوال..... ہندہ کا انتقال ہوا اس کا دین مہر دو سو پچاس روپے ہے بیوی کے والدین زندہ ہیں مرحومہ کے دو لڑکے اور دو لڑکی ہیں سوال یہ ہے کہ مہر کے روپے کسے دیئے جائیں؟

جواب..... دین مہر بھی مال میراث میں داخل ہے لہذا متوفیہ کے کل املاک کے (بعد اداء حقوق) بہتر سہام کر کے اٹھارہ شوہر کو بارہ بارہ والد کو دس دس دونوں لڑکوں اور پانچ پانچ دونوں لڑکیوں کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے شوہر ۱۸، ۳، والدہ ۱۲، ۲، والدہ ۱۲، لڑکا ۱۰، لڑکی ۵، لڑکی ۵۔ ترکہ میں بے شادی شدہ بھی شریک ہوگا

سوال..... ہم چار بھائی ہیں ہمارے ابا کا انتقال ہو گیا ہم میں ایک کنوارا ہے اس کا رشتہ ہم ہی کریں گے ایک بہن بھی اس کی شادی کا خرچہ بھی ہم ہی نے اٹھایا والدہ بھی زندہ ہیں اب ہم چار حصے کرتے ہیں تو والدہ کہتی ہے پانچواں حصہ بھی نکالو اس کو اپنا حصہ وراثت مانگنا صحیح ہے یا غلط؟

جواب..... حامل استفتا کی زبانی معلوم ہوا کہ باپ کے انتقال کے وقت اس کی بیوی پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں تین بہنیں بھی مرنے والے کی تھیں، پس تقسیم میراث حقوق مقدمہ علی الارث ادا کرنے کے بعد باقی ماندہ کل ترکہ ایک سو چار سہام کر کے تیرہ حصے بیوی کو چودہ چودہ پانچ بیٹوں کو اور سات سات تینوں بیٹیوں کو ملیں گے۔ صورت مسئلہ یہ ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ) بیوی ۱۳، بیٹا ۱۴، بیٹا ۱۴، بیٹا ۱۴، بیٹا ۱۴، بیٹی ۱۴، بیٹی ۱۴، بیٹی ۱۴، بہن ۱۴، بہن ۱۴، بہن ۱۴۔

ایک عورت نے مہر معاف کیا جبکہ گواہ موجود نہیں تو عورت کے انتقال کے بعد بحق وراثت عورت کے ورثاء مہر کا مطالبہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال..... مندرجہ مسائل میں حکم شرع شریف علماء دین و مفتیان عظام کیا فرماتے ہیں؟

۱۔ ایک عورت کا مہر بوقت نکاح پانچ ہزار روپیہ سکھ رائج الوقت مقرر ہوا تھا جس میں سے اس نے اپنی خوشی اور رغبت سے بغیر کسی دباؤ کے بحالت صحت و ثبات عقل خود زبانی اپنے خاوند کو دو ہزار روپے معاف کر دیئے جس پر کوئی گواہ شاہد نہیں کیونکہ سوائے خاوند اور بیوی کے کوئی دوسرا شخص موجود نہ تھا کیا یہ معافی از روئے شرع برقرار رہے گی یا کالعدم ہو جائے گی۔

۲۔ اس عورت کے خاوند سے مقررہ مہر میں سے دو ہزار کی معافی تصور کر کے بقیہ تین ہزاری رقم اپنی بیوی کو اس طور پر پوری کر دی کہ علاوہ ان زیورات کے کہ بوقت نکاح بطور ہدیہ دیئے جاتے ہیں زائد ایک ہزار روپیہ کے زیورات ایک ایک دو دو کر کے بنوا دیئے۔

اور دو ہزار روپیہ نقد بہ ایماء اپنی بیوی کے اس عورت کے بھائی کو بغرض خریداری مکان اس عورت کے لئے دے دیئے بعد میں کیا عورت دعویٰ مہر کر سکتی ہے یا مہر یا اس کی کچھ جزو کی نسبت وصیت کر سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ وہ عورت اپنی نازک حالت میں قریب چھتیس گھنٹے قبل اپنی موت کے اپنے بھائیوں کے دباؤ سے بغیر اطلاع دیئے خاوند اور خسر کے حالانکہ وہ اس وقت موجود تھے مگر اس وقت مکان سے باہر تھے یہ وصیت کرتی ہے کہ اسکے مہر کا ایک ٹمٹ بمذخیرات بعد اسکی وفات کے دلایا جاوے۔

کیا اس کی یہ وصیت جبکہ اس کا مہر پورا ہو چکا جائز ہو سکتی ہے اور کیا ایسی حالت کی وصیت جبکہ ہوش و حواس مختل ہو چکے ہیں جائز ہے اور نیز کسی دباؤ سے وصیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ ۱۔..... یہ معافی عورت پر تو حجت ہے کہ اس کو ان دو ہزار کا پھر لینا جائز نہیں لیکن جب کوئی گواہ نہیں تو دوسرے ورثاء کے سامنے محض شوہر کا دعویٰ ہے جس کو وہ یہ کہہ کر رد کر سکتے ہیں کہ اس دعویٰ پر شاہد پیش کرو۔

۲۔ ہاں اس صورت میں اگر شوہر نے تصریح کر دی تھی کہ یہ سب زیورات اور نقد روپیہ تیرے مہر میں دیا جاتا ہے تو شوہر مہر سے بری الذمہ ہو جائے گا (بشرطیکہ زیورات میں سے کچھ زیور سونے کا بھی ہو ورنہ سوال دوبارہ کیا جائے) یعنی عند اللہ باقی عورت کے ورثاء یہاں بھی اس سے شہادت کا مطالبہ کر سکتے ہیں کہ شوہر نے یہ زیور جو بعد میں بنانا بیان کیا ہے یہ وہی نہیں جو جہیز میں آیا تھا اور اس نے عورت کے بھائی کو دو ہزار روپیہ مکان بنانے کے لئے دیئے یا نہیں اگر وہ شہادت سے ان امور کو ثابت نہ کر سکے تو ورثاء کو مہر لینے کا حق باقی ہے۔

۳۔ جب شوہر عند اللہ مہر ادا کر چکا ہے تو اس کے ذمہ اس وصیت کا ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

صرف اکیلا بھائی وارث ہو تو وہ کل مال لے گا

سوال..... ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے پاس بتیس ہزار روپے امانت رکھے اس آدمی نے وصیت کی کہ اگر میں مر جاؤں تو یہ روپیہ مسجد میں دے دیں اور مرنے والے کا صرف ایک حقیقی بھائی ہے تو کیا ان پیسوں کو مسجد میں دے دیا جائے یا اس کے حقیقی بھائی کو دیا جائے؟

جواب..... صورت مسئلہ میں تہائی مال سے وصیت پوری کی جائے یعنی دس ہزار مسجد میں لگائیں اور بیس ہزار بھائی کا حق ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

ہندو قانون کے مطابق لڑکی کو حق نہ دینا

سوال..... ہندو کی قوم میں ہندو رائج ہے اور وارث کے معاملے میں ہندو لا سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ایک شخص فوت ہوا اس نے ایک بیوی ایک لڑکی دو چچا زاد بھائی وارث چھوڑے تو شرعی قانون کے مطابق دو آنا بیوی کو اور آٹھ آٹھ آٹھ لڑکی کو اور چھ آٹھ چچا زاد بھائیوں کو تقسیم کیا گیا اب لڑکی فوت ہوئی اس کی والدہ چاہتی ہے کہ ہندو لا پر عمل کر کے حصہ اور ترکہ لڑکی کا حاصل کر کے اس کی طرف سے وقف کر دے اغلب یہ ہے کہ اس کے دوسرے وارث بھی منظور کر لیں ایسی حالت میں ہندو لا پر عمل کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب..... لڑکی کے انتقال کرتے ہی اس کا کل ترکہ اس کے شرعی وارثوں کی ملک ہو چکا اب اس کو کسی قانونی حیلے سے اپنے قبضے میں لانا اور پھر وقف کرنا ہرگز جائز نہیں اور اگر ایسا کر دیا گیا تو شرعاً وہ وقف قابل اعتبار نہ ہوگا بالخصوص ہندو لا پر اپنے اختیار سے عمل کرنا یا کرنا دوسرا مستقل کبیرہ گناہ ہے بلکہ اندیشہ کفر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ 'ومن لم يحکم بما انزل اللہ فاولیک ہم الفسقون' وفي اية اخري الکافرون: اور ظاہر ہے کہ حکم کرنا اور کرنا ایک ہی حکم رکھتا ہے لہذا وارثوں کا شرعی حصہ ان کے وارثوں ہی کو دیا جائے اس میں مرحوم کے لئے ثواب زیادہ ہے اس کے خلاف کرنے پر آپ لوگوں کو مفت میں گناہ عظیم ہوگا اور مرحوم کو اس ناجائز طریق سے کچھ فائدہ نہ پہنچے گا البتہ اگر سب وارث راضی ہو کر مجموعے کا یا ان میں سے بعض فقط اپنے حصے کا وقف کسی کار خیر پر بغرض ایصال ثواب مرحوم کر دیں تو بلاشبہ جائز اور وارث و مورث دونوں کے لئے باعث ثواب عظیم ہے اور جبکہ بقول سائل وارث راضی ہو سکتے ہیں تو پھر ہندو لا پر عمل کرنا سراسر غلطی ہے۔ (امداد المفتیین ص ۱۰۵۱)

لڑکیوں کے ہوتے ہوئے میراث نوا سے کو دینا

سوال..... ایک شخص بالکل ضعیف ہو چکا ہے اس کے پانچ لڑکیاں ہیں جو شادی ہو جانے کی

وجہ سے اپنے اپنے گھر میں اس شخص کی خدمت نواسا کرتا ہے تو ایسی صورت میں اپنے نواسے کے نام جائیداد لکھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر لڑکیوں کو نقصان پہنچانا مقصود نہیں بلکہ واقعتاً نواسے کو حق الخدمت کے طور پر معاوضے کی حیثیت سے دینا چاہتا ہے تو خدمت کے موافق دینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۴ ص ۴۳۶)

وراثت میں لڑکیوں کا حصہ کیوں نہیں دیا جاتا؟

سوال..... آپ کے صفحے میں وراثت سے متعلق ایک سوال پڑھا تھا آپ سے پوچھنا یہ ہے جس طرح لڑکوں کو ورثہ دیا جا رہا ہے اس طرح لڑکی کا حصہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ عموماً عورتیں بھائیوں سے شرما حضوری میں براہ راست حصہ نہیں مانگتیں جبکہ وہ حقیقتاً ضرورت مند ہیں۔

جواب..... شریعت نے بہن کا حصہ بھائی سے آدھا اور بیٹی کا حصہ بیٹے سے آدھا رکھا ہے اور جو چیز شریعت نے مقرر کی ہے اس میں شرما شرمی کی کوئی بات نہیں بہنوں اور بیٹیوں کا شرعی حصہ ان کو ضرور ملنا چاہئے جو لوگ اس حکم خداوندی کے خلاف کریں گے وہ سزائے آخرت کے مستحق ہوں گے اور ان کو اس کا معاوضہ قیامت کے دن ادا کرنا پڑے گا۔

وراثت میں لڑکیوں کو محروم کرنا بدترین گناہ کبیرہ ہے

سوال..... تقسیم سے پہلے ہمارے نانا کپڑے کا کاروبار کرتے تھے جہاں درمیان میں کچھ بھی کیا ہو لیکن مرنے سے کچھ عرصہ پہلے انہوں نے برنس روڈ میں ایک چائے خانہ کھولا ہوا تھا جس کو بعد میں مٹھائی کی دکان میں تبدیل کر لیا دکان پگڑی پر تھی اور بڑے بیٹے کے نام تھی بعد میں دکان چل پڑی اور بہت مشہور ہو گئی بڑے بیٹے نے اپنے بھائیوں میں وہ دکانیں بانٹ لیں اس طرح نانا کے مرنے پر بچوں نے صرف بھائیوں میں جائیداد تقسیم کر دی لڑکیوں کو کچھ نہیں دیا کچھ عرصے بعد نانی کا انتقال ہوا انہوں نے جو رقم چھوڑی تھی لڑکوں میں تقسیم ہو گئی لڑکیوں کو کچھ نہیں ملا اب مولانا صاحب! آپ سے عرض ہے کہ آپ صحیح صورت حال کا اندازہ لگا کر جواب دیجئے کہ کیا ان لوگوں کا یہ طرز عمل ٹھیک ہے؟ کیا اس سے مرنے والوں کی روحمیں بے چین نہ ہوں گی؟ ویسے بھی ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ حق داروں کا حق کھانے والا کبھی پھلتا پھولتا نہیں۔

جواب..... بیٹیوں اور بہنوں کو وراثت سے محروم کرنا بدترین گناہ کبیرہ ہے آپکے نانا نانی تو اس کی سزا بھگت ہی رہے ہونگے جو لوگ اس جائیداد پر اب ناجائز طور پر قابض ہیں وہ بھی اس سزا سے بچ نہیں سکیں گے لڑکوں کو چاہئے کہ بہنوں کا حصہ نکال کر کو دیدیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل ج ۶ ص ۳۳۳)

جواب..... یہ رواج اصل میں ہندوانہ رواج ہے خاص اوقات میں جو لڑکیوں کو دیا جاتا ہے اس کو میراث کا بدل قرار دینا جائز نہیں میراث انتقال مورث کے بعد ملتی ہے اور یہ معاملہ بسا اوقات زندگی میں بھی شروع ہو جاتا ہے پھر جتنا حصہ میراث ہوتا ہے اس کی قیمت کا بھی کوئی تخمینہ نہیں ہوتا نہ باقاعدہ لڑکیوں کا حصہ میراث خریدا جاتا ہے نہ ان کی رضا طلب کی جاتی ہے بہر حال اس رواج کو ختم کرنا ضروری ہے لڑکیوں کو ان کا حصہ میراث دیا جائے اپنی بہن کے ساتھ جو صلہ رحمی کرے یہ عین سعادت ہے لیکن اس میں پابندی رواج یا معاوضہ میراث کو دخل نہیں ہونا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۵۰۶)

بیٹے، بیٹی میں میراث کی تقسیم اور نواسی کا اس سے محروم ہونا

سوال..... ایک عورت نے مرنے کے بعد ایک بیٹا ایک بیٹی اور ایک نواسی وارث چھوڑے ہیں شریعت مظہرہ کی روشنی میں ان ورثاء میں مرحومہ کی میراث کس طرح تقسیم ہوگی؟

جواب..... حسب بیان سائل صورت مسئلہ میں مرحومہ کا ترکہ بعد از روئے حقوق مقدمہ علی الارث تین حصے کر کے ایک حصہ بیٹی کو اور دو حصے بیٹے کو ملیں گے اور نواسی چونکہ ذوی الارحام میں سے ہے لہذا اعصابت کی موجودگی میں یہ میراث سے محروم رہے گی۔ نقشہ ملاحظہ ہو مسئلہ: بیٹا ۲، بیٹی ۱، نواسی مرحومہ محروم۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۲۴)

ماں کی ملک میں لڑکی کا حق ہے یا نہیں؟

سوال..... مرحوم زید نے اپنی زندگی میں اپنی لڑکی زبیدہ کو اپنی جائیداد بخش دی ہے زبیدہ کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے خاوند کا انتقال ہو گیا ہے زبیدہ کو اس کے خاوند کی بہن نے طبع دلائی ہے کہ تیری شادی کر ادیں گے اگر تو اپنی جائیداد جو والد کی طرف سے ملی ہے اس لڑکے کو لکھ دے زبیدہ ایسا کرنے کو تیار ہے اور لڑکی کو میراث سے محروم کرنا چاہتی ہے تو اس کا یہ فعل شرعاً درست ہے یا نہیں؟ کیا والدہ کی جائیداد میں لڑکی کا حق نہیں؟

جواب..... بے شک لڑکی بھی والدہ کی وارث ہے ماں لڑکی کو محروم کرنا چاہئے اور وصیت کرے کی میری موت کے بعد میری سب جائیداد میرے لڑکے کو دی جائے لڑکی کو کچھ نہ دیا جائے یا اس کے حق سے کم کرنے کی تحریر کر دے پھر بھی لڑکی محروم نہ ہوگی اور اپنا پورا حق لینے کی حق دار رہیگی۔ مگر یہ حکم وفات پانے کے بعد تقسیم ترکہ سے متعلق ہے باقی زندگی اور تندرستی کی حالت میں ماں پوری جائیداد لڑکے کو دے سکتی ہے اگرچہ بلا وجہ شرعی لڑکی کو محروم کرنا بے انصافی اور مروت

اور نیز ماں کی مامتا کے خلاف ہے لہذا موجب گناہ ہے لہذا زندگی میں دینا ہو تو دونوں کو مساوی دے لڑکے کو دو گناہ اور لڑکی کو ایک حصہ دینے کا حکم بھی ترکے سے متعلق ہے زندگی میں جو اولاد کو دیا جاتا ہے وہ عطیہ ہے اور عطیہ میں سب اولاد کو روانا برابر کے حق دار ہیں۔ البتہ لڑکے کو تعلیم وغیرہ شرعی مصلحت کے پیش نظر زیادہ دے اور لڑکی کو کم دینے میں نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو تو جائز ہے۔ انما الاعمال بالنیات: اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۵۳)

کیا ترکے میں کوئی چیز ایسی بھی ہے جس سے بیٹی محروم ہے

سوال..... محمد اسحاق کا انتقال ہوا وارث ایک بیوہ اور دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے لڑکے اپنی بہن کو کل جائیداد سے محروم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مکانات اور باغات میں تو حصہ ہے لیکن کھیتوں میں کوئی حصہ نہیں تو مذکورہ ورثاء میں تقسیم کس طرح ہوگی؟ اور کیا ترکے میں کوئی چیز ایسی بھی ہوتی ہے جس میں لڑکی حصے دار نہ ہو؟ یہ بھی فرمائیے کہ بہن کی اس حق تلفی کی شرعاً کیا سزا ہے؟

جواب..... حقوق مقدمہ ادا کرنے کے بعد کل ترکہ چالیس سہام بنا کر اس طرح تقسیم ہوگا کہ پانچ سہام بیوہ کو چودہ چودہ ہر لڑکے کو اور سات سہام لڑکی کو ملیں گے روپیہ زیور کپڑا برتن گھر کا سامان مکان باغ کھیت غرض جو چیز بھی محمد اسحاق کی ملک تھی سب کی تقسیم اس طرح ہوگی بہن کی حق تلفی کرنا ظلم ہے بہن ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر زیادہ سے زیادہ شفقت کی جائیگی اگر وہ بڑی ہے تو اس کا حق والدہ کے قریب ہے اگر چھوٹی ہے تو اس کا حق بیٹی کے قریب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۴۴۰)

کسی وارث کو وراثت سے محروم کرنا

سوال..... کیا کسی وارث کو حق وراثت سے محروم کرنا جائز ہے اگر نہیں تو محروم کرنے والے کا فیصلہ نافذ ہوگا یا نہیں؟

جواب..... کسی وارث کو حق وراثت سے محروم کرنا جائز نہیں ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا تاہم جو فیصلہ وہ کر چکا ہے (یعنی اپنی زندگی میں اپنے جملہ اموال منقولہ وغیرہ منقولہ کو دیگر ورثاء میں تقسیم کر دے) نافذ ہوگا اور اس کی موت کے بعد محروم ہونے والا وارث حق میراث کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

قال العلامة طاہر بن عبد الرشید البخاری: ولو وہب جمیع مالہ لابنہ

جاز فی القضاء وهو آثم نص عن محمد ہکذا فی العیون (خلاصہ

الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۰۰ کتاب الہبۃ قبل الفصل الثانی)

قال العلامة قاضی خان رحمہ اللہ: رجل وهب في صحته كل المال للولد
جاز في القضاء ويكون آثما فيما صنع. (فتاویٰ قاضیخان علی ہامش
الہندیہ ج ۳ ص ۲۷۹ فصل فی الہبۃ الولد للولد) ومثله فی الہندیہ ج ۵
ص ۳۹ الباب السادس فی الہبۃ للصغیر. (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۳۹)

اولاد کو عاق کرنا محض بے اصل ہے

سوال: ایک شخص نے اپنے لڑکے کو عاق کر دیا ہے اب اس سے رجوع کرنا چاہتا ہے پس وہ کیا کرے؟
جواب:..... عاق کے دو معنی ہیں ایک معنی شرعی، دوسرے عرفی، شرعی معنی تو یہ ہیں کہ اولاد
والدین کی نافرمانی کرے سو اس معنی کی تحقیق میں تو کسی کے نہ کرنے کو دخل نہیں جو والدین کی بے حکمی
کرے وہ عند اللہ عاق ہوگا اور اس کا اثر فقط یہ ہے کہ خدا کے نزدیک عاصی اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے
باقی میراث سے محروم ہونا اس پر مرتب نہیں ہوتا۔ دوسرے معنی عرفی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو بوجہ
ناراضی بے حق و محروم الارث کر دے سو یہ امر شرعاً بے اصل ہے اس سے اس کا حق ارث باطل نہیں ہوتا
کیونکہ وراثت ملک اضطراری اور حق شرعی ہے مورث اور وارث کے ارادہ کئے بغیر اس کا ثبوت
ہوتا ہے قال اللہ تعالیٰ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الایۃ: اور لام
استحقاق کے لئے ہے پس جب اللہ تعالیٰ نے حق وراثت مقرر فرما دیا اس کو کون باطل کر سکتا ہے۔

اور حضرت بریرہ کا قصہ اس کا شاہد ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ان کو خرید کر آزاد کرنے کا ارادہ
کیا تھا اس کے موالی نے شرط کی کہ ولاء ہماری رہے گی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ان کی شرط باطل ہے اور ولاء معتق کی ہے۔ جبکہ ولاء حق ضعیف ہے چنانچہ حسب فرمودہ پاک
الولاء لحمۃ کلحمۃ النسب الحدیث ضعف اس کا کاف تشبیہ سے ظاہر ہے وہ نفی کرنے
سے نفی ہوتا پس نسب جو کہ اقویٰ ہے کیونکہ نفی کو قبول کر سکتا ہے؟

پھر جب واضح ہوا کہ اس معنی کا شرعاً کچھ ثبوت نہیں تو اس سے رجوع کی کچھ حاجت نہیں
پس باپ کے مرنے کے بعد وارث ہوگا البتہ محروم الارث کرنے کا طریق یہ ممکن ہے کہ اپنی حالت
حیات وصحت میں اپنا کل اثاثہ کسی کو ہبہ یا مصارف خیر میں وقف کر کے اپنی ملک سے خارج کر
دے اس وقت اس کا بیٹا کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۶۴)

نافرمان بیٹا باپ کے مرنے کے بعد پورے حصے کا مالک ہوگا

سوال..... میرے دو بیٹے ہیں بڑا بہت نافرمان ہے چھوٹا فرمانبردار ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ میں آپ کی خدمت اور فرمانبرداری جس قدر ہو سکے گی کروں گا اب سوال یہ ہے کہ مال اور قرض اور زمین سے تقسیم کر کے کس قدر خود رکھوں اور نافرمان کو کس قدر اور فرمانبردار کو کس قدر از روئے شرع حق پہنچتا ہے؟ اور مجھ کو تقسیم کر کے جو زمین پہنچے اس میں سے میری وفات کے بعد نافرمان کو کچھ پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب..... نافرمان فرزند جو زبانی اور مالی ناحق تکلیف اپنے باپ کو دیتا ہے فاسق ہے اور سخت گنہگار ہے مگر شرعاً باپ کی وفات کے بعد پورے حصے کا مالک و وارث ہے اس میں کمی نہیں آئے گی ہاں باپ کو اپنی زندگی میں اختیار ہے کہ اپنا مال اپنی زندگی میں کسی کو دے دے لیکن اولاد میں بہ نسبت ایک کے دوسرے کو زیادہ دینا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ مظاہر علوم ج ۱ ص ۲۲۳)

گناہ کی وجہ سے میراث ختم نہیں ہوتی

سوال..... زید کا انتقال ہوا، خالد، زاہد، دو لڑکے اور ایک لڑکی شہناز وارث چھوڑے ابھی تر کے کی تقسیم نہیں ہوئی تھی کہ بہن نے ایک شخص سے منہ کالا کر لیا اور دونوں بھاگ بھی گئے مال کی تقسیم ہوئی تو دونوں بھائیوں نے آپس میں تقسیم کر لیا اور بہن کا حصہ نہیں رکھا کسی نے کہا کہ تمہاری بہن کا بھی حصہ ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم بھی جانتے ہیں لیکن ایسے نالائقوں کا حق نہیں ملنا چاہئے گویا زنانان کے نزدیک مانع ارث ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب..... زنا گناہ کبیرہ ہے لیکن لڑکی اسکی وجہ سے اپنے والد کے تر کے سے محروم نہیں کی جائیگی جو لوگ ار کا حق نہیں دیتے وہ عاصب و ظالم ہیں اکا و بال دنیا و آخرت دونوں جگہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۵۲۵)

مدت تک مفقود و الخبر رہنے والے لڑکے کا باپ کی وراثت میں حصہ

سوال..... زید نے رانی سے شادی کی پھر دوران حمل زید اور رانی میں طلاق ہو گئی رانی نے طلاق نامہ میں لکھوایا کہ موجود حمل سے لڑکا یا لڑکی تولد ہو تو اس کے نان و نفقہ یا پرورش کا ذمہ دار زید نہ ہوگا نہ ہی زید اس اولاد کا مالک ہوگا چنانچہ زید مرتے دم تک اس اولاد (لڑکے) سے لاتعلق رہا اب یہ لڑکا زید کے ورثے میں شرعاً حق دار ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس قدر؟

جواب..... یہ لڑکا زید کا شرعاً وارث ہے اور زید کے دوسرے لڑکوں کے برابر کا حقدار ہے طلاق نامے میں یہ لکھ دینا کہ ”اس حمل سے پیدا ہونے والے بچے کا زید سے کوئی تعلق نہ ہوگا“

شرعاً غلط اور باطل ہے باپ بیٹے کے نسبى تعلق کی نفى کا نہ باپ کو حق ہے نہ ماں کو سوال..... سوال نمبر ۱ سے پیوستہ ہے زید کی پہلی بیوی سے ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے لڑکی زید کی زندگی میں ہی فوت ہو گئی اور اپنے پیچھے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑا زید کی دوسری بیوی سے ایک لڑکا ہوا جبکہ زید اور اس کی بیوی رانی میں دوران حمل طلاق ہو چکی تھی جیسا کہ سوال نمبر ۱ مندرجہ بالا میں ذکر ہو چکا ہے اب وہ لڑکا تقریباً ۴۹ سال تک مفقود الخیر رہنے کے بعد زید کے ترکہ میں سے حصہ مانگتا ہے اگر شرعاً وہ حقدار ہے تو کس قدر؟ فرض کریں کہ زید کی املاک کی مالیت دس لاکھ روپے ہو تو اس کی تقسیم کا شرع محمدی میں کیا کلیہ و قاعدہ ہے؟

الف..... اگر زید کی دوسری بیوی سے لڑکا شامل ہو۔

ب..... اگر زید کی مرحومہ بیٹی کی اولاد (۲ لڑکیاں اور ایک لڑکا) بھی شامل ہوں۔

جواب..... زید کی پہلی بیوی کا لڑکا وارث ہے جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا اور عرصہ دراز تک مفقود الخیر رہنے سے اس کا حق وراثت باطل نہیں ہوا۔

زید کی لڑکی چونکہ اپنے والد کی زندگی میں فوت ہو گئی اس لئے لڑکی کی اولاد زید کی وارث نہیں ہوگی صورت مسئلہ میں زید کے صرف دو وارث ہیں پہلی بیوی رانی کا لڑکا جو عرصہ تک مفقود الخیر رہا اور دوسری بیوی کا لڑکا یہ دونوں برابر کے وارث ہیں اس لئے زید کا ترکہ اگر دس لاکھ ہے تو دونوں کو پانچ پانچ لاکھ دیا جائے گا۔

نوٹ: اگر زید کی وفات کے وقت اس کی دوسری بیوی زندہ تھی تو دس لاکھ میں سے ایک لاکھ پچیس ہزار اس کا حصہ ہے باقی ماندہ آٹھ لاکھ پچھتر ہزار دنوں بھائیوں پر برابر تقسیم ہوگا اور بیوہ کے انتقال کے بعد بیوہ کا حصہ صرف اسکے لڑکے کو ملے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۳۴۱)

جہیز دینے سے حق وراثت باطل نہیں ہوتا

سوال..... زید نے اپنی بیٹی فاطمہ کو صحت و تندرستی میں کچھ ملک بطور جہیز دے دی اور باضابطہ تمسک لکھوا کر رجسٹرڈ کرادی زید کے اور بھی بیٹے بیٹیاں ہیں زید کے انتقال کے بعد کیا فاطمہ کو بھی وراثت میں حصہ ملے گا؟

جواب..... زید کا اپنی بیٹی کو کچھ ملک بطور جہیز دے دینے سے زید کے ترکہ میں سے فاطمہ کا حق ساقط نہیں ہوتا بلکہ اگر فاطمہ نے صاف کہہ دیا یا لکھ دیا کہ میں نے اپنا حق وراثت چھوڑ دیا تو بھی اس کا حق نہیں جائے گا۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۸۸)

ناراض بیوی کو میراث کا حصہ

سوال..... ہندہ کا عقد باپ نے زید سے کرایا ہندہ اپنے خاوند کے پاس کچھ دن ٹھہری اور پھر ہندہ کا باپ کسی ناراضگی کی وجہ سے ہندہ کو اپنے گھر لے گیا زید بیمار ہوا اور ہندہ کے پاس بلانے کے پیغام بھیجے مگر ہندہ نہ آئی اور زید فوت ہو گیا اس صورت میں ہندہ کو زید کے ترکے سے شرعاً کچھ حصہ ملے گا یا نہیں؟

جواب..... زید نے ہندہ کو طلاق نہیں دی لہذا شرعی طریقے پر وہ میراث کی مستحق ہے اس ناراضگی کی وجہ سے وہ میراث سے محروم نہیں ہوئی اگر زید کے گھر بالکل نہ گئی ہوتی تب بھی وارث ہوتی۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۴۲)

لفظ ”چلی جا“ کہنے سے طلاق و میراث کا حکم

سوال..... ایک شخص نے اپنی عورت کو گھر سے نکالا اور کہہ دیا ”چلی جا“ اور اس بات کو دس سال کا عرصہ گزر گیا کہ وہ عورت اپنے خاوند کے گھر سے نکلی ہوئی ہے شوہر کے فوت ہونے کے بعد وہ عورت خاوند کا ترکہ پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ کہنا کہ ”چلی جا“ ان کنایات سے ہے جن میں ہر حال میں طلاق کی نیت شرط ہے اور نیت کا علم اب ہو نہیں سکتا لہذا طلاق واقع نہ ہوگی اور وہ عورت میراث پانے کی مستحق ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۶۴)

پنشن کی رقم میں میراث کا حکم

سوال..... جناب مفتی صاحب! یہاں ایک آدمی کا انتقال ہو گیا ہے جو کہ فوج میں ملازم تھا اس نے اپنی پنشن بیوی کے نام پر اس عنوان سے کی تھی کہ میری وفات کے بعد میری پنشن میری بیوہ کو دی جائے اب اس کی وفات کے بعد اس کے دوسرے ورثاء پنشن میں وراثت کا دعویٰ کرتے ہیں تو کیا مرحوم کی بیوہ کے علاوہ دیگر ورثاء کا بھی پنشن میں حصہ بنتا ہے یا نہیں؟

جواب..... پنشن کا وظیفہ مال مملوکہ نہیں بلکہ سرکار کی طرف سے ایک عطیہ ہوتا ہے بناء برائیں وجہ یہ وظیفہ تقسیم میراث سے مستثنیٰ ہوگا سرکار جس کو چاہے اور جتنا چاہے دے سکتی ہے صورت مسئلہ میں چونکہ مرحوم کے کاغذات اس کی بیوہ کے نام ہیں اور سرکار بھی اس پر راضی ہے اس لئے یہ پنشن صرف بیوہ کا حق ہے۔

لما قال الشيخ اشرف على التهانوى: چونکہ میراث مملوکہ اموال میں جاری ہوتی ہے اور ☆ یہ وظیفہ محض تبرع و احسان سرکار کا ہے بدون قبضہ کے مملوک نہیں ہوتا لہذا آئندہ جو وظیفہ

ملے گا اس میں میراث جاری نہیں ہوگی سرکار کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے تقسیم کر دے۔ الخ
(امداد الفتاویٰ جلد ۴ ص ۳۴۲ کتاب الفرائض فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۴۱)

غائب غیر مفقود کا حصہ وراثت

سوال..... شجاعت کے تین لڑکے، حلیم، سلیم، نعیم ہیں حلیم 1943ء میں تلاش معاش کے لئے گھر سے چلے گئے 1952ء میں معلوم ہوا کہ حلیم مونگیر جیل میں ہے لیکن کوشش کے باوجود حلیم سے ملاقات نہ ہو سکی اس درمیان شجاعت نے اپنے بیٹوں کے ساتھ مل کر جائیداد بڑھائی اور کل جائیداد مرحوم نے اپنے نام رکھی پھر شجاعت کا انتقال ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ مرحوم کی جائیداد میں حلیم کا حصہ ہوگا یا نہیں؟ حلیم کی بیوی اور اس کا لڑکا اپنے باپ کا حصہ طلب کرتے ہیں کیا حکم ہے؟

جواب..... جبکہ حلیم کا مونگیر جیل میں ہونا معلوم ہے تو اس کو مفقود الخیر قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ سلیم اور نعیم کی طرح وہ بھی ترکے کا برابر مستحق ہوگا اگر شجاعت کے والدین اور بیوی کا انتقال پہلے ہو چکا ہے اور اس کے ورثہ صرف تین لڑکے ہیں تو ان تینوں میں ترکہ برابر تقسیم ہوگا پھر حلیم خاں کے حصے میں جو کچھ آئے اس کو محفوظ رکھا جائے اور خود اس سے دریافت کر کے اگر وہ کہے تو اس کی بیوی اور لڑکے کو دے دیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۴۴۳)

نہ لینے سے حق میراث باطل نہیں ہوتا

سوال..... خواجہ کی تین لڑکیاں اور ایک لڑکا تھا خواجہ فوت ہوا سارا ترکہ لڑکے باب اللہ کے نام ہو گیا بہنوں نے اپنا حق نہیں لیا حتیٰ کہ انتقال کر گئیں بعد باب اللہ دو لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑ کر فوت ہوا باب اللہ کا سب ترکہ ان کے لڑکے کے نام ہوا اس کے بعد باب اللہ کا لڑکا سرور بھی دو بہنیں اور ایک بیوی چھوڑ کر فوت ہوا اب سرور کے ترکے میں اس کی پھوپھیوں کے لڑکے کے حق کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ باب اللہ کی زندگی میں اپنا حق نہیں لیا تو پھوپھیوں کے مرنے کے بعد ان کے لڑکے کو دعویٰ کا حق ہے یا نہیں؟

جواب..... محض نہ لینے سے وارث کی ملک مورث کے مال سے زائل نہیں ہوتی لہذا اگر ہندہ وغیرہ پھوپھیوں نے باب اللہ کو اپنا حصہ باقاعدہ ہبہ کر کے قبضہ کر دیا تھا تب تو پھوپھیوں کے ورثاء کو باب اللہ کے ورثاء سے اس کے لینے کا حق حاصل نہیں اور اگر باقاعدہ ہبہ نہیں کیا تو پھر حق حاصل ہے جس کی مقدار خواجہ کے انتقال سے اس وقت تک نام بنام مرحومین اور ورثاء کی تفصیل معلوم ہونے پر تحریر کی جاسکتی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۵۹)

حق وراثت جبراً وصول کرنا

سوال..... پنجاب کا دستور ہے کہ عورت کو وراثت شرعی سے محروم کر دیا جاتا ہے لیکن کسی عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ خاوند کی کل جائیداد پر قابض ہو جاتی ہے اس کو فروخت کا حق نہیں تا زندگی اس کا قبضہ رہتا ہے۔

اس صورت میں باقی ورثاء کو کہا جائے کہ عورت بے اولاد کو چوتھا حصہ سرکاری طور پر اس کے نام کرادو اور باقی حصہ اپنا لے لو اگر ورثاء اس فیصلے پر راضی نہ ہوں تو کیا وہ عورت کل جائیداد پر قابض رہ کر جائیداد کی آمدنی سے اپنے شرعی حصے کی مالیت وصول کرنے کی حق دار ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر ورثاء خاوند عورت کا شرعی حصہ نہ دیں تو عورت کو حق ہے کہ جس طرح قدرت ہو اپنا شرعی حصہ وصول کر لے زائد لینے کا حق نہیں زائد کو دیگر ورثاء کے حوالے کر دے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۶۲)

والدہ مرحومہ کی جائیداد میں سوتیلے بہن بھائیوں کا حصہ نہیں

سوال..... ہماری والدہ صاحبہ فوت ہو چکی ہیں اور ہم دو بھائی ہیں اور تین بھائی سوتیلے ہیں آپ بتائیے کہ جائیداد کا وارث کون ہوگا؟

جواب..... جو چیزیں آپ کی والدہ کی ملکیت تھیں ان کی وراثت تو صرف ان کی اولاد ہی کو پہنچے گی سوتیلے بھائی بہنوں کو نہیں البتہ آپ کے والد کی جائیداد میں سوتیلے بھائیوں کا بھی برابر کا حصہ ہے۔ واللہ اعلم۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۳۵۰)

والد کو حصہ دینے سے انکار کرنا

سوال..... مثل کا انتقال ہوا ورثاء میں تین لڑکے دو لڑکیاں اور ایک شوہر ہے لڑکے اپنے والد صاحب کو حصہ دینے سے انکار کر رہے ہیں آپ از روئے شرع حصص مقرر فرمائیں؟

جواب..... صورت مسئلہ میں حقوق متقدمہ علی الارث پورے کرنے کے بعد باقی ماندہ تمام اموال متروکہ کے بقیس سہام کر کے آٹھ شوہر کو اور چھ بیٹیوں کو اور تین تین دونوں بیٹیوں کو ملیں گے۔

(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

صورت مسئلہ یہ ہے شوہر ۱/۸، بیٹا ۶، بیٹا ۶، بیٹا ۶، بیٹا ۳/۳، بیٹی ۳، بیٹی ۳۔

صحرائی جائیداد میں لڑکیوں کا حصہ نکلے گا یا نہیں؟ اور اگر نکلے گا تو پاکستان جا کر فوت ہو جانے والی کا حصہ لگایا جائے گا یا نہیں؟ اور اس میراث کی تقسیم کس طور پر ہوگی؟

جواب..... باتفاق ائمہ اربعہ باوجود تباین دارین باہم متوارث ہوتے ہیں لہذا صورت مسئلہ میں شخص مذکور کی وفات کے وقت اگر پاکستان میں لڑکی زندہ تھی تو وہ بھی وارث ہوگی پس تین لڑکوں اور چار لڑکیوں میں تقسیم میراث بعد اداء حقوق حسب ذیل ہوگی بشرطیکہ متوفی کے والدین یا ان میں سے کوئی زندہ نہ ہو کل املاک کے دس سہام کر کے دو دو ہر تین لڑکوں کو اور ایک ایک چاروں لڑکیوں کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے۔ ابن ۲ ابن ۲ ابن ۲ بنت ۱ بنت ۱ بنت ۱۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

وراثت کے لئے محض رشتہ دار ہونا کافی نہیں

سوال..... ہمارے علاقے میں ایک عورت فوت ہو گئی ہے جس کے ورثاء میں کوئی بھی عصبہ ذوی الفروض یا ذوی الارحام موجود نہیں صرف خاوند کے بھتیجے ہیں تو کیا مرحومہ کی میراث میں سے اس کے خاوند کے بھتیجوں کو حصہ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... کسی بھی عورت کے خاوند کے بھتیجے خاوند کے تو عصبہ ہیں لیکن اس کی بیوی سے اس کا کوئی خاص رشتہ نہیں جو سبب ارث بن جائے صرف خاوند کی قرابت کی وجہ سے بیوی کی میراث میں ان کو حق نہیں دیا جاسکتا اور نہ یہ کسی حق کا مطالبہ کر سکتے ہیں بلکہ ایسی حالت میں تو ان کے درمیان اجنبیت پائی جاتی ہے جسکی وجہ سے ان کا آپس میں نکاح بھی جائز ہے لہذا صورت مسئلہ میں اس عورت کے شرعی ورثاء نہ ہونے کی وجہ سے اس کا ترکہ بیت المال میں جائے گا۔

قال العلامة السيد شریف الجرجانی: ثم بیت المال ای اذالم یوجد احد من المذكورین توضع التركة فی بیت المال (الشریفة ص ۱۱)

لمافی الہندیۃ: فیبدأ الفروض النسبۃ بقدر حقوقہم ثم ذوی الارحام ثم مولی الموالاة..... ثم الموصی لہ بجمیع المال ثم بیت المال (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۶ ص ۴۴۷ کتاب الفرائض الباب الاول) فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۲۶

کیا اختلاف دارین مانع ارث ہے؟ وارث ہونیکا دعویٰ کیسے ثابت ہوگا؟

سوال..... ہندہ نے حالت صحت میں اپنی جائیداد ایک مدرسے اور مسجد کے لئے وصیت کی اس کو کوئی اولاد نہ تھی خود ہندہ نے بھی کبھی اقرار نہیں کیا اور نہ محلے والوں کو علم ہے لہذا رحلت کے بعد جب پنچائیت نے اس وصیت کو جاری کرنا چاہا تو ایک شخص نے ایک خط نکالا جس میں یہ تحریر ہے

”پاکستان میں ہندہ کا ایک بھائی ہے جو وراثت کا دعویٰ کر رہا ہے“ سوال یہ ہے کہ خط کے ذریعے ثبوت کافی ہے یا شہادت پیش کرنی پڑے گی۔ دوسری صورت میں وہاں سے باقاعدہ شہادت لے کر خط کے ذریعے بھیج دینا کافی ہے؟ یا یہاں آکر شہادت دینا ضروری ہے؟ حالانکہ پاکستان سے ہندوستان آنا منع ہے؟ نیز یہ اختلاف دارین مانع ارث ہے یا نہیں؟

جواب..... اگر ہندہ نے کبھی اپنے وارث کا اقرار نہیں کیا اور اہل خاندان اہل محلہ کو بھی کسی وارث کا علم نہیں تو ہندہ کے انتقال کے بعد محض خط کی بنا پر خط لکھنے والے کو ہندہ کا بھائی اور وارث شرعی قرار نہیں دیا جائے گا جب تک وہ شہادت سے ثابت نہ کر دے شہادت کیلئے حاضر ہونا شرط ہے غائب کی شہادت کافی نہیں اگر پنچائیت کو اس خط کا شبہ پیدا ہو گیا تو فی الحال وصیت ایک ثلث میں جاری کر دی جائے اور دو ثلث کو محفوظ رکھا جائے تا آنکہ پنچائیت کو اطمینان ہو جائے جتنے وقت میں بھی اطمینان ہو امام صاحب کا یہی قول ہے صاحبین رحمہما اللہ کا قول امام طحاوی نے ایک ساتھ نقل کیا ہے۔ اختلاف دارین کے ذیل میں علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس قول کو دفع کیا ہے جس نے اہل اسلام کے حق میں اختلاف دار کو مانع دار قرار دیا ہے (یعنی مسلمانوں کے حق میں اختلاف دار سے وراثت کا حکم ختم نہیں ہوتا بلکہ باقی رہتا ہے) البتہ وارث ہونیکا ثبوت شہادت کا محتاج ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۲۰)

وارث کے متعلق وصیت اور اس سے متعلق امانت کا ایک ضمنی سوال

سوال..... مجھ مسماۃ اللہ دی کے خاوند کی حقیقی پھوپھی مسماۃ عصمت نے بندی کو اپنی حیات میں وصیت کی کہ میرا زیور برتن اور کپڑے جب میرا لڑکا امیر محمد بالغ ہو جاوے گا کو دے دینا اور میری لڑکی مسماۃ سیدی کو تنہا بلاق بالے وغیرہ کو فلاں فلاں چیزیں دے دینا مگر بحکم خدائے بزرگ کے بندی بیوہ ہو گئی بندی نے عصمت کی لڑکی سے کہا کہ فلاں فلاں چیزیں تیری والدہ نے بندی کے سپرد کی تھیں کہ میرے لڑکے امیر محمد کو بوقت بلوغ دے دینا اور اب تیری والدہ بھی مسماۃ عصمت انتقال کر گئی ہے اور بندی بیوہ ہو گئی جس کی وجہ سے اب میرا ارادہ یہاں قیام کا نہیں اور نہ کوئی سامان لے جاسکتی ہوں جو جو تیری والدہ نے تیرے دینے کو کہا تھا وہ تو اپنے کام میں لا اور باقی اپنے بھائی کو سن تمیز کے وقت دے دینا مگر امیر محمد کے حصہ کی اشیاء بہن نے قبول نہ کیں اور کہا کہ تو ہی دے دینا بعدہ مسماۃ عصمت کے انتقال کے دس سال بعد بندی بحالت بیوگی اپنے میکہ چلی آئی اس وقت اس لڑکے کی عمر یعنی امیر محمد کی تقریباً ۱۸ سال کی تھی بندی کو اس کے بلوغ کا علم اس وقت نہ تھا اور وصیت بھی یہی تھی کہ جب میرے لڑکے کا بیاہ ہو جائے اور زوجہ گھر پر رہنے لگے تو اس وقت دے

دینا میرے میکہ آنے کے دو سال بعد میری نند مسماۃ عصمت کی حقیقی بہتی میرے میکہ میں میرے ملنے کو خود آئی تو بندی نے کنجی اس کو دے کر وہ تمام چیزیں بتلا کر کہہ دیا کہ امیر محمد کو دے دینا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے کپڑے برتن خود رکھ کر اور لڑکے امیر محمد کو نامعلوم کس قدر اشیاء ملیں تمام ملیں یا کم دریافت کرنے سے تو میری نند یہ کہتی ہے کہ میں نے کچھ نہیں لیا تو ایسی حالت میں بندی گنہگار ہے یا ماں وصیت کے بوجھ اور امانت کے ذمہ سے بری ہو گئی بندی کو بہت فکر ہے۔

۲۔ عورتوں کو اوپر سے یا نیچے کی جانب سے سرگوندانا جائز ہے یا نہیں بعض کہتی ہیں صرف بیوٹی بنوالے ویسے ہی کھلے بالوں کی مینڈھیاں بنوا کر سر نہ گندھوائے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب..... اول تو یہ وصیت باطل ہے جو کچھ مرحومہ نے کہا اس پر عمل کرنا جائز نہیں بلکہ سب مال کل ورثاء میں مشترک رہے گا وہ آپس میں باقاعدہ خود تقسیم کرنے کے مختار ہیں اس لئے دونوں بہن بھائی کو مسئلہ کی اطلاع کر دو دوسرے جس طریقہ سے تم نے امانت پہنچائی ہے اسی طریقہ سے تم بری نہیں ہوئیں بلکہ لازم ہے کہ اپنی نند اور عصمت کے لڑکے سے خوب تحقیق کرو اگر پہنچانا ثابت ہو جائے تو خیر ورنہ اپنی نند سے وصول کر کے دلوانا تمہارے ذمہ ہے اگر وہ نہ دے تو تمہارے ذمہ تاوان ادا کرنا لازم ہے یا عصمت کے کل ورثاء سے معاف کروالو۔

فی العالمگیریہ: ولو قال رد دتھا بید اجنبی وصل الیک وانکر ذلک صاحب المال فهو ضامن الا ان یقر بہ رب الودیعة او یقسم المودع بینة علی ذلک. کذا فی المحیط. واللہ اعلم. ج ۵. ص ۲۱۶.

۲۔ خواہ صرف بیوٹی بنائیں یا مینڈھیاں ہی دونوں جائز ہیں البتہ کفار اور فساق کی مشابہت نہ ہو۔ (امداد الاحکام ج ۴ ص ۵۸۵)

محروم الارث

عورت کو خسر کے ترکے میں سے کیا ملے گا؟

سوال..... زید کا انتقال ہوا وارثوں میں ایک بیوی چار فرزند چار دختر ہیں بعد ازاں ایک فرزند نے رحلت کی اور ایک بیوی اور ایک لڑکی چھوڑی اس کی اپنی خاص ملک کچھ نہیں ہے عورت کا مہر چھ سو پچاس روپے ہے وہ عورت اپنا مہر طلب کرتی ہے کیا حکم ہے؟

جواب..... زید کا ترکہ چھیاٹوے حصوں میں منقسم کر کے عورت کو بارہ حصے ہر فرزند کو چودہ

چودہ حصے اور ہر دختر کو سات سات حصے دیں پھر فرزند مرحوم کے ذمے چونکہ اس کی بیوی کا حصہ ہے اور اس کا حصہ اس کی عورت کے مہر کے لئے بھی کافی نہیں اس لئے جتنا فرزند کے حصے میں باپ کا ترکہ آئے گا اتنی ہی مقدار کی عورت مستحق ہوگی۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۷۶)

بچیوں کا بھی وراثت میں حصہ ہے

سوال..... ہم پانچ بہن بھائی ہیں دو بھائی اور تین بہنیں سب شادی شدہ ہیں ماں باپ حیات میں ہم بھائی جس مکان میں رہ رہے ہیں وہ ہماری اپنی ملکیت ہے چونکہ ہم بھائیوں کی بیویاں ایک جگہ رہنا پسند نہیں کرتیں اس لئے ہم نے یہ مکان فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے مکان کا سودا بھی ہو گیا ہے اب صورت حال یہ ہے کہ جب بہنوں کو یہ معلوم ہوا کہ ہم مکان فروخت کر رہے ہیں انہوں نے بھی مکان میں اپنے حصے کا مطالبہ کر دیا ہے میں نے ان سے کہا کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا جبکہ بہنیں اپنا حصہ لینے پر اصرار کر رہی ہیں مولانا صاحب! آپ ہی ہماری بہنوں کو سمجھائیں کہ باپ کی جائیداد میں لڑکیوں کا حق نہیں ہوتا اور مولانا صاحب! اگر میں ہی غلطی پر ہوں تو براہ کرم کتاب و سنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا ہماری بہنیں بھی اس جائیداد میں سے حصے کی حق دار ہیں؟ اور اگر ہیں تو بہنوں کے حصے میں کتنی رقم آئے گی؟ آپ کا احسان مندر ہوں گا۔

جواب..... یہ تو آپ نے غلط لکھا ہے کہ ”باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا“ قرآن کریم نے بیٹی کا حصہ بیٹے سے آدھا بتایا ہے اس لئے یہ کہنا تو جہالت کی بات ہے کہ ”باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا“ البتہ جائیداد کے حصے والد کی وفات کے بعد لگا کرتے ہیں اس کی زندگی میں نہیں اپنی زندگی میں اگر والد دینا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ سب کو برابر دے لیکن اگر کسی کی ضرورت و احتیاج کی بنا پر زیادہ دے دے تو گنجائش ہے بہر حال آپ کو چاہئے کہ اپنی بہنوں کو بھی دیں بھائیوں کا دگنا حصہ اور بہنوں کا اکہرا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۳۳۴)

داشتہ عورت کا وراثت میں کوئی حق نہیں

سوال..... محمد ابراہیم مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑ کر فوت ہوا ایک بھائی اسماعیل عانتہ بیگم متوفی کی لڑکی آمنہ بیگم کا لڑکا فضل احمد موجود ہے آمنہ بیگم متوفی کی زندگی میں مرچکی تھی متوفی نے اپنے نواسے کے لئے ایک تہائی کی وصیت کی ہے متوفی کی ایک غیر منکوحہ داشتہ عورت اور ایک اس کی لڑکی ہے جو دونوں متوفی کی زندگی ہی میں فرار ہو گئی تھی متوفی کا ترکہ کس کو کتنا ملے گا؟

جواب..... متوفی کے ترکے میں سے ایک ثلث ان کے نواسے کو اور باقی کا 1/4 چوتھائی

عائشہ بیگم کو اور باقی کا (تین چوتھائی) اسماعیل خاں کو ملے گا داشتہ عورت اور اس کی لڑکی وارث نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۳۹)

بہن اور چچا میں ترکہ کس کو ملے گا؟

سوال..... زید مرحوم کے وارث اس کی بہن اور بیوی کا چچا ہے ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟
جواب..... اس کا کل ترکہ اس کی بہن کو ملے گا بیوی کے چچا کو کچھ نہیں ملے گا اگر اس کے ذمے کوئی قرض بھی ہو تو اس کا ادا کرنا پہلے ضروری ہے اگر کوئی وصیت بھی کی ہے تو ایک تہائی ترکہ سے وصیت پوری کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۲۴۲)

وارثوں میں دو عورتیں ایک لڑکا دو لڑکیاں اور ایک بہن ہے

سوال..... زید مرحوم کی دو عورتیں ایک لڑکا دو لڑکیاں اور ایک بہن ہے ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟
جواب..... ضروری حقوق ادا کر نیلے بعد مرحوم کے ترکہ کے کل بتیس حصے ہونگے دو حصے دونوں عورتوں کو اور چودہ حصے لڑکے کو اور سات سات حصے دونوں لڑکیوں کو ملیں گے بہن محروم ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۹۶)

خاوند کب محروم ہوتا ہے؟

سوال..... خاوند کب محروم ہوتا ہے؟

جواب..... بدوں خاص وجہ کے شوہر محروم نہیں ہوتا اگر عورت کے اولاد ہو تو چوتھا حصہ ملے گا ورنہ نصف ملے گا قوله تعالیٰ 'ولکم نصف ماترک ازواجکم ان لم یکن لهن ولد فان کان لهن ولد فلکم الربع' (القرآن)۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۶۵)

بیوی کب محروم ہوتی ہے؟

سوال..... بیوی کب محروم ہوتی ہے؟

جواب..... بغیر خاص وجہ کے بیوی محروم نہیں ہوتی خاوند کو اولاد ہو تو آٹھواں حصہ لے گا ورنہ چوتھا حصہ لے گی قوله تعالیٰ 'ولهن الربع مما ترکتن ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلهن الثمن' (القرآن)۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۶۵)

باپ کب محروم ہوتا ہے؟

سوال..... باپ کب محروم رہتا ہے؟

جواب..... باپ محروم نہیں ہوتا لڑکے لڑکی کے حصے میں سے کم از کم سدس (چھٹا حصہ) تو باپ کو ملتا ہی ہے قولہ تعالیٰ 'ولا یویہ لکل واحد منہما السدس (القرآن)۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۶۶)

دادا کب محروم رہتا ہے؟

سوال..... دادا کب محروم ہوتا ہے؟

جواب..... باپ زندہ ہو تو دادا محروم ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۶۶)

والدین کی موجودگی میں بھائی بہنوں کو کچھ نہ ملے گا

سوال..... زید کے تین فرزند اور دو دختر زید نے اپنی زندگی میں ایک جائیداد تینوں فرزندوں میں تقسیم کر دی ان میں سب سے چھوٹا فرزند رحلت کر گیا اس مرحوم لڑکے کی ملکیت میں والدین کا کتنا حصہ ہے؟

جواب..... مرحوم لڑکے کی ملکیت صرف باپ اور ماں کو ملے گی یعنی ۱/۶ ماں کو اور ۵/۶ باپ کو بھائیوں اور بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۱۳)

داماد وارث نہیں

سوال..... اگر کوئی شخص لا ولد مر جائے اور اس کو بھائی چچا وغیرہ نہ ہو صرف دختر ہو تو دختر کو اس کا ترکہ شرعاً ملے گا یا نہیں؟

جواب..... داماد کو داماد ہونے کی وجہ سے کوئی ترکہ نہیں پہنچتا بلکہ صرف دختر کو پہنچتا ہے اگر داماد سے کوئی دوسرا رشتہ بھی ہے تو اس کے ظاہر ہونے پر حکم معلوم ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۲۵)

بیوہ بھتیجا اور پوتے پوتیوں میں تقسیم ترکہ

سوال..... ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے ایک بیوہ ایک بھتیجا جو سوتیلے بھائی سے پیدا ہوا ہے اور دو پوتے اور تین پوتیاں چھوڑیں اس کے ترکے کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

جواب..... ترکہ کے آٹھ سہام ہوں گے ان میں سے ایک سہام بیوہ کو اور دو سہام پوتوں کو اور ایک ایک سہام تینوں پوتیوں کو ملے گا بھتیجا محروم ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۵۴)

بہن کو نہ دیا تو لڑکا ترکہ کا شرعاً مالک نہ ہوگا

سوال..... والد صاحب نے انتقال کیا تیرہ سو روپے قرض ہے اور ترکے میں کپڑا برتن

چار پائی وغیرہ اسباب خانگی اور کچھ زمین ہے یہاں لڑکیوں کو حصہ نہیں دیا جاتا بندہ دینا چاہتا ہے۔ اگر حکام مانع نہ ہوئے تو آسان صورت یہ ہے کہ اراضی فروخت کر کے قرض ادا کریں گے اور اگر بجائے لڑکیوں کے بھتیجیوں کا نام لکھا گیا تو دقت ہوگی کیونکہ ان سے امید نہیں کہ وہ جائیداد فروخت کر کے قرض ادا کریں میرے لئے ہر دو صورت میں نصف حصہ ہی ہے کیونکہ شرعاً دو بہن اور ایک بندہ وارث ہیں اور کوشش یہی ہے کہ بجائے بھتیجیوں کے دونوں بہنوں کو حصہ ملے۔ اگر خدا نخواستہ یہاں کے قانون کے موافق ترکہ تقسیم ہوا تو میرے لئے وہ نصف حصہ لینے میں کوئی گناہ تو نہیں۔

جواب..... چونکہ جائیداد کا ہر ہر جز آپ میں اور بہنوں میں شرعاً مشترک ہے اور تقسیم غیر مالک کی معتبر نہیں ہے لہذا بھتیجیوں کے نام جتنا جائے گا اس میں آدھا آپ کا ہوگا اور آدھا بہنوں کا اور جتنا آپ کے نام آئیگا اس میں بھی آدھا آپ کا اور آدھا بہنوں کا ہوگا اسی طرح تمام اشیائے منقولہ میں اور محاصل و منافع جائیداد میں آدھا آدھا ہوگا اور جتنا بھتیجیوں کے نام جائیگا اس میں وہ غاصب ہوں گے اور آپ اور بہنیں اس کو واپس لینے کا حق رکھتی ہیں مگر قرضہ چونکہ کل جائیداد سے متعلق ہے اس لئے جس قدر جائیداد آپ کے قبضے سے نکل جائیگی مثلاً نصف اتنا ہی قرضہ آپ سے متعلق نہ رہے گا اور نصف قرضہ آپ کی مقبوضہ جائیداد سے ادا کیا جائیگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۵۶)

نانی کا بھتیجا وارث ہوگا یا نہیں؟

سوال..... نانی کا برادر زادہ محروم ہے یا نہیں؟

جواب..... نانی کا برادر زادہ ماں کے ماموں کی اولاد ہے پس جو اس پر مقدم ہیں انکے نہ ہونے کی صورت میں اسکو میراث ملے گی اور ان کے ہوتے ہوئے یہ محروم رہیگا۔ (امداد المفتیین ج ۴ ص ۳۵۳)

دادا کی موجودگی میں چچا کی میراث سے محرومی کا حکم

سوال..... ایک شخص کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء میں دادا اور چچا کے علاوہ اور کوئی وارث نہیں تو مرنے والے کی میراث شرعاً کس طرح تقسیم ہوگی؟

جواب..... بشرط صدق و ثبوت اگر ورثاء کی تعداد درست ہو تو بعد از ادائے حقوق متقدمہ علی الارث تمام جائیداد دادا کو بطور عصبہ بت دی جائے گی اور چچا چونکہ عصبہ بعید ہے اس لئے وہ دادا کی موجودگی میں میراث سے محروم رہے گا۔ نقشہ ملاحظہ ہو۔ ۱/ (دادا کا کل ترکہ کا حقدار) چچا محبوب

قال العلامة السجاولندی: اما الاب فله احوال ثلث والتعصیب المحض وذلك عند عدم الولد وولد الابن وان سفل.....
والجد الصحيح كالاب عند عدم الاب. (السراجی ص ۷ باب معرفة الفروض) وفي الهندية: فالاقرب العصبات..... ثم الاب ثم الجد اب الاب وهم ای العصبه كل من ليس له سهم مقدر..... واذا انفراداً خذ جميع المال. (الفتاویٰ الهندية ج ۶ ص ۴۵۱ الباب الثالث فی العصبات) (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۲۱)

ماموں کی موجودگی میں خالہ زاد بھائی محروم ہوگا

سوال..... میاں شیخ محمد کو جو ورثہ ملا وہ اس کی نانی کے گھر کا تھا میاں شیخ محمد نے وفات پائی وارث جدی یا پسری نہیں چھوڑا ایک خالہ زاد بھائی ہے اور ایک ماموں یعنی ماں کا علاقائی بھائی ہے لہذا اس کا حق کس کو پہنچتا ہے؟

جواب..... صرف ماموں وارث ہے اور خالہ زاد بھائی محروم ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۵۵)

علاقائی بھائی کی موجودگی میں بھتیجیاں محروم

سوال..... ہندہ نے اپنا ایک علاقائی بھائی اور دو بھتیجیاں حقیقی چھوڑیں اس کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... صورت مسئلہ میں اگر ہندہ کا سوائے ان لوگوں کے جن کا سوال میں ذکر ہے

اور کوئی وارث نہیں تو ہندہ کا تمام ترکہ اس کے علاقائی بھائی کو ملے گا اور اس کی بھتیجیاں اگرچہ وہ حقیقی بھائی کی لڑکیاں ہوں محروم رہیں گی۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۵۲)

شوہر نے بیوی کو جو مال سپرد کیا وہ امانت ہے اس میں میراث کا حکم

سوال..... بشارت نے زوجہ اولیٰ کے سامنے نوکری سے روپیہ پیدا کر کے ایک حویلی تیار

کرائی اور ایک نشست گاہ اور بھل خانہ خرید کیا اور زوجہ اولیٰ سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور زندہ ہیں زوجہ مذکورہ نے انتقال کیا۔

۲۔ بشارت نے نکاح ثانی کیا اور اس سے دو لڑکے اور دو لڑکی پیدا ہوئی اور مقام سندھ سے

روپیہ حاصل کیا جو زوجہ ثانیہ کے پاس رہا جس سے زوجہ نے جائیداد خریدی۔

۳۔ دونوں بیویوں کا مہر پانچ پانچ ہزار روپے مقرر ہوا۔

۴۔ کچھ جائیداد بشارت نے جدی چھوڑی اب اس صورت میں زوجہ اولیٰ کے ورثاء کو کتنا حق پہنچتا ہے؟ اور زوجہ ثانیہ کے ورثاء کو کس قدر؟ اور جو جائیداد پہلی بیوی کے سامنے مندرجہ سوال نمبر ۱ پیدا کی اس میں دونوں بیویوں کے ورثاء کو کتنا کتنا حق پہنچتا ہے؟ اور جو جائیداد زوجہ ثانیہ نے خریدی ہے اس میں ورثاء کو کتنا حق ہے؟ اور اگر زوجہ ہبہ کا دعویٰ کرے تو اس کے ذمے گواہ لازم ہیں یا نہیں؟

جواب..... جو روپیہ بشارت نے زوجہ ثانی کے حوالے کیا ہے بحکم عرف وہ امانت ہے صرف حوالے کرنے سے وہ ملک نہیں ہو جاتا اور اگر وہ ہبہ وغیرہ کا دعویٰ کرے تو گویا ملکیت شوہر کا اقرار کر کے انتقال ملک کی مدعی ہے پس گواہ لانے اس پر لازم ہیں۔

پس کسی دانا شخص کو حکم مقرر کر کے اس کے رو برو اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے اگر وہ بینہ نہ لاسکے تو جو ورثاء اس سے نزاع اور روپے کا مطالبہ کرتے ہیں وہ اس حکم کے سامنے یہ قسم کھائیں کہ خدا کی قسم ہمیں معلوم نہیں کہ شوہر نے اس کو یہ روپیہ ہبہ کیا ہے اگر انہوں نے قسم کھالی تو زوجہ ثانیہ کا دعویٰ خارج ہوگا اور وہ امانت ہی قرار دی جائے گی اور اس میں میراث جاری ہوگی البتہ اگر وہ اپنے مہر میں رکھنا چاہے بشرطیکہ بشارت نے مہر ادا نہ کیا ہو اور نہ اس نے معاف کیا تو پانچ ہزار کی مقدار رکھ سکتی ہے اس میں کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا اور اسی طرح پہلی بیوی کا مہر بھی ترک کے میں سے ادا کیا جائے گا مگر چونکہ وہ شوہر کے سامنے مرگئی ہے اس لئے چوتھائی یعنی ایک ہزار دو سو پچاس روپے شوہر کو میراث میں آکر معاف ہو گیا باقی ترک کے میں سے نکال کر اس کے وارثوں کو تقسیم کیا جائے گا۔

پس اب دیکھنا چاہئے کہ ترک کے میں دونوں مہر نکال کر اگر حساب برابر ہو جاتا ہے یا کمی رہتی ہے تو اور ورثاء بالکل محروم ہیں اور اگر کچھ باقی رہتا ہے تو اس باقی میں اور ورثاء کے حصص اس طرح ہوں گے کہ کل ترک کے چھیانوے حصص میں تقسیم ہو کر زوجہ ثانیہ کو چودہ پہلی بیوی کی دونوں لڑکیوں کو بارہ بارہ اور دوسری بیوی کے ایک لڑکے کو انتیس انتیس ملیں گے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۵۱)

نافرمان اولاد کو جائیداد سے محروم کرنا یا کم حصہ دینا

سوال..... ایک ماں باپ کے تین لڑکے ہیں تینوں میں سے ایک لڑکے نے اپنی زندگی میں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ماں باپ اس سے خوش ہیں اور باقی دونوں میں سے ایک تعلیم حاصل کر رہا ہے اور جو بڑا ہے اس نے آج تک بھی ماں کو ماں اور باپ کو باپ نہیں سمجھا رہے وہ سب ایک ہی گھر میں ہیں اب باپ جائیداد کو تقسیم کرنا چاہتا ہے مولانا صاحب! آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ کیا باپ اس لڑکے کو جائیداد کا زیادہ حصہ دے سکتا ہے

جس نے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا؟ کیا وہ ایسا کر سکتا ہے یا وہ تینوں میں برابر تقسیم کر دے؟ آپ اس سلسلے میں فیصلہ فرمادیں تاکہ میں کوئی فیصلہ کر سکوں۔

جواب.....جن لڑکوں نے ماں باپ کو ماں باپ نہیں سمجھا انہوں نے اپنی عاقبت خراب کی اور اس کی سزا دنیا میں بھی ان کو ملے گی مگر ماں باپ کو یہ اجازت نہیں کہ اپنی اولاد میں سے کسی کو جائیداد سے محروم کر جائیں سب کو برابر رکھنا چاہئے ورنہ ماں باپ بھی اپنی عاقبت خراب کریں گے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۳۱۴)

چچا زاد بھائی کے لڑکے اور بھتیجی کی اولاد میں تر کے کا حقدار کون؟

سوال..... ایک آدمی مر گیا اس کی بیوی اور اولاد نہیں بھتیجا بھتیجی بھی نہیں، بھتیجی کی اولاد میں دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے چچا زاد بھائی بھی نہیں، چچا زاد بھائی کے سات لڑکے ہیں تو شرعاً مرحوم کے وارث کون ہیں؟

جواب..... صورت مسئلہ میں چچا زاد بھائی کے لڑکے وارث ہیں بھتیجی کی اولاد وارث نہیں۔

لڑکی، تین بھائی، ایک بہن دو پوتے اور چار پوتیاں
سوال..... عورت مرگئی ورثاء میں لڑکی، تین بھائی ایک بہن اور مرحومہ کے دو پوتے اور چار پوتیاں حیات ہیں مرحومہ کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب.....ترکے کے کل سولہ حصے ہوں گے جن میں سے لڑکی کو آٹھ حصے اور دونوں پوتوں کو دو دو حصے اور چاروں پوتیوں کو ایک ایک حصے ملے گا مرحومہ کا لڑکا نہیں جس کی بنا پر اس کی اولاد وارث ہوئی اگر لڑکا ہوتا تو پوتا پوتیاں محروم ہوتیں بھائی بہن محروم ہیں صورت مسئلہ اس طرح ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲۳ ص ۱۹۷) بنت ۸ پوتا ۲ پوتا ۲ پوتی ۱ پوتی ۱ پوتی ۱ پوتی ۱ پوتی ۱ بھائی ۱ بہن محروم۔
 خالہ اور بیٹی وارث ہوں تو ترکہ بھتیجی کو ملے گا:

سوال..... زینب مرحومہ لا ولد ہے شوہر سگی خالہ سوتیلی بھانج اور بھتیجی موجود ہیں شوہر کے دیئے ہوئے مال سے کپڑے زیورات تانبے پیتل کے برتن موجود ہیں عورت نے مہر بخش دیا ہے تجہیز و تکفین خالہ نے کی ہے مرحومہ پر تھوڑا سا قرض بھی ہے ترکہ کس طرح تقسیم ہو؟

جواب..... زینب کے کل ترکے سے پہلے قرض ادا کریں اس کی تجہنیر و تکفین کا خرچ اسی کے مال سے کیا گیا ہے تو وہ خرچ خاوند سے وصول کر کے اس کے ترکے میں ملا لیا جائے بعد ازاں باقی کے دو حصے کر کے خاوند کو ایک حصہ اور بیٹی کو ایک حصہ دیں خاں بھاج سب محروم ہیں۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۸۰)

والد کے چچا کے لڑکوں کے مستحق میراث ہونے کی ایک صورت

سوال..... عائشہ بائی نے انتقال کیا اور مندرجہ ذیل وارث چھوڑے ایک نواسی، ایک بھانجی دو پھوپھی زاد بھائی ایک پھوپھی زاد بہن والد کے چچا کے دو لڑکے مرحومہ کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟
جواب..... اس صورت میں مرحومہ کے ترکے کے مستحق صرف والد کے چچا کے لڑکے ہیں اور باقی نواسی بھانجی وغیرہ سب محروم ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۵۳)

بیوہ والدہ چار بہنوں اور تین بھائیوں کے
درمیان مرحوم کا ورثہ کیسے تقسیم ہوگا؟

سوال..... زید کا انتقال ہو گیا ہے ورثاء میں ایک بیوہ ایک والدہ چار بہنیں تین بھائی ہیں ان میں ورثہ کس طرح تقسیم ہوگا؟
جواب..... تجہیز و تکفین کے مصارف ادائے قرضہ جات اور نفاذ وصیت کے بعد مرحوم کا مکمل ترکہ دو سو چالیس حصوں میں تقسیم ہوگا ان میں چالیس والدہ کے تین بیوہ کے چونتیس چونتیس بھائیوں کے اور سترہ سترہ بہنوں کے۔

مرحوم کی جائیداد بیوہ ماں ایک ہمشیرہ اور ایک
چچا کے درمیان کیسے تقسیم ہوگی؟

سوال..... گلشن ولد خیر محمد کا انتقال ہو چکا ہے اور اس کے مندرجہ ذیل لواحقین ہیں اور وہ زرعی زمین چھوڑ کر مرا ہے ایک بیوہ ایک ماں ایک ہمشیرہ اور ایک چچا۔ لہذا التماس ہے کہ کس کس کو زمین کا کتنا حصہ ملے گا اور کس کو نہیں ملے گا؟

جواب..... گلشن مرحوم کا ترکہ (ادائے قرضہ جات اور اگر کوئی وصیت کی ہو تو تہائی مال میں وصیت نافذ کرنیکے بعد) بارہ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں تین بیوہ کے دو والدہ کے چھ ہمشیرہ کے اور ایک چچا کا۔ نقشہ حسب ذیل ہے۔ بیوہ ۳ والدہ ۲ ہمشیرہ ۶ چچا ۱ (آپ کے مسائل اور انکاح ج ۶ ص ۳۶۱)
بہنوں بھتیجیوں اور چچا زاد اولاد میں تقسیم ترکہ

سوال..... ایک شخص مرحوم کے قریبی رشتے داروں میں تین بہنیں اور دو مرحوم بہنوں کی اولاد تین بھتیجے ایک بھتیجی بھائی بہنیں اور چچا زاد بھائی بہن ہیں اب ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے۔

جواب..... مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد کل جائیداد کے نو حصے ہوں گے دو دو حصے تین بہنوں کو اور ایک ایک حصہ تین بھتیجیوں کو ملے گا اس کے علاوہ سب محروم ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۵۴)

حادثے میں ایک ساتھ مرنے والے باہم وارث ہیں یا نہیں؟

سوال..... ماں بیٹی ہوائی جہاز میں تھیں وہ جہاز ٹوٹ پڑا دونوں ہلاک ہو گئیں دونوں مال دار ہیں تو تر کے کی تقسیم کے وقت دونوں ایک دوسرے کی وارث ہیں یا نہیں؟

جواب..... ماں بیٹی اس طرح مر گئیں کہ ان کی موت کا علم نہ ہو کہ پہلے کون مرا تو دونوں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے ان کو خارج کر کے مال تقسیم کیا جائے مثال کے طور پر لڑکی کے ورثاء میں زوج باپ بیٹا ہو تو مال کے بارہ حصے ہوں گے شوہر کو تین حصے اور باپ کو دو حصے اور بیٹے کو بقیہ سات حصے ملیں گے ماں وارث نہیں اسی طرح ماں کے ورثاء میں زوج لڑکا ہو تو تر کے کے چار حصے کر کے زوج کو ایک حصہ اور لڑکے کو تین حصے ملیں گے لڑکی وارث نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۷۰)

قاتل مقتول کی میراث سے محروم ہوگا

سوال..... ایک شخص نے اپنے بھائی کو کسی غلط فہمی کی وجہ سے قتل کر دیا اور مرحوم کے عصب میں سے اس قاتل بھائی کے علاوہ اور کوئی وارث نہیں تو کیا قاتل کو مقتول بھائی کی میراث میں حصہ دیا جائیگا یا نہیں؟

جواب..... قصداً عمداً یا خطاً ہر حالت میں قتل سبب حرمان ارث ہے اس لئے صورت مذکورہ میں مقتول کی جائیداد اسکے دوسرے ورثاء کو دی جائیگی قاتل بھائی کے وجود کا اعتبار نہیں بلکہ بوجہ مانع یہ کالعدم رہیگا۔

قال العلامة السجاولندی: المانع من الارث اربعة..... والقتل الذي يتعلق

به وجوب القصاص او الكفارة. (السراجی ص ۵ فصل فی الموانع)

وفی الہندیة: القاتل بغير حق لا يرث من المقتول شيئاً عندنا سواء قتله

عمداً او خطأ وكذلك كل قاتل هو فی معنى الخطای..... وقتل الصبی

والمجنون والمعتوة والمبرسم والموسوس یوجب حرمان المیراث

لان الحرمان یتثبت جزاء قتل فحظور النخ (الفتاویٰ الہندیة ج ۶

ص ۵۴ الباب الخامس فی الموانع) (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۲۱)

ارادہ قتل سے وارث محروم نہ ہوگا

سوال..... زید کے دو لڑکے عمرو و بکر ہیں زید کی زندگی میں عمرو پر یہ الزام * کہ زید کی موجودگی میں عمرو نے ایک آدمی کو قتل کیا اور اپنے باپ پر بھی بدوق کا فائر کیا مگر اتفاق سے زید بچ گیا زید

نے اور بھی باپ کی نافرمانیاں کیں اب زید نے بوقت وفات لکھ دیا ہے کہ عمر کو عاق کر چکا ہوں میری جائیداد میں اس کا کوئی حصہ نہیں اب سوال یہ ہے کہ

۱۔ کیا اس ارادہ قتل سے عمر وراثت سے محروم رہے گا؟

۲۔ کیا اس عاق کرنے کا شرعاً اثر مرتب ہوگا؟

۳۔ دونوں بھائیوں نے یہ اقرار کر لیا تھا کہ باپ نے اگر ہم میں سے کسی کو کم و بیش جائیداد دی تو ہم برابر باہم تقسیم کر لیں گے اب بکر پر اس اقرار نامے کی تعمیل ہے یا نہیں؟

جواب: ارادہ قتل میراث میں بحکم قتل نہیں لہذا اس کی وجہ سے عمر اپنے باپ کی میراث سے محروم نہیں ہوا۔

۲۔ عاق کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مورث اپنے مال کو اپنی ملک میں رکھتے ہوئے کسی وارث کے حق میں عاق نامہ لکھ دے کہ میرے بعد میری وارث سے اس کو حصہ نہ دیا جائے اس کا شرعاً کچھ اعتبار نہیں بعد الموت یہ وارث اپنا پورا حصہ پانے کا مستحق رہتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اپنی حیات و تندرستی کے زمانے میں اپنے مال کو اپنی ملک سے نکال دے تاکہ اس وارث کو میراث میں کچھ نہ ملے خواہ اس طرح کہ بقیہ ورثاء میں تقسیم کر کے ان کا قبضہ کرا دے یا اس طرح کہ وقف وغیرہ کر کے اپنی ملک سے خارج کر دے اس صورت میں جس وارث کو محروم کیا ہے وہ شرعاً میراث سے محروم ہو جائے گا اور بعد وفات اس کو مطالبے کا حق نہ رہے گا باقی رہا یہ کہ ایسا کرنا مورث کے لئے جائز بھی ہے یا نہیں؟

اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وارث نافرمان اور فاسق ہو تو ایسا کرنا جائز ہے ورنہ نہیں سوال میں چونکہ عمر و کا فاسق ہونا ثابت ہو چکا ہے اس لئے اگر حین حیات میں تقسیم ترک کر کے اس کو محروم کر دیا جاتا تو جائز تھا لیکن سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں کیا گیا بلکہ صرف عاق نامہ لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے اس لئے اب عمر اپنا پورا حصہ پانے کا مستحق ہے

۳۔ عمر شرعاً اپنا پورا حصہ پانے کا خود ہی مستحق ہے خواہ باہمی اقرار نامہ ہو یا نہ ہو اور جب کہ خلفاء اقرار بھی ہے تو بدرجہ اولیٰ اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ (امداد المفتیین ص ۱۰۴۶)

دادا کے ترکے سے پوتے کی محرومی اور قانون شریعت میں یتیم کا مسئلہ

سوال..... قرآن حکیم میں اگر فرمایا گیا ہے اَبَائُكُمْ وَابْنَائُكُمْ لَا تَدْرُونَ اِيْهِمْ اقْرَبْ لَكُمْ نَفْعًا: بایں ہمہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دادا کے ترکے سے یتیم پوتوں کا محروم رہنا بہت ہی جب سی بات ہے رحمت و رافت کا تقاضا تو یہ ہے کہ یتیم کو ضرور دیا جائے قرآن حکیم نے اگرچہ

صراحۃً نفی نہیں کی مگر جو اصول مقرر فرمائے ہیں ان کی بنا پر یتیم پوتے لامحالہ محروم ہو جاتے ہیں۔
 سنا ہے مصر میں یہ قانون بنا ہے کہ دادا پر لازم ہے کہ وہ یتیم پوتوں کے لئے وصیت کر دے
 اگر وہ وصیت کئے بغیر وفات پا جاتا ہے تو قاضی اس طرح تقسیم کرتا ہے کہ یتیم بچے محروم نہ رہیں
 بلکہ اپنے باپ کا حصہ حاصل کریں مصر کی مثال میں یہاں بھی کچھ ممبران پارلیمنٹ کا اصرار ہے کہ
 پرسنل لا میں ترمیم کی جائے اور اس طرح کا قانون بنایا جائے اب سوال یہ ہے کہ
 ۱۔ کیا یتیم بچوں کے متعلق یہ احساس لوگوں کا صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں تو کیوں؟
 ۲۔ کیا مناسب ہے کہ مصر کی طرح یہاں بھی قانون میں ترمیم کرائی جائے؟
 جواب..... یہ احساس صحیح نہیں اور نہ صرف یہ کہ تعلیم اسلام سے ناواقفیت ہے بلکہ معلوم ہوتا
 ہے کہ سائل نفاذ قانون کے اثرات اور قدرتی تقاضوں سے بھی ناواقف ہے یا پرسنل لا میں ترمیم
 کے شوق نے اس کو ناواقف بنا دیا ہے۔

نفاذ قانون بلکہ عدل وانصاف اور حق و صداقت پر عمل کرنے میں بھی بسا اوقات ایسی صورتیں
 پیش آتی ہیں کہ وہ نہایت تلخ اور ناگوار ہوتی ہیں اس قاتل سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جس نے
 کسی بے قصور انسان اور صالح نوجوان کو کسی تعصب کی بنا پر قتل کر دیا ہو لیکن جب اس قاتل کو پھانسی
 پر چڑھایا جاتا ہے تو خود اس کی حالت کس قدر رقت انگیز ہوگی پھر اس قاتل نے قصور کیا تھا اس کی
 بیوی بچوں اور ماں باپ نے کیا قصور کیا تھا کہ ان کو تڑپایا جا رہا ہے اور اگر بد قسمتی سے یہ قاتل فیصلے
 لکھنے والے جج کا حقیقی بھائی یا بیٹا ہو تو غور فرمائیے کہ احساس کس درجہ قلق انگیز ہوگا اسی قسم کی نفسیات
 کا لحاظ کرتے ہوئے کلام اللہ میں جہاں عدل وانصاف قائم و برقرار رکھنے کا حکم ہوا ہے وہاں ساتھ
 ساتھ یہ بھی ہے ان یکن غنیاً او فقیراً فاللہ اولیٰ بہما: یہ آیت قرآنی شہادت کے بارے
 میں ہے قانون کے نفاذ کی یہی شان ہوتی ہے مشہور مقولہ ہے ”قانون اندھا بہرا ہوتا ہے۔“

فرائض کے سلسلے میں بھی ایسی صورتیں پیش آتی ہیں جو نفسیات کے خلاف ہوتی ہیں جیسا کہ
 معاملہ مسئلہ میں ہے قرآن حکیم نے ایسی صورتوں کی پیش بندی کے لئے جیسے یہ حکم فرمایا اللہ کر مثل
 حظ الانسین الی قولہ یوصیٰ بہا و دین: تو اثنائے کلام میں (کہ ابھی جملہ فرائض کا بیان نہیں
 ہوا تھا) ارشاد ہو گیا اب انکم و ابنائکم لاتندرون ایہم اقرب لکم نفعا فریضة من اللہ ان اللہ
 کان علیماً حکیمًا: تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ نفع رسانی کے لحاظ سے
 کون سار شہتم سے زیادہ قریب ہے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ ہی اس کا فیصلہ کر سکتی ہے۔

بہر حال اس طرح کا احساس صحیح نہیں دیکھنا یہ چاہئے کہ قانون جس کے نفاذ کے وقت اس طرح کے رقت انگیز جذبات بیدار ہوں اس کی بنا عدل و انصاف پر ہے یا نہیں؟ اس عام عقیدہ کے علاوہ کہ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم منی بر عدل و انصاف ہے یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ قریب کا تعلق بعید کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے شاخ کا حق پہلے ہے شاخ در شاخ کا بعد میں کیا یہ اصول عدل کے خلاف ہے یا عین عدل ہے؟ اگر یہ اصول نہ مانا جائے تو پھر دادا کے ترکے میں تمام ہی پوتوں کا حصہ ہونا چاہئے اور اگر یہ اصول صحیح ہے تو اس اصول پر عمل کرتے ہوئے اگر کوئی صورت انسانی نفسیات کے خلاف ہو تو ان نفسیات کو نظر انداز نہ کیا جائے گا اصول کو ترک نہ کیا جائے گا۔

پھر یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ہماری نظر صرف ظاہر پر جاتی ہے مگر خدا دانا و خیر جو قانون اسلام کا مقنن ہے ظاہر کے ساتھ باطن بھی اس کے سامنے ہے یتیمی بے شک ایک مصیبت ہے لیکن یہ مصیبت عند اللہ ایک فضیلت ہے قانون الہی کی تدوین کے وقت وہ فضیلت بھی پیش نظر ہو گی ایک طرف ترکہ ہے دوسری طرف یہ فضیلت دونوں جمع نہیں ہوتے بیٹوں کو مال ملتا ہے وہ اس فضیلت سے محروم ہیں پوتوں کو یہ فضیلت دے دی گئی ان کو مال نہیں ملا۔

مصر میں اگر یہ قانون بنایا گیا ہے تو یہ قانون عدل نہیں بلکہ قانون ظلم ہے اس طرح کا قانون اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب جج قاضی کو تقسیم کرنے کا حق ہو اور جہاں یہ حق نہ ہو وہاں اس طرح کا قانون سراسر تقلب اور شخصی ملکیت پر دست اندازی ہے۔

۲۔ قطعاً مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ نصوص قرآنی اور احکام خداوندی میں ترمیم ہوگی جس کو مسلمان برداشت نہیں کر سکتے اور نہ ان کیلئے جائز ہے کہ وہ برداشت کریں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۷۰)

قاتل کے محروم الارث ہونے کی تفصیل

سوال..... عبداللہ اور اس کی بیوی زبیدہ میں اکثر جھگڑا رہتا تھا ناگہاں عبداللہ سخت بیمار ہوا کوئی علاج بھی مفید نہ ہوا عبداللہ کے بھائیوں کو شک ہوا کہ اس کی زوجہ نے کوئی زہریلی چیز کھلا دی ہے دھمکانے پر زبیدہ نے اقرار کیا کہ ایک جڑی اپنے شوہر کو کھلائی ہے آخر عبداللہ فوت ہو گیا اور یہ وارث چھوڑے دو بھائی، ایک ماں، ایک لڑکا، ایک لڑکی، بیوی، کیا زبیدہ میراث پانے کی حق دار ہے؟

جواب..... زہرا اگر اتنی مقدار میں زبردستی پلایا جائے کہ وہ مقدار غالب حالات میں قاتل ہوتی ہے تو یہ قتل عمد ہوگا اور اگر اتنی مقدار نہ ہو مگر ہلاکت تک پہنچا دے تو یہ شبہ عمد ہے اور ان دونوں صورتوں میں پلانے والا محروم عن المیراث ہوگا لیکن زبردستی نہ پلایا گیا ہو بلکہ کھانے میں ملا دیا گیا

ہو اور کسی نے اس کو کھالیا ہو تو یہ قتل میراث سے محروم ہونے کا سبب نہیں بن سکتا۔ اس تفصیل کے موافق صورت مسئلہ میں عورت کے محروم یا وارث ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا اور اس فیصلے کے بعد اس کی جائیداد کی صحیح تقسیم ہو سکے گی سوال میں کوئی تصریح نہیں کہ وہ جڑی زہری یا نہیں؟ اور کتنی مقدار کھلائی تھی؟ اور کھلانے کی کیفیت کیا تھی؟۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۹)

دادا کی وصیت کے باوجود پوتے کو وراثت سے محروم کرنا

سوال..... میرے والد صاحب پہلے فوت ہوئے ہیں اور دادا صاحب بعد میں فوت ہوئے تھے جو زمین میرے دادا صاحب نے اپنے مرنے سے پہلے میرے والد صاحب کو دی تھی وہ اس جگہ اور مکان میں فوت ہوئے تھے جب میرے والد صاحب فوت ہوئے تو چند سال کے بعد دادا صاحب فوت ہو گئے لیکن دادا صاحب نے فوت ہونے سے پہلے اپنے سب بیٹوں کو کہا تھا کہ میرے پوتے کا آپ سب نے انتقال کرنا اور اس کو اسی زمین میں رہنے دینا اور اس کے ساتھ اچھے رہنا یہ سب زبانی باتیں میرے دادا صاحب نے اپنے بیٹوں کو کہی تھی آخر وہ بھی فوت ہو گئے یعنی دادا صاحب ان کے مرنے کے بعد میرے چاچا اور تایا وغیرہ نے انتقال اپنے ساتھ کر لیا تھا اب میرے چچا زاد بھائی نے میرے خلاف کیس عدالت میں کیا ہوا ہے کہ آپ کا انتقال نہیں ہے اور آپ اس زمین کے وارث نہیں ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کا والد پہلے فوت ہوا ہے اور دادا بعد میں اب میرے چچا زاد بھائی یہ بولتے ہیں اس لئے جناب سے عرض ہے کہ کیا میں اس رقبے کا وارث ہو سکتا ہوں یا کہ نہیں؟ میرے نام انتقال کو ۲۴ یا ۲۵ سال گزر گئے ہیں اب میں اس جگہ پر رہتا ہوں جو میرے دادا اور والد کا مکان ہے۔

جواب..... جو واقعات آپ نے بیان کئے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو آپ اپنے والد کی جائیداد کے مستحق ہیں کیونکہ آپ کے دادا نے آپ کے حق میں وصیت کر دی تھی چونکہ آپ کا کیس عدالت میں ہے اس لئے عدالت ہی واقعات کی چھان پھٹ کر کے صحیح فیصلہ کر سکتی ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۳۷۰)

بھتیجے کو برابر کا حصہ دار بنانا

سوال..... اگر کوئی چچا قانون شریعت کے خلاف اپنے بھتیجے کو برابر حصہ وراثت دیوے اور عدالت میں یہ کہے کہ میں شریعت کو نہیں مانتا بلکہ رواج عام کا پابند ہوں تو وہ گنہگار ہو گا یا نہیں؟

جواب..... اگر چچا بھتیجے کو برابر کا حصہ دار بنا لے یعنی اپنے حصے میں شریک کر لے تو اگرچہ بھتیجا

براہ راست میراث پانے کا حق دار نہ تھا لیکن شریعت چچا کو اس سے منع نہیں کرتی کہ وہ اپنا حصہ کل یا جزاً اپنے (محبوب الارث) بھتیجے کو دیدے لہذا یہ کہنا چاہئے کہ میں اپنا حصہ بھتیجے کو دینے میں یا شریک بنالینے میں شرعی طور پر مختار ہوں تو اس پر کوئی الزام نہیں لیکن یہ کہنا کہ میں اس بارے میں شریعت کو نہیں مانتا سخت گناہ کی بات ہے جس سے ایمان کے زوال کا قوی خطرہ ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۷)

پوتا محروم ہوگا

سوال..... زید کے دولڑکے تھے عمر و بکر، عمر و زید کی زندگی میں فوت ہو گیا اور ایک بچہ عبد اللہ نامی چھوڑا پھر زید خود فوت ہو گیا تو زید دادا کی جائیداد میں عبد اللہ کا حصہ ہے یا نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہو اور اس کا چچا بھتیجے عبد اللہ کو جائیداد میں سے کوئی حصہ نہ دے اور نہ تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کرے تو اس کا فعل جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... وراثت میں قرابت قریبہ قرابت بعیدہ کو محروم کر دیتی ہے۔ یہی اصول اس صورت میں بھی جاری ہے کہ بیٹوں کے سامنے پوتے محروم ہوں گے خواہ ان پوتوں کے باپ زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہوں چچا پر لازم نہیں کہ وہ پوتے کو میراث میں حصہ دار بنائے ہاں چونکہ وہ اس کا بھتیجا اور خاندان کا ایک فرد ہے اس لئے اس کی امانت اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا اس کے لئے موجب اجر و ثواب ہے اور سلوک قرابت اور صلہ رحمی ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۷)

بیٹا غائب پوتا موجود ہو تو ترکہ کس کو ملے گا؟

سوال..... زید کی دو بیوی تھیں پہلی بیوی سے ایک فرزند اور بیوی انتقال کر گئی فرزند کا ایک لڑکا اور بیوی انتقال کر گئی فرزند غائب ہے اب زید رحلت کر گیا اس کے پوتے کو حصہ ملے گا یا نہیں؟

جواب..... جبکہ اس کے پوتے کا باپ یعنی متوفی کا بیٹا زندہ ہے تو بیٹا حق دار ہے پوتا حقدار نہیں بیٹا اگر غائب ہے تو اس کا حصہ محفوظ رکھا جائے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۶)

والدین کی موجودگی میں بھائی محروم رہیں گے

سوال..... زید کے تین لڑکے اور دولڑکیاں ہیں زید نے اپنی زندگی میں ایک املاک خرید کر تینوں فرزندوں میں تقسیم کیا سب سے چھوٹا فرزند رحلت کر گیا ہے اب سوال یہ ہے کہ اس کے ورثہ میں سے بہن بھائیوں کو کتنا ملے گا؟ اور ماں باپ کو کتنا؟

جواب..... اس مرحوم لڑکے کی ملکیت صرف باپ اور ماں کو ملے گی یعنی چھٹا حصہ ماں کو اور چھٹا حصہ باپ کو ملے گا بھائیوں اور بہنوں کو کچھ نہ ملے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۶)

مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور اس کے متعلق مزید دو سوالات

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین رحمکم اللہ اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ایک ہندو مشرک باپ کا بیٹا مسلمان ہوا ہے اس کا باپ ہندو ایک کثیر جائیداد کا مالک ہے کیا زید اپنے باپ کے بعد اس کی جائیداد کا وارث شرعاً ہو سکتا ہے یا نہیں بحالیکہ زید از روئے قانون گورنمنٹ بناء پر جائیداد جدی ہونے کے (یعنی زید کے دادا ہندو کی جائیداد ہونے کے باعث) وارث ہو سکتا ہے اور اگر زید از روئے رائج مذہب شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام جس کی بناء اس امر پر ہے کہ اختلافات دینین موانع ارث ہے وارث نہ ہو سکے تو بنا بر مروج مذہب جو کہ حدیث الاسلام یعلیٰ ولایعلیٰ سے بعض صحابہ مثل حضرت معاذ بن جبلؓ و معاویہؓ بن ابی سفیانؓ محمد بن الحنفیہؓ محمد بن علی بن الحسین و مسروق رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کہتے ہیں کہ مسلم اپنے باپ کافر کا وارث ہو سکتا ہے کافر اپنے باپ مسلم کا وارث نہیں ہو سکتا اگر اپنا ورثہ لے تو کیا اس کا یہ ورثہ لینا جائز ہے یا نہ اور اس کا یہ حاصل کردہ مال حلال ہو گا یا حرام یا مشتبہ۔

۲۔ چونکہ ضلع ہذا میں بعض نو مسلموں نے اپنے ہندو باپ کی جائیداد سے از روئے قانون سرکاری ورثہ حاصل کر لیا لہذا زید مذکور اپنے باپ ہندو (جو کہ اس وقت زندہ ہے اور اپنے ہندو بیٹے کو اپنی جائیداد تملیک کرنا چاہتا ہے) پھر یہ دباؤ ڈال کر کہ میں آپ کی وفات کے بعد از روئے قانون سرکاری ضروری وارث ہو جاؤں گا تو آپ مجھے پورا حصہ نہ دیں ادھورا حصہ دیں مثلاً بجائے نصف حصہ کے ثلث دیں تو کیا یہ مصالحت جائز ہے اس لئے کہ اس میں ایک گونہ دباؤ ہے اور کیا ایسا دباؤ جائز ہے چونکہ کافر کسی مسلم کو کچھ مال تملیک کر دے تو شرعاً مسلم کو اس مال کا حاصل کرنا جائز ہے۔

لہذا صورت مذکورہ بالا میں جو کہ ایک گونہ دباؤ کی صورت ہے بطور مصالحت مال حاصل کرنا جائز ہے یا نہ یہ دوسری صورت یعنی بطور مصالحت کے زید مال حاصل کرے اس لئے اختیار کرتا ہے کہ اگر بنا بر مذہب رائج بطور ورثہ مال حاصل کرتے ہیں حلت مال میں کچھ شبہ ہو تو بطور مصالحت مذکورہ مال حاصل کرے۔

۳۔ عمر و ایک نو مسلم شخص از ہندو مذہب ہے اس نے ایک کثیر جائیداد جدی بموجب قانون گورنمنٹ اپنے ہندو باپ کے ورثہ سے حاصل کی ہے اب اس کی اولاد جو قبل از اسلام تھی یعنی ہندو اولاد

بھی از روئے قانون سرکاری عمر کے مرنے کے بعد ضروری ہے وارث ہوگی چونکہ عمر کی ہند و اولاد آریہ ہے جو کہ سخت ترین دشمنان اسلام سے ہے لہذا کیا عمر کو اس امر کی کوشش کرنا کہ کسی طرح اس کی ہند و اولاد اس کے مرنے کے بعد وارث نہ ہو واجب نہیں ہے جبکہ شرعاً کافر مسلم کا کسی صورت میں وارث نہیں ہو سکتا اور اس عدم کوشش سے کیا عمر و گنہگار نہیں ہے واضح رہے کہ عمر کی اس وقت دو مسلمان بیویاں دو مسلم بیٹے اور دو مسلم لڑکیاں صاحب اولاد ہیں عمر کی ہند و اولاد نے عمر کے ساتھ مقدمہ کیا حتیٰ کہ نوبت چیف کورٹ تک پہنچی قانون سرکاری یہ ہے کہ مورث کی جدی جائیداد یعنی وارث کے دادا کی جائیداد سے مسلم کافر کا اور کافر مسلم کا وارث ہو سکتا ہے اگرچہ مورث اپنے حین حیات میں اسے محروم کرنے کی وصیت بھی کر جائے یعنی اختلاف دینین موانع ارث نہیں۔ بینوا تر جروا۔

جواب..... (۱) مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا کما ہو مصرح فی کتب الفقہ والفرائض اور جب بدون استحقاق کافر کے ورثہ لیا تو حلال کیسے ہوگا۔

(۲) کافر اگر اپنی خوشی سے کسی کو دے دے تو حلال ہو جاتا ہے لیکن جب اس پر دباؤ ڈالا تو رضا مندی کہاں رہی پس یہ مصالحت معتبر نہیں ہے پس صورت جواز یہ ہے کہ ہندو باپ سے صاف صاف کہہ دے کہ گو قانوناً میں آپ کا وارث ہو سکتا ہوں مگر میرا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میں آپ کا وارث بنوں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ خوشی سے جو کچھ دینا چاہیں اپنی زندگی میں دیدیں اور مجھے وارث نہ بنائیں بلکہ یہ کہہ دو کہ میں نے اپنے نو مسلم بیٹے کو اپنی زندگی میں حصہ دے دیا ہے لہذا میرے بعد وارث نہ ہوگا اور ساتھ ہی یہ بھی کہے کہ یہ دینا اپنی خوشی پر ہے اگر آپ نہ دیں تو نہ میں قانونی چارہ جوئی کروں گا اور نہ ناخوش ہوں گا۔

۳۔ نمبر اسے معلوم ہوا کہ خود عمر وہی کو اس جائیداد میں سے میراث نہیں ملتی تو اس میں وہ تصرف کیسے کرے گا۔ واللہ اعلم۔ (امداد الاحکام ج ۳ ص ۶۱۳)

ولد زنا کا میراث میں کوئی حق نہیں

سوال..... ایک معزز مسلمان شخص کا ایک ہندو عورت سے ناجائز تعلق ہو گیا اور اسی کے نطفے سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو وہ لڑکا اس مسلمان کی جائیداد میں سے حصہ پائے گا یا نہیں؟

جواب..... اگرچہ یہ ثابت بھی ہو جائے کہ یہ بچہ مسلمان کے نطفے سے پیدا ہوا ہے لیکن شریعت کے احکام میں اس بچہ کا نسبت اس شخص سے ثابت نہ ہوگا کیونکہ اس مسلمان شخص کی دلی جو ہندو عورت کے ساتھ واقع ہوئی ہے زنا قرار پائے گا اور زنا میں نسب ثابت نہیں ہوتا بلکہ زنا کی سزا جاری ہوتی ہے

پس بچے کو اس شخص کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۴)

قریب کے ہوتے ہوئے بعید وارث نہ ہوگا

سوال..... زید لا ولد اور ضعیف العمر ہے بظاہر اولاد ہونے کی کوئی امید نہیں اس کے اقرباء میں ایک بیوی، تین بہنیں ایک مرحوم بھائی کی اولاد میں دو لڑکیاں، ایک لڑکا ایک مرحوم بہن کی اولاد میں ایک لڑکی اور تین مرحوم چچاؤں کی مختلف اولادیں ہیں بعد انتقال زید کا وارث کون ہوگا؟

جواب..... اگر زید کے وارث اس کے انتقال کے وقت یہ لوگ ہوں تو اس کی بیوی اور بہنیں اور بھتیجا وارث ہوں گے ان وارثوں کے سامنے بھتیجی، چچا اور بہن کی اولاد وارث نہ ہوگی۔

(کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۲)

بیوی، بھائی، بہن اور نواسوں میں تقسیم ترکہ

سوال..... ایک شخص مر گیا اس کے بعد عورت مر گئی ایک بھائی اور بہن حیات ہیں اور ایک مرحومہ بہن کی اولاد ہیں تو ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... شرعی حقوق کی ادائیگی کے بعد مرحوم کے مال کے چار حصے ہو گئے عورت کو ایک حصے ملے گا عورت مر گئی ہے تو اس کے ورثاء حق دار ہیں بقیہ تین حصوں میں سے بھائی کو دو حصے اور ایک حصہ بہن کو ملے گا مرحومہ بہن کی اولاد محروم رہے گی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۹۹)

چچا کی میراث میں بھتیجوں کا حق

سوال..... عمر و بکر دو بھائی ہیں عمرو کے یہاں پانچ بچے ہیں اور بکر کے ایک بچہ تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا تو بکر نے ایک لڑکا، بیوی والدین اور بھائی عمرو کو چھوڑا اب بکر کی بیوی کا نکاح ثانی عمرو سے ہوا اور اب اس سے پانچ بچے ہیں تو اب پانچ بچوں کو بکر کی میراث سے حصہ ملے گا یا نہیں؟

جواب..... بعد اداء حقوق باقی ماندہ ترکہ چوبیس سہام کر کے تین بیوہ، کو چار چار والد اور والدہ کو اور تیرہ بیٹے کو ملیں گے مرنے والے کے بھائی وغیرہ کو کچھ نہ ملے گا صورت مسئلہ یہ ہے۔

بیوی ۳، بیٹا ۱۳، والدہ ۴، والدہ ۴، بھائی محروم، بہن محروم، بھائی کی اولاد محروم۔

(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

وارث صرف ایک چچا ہے

سوال..... زید کا انتقال ہوا اس نے اپنا حقیقی چچا عمر اور دوسرا حقیقی چچا زاد بھائی بکر چھوڑا ترکہ زید کی تقسیم کس طرح ہے؟

جواب..... زید مذکور کی بیوی اولاد وغیرہ کوئی اور وارث بالکل نہ ہو تو کل ترکہ حقیقی چچا عمر کو ملے گا صورت مسئلہ یہ ہے حقیقی چچا عمر، حقیقی چچا زاد بھائی بکر محروم۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

نرینہ اولاد کے سبب بھائی محروم رہے گا

سوال..... زید نے بعد وفات بیوی دو لڑکے دو لڑکی اور ایک بھائی وارث چھوڑے زید نے جو ترکہ اپنا زر خرید چھوڑا کیا اس میں اولاد کے علاوہ بھائی کا بھی کوئی حق شرعی ہے؟

جواب..... کل ترکہ بعد اداء حقوق کے اڑتالیس سہام کر کے چھ بیوی، چودہ چودہ دونوں لڑکوں کو، اور سات سات ہر دو لڑکیوں کو ملیں گے اور محروم کی نرینہ اولاد کے سبب محروم کا بھائی میراث کے کسی حصے کا مستحق نہ ہوگا زر خرید اور غیر زر خرید کا کوئی فرق نہیں صورت مسئلہ یہ ہے۔ بیوی ۶، لڑکا ۱۳، لڑکا ۱۳، لڑکی ۷، لڑکی ۷ بھائی محروم۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

اولاد کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہوں گے

سوال..... زید کا انتقال ہوا اور ثناء میں ایک بیوی چار لڑکے دو لڑکیاں ایک بھائی اور دو بہنیں چھوڑیں متوفی کے ترکے سے مندرجہ بالا ورثاء کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

جواب..... صورت مسئلہ میں اخراجات ما تقدم علی الارث ادا کر نیکی بعد باقی ماندہ ترکہ اسی سہام کر کے دس بیوی کو، چودہ چودہ چار لڑکوں اور سات سات لڑکیوں کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے۔ بیوی ۱۰، لڑکا ۱۳، لڑکا ۱۳، لڑکا ۱۳، لڑکا ۱۳، لڑکی ۷، لڑکی ۷۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

بیٹیوں کو میراث سے محروم کرنا گناہ ہے

سوال..... بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ باپ کے ترکہ میں بیٹیوں کو حصہ نہیں دیا جاتا کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

جواب..... باپ کے مرنے کے بعد جس طرح بیٹے اس کی میراث میں ارث کے حقدار ہیں اسی طرح بیٹیاں بھی ترکہ میں شرعاً حقدار ہیں اور یہ حق ان کو اسلام نے دیا ہے اس لئے انہیں اس شرعی حق سے محروم کرنا ناجائز و حرام ہے۔

قال العلامة طاہر بن عبدالرشید البخاری: ولو وهب جميع ماله لابنته

جاز فی القضاء وهو اثم نص عن محمد هكذا فی العيون (خلاصة

الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۰۰ کتاب الهبة قبل الفصل الاول) قال العلامة

قاضی خان رحمہ اللہ: رجل وھب فی صحته کل المال للولد جاز فی القضاء ویکون آثمافیمما صنع. (فتاویٰ قاضیخان علی ہامش الھندیہ ج ۳ ص ۲۷۹ فصل فی ہبۃ الوالد لولده) ومثله فی الھندیہ ج ۵ ص ۳۹۱ الباب السادس فی الھبۃ الصغیر (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۴۰)

بھتیجا کی میراث میں چچا محروم رہے گا

سوال..... ایک شخص نے اپنے بھتیجے کو اس کا حق نہ ہوتے ہوئے کچھ جائیداد دی مگر بھتیجے کا انتقال ہو گیا اسکی بیوہ ماں بیوی اور بہن حیات ہیں اس ملکیت میں چچا ماں، بہن اور بیوی کے حقوق کتنے کتنے ہیں؟ جواب..... ظاہر سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ چچا نے اپنے بھتیجے کو کچھ مال و متاع دے کر اس پر قبضہ کر دیا تھا وہ مال بھتیجے کے تصرف میں تھا اب چچا زندہ ہے بھتیجے کا انتقال ہو گیا یہی صورت ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ تجمیز و تکلیفین، قرض و وصیت ادا کرنے کے بعد کل ترکہ کے تیرہ حصہ کئے جائیں گے ان میں سے چھ حصے بہن کو چار حصے ماں کو اور تین حصے بیوی کو دیئے جائیں گے چچا محروم رہے گا۔ صورت مسئلہ یہ ہے۔ ماں ۴، بیوی ۳، بہن ۶، چچا محروم۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

اخیانی بھائیوں کے محروم ہونے کی ایک صورت

سوال..... امام الدین نے ایک زوجہ، دو بیٹی، پانچ اخیانی بھائی اور پانچ چچا کے لڑکوں کے لڑکے چھوڑے تو ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ اکثر علماء بیٹی کی موجودگی میں اخیانی بھائیوں کو محروم کر کے ایسے عصبہ کو جو میت کے اصول و فروع میں سے نہیں ہیں دلاتے ہیں آیا یہ حق ہے یا نہیں؟ جواب..... صورت مسئلہ میں اخیانی بھائی قطعاً محروم ہیں اور اصحاب فروع سے بچے ہوئے ترکہ کے مستحق چچا کے لڑکے کے لڑکے ہیں اولاد کامیت سے ساقط ہو جانا حنفیہ کے یہاں متفق علیہ ہے اور بصورت سقوط وہ اس صورت واقعہ میں صاحب فرض نہیں ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۰۴)

پوتوں کے ہوتے ہوئے بھتیجے حق دار نہیں

سوال..... عبدالکریم و حاجی احمد یہ دونوں بھائی ہیں اور ہر ایک کے ایک ایک لڑکا ہے عبدالکریم کا محمد علی اور حاجی احمد کا صالح احمد عبدالکریم کا انتقال ہو گیا اس کے لڑکے علی محمد کی پرورش چچا حاجی احمد کے پاس ہوئی اور صالح احمد غنی تھا اس نے اپنی جائیداد اپنی اولاد اور باپ حاجی احمد کے درمیان تقسیم کر دی تھی اب سوال یہ ہے کہ حاجی احمد کے پوتا پوتی و بھتیجا موجود ہیں اب وہ حصہ

جو لڑکے کی طرف سے پہنچا ہے اس میں سے از روئے شریعت اس کے بھتیجے کو پہنچ سکتا ہے یا نہیں؟
جواب..... پوتوں کے موجود ہونے کی صورت میں بھتیجے حق دار نہیں ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۸۹)

لڑکے ہوتے ہوئے پوتا حقدار نہیں

سوال..... زید کی دو بیویاں تھیں پہلی بیوی اور اس کا ایک فرزند رحلت کر گئیں فرزند کا ایک لڑکا اور بیوی انتقال کر گئی فرزند غائب لڑکا اپنے نانا کے یہاں پرورش پایا زید کا حصہ اس کے فرزند کو مل سکتا ہے یا نہیں؟ دادار حلت کر چکا ہے اس کی ملکیت میں پوتے کا حصہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟
جواب..... جبکہ اس پوتے کا باپ یعنی متوفی کا بیٹا زندہ ہے تو لڑکا حق دار ہے پوتا حق دار نہیں لڑکا غائب ہے تو اس کا حصہ محفوظ رکھا جائے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۸۳)

مدت گزر جانے پر بھی ترکہ باطل نہیں ہوتا

سوال..... ایک شخص کے انتقال کو پچاس سال گزر گئے اس کی جائیداد ورثاء کے پاس ہے وارثوں میں ایک لڑکا بیرون ملک ہے اب وہ اپنا حصہ طلب کرتا ہے تو آیا وہ حق دار ہے یا نہیں؟
پچاس سال کے بعد اس کا مطالبہ درست ہے یا نہیں؟

جواب..... جب یہ لڑکا اپنے باپ کا بیٹا ہے تو یہ اس کا وارث ہے اپنا حق وصول کر سکتا ہے
مدت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے اس کا حق باطل نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ رحمیہ ج ۲ ص ۲۵۸)

ولی عہد کو میراث ملے گی یا نہیں

سوال..... اسلام کے قانون کے مطابق ولی عہد بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس کو میراث ملے گی یا نہیں؟
جواب..... ولی عہد کا بنانے کا تو حق ہے مگر اسے حق وراثت نہیں ملے گا حق وراثت صرف اس کو ملے گا جس کو شریعت نے وارث بنایا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۳۹۹)

عاریتاً میراث دینے کی ایک صورت کا حکم

سوال..... زید نے اپنی حیات میں عاریتاً اپنے چار بیٹے اور ایک نواسی اور ایک نواسی کو تقسیم ترکہ نامزد کر دیا اب زید کی موجودگی میں لڑکی کا انتقال ہو گیا لڑکی کا خاوند اس میں سے کتنے کا مستحق ہے؟
جواب..... عاریتاً تقسیم ترکہ نامزد کرنے کا کیا مطلب ہے؟ اگر اس سے مراد وصیت ہے یعنی زید نے وصیت کی ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرا ترکہ اس طرح تقسیم کرنا شب تو یہ وصیت

ہی ناجائز ہے کیونکہ اس میں ورثہ کے لئے وصیت ہے البتہ نواسا چونکہ اس صورت میں وارث نہیں اس کے لئے وصیت درست ہے مگر اس کا نفاذ زید کے مرنے پر ہوگا۔

جس لڑکی کا انتقال ہو گیا ہے اس کے حق میں جس قدر وصیت کی ہے وہ زید ہی کی ملک ہے لڑکی کی ملک نہیں لہذا لڑکی کے شوہر کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا ہاں جو کچھ ترکہ مملوکہ لڑکی نے چھوڑا ہے اس میں اس کے شوہر کا بھی حصہ ہے۔

اگر تقسیم ترکہ نامزد کرنے سے مراد یہ ہے کہ باقاعدہ تقسیم کر کے ہر ایک کے حصے پر اس کا قبضہ کر دیا ہے تو لڑکی کے ترکہ مملوکہ کے ساتھ اس میں بھی میراث جاری ہوگی اور شوہر کو بھی حصہ ملے گا اگر تقسیم کر کے قبضہ نہیں کرایا تو یہ ہیبت نام نہیں ہوا اور لڑکی کی ملک اس پر ثابت نہیں ہوئی پس شوہر کو اس میں حصہ نہیں ملے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۴۴)

میراث کا ایک مسئلہ

سوال..... زید کا انتقال ہو گیا اور ایک برادر زادہ ایک نواسا ایک نواسی ایک پوتا دو پوتی چھوڑیں اور زید کے بھائی اور نواسا نواسی کی ماں یعنی زید کی لڑکی اور پوتا پوتی کے باپ یعنی زید کے لڑکے کا انتقال زید کے سامنے ہی ہو گیا تھا تو اب ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد کل ترکہ چار سہام پر منقسم ہوگا دو سہام پوتے کو اور ایک ایک ہر پوتی کو مل جائے گا اور باقی محروم رہیں گے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۴۰۰)

میراث کا ایک مسئلہ

سوال..... زید کا انتقال ہو گیا ورثاء یہ ہیں بہن حقیقی رابعہ تین بھتیجیاں زینب فاطمہ کلثوم جن کا باپ اور کلثوم زید کے سامنے ہی فوت ہو گئے تھے صرف کلثوم کی ایک لڑکی موجود ہے اور زید کا ایک برادر زادہ بکر ہے اس کے باپ کا بھی زید کے سامنے انتقال ہو گیا تھا اور زید کی ایک زوجہ خدیجہ ہے جس کو ترکہ کا آٹھواں حصہ مل گیا اب بقیہ ترکہ ان تمام ورثاء میں کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... وراثت میں مقدم حقوق ادا کرنے اور رفع موانع کے بعد زید کے ترکہ کے دو حصے کر کے ایک حصہ بہن کو اور ایک حصہ برادر زادے کو دیا جائے اور بقیہ ورثاء محروم ہو گئے۔

(فتاویٰ عبدالحی ص ۳۹۱)

میراث کا ایک مسئلہ

سوال..... زید نے مندرجہ ذیل وارث چھوڑے اب ترکہ کتنے سہام پر تقسیم ہوگا؟ ایک زوجہ

دو لڑکیاں ایک اخیانی بھائی ایک ماں۔

جواب..... ادائے حقوق مقدمہ کے بعد کل ترکہ ستائیس سہام پر تقسیم ہوگا؟ تین سہام زوجہ کو اور آٹھ آٹھ ہر ایک لڑکی کو چار ماں کو اور چار اخیانی بھائی کو ملیں گے۔

نوٹ: جواب میں کچھ تسامع ہے کیونکہ دختر کی موجودگی میں اخیانی بھائی محروم ہوتا ہے لہذا کل ترکہ چالیس سہام پر تقسیم ہوگا پانچ زوجہ کو اور چودہ چودہ ہر ایک لڑکی کو اور سات ماں کو ملیں گے اور اخیانی بھائی محروم رہے گا۔ (فتاویٰ عبدالحی ۳۹۳)

مسئلہ تقسیم وراثت

سوال..... زید محروم نے مندرجہ ذیل وراثہ چھوڑے۔ بیوی دختران ۳ پسر بیوہ پسر دوم دختران محروم بیوہ پسر خورد نے اپنے حصے کی رقم میرے پاس امانت رکھی اور چھ ماہ بعد فوت ہو گئی اب سوال یہ ہے کہ اگر بیوہ شروع تقسیم میں محروم الارث تھی تو اب اس رقم کی تقسیم ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور زید کا ترکہ کس طرح تقسیم ہونا چاہئے۔

جواب..... بیوی ۱/۵ دخترے دخترے پسر کلاں ۱۳ زوجہ پسر خورد فوت شدہ محروم۔ صورت مسئلہ میں مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد زید کا ترکہ چالیس سہام پر منقسم ہو کر حسب تفصیل ہر وارث کو پہنچتا ہے اور چھوٹے لڑکے کی بیوی اس کے ترکے سے شرعاً محروم ہے پس چونکہ چھوٹے لڑکے کی بیوی نے مال مذکور بغیر حق شرعی کے پایا ہے اس لئے مستحقین پر اس کا رد کرنا جب کہ وہ معلوم بھی ہیں ضروری ہے اور اس کے اولیاء و وارثین پر ضروری ہوگا کہ اس کو مستحقین پر رد کر دیں۔ صورت مذکورہ میں جو ایک ثلث جناب کے پاس امانت ہے وہ لڑکیوں کو دے دیں کیونکہ متوفی کی بیوہ کے پاس اس کے حصے سے بہت زائد پہنچ چکا ہے اور اس کے لڑکے کو بھی ایک ثلث قریب اس کے حصے کے مل گیا ہے اور تینوں لڑکیوں کا حصہ اس کے ترکے میں نصف سے زائد ہے تو ثلث ان کے حصے سے بہت کم ہے لہذا یہ ثلث ان لڑکیوں کو دیدیا جائے۔ (فتاویٰ مظاہر علوم ج ۱ ص ۲۲۲)

بیوہ بھائی تین بہنوں کے درمیان جائیداد کیسے تقسیم ہوگی؟

سوال..... میرا دوست تھا اس کا انتقال ہو گیا اس کی کوئی اولاد نہیں ہے آپ سے یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ اسلام کے مطابق اس کی جائیداد و مال کی کس طرح تقسیم ہوگی؟ اس کی ایک بیوی ہے ایک سگا بھائی تین سگی بہنیں اور ایک سگا چچا بھی ہے اس میں کس کس کا کتنا حق ہے؟

اور کس کا بالکل حق نہیں ہے؟ جو اس نے زیور سونا چھوڑا ہے اس پر صرف بیوی کا حق ہے یا اس کو بھی جائیداد و مال میں شامل کر کے تقسیم کیا جائے؟

جواب..... ادائے قرض و نفاذ وصیت کے بعد مرحوم کی جائیداد میں حصوں میں تقسیم ہوگی ان میں پانچ حصے بیوہ کے ہیں چھ بھائی کے اور تین تین بہنوں کے چچا کو کچھ نہیں ملے گا زیور اگر بیوی کے مہر میں دے دیا تھا تو اس کا ہے ورنہ ترکہ میں شامل ہوگا۔

بیوہ والدہ اور بہن بھائیوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

سوال..... ہمارے بڑے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے مرحوم نے لواحقین میں والدہ ۴ بھائی ۴ بہنیں شادی شدہ بیوہ اور ایک سوتیلی بیٹی شادی شدہ خوش حال چھوڑی ہے جناب سے عرض ہے کہ مرحوم کا ترکہ وارثین میں شریعت اور قانون کے مطابق کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟ تحریر فرما دیں جبکہ مرحوم پر قرضہ بھی ہے اور جائیداد کا کچھ حصہ شراکت میں شامل ہے۔

جواب..... سب سے پہلے مرحوم کا قرضہ ادا کیا جائے (اگر بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ بھی قرضے میں شامل ہے اور وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کا ادا کرنا لازم ہے) اس کے بعد مرحوم نے کوئی وصیت کی ہو تو تہائی مال میں اس کو پورا کیا جائے ادائے قرض و نفاذ وصیت کے بعد مرحوم کا ترکہ ۱۴ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں ۳۶ بیوہ کے ۲۴ والدہ کے ۱۴ چاروں بھائیوں کے اور ۷ چاروں بہنوں کے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۳۶۰)

خنثی مشکل ترکہ کی تقسیم

سوال..... ایک خنثی ہے یعنی اس میں عورت و مرد دونوں کی علامتیں ہیں اس نے مرد ہونے کی حیثیت سے شادی کی اور اس سے لڑکا پیدا ہوا اور اسی خنثی کے ساتھ ایک مرد نے شادی کی اور خنثی کے بطن سے بھی لڑکا پیدا ہوا پھر خنثی کا انتقال ہوا اب دونوں لڑکے دعویٰ کرتے ہیں ایک کہتا ہے کہ میت میرا باپ تھا لہذا اس کا ترکہ مجھ کو ملنا چاہئے ایسی صورت میں خنثی کا ترکہ کس کو ملے گا؟ اور ایسا واقعہ ممکن ہے یا نہیں؟

جواب..... ایسا واقعہ ممکن ہے عبدالنبی احمد نگری حواشی فرائض شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے باوثوق ذریعے سے سنا ہے کہ نصیر طوسی کو مرد و عورت دونوں کی شرمگاہیں تھیں اور وہ دونوں سے لطف اٹھاتا تھا اور اس کو ایک طویل القامت اور قریب بدن والے شخص سے عشق تھا جو اس کے

ساتھ شب و روز مشغول رہتا تھا اور خود اس کی بھی بیوی تھی جس سے وہ ہم صحبت ہوتا تھا۔

نیز الاشباہ میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس ایک واقعہ پیش ہوا کہ علمائے وقت اس کے حل کرنے سے عاجز آ گئے وہ یہ کہ ایک شخص خنثی ہے اس کو عورتوں کی شرمگاہ بھی ہے اور مردوں کی سی بھی خنثی کے ساتھ دخول کیا گیا تو اس سے لڑکا پیدا ہوا پھر اس خنثی نے بھی ایک باندی سے وطی کی تو اس سے بھی بچہ پیدا ہوا اس کی شہرت ہو گئی تو یہ واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے لے جایا گیا خنثی سے سوال کیا تو اس نے بتایا کہ اس کو حیض بھی آتا ہے اور وہ وطی بھی کرتا ہے اور اس سے وطی بھی کی جاتی ہے اور اس کے دونوں راستوں سے خواہش بھی ہوتی ہے اس کو خود بھی حمل ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سے بھی حمل کا استقرار ہوتا ہے۔

لوگ اس کے جواب میں حیران ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام برقاء اور قمبر کو حکم دیا کہ اس خنثی کو لے جاؤ اور اس کی پسلیاں شمار کرو اگر پسلیاں دونوں جانب برابر ہوں تو یہ عورت ہے اور اگر بائیں جانب کم ہوں تو یہ مرد ہے شمار کیا گیا تو بائیں جانب کم پسلیاں نکلیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے مرد ہونے کا فتویٰ دیا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا تو مرد کی بائیں جانب کی ایک پسلی کم ہو گئی اور عورت میں پوری چوبیس پسلیاں باقی رہیں اور مرد میں ایک کم ہو کر بائیں جانب گیارہ اور دائیں جانب بارہ رہ گئیں کل پسلیاں چوبیس ہیں۔

صورت مسئلہ میں اگرچہ کسی طریقے پر بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ خنثی عورت ہے یا مرد پھر بھی اس کا ترکہ دونوں لڑکوں کو برابر دیا جائے گا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۴۰۰)

سوتیلے بیٹے کی میراث کا حکم

سوال..... ایک شخص نے کسی بیوہ عورت سے شادی کی جبکہ بوقت نکاح اس عورت کا مرحوم شوہر سے ایک بیٹا بھی تھا جس نے اس آدمی کے گھر میں پرورش پائی اور وہ بھی اس کو اپنا بیٹا سمجھتا رہا اب یہ آدمی فوت ہو گیا ہے تو کیا یہ لڑکا اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ میراث میں شریک ہو گا یا نہیں یا در ہے کہ اس لڑکے کے یہ بھائی اس کی ماں (یعنی اس عورت کے دوسرے شوہر) سے ہیں؟

جواب..... چونکہ مرحوم اور اس کے سوتیلے بیٹے کے درمیان کوئی موجب میراث رشتہ نہیں اس لئے مرحوم کا ترکہ اس کے حقیقی بیٹوں کا ہے اور یہ لڑکا میراث سے محروم رہے گا۔

قال العلامة الموصلي: ويستحق الارث برحم ونكاح وولاء (الاختيار لتعليل المختار ج ۵ ص ۸۶۰ كتاب الفرائض) وفي الهندية: ويستحق الارث باحدى خصال ثلاث بالنسب وهو القرابة والسبب وهو الزوجية والولاء. (الفتاوى الهندية ج ۶ ص ۴۴۷ كتاب الفرائض الباب الاول) فتاوى حقانيه ج ۶ ص ۵۳۷.

ذوی الفروض

ذوی الفروض کی تعریف

سوال..... ذوی الفروض کا کیا مطلب ہے؟

جواب..... ذوی الفروض وہ ہوتے ہیں جن کا حصہ کتاب اللہ میں مقرر ہو یا حدیث رسول میں یا اجماع امت سے ثابت ہو عالمگیری میں ہے ہم کل من كان له سهم مقدر في كتاب الله تعالى اوفى سنة رسوله صلى الله عليه وسلم او بالاجماع كذا في الاختيار (ج ۶ ص ۴۴۷) (منهاج الفتاوى غير مطبوعه)

باپ کسی بھی صورت میں محروم نہیں ہوتا

سوال..... اگر کسی صورت میں باپ عصہ ہو اور اصحاب فرائض کو حصہ دینے کے بعد کچھ نہ بچتا ہو اور عول کی گنجائش ہے تو کیا مسئلے کو عول کر کے باپ کو حصہ دیں گے یا محروم ہو جائے گا؟ یا یہ صورت ہے کہ باپ فرض کا بھی مستحق ہے اور تعصیب کا بھی؟ مسئلے میں اصحاب فرائض کو حصہ مل گیا باپ نے بھی اپنا حصہ پالیا اور مسئلے میں عول کی گنجائش ہے؟ تو کیا عول کر کے باپ کو تعصیب بھی دیا جائے گا؟ یا فرض پر اکتفا کر کے تعصیب سے معدوم کر دیا جائے گا؟

جواب..... باپ اگر کسی صورت میں عصہ نہ ہو تو وہ ذوی الفروض میں ضرور ہوگا یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ عصہ ہو نہ ذی فرض ہو اس کا ذی فرض ہونا تو منصوص ہے پھر کبھی اس کے ساتھ وہ عصہ بھی ہو جاتا ہے کبھی عصہ محض رہتا ہے لیکن معدوم نہیں ہوتا پس یہ سوال بے محل ہے کہ اصحاب فروض کو دینے کے بعد باپ کے لئے کچھ نہ بچے کیونکہ وہ خود بھی اصحاب فرض میں سے ہے اس کا فرض دینے کے لئے ضرورت پیش آنے پر عول بھی کیا جائے گا۔ مثلاً مسئلہ ۱۵:۱۲

زوج ۳ بنت ۲ بنت ۲ ام ۲ اب ۲۔

یہاں اصل مسئلہ بارہ سے عول کر کے عول پندرہ سے کیا گیا ہے باپ کو معدوم نہیں کیا گیا باپ کو جس صورت میں عصبہ محض قرار دیا گیا وہ ایسی صورت میں ہے کہ اصحاب فرائض سب لے لیں اور باپ کے لئے کچھ نہ بچے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۵۲۴)

زوج اور زوجہ کی میراث کتنی ہے؟

سوال..... شوہر کے مال میں سے بیوی کو اور بیوی کے مال میں سے شوہر کو کتنا ملتا ہے؟

جواب..... شوہر کی کوئی اولاد یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا وغیرہ میں کوئی موجود ہو (اولاد اس بیوی سے ہو خواہ دوسری بیوی سے) تو مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد جو مال بچے اس کا ثمن (۲ ٹھواں حصہ) بیوی کو ملے گا ایک سے زائد عورتیں ہوں تب بھی ثمن ملے گا باہم برابر تقسیم کر لیں مثالیں

۱۔ مسئلہ ۸ زید۔ زوجہ ابن ۷۔ مسئلہ ۱۶ زوجہ ازوجہ بنت ۸ خ ۶..... ۳۔ مسئلہ ۲۴ زید۔ زوجہ ازوجہ ازوجہ پوتا ۲۱۔ ۳..... مسئلہ ۳۲ زید زوجہ ازوجہ ازوجہ پوتی ۱۶ بھائی ۱۲۔ اگر اولاد میں کوئی نہ ہو تو بیوی کو چوتھا حصہ ملے گا ایک سے زائد عورتیں ہوں تب بھی چوتھائی ملے گا باہم مساوی تقسیم کر لیں۔

مثالیں ۱۔ مسئلہ ۴ زید زوجہ ازوجہ ۳ خ ۲۔ ۸۔ مسئلہ زوجہ ازوجہ بھائی ۶..... ۳۔ مسئلہ ۱۲ زید زوجہ ازوجہ ازوجہ ازوجہ ۹ خ ۴۔ مسئلہ ۸ زوجہ ازوجہ بھائی ۶۔ ۴۔ مسئلہ ۱۶ زوجہ ازوجہ ازوجہ ازوجہ بھائی ۱۲ اسی طرح زوجہ کی اولاد میں بیٹا، بیٹی وغیرہ ہوں (اس شوہر سے ہو یا پہلے شوہر سے) تو حقوق مقدمہ کے بعد جو مال بچے اس کا چوتھا حصہ خاوند کو ملے گا مثال۔ مسئلہ ۴ مرحومہ زوجہ ابن ۲ بنت ۱ اگر اولاد میں کوئی نہ ہو تو خاوند کو نصف ملے گا مثال مسئلہ ۲ زوجہ ازوجہ ۱۔ (فتاویٰ رحمیہ ج ۲ ص ۲۵۷)

سوتیلی ماں کے ترکہ میں کتنا حق ہے؟

سوال..... زید کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور زید کے والد نے دوسری شادی کر لی لڑکے کی والدہ جو میکہ سے سامان لائی تھی زیور سامان وغیرہ اس میں لڑکے کا کتنا حق ہے؟ اور لڑکے کے والد صاحب کا کتنا حق ہے؟

۲۔ زید کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور پہلی بیوی سے ایک ہی لڑکا ہے والد صاحب نے دوسری شادی کر لی بیوی کے کوئی اولاد ہے تو زید کی جو جدی زمین ہے اور سامان وغیرہ میں زید کا کتنا حصہ ہے جو کہ پہلی بیوی سے نہیں ان کا اور جو دوسری بیوی سے ہے ان کا کتنا حصہ ہے؟

جواب..... سامان جہیز کی مالک عورت ہی ہوتی ہے اس کے انتقال پر اس کا ورثاء میں باصول شرع تقسیم کرنا ہوگا صورت مسئلہ میں صرف ایک شوہر اور ایک لڑکا وارث ہیں چوتھائی اس کے شوہر کو اور باقی سب لڑکے کو ملے گا اور کسی کی زندگی میں اولاد کا حصہ میراث نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

ایک زوجہ اور ایک دختر میں تقسیم ترکہ

سوال..... زید نے ایک بیوی اور ایک دختر یک سالہ چھوڑی، تقسیم ترکہ کیسے ہو؟

جواب..... زوجہ زید کو اس کا پورا مہر ملے گا اور پھر اسی ترکہ کے میں سے بقیہ میراث آٹھواں حصہ ملے گا اور باقی اس کی لڑکی کا حق ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۰۲)

وارث صرف دو لڑکیاں ہیں

سوال..... زینب کا انتقال ہوا اور دو لڑکیاں دو بھانجے اور تین دیور چھوڑے، کس کو کتنا ملے گا؟

جواب..... مسماۃ کے باپ دادا وغیرہ کی اولاد میں سے کوئی بھی عصبہ موجود نہ ہو تو تقسیم ترکہ کی یہ صورت ہوگی کہ بعد اداء حقوق باقی مال دونوں لڑکیوں میں برابر تقسیم ہوگا، بھانجوں وغیرہ کو کچھ نہ ملے گا۔

(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

شوہر، دو لڑکی اور والدین

سوال..... ایک عورت نے انتقال پر شوہر دو بچیاں اور والدین چھوڑے، شوہر اس کا مہر ادا کرنا چاہتا ہے کیا صورت ہوگی؟

جواب..... مہر ہی نہیں بلکہ متوفیہ کی کل املاک شرعاً تقسیم ہونا ضروری ہیں پس کل املاک بعد اداء حقوق پندرہ سہام کر کے تین سہام شوہر کو اور چار چار ہر ایک لڑکی اور دو والدین کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

مسئلہ ۱۲ نمبر ۱۵ زوج ۳ لڑکی ۴ لڑکی ۲ باپ ۲ ماں ۲

لڑکا اور لڑکی وارث ہوں تو تقسیم کس طرح ہوگی؟

سوال..... حضرت مولانا فتح محمد صاحب تھانویؒ کے انتقال پر ان کے پسماندگان میں صرف ان کی ایک لڑکی جنت النساء ہی ہے بیوی والدین، تایا، چچا اور ان کی اولاد میں سے بھی کوئی نہیں، پھر اس لڑکی نے اپنے انتقال پر ایک لڑکا محمد ادریس، اور ایک لڑکی صغریٰ چھوڑی، باقی ایک لڑکی امت النساء اور ایک لڑکے محمد یوسف کی اولاد یعنی پوتے نواسے چھوڑے تقسیم شرعی سے مطالبہ فرمائیں؟

جواب..... صورت مسئلہ میں (وہ حقوق جو وراثت پر مقدم ہیں یعنی تجہیز و تکفین ادا)

قرض وصیت تہائی مال میں سے پوری کرنے کے بعد) کل ترکہ تین حصہ کر کے دو حصے لڑکے محمد اور لیس کو اور ایک حصہ لڑکی صغریٰ کو دیا جائے گا صورت مسئلہ یہ ہے حضرت مولانا فتح محمد صاحب مسئلہ ۳، جنت النساء، جنت النساء، محمد اور لیس ۲، صغریٰ ۱ پوتے محروم، نواسے محروم۔

(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

چار لڑکے، دو لڑکیاں اور شوہر میں تقسیم میراث

سوال..... زید کی بیوی کا انتقال ہوا مرحومہ کی کچھ جائیداد ہے اور مرحومہ کے چار لڑکے، دو لڑکیاں اور ایک شوہر ہے تقسیم میراث کیسے ہوگی؟

جواب..... صورت مسئلہ میں کل اخراجات کے بعد کل ترکہ زیور، برتن، کپڑے اور دیگر سامان اور مہر باقی ہو تو وہ بھی، غرض متوفیہ کی کل، املاک چالیس سہام کر کے دس سہام شوہر کو اور چھ سہام ہر ایک لڑکے اور تین تین ہر دو لڑکیوں کو ملیں گے بشرطیکہ والدین وغیرہ کوئی اور وارث موجود نہ ہو۔ صورت مسئلہ یہ ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

مسئلہ ۴۰، زوج ۱۰، لڑکا ۶، لڑکا ۶، لڑکا ۶، لڑکا ۶، لڑکی ۳، لڑکی ۳۔

شوہر اور باپ دو لڑکی میں تقسیم ترکہ

سوال..... صورت مسئلہ یہ ہے شوہر باپ دو لڑکی رقم چار سو ہے ہر ایک کا حصہ کتنا ہے؟

جواب..... میراث صرف نقدی ہی میں منحصر نہیں بلکہ میت کی جملہ املاک میں حکم میراث جاری ہوتا ہے صورت مسئلہ میں بعد اداء حقوق باقی ماندہ ترکہ تیرہ سہام کر کے تین شوہر کو آٹھ لڑکیوں کو اور دو متوفیوں کے والد کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے شوہر ۳، بنت ۴، بنت ۴، والد ۲۔

(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

بیوہ، چار لڑکوں اور چار لڑکیوں کے درمیان جائیداد کی تقسیم

سوال..... میرے بہنوئی کا دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہو گیا مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ، دو شادی شدہ لڑکیاں دو غیر شادی شدہ لڑکیاں اور چار لڑکے چھوڑے ہیں ان میں مبلغ دو لاکھ روپیہ نقد کس طرح سے تقسیم کیا جائے گا؟

جواب..... مرحوم کا ترکہ ادائے قرض اور نفاذ وصیت از تہائی مال کے بعد ۲۸۸ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ۳۶ بیوہ کے ۴۲، ۴۲ چاروں لڑکوں کے ۲۱، ۲۱ چاروں لڑکیوں کے، نقشہ حسب ذیل ہے۔ بیوہ ۳۶، لڑکا ۴۲، لڑکا ۴۲، لڑکا ۴۲، لڑکا ۴۲، لڑکا ۲۱، لڑکا ۲۱، لڑکا ۲۱، لڑکا ۲۱۔

بیوہ بیٹا اور تین بیٹیوں کا مرحوم کی وراثت میں حصہ

سوال..... میرے رشتے کے ایک ماموں ہیں انکے والد چند ماہ قبل انتقال کر گئے اور ترکہ میں کچھ نقدی چھوڑی میرے ماموں اکیلے بھائی ہیں اور انکی تین بہنیں اور والدہ ہے ترکہ کی تقسیم کس طرح ہوگی؟
جواب..... اس ترکہ کے چالیس حصے ہوں گے پانچ حصے آپ کے ماموں کی والدہ کے چودہ حصے خود انکے اور سات سات سات تینوں بہنوں کے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶ ص ۳۲۶)

اخت کے ذوی الفروض ہونے کی ایک صورت کا حکم

سوال..... ایک مسئلے میں یہ وارث ہیں زوج، ام، اخت، لاب، وام، اخ، لاب، ان میں زوج اور ام کا حصہ نصف اور سدس ظاہر ہے لیکن پھوپھی اور خالہ میں تردد ہے کہ یہ چچا کے ساتھ عصبہ ہیں یا ذی فرض ہو کر نصف کی مستحق ہیں؟ اور دوسری صورت میں کیا چچا ساقط ہے؟ سراجی میں ذات قرابتین سے ذات قرابت واحدہ کو ساقط کیا ہے مگر مثال میں یہ شرط لگائی ہے کہ بہن عصبہ ہو اور یہاں عصبہ ہونا ثابت نہیں سوا اس تردد کا کیا حل ہے؟

جواب..... یہاں اخت ذی فرض ہے اور اخ عصبہ ہے اور اس سے ساقط نہیں مگر مسئلہ عائد ہے اہل فرض سے کچھ بچا نہیں اس لئے اخ محروم ہو گیا سراجی کے کلیات سے یہ حکم ظاہر ہے مگر شریفیہ میں اس کا جزئیہ بھی مذکور ہے۔ واذالم تصر (الاخت لاب وام) عصبۃ بل کانت ذات فرض فلها فرضها والباقي للاخ لاب الخ (ص ۳۹) امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۳۵۷

اخیا فی بہن اور بھائی میں تقسیم ترکہ

سوال..... ایک شخص مرحوم کے وارثوں میں صرف ایک اخیا فی بھائی اور ایک اخیا فی بہن ہے ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... ان کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو نہ باپ، دادا، پردادا، لڑکا، لڑکی، نہ پوتا پوتی اور نہ عصبات و ذوی الفروض میں سے کوئی ہو تو ان کی کل مال ہو ملکیت کے دو حصے ہوں گے ایک حصہ اخیا فی بھائی کو اور ایک حصہ اخیا فی بہن کو ملے گا قاعدے کے اعتبار سے ان دونوں کو مرحوم کے کل ترکہ کا ثلث (تہائی حصہ) ملتا ہے مگر چونکہ کوئی دوسرا وارث موجود نہیں ہے اس لئے بقیہ دو حصے بھی ان دونوں پر رد ہوں گے نیز یہ بھی خیال رہے کہ اخیا فی بھائی بہنوں میں للذکر مثل حظ الانثیین کا قاعدہ نہیں ہے اخیا فی بھائی بہنوں کو برابر ملتا ہے۔

دوسو سولہ سہام پر تقسیم ترکہ کی ایک صورت

سوال..... سعید کا انتقال ہوا جس کے والد والدہ بیوی چار لڑکے اور ایک لڑکی موجود ہیں مرنے والے کے ترکہ میں سے کس کا کتنا حق ہوتا ہے؟

جواب..... بعد ادائے حقوق متقدمہ کل مال کے دوسو سولہ سہام کر کے بیوی کو ستائیس چار بیٹوں کو چھبیس چھبیس اور بیٹی کو تیرہ ملیں گے اور چھتیس چھتیس والدین کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے۔ بیوی ۲۷ بیٹا ۲۶ بیٹا ۲۶ بیٹا ۲۶ بیٹی ۱۳ والد ۳۶ والدہ ۳۶۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

صرف لڑکیاں ہی ہوں تو وہی میراث کی مستحق ہیں

سوال..... زید کی دو عورتیں تھیں پہلی عورت سے ایک لڑکی دوسری عورت سے دو لڑکیاں اب تینوں لڑکیاں عاقل و بالغ ہیں ماں باپ فوت ہو چکے ہیں اب زید کی ملکیت ان لڑکیوں میں کس طرح تقسیم کی جائے مثلاً زید کی ملکیت تین ہزار روپے تھے تو ہر لڑکی کو کتنی رقم ملے گی؟

جواب..... زید کی تینوں لڑکیاں حق میراث میں برابر ہیں اگر بیویوں کے مہر ادا یا معاف ہو چکے ہیں تو ہر لڑکی کو ایک ایک ہزار روپیہ دیا جائے جبکہ کوئی اور وارث نہ ہو۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۱۴)

لڑکا نہ ہو تو ترکہ پوتوں کو ملے گا

سوال..... ایک بیوہ نے عقد ثانی کیا سابق شوہر سے ایک لڑکا بھی اس کے ساتھ نئے شوہر کے یہاں آیا نئے شوہر کے سابقہ زوجہ سے دو لڑکے ہیں اول شوہر کا انتقال ہوا پھر گیلڑ کا پھر مسماۃ فوت ہوئی شوہر کے مال پر اس کے دونوں لڑکے جو پہلی زوجہ سے ہیں قابض ہیں تو کیا گیلڑ لڑکے سے جو مسماۃ کے دو پوتے ہیں وہ دادی کے اس حصے میں سے جو دوسرے شوہر کے مال میں سے اسے مل سکتا ہے کچھ طلب کرنے کے حقدار نہیں؟ مسماۃ کا مہر بھی شوہر کے ذمے ہے؟

جواب..... دوسرے شوہر کے مال میں سے مسماۃ کو جو حصہ ملا ہے وہ اس کے دونوں پوتوں کو ملے گا مسماۃ کے مہر کے بھی وہی دونوں پوتے حق دار ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۵)

چار بیویوں کا خاوند کے ترکہ میں حصہ شرعی

سوال..... ایک شخص کی چار بیویاں ہیں اور اس کی وفات کے بعد چاروں زندہ ہیں تو کیا ہر ایک کو خاوند کے ترکہ سے آٹھواں حصہ ملے گا یا سب کا حصہ شرعی آٹھواں ہے جو ان میں برابر تقسیم کیا جائیگا؟

جواب..... اسلام نے اولاد کی موجودگی میں بیوی کے لئے آٹھواں حصہ مقرر کیا ہے چاہے

کسی کی ایک بیوی ہو یا زیادہ اور اگر اولاد نہ ہو تو ۴/۱ حصہ اس کے لئے مقرر ہے۔ اس لئے صورت مسئلہ میں مرحوم کی کل جائیداد کا ۸/۱ حصہ اس کی چاروں بیواؤں میں برابر تقسیم کیا جائے گا اور باقی ترکہ مرحوم کی اولاد اور دوسرے ورثاء کو دیا جائے گا۔

قال العلامة السبجاءوندى: اما للزوجات فحالتان الربع للواحدة فصاعداً عند عدم الولد وولد الابن وان سفل والثلث مع الولد وولد الابن وان سفل (السراجى ص ۷/۸ باب معرفة الفروض) وفى الهندية: وللزوجة الربع عند عدمهما والثلث مع احدهما والزوجات والواحدة يشتركن فى الربع والثلث وعليه الاجماع. (الفتاوى الهندية ج ۲ ص ۲۵۰ الباب الثانى فى ذوى الفروض) ومثله فى الاختيار لتعليل المختار ج ۵ ص ۸۶۰ كتاب الفرائض. (فتاوى حنائى ج ۲ ص ۵۳۶)

تقسيمات و تصحيحات

زندگی میں تقسیم ترکہ کی ایک صورت

سوال..... زید فوت ہو جائے اور حسب ذیل افراد چھوڑے تو تقسیم ترکہ کی کیا صورت ہوگی؟ زوجہ، ابن الابن، ابن الابن، پوتی، بنت، اخت، بھتیجا۔

جواب..... مسئلہ ۴۰/۵ زوجہ ۱/۵ بنت ۴/۵ پوتا ۶ پوتی ۳ بہن محروم، بھتیجا محروم۔ چالیس سہام ہوں گے پانچ سہام زوجہ کو (اور مہر پہلے دیا جائے گا) اور بیس سہام لڑکی کو اور چھ چھ سہام پوتوں کو اور تین سہام پوتی کو ملیں گے زندگی میں بہن اور بھتیجہ کو دینا چاہیے تو ایک ثلث کے اندر اندر دے سکتا ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۳۲)

بٹائی کے غلہ میں تقسیم ترکہ

سوال..... زید سے عمر نے سات بیگہ زمین ایک سال کے لئے بارہ من اناج کے بدلے لی عمر کا انتقال ہو گیا عمر کی بیوی پر ایک بچی ہے عمر کا بڑا بھائی جس کا نام بکر ہے ان دونوں بھائیوں نے زمین تقسیم کر رکھی ہے اب زید وہ اناج عمر کی بیوہ کو دے یا بچی کو؟ یا عمر کے بڑے بھائی بکر کو؟ یا دونوں کو کس شکل سے تقسیم کرے؟ اس مرنے والے کو ایک بیوی، ایک بچی، ایک بھائی اور چار شادی شدہ بہنیں ہیں۔

جواب..... بعد ادائے حقوق باقی ماندہ ترکہ کل کا کل غلہ زمین نقد اسباب وغیرہ اثاثہ سب سہام کر کے چھ بیوی کو چوبیس لڑکی کو چھ بھائی کو اور تین تین ہر بہن کو دیئے جائیں گے صورت مسئلہ یہ ہے۔ بیوی ۱/۶ لڑکی ۳/۱۴ بھائی ۶، بہن ۳، بہن ۳، بہن ۳، بہن ۳۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

تقسیم ترکہ کی ایک صورت

سوال..... میرے دادا کے انتقال کے وقت دو لڑکے اور دو لڑکیاں اور ان کی بیوی موجود تھی ترکہ دونوں لڑکوں نے آدھا آدھا تقسیم کر لیا لڑکیوں کو حصہ نہیں ملا دونوں لڑکوں میں سے ایک نے اپنے انتقال کے وقت پانچ لڑکے ایک لڑکی اور بیوی چھوڑی اب جائیداد کی تقسیم کس طرح کی جائے؟

جواب..... اگر دادا کی وفات پر ان کے والدین میں سے کوئی نہ تھا تو ان کا حصہ میراث بھی ان کی اولاد کو پہنچ گیا اور دونوں پھوپھیوں کا حصہ میراث جو کہ ثلث تھا آپ کے والد اور چچا کی طرف رہ گیا جس کا نصف یعنی کل کا 1/6 آپ کے والد کے حصہ میں شامل اس کو پھوپھیوں کو دینے کے بعد باقی ماندہ یعنی آپ کے والد کا حصہ میراث حقوق مقدمہ علی الارث ادا کر نیکی بعد جو بچے اس کو اٹھاسی حصہ کر کے گیارہ آپ کی والدہ کو چودہ چودہ ہر پانچ بھائیوں کو اور سات بہن کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے۔ مسئلہ ۸ نمبر ۸۸ بیوی ۱۹ ابن ۱۴ ابن ۱۴ ابن ۱۴ بنت ۷۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

بھائی کا ترکہ تقسیم کرنے کی ایک صورت

سوال..... میرے بھائی کا انتقال ہو گیا ان کا کچھ ترکہ ہے اس کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟ ان کے ایک تو بھائی ہے تین بہن تین لڑکیاں ایک بیوی اور لڑکا کوئی نہیں ہے؟

جواب..... صورت مسئلہ میں غسل و کفن و دفن اداء قرض مہر اور وصیت ہو تو تنہائی مال تک پورا کرنے کے بعد باقی ماندہ ترکہ نقد زیور برتن و دیگر سامان اور گھر دکان صحرائی جائیداد وغیرہ کو بہتر سہام کر کے بیوی کو نو اور تینوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کو سولہ سولہ اور بھائی کو چھ اور تینوں بہنوں میں سے ہر ایک کو تین تین سہام ملیں گے۔ صورت مسئلہ یہ ہے۔

مسئلہ ۲۴ نمبر ۷۲ بیوی ۳/۹ لڑکی ۱۶ لڑکی ۱۶/۱۶ لڑکی ۱۶ بھائی ۲/۶ بہن ۱/۳ بہن ۱/۳

بہن ۱/۳۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

والد صاحب کی جائیداد پر ایک بیٹے کا قابض ہو جانا

سوال..... زید بڑا بھائی ہے نوکری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہے خالد کے انتقال کے

بعد دوسرے بھائی نے دکان کھولی زید اس کو کہتا ہے کہ اس میں میرا حق ہے مگر دوسرا بھائی کہتا ہے کہ یہ میری ذاتی ہے ایسے ہی والد صاحب کی ملکیت سے جو غلہ نکلتا ہے اس میں بھی زید کو حصہ نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میں سب کو خرچہ دیتا ہوں واضح ہو کہ زید کے دو بھائی شادی شدہ ہیں تیسرا بھائی بھی اس کے ساتھ رہتا ہے سب ایک گھر میں رہتے ہیں حکم شرعی صادر فرمادیں۔

جواب..... والد کا ترکہ تو تمام شرعی وارثوں میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہونا چاہئے اس پر کسی ایک بھائی کا قابض ہو جانا غصب اور ظلم ہے باقی جتنے بھائی کمانے والے ہیں ان کے ذمہ والدہ اور چھوٹے بھائیوں کا خرچہ بقدر حصہ ہے دکان میں اگر بھائی نے اپنا سرمایہ ڈالا ہے تو دکان اس کی ہے اور اگر والد کی جائیداد ہے تو وہ بھی تقسیم ہوگی۔ (۲۰ پ کے مسائل ج ۶ ص ۳۰۵)

تقسیم میراث کا ایک مسئلہ

سوال..... ہندہ مری اس نے ایک ماموں کے چار لڑکے اور ایک دوسرے ماموں کی ایک لڑکی ایک خالہ کا لڑکا اور لڑکی وارث چھوڑے تو ان کو ہندہ کے ترکے میں سے کیا ملے گا؟

جواب..... مسئلہ ۱۸/۸۸ خالہ ۱/۳ ابن ۱/۳ ابن ۱/۳ بنت ۱/۳ بنت ۱/۳ بنت ۱۔
مقدم حقوق سے فراغت کے بعد حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول مفتی بہ کے مطابق ہندہ کا ترکہ اٹھارہ سہام پر منقسم ہو کر ان میں سے تین تین سہام ماموں کے لڑکوں اور ماموں کی لڑکی کو اور دو سہام خالہ کے لڑکے کو اور ایک سہام خالہ کی لڑکی کو ملے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۵۳)

تقسیم ترکہ کا ایک مسئلہ

سوال..... ایک مسماۃ مرحومہ کے مندرجہ ذیل ورثہ ہیں ہر ایک کا حصہ شرعی کس قدر ہے؟ تمام مال مرحومہ کے پاس والدین اور خاوند کا دیا ہوا تھا باپ ماں خاوند ایک لڑکا چار لڑکیاں
جواب..... متوفیہ کا ترکہ بعد اذائے حقوق اس طرح تقسیم ہوگا

مسئلہ ۷۴/۷۳ زوج ۱/۸ اب ۱/۲ م ۱/۲ ابن ۱/۱۰ بنت ۵/۵ بنت ۵/۵ بنت ۵۔

(کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۵۳)

تقسیم میراث کا ایک مسئلہ

سوال..... عبد الحفیظ لا ولد فوت ہو گئے وارثان حسب ذیل چھوڑے۔ ایک حقیقی ہمشیرہ ایک بیوہ عبد الحلیم خاں عبد المجید خاں عبد الرحیم حقیقی تایازاد بھائی عبد المجید تایازاد بھائی عبد الحفیظ سے دو ماہ پیشتر فوت ہو گیا اور حسب ذیل وارثان چھوڑے۔

عبد الحمید خاں عبد الرشید خاں منظور فاطمہ سراج فاطمہ دختران رفیق فاطمہ بیوہ جملہ ورثاء کو

عبدالحفیظ کے ترکے سے کس طرح حصص پہنچیں گے؟

جواب..... مسئلہ ۱۲/۳ زوجہ ۱/۳ اخت حقیقی ۲/۶ ابن العم عبدالخلیم، ابن العم عبدالرحیم، ابن العم عبدالکحیم۔

مقدم حقوق کی ادائیگی کے بعد عبدالحفیظ کا ترکہ بارہ سہام پر تقسیم کیا جائے گا۔ تین سہام بیوہ کو چھ حقیقی ہمشیرہ کو ملیں گے اور ایک ایک حصہ ہر ایک تایا زاد بھائی کو ملے گا اور عبدالمجید خاں کی بیوہ اور مذکورہ مونسث اولاد عبدالحفیظ کے ترکے سے محروم رہیں گے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۳۸)

تقسیم ترکہ کا ایک مسئلہ

سوال..... مرحومہ کا انتقال ہو گیا حسب ذیل ورثاء موجود ہیں ایک زوجہ ایک بھائی کی لڑکی ایک بہن کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں دوسری بہن کے دو لڑکے تیسری بہن کی صرف ایک لڑکی شرعاً تقسیم ترکہ کس طرح ہوگی؟

جواب..... مسئلہ ۶۱۶/۳ زوجہ ۱۵۳، ارخ ۱ بنت ۸۳ اخت ابن ۵۴ ابن ۵۴ ابن ۵۴ بنت ۲۷ بنت ۲۷ بنت ۲۷ اخت ۵۴ ابن ۵۴ اخت ۲۷ بنت ۲۷۔

مقدم حقوق کی ادائیگی کے بعد مرحوم کا ترکہ چھ سو سولہ سہام پر منقسم ہو کر ایک سو چوں سہام زوجہ کو چوں اسی سہام بھتیجی کو اور چوں چوں سہام ہر بھانجے کو اور ستائیس ستائیس سہام ہر بھانجی کو دیئے جائیں۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۴۷)

میراث میں مطلقہ کے حصے کا حکم

سوال..... ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی عدت گزر جانے کے بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا اب اس کی مطلقہ بیوی حق میراث کا دعویٰ کرتی ہے تو کیا اس کو سابقہ خاوند کے ترکہ سے حصہ ملے گا یا نہیں؟

جواب..... مطلقہ عورت عدت گزر جانے کے بعد خاوند کے لئے اجنبی بن جاتی ہے اس لئے مطلقہ کو عدت گزر جانے کے بعد میراث میں حصہ نہیں ملے گا کیونکہ میت کے ورثاء کا حق ہے لہذا صورت مسئلہ میں مطلقہ کا دعویٰ ارث صحیح نہیں ہے۔

وفی الہندیۃ: ولو طلقها طلاقاً باتناً او ثلاثاً ثم مات وہی فی العدة فکذلک

عندنا ترث ولو انقضت عدتها ثم مات لم ترث الخ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱

ص ۶۲۲ الباب الخامس فی طلاق المریض قال العلامة قاضی خان رحمہ

اللہ: وان ابانها بغير سوالها ثم مات وهي في العدة ورثته عندنا وان مات بعد انقضاء العدة لم ترث الخ. (فتاویٰ قاضیخان ج ۲ ص ۲۷۲ کتاب الطلاق. فصل فی المعتدة التي ترث) ومثله فی شرح الوقایة ج ۲ ص ۱۰۹ کتاب الطلاق، باب طلاق المریض. (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۴۴)

تقسیم میراث کا مسئلہ

سوال..... ہندہ فوت ہوئی اور یہ ورثہ چھوڑے شوہر ماں، حقیقی بہن، چچا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟
جواب..... مسئلہ ۶ نمبر ۸ زوج ۳ ام ۲ حقیقی بہن ۳ چچا محروم۔
میت کا کل ترکہ مقدم حقوق کی ادائیگی کے بعد آٹھ سہام پر تقسیم ہوگا، تین سہام زوج کو دوام کو تین اخت عینیہ کو ملیں گے اور چچا محروم رہے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۷۷)
دو بیویوں اور سوکن کی لڑکی میں تقسیم ترکہ

سوال..... زید کے ورثہ میں دو بیویاں اور ایک لڑکی (جوان دونوں بیویوں کی سوکن کی لڑکی ہے) اور ان دونوں کی کوئی اولاد نہیں ہے تو ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟
جواب..... ضروری حقوق ادا کرنے کے بعد مال کے سولہ حصے ہوں گے دونوں بیویوں کو ایک ایک حصہ اور بقیہ چودہ حصے لڑکی کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہوگی۔ مسئلہ ۸ نمبر ۱۶ زوجہ ۱ زوجہ ۱ لڑکی ۱۴۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۹۹)

والدہ بھائی اور بہنوں میں تقسیم میراث

سوال..... ایک گیارہ سالہ نابالغ نے انتقال کیا اور مندرجہ ذیل وارث چھوڑے۔ والدہ، ایک نابالغ بھائی، چار بہنیں، ایک نانا، ان کو کیا کیا حصہ ملے گا؟
جواب..... مسئلہ ۶ نمبر ۳۶ والدہ ۱/۶ بھائی ۱۰ بہنیں ۲۰۔

مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد ترکہ میں چھتیس سہام کئے جائیں ان میں سے چھ سہام والدہ کو اور دس سہام بھائی کو اور پانچ پانچ سہام چاروں بہنوں کو دیئے جائیں، نانا کا کوئی حق نہیں۔
(کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۵۲)

تقسیم ترکہ کی ایک صورت

سوال..... قادر بخش فوت ہوئے اور یہ وارث چھوڑے، مسماں لاڈلہ زوجہ حقیقی، ہمشیرہ چار بیٹی، تین بھتیجیاں۔

جواب..... مسئلہ ۴، نمبر ۱۶، زوجہ ۴، ہمشیرہ ۸، بھتیجے ۴۔

ترکے کے سولہ سہام کر کے چار سہام زوجہ کو اور آٹھ سہام ہمشیرہ کو اور ایک ایک سہام چاروں بھتیجوں کو دیا جائے۔ (کفایت المستی ج ۸ ص ۳۵۵)

تقسیم میراث کا مسئلہ

سوال..... زید نے دونابالغ لڑکے، دونابالغ لڑکی والدہ، پھوپھی حقیقی ماموں حقیقی وارث چھوڑے، مرحوم کا ترکہ کس کو کتنا ملے گا؟

جواب..... مسئلہ ۶، نمبر ۳۶، والدہ ۶، ابن ۱۰، ابن ۱۰، بنت ۵، بنت ۵۔ مرحوم کا ترکہ کل چھتیس سہام پر تقسیم ہوگا اس میں سے چھ سہام والدہ کو اور دس دس سہام دونوں لڑکوں کو اور پانچ پانچ سہام دونوں لڑکیوں کو ملیں گے۔ (کفایت المستی ص ۳۰۹)

دوسو سولہ سہام سے تقسیم ترکہ کی صورت

سوال..... ایک متوفیہ نے شوہر ایک بیٹی ماں، چار بھائی، ایک بہن چھوڑے، تقسیم ترکہ کی صورت تحریر فرمائیں۔

جواب..... بعد ادائے حقوق ما تقدم علی الارث باقی ماندہ ترکہ دوسو سولہ سہام کر کے چون شوہر کو ایک سو آٹھ بیٹی کو چھتیس والدہ کو چار چار ہر بھائی کو اور دو بہن کو ملیں گے۔ صورت مسئلہ یہ ہے۔ مسئلہ ۲۳، نمبر ۲۱۶، زوج ۶/۵۴، بنت ۱۲/۱۰۸، والدہ ۳/۳۶، بھائی ۲، بھائی ۲، بھائی ۲، بھائی ۲، بہن ۲۔ (فتاویٰ مفاح العلوم غیر مطبوعہ)

مشترک میراث تقسیم کرنے کا طریقہ

سوال..... ایک موروٹی جائیداد کی آمدنی پچاس روپے ماہانہ ہے اور وارث ایک بیوی چار لڑکے دو لڑکیاں ہیں تو یہ مشترک آمدنی کس طرح تقسیم کی جائے؟ ہر ایک کے حصہ میں کتنا کتنا روپیہ آئے گا؟

جواب..... صورت مسئلہ میں (بعد ادائے حقوق متقدمہ علی الارث) تمام ترکہ مذکورہ ورثہ میں (جب کہ والدین یا ان میں سے ایک زندہ نہ ہو) اسی سہام ہو کر دس بیوی کو چودہ چودہ ہر چار لڑکوں کو اور سات سات ہر دو لڑکیوں کو ملیں گے آمدنی مشترک بھی اسی طور سے تقسیم کی جائے گی لہذا پچاس میں سے والدہ کو چھ روپے چار آنے اور آٹھ آٹھ روپے بارہ بارہ آنے ہر چار لڑکوں اور چھ روپے چار آنے ہر دو لڑکیوں کے حصہ میں آئیں گے۔ صورت مسئلہ یہ ہے۔

مسئلہ ۸ نمبر ۸ بیوی ۶/۳۱/۱۰ - بیٹا ۸/۱۴ - بیٹا ۸/۱۴ - بیٹا ۸/۱۴ - بیٹا ۸/۱۴ - بیٹا ۸/۱۴ - بیٹی ۶/۳۱/۱۰ - بیٹی ۶/۳۱/۱۰ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

والدہ زوجہ لڑکے دو لڑکیاں دو بہن وارث ہیں

سوال..... مسمی محمد جعفر خاں فوت ہوئے اور مندرجہ ذیل وارث چھوڑے ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ والدہ زوجہ دو لڑکے دو لڑکیاں ایک بہن۔

جواب..... مسئلہ ۲۵ نمبر ۱۴۲۲ زوجہ ۳/۱۸/۳۰ ام ۳/۲۴/۳۰ بن ۳۲/۳۲ بنت ۱۷ بنت ۱۷ بہن محروم۔
کل ترکہ ایک سو چوالیس سہام قرار دیکر حسب نقشہ بالا ورثہ پر منقسم ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۶۲)
دو لڑکیاں تین بھتیجے اور ایک زوجہ وارث ہے

سوال..... حاجی صاحب کا انتقال ہوا وارثان میں دو لڑکیاں تین برادر زادے اور ایک بیوہ چھوڑی ہے کس کو کتنا حصہ ملے گا؟

جواب..... مسئلہ ۲۴ نمبر ۷ زوجہ ۳/۹ دختر ۸/۲۳ دختر ۸/۲۳ بھتیجا ۵ بھتیجا ۵ بھتیجا ۵
کل ترکہ بہتر سہام بنا کر نو سہام بیوہ کو چوبیس چوبیس دختروں کو پانچ پانچ ہر بھتیجے کو ملیں گے۔
(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۳۳۶)

پہلے شوہر کا میراث میں حصہ نہیں ہے

سوال..... کسی مطلقہ عورت نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کر لیا اور چند سال اس کے ساتھ زندگی گزارنے کے بعد فوت ہو گئی اب اس کے ترکہ میں دونوں خاوندوں کا مال ہے پہلا شوہر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرے والے مہر میں مجھے ۱/۴ حصہ مال ملنا چاہئے جبکہ اس عورت کے شوہر ثانی سے تین بیٹے اور دو بیٹیاں بھی ہیں کیا شرعاً پہلے خاوند کو عورت کے ترکہ میں حصہ ملے گا یا نہیں؟
جواب..... طلاق دے کر عدت گزر جانے کے بعد میاں بیوی کے درمیان کوئی رشتہ باقی نہیں رہتا اور دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہو جاتے ہیں جبکہ میراث کے لئے رشتہ ارث ضروری ہے صورت مسئلہ میں جہاں تک عورت کے پہلے شوہر کے حق مہر کا تعلق ہے تو وہ عورت کی ملکیت ہے اس میں سابقہ شوہر کا کوئی تعلق نہیں اس لئے عورت کا جملہ ترکہ اس کے شوہر ثانی تین بیٹوں اور دو بیٹیوں میں تقسیم ہوگا۔

مرحومہ ۸x۳۲ = ۳۲ شوہر اول محروم شوہر ثانی ۸/۳۲ بیٹا ۶/۳۲ بیٹا ۶/۳۲ بیٹا ۶/۳۲ بیٹی ۳/۳۲ بیٹی ۳/۳۲

وفی الهندیة: ولو طلقها طلاقاً بائناً او ثلاثاً ثم مات وهی فی العدة فکذلک عندنا ترث ولو انقضت عدتها ثم مات لم ترث وهذا اذا طلقها من غیر سؤالها فاما اذا طلقها بسؤالها فلامیراث لها. (الفتاویٰ الهندیة ج ۱ ص ۴۶۲ الباب الخامس فی طلاق المریض) (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۴۷)

شوہر بھائی، بہن اور نانی میں تقسیم ترکہ

سوال..... ہندہ کا انتقال ہو گیا کوئی اولاد ان کو نہیں وارثوں میں شوہر ایک سگا بھائی ایک اس کی بہن ایک نانی چھوڑی جائیداد میں صرف کھیت ہے اس میں ترکہ کس قدر تقسیم ہوگا؟

جواب..... مسئلہ ۱۸۶، زوج ۳/۹، نانی ۱/۳، بھائی ۴، بہن ۲۔ حقوق واجبہ ادا کرنے کے بعد متوفیہ کا ترکہ اٹھارہ حصوں پر منقسم ہو کر نو شوہر کو، تین نانی کو چار بھائی کو اور دو بہن کو دیئے جائیں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۴۴۳)

باب العصبات

عصبہ کی تعریف اور قسمیں

سوال..... عصبہ کون لوگ ہوتے ہیں اور عصبہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب..... عصبہ ہر وہ شخص ہے جس کا کوئی حصہ مقرر نہ ہو اور ذوی الفروض کے حصوں سے باقی کو لے لے اور تنہا ہونے کی صورت میں سب مال لے لے اور عصبہ کی دو قسم ہیں (۱) عصبہ نسبہ (۲) عصبہ سببہ پھر نسبہ کی تین قسم ہیں (۱) عصبہ بنفسہ (۲) عصبہ بغيرہ (۳) عصبہ مع غیرہ۔ ہندیہ میں ہے۔ ہم کل من لیس له سهم مقدرو یاخذ ما بقی من سهام ذوی الفروض واذا انفرد اخذ جمیع المال کذا فی الاختیار شرح المختار فالعصبۃ نوعان نسبۃ وسببۃ فان نسبۃ ثلاثۃ انواع عصبۃ بنفسہ وعصبۃ بغيرہ وعصبۃ مع غیرہ (ج ۶ ص ۴۵۱) (منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ)

عصبات کی انتہا کہاں تک ہے؟

سوال..... وراثت میں عصبہ کہاں تک ہیں؟ حضرت تھانوی علیہ الرحمہ تو دادا کے چچا تک ختم کرتے ہیں اس کے بعد وراثت ذوی الارحام کی طرف منتقل ہو جائے گی اور مولانا اصغر

صاحب الی آخرہ عصبہ کو لکھتے ہیں حضرت تھانویؒ کی رائے ظاہر درست معلوم ہوتی ہے کہ اگر الی آخرہ عصبہ کو مانا جائے تو ذوی الارحام کا نمبر ہی نہیں آسکتا دونوں روایتوں میں فتویٰ کس پر ہے؟

جواب..... حضرت تھانوی نے اپنی رائے سے رجوع فرمالیا تھا صحیح وہی ہے جس کو حضرت مولانا اصغر حسین صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے الجامع الوجیز میں اس کی تصریح ہے جس وقت کسی عصبہ کی تحقیق نہ ہو تو ذوی الارحام کو ترکہ ملے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۳۸۹)

باب عصابات میں وان علا کا مطلب

سوال..... کتب فرائض میں عصابات کے تحت میں لفظ وان علا وان سفل لکھ کر عصابات کے درجات کو غیر محدود کر دیا ہے اس صورت میں ذوی الارحام کا وارث بننا ناممکن بن جاتا ہے مثلاً قوم خوجہ ایک شخص سے چلی اب یہ قوم دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل چکی ہے اب میت کے ورثاء میں تو جز الجبد موجود نہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی یقین ہے کہ ان کا جزاء الجبد ضرور کسی نہ کسی جگہ موجود ہوگا اور شجرہ نسب ہر قوم کا ملنا مشکل ہے اس صورت میں اگر ذوی الارحام کو کچھ دیا گیا تو عصابات موجودہ غیر معلوم محروم رہ جائیں گی اب ذوی الارحام کا وارث بننا بغیر حد بندی نہیں ہو سکتا اگر عصابات کی حد بندی کی کوئی صورت ہو تو تحریر فرمائیں۔

جواب..... آپ کا اشکال صحیح ہے فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ ذوی الارحام کے وارث بننے کی یہ صورت ہے کہ عصابات کی عصبیت کا ثبوت نہ ہو ورنہ حقیقتاً عصابات کا عدم دشوار ہے حد بندی کی ضرورت نہیں ثبوت شرعی پر تحقیق کافی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۴۱۲)

عصبہ میں تقسیم ترکہ

سوال..... رحمتی کا انتقال ہوا اس کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی دونوں زندگی ہی میں مر چکے اب تین پوتیاں اور دونوں اسی اور ایک لڑکے کی بیوی بیوہ ہے اور رحمتی کے حقیقی چچا کی اولاد میں تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے اور دو لڑکیاں رحمتی کی حیات میں انتقال کر چکی تھیں ان کی اولاد کی حیات میں تقسیم شرعی کی کیا صورت ہے؟

جواب..... بعد ازلے حقوق کل ترکہ تریسٹھ سہام کر کے چودہ چودہ سہام تینوں پوتیوں کو اور چھ چھ تینوں چچیرے بھائیوں کو اور تین چچیری بہن کو ملیں گے مسئلہ یہ ہے۔

مسئلہ ۳، نمبر ۶۳، پوتی ۱۳، پوتی ۱۴، پوتی ۱۴، چچیرا بھائی ۶، چچیرا بھائی ۶، چچیرا بھائی ۶، چچیری بہن ۳، باقی سب محروم۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

عصبہ بنفسہ اور عصبہ بالغیر میں کون مقدم ہے؟

سوال..... عصبہ بنفسہ اور عصبہ بالغیر میں کس کو ترجیح ہے؟

جواب..... ان صورتوں میں عصبہ بالغیر قرب کی وجہ سے مقدم ہے اور عصبہ بنفسہ محجوب

ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۴۰۰)

بھتیجا، بھتیجی اور اخیانی بہنوں کی اولاد میں تقسیم ترکہ

سوال..... مرحوم کے ایک بھتیجا ایک بھتیجی اور دو اخیانی (ماں شریک) بہنوں کی اولاد ہیں

ایک بہن کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں اور ایک بہن کے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے اخیانی

بہنوں کا انتقال مرحوم کی زندگی میں ہو چکا ہے ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... صورت مسئلہ میں مرحوم کا بھتیجا عصبہ ہے بھتیجی اور اخیانی بہنوں کی اولاد ذوی

الارحام میں سے ہیں اس لئے پورا ترکہ بھتیجے کو ملے گا بھتیجی اور اخیانی بہنوں کی اولاد محروم ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۴۷۰)

پانچ لڑکے اور تین لڑکیوں میں تقسیم وراثت

سوال..... میرے والدین کا انتقال ہو گیا ہے ان کے پانچ لڑکے تین لڑکیاں ہیں تین

لڑکیاں اور ایک لڑکا شادی شدہ ہے تین لڑکے نابالغ ہیں والد صاحب کے پانچ ہزار روپے فنڈ میں

جمع ہیں ان میں شادی شدہ اور بالغ حقدار ہیں یا نہیں؟ اور نابالغوں کا کیا حکم ہے؟ جبکہ ان کی

پرورش کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے والدین کے ذمہ سات سو روپے قرض بھی ہے جو کہ فنڈ حاصل

کرنے میں صرف ہوئے اور دیگر قرض تین سو اڑتیس روپے ہے جو والدہ کے معالجہ میں صرف

ہوئے ہیں وہ بھی وفات پا چکی ہیں۔

جواب..... سب سے اول کفن دفن کا خرچہ پھر قرض کی ادائیگی اس کے بعد کوئی وصیت ہو تو

تہائی مال سے پوری کی جائے پھر کل جائیداد کے تیرہ حصہ کریں اور دو حصے ہر بھائی اور ایک ایک

حصہ ہر بہن کو دیں۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم ج ۴ ص ۳۶۳)

حقیقی بہن کی اولاد مقدم ہونے کی ایک صورت

سوال..... زید زندہ ہے اس کا کوئی وارث ذوی الفروض میں سے نہیں ہاں اس کی حقیقی بہن

کی اولاد اور حقیقی چچیری بہن کی اولاد ذکور و اثناث موجود ہیں اگر زید ان کو چھوڑ کر مر گیا تو حقیقی بہن

کی اولاد وارث ہوگی یا چچیری بہن کی اولاد یعنی ذوی الارحام جو عصبہ یعنی چچا کے ذریعے سے ہے

یا ذوی الارحام جو کہ حقیقی بہن کے ذریعے سے ہے؟

جواب..... یہ بھی تو عصبہ یعنی باپ کے ذریعے سے ہے پھر ان دونوں عصبوں میں باپ کو ترجیح پس اس سوال کی تقریر میں مغالطہ ہے۔ اصل یہ ہے کہ ان دونوں قسموں میں عصبہ کی اولاد ایک بھی نہیں دونوں اولاد بہن کی ہیں ایک حقیقی بہن کی اور ایک چچیری بہن کی پس اول کہ جزاء اصل قریب ہے وہ مقدم ہوگی دوسری پر کہ جزاء اصل بعید ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۶۳)

بھتیجا اور بھتیجی ہونے کی صورت میں ترکہ فقط بھتیجے کو ملے گا

سوال..... زید مرحوم کا وارث ایک بھتیجا دو بھتیجیاں ہیں اور ایک بھائی کی نواسی ہے پھر بھتیجے کا انتقال ہوا اس وارثوں میں اس کی ایک چچیری بہن ہے ایک حقیقی بھانجی ایک فرزند اور زوجہ ہے ان وارثوں میں زید اور خالد کا ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے؟

جواب..... زید مرحوم کے وارثوں میں حقیقی بھتیجا خالد عصبہ بنفسہ ہے اور حقیقی بھتیجیاں اور بھائی کی نواسی ذوی الارحام ہیں خالد کے مذکورہ وارثوں میں اس کی زوجہ ذوی الفروض ہے اور اس کا فرزند عصبہ ہے چچیری بہن اور بھانجی ذوی الارحام ہیں۔ پس مشروع حقوق کی ادائیگی کے بعد ما بقیہ خالد کو دیں اس کی دونوں بھتیجیاں اور بھائی کی نواسی محروم ہیں اس کے بعد خالد کا ترکہ (جس میں اس کا اپنا کمایا ہوا اور چچا کی میراث سے پایا ہوا شامل ہے) حقوق کی ادائیگی کے بعد ما بقی کے آٹھ حصے کر کے اس کی زوجہ کو آٹھواں حصہ دے کر باقی سات حصے فرزند کو دے دیں اس کی چچیری بہن اور حقیقی بھانجی سب محروم ہیں۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۶۸)

سوکن کی اولاد اجنبی ہے اور وارث نہیں

سوال..... خدیجہ لا ولد انتقال کر گئی ایک حقیقی اور ایک علاقائی بھائی اور حقیقی بھائی کی اولاد نواسے نواسیاں اور پوتا یعنی سوکن کے بیٹے کا بیٹا چھوڑا اس کے ترکے کے مستحق کون ہیں؟

جواب..... مرحومہ کے مذکورہ قرابت داروں میں صرف اس کا حقیقی بھائی اس کا عصبہ قریب ہونے کی وجہ سے وارث ہے بھائی کی اولاد اور علاقائی بھائی عصبہ بعید ہونے کی وجہ سے یہاں محبوب ہیں اور نواسے نواسیاں ذوی الارحام ہیں عصبہ کی موجودگی میں وہ بھی محروم ہیں اس کی سوکن کا پوتا تو بالکل اجنبی ہے اس کی مرحومہ کی وراثت میں کچھ دخل نہیں پس مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد بقیہ بھائی کو دے دیں۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۶۹)

بہن کے وارث ہونے میں ابن عباسؓ کا مذہب

سوال..... زید نے وفات پائی ایک زوجہ دو بیٹیاں اور ایک حقیقی بہن وارث چھوڑے اور ایک علاقائی بھائی بھی ہے صورت مسئلہ یہ ہے۔ زوجہ ۱، بنتان ۲، اخت لاب وام ۳، اخ لاب ۴۔ اب ہم کو جمہور کا مذہب تو معلوم ہے مگر ابن عباسؓ کا مذہب معلوم کرنا ہے امید ہے کہ آپ فیصلہ ابن عباس کے مذہب کے مطابق تحریر فرمائیں گے۔

جواب..... صورت مسئلہ میں ابن عباسؓ کا مذہب ایک تو بنتان میں جمہور سے مختلف ہے جمہور کے نزدیک بنتان ثلاثان کے مستحق ہیں اور ابن عباسؓ کے نزدیک نصف کی:

اور دوسرے اخت میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک بنت کے ساتھ اخت عصبہ بن جاتی ہے اور ابن عباسؓ کے نزدیک عصبہ نہیں بنتی لیکن دونوں مسئلوں میں جمہور کا مسلک رائج ہے۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور مفتی مقلد اور مستفتی مقلد کو ابن عباسؓ کے مذہب پر فتویٰ دینا اور فیصلہ کرنا جائز نہیں۔
..... سعید احمد غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۷۹)

توریت حمل

مطلقہ حاملہ کا بچہ باپ کا وارث ہوگا

سوال..... زید نے حاملہ منکوحہ کو تین طلاق دے دی ہے تو یہ طلاق حمل ہونے کی صورت میں ہوئی یا نہیں؟ اور یہ ہونے والا بچہ وارث ہوگا یا نہیں؟
جواب..... حالت حمل میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے جو بچہ پیدا ہوگا وہ زید کا ہوگا اور زید کے مال میں سے حصہ میراث پائے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۶)

زوجہ والدہ اور حمل میں تقسیم میراث

سوال..... میں نے اپنے مرحوم شوہر کی تجھیز و تکفین قرض لے کر کی میرے شوہر کی والدہ اور بھائی جب آئے تو میرا جھیز کا سامان اور جو سامان شوہر کا موجود تھا وہ سب لے کر چلے گئے مجھ کو میرے والدین کے پاس چھوڑ کر چلے گئے اب میرے شوہر کا پیسہ ملنے والا ہے اس میں مندرجہ ذیل اشخاص کے کیا کیا حقوق ہیں؟

۱۔ بیوہ اور جو بچہ کہ غنقریب ہونے والا ہے۔ ۲۔ شوہر کی والدہ شوہر کا ایک بھائی ایک بہن۔ جو روپیہ قرض کر کے تجہیز و تکفین کی اس کو کس طرح ادا کروں؟

جواب..... ملنے والے روپے میں زوجہ کا مہر، تجہیز و تکفین کے مصارف عورت کے سامان جہیز کی قیمت جو مرحوم شوہر کے بھائی وغیرہ لے گئے ہیں سب زوجہ کو ملے گی اس کے بعد جو رقم بچے اس میں حسب ذیل طریقے پر حصے ہوں گے۔

مسئلہ ۲۳ زوجہ ۳ والدہ ۲ بھائی محروم، بہن محروم، حمل ۱ یعنی یعنی چوبیس سہام میں سے تین سہام زوجہ کو ملیں گے چار سہام والدہ کو اور سترہ سہام حمل کے لئے محفوظ رہیں گے اگر لڑکا ہوا تو پورے سترہ سہام اس کو ملیں گے اگر لڑکی ہوئی تو بارہ سہام لڑکی کو اور پانچ سہام بھائی بہن کو ملیں گے۔ (کفایت المستی ج ۸ ص ۳۲۱)

ماں دو بہنوں اور حمل میں تقسیم ترکہ

سوال..... ایک آدمی مر گیا وارثوں میں عورت ماں اور دو بہنیں ہیں اور عورت حاملہ ہے تو مال کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... بیوی حاملہ ہے وضع حمل تک انتظار کیا جائے تو بہتر ہے اگر ورنہ اس بات کو قبول نہ کریں تو حمل کو لڑکا مان کر ترکہ تقسیم کیا جائے اور مال کے چوبیس حصے کئے جائیں عورت کو تین حصے ماں کو چار حصے اور بقیہ سترہ حصے امانت رکھے جائیں بہنوں کو کچھ نہ دیا جائے اگر لڑکا پیدا ہوا تو امانت کا وہ حقدار ہے بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو امانت میں سے بارہ حصے لڑکی کو ملیں گے اور بقیہ پانچ حصوں کی دو بہنیں حقدار ہوں گی اگر خدا نخواستہ بچہ مردہ ہوا تو مال کے تیرا حصے ہوں گے دو حصے ماں کو تین حصے بیوی کو اور چار چار حصے دونوں بہنوں کو ملیں گے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۹۸)

توریت حمل کی متعدد صورتیں اور ان پر اشکالات

سوال..... حمل غیر مورث کا ہو تو اس حمل کے وارث ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ چھ ماہ سے کم پیدا ہوا ہو یا پورے چھ مہینے میں شامی نے ستہ اشہر او اقل بحر نے صرف لاقل من ستہ اشہر لکھا ہے۔

جواب..... شامی (ج ۲ ص ۷۰۲) نے سراجی (ص ۴۹) کی موافقت کی ہے اور بحر میں مبسوط کی موافقت ہے لیکن مبسوط ہی میں اور بعض مسائل میں ستہ اشہر کو اقل کے ساتھ لاحق کیا ہے اکثر کے ساتھ لاحق نہیں کیا اور طحاوی میں صاف ہے کہ اس مسئلے میں ستہ اشہر اکثر کے ساتھ لاحق ہے بظاہر یہی رائج معلوم ہوتا ہے وان جاء ت به لستہ اشہر او اکثر فانه لا یرث او

تمتہ سوال: اکثر کتب متداولہ میں یہی لکھا ہے کہ اگر حمل مورث کا ہو اور عورت نے عدت پوری ہونے کا اقرار کر لیا ہو تو حمل وارث نہ ہوگا تو اگر اقرار سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو جائے تب بھی وارث نہ ہوگا؟

جواب..... اقرار پر عدت ختم ہو جاتی ہے لیکن اقرار کے بعد چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو جانا اس کی تکذیب کرتا ہے لہذا بچہ ثابت النسب اور وارث ہوگا بشرطیکہ اکثر مدت حمل (دو سال) کے اندر پیدا ہوا ہو اگر موت مورث سے دو سال بعد پیدا ہوگا تو ثابت النسب اور وارث نہیں ہوگا: قال المتقانی هذا الذي ذكره القدوري يتناول كل معتدة سواء كانت معتدة عن وفات او عن طلاق بائن اور جعی لانه اطلق المعتدة ولم يقيدھا اه (شمسی ہامش الزیلعی ج ۳ ص ۴۲) لیکن علامہ زیلعی نے ایک اشکال کیا ہے جس کو صاحب بحر اور شامی نے برقرار رکھا ہے فلیتأمل فیہ ولومات عنها قبل الدخول او بعده ثم جاءت بولد من وقت الوفات الى سنتین یثبت النسب منه وان جاءت به لاكثر من سنتین من وقت الوفات لا یثبت النسب هذا كله اذا لم یقربا بنقض العدة وان اقرت وذاك فی مدة تنقضي فی مثلها عدة الطلاق والوفاة سواء ثم جاءت بولد لاقبل من ستة اشهر من وقت الاقرار یثبت النسب والا فلا (فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۵۳۷) جب ثبوت نسب ہوگا تو استحقاق وراثت بھی ہوگا۔

تمتہ سوال: شامی بحث الحمل میں ہے وان كان من غیره فانما برث لو ولد لستة اشهر او اقل الا اذا كانت معتدة ولم تقربا بنقضائها او اقر الورثة بوجوده اه اس میں کل وراثہ کا اقرار ضروری ہے یا اکثر کا یا بعض کا اقرار بھی کافی ہے اگر کل کا اقرار ضروری ہے تو کل وراثہ کا عاقل بالغ ہونا ضروری ہوگا نیز بعض کا اقرار بعض کا سکوت کل کے اقرار کے حکم میں ہوگا یا نہیں؟ نیز اگر معتدہ رجعیہ ہو تو ظاہر ہے کہ روز طلاق سے دو سال بعد بھی اگر ولادت ہو تو حمل وارث ہوگا اور اگر معتدہ بائنہ ہو یا وراثہ نے حمل کے وجود کا اقرار کیا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس حمل کا روز طلاق یا موت سے دو سال کے اندر اندر پیدا ہونا ضروری ہے مگر کتاب میں یہ شرط نہیں لگائی جو تحقیق ہو مطلع فرمائیں۔

جواب..... اس مسئلے میں صراحۃً کوئی جزئیہ نہیں ملاحظہ فرمائیے مورث کے متعلق فصل ثبوت النسب میں یہ عبارت ہے ویثبت نسب ولد المعتدة بموت او طلاق ان جمحت ولادتها بحجة تامة او حبل ظاہر او اقرار الزوج به او تصدیق بعض الورثة فیثبت فی حق المقرین وانما یثبت النسب فی حق غیرہم

حتی الناس كافة ان تم نصاب الشهادة بهم بان شهد مع المقرر رجل
آخرو كذا لوصدقه عليه الورثة وهم من اهل التفريق فيثبت النسب
والایتم نصابها لا يشارك المكذبین (در مختار مختصراً) قوله
او تصديق بعض الورثة المراد بالبعض من لا يتم به نصاب الشهادة
وهو الواحد العدل او اكثر مع عدم العدالة كما يظهر مقابلة ح وصورة
المسئلة لو ادعت معتدة الوفات الولادة فصدقها الورثة ولم يشهد
بها احد فهو ابن الميت في قولهم جميعاً لان الارث خالص حقهم
فيقبل تصديقهم فيه فتح قوله فيثبت في حق المقرين الاوى في حق
من اقري شمل الواحد ولانهم لو كانوا جماعة ثبت في حق غيرهم
ايضاً الا ان يحمل على ما اذا كانوا جماعة ثبت في حق غيرهم ايضاً
الا ان يحمل على ما اذا كانوا غير عدول افاده ط قوله في حق غيرهم
اي في حق من لم يصدق اه (شامی ج ۲ ص ۸۶۳)

لیکن یہ نفس ولادت کے متعلق کلام ہے معتدہ بانسہ رجعیہ کا جزئیہ اس سے پہلے جواب میں شلی
ہامش الزیلعی سے منقول ہو چکا ہے اور یہ بحر شامی وغیرہ میں بھی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۴۶)

وراثت اور ذوی الارحام

ذوی الارحام کا مطلب

سوال..... ذوی الارحام کون ہوتے ہیں؟

جواب..... ذوی الارحام ہر وہ قریبی آدمی اور رشتہ دار ہوتا ہے جس کا نہ کوئی حصہ ہو اور نہ وہ
عصبہ ہو اور نہ کسی حصہ والے کے ساتھ وارث ہو تو اکیلا ایسے وقت میں قرابت کی وجہ سے سب مال
لے لے گا تنویر اور اس کی شرح در مختار میں شامی کے حاشیہ پر ہے۔ (ہو کل قریب لیس بذی
سہم ولا عصبہ ولا یرث مع ذی سہم فی اخذ المنفرد و جمیع المال) بالقرابة (ج
۶ ص ۵۰۳)۔ (منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ)

ذوی الارحام کے ہوتے ہوئے ترکہ اجنبیوں کو نہیں ملے گا

سوال..... ایک عورت کی کچھ تجارت تھی اس کا انتقال ہو گیا ایک صاحب کے پاس اس کی

کچھ امانت ہے اور مرحومہ کے ورثاء ہیں (۱) مرحومہ کی ایک سوتیلی نواسی اور ایک نواسا جو مرحومہ کے شوہر کی پہلی اہلیہ کی دختر کا لڑکا (۲) مرحومہ کے شوہر کے ایک حقیقی برادر مرحومہ کے تین فرزند اور دو دختر ہیں (۳) مرحومہ کے شوہر کے ایک حقیقی بھائی ہیں (۴) ایک مرحومہ کے حقیقی ماموں ہیں (۵) اور مرحومہ کے چار حقیقی بھانجے ہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں ترکہ کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

جواب..... مذکورین کے سوا مرحومہ کے کوئی اور قرابت دار نہ ہوں تو سوال میں مرقوم پہلے دوسرے تیسرے نمبر کے لوگ مرحومہ کے وارث نہیں ہیں بلکہ اجنبی ہیں ان کو اس کے ترکہ میں شرعاً کچھ حصہ نہیں ہے چوتھے پانچویں نمبر کے لوگ اگر ذوی الارحام میں سے ہیں اور وارث ہو سکتے ہیں لیکن پانچویں نمبر کے لوگوں کا مرتبہ قرابت میں مقدم ہونے کی بنا پر ان کی موجودگی میں چوتھے نمبر والوں کو جن کا مرتبہ ان سے مؤخر ہے کچھ نہ ملے گا پس مرحومہ کا جو مال بچا ہوا ہے ان سب مالوں کے مستحق صرف اس کے چاروں حقیقی بھانجے ہیں اور مال ان پر برابر تقسیم ہوگا مال کے چار حصے کر کے ہر بھانجے کو ایک ایک حصہ دے دیں۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۶۵)

صنف ثالث اور ذوی الارحام مختلف الاصول میں تقسیم

سوال..... رضائی بیگم فوت ہوئی اور ایک بھتیجی اور ایک بھانجا اور ایک بھانجی وارث چھوڑے اس صورت میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... مسئلہ نمبر ۴، بنت اخ ۲، ابن اخ ۱، بنت اخ ۱۔

دوسرا جواب، مسئلہ نمبر ۴، ابن اخ ۲، بنت اخ ۱، بنت اخ ۱۔

تیسرا جواب، مسئلہ نمبر ۴، بنت اخ ۲، ابن اخ ۲، بنت اخ ۲۔

اقول: یہ ورثاء ذوی الارحام صنف ثالث سے ہیں اور قرب الی المیت اور ولدیت عصبہ و قوت قرابت میں برابر لیکن مختلف الاصول ہیں اس صورت میں امام ابو یوسفؒ ابدان فروع کا لحاظ کر کے للذکر مثل حفظ الانثیین تقسیم فرماتے ہیں اور امام محمد اصول پر تقسیم کر کے مذکور کو ایک طائفہ اناث کو ایک طائفہ فرض کر کے ہر ایک کے فروع کو للذکر مثل حفظ الانثیین دیتے ہیں۔ پس جواب ثانی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر صحیح ہے اور جواب ثالث امام محمد علیہ الرحمۃ کے مسلک کے مطابق ہے اور جواب اول دونوں کے خلاف ہے اور دونوں مذہبوں کی تصحیح و ترجیح میں اختلاف ہے لیکن صاحب سراجی نے امام محمد کے قول کو ترجیح دی ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۵۰)

نوٹ: یہ تینوں جواب مختلف مجاہدوں کے لکھے ہوئے ہیں اور حضرت کا جواب اقول سے

شروع ہوا ہے بیوی کو دیا ہوا روپیہ امانت ہے۔

ذوی الارحام کی صنف رابع میں تقسیم میراث

سوال..... زید مرحوم نے حقیقی ماموں کے دو لڑکے 'عمر' بکر اور حقیقی پھوپھی کے دو لڑکے خالد' واقد' اور ایک لڑکی زبیدہ وارث چھوڑے ان میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

واضح ہو کہ دونوں ماموں زاد بھائی ایک ایک ماموں کے لڑکے ہیں اور خالد واقد ایک پھوپھی کے لڑکے ہیں اور زبیدہ دوسری پھوپھی کی لڑکی ہے لیکن سب حقیقی پھوپھی کی اولاد ہیں۔

جواب..... یہ جملہ ورثاء ذوی الارحام کی صنف رابع کی اولاد ہیں اور قرب میں مساوی ہیں مگر جز قرابت مختلف ہیں اور کوئی ولد عصبہ نہیں خالد اور واقد کی قرابت والد کی جانب سے ہے لہذا اصل مسئلہ تین سے قرار دے کر دو ثلث تو والد کے قرابت والوں یعنی پھوپھی زاد بہن بھائی کو ملے گا اور ایک ثلث والدہ کے قرابت والوں کو ملے گا اس کے بعد پھوپھی کی اولاد کو جو کچھ ملا تھا وہ ان کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم ہو جائے گا اور تیس سے تصحیح ہو جائے گی۔ مسئلہ ۳ نمبر ۳۰ ماموں کا لڑکا عمر ۵ ماموں کا لڑکا بکر ۵ پھوپھی کا لڑکا ۸ پھوپھی کا لڑکا ۸

پھوپھی کی لڑکی ۴۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۳۰)

فرائض ذوی الارحام کی ایک صورت

سوال..... زید مرحوم کے یہ وارث ہیں بیوی حقیقی ممانی، دو ماموں زاد بھائی اور دو بہنیں زید کے والد کے چار حقیقی ماموں زاد بھائی اور تین حقیقی چچا زاد بہنیں، کون وارث کتنا حقدار ہے؟

جواب..... مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد ایک چوتھائی ترکہ زید کی بیوی کو دیا جائے بقیہ زید کے والد کے پانچ حقیقی چچا زاد بھائیوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے ان کے علاوہ کسی کو کچھ حصہ نہیں ملے گا چاہے وہ زید کی والدہ کے عزیز ہوں یا والد کے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۴۳۸)

ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو؟

سوال..... ہندہ نے انتقال کے وقت ایک تایا زاد بہن ایک نواسی اور ایک بڑا نواسا ایک دیور اور تین دیورانی کی اولاد چھوڑی ترکہ میں کون کون حصہ دار ہوں گے؟

جواب..... صورت مسئلہ میں ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی نہیں اور ذوی الارحام میں سے صنف اول نواسی موجود ہے جو ترکہ کی وارث و مالک ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

رد علی الزوجین کا حکم

سوال..... زید ایک بیوی اور ایک بھانجا چھوڑ کر مرزا زوجہ کو ربح دینے کے بعد تین ربح کو کیا کیا جائے آیا زوجہ پر رد کیا جائے کیونکہ ذوی الارحام کا مرتبہ ترتیب ورثہ میں بعد رد ہے اور مفتی بہ اب یہ ہے کہ رد علی الزوجین جائز ہے یا ذوی الارحام کو قرض ادا کرنے کے بعد دیا جائے؟ اب تامل یہ ہے کہ جب رد علی الزوجین مفتی بہ ہے اور مرتبہ ذوی الارحام پر مقدم ہے تو زوجہ پر رد کر کے ذوی الارحام کو کیوں نہ محروم کر دیا جائے؟

جواب..... ویفتی بالرد علی الزوجین فی زماننا لفساد بیت المال وفیه قال المحقق احمد بن یحییٰ بن سعد التفتازانی افتی کثیر من المشائخ بالرد علیہما اذالم یکن من الاقارب سواہما الخ وفیہ عن المستصفی والفتویٰ الیوم علی الرد علی الزوجین عند عدم المستحق لعدم بیت المال رد المختار (ج ۵ ص ۷۷۱)

یہ روایت نص میں اس میں کہ یہ رد علی الزوجین ذوی الارحام پر مقدم نہیں ہے بلکہ بیت المال کے درجے میں ہے جو سب مستحقین میں مؤخر ہے اور ذوی الارحام کے ہوتے ہوئے زوجین پر رد نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۵۵)

لا ولد مرحومہ کی میراث کی تقسیم کی ایک صورت

سوال..... مسماۃ زینب لا ولد فوت ہو گئی اس کے یہ وارث موجود ہیں، عمر و خاوند خالدا ماموں، سعید پھوپھی زاد بھائی، سعیدہ پھوپھی زاد بہن ترکہ جو زینب چھوڑ گئی ہے دراصل زینب کی پھوپھی ہندہ کا ہے چونکہ ہندہ کو فوت ہوئے عرصہ ہو گیا ہے اس لئے قانون انگریزی کے مطابق زینب مرحومہ قابض مخالف کی حیثیت سے مالک تصور کی جائے گی۔

جواب..... اگر یہ ترکہ زینب کی جائز ملکیت نہیں ہے بلکہ صرف قبضہ مخالفانہ کی حیثیت سے وہ مالک سمجھی جاتی ہے اور دراصل جائیداد اس کی پھوپھی کی تھی اور پھوپھی کے ورثاء میں زینب بھتیجی اور سعید و سعیدہ بھانجا و بھانچی تھے تو اس جائیداد میں زینب کا حصہ ۲/۳ اور سعید و سعیدہ کا ۱/۳ تھا اب زینب کے انتقال کے بعد اس کا ۲/۳ حصہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ اس میں سے نصف اس کے خاوند کو ملے گا اور نصف اس کے ماموں کو۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۳)

صرف بھتیجے اور بھانجیوں میں تقسیم میراث

سوال..... زینب نے انتقال کیا ایک بھتیجی اور ایک بہن کی تین بیٹیاں اور دوسری بہن کی دو

بیٹیاں چھوڑیں تو مرحومہ کا مال متروکہ کس طرح تقسیم ہونا چاہئے؟

جواب..... صورت مسئلہ میں اگر مرحومہ کے دادا پر دادا کی اولاد میں سے کوئی مرد نہ ہو تو مرحومہ کے مال میں سے امور متقدمہ بر میراث ادا کرنے کے بعد بقول امام محمد جو کہ مفتی بہ ہے ماہی کے سات حصے کر کے بھتیجی کو دو حصے اور پہلی بہن کی تینوں بیٹیوں کو ایک ایک حصہ اور دوسری بہن کی دونوں بیٹیوں کو ایک ایک حصہ دیں۔ (فتاویٰ باقیات صالحات ص ۳۷۵)

ایک نواسے اور چار نواسیوں میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

سوال..... ہندہ نے ایک نواسا اور چار نواسیاں چھوڑیں ان وارثوں میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد ترکے میں چھ حصے ہوں گے دو حصے نواسے کو اور

ایک ایک حصہ ہر نواسی کو ملے گا۔ (فتاویٰ رحمیہ ج ۶ ص ۴۶۹)

علاقائی بھتیجیوں اور بھانجیوں کی نوعیت تو ریث

سوال..... زید کا انتقال ہوا زوجہ علاقائی بھتیجی پانچ حقیقی بھانجے وارث چھوڑے زید کا ترکہ

کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... علاقائی بھتیجی اور حقیقی بھانجے ذوی الارحام کی صنف ثالث میں داخل ہیں جن

کے وارث بننے کی نوعیت میں صاحبین کا اختلاف ہے اور فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے ان کا قول یہ ہے کہ اولاً ان کے اصول پر تقسیم کی جائے پھر ان اصول کا حصہ ان کے فروغ کو دیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ چوتھائی زوجہ کا آدھا حقیقی بہن کا باقی علاقائی بھائی کا۔

مسئلہ نمبر ۴ زوجہ ۲ بہن ۲ علاقائی بھائی ۱ مسئلہ نمبر ۲۰ زوجہ ۱/۵ حقیقی بھانجے ۲/۲۲۲۲ علاقائی

بھتیجی ۶/۵۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۳۹۸)

ورثاء میں بیوی اور دادی کا بھتیجا ہے

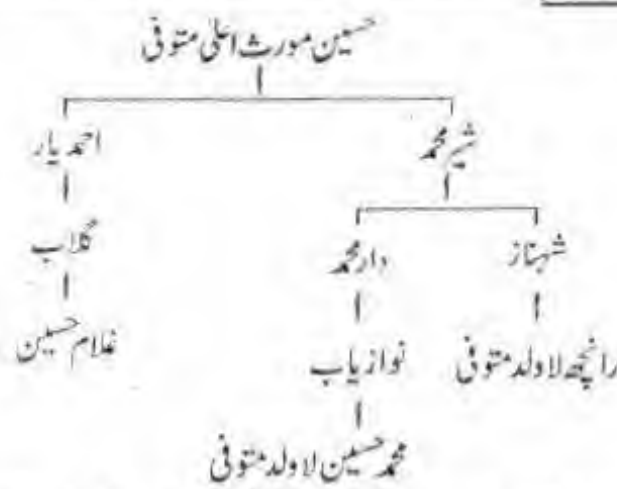
سوال..... ورثاء میں بیوی اور دادی کا بھتیجا ہے دوسرا کوئی وارث نہیں تو ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... صورت مسئلہ میں ترکے کے چار حصے ہوں گے بیوی کو ایک حصہ اور بقیہ تین

حصے مذکور بھتیجے کو ملیں گے یہ لڑکا ذوی الارحام میں شامل ہے۔ (فتاویٰ رحمیہ ج ۳ ص ۱۹۷)

پردادا کے بھائی کا پوتا وارث ہے

سوال..... اس صورت میں غلام حسن کی موجودگی میں پھوپھیوں کو کچھ ملے گا یا نہیں؟



جواب..... صورت مسئلہ میں پھوپھیوں کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ عصبہ محمد حسین متوفی کا یعنی پردادا شیر محمد کے بھائی احمد یار کا پوتا غلام حسن موجود ہے اور عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام محروم رہتے ہیں لہذا اگر محمود حسین کا کوئی اور شرعی وارث موجود نہیں صرف پھوپھیاں اور پرداد کے بھائی کا پوتا موجود ہے تو کل ترکہ مقدم حقوق کے بعد پردادا کے بھائی کے پوتے کو کل مل جائے گا اور پھوپھیاں محروم رہیں گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۴۱۲)

باب المناسخہ

مناسخہ کی ایک صورت اور زوجہ

اگر مرض وفات میں مہر معاف کرے تو اس کا حکم

سوال..... یہاں بابت ایک متروکہ کے نزاع ہے اس کا مناسخہ کرنا ہے جس کی صورت ذیل میں درج ہے گو مناسخہ کیا گیا ہے مگر ممکن ہے کہ اس کی تصحیح وغیرہ میں غلطی ہو آپ اس کو ملاحظہ فرما کر اور اس کی صحت فرما کر حضرت مولانا مولوی حافظ قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب قبلہ دام فیوضہم سے بھی تصحیح فرما کر جس قدر جلد ممکن ہو سکے واپس فرمائیں واپسی کا پتہ حسب ذیل ہے۔

$$\begin{array}{r}
 ۵۳۷۰ \\
 ۱۳۲۰ \\
 \hline
 ۶۶۲ \\
 ۲۲
 \end{array}$$

محمد حنیف مرحوم

مسئلہ

| | | | | |
|--|----------------|----------------|-----------------|-----------------|
| ابن ہریرہ الدین - ابن کریم الدین - بنت نعمت بی - بنت رحمت بی - بنت کمال النساء | | | | |
| $\frac{1}{6}$ | $\frac{1}{6}$ | $\frac{1}{6}$ | $\frac{2}{12}$ | $\frac{2}{12}$ |
| $\frac{1}{96}$ | $\frac{1}{96}$ | $\frac{1}{96}$ | $\frac{1}{192}$ | $\frac{1}{192}$ |

فرید بیگم — ۱۵۹۶

کریم الدین — ۲۱۲۸۰

بسم اللہ بیگم — ۱۵۹۶

فصیح الدین — ۲۶۶۰

حمید النساء بیگم — ۲۲۳۰

رحیم الدین — ۷۵۶۰

محمد ندیم اللہ — ۱۱۹۷

جمال الدین — ۶۷۱۰

اکرام الدین — ۲۱۹۲

شرف الدین — ۵۷۱۹

اس کے بعد اس قدر اور عرض کر دینے کی ضرورت ہے کہ اصل نزاع حمید النساء بیگم زوجہ بدیع الدین مرحوم اور دیگر ورثاء میں ہے اور بمقابلہ دیگر ورثاء حمید النساء بیگم کا حصہ معلوم کرنا ہے جو اس صورت مسئلہ میں ان کو مل سکتا ہے۔

دوسرے یہ امر کہ یہاں ریاست حیدرآباد میں بعض الناس کو منصب ملتا ہے جو عطیہ شاہی کہلاتا ہے اور اس میں یہاں کے قانون کے لحاظ سے توریث نافذ نہیں ہوتی بدیع الدین مرحوم بھی صاحب منصب تھے تو آیا شرعاً ان کے حصے منصب میں توریث ہوگی یا نہیں اور زوجہ بھی مستحق ہے یا نہ؟ تیسرے مہر کے متعلق یہ مسئلہ دریافت طلب ہے کہ اگر زوجہ اپنی مرض الموت میں جبکہ وہ شدید بیمار ہو ایسی حالت میں اگر مہر معاف کرے تو وہ معاف ہو جاتا ہے یا نہیں اور اگر اس طرح زوجہ مہر معاف کر دے تو پھر اسکے ورثاء میں اس مہر کا مطالبہ کر سکتے ہیں یا نہیں اور اگر زوجہ کی زندگی میں زوج مر جائے اور زوجہ یہاں کے رواج کے مطابق جبکہ زوج کا جنازہ تیار ہو جائے تو مہر معاف ہو جائیگا یا نہیں۔ چوتھے: اس صورت مسئلہ میں مسماۃ حمید النساء بیگم اپنے شوہر بدیع الدین مرحوم کے ورثاء سے مہر کی اس طریق پر طالب ہے کہ کل متروکہ محمد حنیف مرحوم سے اولاً مہر ادا کر دیا جائے اس کے بعد تعین سہام یا تقسیم متروکہ ہو کیا یہ مطالبہ شرعاً صحیح ہے یا بعد تعین سہام وہ صرف اپنے شوہر کے سہام اور متروکہ سے مہر کی طالب ہو سکتی ہے۔

پانچویں: میت ثالث (بدیع الدین مرحوم) یہ مسئلہ دریافت طلب ہے کہ مرحوم بدیع الدین کی دو زوجہ ہیں ایک بشارت بیگم اور دوسری حمید النساء بیگم بشارت بیگم بحیات زوج ہی فوت ہو گئیں اور حمید النساء بقید حیات اب تک زندہ ہیں بشارت بیگم زوجہ اولی تھیں ان کے ورثاء میں دو بھائی ایک بہن ایک بیٹی اور باپ ہے بشارت بیگم کے انتقال کے بعد ان کی بیٹی و والد کا بھی انتقال ہو گیا اب دونوں بھائی اور بیٹی کا نواسہ طالب ہیں کہ بشارت بیگم کا مہر جو بذمہ بدیع الدین مرحوم واجب

الاداء ہے وہ دلایا جائے تو اب سوال یہ ہے کہ کیا دونوں بیویوں کے مہر میں تقدم و تاخر کا لحاظ ہوگا یا دونوں دین مہر یکساں واجب الادا ہوں گے۔

یہ امر بھی تصفیہ طلب ہے کہ پہلی بی بی بشارت بیگم کا مہر زیادہ ہے اور بعد کی دوسری بیوی حمید النساء بیگم کا مہر کم ہے ایسی حالت میں متروکہ بدیع الدین سے بلحاظ مناسبت تعداد مہر ادا ہوگی یا مساوی۔

جواب..... ۱۔ اگر بدیع الدین مرحوم کا ترکہ وہی ہے جو ان کو محمد حنیف مرحوم کے ترکہ میں پہنچا تو حمید النساء کو بحیثیت میراث کے ۲۳۴۰ سہام بمثلہ ۵۳۷۶۰ سہام کے ملیں گے اور اگر بدیع الدین مرحوم کا ترکہ پدری ترکہ کے علاوہ اور بھی ہے تو اس کا بھی آٹھواں حصہ مسماۃ موصوفہ کو میراث میں ملے گا اور دین مہر کا حکم آگے آوے گا۔

۲۔ اگر منصب صاحب منصب کی ملک کر دیا جاتا ہے دریاں حالیکہ وہ ملکیت کے قابل بھی ہے مثلاً منصب میں بطور جاگیر کے زمین ملے تو اس میں توریث کا نفاذ ہوگا اور اگر وہ صاحب منصب کی ملک نہیں کیا جاتا یا وہ ملکیت کے قابل ہی نہیں مثلاً ماہوار وظیفہ مقرر کر دیا گیا ان دونوں صورتوں میں بعد موت کے منصب میں توریث کا نفاذ نہ ہوگا ریاست کو حق ہے کہ اسکے ورثاء جسکو چاہے عطا کر دے۔

۳۔ اگر زوجہ مرض الموت میں جس میں زندگی سے مایوس ہو جائے مہر معاف کر دے تو مہر بالکل معاف نہ ہوگا اس میں زوجہ کے تمام وارثوں کو سہام میراث کے موافق حصہ ملے گا جن میں شوہر بھی ایک وارث ہے اور اگر زوج پہلے مر جائے اور زوجہ جنازہ تیار ہونے کے وقت مہر معاف کر دے تو مہر معاف ہو گیا اب اس کو شرعاً مہر لینے کا حق نہیں۔

۴۔ حمید النساء کا محمد حنیف کے ترکہ میں یہ مطالبہ کرنا درست نہیں اولاً محمد حنیف کے تمام ورثاء کا حصہ نکال کر جس قدر بدیع الدین مرحوم کا حصہ اس میں ہے اس میں دین مہر حمید النساء بیگم اور بشارت بیگم کو مقدم کیا جائے گا اسی طرح اگر اور کسی کا قرض ہو اس کو بھی تقسیم ترکہ سے مقدم کیا جائے گا علی ہذا تجہیز و تکفین بھی تقسیم ترکہ سے مقدم ہوگی اس کے بعد جو بچے اس میں توریث نافذ ہوگی البتہ اگر بدیع الدین مرحوم کے ترکہ میں محمد حنیف کے ترکہ سے علاوہ بھی کچھ سامان وغیرہ ہو تو اس میں حمید النساء کا یہ مطالبہ درست ہے۔

۵۔ دونوں بیویوں کے مہر لزوم میں مساوی ہیں کسی کو مقدم و مؤخر نہ کیا جاوے گا اگر دونوں کے مہر کم و بیش ہیں تو باہم ان کی نسبت معلوم کر کے ترکہ کو اس نسبت پر تقسیم کیا جاوے گا جبکہ مجموعہ ترکہ ہر دو مہر سے زیادہ نہ ہو اور اگر زیادہ ہو تو دونوں مہر دینے کے بعد جو بچے گا وہ ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ (اللہ اعلم)۔ (امداد الاحکام ج ۴ ص ۵۹۲)

مناسخہ کی تعریف

سوال..... مناسخہ کا کیا مطلب ہے؟

جواب..... تقسیم ترکہ سے پہلے بعض وارثین کا مرجانا مناسخہ کہلاتا ہے وفی ہندیہ ہی

(ای المناسخۃ) ان یموت بعض الورثۃ قبل قسمۃ الترحۃ کذا فی محیط السرخسی (ج ۶ ص ۴۷۰)۔ (منہاج الفتاویٰ غیر مطبوعہ)

مناسخہ کی ایک صورت

سوال..... زید نے انتقال کیا دولڑکے احمد اور عمر ایک لڑکی زبیدہ اور ایک بیوی ہندہ وارث چھوڑے۔

پھر زبیدہ کا انتقال ہوا ایک شوہر ایک بھائی ایک لڑکا اور ایک والدہ وارث چھوڑے۔

پھر زبیدہ کی والدہ ہندہ نے انتقال کیا ایک نواسا ایک داماد اور دولڑکے وارث چھوڑے۔

جواب..... (۱) مسئلہ ۸ نمبر ۴۰، ۴۸۰ زید مورث اعلیٰ زوجہ ۱/۵/۶۰ ابن ۱۳/۱۶۸ ابن

۱۳/۱۶۸ بنت ۷ (۲) مسئلہ ۱۲ تباین زبیدہ مافی الید نے زوج ۳/۲۱ ابن ۳۹/۷۱ ام ۲/۱۳ ابن

محروم ابن محروم (۳) مسئلہ ۲ بالنصف ہندہ ۴/۷۱ ابن ۱/۳۷ ابن ۱/۳۷ نواسا محروم داماد محروم

المبدغ ۴۸۰ الاحیاء لڑکا ۲۰۵ لڑکا ۲۰۵ داماد ۲۱ نواسا ۳۹۔

ادائیگی حقوق کے بعد زید مورث اعلیٰ کا کل ترکہ چار سو اسی سہام قرار دے کر نقشہ بالا کے

مطابق تقسیم ہوگا یعنی زید کے دولڑکوں میں سے ہر ایک کو دو سو پانچ سہام اور داماد کو اکیس سہام اور

زبیدہ کے لڑکے کو انچاس سہام ملیں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۳۹)

بطریق مناسخہ تقسیم ترکہ کی صورت

سوال..... یوسف کا انتقال ہوا اس نے دولڑکے نجابت اور ایوب دولڑکی الہی بیگم اور حجاب

بیگم وارث چھوڑے پھر نجابت کا انتقال ہوا اس نے ایک بھائی ایوب اور دو بہنیں الہی بیگم حجاب بیگم

چھوڑیں پھر ایوب کا انتقال ہوا اس نے دولڑکے امید اور شوکت اور دو بہنیں الہی بیگم اور حجاب بیگم

چھوڑیں پھر الہی بیگم کا انتقال ہوا اس نے ایک لڑکی عائشہ بیگم اور ایک پوتا مشتاق اور ایک بہن

حجرات چھوڑی پھر حجاب کا انتقال ہوا اس نے شوہر احمد اور لڑکی ممتاز اور بھتیجے اسعد علی و شوکت

چھوڑے پھر احمد کا انتقال ہوا اس نے لڑکی ممتاز اور تین بھتیجے ذوالفقار ہاشم سعادت اور دو بھتیجیاں

احسان الہی بیگم شاہ جہان بیگم چھوڑیں اس صورت میں مورث اعلیٰ کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... صورت مسئلہ میں بعد ادائے حقوق مقدمہ علی الارث مورث اعلیٰ کا کل ترکہ سات سواڑ سٹھ سہام کر کے دو سو سولہ اسعد علی کو اور اتنے ہی شوکت کو اور چھیا نوے عانشہ کو اور اتنے ہی مشتاق کو اور ایک سو بیس ممتاز کو اور چھ ذوالفقار کو چھ ہاشم کو چھ سعادت کو تین شاہ جہاں اور احسان الہی کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے۔

$$\begin{array}{r} ۷۶۸ \\ ۹۶ \\ \hline ۲۳ \\ \hline ۱۲ \end{array}$$

سورث اعلیٰ یوسف

مسند

| | | | |
|---------------|---------------|---------------|---------------|
| ابن نجابت | ابن ایوب | بنت الہی بیگم | بنت حجاب |
| $\frac{۲}{۳}$ | $\frac{۲}{۳}$ | $\frac{۱}{۲}$ | $\frac{۱}{۲}$ |

سورث دوم نجابت

تداخل

مسند

| | | |
|---------------|---------------|---------------|
| ابجائی ایوب | بہن الہی بیگم | بہن حجاب بیگم |
| $\frac{۲}{۲}$ | $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ |

سورث سوم ایوب

تداخل

مسند

| | | | |
|-------------------|-------------------|---------------|---------------|
| ابن اسید | ابن شوکت | بہن الہی بیگم | بہن حجاب بیگم |
| $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ |
| $\frac{۲}{۲}$ | $\frac{۲}{۲}$ | $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ |
| $\frac{۶}{۶}$ | $\frac{۶}{۶}$ | $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ |
| $\frac{۲۳}{۲۳}$ | $\frac{۲۳}{۲۳}$ | $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ |
| $\frac{۱۹۲}{۱۹۲}$ | $\frac{۱۹۲}{۱۹۲}$ | $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ |

چہارم الہی بیگم

تباہین

مسند

| | | |
|-----------------|-----------------|---------------|
| بنت عانشہ بیگم | پوتا مشتاق | بہن حجاب |
| $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ |
| $\frac{۲}{۲}$ | $\frac{۲}{۲}$ | $\frac{۱}{۱}$ |
| $\frac{۱۲}{۱۲}$ | $\frac{۱۲}{۱۲}$ | $\frac{۱}{۱}$ |
| $\frac{۹۶}{۹۶}$ | $\frac{۹۶}{۹۶}$ | $\frac{۱}{۱}$ |

پنجم حجاب بیگم

توافق بالنصف

مسند

| | | | |
|-----------------|-----------------|-----------------|---------------|
| شوہر احمد | بنت ممتاز | بھتیجا اسعد علی | شوکت |
| $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۲}{۲}$ | $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ |
| $\frac{۲}{۲}$ | $\frac{۲}{۲}$ | $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ |
| $\frac{۱۲}{۱۲}$ | $\frac{۱۲}{۱۲}$ | $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ |
| $\frac{۹۶}{۹۶}$ | $\frac{۹۶}{۹۶}$ | $\frac{۱}{۱}$ | $\frac{۱}{۱}$ |

| توافق بالنصف | | | | | | مستند |
|--|---|---|---|---|---|-------|
| بنت ممتازہ بھتیجا ذوالفقار، ہاشم و سادات، بھتیجی احسان الہی نگم و شاہ جہان نگم | | | | | | ۱۶ |
| ۱ | ۱ | ۲ | ۲ | ۲ | ۲ | ۸ |
| ۳ | ۳ | ۶ | ۶ | ۶ | ۶ | ۲۴ |
| الاح | | | | | | ۱۶ |
| امید، شوکت، کائنات، مشتاق، ممتاز، ذوالفقار، ہاشم، سادات، احسان الہی، شاہ جہان | | | | | | ۱۶ |
| ۱ | ۱ | ۲ | ۲ | ۲ | ۲ | ۸ |
| ۳ | ۳ | ۶ | ۶ | ۶ | ۶ | ۲۴ |

مسئلہ فرائض

سوال..... ایک شخص کی پہلی شادی سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی پھر اس کی بیوی فوت ہو گئی بعد میں دوسری شادی کی اس سے بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور پھر وہ شخص مر گیا اس کے بعد وہ دوسری بیوی بھی فوت ہو گئی اور اس شخص کی چاروں اولاد علیحدہ علیحدہ ہیں اور شادی شدہ ہیں اب تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ پہلی بیوی سے جو لڑکا تھا اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے اور پھر ایک ہفتہ کے بعد اس کا بھی پھر پہلی بیوی کے لڑکے اور اس کی کوئی اولاد نہیں لہذا امید ہے بملا حظہ عریضہ ہذا تحریر فرمائیے گا کہ اس آدمی کی چیزوں میں مال وغیرہ کا کون حق دار ہے آیا اس کی حقیقی بہن ہے یا سوتیلے بھائی، بہن ہیں اور اگر بہن ہے تو حصہ کس کس کا ہوتا ہے۔ فقط والسلام

جواب..... ۶ مسئلہ ۲ زید جو شخص مذکور کی پہلی بیوی کا لڑکا ہے۔

اخت لا ب وام ۳/۱ اخت لا ب ۲/۱ اخت لا ب ۱/۱

صورت مسئلہ میں شخص مذکور کی پہلی بیوی کے لڑکے کا ترکہ چھ سہام پر تقسیم ہو کر اس کی حقیقی بہن کو نصف پھر تین سہام دیئے جائیں اور نصف باقی کو علاوہ بھائی بہن پر لکھ کر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم کیا جاوے کہ علاقائی بھائی کو دو سہام دیئے جائیں اور علاقائی بہن کو ایک سہام اور یہ تقسیم بعد اداء حقوق متقدمہ علی المیراث کے ہوگی پھر تجہیز و تکفین و اداء دیون (جس میں مہر بھی داخل ہے) اگر اداء یا ابراء نہ ہوا ہو نفاذ وصیت من الثلث کے بعد اگر وصیت کی گئی ہو۔ واللہ اعلم

مسئلہ فرائض:

سوال..... ۱۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حاجی نور محمد نے انتقال کیا اس نے

اپنے ورثاء میں ایک زوجہ ایک لڑکی ایک علاقائی بھائی (مگر علاقائی بھائی کو حاجی نور محمد نے اپنی زندگی میں دو مکان دے دیئے تھے اور یہ اقرارنامہ لکھوایا تھا کہ شریعت کے مطابق میں نے تیرا حصہ تجھ کو دے دیا ہے اور اگر تو اب دوبارہ حصہ طلب کرے تو از روئے قانون باطل ہوگا) دونوں سے بنام احمد رضا محمد (یہ دونوں لڑکے حاجی نور محمد کی اس لڑکی سے ہیں جو ان کی حیات میں ہی انتقال کر گئی تھی) پانچ نواسے اور چار نوایاں (یہ نواسے اور نوایاں حاجی نور محمد صاحب کی اس بیٹی سے ہیں جو فی الحال زندہ ہے) شرعاً ان لوگوں کا کیا حصہ بنتا ہے۔

۲۔ اور حاجی نور محمد کی طرف آٹھ سو روپیہ قرض بھی ہے کیا قرض ادا کرنے کے بعد حصہ تقسیم ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

جواب..... قال فی الشرح السیر الکبیر ان المریض متی اعطى عینا لبعض ورثته لیكون وذلک حصته من المیراث او اوصی بان یدفع ذلک الیه بحصته من المیراث ان ذلک باطل لایجوز البتہ اه ج ۴ ص ۴۲۰۔

مسئلہ ۸ مرحوم نور محمد زوجہ بنت ۴۳ خ علاقائی ۳

صورت مسئلہ میں حاجی نور محمد کے ترکہ میں سے اول تجہیز و تکفین کا خرچ نکالا جاوے اس کے بعد دین کو ادا کیا جائے اگر اس کے ذمہ ہو جس میں زوجہ کا دین مہر بھی داخل ہے اگر اس نے وصول یا معاف نہ کیا ہو اس کے ثلثین سے وصیت کو نافذ کیا جاوے۔ اگر اس نے اللہ واسطے کچھ وصیت کی ہو اس کے بعد کل ترکہ کے آٹھ ۸ حصے کر کے بیوی کو ایک حصہ بیٹی کو چار حصے اور علاقائی بھائی کو تین حصے دیئے جائیں اور حاجی نور محمد نے جو اپنے علاقائی بھائی کو اپنی زندگی میں دو مکان دیئے ہیں اور یہ اقرارنامہ لکھوایا تھا کہ شریعت کے مطابق میں نے تیرا حصہ تجھ کو دے دیا۔ اس اقرارنامے کے لکھنے سے علاقائی بھائی کا حق میراث باطل نہیں ہوا اس کا ایسا لکھوانا لغو ہے بلکہ وہ بدستور وارث شرعی ہے اور وہ مکان جو نور محمد کی حیات میں اس کو مل چکے ہیں وہ بھی ترکہ میں شمار ہوں گے وہ خالص علاقائی بھائی کا حق نہیں بلکہ سب ورثہ کا حق ہے جو موافق سہام مذکورہ کے تقسیم کیا جائے۔ واللہ اعلم

اور نواسے اور نواسی سب محروم ہیں کیونکہ ذوالفروض و عصبات کے سامنے ذوالارحام کو میراث نہیں مل سکتی۔ (امداد الاحکام ج ۴ ص ۶۲۲)

مناسخہ کی ایک صورت

سوال..... احمد حسین کا انتقال ہو گیا ایک بیوی تین لڑکے غوث شاہ احمد جان صاحب جان

اور ایک لڑکی وارث ہے اس کے بعد غوث شاہ کا انتقال ہو گیا اس نے ایک لڑکا ایک لڑکی اور والدہ اور دو بھائی احمد جان صاحب جان اور ایک بہن چھوڑی اس کے بعد احمد حسین بیوی آمنہ بی بی جو کہ غوث شاہ وغیرہ کی والدہ ہوتی ہیں ان کا انتقال ہوا اس نے دو لڑکے احمد جان صاحب جان اور ایک لڑکی ایک پوتا ایک پوتی چھوڑے یتیم بچے بچی جو غوث شاہ کے ہیں ان کو دادی کے مال میں سے ترکہ ملے گا یا نہیں؟ تمام ملک اوپر سے اس دادی ہی کے قبضہ میں تھی۔

جواب..... صورت مسئلہ میں بعد ادائے حقوق مقدمہ علی الارث مورث اعلیٰ احمد حسین کی میراث وارثین مذکورین کے درمیان (بشرطیکہ کوئی اور وارث مثلاً غوث شاہ کی بیوی وغیرہ نہ ہو) حسب ذیل تقسیم ہوگا۔ احمد حسین کا کل ترکہ اسی سہام کرنیکے بعد چھبیس چھبیس سہام احمد جان اور صاحب جان کو اور تیرہ سہام احمد حسین کی بیٹی کو اور دس سہام غوث شاہ کے لڑکے کو اور پانچ سہام غوث شاہ کی لڑکی کو ملیں گے۔ واضح رہے کہ غوث شاہ کی اولاد کو غوث شاہ کی میراث میں سے یہ حق پہنچتا ہے چونکہ احمد حسین کی وفات پر اس کا ترکہ اس کی بیوی اور اولاد سب کا مشترک ملک ہو گیا تھا اور تقسیم کرنے پر بھی سب ہی کی ملک رہا۔ صورت مسئلہ یہ ہے۔

۱۶

مورث اعلیٰ احمد حسین

مسئلہ

زوجہ آمنہ بی بی بیٹا غوث شاہ بیٹا احمد جان بیٹا صاحب جان بیٹی

۱ ۲ ۲ ۲ ۱

مورث دوم غوث شاہ

داخل

مسئلہ

نالدہ آمنہ بی بی بیٹا بیٹی بہن

۱ ۲ ۱ سب محروم

مورث سوم آمنہ بی بی

تباہین

مسئلہ

بیٹا احمد جان ، صاحب جان ، بیٹی پوتا پوتی

۲ ۱ ۱ ۱ محروم

المبلغ

الاحیاء احمد جان ، صاحب جان بنت احمد حسین ، ابن غوث ، بنت غوث

۵ ۱۰ ۱۳ ۲۶ ۲۶

مناسخہ کی ایک اور صورت

سوال..... ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے ایک بیوی، ایک بھائی، ایک بہن اور دوسری بہن کی اولاد وارث چھوڑے اس کے بعد بھائی کا بھی انتقال ہو گیا جس نے ایک بیوی، چار لڑکے، ایک لڑکی، ایک بہن اور دوسری بہن کی اولاد وارث چھوڑے ترکہ کی شرعی تقسیم تحریر فرمائیں

جواب..... اخراجات پورے کرنے کے بعد کل ترکہ ایک سو چوالیس سہام کر کے چھتیس سہام مورث اعلیٰ کی بیوی کو اور چھتیس سہام اس کی بہن کو اور نو سہام مورث دوم کی بیوی کو اور چودہ چودہ مورث دوم کے ہر لڑکے کو اور سات مورث دوم کی لڑکی کو دیئے جائیں گے اور بہن کی اولاد کو کچھ نہ دیا جائے گا صورت مسئلہ یہ ہے۔

۱۴۴

مورث اعلیٰ

مسئلہ

بیوی، بھائی، بہن، بہن کی اولاد

۳۶

مسئلہ

مورث دوم

تداخل

بیوی، ابن، ابن، ابن، ابن، بیٹ، بہن، اولاد بہن

۹ ۱۴ ۱۴ ۱۴ ۱۴ ۷ ۷ ۷ ۷

المسبغ

الاحیاء

۳۶، ۳۶، ۹، ۱۴، ۱۴، ۱۴، ۷ - (فتاویٰ مفتاح العلوم)

مناسخہ کی ایک طویل تقسیم

سوال..... مورث اعلیٰ محبوب کا انتقال ہوا جس نے ایک بیوی قطب النساء دو لڑکے ظہور الحسن، مرتضیٰ حسن اور چار لڑکیاں جمیلہ، خشنودہ، بتول، نعیمہ چھوڑیں پھر لڑکی جمیلہ کا انتقال ہوا جس نے شوہر محمد حنیف والدہ قطب النساء اور تین لڑکے دو لڑکیاں چھوڑیں پھر خشنودہ کا انتقال ہوا جس نے زوج فضل الرحمن والدہ قطب النساء اور دو لڑکی شمس النساء اور قمر النساء چھوڑیں اس کے بعد مرتضیٰ حسن کا انتقال

ہوا۔ ایک بیوی خدیجہ والدہ قطب النساء ایک لڑکا مظفر الحسن دو لڑکیاں وکیلہ، شکیلہ چھوڑیں، پھر مرتضیٰ حسن کی بیوی خدیجہ کا انتقال ہوا جس نے ایک لڑکا مظفر الحسن اور وکیلہ، شکیلہ لڑکیاں چھوڑیں اس کے بعد قطب النساء کا انتقال ہوا جس نے ایک لڑکا ظہور الحسن اور دو لڑکیاں بتول اور نعیمہ چھوڑیں پھر بتول کا انتقال ہوا جس نے صرف ایک لڑکا ظہور الحسن چھوڑا ترکہ کی شرعی تقسیم تحریر فرمائیں۔

جواب..... بعد ادائے حقوق مورث اول کا ترکہ دس ہزار سات سو چونسٹھ سہام کر کے تین ہزار تین سو بیاسی ظہور الحسن کو سولہ سو اکیانوے نعیمہ کو دو سو چھتر محمد حنیف کو ایک سو چار اسی جمیلہ کے تینوں لڑکوں میں سے ہر ایک کو اور بانوے جمیلہ کی ہر دو لڑکیوں کو اور دو سو چھتر فضل الرحمن کو اور تین سو اڑسٹھ شمس النساء کو اور اتنے ہی قمر النساء کو اور نو سو اٹھاسی مظفر الحسن کو اور چار سو چار نوے وکیلہ کو اور اتنے ہی شکیلہ کو اور سولہ سو اکیانوے شمس الحسن کو ملیں گے۔

صورت مسئلہ یہ ہے۔

$$\begin{array}{r} ۱۰۷۶۳ \\ ۵۲۸۲ \\ \hline ۲۶۹۱ \\ ۱۱۷ \end{array}$$

| زوجة قطب النساء | ابن ظہور الحسن | ابن مرتضیٰ حسن | بنت جمیلہ | بنت فشنودہ | بنت بتول | بنت نعیمہ |
|-----------------|----------------|----------------|-----------|------------|----------|-----------|
| ۱ | ۲ | ۲ | ۱ | ۱ | ۱ | ۱ |
| ۱۳ | ۲۶ | ۲۶ | ۳ | ۳ | ۱۳ | ۱۳ |
| ۲۹۹ | ۵۹۸ | ۵۹۸ | | | ۲۹۹ | ۲۹۹ |
| ۵۹۸ | ۱۱۹۶ | ۱۱۹۶ | | | ۵۹۸ | ۵۹۸ |
| | ۲۳۹۲ | | | | ۱۱۹۶ | ۱۱۹۶ |

$$\begin{array}{r} ۱۱۹۶ \\ ۵۹۸ \\ \hline ۲۹۹ \end{array}$$

مسند

مسند

مورت دوم جمیل

زوج محمد صیغ، والده قطب النصار، ابن، ابن، بنت، بنت

| | | | | | | |
|------|-----|-----|-----|-----|----|----|
| ربیع | سدس | ۲ | ۲ | ۲ | ۱ | ۱ |
| ۳ | ۲ | ۲۶ | ۲۶ | ۲۶ | ۲۳ | ۲۳ |
| ۶۹ | ۲۶ | ۹۲ | ۹۲ | ۹۲ | ۹۲ | ۹۲ |
| ۱۳۸ | ۹۲ | ۱۸۴ | ۱۸۴ | ۱۸۴ | ۹۲ | ۹۲ |
| ۲۷۶ | | | | | | |

۱۱۹۶

۵۹۸

۲۹۹

مسند

تماثل

مورت سوم خشنوده ۱۲

| | | | |
|----------------|------------------|----------------|----------------|
| زوج فضل الرحمن | والده قطب النساء | بنت شمس النساء | بنت قمر النساء |
| ربیع | سدس | ۲ | ۲ |
| ۳ | ۳ | ۹۲ | ۹۲ |
| ۶۹ | ۲۶ | ۱۸۴ | ۱۸۴ |
| ۱۳۸ | ۹۲ | ۳۶۸ | ۳۶۸ |
| ۲۷۶ | | | |

۹۲

۲۶

۲۳۰

مسند

قبایل

مورت چهارم مرتضی حسن ۲۶

| | | | | |
|-----------|------------------|----------------|----------|----------|
| زوج خدیجه | والده قطب النساء | ابن مظفر الحسن | بنت وکیل | بنت شکید |
| شش | سدس | ۸ | ۲ | ۲ |
| ۳ | ۳ | ۲۰۸ | ۱۰۴ | ۱۰۴ |
| ۶۸ | ۲۶ | ۲۱۶ | ۲۰۸ | ۲۰۸ |
| | ۹۲ | ۸۳۲ | ۲۱۶ | ۲۱۶ |

۳۰

۲

مسند

توافق بالنصف

مورت پنجم خدیجه ۲۹

| | | |
|----------------|----------|----------|
| ابن مظفر الحسن | بنت وکیل | بنت شکید |
| ۲ | ۱ | ۱ |
| ۶۸ | ۳۹ | ۳۹ |
| ۱۵۶ | ۷۸ | ۷۸ |

| | | | | |
|------|---------------------|---------------|---------------|-------|
| ۳۹۵ | مورث ششم قطب النساء | توافق بالنصف | ۲ | مسئلہ |
| | بنت نعیم | بنت بتول | ابن مہوار حسن | |
| ۱ | ۱ | ۲ | | |
| ۳۹۵ | ۳۹۵ | ۹۹۰ | | |
| ۱۶۹۱ | مورث ہفتم بتول | ابن شمس الحسن | | مسئلہ |
| | | ۱ | | |

۱۶۹۱ ۱۰۷۶۳

الاحسن ، نعیم ، محمد صنیعت ، ابن جمید ، ابن جمید ، بنت جمید ، بنت جمید
 ۳۳۸۲ ، ۱۶۹۱ ، ۲۷۶ ، ۱۸۴ ، ۱۸۴ ، ۱۸۴ ، ۹۲ ، ۹۲ ، شمس الحسن -
 فضل الرحمن ، شمس النساء ، قرالشا ، سطر الحسن ، وکیل ، شکید ، شمس الحسن -
 ۲۷۶ ، ۲۶۸ ، ۲۶۰ ، ۹۸۸ ، ۲۹۲ ، ۲۹۲ ، ۱۶۹۱
 میراث کی تقسیم کا ایک مسئلہ (فتاویٰ مفاد العلوم - غیر مطبوعہ)

سوال..... امام بخش کے تین لڑکیاں تھیں ان میں سے ایک لڑکی نصیرن والد کے انتقال کے بعد اور والدہ کے انتقال سے پہلے ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑ کر مر گئی موجودہ صورت میں امام بخش کی جائیداد میں نصیرن کے بچوں اور بہنوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

جواب..... مقدم حقوق ادا کر نیے بعد آٹھواں حصہ زوجہ کو اور باقی تینوں لڑکیوں کو برابر پہنچ کر نصیرن کے حصے میں سے چھٹا حصہ ماں کو اور باقی مال کے دو حصے ثابت حسین کو اور ایک حصہ قطبن کو اور نصیرن کی ماں کے حصے میں آئے والا مال نصیرن کی دونوں بہنوں کو برابر ملے گا۔ (فتاویٰ مبدائی ص ۳۹۳)

زنا سے پیدا شدہ بچی بھائی کی وارث ہوگی

سوال..... زید فوت ہوا ایک منکوحہ بی بی الف دو بیٹیاں ب ج ایک منکوحہ کنیزک داور کنیزک سے ایک بیٹی ہ جس کی پیدائش قبل از نکاح ہے اور اس کنیزک سے ایک بیٹا ز اور ایک چھوٹا بھائی ط وارث چھوڑے پھر بیٹا باپ کے بعد فوت ہوا اس صورت میں زید کا ترکہ پسماندگان میں کس طرح تقسیم ہوگا؟

مسئلہ ۲۲، ۹۶۔

جواب

| | | | | | | |
|---------------|---------------|----------------|----------------|--------------------|-----------------|-------|
| زوجہ | زوجہ | بنت | بنت | بنت مولود قبل نکاح | ابن | اخ |
| الف | د | ب | ج | م | ز | ط |
| $\frac{۲}{۶}$ | $\frac{۲}{۶}$ | $\frac{۲}{۲۱}$ | $\frac{۲}{۲۱}$ | $\frac{۲}{۲۱}$ | $\frac{۱۳}{۲۱}$ | محروم |

مسئلہ

| | | | | |
|---------------|---------------|----------------|----------------|-------|
| ام | اخت لام | اخت لاب | اخت لاب | عم |
| $\frac{۱}{۴}$ | $\frac{۵}{۴}$ | $\frac{۱۳}{۴}$ | $\frac{۱۳}{۴}$ | محروم |

المبیع

| | | | | |
|-----|----|----|----|---|
| الف | د | ب | ج | ح |
| ۶ | ۱۳ | ۲۵ | ۲۵ | ۴ |

مقدم حقوق کی ادائیگی کے بعد زید کا ترکہ چھیانوے سہام ہو کر الف یعنی زوجہ زید کو چھ سہام اور د یعنی زوجہ ثانیہ کینرک کو تیرا سہام اور ب و ج یعنی زید کی دونوں لڑکیوں کو پینتیس پینتیس سہام دلائے جائیں اور مولود قبل نکاح کا نسب زید سے ثابت نہ ہوگا اور وارث بھی نہ ہوگی لیکن ز یعنی زید کے پسر کی چونکہ اخیانی بہن ہے اس لئے اس سے وارث ہوگی اور اس کے ترکہ سے سات سہام ملیں گے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۴۱)

تقسیم میراث کا مسئلہ

سوال..... نصیر ریلوے ملازم کا انتقال ہو گیا مرحوم نے ایک بیوہ لڑکا اور والد و ثناء چھوڑے دو ماہ بعد لڑکے کا بھی انتقال ہو گیا اور مسماۃ نے دوسرا نکاح کر لیا کمپنی ریلوے نے چھ سو روپے وارثان کی پرورش کے واسطے دیئے ہیں اس روپے میں کون کون حق دار ہیں؟

مسئلہ ۲۴، ۲۵

جواب

| | | |
|---------------|----------------|-----------------|
| زوجہ | والد | ابن |
| $\frac{۲}{۹}$ | $\frac{۲}{۱۳}$ | $\frac{۱۴}{۱۴}$ |

ابن ۱۴

مسئلہ

| | |
|----------------|----------------|
| ام | جد |
| $\frac{۱}{۱۴}$ | $\frac{۲}{۲۳}$ |

سرکار نے جو روپیہ دیا ہے اس میں مرحوم کے سب وارث حسب حصہ شریک ہیں اگر لڑکے کے انتقال سے پہلے روپیہ مل گیا ہو تو اس کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ اس کے چھتیس حصے کر کے تیرہ حصے مرحوم کی زوجہ کو تیس حصے اس کے باپ کو دیئے جائیں گے اور اگر لڑکے کے انتقال کے بعد روپیہ ملا ہے تو اس میں عدالت کو اختیار ہے جتنا چاہے عورت کو دے اور جتنا چاہے باپ کو دے دوسرا نکاح کر لینے سے اس کا حق ساقط نہیں ہوا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۵۰)

بطریق تخارج تقسیم ترکہ کی ایک صورت

سوال..... زید کی بیوی کا انتقال ہو گیا جس سے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں تھیں اس کے بعد زید نے نکاح ثانی کیا اس بیوی سے بھی ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں اس کے بعد زید کا انتقال ہوا اور ایک بیوی دو لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑیں اس کے بعد دوسری بیوی کی ایک لڑکی اور پھر وہ دوسری بیوی بھی انتقال کر گئی اب دوسری بیوی کی اولاد سے صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی باقی ہے شرعاً دوسری بی بی کی گزری ہوئی لڑکی اور موجودہ دونوں بقیہ اولاد کو ماں اور باپ کی متروکہ ملک سے کتنا کتنا حصہ پہنچتا ہے؟

| جواب | مسئلہ ۱۱۵۲۸ | زید |
|-----------------|---|-----------------|
| زوجہ | ابن ، ابن ، بنت ، بنت ، بنت | بنت |
| $\frac{1}{8}$ | $\frac{13}{252}$ $\frac{13}{252}$ $\frac{1}{126}$ $\frac{1}{126}$ $\frac{1}{126}$ | $\frac{1}{126}$ |
| $\frac{1}{126}$ | | |

| مسئلہ ۱۸۶ | مسئلہ ۱۸۶ | بنت ۷ |
|----------------|--|-------|
| والدہ | حقیقی بھائی ، حقیقی بہن ، سوتیلے بھائی بہن | بنت ۷ |
| $\frac{1}{2}$ | $\frac{10}{40}$ $\frac{5}{35}$ | محسوم |
| $\frac{1}{21}$ | | |

| مسئلہ ۲ | زید ثانیہ ۱۶۵ |
|-----------------|-------------------|
| ابن ۱ | بنت ۱ |
| $\frac{2}{110}$ | $\frac{1}{55}$ |
| | $\frac{63}{1152}$ |

الاحیاء
پسر زوجہ اولی ، دختر زوجہ اولی ، پسر زوجہ ثانیہ ، دختر زوجہ ثانیہ
۱۳ ۷ ۷ ۲۳ ۱۲

مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد زید متوفی کا ترکہ چونسٹھ سہام پر تقسیم کر کے اس میں سے چودہ سہام پہلی بیوی کے لڑکے کو اور سات سات سہام لڑکیوں کو اور چوبیس سہام دوسری بیوی کے لڑکے کو اور بارہ سہام اس کی لڑکی کو ملیں گے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۶۰)

ایک زوجہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی میں تقسیم ترکہ

سوال..... زید کا انتقال ہوا مرحوم نے ایک زوجہ ایک پسر اور ایک لڑکی وارث چھوڑے پھر زوجہ کا بھی انتقال ہو گیا اب صرف لڑکا اور لڑکی زندہ ہے ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب: مسئلہ ۳

بنت

ابن

زوجہ
کان لم یکن

۱

۲

کل ترکہ تین سہام پر تقسیم ہو کر ایک حصہ لڑکی کو اور دو حصے لڑکے کو دیئے جائیں گے۔
(کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۶۲)

وراثت در مال حرام مع اختلاف مذہب

مرتد کسی مسلمان کی میراث کا حقدار نہیں

سوال..... میرا بھائی امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے گیا وہاں وہ عیسائی بن گیا تو کیا والد صاحب کی وفات کے بعد اسکو میراث میں حصہ دیا جائیگا یا نہیں؟ جبکہ وہ اپنے حصہ میراث کا مطالبہ کرتا ہے۔

جواب..... ارتداد مانع ارث ہے اسی بناء پر مرتد ہونے کی وجہ سے آپ کا بھائی بھی باپ کے مال وراثت کا حقدار نہیں رہا۔

قال العلامة سید شریف جرجانی: واما المرتد فلا يرث من احد لا من مسلم ولا من مرتد مثله لانه خان بارتدادہ فلا يستحق الصلة الشرعية التي هي الارث بل يحرم عقوبة مالمقاتل بغير حق. (اشرفیة ص ۱۳۱ فصل فی المرتد)

وفي الهندية: المرتد لا يرث من مسلم ولا من مرتد مثله

(الفتاویٰ الہندیہ ج ۶ ص ۲۵۵ الباب السادس فی میراث اهل الکفر)

ومثله فی السراجی ص ۷۴ فصل فی المرتد (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۳۳)

مال حرام کا وارث بننا

سوال..... میرے والد صاحب شراب اور دیگر منشیات کے تاجر کا حساب کر نیوالے ملازم تھے اسی ملازمت سے والد صاحب نے ایک مکان خریدا تھا اب اس حصہ سے مجھے نفع حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب..... منشیات میں بعض تو ایسی ہیں کہ ان کی بیع و شرا حرام ہے اور بعض کی حلال ہے والد صاحب نے اس طرح کی کمائی سے جو مکان خریدا تھا وہ اگر حرام وغیر حرام میں مشترک تھی تو آپ کے لئے بحیثیت وارث اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۳۵)

مورث کا مال حرام وارث کے لئے

سوال..... حرام کاروبار کے مالک کے مرجانے کے بعد وہ حرام مال ورثہ کیلئے حلال ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حرام مال مورث کا ورثہ کیلئے حلال ہے کیونکہ تبدیل ملک سے تبدیل حکم لازم آتا ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب..... اگر ورثاء کو معلوم ہو کہ مورث کا مال حرام ہے تو وہ مال ورثاء کے لئے حلال نہ ہوگا یہاں تبدیل ملک کی بحث بے محل ہے اس لئے اگر مورث کی ملک ثابت ہوتی اور وہ مستحق ہوتا مگر وارث اس کا اصالہ مستحق نہ ہوتا تو مورث کا نائب ہو کر مستحق ہو سکتا تھا اور صورت مسئلہ میں تو مورث کی ثابت نہیں پھر نائب کی ملک کیسے ثابت ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۶۳)

ورثاء کے لئے مال حرام کا حکم

سوال..... باپ نے بذریعہ حلال یا حرام کچھ مال حاصل کیا تھا بیٹوں کو تحقیقی طور پر معلوم ہوا کہ ذریعہ حرام سے مال حاصل کیا ہے اس صورت میں بیٹوں کو وہ مال لینا حلال ہے یا حرام؟

جواب..... ہر چند کہ بعض فقہانے مطلقاً مال حرام کو وارث کے لئے حلال کہا ہے لیکن یہ روایت صحیح نہیں مفتی بہ اور معتمد یہ ہے کہ ان کے لئے بھی حرام ہے پس اگر ارباب حقوق ورثاء کو معلوم ہوں تو اگر بعینہ ان کی چیز محفوظ ہو تو اس کو ورنہ اس کی قیمت واپس کر دیں اور اگر معلوم نہیں تو اگر مال حرام معین اور متمیز ہے تو اس کو مالک کی نیت سے صدقہ کر دیں اور اگر ملا ہوا ہے جدا نہیں ہو سکتا تو اگر اس کی مقدار قیمت معلوم ہو اس کو صدقہ کر دیں ورنہ تخمینہ کر کے تصدق کر دے انشاء اللہ آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۵۰)

مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال..... زید ایک ہندو خاندان سے مسلمان ہوا ہے چونکہ زید اپنے ہندو باپ کی میراث

سے شرعاً وارث نہیں ہو سکتا لیکن قانوناً بناء بر جائیداد جدی ہونے کے وارث ہو سکتا ہے تو وہ اپنے باپ کی جائیداد سے قانوناً اپنا حصہ لیکر کسی مدرسہ اسلامی یا کسی اور اسلامی کام میں تصدق کر دے یا رفاہ عام کے کاموں مثلاً ضرورت کے مقاموں پر کنواں نکلوا دے تو کیا وہ مشاب ہوگا جبکہ اس کے باقی شرکاء یعنی جائیداد سے حصہ لینے والے آریہ جو کہ سخت ترین اعداء دین ہیں۔

جواب..... زید کو اپنے باپ کی جائیداد سے حصہ میراث لینا جائز نہیں بلکہ اس جائیداد کو مورث کے کافر ورثہ پر رد کرنا لازم ہے اور بدون اس کے زید بھی اس میں تصرف کرنے سے گنہگار ہے اور جو مدرسہ مسجد والے اس واقعہ کو جانتے ہوئے اس جائیداد کی رقم لیں وہ بھی گنہگار ہیں۔

سوال..... ۲۔ عمر و اپنے ہندو باپ کے حین حیات میں مسلمان ہوا اس کے ہندو باپ نے اس اپنے بیٹے عمر و کی شادی مسلمانوں میں اپنے خرچ سے کرائی عمر و حج کو تیار ہوا تو اس کو زادراہ دیا علاقہ کے ایک مسلمان رئیس کے کہنے پر اپنی جائیداد کا چوتھا حصہ (کیونکہ اس ہندو باپ کے چار بیٹے تھے) اپنے بیٹے عمر و کو ایک دستاویز لکھ کر دیا کہ میرے بعد ۱/۴ حصہ کا یہ وارث ہوگا کچھ عرصہ بعد عمر و کا دوسرا بھائی بکر بھی بمعدہ ایک بیوی و بال بچوں سمیت مسلمان ہو گیا اسے بھی نان نفقہ اس کا اور اس کے اہل و عیال کا خرچ دیتا رہا بلکہ سواری کے لئے گھوڑے اور دودھ کے لئے گائے بکری جمع گھاس چارہ کے دیتا رہا لیکن اپنے پاس بیٹے بکر کو جائیداد وغیرہ سے ۱/۴ حصہ نہ لکھ کر دیا کیونکہ کسی مسلمان رئیس نے اس کے لئے اسے نہ کہا ہندو باپ کے مرنے کے بعد عمر و بکر کے دو ہندو بھائیوں نے اور بکر کے دو ہندو بیٹوں نے (کیونکہ بکر کی دو ہندو بیویاں تھیں اور دونوں صاحب اولاد تھیں) جن میں سے ایک تو بمعدہ بال بچوں کے بکر کے ساتھ مسلمان ہو گئی اور دوسری بال بچوں سمیت بدستور ہندو ہے (مقدمہ دائر کیا کہ عمر و بکر کو جائیداد نہ ملنی چاہئے کیونکہ انہوں نے مذہب تبدیل کیا ہے لیکن ہندوؤں کا دعویٰ خارج ہوا اور جائیداد نو مسلموں کو مل گئی ہندو بھائیوں نے اور بیٹوں نے چیف کورٹ میں اپیل دائر کی تو پھر بھی خارج ہوئے اب وہ دونوں نو مسلم عمر و بکر اپنی جائیداد پر قابض ہیں لہذا اب سوال یہ ہے کہ

۱۔ ان دونوں نو مسلموں کا اس طرح سے حاصل کردہ مال مشتبہ تو نہیں ہے؟ جبکہ وہ شرعاً اپنے ہندو باپ کی وفات کے بعد وارث نہیں ہو سکتے تھے اس بناء پر کہ اختلاف دین مانع ارث ہے

۲۔ بکر کی اس وقت میں تین بیویاں ہیں دو مسلمان بیویاں اور ایک ہندو بیوی تینوں صاحب اولاد ہیں چونکہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا لہذا کیا بکر پر یہ امر واجب نہیں کہ وہ اپنے

ہندو ورثاء آریہ کو جو کہ قانونا وارث ہو سکتے ہیں بناء بر جائیداد جدی کے کس طرح محروم کرے۔

جواب..... ۱۔ مشتبہ کا معنی یہ مال حرام ہے لکن نہ مفسوباً

۲۔ جب یہ جائیداد وہی ہے جو بکر نے اپنے ہندو باپ کے ترکہ سے حاصل کی ہے تو اس کا ہندو ورثاء پر واپس کرنا بکر کے ذمہ لازم ہے اور اس جائیداد سے وہ ہندو ورثاء کو محروم نہیں کر سکتا ہاں جو جائیداد بکر کی خود حاصل کردہ ہے اس سے ہندو ورثاء کا حق قانونی منقطع کر دینا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ (امداد الاحکام ج ۳ ص ۶۲۶)

لا وارث شیعہ عورت کا مال کیا کیا جائے

سوال..... ایک شیعہ عورت کا ایک شخص نے کچھ زیور چوری کیا وہ عورت فوت ہو گئی یہ زیور اس خیال سے رکھا تھا کہ اس سے امام باڑا بنوائے یا کسی مذہبی کام میں صرف کرے؟ مرحومہ نے کوئی وارث بھی نہیں چھوڑا اس کے مرنے کے بعد وہ چور اس مال سے سبکدوش ہونا چاہتا ہے کیا حکم ہے؟

جواب..... اگر عورت کا کوئی دور نزدیک کا کوئی وارث نہ ہو تو وہ روپیہ غربا پر صدقہ کر دیا جائے نادار طلبہ بھی مستحق ہیں بیواؤں یتیموں اپاہجوں کو بھی دیا جاسکتا ہے مسجد مدرسہ اور راستے وغیرہ کی تعمیر میں یا کسی کی تنخواہ میں صرف نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۸ ص ۵۲۱)

سنی اور شیعہ میں تو ارث کا حکم

سوال..... زید کا انتقال ہوا جو سنی المذہب تھا اس کے صرف دو بیٹے ہیں ایک سنی دوسرا شیعہ آیا دونوں وارث ہوں گے یا سنی؟

جواب..... جو اختلاف دین مانع تو ارث ہے وہ اختلاف کفر و اسلام ہے نہ کہ بدعتا و سنی پس جو شیعہ کھلم کھلا کفریہ عقائد کا قائل نہ ہو وہ سنی کا وارث ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۵۵)

شیعہ سنی کے مابین میراث کا حکم

سوال..... کیا کوئی شیعہ کسی سنی کے مال میں شرعاً میراث کا حقدار بن سکتا ہے یا نہیں؟

جواب..... شیعہ (روافض) کے مختلف گروہ ہیں جو شیعہ کفریہ عقائد مثلاً الوہیت حضرت علیؑ اور قذف سیدہ حضرت عائشہؓ وغیرہ کے قائل ہوں تو اختلاف دین کی وجہ سے شیعہ سنی کا وارث نہیں ہو سکتا البتہ جو شیعہ غالی نہ ہوں تو صرف بدعت مانع ارث نہیں۔

قال العلامة السجاوندی رحمہ اللہ: والمانع من الارث الاربعة.....

والقتل الذی یتعلق به وجوب القصاص او الکفارة..... واختلاف الدینین ای اسلاماً و کفراً (السراجی ص ۵ فصل فی الموانع)

قال العلامة الحصکفی: اختلاف الملتین اسلاماً و کفراً. قال اسید احمد الطحطاوی ای من جهة الاسلام والکفر اما اختلافهما من جهة ایهودیة والنصرانیة فلا یمکن مانعا وهذا النقییر لابد منه واما عدم توریت الکافر من المسلم نبالاجماع. (طحطاوی حاشیہ الدر المختار ج ۴ ص ۳۷۸ کتاب الفرائض ومثله فی امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۵۵ کتاب الفرائض. (فتاویٰ حنائی ج ۶ ص ۵۳۲)

شیعہ سنی توارث میں جواب کا طریقہ

سوال..... اگر کوئی حنفی سنی مفتی شیعہ کے مسائل میراث سے واقف ہو تو وہ استفتا جس میں مورث اعلیٰ شیعہ ہو اور باقی مورث اور وارث سنی ہوں یا مورث اعلیٰ سنی ہو اور بقیہ وارث اور مورث خواہ کل شیعہ ہوں یا بعض شیعہ اور بعض سنی۔

پس ایسی صورت میں سنی مفتی ایسے استفتا کا جواب کس طرح لکھے؟ آیا ہرطن میں اپنے اصول کے مطابق لکھے یا شیعہ کے ترکہ کو اصول تشیع کے موافق اور سنی کے ترکہ کو اصول حنفی کے مطابق؟ یا کیا صورت ہوگی؟

جواب..... جو فرقہ شیعہ کا کافر ہے اسکی رعایت کرتے ہوئے جواب دینا شرعاً درست نہیں بلکہ جو اسباب میراث اہل اسلام کے نزدیک معتبر ہیں انہیں اسباب کے تحت انکو بھی جواب دیا جائے۔

اور جو فرقہ کافر نہیں بلکہ مسلم ہے اس کو بھی حنفی اپنے اصول کے مطابق جواب دے گا جیسا کہ اگر کوئی شافعی کسی مفتی حنفی سے امام شافعی کے مذہب کے موافق کوئی مسئلہ دریافت کرے تو حنفی مفتی اس وقت امام شافعی کے مذہب کے مطابق جواب نہیں دے گا امام ابوحنیفہ کے مذہب کے موافق جواب دے گا پس مذہب شیعہ کے مطابق سوال کرنے سے مفتی سنی کو بطریق اولیٰ مذہب اہل سنت کے مطابق جواب دینا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۶۶)

ترکہ مشترکہ میں تصرف بیع و اجارہ کا حکم

سوال..... رواج ہے کہ میت کا ترکہ تقسیم نہیں کرتے بلکہ تمام ورثاء اکل و شرب میں شریک رہ کر ہر شخص اپنے طور سے اس میں تصرف کرتا ہے اب اگر کوئی وارث بعض ترکہ کو اجارے پر یا بیہ بیع کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... بیع مشاع یعنی شئی مشترک کی بیع جائز ہے اور صرف بائع کے حصے میں بیع نافذ ہو جائے گی اور قابل تقسیم مشترک شئی کا ہر کرنا تقسیم سے پہلے نافذ نہ ہوگا اور اسی طرح اجارہ مشاع بھی فاسد ہے۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۳۸۷)

متبعہ کی صورت میں میراث کا حکم

سوال..... نکاح متبعہ کی صورت میں زوج و زوجہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے یا نہیں؟
یا اس نکاح سے ہونے والی اولاد اپنے باپ کی وارث ہوگی یا نہیں؟
جواب..... کوئی بھی دوسرے کا وارث نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عبدالحئی ص ۳۸۸)

مختلف مسائل تخریج

بہن کا اپنے بھائی کے ترکہ میں میراث کا حکم

سوال..... کیا بہن اپنے بھائی کے ترکہ میں سے میراث کی حقدار ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کن حالات میں؟ اور کیا اپنے باپ کے ترکہ میں میراث کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟
جواب..... عورت اپنے باپ کے ترکہ میں میراث کی حقدار ہوتی ہے مگر اپنے بھائی کے ذاتی مال و جائیداد میں حقدار نہیں ہوتی خصوصاً جب بھائی زندہ ہو اور وفات کی صورت میں شرعی ضابطہ کے مطابق کبھی حقدار ہوگی اور کبھی نہیں۔

وفي الهندية: الخامسة الاخوات لاب وأم للواحدة النصف وللثنتين فصا
عداً الثلثان ومع الاخ لاب وأم للذكر مثل حظ الانثيين ولهن الباقي مع
البنات او بنات الابن. السادسة الاخوات لاب وهن كالاخوات لابیون
عند عدمهن ولهن السدس مع الاخت لاب أم تکملة الثلثین ولایرثن
مع الاختین لاب وأم الا ان یکون معهن اخ فیعصبن. السابعة للاخوات لام
للواحدة السدس والثلثین فصاعداً الثلث. ویسقط الاخوة والاخوات بالابن
وابن الابن وان سفل وبالأب بالاتفاق وبالجد عندابی حنفیة رحمه الله.
(الفتاویٰ الهندیة ج ۶ ص ۳۵۰ کتاب الفرائض الباب الثانی فی ذوی
الفروض) قال العلامة علاؤ الدین الحصکفی رحمه الله: فیدأ بذوی
الفروض وهم اثناعشر من النسب ثلاثة من الرجال (هم الاب والجد والاخ

لام) وسبعة من النساء رهن البنت وبنت الابن والاخت الشقيقة والاخت
لاب والاخت لام والجددة واثنان من النسب وهما الزوجان الخ.
(الدرالمختار مع ردالمحتار ج ۵ ص ۵۳۸ کتاب الفرائض) ومثله فی
البرزازية علی هامش الهندية ج ۶ ص ۲۵۳ کتاب الفرائض الفصل الاول
فی اصحاب الفرائض (فتاویٰ حقانیہ ج ۶ ص ۵۵۶)

ایک بھائی اور دو بہنوں میں تقسیم میراث

سوال..... ایک مکان کے حصے میں دو ہمشرہ اور ایک بھائی ہے حصہ شرعی کیا ہے؟
جواب..... اگر کسی مکان میں دو بہنیں اور ایک بھائی وارث ہونے کی جہت سے حقدار ہیں
تو نصف مکان بھائی کا اور نصف میں دونوں بہنیں حقدار ہوں گی۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۱۲)

چچا کی میراث میں بھتیجے کا حق

سوال..... میرے حقیقی چچا کا انتقال ہوا انہوں نے ایک بیوی اور ایک لڑکی چھوڑی اور میں ان کا
بھتیجا ہوں میرے دو بھائی اور دو بہنیں اور ہیں چچا نے ایک مکان چھوڑا کیا میرا بھی اس میں حصہ نکلتا ہے؟
جواب..... اخراجات کے بعد کل ترکہ چوتھہ سہام کر کے آٹھ سہام بیوی کو اور چونتیس سہام لڑکی
کو اور چھ چھ تینوں بھتیجوں کو اور تین تین دونوں بھتیجیوں کو ملیں گے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)
اگر بیوی اور باپ شریک بھائی وارث ہوتو؟

سوال..... ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے ایک بیوی اور ایک باپ شریک بھائی
وارث چھوڑے تو ہر ایک کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

جواب..... صورت مسئلہ میں حقوق متقدمہ ادا کرنے کے بعد کل ترکہ چار سہام کر کے ایک
بیوی کو اور بقیہ تین متوفی کے باپ شریک بھائی کو ملیں گے۔ صورت مسئلہ یہ ہے مسئلہ ۲ بیوی بھائی
۳۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

بیوی دو بیٹی ایک بھتیجا وارث ہوں تو تقسیم کی صورت

سوال..... زید مرحوم کا ایک طویل و عریض مکان ہے اسکے وارث ایک بیوی دو بیٹیاں دونوں سے تین
نواسے اور مرحوم کا ایک بھتیجا ہے اور زید مرحوم کی مرحومہ بہن کا ایک پوتا ہے وارثین تقسیم شرعی چاہتے ہیں۔
جواب..... صورت مسئلہ میں بعد ادائے حقوق ما تقدم علی الارث باقی ماندہ کل ترکہ چوبیس
سہام کر کے تین بیوی اور آٹھ آٹھ دونوں بیٹیوں کو اور پانچ بھتیجا کو ملیں گے۔ نواسے اور بہن کا پوتا

محروم رہیں گے صورت مسئلہ یہ ہے مسئلہ ۲۴ بیوی ثمن آٹھواں حصہ بیٹی، بیٹی ثلثان، بھتیجا ۵، نواسے محروم، بہن کا پوتا محروم۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

نابالغ لڑکی کے تقسیم ترکہ کی صورت

سوال..... ایک لڑکی شادی شدہ نابالغ رخصتی سے قبل انتقال کر گئی اس کا مہر اور کچھ نقد رقم اس کے رشتہ داروں کو کس طرح تقسیم کئے جائیں باپ ماں تین بہن بالغ، دو نابالغ، دو بھائی بالغ، ایک نابالغ اور شوہر یہ وارثین ہیں۔

جواب..... صورت مسئلہ میں اخراجات غسل و کفن و دفن اور ادائے قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال تک اس کو پورا کرنے کے بعد باقی مال چھ سہام کر کے تین شوہر کو ایک والدہ کو اور دو والد کو ملیں گے بھائی بہن سب محروم رہیں گے۔ صورت مسئلہ یہ ہے مسئلہ ۶ شوہر ۳، والدہ ۲، والدہ ۱، بھائی بہن محروم۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

شوہر بہنوں اور دادی میں تقسیم ترکہ

سوال..... علیم النساء نے انتقال کے وقت یہ وارث چھوڑے شوہر دو بہنیں، دادی، چچا اس کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... مسئلہ ۸ شوہر ۳، دادی ۱، بہن ۲، بہن ۲، عم محروم۔
ترکے کے آٹھ حصے کر کے تین حصے شوہر کو ایک حصہ دادی کو اور دو حصے دونوں بہنوں کو ملیں گے چچا کا کوئی حق نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۶۱)

ورثہ میں تقسیم ترکہ کی صورت

سوال..... حافظ صاحب کا انتقال ہو گیا ایک بھائی، ایک بہن، ایک زوجہ اور چھ لڑکیاں چھوڑیں براہ کرم جملہ وارثین کے حقوق متعین فرمائیں؟

جواب..... بعد اخراجات واجبہ متقدمہ کل املاک بہتر سہام ہو کر نو سہام بیوی کو اور آٹھ آٹھ سہام چھ لڑکیوں کو اور دس بھائی اور پانچ بہن کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے۔ بیوی ۳، بیٹی ۸، بیٹی ۸، بیٹی ۸، بیٹی ۸، بیٹی ۸، بیٹی ۸، بھائی ۱۰، بہن ۵۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

چار ورثاء میں تقسیم ترکہ کی صورت

سوال..... زید کا انتقال ہوا تین لڑکیاں، اللہ دی، صغریٰ، آسیہ اور ایک بیوی چھوڑی پھر ایک لڑکی آسیہ کا انتقال ہو گیا۔ اس نے چار لڑکے تین لڑکیاں ایک شوہر ایک والدہ وارث چھوڑے اس

جواب..... صورت مسئلہ میں سورث اعلیٰ زید کا ترکہ بعد ادائے حقوق متقدمہ علی الارث نو ہزار پانچ سو چار سہام کر کے صغریٰ کو تین ہزار تین سو بائیس اور اللہ دی کو بھی تین ہزار تین سو بائیس اور آسیہ کے شوہر کو چھ سو ترانوے اور آسیہ کی اولاد میں سے ہر ایک کو دو سو چرانوے اور ہر ایک لڑکی کو ایک سو ستالیس اور تلی کو پانچ سو پچاس حصے ملیں گے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

دولت کی اور تین بھائیوں میں تقسیم ترکہ

سوال..... ایک شخص کے انتقال پر اسکی دو لڑکیاں اور تین بھائی زندہ رہے تقسیم میراث کس طرح ہو؟
جواب..... بعد ادائے حقوق کل ترکہ اٹھارہ سہام کر کے چھ چھ ہر لڑکی اور دو دو تینوں بھائیوں کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے مسئلہ نمبر ۱۸، لڑکی ۶، لڑکی ۶، بھائی ۲، بھائی ۲، بھائی ۲۔

(فتاویٰ مفحاح العلوم غیر مطبوعہ)

تین بیویاں، نو بھتیجے، چار بھتیجیاں

سوال..... نذر نے تین شادیاں کیں اولاد کسی سے نہیں ہوئی نذر کا انتقال ہوا تینوں بیویاں زندہ تھیں والدین میں سے کوئی نہ تھا بھائی، بہن، چچا تایا بھی نہ تھے البتہ نو بھتیجے اور چار بھتیجیاں تھیں ابھی ترکہ تقسیم نہیں ہوا ہے کہ نذر کی بڑی بیوی کا انتقال ہو گیا اس حال میں کہ والدین، بھائی، بہن، چچا، تایا کوئی نہیں صرف بھتیجے، بھتیجیاں، بھانجے بھانجیاں موجود ہیں تو نذر اور بیوی کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟

جواب..... صورت مسئلہ میں بعد ادائے حقوق کل ترکہ چار سو چھپیس حصوں میں تقسیم ہو کر تینوں بیویوں کو بائیس بائیس حصے نو بھتیجیوں کو اٹھارہ حصے اور چاروں بھتیجیوں کو نو نو حصے ملیں گے اس کے بعد مرحومہ کا حصہ مرحومہ کے بھتیجیوں اور بھتیجیوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر بھتیجے کو بھتیجی کا دو گنا حصہ ملے گا صورت مسئلہ یہ ہے۔

[illegible]

ایک بھائی اور بیوی میں تقسیم ترکہ

سوال..... ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے صرف اپنی بیوی اور ایک بھائی چھوڑا تقسیم ترکہ کی کیا صورت ہوگی؟

جواب..... بعد ادائے حقوق کل ترکہ چار حصے کر کے ایک بیوی کو اور تین مرحوم کے بھائی کو ملیں گے۔ صورت مسئلہ یہ ہے بیوی ۱ بھائی ۳۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)
ورثاء میں بیوی لڑکی اور بھائی ہے

سوال..... مرحوم کے ورثاء میں ایک بیوی ایک لڑکی کو اور ایک بھائی ہے میراث کس طرح تقسیم ہوگی؟
جواب..... کل مال کے آٹھ حصے ہونگے ایک بیوی کو چار لڑکی اور تین حصے بھائی کو ملیں گے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۹۷)

چوبیس سہام پر تقسیم ترکہ کی ایک صورت

سوال..... زید کا انتقال ہوا اس نے والد ایک بھائی ایک بہن دو بیٹیاں اور زوجہ وارث چھوڑے مرحوم کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟

جواب..... صورت مسئلہ میں بعد ادائے حقوق کل ترکہ چوبیس سہام کر کے زوجہ کو تین اور ہر لڑکی کو آٹھ آٹھ اور باپ کو پانچ سہام ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے۔ زوجہ ۳ لڑکی ۸ لڑکی ۸ باپ ۵ بھائی بہن محروم۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

چوبیس سہام پر تقسیم ترکہ کی ایک صورت

سوال..... زید کا انتقال ہوا زید کے ماں باپ پانچ بھائی دو بہن اور ایک لڑکا ہے زید کی ملکیت میں کس کا کتنا حق ہے؟

جواب..... بعد ادائے حقوق کل مال کے ۲۴ حصے کر کے تین بیوی کو چار چار والدین میں سے ہر ایک کو اور تیرہ بیٹے کو ملیں گے بھائی بہن محروم ہوں گے۔ صورت مسئلہ یہ ہے۔ مسئلہ ۲۴ بیوی ۳ ماں ۲ باپ ۲ بیٹا ۱۳ بھائی بہن محروم۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

اڑتالیس سہام پر تقسیم ترکہ کی ایک صورت

سوال..... شمشاد کی وفات پر دو بیویاں تین بچیاں ماں باپ اور چار بھائی چھوڑے تقسیم ترکہ اور مہر کی کیا صورت ہوگی؟

جواب..... صورت مسئلہ میں بعد ادائے حقوق کل مال اڑتالیس سہام کر کے چھ سہام ہر بیوی کو آٹھ آٹھ سہام تینوں بچیوں کو آٹھ والدہ کو اور دس والد کو ملیں گے اور بھائی بہن محروم رہیں گے۔

صورت مسئلہ یہ ہے۔ مسئلہ ۳۸/۲۳

بیوی، بیوی، لڑکی، لڑکی، لڑکی، والدہ، والدہ
۳ ۳ ۱ ۲ ۳ ۵
۳ ۳ ۸ ۸ ۸ ۱۰

بیوی دو لڑکی اور ایک بھائی میں تقسیم ترکہ

سوال..... زید کا انتقال ہوا پس ماندگان میں ایک زوجہ دو لڑکیاں اور ایک بھائی چھوڑا تو ہر ایک کا حصہ متعین فرمائیں؟

جواب..... بعد ادائے حقوق کل ترکہ چوبیس سہام کر کے تین سہام بیوی کے آٹھ آٹھ سہام دونوں لڑکیوں کے اور پانچ بھائی کو ملیں گے۔

صورت مسئلہ یہ ہے
مسئلہ

بیوی، لڑکی، لڑکی، بھائی۔
۳ ۸ ۸ ۵

(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

بھائی کے ترکہ کی تقسیم

سوال..... ایک شادی شدہ بھائی، کنواری بہن اور بیوہ ماں ہم تین افراد ہیں بیوہ ماں کا ایک لڑکا بغیر شادی اور وصیت کے انتقال کر جاتا ہے اور اپنے پیچھے ایک خطیر رقم چھوڑ جاتا ہے تب کیا آدھی رقم کی وارث ماں ہے یا بھائی؟ اس تمام رقم کا حقدار کون قرار پائے گا؟ براہ کرم اسکی تقسیم سے آگاہ فرمائیے۔

جواب..... مرحوم کے ترکہ میں ایک تہائی ماں کا ہے اور باقی بھائی اور بہن کا اس لئے کل ترکہ ۹ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں سے تین حصے ماں کے چار بھائی کے اور دو بہن کے ہوں گے جس کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ ماں ۳، بھائی ۲، بہن ۲۔ (آپ کے مسائل ج ۶ ص ۳۶۳)

دو بیوی، ایک لڑکی اور بھتیجیوں میں تقسیم ترکہ

سوال..... زید نے بعد وفات ایک لڑکی دو بیوی چار بھتیجے اور پانچ بھتیجیاں اپنے وارث چھوڑے تو متوفی کی جائیداد میں اس کے وارثین کتنے کتنے حصہ کے حقدار ہوں گے۔

جواب..... بعد ادائے حقوق میت کا ترکہ بائیس سہام بنا لیا جائے پھر دو دو سہام دونوں بیویوں کو سولہ سہام لڑکی کو اور تین تین سہام چاروں بھتیجیوں کو دے دیا جائے بھتیجیاں محروم رہیں گی ان کو کچھ نہیں ملے گا صورت مسئلہ یہ ہے۔

زویہ، زوجہ، لڑکی، چار بھتیجے، پانچ بھتیجیاں

محروم

| | | | | | |
|---|----|---|---|---|---|
| ۱ | ۳ | | | | |
| ۲ | ۱۶ | ۳ | ۳ | ۳ | ۳ |

لڑکے اور بھتیجے میں تقسیم میراث

سوال..... اسماعیل خاں نے اپنی وفات پر ایک لڑکی اور دو بھتیجے چھوڑے تقسیم میراث کس طرح ہوگی؟
جواب..... بعد ادائے حقوق کل املاک کے چار حصے کر کے دو لڑکی کو اور ایک ایک دونوں بھتیجیوں کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے۔ مسئلہ ۲، نمبر ۴، بنت ۲، ابن الاخ ۱، ابن الاخ ۱۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

دو بھائی، ایک بہن اور ایک بیوی میں تقسیم وراثت

سوال..... احقر کے بھائی کا انتقال ہوا اس وقت ہم دو حقیقی بھائی اور ایک بہن موجود ہیں مرحوم کی بیوی ہے بچہ کوئی نہیں، مرحوم کے پاس دس بیگہ زمین ہے دو مکان، تین بھینس ہیں چاروں کے حصے تحریر فرمادیں۔
جواب..... صورت مسئلہ میں حقوق متقدمہ علی الارث ادا کرنے کے بعد اشیاء مذکورہ دیگر سامان کے بیس سہام کر کے پانچ بیوی کو اور چھ چھ دونوں بھائیوں کو اور تین تین کو ملیں گے صورت مسئلہ یہ ہے۔ بیوی ۱/۵، بھائی ۳/۶، بھائی ۳/۶، بہن ۳۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

ایک لڑکی دو بھتیجے میراث کتنی کتنی ملے گی؟

سوال..... اسماعیل نے بوقت انتقال ایک لڑکی اور دو بھتیجے چھوڑے ہر ایک کو کتنا کتنا حصہ میراث ملے گا؟

جواب..... بعد ادائے حقوق کل املاک چار سہام کر کے دو لڑکی کو اور ایک ایک بھتیجے کو ملیں گے۔ صورت مسئلہ یہ ہے۔ مسئلہ ۲، لڑکی ۲، بھتیجا ۱، بھتیجا ۱۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

مسئلہ فرائض

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بکر لا ولد فوت ہو گیا ہے اور اس نے اپنے تین سوتیلے بھائی جن کا باپ ایک ہے اور دو زوجہ وارثان چھوڑے ہیں متوفی مذکور کے

ذمہ قرضہ متفرقات اور ہر دوز وجہ کا دین مہر باقی ہے ترکہ کے تقسیم کی شرعاً کیا صورت ہوگی اور کس کس قدر حصہ ہر ایک وارث کو شرعاً ملے گا دین مہر و قرضہ کی ادائیگی کی کیا سبیل ہوگی جواب جلد مرحمت فرمائیں۔

جواب..... ۸ مسئلہ ۴ مورث بکر زوجہ ۱/۲ خ علاقی ۲/۲ خ علاقی ۲

اول بکر کا سب قرضہ ادا کیا جاوے مہر بھی دونوں بیویوں کا اور متفرق قرض بھی اور سب قرض ادا کرنے کے بعد جو ترکہ باقی رہے اس کو اس طرح تقسیم کیا جاوے کہ آٹھ سہام کر کے ایک ایک سہام پر دو زوجہ کو اور دو سہام پر سہ بھائیوں کو دیا جاوے اور اگر ترکہ نقد نہیں ہے اور ورثاء یہ چاہتے ہیں کہ جائیداد ہم رکھیں اور قرضہ اپنے پاس سے پھر ادا کر دیں گے تب بھی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ قرض خواہ اس پر راضی ہوں اور اگر قرض خواہ تاخیر پر راضی نہ ہوں تو ان کا قرضہ بھی ادا کر دیا جاوے خواہ جائیداد فروخت کر کے یا اور کہیں سے انتظام کر کے غرض یہ کہ بدون رضا مندی قرض خواہ کے ترکہ ورثاء میں تقسیم نہیں ہو سکتا ہاں اگر ورثاء قرضہ ادا کرنے پر اس وقت تیار ہوں تو قرض خواہ ہوں کو جائیداد لینے یا فروخت کرانے کا حق نہیں کیونکہ ان کا حق عین ترکہ سے متعلق نہیں ہے بلکہ مالیت سے متعلق ہے۔

قال فی الدر المختار: (ظهر دین فی التركة المقسومة تفسخ) القسمة (الا اذا قضوه) ای الدین او ابرا الغرماء (الورثة اویبقی منها) ای من التركة (ما یعنی به) لزوال المانع. وفي الشامية: (قوله ذمم الورثة) كذا فی الدر قال ط فيه أن الدین تعلق بعین التركة بعد تعلقه بذمة المیت اه تتمه اجاز الغریم قسمة الورثة قبل قضاء الدین له الخ. ج ۵ ص ۲۶۰. وفيه ایضاً بعد قليل (قوله تعلق الدین بالمعنی) وهو مالیه التركة ولذا كان لهم ان يقضوا الغریم ويستقلوا لها كمامر اه قلت ولعل المراد مما مر قول الدر المذكور انفا تفسخ القسمة الا ان قضوه. والله اعلم. (امداد الاحکام ج ۴ ص ۶۳)

بیوی چار بھائی تین بہن اور والدہ

سوال..... زید کا انتقال ہوا بیوی چار بھائی تین بہن اور والدہ چھوڑے تقسیم ترکہ کی صورت کیا ہوگی؟

جواب..... بعد ادائے حقوق ما تقدم علی الارث ایک سو بیس سہام کر کے تینتیس بیوی کو

بائیس والدہ کو چودہ چودہ چاروں بھائیوں کو اور سات سات تینوں بہنوں کو ملیں گے۔

صورت مسئلہ یہ ہے مسئلہ ۱۲ نمبر ۱۳۲ بیوی ۳/۳۳ والدہ ۲/۲۲ بھائی ۱۳ بھائی ۱۳ بھائی ۱۳

بھائی ۱۴ بہن ۷ بہن ۷ بہن ۷۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

ہم طعام ورثہ میں جائیداد کی تقسیم

سوال..... ایک شخص کے وارثوں میں دو بیٹے ایک بیوی ہے تینوں ایک مدت تک ہم طعام رہے دونوں لڑکوں نے جدا جدا کمایا اور جائیداد پیدا کی اب جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟

جواب..... جب کہ لڑکوں نے جدا جدا کمایا اور جدا جدا جائیداد بنائی تو ہر ایک اپنی کمائی اور جائیداد کا جدا مالک ہوگا صرف ہم طعام ہونے سے جائیداد مشترک نہیں ہو جاتی ہاں باپ کا ترکہ سب وارثوں میں تقسیم ہوگا بی بی کو مہر اور آٹھواں حصہ میراث دے کر باقی مال دونوں لڑکوں کو برابر برابر ملے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۰)

میراث کا مسئلہ

سوال..... زید نے مندرجہ ذیل وارث چھوڑے ترکہ کتنے سہام پر تقسیم ہوگا؟ ایک زوجہ دو لڑکیاں ایک حقیقی بھائی ایک ماں

جواب..... مقدم حقوق ادا کر نیے بعد کل ترکہ چوبیس سہام پر منقسم ہوگا تین سہام زوجہ کو اور آٹھ سہام ہر ایک لڑکی کو چار سہام ماں کو اور ایک سہام حقیقی بھائی کو دیا جائیگا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۹۳)

تقسیم میراث کا ایک مسئلہ

سوال..... دانش مند خاں فتح اللہ خاں فصاحت خاں تین بھائی اور ایک بہن عظیمین حقیقی تھے اور ان کے پاس باپ کی جائیداد مشترک تھی اولاد دانش مند خاں نے ایک لڑکا بنی داد خاں اور ثانی فتح اللہ خاں نے ایک لڑکی بنو اور ثالث فصاحت خاں نے ایک لڑکا احمد اللہ خاں اور رابعاً عظیمین نے تین لڑکی اپنے بعد چھوڑیں اب یہ قضائے الہی احمد اللہ خاں ایک زوجہ اور دو لڑکیاں شہزادی نوازی چھوڑ کر فوت ہو گئے اور زوجہ مذکورہ شرکاء کی مشترکہ جائیداد پر دست تصرف دراز کرتی ہے اور کسی موروثی ترکہ سے حصہ نہیں دیتی تو ایسی صورت میں موروثی جائیداد سے بنی داد خاں ولد دانش مند خاں بنو بنت فتح اللہ خاں شہزادی اور نوازی زوجہ احمد اللہ خاں اور عظیمین کی لڑکیوں کو علیحدہ علیحدہ کس قدر ترکہ شرعاً پہنچتا ہے؟

جواب..... مقدم حقوق کی ادائیگی کے بعد باپ کی جائیداد کے دو حصے تینوں بھائی دانش مند خاں فتح اللہ خاں اور فصاحت خاں کو اور ایک حصہ عظیمین کو پہنچ کر دانش مند کا حصہ بنی داد خاں کو اور فتح اللہ خاں کا نصف حصہ بنو لڑکی کو اور بقیہ نصف کے حصے کر کے دو حصے اس کی تین لڑکیوں کو برابر اور باقی ایک ثلث بنی داد اور احمد اللہ برادر زادوں کو اور احمد اللہ خاں کے حصے میں سے آٹھواں حصہ اسکی زوجہ کو اور دو ثلث اس کی لڑکیوں شہزادی اور نوازی کو اور ماہقی بنی داد خاں کو دیا جائیگا۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۹۲)

بہن اور چچا زاد بھائی میں تقسیم ترکہ

سوال..... ایک شخص فوت ہو گیا ہے ایک ہمشیرہ زندہ ہے اور ایک بہن متوفیہ کے تین فرزند ہیں ایک بھتیجی ہے ایک چچا کا بیٹا ہے دوسرے چچا کے دو پوتے ہیں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... مسئلہ ۱، اخت ۱، ابن العلم ۱، بہن کی اولاد محروم، بھتیجی محروم، چچا کے لڑکے کا لڑکا محروم اس صورت میں نصف ترکہ بہن کو اور نصف چچا کے بیٹے کو ملے گا بہن متوفیہ کی اولاد اور متوفی بھائی کی اولاد اور چچا کے پوتے محروم ہیں۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۵۶)

تقسیم میراث کی ایک صورت

سوال..... زید متوفی نے یہ وارث چھوڑے ایک لڑکی، ایک بیوہ ایک ہمشیرہ دو بھتیجے ایک بھتیجی زید نے اپنی حیات میں اپنی زوجہ کو قاضی شہر کے روبرو طلاق دے دی تھی اب زید کی کچھ موروثی اور کچھ اپنی پیدا کردہ اور کچھ بڑے بھائی کی جائیداد موجود ہے۔

جواب..... مسئلہ ۲، بنت ۱، اخت ۱۔

زید کا ترکہ نصف اسکی دختر کو اور نصف اسکی بہن کو ملے گا بھتیجے اور بھتیجی محروم ہیں اور زید کے بھائی کا ترکہ ان کی اولاد کو ملے گا اس میں زید کی لڑکی اور بہن حقدار نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۵۵)

خاوند اور باپ وارث ہیں

سوال..... جمیلہ مرگئی ورثہ میں باپ اور خاوند ہے مال کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

جواب..... مسئلہ ۲، خاوند ۱، باپ ۱۔

ترکے کے دو حصے ہونگے شوہر کو ایک حصہ اور باپ کو ایک حصہ ملے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۶۸)

ورثہ میں بیوی، ماں، بہن اور تین لڑکیاں

سوال..... مرحوم کے ورثہ میں تین لڑکیاں بیوی والدہ اور بہن ہیں تو ہر ایک کو کیا ملے گا؟

جواب..... مسئلہ ۲، نمبر ۲، زوجہ ۹/۳، ام ۱۲/۳، بنت ۱۶، بنت ۱۶، اخت ۱۶/۳۔

صورت مسئلہ میں مرحوم کے مال کے بہتر سہام ہوں گے ان میں نو سہام (آٹھواں حصہ) زوجہ کو بارہ سہام (چھٹا حصہ) ماں کو اور سولہ سولہ سہام (دو ٹکٹ) تین لڑکیوں کو اور باقی تین سہام بہن کو ملیں گے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۶۱)

وعند محمد رحمه الله يقسم المال على الاخوة والاحوات مع اعتبار عدد الفروع. والجهات في الاصول فما اصاب كل فريق يقسم بين فروعهم كما في الصنف الاول۔ اور صنف اول میں جو صورت چھ بطون کی فرض کی ہے اس سے پیشتر لکھا ہے۔

وعند محمد رحمه الله تعالى: المال بين الاصول اعنى في البطن الثانى اثلاثا لثلاث بنات ابن البنت نصيب ابها وثلثه لابن بنت البنت نصيب امه وكذلك عند محمد رحمه الله اذا كان في اولاد البنات بطون مختلفة يقسم المال على اول بطن اختلف في الاصول ثم يجعل الذكور طائفة والاناث طائفة بعد القسمة فما اصاب الذكور يقسم على اعلى الخلاف الذى وقع في اولادهم وكذلك ما اصاب الاناث وهكذا يعمل الى ان ينتهى بهذا الصورة۔
اس کے بعد صورت درج کی ہے جس میں ہر موقع اختلاف کو ذکر کو ایک طائفہ اور اناث کو ایک طائفہ بنایا گیا ہے اور طائفہ اناث کی اولاد میں للذکر مثل حظ الانثیین پر عمل کیا گیا ہے اور ایسا ہی طائفہ ذکور کی اولاد میں حالانکہ وہ اولاد ایک شخص کی نہیں ہے چنانچہ بطن سادس کے شروع ہی میں بنت و ابن ہے اور ان کے اصول بطن خامس میں بنت و بنت ہے اور اس بطن سادس والے ابن کو دو سہام اور بنت کو ایک سہام دیا گیا حاشیہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

فوجدنا باذاء البنتين فى البطن السادس ابنا و بنتا فقسما الثلاثة (ای التی وصل الى البنتين فى الخامس) بينهما فاصاب الابن اثنان والبنت واحد الخ۔

پس تخریج ثانی کے متعلق ”وجہ ندارد“ کہنا سمجھ میں نہیں آیا اور اسی طرح اس دلیل میں ”چرا کہ تقسیم با اولاد یک کس الخ“ کہنا بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ واللہ اعلم

میں نے بھی دیکھتے ہی تخریج ثانی کو صحیح سمجھا تھا اور اسی کے موافق میرا عمل تھا۔ مفتی صاحب کی تحریر سے کچھ تردد ہوا تھا جو اس توضیح سے رفع ہو گیا اب بلا تردد دو تخریج ثانی میرے نزدیک صحیح ہے۔

(امداد الاحکام ج ۴ ص ۶۳۸)

تقسیم میراث کا ایک مسئلہ

سوال..... زید مرحوم کی تین عورتیں تھیں ان میں سے ایک عورت بحال بیوگی فوت ہو گئیں دو زندہ ہیں اب دو عورتیں چھ لڑکے اور دو لڑکیاں موجود ہیں ایک زندہ عورت کو اولاد نہیں باقی متوفیہ عورت کو بھی اولاد ہے اور زندہ کو بھی اب اس عورت کو جس کو اولاد نہیں ہے اس کو بھی اور عورتوں کے مانند میراث ملے گی یا زیادہ؟

جواب..... مسئلہ ۱۶ زوجہ زوجہ پسران ۱۲ دختران ۲۔

اس صورت میں متوفی کے ترکے میں سے ایک ایک آنا ہر ایک زوجہ کو اور دو دو آنے ہر ایک پسر کو اور ایک ایک آنا ہر ایک دختر کو ملے گا یعنی فی روپیہ اس حساب سے ترکہ کا تقسیم ہوگا۔

(کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۲۰)

لڑکیوں اور تانیا زاد بھائیوں میں تقسیم ترکہ

سوال..... والد کی ملکیت کی مالک ہر دولڑکیاں ہیں یا تایا زاد بھائی؟ تایا زاد بھائی تر کے میں سے کتنا حصہ پاسکتا ہے اور لڑکیاں کتنا؟

جواب..... متوفی کی دولڑکیاں اور تایا زاد بھائی ہے تو تر کے کے تین حصے ہوں گے ایک

ایک حصہ دونوں لڑکیوں کو اور ایک تاپا زاد بھائی کو ملے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۳۳)

یا نچ لڑ کے دولڑکیاں اور ایک بہن میں تقسیم تر کہ

سوال..... والدہ کا انتقال ہو اور ثاء حسب ذیل ہیں یا بچ لڑکے دو لڑکیاں شوہر اور ایک حقیقی بہن

ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ جواب..... ترکہ کے ارٹا لیس حصے ہوں گے اس میں سے شوہر کو بارہ

(چوتھا حصہ) اور ہر لڑکے کو چھ چھ اور ہر لڑکی کو تین تین ملیں گے بہن محروم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۷۶)

مسئلہ ۲۸

| | | | | | | | |
|------|------|------|------|------|------|------|-----------|
| شوبر | لڑکا | لڑکا | لڑکا | لڑکا | لڑکا | لڑکی | حقیقی بہن |
| ۳۱ | ۱ | ۱ | ۱ | ۱ | ۱ | ۲ | |

تقسیم ترکے کا ایک مسئلہ

سوال..... مورث نے انتقال کیا دو بیٹیاں ہیں ایک مرحوم ایک زندہ، زندہ بیوی کے ساتھ

لڑکے اور دولڑکیاں ہیں اور مرحومہ کی اولاد میں دولڑکے اور چار لڑکیاں ہیں مورث نے ایک

جائیداد اپنے لڑکے فلاں کے نام کر دی تھی وہ اس پر مالکانہ قابض ہے اور ایک جائیداد اور نام

کی تھی جس کا مقدمہ شفعہ چل رہا ہے اسی طرح دوسری بیوی کے دو لڑکوں کے نام خریدی ہے جس کی

رجسٹری وغیرہ ضابطے میں ہوگئی ہے ایسی حالت میں یہ جائیداد اصل وراثت ہے یا نہیں؟

جواب..... تقسیم ترکے کی تو یہ صورت ہوگی کہ بعد تقسیم حقوق مقدمہ علی الامیر اث مورث کا

ترکہ ایک سو بانوے سہام پر ختم ہو کر زوجہ موجودہ کو چوبیس اور نو لڑکوں میں سے ہر ایک کو چودہ چودہ

اور چھ لڑکیوں میں سے ہر ایک کو سات سات بیٹوں کے اور مین لڑکوں کے نام جو جائیداد مورثانے

خرید لروں کی ملک ہوئی اس میں یا اس کی قیمت میں دوسرے ورثاء کا چھٹنیں۔

البتہ: کس جائیداد میں تسفیعہ کا مقدمہ دائر ہے۔ اگر اس پر ٹرے کا قبضہ نہ ہوا ہو اور سچ

کامیاب ہو جائے تو زرخشن جو واپس ہوگا وہ سب ورثہ کا ہوگا اور اگر قبضہ ہو گیا ہو گو شفیع کامیاب بھی ہو جائے تب زرخشن خالص اسی لڑکے کا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۶۱)

تقسیم میراث کا ایک مسئلہ

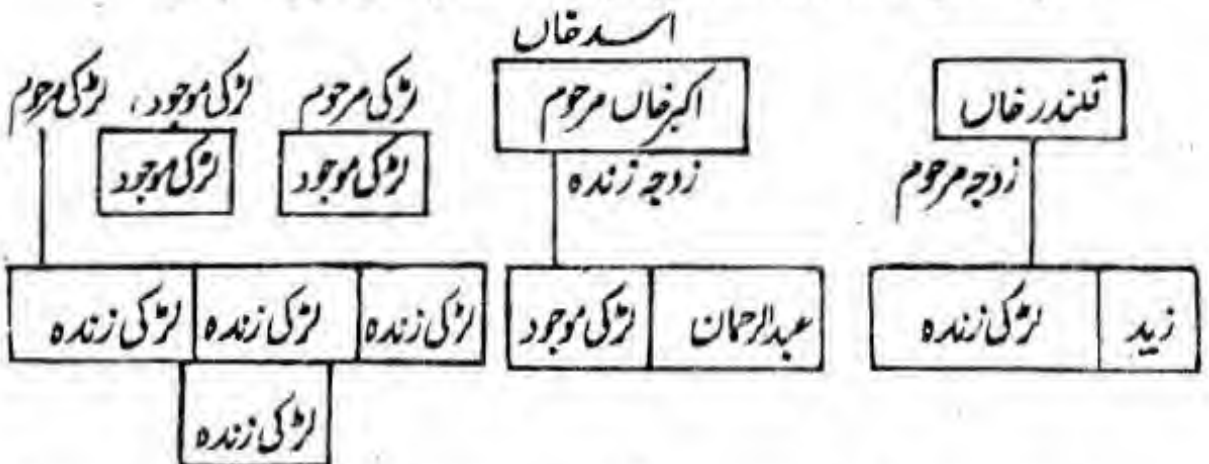
سوال..... عبدالکریم کے دو لڑکے تھے عثمان و علی اور ایک بیٹی خدیجہ عبدالکریم نے اپنی حیات میں بڑے لڑکے عثمان کو آدھی ملک دے کر علیحدہ کیا اور باقی آدھی ملک کے ساتھ علی کے پاس رہتا رہا عبدالکریم فوت ہوا اور علی اپنی بہن خدیجہ کے ساتھ رہا اب علی کی زوجہ مریم سے دو لڑکیاں علیم اور کریم موجود ہیں علی کا بھی انتقال ہو گیا علی کی ملک میں اس کی بہن خدیجہ کو کیا حق ہے؟ باپ نے دونوں بیٹوں کو جو دیا تھا اس میں خدیجہ کا کیا حق ہے؟

جواب..... خدیجہ اپنے باپ کے ترکے میں بھی حقدار تھی مگر باپ نے اس کو حصہ نہیں دیا تو اس کا گناہ باپ کے سر رہا اب اس کے بھائی علی کا انتقال ہوا تو علی کا ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا۔ مسئلہ ۲۴ زوجہ مریم ۳، دختر علیم ۸، دختر کریم ۸، بہن خدیجہ ۵۔

مقدم حقوق ادا کرنے کے بعد ترکے کے چوبیس سہام کر کے تین سہام زوجہ کو اور آٹھ آٹھ سہام دونوں لڑکیوں کو اور پانچ سہام بہن خدیجہ کو ملیں گے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۲۲)

تقسیم میراث کا ایک مسئلہ

سوال..... زید کنوارہ لا ولد فوت ہو گیا اس کی وراثت شرعاً کس طرح تقسیم ہوگی؟



جواب..... زید کے مرحوم وارث اس کی بہن اور چچا زاد بھائی عبدالرحمن ہے نصف اس کی بہن کو اور نصف اس کے بھائی کو ملے گا زید کی پھوپھی، پھوپھی زاد چچا زاد سب محروم ہیں۔

(کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۱۹)

تقسیم میراث کا ایک مسئلہ

سوال..... زید ایک حقیقی ماموں کے لڑکے ایک لڑکی اور ایک حقیقی ماموں کے دوسرے لڑکے کی عورت جواب دوسرے کے نکاح میں ہے چھوڑ کر فوت ہوا اس کے بعد لڑکے نے انتقال کیا اس کے تین لڑکیاں ہیں زید کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... زید کا ترکہ تین حصے کر کے دو حصے ماموں کے لڑکے کو اور ایک حصہ ماموں کی لڑکی کو دیا جائے پھر لڑکے کا حصہ اس کی موت کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ اس کے حصے کے نو حصے کر کے دو دو حصے تینوں لڑکیوں کو اور تین حصے اس کی بہن کو دیئے جائیں گے مگر یہ تقسیم جب ہے کہ یہ بہن متوفی کی حقیقی یا علاقائی بہن ہو۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۱۹)

ماں سوتیلے باپ اور بھائیوں میں تقسیم ترکہ

سوال..... ایک عورت نے حقیقی ماں سوتیلے والد اور سوتیلے بھائی وارث چھوڑے بھائی ماں شریک ہیں اور عورت کا ایک شوہر ہے اب ورثاء میں سے ہر ایک کو کتنا ملنا چاہئے؟

جواب..... متوفیہ کا ترکہ اڑتالیس سہام پر تقسیم ہوگا اس میں سے شوہر کو چوبیس اور سوتیلے بھائیوں کو گیارہ گیارہ سہام اور سوتیلے باپ کو دو سہام دے جائینگے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۳۱)

بیوی لڑکی اور سوتیلے بھائی میں تقسیم ترکہ

سوال..... زید نے پہلی بیوی سے ایک لڑکی اور ایک دوسری بیوی اور بھائی سوتیلی ماں سے چھوڑا زید مرحوم کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب..... مسئلہ ۸ زوجہ دختر ۴ برادر علاقائی ۳۔

آٹھ سہام ہو کر ایک سہام زوجہ ثانیہ کو چار سہام دختر کو اور تین سہام علاقائی بھائی کو ملیں گے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۵۵)

تقسیم میراث کا ایک مسئلہ

سوال..... شیخ مینڈو کے دولڑکے (بودی اور اللہ دیا) ایک لڑکی قمرن بودی کے دولڑکے کریم حمید اللہ دیا کے دولڑکی غفورن مجیدن ایک بیوہ سماء بسم اللہ۔

شیخ مینڈو کے کوئی جائیداد نہ تھی اور بودی اور اللہ دیا علیحدہ علیحدہ رہتے تھے اللہ دیا نے اپنی قوت بازو سے جائیداد پیدا کی اور وفات پائی اس متروکہ جائیداد کے کون کون حصہ دار ہیں؟

جواب..... اللہ دیا کی وفات کے وقت اس کی دولڑکیاں ایک بیوہ ایک بھائی ایک بہن اور دو بھتیجے غالباً وارث تھے سوال میں تصریح نہیں ہے لیکن اگر صورت حال یہی ہے جو میں نے لکھی

ہے تو اللہ دیا کا ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا۔

اللہ دیا کے ترکے کے بہتر حصے کر کے نو حصے بیوہ کو اور چوبیس چوبیس حصے غفورن، مجیدن کو اور دس حصے بودی کو اور پانچ حصے قمرن کو دے جائیں گے اگر بودی اللہ دیا کی وفات کے وقت زندہ نہ تھی تو بودی کا حصہ قمرن کو ملے گا اور قمرن بھی اگر زندہ نہ تھی اللہ دیا کے بھتیجے زندہ تھے تو بودی و قمرن کا حصہ دونوں بھتیجوں کو حصہ مساوی ملے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۴۹)

شوہر والدہ بھائی اور لڑکی میں تقسیم ترکہ

سوال..... ہندہ نے اپنی ماں بھائی اور ایک لڑکی چھوڑ کر انتقال کیا متوفیہ کے نام جو جائیداد ہے اس کے پانے کا شرعی حقدار کون ہے؟

جواب..... متوفیہ کا ترکہ اسکے وارثوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ ترکے کے بارہ حصے کر کے تین حصے خاوند کو دو حصے والدہ کو اور چھ حصے دختر کو اور ایک حصہ بھائی کو دیا جائیگا۔

(کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۵۱)

شوہر والدہ اور نانی میں تقسیم ترکہ

سوال..... محمودہ نے یہ وارث چھوڑے والدہ دادی، نانا، نانی اور شوہر ترکہ کس کس کو کتنا ملے گا؟

جواب..... مسئلہ ۶، شوہر ۳، والدہ ۲، دادی ۱، نانا محروم نانی ۱۔

متوفیہ کا ترکہ چھ سہام پر تقسیم ہوگا ان میں سے تین سہام شوہر کو اور دو سہام والدہ کو اور ایک سہام نانی کو ملے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۳۳۲)

تقسیم میراث کا ایک مسئلہ

سوال..... ایک جائیداد زید اور عمرو کی ملک ہے اول زید گزرتا ہے اور حسب ذیل ورثاء چھوڑتا ہے ایک لڑکی پہلی متوفیہ بیوی سے ایک لڑکی دوسری مطلقہ و متوفیہ بیوی سے ایک تیسری بیوی اور اس سے ایک لڑکی جو زید کے بعد متوفیہ ہوئی اور ایک لڑکا نابالغ حیات ہے موجودہ بیوی نے مہر معاف نہیں کیا تقسیم ترکے کا کیا حکم ہے؟ زید کی تیمارداری اور تجہیز و تکفین میں کچھ روپیہ عمرو کی اہلیہ نے خرچ کیا ہے جس کا کوئی حساب نہیں مگر وہ رقم معین کر کے طلب کرتی ہے اس صورت میں عمرو کی اہلیہ کو کیا مل سکتا ہے؟ بعد ازاں عمرو گزرتا ہے اس کی بی بی جس نے مہر معاف کر دیا ہے اور ایک لڑکا موجود ہے ان کی تقسیم کیا ہوگی؟

جواب..... زید اور عمرو اس جائیداد میں اگر برابر کے شریک تھے تو دونوں کی نصف ہوگی زید

کی جائیداد زید کے وارثوں میں اور عمرو کی عمرو کے وارثوں میں تقسیم ہوگی زید کی بیوی کا مہر اور دوسرے قرضے ادا کرنے کے بعد زید کی جائیداد اس طرح تقسیم کی جائے کہ زوجہ موجودہ کتیں حصے لڑکے کو ایک سوانیس ہر لڑکی کو بیالیس حصے دیئے جائیں گے کل سہام دو سو چالیس ہوں گے۔

مسئلہ ۲۳ زید

زوجہ موجودہ ، دختر ، دختر ، دختر ، پسر
 $\frac{1}{5}$ $\frac{1}{4}$ $\frac{1}{4}$ $\frac{1}{4}$ $\frac{1}{2}$
 ۳۰ ۴۲ ۴۲ ۴۲ ۸۴

مسئلہ ۲۴ دختر

ام ، حقیقی بھائی ، ملائی بہنیں
 $\frac{1}{4}$ $\frac{5}{35}$ محرم

عمرو کی بیوی نے اگر مہر معاف کر دیا ہے تو عمرو کے ترکے میں سے بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا اور باقی $\frac{7}{8}$ عمرو کے لڑکے کو ملے گا۔

مقتولہ کے وارثوں میں مصالحت کرنے کا مجاز بھائی، والدہ یا بیٹا؟

سوال..... جنم قیدی بکرا اپنی مقتولہ بیوی کے ورثاء سے صلح کرنا چاہتا ہے مگر ہر فرد کہتا ہے کہ اصل وارث میں ہوں دوسرے سے بات مت کرو مقتولہ کا بھائی، والدہ بیٹا زندہ ہیں مگر والد فوت ہو چکا ہے اب ان تینوں میں سے شرعاً جائز حقیقی اور بڑا وارث کون ہے؟

جواب..... مندرجہ بالا صورت میں مقتولہ کا بیٹا صلح کا مجاز ہے بیٹے کی موجودگی میں بھائی وارث نہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۶ ص ۴۲۰)

فرائض کی بعض طویل صورتیں

سوال..... عبدالغفور مرحوم نے یہ وارث چھوڑے مرحوم کے حقیقی چچا کی دونو اسی زینب اور فاطمہ اور ایک نواسا محمد عمر اور مرحوم کی حقیقی خالہ کے دو پوتے، عبدالحلیم اور عبدالحلیم اور مرحوم کی حقیقی پھوپھی کا ایک نواسا اور اسی پھوپھی کی دو پوتیاں اور تین پوتے اور مرحوم کی دوسری حقیقی پھوپھی کا ایک پوتا یہ کل بارہ وارث موجود ہیں تقسیم ترکہ کیسے ہوگی؟

جواب..... مرحوم کے ترکے کا تیسرا حصہ تو دو حصے ہو کر مرحوم کی ماں کی طرف سے وارثوں کو یعنی خالہ کے دونوں پوتوں کو ایک ایک حصہ ملے گا اور باقی دو تہائی مال مرحوم کے باپ کی طرف

سے وارثوں کو یعنی چچا اور پھوپھی کی اولاد میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ یہ دو تہائی پہلے خود چچا اور پھوپھیوں پر تقسیم ہوگا مگر تقسیم میں چچا اور پھوپھیوں کی اولاد میں جتنے وارث ہیں ان کی گنتی کی برابر چچا اور پھوپھیں مان کر تقسیم کریں گے پس صورت موجودہ میں پھوپھیوں کی اولاد میں چونکہ سات شخص ہیں لہذا سات پھوپھیں مانی جائیں اور چچا کی اولاد میں تین شخص ہیں لہذا تین چچا مانے جائیں گے اور ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوتا ہے اس لئے یہ دو تہائی کے تیرہ حصے کر کے اس میں سے چھ حصے چچا کو ملیں گے پھر چچا کی اولاد میں پہلے درجے کی اولاد چونکہ ایک ہی قسم کی ہے یعنی لڑکی ہے لہذا اس کو چھوڑ کر دوسرے درجے میں جو دو قسم کی اولاد ہے یعنی ایک نواسا اور دو نواسی اور نواسے کا حق دو گنا ہوتا ہے اس لئے ان چھ حصوں کے چار حصے کر کے ایک ایک حصہ نواسی کو اور دو حصے نواسے کو دیئے جائیں گے اور پھوپھیوں کے حصے میں جو سات آتے ہیں اس کا یہ حکم ہے کہ پھوپھیوں کی پہلے درجے کی اولاد میں چونکہ دو قسم کے لوگ ہیں مرد اور عورت یعنی ایک لڑکی اور دو لڑکے اور اس لڑکی اور دونوں میں سے ایک لڑکے کی اولاد میں صرف ایک ایک شخص ہے اور دوسرے لڑکے کی اولاد میں پانچ شخص ہیں لہذا پہلے درجے کی اولاد پھوپھیوں کی قاعدہ مذکورہ کے موافق ایک لڑکی اور چھ لڑکے مانے جائیں گے اور ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہوتا ہے اس لئے پھوپھیوں کے حصے میں جو سات حصے آئے ہیں ان کے تیرہ حصے کئے جائیں گے ان میں سے ایک حصہ پھوپھی کی لڑکی کے حصے میں آئے گا اور اس کے لڑکے کو مل جائے گا اور باقی بارہ حصے پھوپھی کے لڑکوں کے حصے میں رہے اور ان دونوں لڑکوں کی اولاد جو کہ پھوپھیوں کے دوسرے درجے کی اولاد ہے ان کو ملیں گے مگر ان دونوں کی اولاد میں بھی مرد و عورت یعنی دو لڑکیاں اور چار لڑکے ہیں اس لئے مذکورہ بارہ حصوں کے دس حصے کئے جائیں گے ان میں سے ایک ایک حصہ دونوں لڑکیوں کو مل جائے گا اور دو حصے ایک ایک لڑکے کو ملیں گے۔

اب اس حساب کو آسانی سے سمجھنے کے لئے ایک مثال لکھی جاتی ہے مثلاً مرحوم کا ترکہ چھیس روپے ساڑھے چھ آنے ہے تو اس میں ایک تہائی آٹھ روپے بارہ آنے دس پائی (جو مرحوم کی خالہ کے حصے کے ہیں) خالہ کے دونوں پوتوں کو ملیں گے ہر ایک کو چار روپے چھ آنے پانچ پائی ملیں گے اور باقی دو تہائی یعنی سترہ روپے نو آنے آٹھ پائی کے تیرہ حصے کر کے اس میں سے کچھ حصے کی رقم آٹھ روپے ڈیڑھ آنے مرحوم کے چچا کے چار حصے ہو کر ان کی دونوں نواسی اور ایک نواسے کو ملیں گے ہر ایک نواسی کو دو روپے دو پیسے اور ہر ایک نواسے کو چار روپے ایک آنہ ملے گا اور باقی سات حصے کی رقم نو روپے سات آنے آٹھ پائی (جو پھوپھیوں کے حصے کے ہیں) اس کے تیرہ حصے کر کے اس میں سے ایک حصہ یعنی گیارہ آنے آٹھ پائی حبیبہ کے حصے میں آ کر اس کے لڑکے عبدالستار کو مل جائیں گے اور باقی بارہ حصے کی رقم آٹھ روپے بارہ

آنے جو پوتوں کے حصے کے ہیں وہ حصے ہو کر ان کی اولاد یعنی دولڑکیوں اور چار لڑکوں کو ملیں گے ہر ایک لڑکی کو چودہ آنے اور ہر ایک لڑکے کو پونے دو روپے ملیں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۴۰۲)

نوٹ: (از حضرت مفتی سعید احمد صاحب مظاہر علوم) تخریج کی اصول تقسیم اور رقوم کی تصحیح درست ہے مگر رچ میں جو سهام کا عمل کیا ہے وہ بہت مجمل ہے جو قاعدہ اہل فرائض نے نقل سهام کا ذکر کیا ہے اس کے مطابق سمجھ میں نہیں آیا۔

مسئلہ میراث و حکم المیراث من القادیانی وغیرہ

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسمی کرم علی خان کا انتقال ہوا اور اس نے اپنی وفات پر ایک زوجہ ذی مہر مسماۃ جسیما اور ایک بھائی حقیقی مسمیٰ فخرن علی خان کو وارث چھوڑا مگر وہ کرم علی خان پر جسیما بعوض اپنے دین مہر پر قابض ہو گئی اور اس کے بعد مسماۃ جسیما کا انتقال ہو گیا اس نے اپنی وفات پر دو حقیقی بھائی مسمیٰ الطاف علی خان و یوسف علی خان چھوڑے اور ایک لڑکی نابالغ مسماۃ کنیرا جو جسیما کے حقیقی بھتیجے کی لڑکی ہے چھوڑی، بھتیجے کا نام ابرار خان تھا اور ابرار خان اور اس کے والد عبداللہ خان حیات مسماۃ جسیما میں فوت ہو گئے فخرن خان زندہ ہیں اور کل مرقومہ کرم علی خان کو لینا چاہتے ہیں دریافت طلب امور حسب ذیل ہیں۔

۱۔ آیا فخرن خان اوپر حصے میں سے جو مسماۃ جسیما کو شرعاً بعد وفات کرم علی خان پہنچا کچھ بعد وفات جسیما کے بمقابلہ الطاف علی خان و یوسف خان پر پاسکتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ اگر مسماۃ جسیما کل مرقومہ کرم علی خان پر بعوض اپنے دین مہر کے قابض تھی تو یوسف علی خان اور الطاف علی خان مرقومہ جسیما کا بشمول اس کے دین مہر غیر موادی کے مالک ہیں مرقومہ مذکورہ بعض مرقومہ کرم علی خان پر تادائیگی دین مہر مسماۃ جسیما قابض رہے گی یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ مسمی کرم علی خان مورث اعلیٰ قادیانی تھا۔

| الجواب | | مسئلہ | کرم علی خان |
|---------------|--------------|---------------|-------------|
| | | زوجہ | ۱م |
| | | جسیما | فخرن خان |
| | | | ۳ |
| | | | ۶ |
| مسئلہ | جسیما | معرا | |
| ابن الاخت | ابن الاخت | بنت ابن الاخت | |
| الطاف علی خان | یوسف علی خان | کنیر | |
| ۱ | ۱ | ۲ | |

بصورت مذکورہ سوال بعد ادائے حقوق مقدمہ علی الارث تجہیز و تکفین و ادائیگی دین مہر دین

مال متروکہ کے آٹھ سہام میں سے چھ سہام فخرن خان کو اور ایک ایک سہام الطاف علی خان اور یوسف علی خان کو ملے گا کنیز محروم ہے جسیمہ کے حصے میں سے فخرن خان کچھ نہیں پاسکتے۔ واللہ اعلم یہ تقسیم اس صورت میں ہے کہ ادائیگی دین مہر وغیرہ کے بعد متروکہ کرم علی خان باقی رہے ورنہ دین مہر میں جسیمہ کل متروکہ کی مالک ہوگی فخرن خان محروم ہوں گے پھر جسیمہ کے بعد جائیداد دو سہام پر منقسم ہو کر ایک ایک سہام الطاف علی خان اور یوسف علی خان کو ملے گا اور وہ بجائے جسیمہ متروکہ پر قابض ہوں گے۔ (امداد الاحکام ج ۴ ص ۶۱۵)

متفرقات

صرف عاق لکھ دینے سے وارث محروم نہیں ہوگا اور فاسق بیٹے کو جائیداد سے محروم کرنے کا طریقہ

سوال..... علماء دین مسئلہ ذیل میں بموجب حکم اللہ اور اس کے رسول کے کیا فرماتے ہیں سائل اپنی جائیداد ذیل کا مالک ہے دو منزلہ مکانات اور کچھ اسباب خانہ داری ظروف رکھتا ہے ایک مکان خود پیدا کردہ سائل ہے دوسرا مکان جدی جس میں بذریعہ وارث سائل منجملہ پانچ سہام سے دو سہام کا مالک ہو باقی ماندہ تین سہام اور حصہ داران شرعی سے بیع خرید کرے اب سائل کو کچھ قرضہ بھی ادا کرنا ہے اولاد موجودہ حسب ذیل ہے پسر ایک بیوہ دختر زوجہ اول سے چار پسر منجملہ چھ پسران تین پسران کی شادی ہو چکی ہے تین پسران کا عقد نہیں ہوا ہے ایک پسر سب سے بڑا جس کا نام..... ہے وہ عرصہ سے خلاف شرع کے نشہ وغیرہ کرتا ہے اور میری فرمانبرداری نہیں کرتا اور ناشائستہ جو حرام شرع شریف نے کیا ہے وہ نہیں چھوڑتا ہے سائل کو شرعاً اختیار ہے کہ ایسے نافرمان پسر کو جو خلاف شرع کام کرتا ہے اپنی جائیداد اور مال سے محروم کر سکتا ہے یا نہیں۔ فقط الراقم

جواب..... عاق اور محروم الارث کرنے کا جو دستور ہے مثلاً والد کہہ دیتا ہے کہ میرے فلاں بیٹے کو میرے ترکے میں سے کچھ حصہ نہ ملے اس کی شرع میں کوئی اصل نہیں اس طرح کہنے کے بعد بھی وہ وارث ہوگا اگر عاق کر دینے کی وجہ سے دوسرے ورثاء نے اس کا حصہ نہ دیا تو وہ گنہگار ہوں گے اس لئے محروم الارث کرنا بالکل فضول ہے۔

البتہ اگر اپنے نیک بخت بچوں کی زندگی میں بہتہ دے دیا اور بہتہ تمام شرائط کے ساتھ پورا

کردے پھر اس فاسق کو کوئی حق نہ ہوگا اور اس ہبہ میں کوئی گناہ گار نہیں بلکہ بہتر ہے۔

فی العالمگیریۃ: (ص ۱۰۶۳، ۱۰۶۵، ج ۳) ولو كان ولده فاسقاً و اراد ان يصرف ماله الى وجوه الخير ويحرمه عن الميراث هذاخير من تركه كذا في الخلاصة (فتاویٰ امدادیہ ص ۱۰۰ ج ۳)

وفي الدر المختار: ولو كان ولده ميسراً دون البعض لزيادة اشده لابس به ولو كانا سواء يجوز في القضاء ولكن هو آثم (مجموعة الفتاویٰ مع خلاصة الفتاویٰ ص ۳۹۳، ج ۴) فقط. (امداد الاحکام ص ۶۱۴)

محبوب الارث بھتیجے کی آوارگی کا کون ذمے دار ہے؟

سوال..... اگر یہ بچہ تعلیم و تربیت کے بغیر آوارہ پھرے اور بری صحبت کی وجہ سے بدمعاش یا ڈاکو بن جائے تو اس کی ذمے داری کس پر عائد ہوگی؟

جواب..... ہر تنفس اپنے افعال کا خود ذمے دار ہے اگر اس کا مال دے دیا جائے اور وہ اس کے ذریعے سے فسق و فجور کرے تو اس کی ذمے داری کس پر عائد ہوگی کیا وارث کے گناہ مورث پر ڈالے جائیں کہ اس کی میراث کے مال سے اس نے فسق و فجور کیا ہے؟ حاشا وکلا۔
(کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹)

رد علی الزوجین پر ایک اشکال کا جواب

سوال..... رد علی الزوجین اور بنت معتق اور رضاعی لڑکا اور لڑکی ان کی باہمی ترتیب کے متعلق بندے کی رائے ناقص یہ ہے کہ ان کی توریث چونکہ شرعی طریق سے نہیں سراجی کے حاشیے میں ہے کہ مال متروکہ کا ان کو ملنا بطریق ارث نہیں ہے بلکہ میت کے قریبی ہونے کی وجہ سے ہے پس جب ترکے کی تقسیم ان پر بطور وراثت نہیں تو شرعی ترتیب بھی نہ ہوگی مسلمان حاکم یا بستی کے با اثر لوگ ان میں سے جس کو چاہیں دیں۔

اس کے متعلق سوال یہ ہے کہ حضرت تھانوی قدس سرہ نے امداد الفتاویٰ میں تحریر فرمایا کہ اگر زوجہ یا زوج بیت المال کے مال کے مستحق ہوں تو ان کو دیا جائے پس یہ قید کہاں سے معلوم ہوئی؟ نیز اگر استحقاق وغیرہ کی قید لگائی جائے تو زوجہ وغیرہ کی کیا خصوصیت رہی؟

جواب..... حق وراثت کی وجہ سے جن کو حصہ ملتا ہے ان کی ترتیب منقول ہے اور جن کو حق وراثت کی وجہ سے نہیں ملتا ان کی ترتیب منقول نہیں اور چونکہ ایسا مال اصلاً بیت المال میں رہنا

چاہئے تھا لہذا جو شخص بیت المال میں تصرف کا حق رکھتا ہو اسی کی رائے سے اس میں بھی تصرف کیا جائے گا اور وہ حاکم وقت ہے یا مسلمانوں کی معزز جماعت اس کے قائم مقام ہے اور جو بیت المال کے مصارف ہیں وہی اس کے بھی مصارف ہیں زوجین پر بھی ردا اسی بنا پر ہے اور اسی وجہ سے قید لگائی ہے کہ ”اگر بیت المال کے مستحق ہوں تو ان کو دیا جائے۔“

علاوہ ازیں زوجین بنت المعتقد وغیرہ کو چونکہ میت سے قرابت کا بھی تعلق ہے لہذا ان میں دو چیزیں جمع ہو جائیں گی اول احتیاج دوم قرابت تو فقط اہل احتیاج پر ان کو تقدیم ہوگی لیکن اگر ان میں احتیاج نہ ہو بلکہ صاحب وسعت ہوں تو ان کے لئے پرہیز کرنا زیادہ لائق ہے حتیٰ کہ مال داروں کے لئے بیت المال میں کوئی حصہ نہیں جب تک وہ عامل قاضی وغیرہ نہ ہوں اور فقراء کے لئے بلا ان وجوہ کے بھی حصہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۵۳)

اثاث البیت میں تقسیم ترکہ

سوال..... ماموں کے ترکے میں کئی قسم کی چیزیں ہیں ایک خاص انہی کے استعمال کے لائق جیسے مردانہ کپڑے وغیرہ وہ تو یقیناً وراثہ میں تقسیم ہوں گے دوم خاص زنانہ چیزیں جیسے زنانہ کپڑے وغیرہ تو یہ زوجین (میت کی دو بیوی) میں جو جس کے قبضے میں ہے غالباً اسی کی ملک قرار دی جائے اور وراثت جاری نہ ہو سوم اثاث البیت جیسے لوٹا پٹیلی، صندوق، تخت چارپائی وغیرہ اسباب خانہ داری..... قسم ثالث کا حال یہ ہے کہ زوجین میں جو چیز جس کے پاس ہے وہی اس کے اوپر قابض ہے یہ بھی داخل ترکہ ہے یا نہیں؟ کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ اسباب حیات میں زوجین کو دیئے گئے تھے وہ دینا بطور ہبہ تھا کچھ زنانہ تھان زوجہ اولی کے پاس احقر کے نکاح کے لئے تھے ان کا کیا حکم ہے؟ ممانی صاحبہ کے دینے کی صورت میں ان کا لینا درست ہے یا نہیں؟

جواب..... وان مات احدہما واختلف وارثہ مع الحی فی المشکل فالقول

فیہ للحی ۵:

اس سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں بیوی کا قول معتبر ہوگا جس سامان کے بارے میں وہ ہبہ و تملیک وغیرہ کا دعویٰ کرے تو اس کا قول صحیح ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۹)

نوٹ: امداد الفتاویٰ میں صرف عربی عبارت مندرج تھی جس کو مختصراً یہاں نقل کیا گیا تو ضیح کے لئے عربی عبارت کا اضافہ کر دیا گیا ہے (محمد ناصر عفی عنہ)

معافی مہر کے بعد کسی جائیداد کو بعوض مہر دینا

سوال..... اگر ہندہ اپنے شوہر زید کا مہر معاف کر دے اور پھر زید کسی جائیداد کی نسبت یہ لکھ دے کہ فلاں جائیداد بعوض مہر ہے تو اس کی بابت کیا حکم ہوگا؟

جواب..... اگر اس لکھنے سے یہ مقصود ہے کہ میں نے یہ جائیداد بالفعل زوجہ کو دے دی ہے تو یہ ہبہ ہے پس اگر مرض الموت کے قبل ہے تو اس کی صحت ہبہ کی تمام شرائط کے وجود پر موقوف ہے حتیٰ کہ ہبہ بالعوض میں بھی وہ شرائط ضروری ہیں۔

اور اگر مرض الموت میں ہے تو وصیت کے حکم میں ہے اور وصیت وارث کے لئے جائز نہیں اور اگر اس لکھنے سے یہ مقصود ہے کہ میرے مرنے کے بعد ہندہ کو یہ جائیداد دے دی جائے تو بھی وصیت ہے اور وصیت وارث کے لئے ناجائز ہے جیسا ابھی بیان ہوا۔

اور اس لکھنے سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ دین مہر کے عوض ہو کر بیع ہے کیوں کہ مطلب اس کا یہ ہے کہ چونکہ اس نے میرے ساتھ احسان کیا ہے میں بھی اس کے ساتھ احسان کرتا ہوں اس سے بیع لازم نہیں آتی کیونکہ بیع کے لوازم میں سے ہے ”بیع کے بعد ثمن کا واجب ہونا“ اور یہ یہاں موجود نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۰)

میراث ذوی الارحام کے متعلق ایک صورت

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ اللہ دی نے انتقال کیا ایک بھائی ماموں زاد مسمیٰ شیخ محمد اور ایک بھائی خالہ زاد مسمیٰ شیخ مسیتا اور تایا زاد بہن کی دولڑکیاں وحیدین ومجیدین اور دوسری تایا زاد بہن کے دولڑکے حبیب احمد ومشتاق احمد اور شوہر مرحوم کا ایک بھتیجا مسمیٰ مہدی حسن وارث چھوڑا ہے ترکہ شرعاً کس طرح تقسیم ہوگا۔ بینواتو جروا

جواب..... بعد تقدیم حقوق مقدمہ علی المیراث کے کل ترکہ مسماۃ اللہ دی کا تین حصوں پر تقسیم کر کے ماموں زاد بھائی شیخ محمد کو دو حصے اور خالہ زاد بھائی شیخ مسیتا کو ایک حصہ دیا جائے باقی سب محروم ہیں۔ فقط

وفي العالمگیریة: اعلم بان الاقرب من الاولاد العمات والاخوال و
النخالات تقدم على الابعاد في الاستحقاق سواء اتحدت الجهة
ار اختلفت والتفاوت بالقرب بالثقاوت في البطون ممن يكون ذوی بطنین
اه قال: فان استروا في القرابة فالقسمة بينهم على الابدان في قول ابی

یوسف الآخر و علی اول من يقع الخلاف الخ (ج/۷، ص ۲۹۸، ۲۹۹)
ایضاً قال وقول محمد: اشهر الروایتین عن ابی حنیفۃ فی جمیع ذوی
الارحام وعلیہ الفتویٰ اہ واللہ اعلم۔ (امداد الاحکام ج ۴ ص ۵۸)

مفقود کے ترکے کا حکم

سوال..... زید بچپن سالہ تقریباً بیس سال سے دیوانہ تھا اور اسی حالت میں وہ لاپتہ ہو گیا
تقریباً آٹھ سال ہو گئے لاپتہ ہونے کے وقت اس کے ایک لڑکی دو بھائی اور ایک بہن تھی پھر ایک
بھائی فوت ہو گیا اور اس کی لڑکی کا بھی انتقال ہو گیا سوال یہ ہے کہ فوت شدہ بھائی اور لڑکی کو مفقود
کے ترکے سے کس قدر شرعی حصہ پہنچا؟

جواب..... خود مفقود کا مال تو اس کے ورثہ میں اس وقت تقسیم ہوتا ہے جب قاضی حاکم مسلم
یا اس کے قائم مقام شرعی پنچائیت اس کی موت کا حکم کر دے باقی موت کا حکم لگنے سے پہلے اگر اس
کا کوئی مورث مر جائے تو اس کے ترکے میں سے اس مفقود کا حصہ امانت رکھا جاتا ہے اگر یہ زندہ
آ گیا تو اپنا حصہ لے لے گا اور اگر حکم بالموت کی نوبت آ گئی تو جن جن وارثوں کا حصہ کر کے اس
مفقود کے لئے رکھا گیا تھا وہ سب رکھا ہوا ان ورثاء کو مل جائے گا۔

پس اس قاعدے کی بنا پر جواب مسئلے کا ظاہر ہے کہ اس صورت میں فوت شدہ بھائی اور فوت
شدہ لڑکی کو اس مفقود کے ترکے میں سے کچھ نہ ملے گا البتہ اس فوت شدہ بھائی اور فوت شدہ لڑکی
کے ترکے میں اس مفقود کا حصہ شرعی جس قدر ہو وہ رکھ لیا جائے گا اگر زندہ آ گیا اپنا حصہ لے لے گا
اور اگر حکم بالموت واقع ہوا تو وہ حصہ اس بھائی اور اس لڑکی کے ان ورثاء کو دیا جائے گا جن کا حصہ کم
کر کے اس مفقود کے لئے رکھا گیا تھا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۶۲)

میاں اور بیوی دونوں مرجائیں تو مہر کا حکم

سوال..... زوجہ کا انتقال ہوا اس نے اولاد چھوڑی اس شخص نے دوسری شادی کی اس سے
بھی اولاد ہوئی پھر وہ شخص ایک بیوی اور اولاد جو دونوں بیویوں سے ہے چھوڑ کر انتقال کر گیا اس کی
جائیداد میں سے دین مہر دونوں بیویوں کا ادا کیا جائے گا یا نہیں یا صرف موجودہ بیوی کا؟

جواب..... دونوں بیویوں کی اولاد اپنے باپ کے مال کی حقدار ہے اور دونوں بیویوں کا مہر
خاوند کے مال سے ادا کیا جائے گا مگر جو بیوی کہ خاوند کے سامنے مر گئی ہے اس کے مہر میں سے
خاوند کا چوتھا حصہ وضع کر لیا جائے گا۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۴)

وراثت کے اصول شخصی مفاد کی خاطر بدلے نہیں جاسکتے

سوال..... کیا یہ شرعاً جائز ہے کہ ایک یتیم بچہ تعلیم و تربیت اور معاش سے بھی محروم رہے اور ہر قسم کی تکلیف اٹھائے اور اس کا چچا عیش کرے جبکہ اس بچے کے دادا کے پاس کافی جائیداد ہو

جواب..... شریعت اسلامیہ نے جو اصول کلیہ مقرر فرمادیئے ہیں ان کی پابندی لازمی ہے یتیم بچہ اگر کفالت و تعلیم وغیرہ کا محتاج ہے تو اس کی اعانت مامور بہا اور موجب اجر ہے لیکن وراثت کے اصول شخصی مفاد کی خاطر بدلے نہیں جاسکتے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۹۷)

شرعی وراثت نہ رکھنے والے کی میراث

سوال..... ہمارے بلاد میں بیت المال منتظم نہیں ہے اگر کوئی شخص مر گیا جس کا کوئی شرعی وارث نہیں صرف رضاعی بہن ہے یا عورت مردہ کے لئے شوہر کا بھائی وغیرہ ہے جس سے یک گونا تعلق ضرور ہے مگر حق وراثت نہیں تو اس کا مال بیت المال کو دیا جائے یا رضاعی بہن وغیرہ کو؟

جواب..... تعلق رکھنے والے لوگوں کو دے دیا جائے۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۸۸)

امور خیر میں صرف کرنا بیت المال کے قائم مقام ہے

سوال..... ترکے کی تقسیم میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی وارث نہ ہو تو بیت المال میں داخل کر دیا جائے آج کل ایسی صورت میں کہاں صرف کیا جائے؟ اور رد علی الزوجین آج کل جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... امور خیر میں صرف کرنا بیت المال کے قائم مقام ہے اور رد علی الزوجین اس وقت جائز ہے جبکہ زوجین مصارف بیت المال میں سے ہوں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۵۵)

لڑکے کو روپیہ ہبہ کیا مگر کاغذات میں قرض لکھا

ہو تو ان روپوں میں میراث کا کیا حکم ہے؟

سوال..... ایک شخص نے انتقال کیا ان کا ایک لڑکا بیان کرتا ہے کہ والد صاحب نے مجھ کو ایک ہزار روپے دیئے تھے اور فرمایا تھا کہ تم اپنے کام میں لاؤ اور ہم کو واپس نہ دینا اور یہ بیان ان کا اپنے والد کے انتقال کے بعد ہے مگر متوفی کے کاغذات میں مستعار لکھے ہوئے نکلے اس صورت میں وارثین معلوم کرتے ہیں کہ اگر گواہان کے ذریعے یہ ثبوت مل جائے کہ متوفی نے مرض الموت میں واپس لینے کا ارادہ ترک کر دیا تھا یا معاف کر دیا ہے تو یہ فعل متوفی کی وصیت سمجھا جائے گا یا نہیں؟

جواب..... اگر دیگر ورثاء کو اس لڑکے کا یقین ہے کہ والد نے بحالت صحت وہ روپیہ دیا اور ہبہ کر دیا تب تو وہ روپیہ محض اس لڑکے کا ہے دیگر ورثاء کا اس میں کوئی حق نہیں اگر یقین نہیں اور اس کے پاس ثبوت شرعی بھی نہیں تو پھر وہ ترکہ شمار ہوگا اور سب ورثاء اس میں شریک ہوں گے۔
(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۱ ص ۴۲۸)

ترکہ کا مکان کس طرح تقسیم کیا جائے جبکہ مرحوم کے بعد اس پر مزید تعمیر بھی کی گئی ہو

سوال..... ایک صاحب کا انتقال ہو گیا ہے جنہوں نے اپنے ترکہ میں ایک عدد مکان چھوڑا ہے جو کہ آدھا تعمیر شدہ ہے جس کی قیمت ڈھائی لاکھ روپے تھی مرحوم کی وفات کے بعد ان کی اولاد نرینہ نے اپنی رقم سے اس کو مکمل کرا کر فروخت کر دیا چار لاکھ بیس ہزار میں اب آپ فرمائیے کہ مندرجہ بالا مسئلے کی صورت میں وراثت کی تقسیم کس طرح سے ہوگی؟ وارثوں میں مرحوم نے ایک بیوہ چار لڑکے دو شادی شدہ اور دو غیر شادی شدہ لڑکیاں چھوڑی ہیں۔

جواب..... یہ دیکھا جائے کہ اگر یہ مکان تعمیر نہ کیا جاتا تو اس کی قیمت کتنی ہوتی؟ چار لاکھ بیس ہزار میں سے اتنی قیمت نکال کر اس کو ۹۶ حصوں پر تقسیم کیا جائے ۱۲ حصے بیوہ کے ۱۴، ۱۴ چاروں لڑکوں کے اور ۷ چاروں لڑکیوں کے۔ (آپ کے مسائل ج ۶ ص ۴۲۰)

مشترک ترکے سے خریدی ہوئی زمین میں میراث کا حکم

سوال..... دو بھائی اور والد ایک گھر میں رہتے تھے اور کام بھی سب کا ایک ہی تھا ایک قطعہ زمین بڑے بھائی کے نام خریدی گئی تو اس میں چھوٹے بھائی کا بھی حق ہے یا نہیں؟
جواب..... جس نے وہ زمین خریدی ہے اگر اس نے اپنے ہی لئے خریدی ہے تو وہ اسی کی ہے اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں قیمت اگر مشترک روپے سے ادا کی ہے تو شرکاء روپیہ حسب حصص دینا اس کے ذمے واجب ہے۔

اگر وہ شرکت کیلئے خریدی ہے تو مشترک ہے شرکا قیمت میں بھی شریک ہونگے بینہ نہ ہونے کی صورت میں وجوب ثمن کیلئے مشتری کا قول قسم کیساتھ معتبر ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۸ ص ۳۴۷)

صلہ خدمت میں ملنے والی زمینوں میں میراث جاری نہ ہوگی

سوال..... قاضی محمد صادق، قاضی محمد مراد، قاضی محمد اعظم، قاضی غلام، قاضی محمد اسلم، قاضی

محمد ہاشم قاضی محمد محسن قاضی محمد اسماعیل۔

سورت کی خدمت قضا قاضی محمد صادق کو سپرد ہوئی تھی اور یکے بعد دیگرے درج بالا سلسلے کے مطابق قاضی ہوتے رہے قاضی محمد صادق کو خدمت قضا کے صلے میں کچھ زمینیں دی گئی تھیں اور وہ سلسلے وار ہر مابعد کے قاضی کو ملتی رہیں قاضی محمد محسن کے انتقال کے بعد ان کی نرینہ اولاد نہ تھی صرف تین لڑکیاں تھیں رسول بو حفصہ خدیجہ رسول بوکا لڑکا محمد اسماعیل تھا جو قاضی محمد محسن کا نواسا ہوا حکومت نے تحقیق کے بعد قاضی محمد اسماعیل کے نام خدمت قاضی جاری رکھی اور تمام زمینیں ان کے نام بطور انعام حق مالکانہ عطا کر دیں ہر قطعہ زمین کے متعلق ایسی سندیں دی گئی ہیں قاضی محمد اسماعیل خود بھی خدمت قضا ادا کرتے رہے اور ان کے بعد ان کی اولاد کرتی رہی اب قاضی محمد اسماعیل کی اولاد نے ان زمینوں کو بیچ کر کے آپس میں رد پیہ تقسیم کر لیا ہے قاضی محمد محسن کی لڑکی خدیجہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس زمین میں ایک تہائی میرا حق ہے نیز قاضی محمد ہاشم کی نواسیاں بھی دعویٰ کرتی ہیں کہ ہمارا بھی حق ہے تو کیا شرعاً ان کا کوئی حق ان زمینوں میں ہے؟

جواب..... اراضی مذکورہ کا قاضیوں کے نام منتقل ہوتے رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عطیہ بشرط خدمت تھا اور جو عطیہ بشرط خدمت ہو وہ اسی شخص پر منتقل ہوتا ہے جو خدمت انجام دے اس میں میراث جاری نہیں ہوتی مثلاً قاضی محمد صادق کے بعد ان کے وارثوں پر تقسیم کرنا ہوگا بلکہ قاضی محمد مراد کے نام منتقل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ قاضی محمد صادق کو اس کا وکیل مالک نہیں کیا گیا تھا بلکہ وہ خدمت قضا کا صلہ تھا اور جب کہ ان کے بعد قاضی محمد مراد نے خدمت قضا انجام دی تو زمین ان کے نام منتقل ہوگی اسی طرح قاضی محمد محسن تک منتقل ہوتی چلی آئی پس قاضی محمد ہاشم یا کسی قاضی سابق کے ورثاء کو اس زمین میں کوئی حق نہیں۔

قاضی محمد محسن کے بعد چونکہ قاضی محمد اسماعیل کے ذمے خدمت قضا مقرر ہوئی لہذا وہ زمینیں قاضی محمد اسماعیل کی طرف منتقل ہوئیں اور قاضی محمد محسن کے وارثوں کا ان میں کوئی حق نہیں اسکے بعد اگر حکومت نے قاضی محمد اسماعیل کے نام وہ زمینیں بحق مالکانہ بطور انعام کے کر دیں تو ان کے وارثوں پر باقاعدہ میراث تقسیم ہوگی اور ان کے وارث اگر بیع کر دیں تو ان کی بیع جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۶۷)

تقسیم ترکہ کی ایک صورت

سوال..... زید کا انتقال ہو گیا ہے اور جائیداد ۶۰ ہزار کی ملکیت چھوڑی فن کے بعد ۹ حصوں میں تقسیم ہوئی تیس ہزار قرض خواہ ہوں کو ۱۰ ہزار والدہ کو اور ۵۰۰۰ ۵۰۰۰ ہزار دو بھائیوں کو اور دو ہزار پانچ

بہنوں کو اس وقت مرحوم کے ایک بھائی عمرو نے ۵۰۰۰ ہزار نقد لے لیا اور دستاویز لکھا کہ ہم نے اپنے مرحوم برادر کے حصص سے ۵۰۰۰ ہزار بخوشی لے لیا اور کورٹ میں بھی رجسٹر کیا گیا بقایا والدہ اور ایک بھائی اور ۵ بہنوں نے تقسیم مال کو جدا نہیں کیا بلکہ اس نے یوں عرض کیا کہ ہمارے برادر مرحوم کا قرض ادا ہو جائے گا اس وقت ہم لوگ لیں گے بعد عرصہ نو سال کے وہی مرحوم کے برادر عمرو نے پہلے جو پانچ ہزار روپیہ لیا تھا وہ برابر ہے مگر زائد ملنا تھا ہماری بیماری کے سبب سے لینا ہوا اور ہم کو ملنا چاہئے۔

جناب مولوی صاحب برائے خدا بہت جلد حکم شریعت صادر فرمادیں۔

نوٹ: جس وقت ۵۰۰۰ ہزار عمرو نے لیا تھا اس وقت بڑے بڑے لوگوں نے تقسیم کردی تھی جب بھی عمرو نے ہر طرف سے زبردستی کر کے نوٹس وغیرہ دیا کہ مجھے پانچ ہزار ملتا تو ہے ورنہ کورٹ سے لے لیں گے اب پھر زبردستی کر رہا ہے اور پہلے بھی اس کی زبردستی کی بناء پر اس کو دیئے گئے۔

مسئلہ ۵۲

والدہ ۱۰ بھائی ۱۰ بھائی ۵ بہن ۵ بہن ۵ بہن ۵ بہن ۵ بہن

صورت مسئلہ میں بعد ادائے دین و تجہیز و تکفین وغیرہ کے خرچ کرنے کے چوبیس ہزار روپیہ بچتا ہے اس کو چون سہام پر تقسیم کر کے والدہ کو ۹ سہام دیئے جائیں جس کی مقدار ۵۰۰۰ تین پائی ہوتی ہے اور ہر بھائی کو ۱۰ سہام دیئے جائیں جس کی مقدار ۵۵۵۵ ہے ۸ ایک پائی اور پانچ پانچ سہام ہر بہن کو دیئے جائیں یعنی ہر بہن کو دو ہزار سات سو ستتر روپے (۲/۱۲۲۷۷۷ پائی) ہمارے حساب میں یوں ہی لگتا ہے کسی محاسب سے دوبارہ حساب درست کروالیا جائے بس عمرو نے جو پانچ ہزار روپیہ جو لیا ہے وہ اس کے علاوہ شرعاً ۵۵۵۵ روپے اشعار یہ ۸ ایک پائی کا مستحق ہے والدہ کو جو دس ہزار روپے دیئے گئے ہیں وہ اس کے حق شرعی سے زیادہ دیئے گئے ہیں اور بھائی بہنوں کو حق شرعی سے کم دیا گیا ہے لہذا اب موافق تقسیم شرعی کے تیس ہزار کی رقم کو چون سہام پر تقسیم کر کے بانٹنا چاہئے۔ واللہ اعلم۔ (امداد الاحکام ج ۳ ص ۶۰۶)

قانون واجب الارض اور ارض مغصوبہ کی واگذاری

سوال..... زید نے ایک پرانا مکان ایک ہندو سے خریدا اور رجسٹری کرالیا کچھ عرصے بعد مکان کا تمام اسباب اٹھالیا اور دیواریں منہدم ہو گئیں اور زمین تو وہ بن گئی اس کے بعد زید نے وہ مکان بنوانا چاہا اور میونسپلٹی سے تعمیر کی اجازت چاہی جواب ملا کہ زمین زمین دار کی ہے اور زمین دار عذر کرتے ہیں اس لئے درخواست نامنظور کر دی گئی زید نے زمیندار کو راضی کرنا چاہا زمین داروں نے کہا کہ جب مکان گر گیا اور تمام اسباب ملبا اٹھالیا گیا اور واجب الارض کی رو سے آپ

کا کوئی حق نہ رہا اور رجسٹری کا معاملہ ختم ہو گیا اب سوال یہ ہے کہ

- ۱۔ اس صورت میں اس زمین پر زید کی ملک اس کی وفات کے وقت قائم تھی یا نہیں؟
- ۲۔ حامد نے اپنے باپ کی ملک پر قبضہ حاصل کیا کیا زمین داروں کی چیز پر زبردستی قبضہ کیا؟
- ۳۔ اب اس زمین کا مستحق صرف حامد ہوگا یا زید کے تمام ورثاء؟
- ۴۔ شرعی حیثیت سے واجب الارض معتبر ہے یا نہیں؟

جواب..... واجب الارض کا قانون ظاہر ہے کہ شرعاً تو معتبر ہو ہی نہیں سکتا کہ سراسر قرآن وحدیث کے خلاف ہے البتہ باہمی تراضی سے اور معاہدے سے ہو سکتا ہے سو جن لوگوں نے اول یہ معاہدہ کیا تھا ان کے حق میں معتبر ہوگا (بشرطیکہ اس کی کوئی دفعہ حرام نہ ہو) بعد کے لوگوں پر ان کا معاہدہ کوئی حجت نہیں جب تک کہ وہ خود اس معاہدے کو برضا تسلیم نہ کریں۔

تو اب مدار حکم یہ ہے کہ موجودہ حالت میں زمیندار اور رعیت میں یہ معاملہ مسلمہ ہے یا نہیں؟ یعنی جس وقت زمیندار کسی کو کوئی مکان یا زمین دیتا ہے اس وقت صراحۃً یہ کہا جاتا ہے یا عادتاً سمجھا جاتا ہے کہ یہ زمین حسب قاعدہ مقررہ قانون واجب الارض بطور سکونت دی جاتی ہے بیع نہیں ہے یا اس کے خلاف اصل زمین کا بیع نامہ سمجھا جاتا ہے اور لکھا جاتا ہے۔

پہلی صورت میں طرفین کی رضامندی کی وجہ سے قانون واجب الارض اس بارے میں واجب العمل ہو جائے گا اور اس معاملے کو شرعاً اجارہ کہا جائے گا اگرچہ بوجہ جہالت اجارہ فاسد ہوگا۔

اور دوسری صورت میں قانون واجب الارض پر عمل ضروری نہ ہوگا بلکہ زمین خریدار کی ملک ہوگی اور اس کو ہر قسم کا اختیار ہوگا زمیندار کو اس میں کچھ دخل نہ رہے گا اور ان دونوں صورتوں میں سے ایک کی تعیین یا بیع نامے کے الفاظ دیکھنے سے ہو سکتی ہے اور یا مقامی عرف و رواج سے متعلق ہے پس اگر تحریر بیع نامے کے الفاظ بیع پر دلالت کرتے ہیں اور اس میں واپسی زمین کی کوئی قید نہیں ہے اور نہ عادتاً یہ واپسی ضروری سمجھی جاتی ہے تب تو زید اس زمین کا مالک ہو گیا۔ زمینداروں کا اس پر غلبہ ظلم تھا حامد نے جو زبردستی قبضہ کیا یہ اپنا آبائی حق وصول کیا اس کا مستحق تنہا حامد نہ ہوگا بلکہ زید کے تمام ورثاء حصہ شرعی کے مطابق وارث ہوں گے۔

البتہ جس قدر روپیہ حامد کا اس زمین کے قبضہ میں لانے کے لئے خرچ ہوا ہے اس کو حصے کے مطابق سب وارثوں پر تقسیم کر کے ان سے وصول کر سکتا ہے۔ (امداد المفتیین ص ۴۴-۱۰)

سجال نامے کی شرعی حیثیت

سوال..... نادار کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں ان میں سے بڑا لڑکا باپ کے سامنے تین لڑکے چھوڑ کر انتقال کر گیا انتقال سے تیسرے روز ایک سجال نامہ لکھا کہ میرے بعد متوفی لڑکے کے بیٹے بھی دیگر ورثاء کی طرح وارث ہوں گے لیکن نادار نے کوئی جائیداد ان کے نام ہی نہیں کی اور چند روز بعد نادار نے اپنے تمام مال مہر زوجہ کے عوض بیع کر دیا نادار کے انتقال کے بعد ان کی زوجہ نے بیع نامے کے مطابق تمام جائیداد پر قبضہ کر لیا اب متوفی کے بیٹے دعویٰ کرتے ہیں تو یہ دعویٰ سجال نامے کے مطابق ہے یا نہیں؟

جواب..... سجال نامے کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں اس کا وجود عدم وجود برابر ہے اس کی وجہ سے بیٹوں کی حجت رو نہیں کی جاسکتی۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۳۹۲)

مشترک مکان کی قیمت کا کب سے اعتبار ہوگا؟

سوال..... اس وقت ہمارے گھر میں ایک ماں کنواری بہن اور ہم دو بھائی رہتے ہیں شادی شدہ دو بہنیں الگ رہتی ہیں والد کی حیات میں (۱۹۷۷ء میں) اس مکان کے ۸۰ ہزار روپے مل رہے تھے ہم دونوں کے تعمیر کردینے پر اب یہ مکان تین لاکھ میں فروخت ہونے والا ہے ہم دو شادی شدہ بہنوں اور کنواری بہن کو ۸۰ ہزار کی تقسیم کرنے پر تیار ہیں لیکن وہ اس کے بجائے تین لاکھ کی تقسیم پر اصرار کر رہی ہیں براہ کرم بتائیے مکان فروخت نہ کیا جائے تب بھی ہمیں ادائیگی کرنا ہوگی یا نہیں؟ مولانا صاحب! آپ سے التماس ہے کہ حصے تحریر کرنے کے بجائے رقم کی مقدار کو آسان ترین طریقے سے تقسیم کرنے کا شرعی طریقہ بتا دیجئے ہر فرد آپ کے بتائے ہوئے حصے کو من و عن تسلیم کرنے پر تیار ہے۔

جواب..... والد کی وفات کے وقت مکان کی جو حیثیت تھی اندازہ لگایا جائے کہ آج اس سے حیثیت کے مکان کی کتنی قیمت ہو سکتی ہے اس قیمت کو آٹھ حصوں پر تقسیم کر لیا جائے ایک حصہ آپ کی بیوہ والدہ کا دو حصے دونوں بھائیوں کے اور ایک ایک حصہ تینوں بہنوں کا جو اضافہ آپ نے والد صاحب کے بعد کیا ہے اور جس کی وجہ سے مکان کی قیمت میں جو اضافہ ہوا ہے وہ آپ دونوں بھائیوں کا ہے۔ (آپ کے مسائل ج ۶ ص ۴۲۰)

ایک غیر مسلم متوفی کا ترکہ اور ورثہ

سوال..... ایک غیر مسلم شخص مرا اور اس کا ترکہ اس کی بیویوں کو پہنچا اس کے مرنے کے

سات سال بعد بیوی کو ایک لڑکی ہوئی جس کو ڈاکٹروں نے اسی کا حمل بتلایا اور حکومت نے اس کو جائیداد دلوادی پھر اس لڑکی کے ایک لڑکا ہوا اور اس لڑکے کو نانی نے متبنی بنالیا اس لئے وہ قابض جائیداد کارہا پھر اس مرنے والے کے ایک دور کے رشتہ دار نے جائیداد کا دعویٰ کیا اور وکیلوں کی معرفت ان ورثاء سے مقدمہ کیا اور مختانہ وکلا کا یہ ٹھہرا کہ اگر کامیابی ہوگئی تو کل جائیداد میں سے 9/16 حصہ وکیلوں کو دیں گے اتفاق سے اس وقت جائیداد کا مقدمہ خارج ہو گیا اور زبانی وکیلوں سے معاہدہ فسخ کر دیا گیا مگر اس عہد نامے کی واپسی یا رسید نہیں لی گئی کچھ دن بعد اس دعویدار نے اپیل کی اور اس میں اس کو کامیابی ہوگئی تو اس معاہدہ کی بنا پر وکیلوں نے اس سے 9/16 حصہ زمین کالے لیا اس زمین کو مسلمان مزارع پہلے سے کاشت کرتے چلے آئے ہیں اور بوجہ موروثی ہونے کے لگان بہت کم ہے۔ اب حسب ذیل سوالات ہیں۔

۱۔ صورت بالا میں یہ وکیل مالک زمین ہو گئے یا نہیں؟

۲۔ اگر موروثی کاشت کار زمین پر قبضہ رکھے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور ناجائز ہونے کی تعذیر پر آمدنی اس کی موروثی کاشت کار کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر کاشت کار زمین دار سے زمین خریدنا چاہے اور بوجہ اپنی موروثیت کے کم دام میں زمین خریدے تو اس میں گنہگار نہ ہوگا اور زمین کا مالک ہو جائے گا یا نہیں؟

۴۔ اور حکومت کے قانون میں موروثی اور مالک اگر مل کر زمین کو فروخت کریں تو روپیہ نصفاً نصف ملتا ہے تو کیا یہ روپیہ کو لینا جائز ہے

۵۔ قبضہ حرام ہونے کی تقدیر پر گزشتہ قبضہ سے توبہ کا کیا طریق ہے؟

جواب..... (من المولوی عبدالکریم لکھنوی) یہ وکیل اس زمین کے مالک ہو گئے خواہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ اس معاہدہ کا زبانی فسخ قانوناً معتبر نہیں اور اس عہد نامے کے مطابق جو زمین لی گئی ہے وہ قانون کے مطابق ہے۔

۲۔ موروثی قبضہ رکھنا جائز نہیں ہے البتہ جو آمدنی حاصل ہو چکی وہ جائز ہے بوجہ استیلا کے لیکن اب اس زمین کا واپس کر دینا لازم ہے۔

۲۔ امام ابو یوسف کے نزدیک تو اس کو کم داموں پر خریدنا جائز نہیں ہے اور ان کا قول احوط والسلام ہے البتہ امام محمد کے قول پر یہ صورت درست ہے پس اگر کوئی ان کے قول پر عمل کرے تو

گنجائش ہے خلاف احتیاط۔ تنبیہ: اس پر معاملہ سود کو قیاس نہ کیا جائے

۴۔ اس کا حکم بھی مثل نمبر ۳ کے ہے۔

۵۔ فقط قبضہ اٹھالینا کافی ہے نیز توبہ کرنا باقی رہا تاہم اگر قبضہ گزشتہ کا سوا سکی ضرورت نہیں۔

(امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۲۵)

کالرہ بل کی شرعی حیثیت اور حکم

سوال..... عبدالغنی وکیل سرگودھا کونسل پنجاب میں ایک بل پیش کرنا چاہتے ہیں جس کا نام

کالرہ بل ہے اس کی دفعات درج ذیل ہیں۔

۱۔ اس ایکٹ کا نام قانون ناقابل تقسیم جائیداد کالرہ ہوگا۔

۲۔ یہ ایکٹ اس تاریخ سے نافذ ہوگا جو کہ لوکل گورنمنٹ تجویز کرے۔

۳۔ جائیداد ناقابل تقسیم سے مراد وہ جائیداد ہے جو تنہا مرد وارث کو پہنچے اور تقسیم نہ ہو سکے۔

۴۔ قاعدہ وراثت موجودہ مالک و قابض جائیداد کالرہ کی وفات کے بعد اس جائیداد کی

وراثت اگر اس کے وارثان اسفل ہوں تو جائز مرد وارثان کو پہنچے گی

الف: اگر اکلوتا بیٹا ہو یا اس کا اکلوتا بیٹا ہو تو ایسا بیٹا یا ایسے بیٹے کا بیٹا جیسی کہ صورت ہو

اور اسی طرح حتیٰ کہ تمام وارثان ختم ہو جائیں یعنی

ب: اگر ایک سے زیادہ لڑکے ہوں تو سب سے بڑا لڑکا یا وہ اگر وفات پا چکا ہو تو اس کا بڑا لڑکا

اگر کوئی ہو جیسی کہ صورت ہو اور اسی طرح حتیٰ کہ بڑے لڑکے تمام وارثان ختم ہو جائیں۔

ج: اگر سب سے بڑے لڑکے کی اولاد نہ رہے ہو تو دوسرا لڑکا یا اگر دوسرا لڑکا مر چکا ہو تو اس کا

بڑا لڑکا جیسی کہ صورت ہو اور اسی طرح حتیٰ کہ دوسرے لڑکے کے تمام وارثان ختم ہو جائیں

۵۔ قابض کے وارثان اسفل کے گزارے کی ادائیگی نواب سر عمر حیات خاں کے مرد

وارثان اسفل اور ان کی بیوگان اس رقم گزارہ کی مستحق ہوں گی جو قابض جائیداد مقرر کرے گا اگر

ایسا شخص قابض جائیداد سے عناد رکھتا ہو تو بد چلنی کی وجہ سے گزارے کا مستحق نہ ہوگا اور قابض

جائیداد کو اختیار ہوگا کہ رقم گزار روک لے یا مقرر کردہ رقم ضبط کر لے۔

اب سوال یہ ہے کہ ایسا بل جس میں حسب ضابطہ ۴ لڑکیوں کو وراثت سے محروم کیا گیا ہے

اس کی تائید و حمایت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... یہ بل قطعاً شریعت اسلام کے خلاف ہے کسی مسلمان کے لئے اس کو تسلیم کرنا یا پیش کرنا یا تائید کرنا حرام ہے بلکہ تسلیم کی صورت میں کفر کا اندیشہ غالب ہے کونسل کے مسلمان ممبروں کا فرض ہے کہ وہ محرک کو اس کے پیش کرنے سے روکیں اور وہ نہ مانے تو متفقہ طور پر اس کی مخالفت کریں۔ (کفایت المفتی ج ۸ ص ۲۷۳)

ہندوستانی ریاستیں وراثت میں تقسیم کی جائیں گی یا نہیں؟

سوال..... مسلمانوں کے ایک خاندان میں قدیمی دستور یہ تھا کہ جاگیردار کے بڑے لڑکے کو ولی عہد قرار دے کر والد کی وفات پر ولی عہد حکومت جاگیر قائم ہوتا تھا حالانکہ شریعت کے یہ امر صریح خلاف ہے کہ اس کی رو سے دوسرے بیٹوں کو بھی حق وراثت ہے۔

پرانے رواج کی رو سے جاگیردار الف نے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد قرار دیا۔ الف کے دوسرے بیٹے نے ساز باز کر کے خود جاگیر پر قبضہ کر لیا اور اعلان یہ کیا کہ الف شراب خور ہے اور اگرچہ مسلمان ہے مگر ہندو درویشوں سے موانست رکھتا ہے اور ج کے ساتھ سرکشی کرنے سے باپ کی جاگیر کا حق دار نہیں ہے اور قابل حد شریعت ہے جس پر اس کو قتل کر دیا گیا ان صورتوں میں شرعاً ج کا قتل جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو کس سزا کا مستحق ہے؟

جواب..... ہندوستان کی موجودہ ریاستیں دو قسم پر ہیں۔

ایک وہ جو باقاعدہ سلطنت و حکومت کی شان رکھتی ہیں جن میں سکھ اور فوج مستقل ہیں دوسرے وہ کہ زمیندار کی حقیقت سے متجاوز نہیں چونکہ عرفاً دونوں قسموں پر لفظ ”ریاست“ بول دیا جاتا ہے اس لئے تنقیح کی ضرورت ہے کیونکہ احکام دونوں کے جدا جدا ہیں۔

قسم اول کی ریاستیں ولی عہد یا نواب کی ملک نہیں ہیں اور نہ ان کو ریاست کے خزانے میں مالکانہ تصرفات کے حقوق حاصل ہیں اور عموماً ایسا کیا بھی نہیں جاتا بلکہ خزانہ ریاست کا حساب و کتاب آمد و خرچ اور تمام کاروبار جدا ہوتا ہے اور ولی عہد کی ذاتی جائیداد اس سے بالکل ممتاز ہوتی ہے اس کا عملہ جدا رکھا جاتا ہے۔

اور قسم دوم کی ریاستیں رئیس و نواب کی مملوکہ ہیں اور ان میں یہ صورتیں نہیں ہوتیں قسم اول کی ریاستیں اصل ہیں سلطنت دہلی و لکھنؤ کے صوبے اور ان کے نواب سلاطین دہلی یا لکھنؤ کی طرف سے صوبے دار مقرر تھے جب نظم سلطنت میں خلل آیا تو یہ صوبے خود مختار اور مستقل ہو گئے انگریزی

عمل داری کے بعد خود مختار نہ حیثیت کلی طور پر تو باقی نہ رہی لیکن بہت سے اختیارات ملکی مستقل فوج اور مستقل سکہ اور اندرون ملک مستقل قانون کارواج وغیرہ ان کے قبضے میں رہے اس لئے ان کا حکم شرعی مملوکہ جائیداد جیسا نہیں کہ نواب کے انتقال کے بعد میراث کی طرح تقسیم ہوں بلکہ سلطنت و حکومت کا حکم رکھتی ہیں اور ان کے رئیس و نواب امیر و بادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن چونکہ کامل اختیارات اور اس قدر قوت نہیں رکھتے جو امیر المومنین کے لئے ہونے چاہئیں اس لئے عام احکام میں خلیفہ و امیر کے احکام ان کے لئے جاری نہیں کئے جاسکتے۔

اور قسم دوم کی ریاستیں البتہ مملوکہ جائیدادیں ہیں اور ان کا حکم شرعی یہ ہے کہ وفات کے بعد مورث کے ورثاء میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوں اس کے خلاف کرنے والے اگر دیگر ورثاء کی رضا سے کرتے ہیں تو ظلم کرتے ہیں۔

لیکن صورت مسئلہ میں ریاست خواہ قسم اول سے ہو یا قسم دوم سے الف کا قتل جائز نہ تھا کیونکہ شراب خوری یا ہندو درویشوں سے موانست کے الزام پر (اگر یہ الزام ثابت بھی ہو جائے) قتل مسلم جائز نہیں اسی طرح یہ کہنا بھی غلط ہے کہ الف ج سے سرکشی کرنے کی وجہ سے باپ کی جاگیر کا حق دار نہیں رہا کیونکہ اگر خود باپ کی بھی سرکشی کرتا تب بھی میراث سے محروم نہ تھا اس کے ولی عہد کی سرکشی کی وجہ سے کیسے محروم الارث ہو سکتا ہے اور ولی عہد کوئی خلیفہ وقت یا امیر المومنین نہیں کہ اس کی سرکشی کرنے پر بغاوت کا حکم دیا جائے اور باغی کو واجب القتل سمجھا جائے جب تک وہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو موجب قتل ہو۔

لہذا ج کا الف کو قتل کرنا حرام ہے پھر چونکہ یہ قتل خطا ہے اس لئے ج پر کفارہ قتل اور دیت اس کے عاقلہ پر واجب ہے اور کفارہ قتل ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا ہے اور قتل خطا ہونا اس کا اس وجہ سے ہے کہ اس نے ہنود کے ساتھ موانست اور شراب خوری کی وجہ سے اس کو کافر سمجھ کر یا اپنے کو امیر یا بادشاہ اور اس کو باغی سمجھ کر قتل کیا ہے اگرچہ اس کا یہ خیال حقیقتاً غلط تھا۔ (امداد المفتیین ص ۱۰۵۲)

مرض الموت کی تعریف اور اس کے متعلق چند سوالات

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین بیچ ان مسائل کے کہ زید کو بیس برس کی عمر سے قرحہ مٹانہ ہوا مگر وہ اپنا کاروبار برابر انجام دیتا رہا اور اس کے علاج و معالجہ سے بھی غافل نہیں رہا پچاس سال کی عمر میں اس کو ذہل زیرِ خطہ پیدا ہو گیا اور اس نے اس قدر ترقی کہ بالآخر

ذیل نکلنے کے دو ماہ بعد انتقال ہو گیا دو ہفتہ قبل از انتقال زید نے ایک تحریر اس مضمون کی اسٹامپ پر اپنی زوجہ کے نام لکھ دی کہ تم میری قانوناً زوجہ ہو اور تمہارا مہر ایک لاکھ اسی ہزار اشرفی دہ دینا سرخ مقرر ہوا تھا۔ اور اس کا ادا کرنا میرے اوپر ضروری ہے۔ اس لئے میں نے اپنی کل جائیداد بعوض نصف مہر کے تجھے دے دی اور یہ تحریر اپنی عین حیات بہ ثبات عقیل و نفل لکھی ہے واضح ہو کہ زید انگریزی نہیں جانتا تھا اور یہ تحریر انگریزی میں اسٹامپ پر کسی دوسرے شخص سے لکھوا کر اس پر دستخط ثبت کر دیئے اور اس کا غلط پرچہ گواہوں کے بھی دستخط ہیں اس سلسلہ میں یہ بھی عرض کرنا ہے کہ زید ایسی جائیداد کا مالک ہے جو شاہان مغلیہ نے بعوض قضاۃ عطاء فرمائی ہے جب برطانیہ کا تسلط ہوا تو اس نے مجملہ اختیارات شرعی صرف اقامت جمعہ و عیدین بحال رکھے اور دیگر اختیارات سماعت دیوانی وغیرہ اپنے اختیارات میں رکھے اور اس نے اپنے انتظام کی وجہ سے ۴ کی جمع معالی بھی لے لے اور بقیہ ۱۲ استمراء اس خاندان کے لئے بخدمت عہدہ قضاۃ یعنی خدمت اقامت جمعہ و عیدین مندرجہ ذیل شرائط پر جاری رکھے۔

۱۔ یہ جائیداد منتقل نہیں کی جاسکتی۔

۲۔ جب تک خدمت کی ضرورت ہے اور بحالت وفاداری سرکار برطانیہ بحال رکھی جائیگی خاندان میں یہ طریقہ اب تک جاری ہے کہ اولاد کو جائیداد علی السو یہ تقسیم کی جاتی ہے۔ اور اثاث میں نہ کبھی تقسیم ہوئی اور نہ کبھی انہوں نے مطالبہ کیا۔

۱۔ کیا مرض مذکور مرض الموت میں شمار ہو سکتی ہے۔

۲۔ کیا مذکورہ تحریر نامہ جائز ہے جبکہ زید ایک دوسرے شخص کا بھی مقروض ہے۔

۳۔ کیا جائیداد مذکور ایسے قرض میں دین مہر میں زوجہ کو منتقل ہو سکتی ہے اگر یہ جائیداد منتقل ہو سکتی ہے تو بعد انتقال زوجہ زید اس جائیداد کے پانے کا کون مستحق ہے۔

۴۔ اگر مرض الموت ہے تو زوجہ کو کتنا مہر مل سکتا ہے جبکہ دوسرے ورثاء موجود ہیں اگرچہ زید لا ولد فوت ہوا۔

۵۔ مہر اگر حیثیت سے بہت زیادہ ہو تو کیا شرعاً جائز ہے اور قابل ادائیگی ہے یا نہیں اگر قابل ادائیگی ہے تو کس مقدار میں امید ہے کہ پانچوں امور کا جواب مع نام ہر کتاب بحوالہ عبارت و ترجمہ اردو مرحمت فرمادیں اور عند اللہ ماجور ہیں۔

جواب..... قال فی الدر و شرحہ الغرر فی تعریف المریض بمرض الموت

مانصہ من غالبہ الہلاک کمریض عجز عن اقامة مصالحة خارج البيت فمن يقضيها في خارج البيت وهويشتكى لا يكون فاراً لان الانسان قلما يخلو عنه هو الصحيح اه وفي حاشية الشرنبلالی علیہ قال الزیلى وهو الصحيح اه. ويخالفه ما قال الكمال: اذا مكنه القيام بهافي البيت لافي خارجه فالصحيح انه صحيح اه هذا في حق الرجال اما في حق المرأة فقال في النهر عن البرازية فبان تعجز عن المصالح الداخلة اه (ج. ۱، ص ۳۸۰)

پس اس صورت مذکورہ میں اگر زید اس تحریر کے وقت گھر سے باہر آنے جانے اور اپنی ضرورت کے امور کو بجالانے پر قادر تھا تو وہ مریض مرض الموت نہ تھا اور اگر عاجز تھا تو وہ مریض مرض موت تھا۔

وفي الدر: تجب العشرة ان سماها او دونها ويجب الاكثر منها ان سمي الاكثر. قال الشامي: امر بالغاً ما بلغ فالتقدير بالعشرة لمنع النقصان اه. وتناكد عند وطأ او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما اه. وفي كشف الغمة للشعراني وفي المقاصد للسخاوي: وكان عمر بن الخطاب رضي الله عنه. كثيراً ما يقول لا تغلوا صدق النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا وتقوى في الآخرة كان اولاكم بهار رسول الله صلى الله عليه وسلم وصعد مرة على المنبر فقال لا تزيد وافي صداق على اربعمائة درهم فاعترضته امرأة من قريش فقالت تنهى الناس عن شئ اباحه الله لهم فقال كيف فقالت اما سمعت قول الله تبارك وتعالى واتيم احداهن قنطاراً فلاتاخذوا الخ. فقال اللهم عفوا كل الناس افقه من عمر قال ثم رجع فركب المنبر فقال ايها الناس اني كنت نهيت ان تزيدوا النساء في صدقتهن على اربعمائة درهم فمن شاء ان يعطى من ماله ما احب قال ابو يعلى واظنه قال فمن طابت نفسه فليفعل اه. (مقاصد ۱۵۰) قال السخاوي وسنده جيد قوي اه وفي الدر (ج ۲، ص ۳۶۷) دين صحة مطلقاً ودين مرض موته بسبب فيه معروف يقدمان على ما اقربه فيه والكل على الارث ولم يجز تخصيص غريم بقضاء دينه اه.

ان نصوص کے بعد جواب سوالات معروض ہے جب خاندان میں اس کی جائیداد کا ذکر پر تقسیم ہونا متعارف ہے تو یہ علامت ملک مورث کی ہے اثاث پر منقسم نہ ہونا۔ مانع ملکیت سے نہیں کیونکہ

جہالت کی وجہ سے عموماً ہندوستان میں لڑکیوں کو حصہ نہیں دیا جاتا لہذا یہ رواج قابل اعتبار نہیں ہے۔

۱۔ اس کا جواب اوپر گزر چکا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۲۔ اگر زید اس تحریر کے وقت گھر کے اندر باہر اپنے کام کر سکتا تھا تو یہ تحریر درست ہے اور دوسرے قرض خواہوں کے قرض خواہوں کے قرض ادا نہ کرنے کا گناہ زید کے ذمہ رہا مگر اشامپ کے حجت ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ جن لوگوں کی اس پر گواہی درج ہے وہ زبانی کہیں کہ زید نے اس کو ہمارے سامنے سن کر اقرار کیا ہے یا اس نے ہمارے سامنے املاء کرایا ہے اور املاء کے موافق ہی اشامپ میں لکھا گیا ہے اور اگر ورثاء زید اور اشامپ کے گواہوں میں اختلاف ہو تو یہ گواہی بدون مجلس حاکم میں پیش ہونے کے معتبر نہ ہوگی۔

وقال فی الحامدیة: ومنہا مجلس القضاء فلا تسمع ہی ای الدعوی

والشهادة الابین یدی الحاکم اء. ج. ۲، ص ۷۷)

اور اگر زید اس تحریر کے وقت باہر آنے جانے سے عاجز تھا تو یہ تحریر درست نہیں ہے بلکہ سب قرض خواہوں کو جن میں عورت بھی داخل ہے جائیداد مذکور تقسیم کر لیں۔

۳۔ جائیداد مذکور دین مہر زوجہ میں منتقل ہو سکتی ہے اور اس کے مالک بعد وفات زوجہ کے وارثان زوجہ ہوں گے۔

۴۔ زوجہ اپنے پورے مہر ایک لاکھ ۸۰ ہزار روپے دینا سرخ کی مستحق ہے اگر اس سے کچھ بچے گا تو ورثاء کو ملے گا ورنہ نہیں۔

۵۔ مہر جتنا باندھ دیا جائے وہی معتبر ہے چاہے حیثیت سے کتنا ہی زیادہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(امداد الاحکام ج ۴ ص ۶۰۸)

کتاب الفرائض

(وراثت کا بیان)

وارث کو وراثت سے محروم کرنا

سوال: رسول اللہ نے فرمایا ”کہ جو اپنے وارث کو میراث سے محروم کر دے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت کی میراث سے محروم کر دے گا۔“ (ابن ماجہ)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں خدا نے جو قوانین بنا دیئے وہ اٹل ہیں اور انہیں توڑنے والا کفر کا کام کرتا ہے۔ ہم نے اکثر ایسی مثالیں دیکھی ہیں کہ باپ اپنی اولاد میں سے کسی سے ناراض ہو جاتا ہے تو اسے وراثت سے محروم کر دیتا ہے۔ اب ہمارے ذہن میں مندرجہ بالا حدیث کا مفہوم بھی ہے اور یہ بات بھی کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ میری مرضی ہے کہ جسے بھی دوں اب خدا کے اس اٹل فیصلے سے کیا مفہوم اخذ کیا جاتا ہے اس ناقص عقل کو تشریح کے ساتھ جواب جلد مرحمت فرمائیے؟

جواب: کسی شرعی وارث کو محروم کرنا یہ ہے کہ یہ وصیت کر دی جائے کہ میرے مرنے کے بعد فلاں شخص وارث نہیں ہوگا جس کو عرف عام میں ”عاق نامہ“ کہا جاتا ہے۔ ایسی وصیت حرام اور ناجائز ہے اور شرعاً لائق اعتبار بھی نہیں اس لیے جس شخص کو عاق کیا گیا ہو وہ بدستور وارث ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۶)

”نافرمان اولاد کو جائیداد سے محروم کرنا یا کم حصہ دینا“

سوال: ایک ماں باپ کے تین لڑکے ہیں۔ تینوں میں سے ایک لڑکے نے اپنی زندگی میں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ماں باپ اس سے خوش ہیں اور باقی دونوں میں سے ایک تعلیم حاصل کر رہا ہے اور جو بڑا ہے اس نے آج تک بھی ماں کو ماں اور باپ کو باپ نہیں سمجھا۔ رہتے سب وہ ایک ہی گھر میں ہیں اب باپ جائیداد تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ مولانا صاحب آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ کیا باپ اس لڑکے کو جائیداد کا زیادہ حصہ دے سکتا ہے جس نے

ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا؟ کیا وہ ایسا کر سکتا ہے یا وہ تینوں میں برابر تقسیم کر دے؟ آپ اس سلسلے میں فیصلہ فرمادیں تاکہ میں کوئی فیصلہ کر سکوں؟

جواب: جن لڑکوں نے ماں باپ کو ماں باپ نہیں سمجھا انہوں نے اپنی عاقبت خراب کی اور اسکی مرزا دنیا میں بھی اٹکو ملے گی مگر ماں باپ کو یہ اجازت نہیں کہ اپنی اولاد میں سے کسی کو جائیداد سے محروم کر جائیں۔ سب کو برابر رکھنا چاہیے ورنہ ماں باپ بھی اپنی عاقبت خراب کریں گے۔ (آپ کے مسائل جلد ۶)

باپ کی وراثت میں بیٹیوں کا بھی حصہ ہے

سوال: والدین اپنی وراثت میں جو ترکہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں اس پر بہن بھائی کا کیا قانونی حق بنتا ہے؟ جب کہ ایک بھائی باپ کے مکان میں رہائش پذیر ہے جبکہ بھائیوں کا کہنا ہے کہ باپ کی وراثت میں تینوں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ احکام قرآنی اور احادیث کے حوالے سے جواب صادر فرمائیں کہ بہن بھائیوں کے خلاف قانونی کارروائی کا حق رکھتی ہے؟

جواب: قرآن کریم میں تو بھائیوں کے ساتھ بہنوں کا بھی حصہ (بھائی سے آدھا) رکھا ہے۔ وہ کون لوگ ہیں جو قرآن کریم کے قطعی اور دو ٹوک حکم کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ باپ کی وراثت میں بہنوں کا (یعنی باپ کی لڑکیوں کا) کوئی حصہ نہیں۔ (آپ کے مسائل ج ۶)

دوسرے ملک میں رہنے والی بیٹی کا بھی باپ کی وراثت میں حصہ ہے

سوال: میرے سر کا انتقال ہو گیا ہے۔ انہوں نے وارثوں میں بیوہ تین لڑکے جن میں سے ایک کا انتقال ہو چکا ہے اور چھ لڑکیاں چھوڑی ہیں جس میں ایک لڑکی ہندوستان کی شہری ہے۔ مرحوم کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ کیا ہندوستانی شہریت رکھنے والی لڑکی بھی پاکستانی وراثت کی حق دار ہے اگر ہیں تو اس کا حصہ کاٹنے کے بعد کتنا کتنا حصہ بنے گا؟ یعنی وہ بیوہ لڑکوں اور لڑکیوں کا الگ الگ؟

جواب: آپ نے یہ نہیں لکھا کہ مرحوم کے جس لڑکے کا انتقال ہو چکا ہے اس کا انتقال باپ سے پہلے ہوا یا بعد میں۔ بہر حال اگر پہلے ہوا تو مرحوم کا ترکہ (ادائے قرض اور نفاذ وصیت) (مرحوم کی وصیت پوری کرنے کے بعد) اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو (بعد اسی (۸۰) حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ان میں دس حصے بیوہ کے چودہ چودہ دونوں لڑکوں کے اور سات سات لڑکیوں کے۔ جو لڑکی ہندوستان میں ہے وہ بھی وارث ہوگی اور جس لڑکے کا انتقال اس کے باپ کی زندگی میں ہو چکا ہے وہ وارث نہیں ہوگا اور اگر لڑکے کا انتقال

باپ کے بعد ہوا ہے تو ترکہ چھینا نوے (۹۶) حصوں میں تقسیم ہوگا بارہ حصے بیوہ کے چودہ چودہ بیٹوں لڑکوں کے اور سات ساتھ لڑکیوں کے۔ مرحوم لڑکے کا حصہ اس کا وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ (آپ کے مسائل جلد ۶)

بہنوں سے ان کی جائیداد کا حصہ معاف کروانا

سوال: ہمارے معاشرے میں وراثت سے متعلق یہ روایت چل رہی ہے کہ باپ کے انتقال کے بعد اس کی اولاد میں سے بھائی اپنی بہنوں اور ماں سے یہ لکھوا لیتے ہیں کہ انہیں جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں چاہیے۔ بہن بھائیوں کی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنے حصے سے دستبردار ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح باپ کی تمام جائیداد بیٹوں کو منتقل ہو جاتی ہے۔ کیا شرعی لحاظ سے اس طرح معاملہ کرنا درست ہے؟ کیا اس طرح بہنیں اپنی اولاد کا حق غصب کرنے کی مرتکب نہیں ہوتیں؟ اگر بہنیں اپنے حصے سے دستبردار ہو جائیں تو کیا ان کی اولاد کو مذکورہ حصہ طلب کرنے کا حق ہے؟

جواب: (۱) اللہ تعالیٰ نے باپ کی جائیداد میں جس طرح بیٹوں کا حق رکھا ہے اسی طرح بیٹیوں کا بھی حق رکھا ہے لیکن ہندوستانی معاشرے میں لڑکیوں کو ان کے حق سے محروم رکھا جاتا رہا ہے۔ اس لیے رفتہ رفتہ بیوہ بن گیا کہ لڑکیوں کا وراثت میں حصہ لینا گویا ایک عیب یا جرم ہے۔ لہذا جب تک انگریزی قانون رائج رہا کسی کو بہنوں سے حصہ معاف کرانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور جب سے پاکستان میں شرعی قانون وراثت نافذ ہوا بھائی لوگ بہنوں سے لکھوا لیتے ہیں کہ انہیں حصہ نہیں چاہیے۔

یہ طریقہ نہایت غلط اور قانون الہی سے سرتابی کے مطابق ہے۔ آخر ایک بھائی دوسرے کے حق میں کیوں دستبردار نہیں ہو سکتا؟ اس لیے بہنوں کے نام ان کا حصہ کر دینا چاہیے۔ سال دو سال کے بعد اگر وہ اپنے بھائی کو دینا چاہیں تو ان کی خوشی ہے ورنہ موجودہ صورتحال میں وہ خوشی سے نہیں چھوڑیں بلکہ رواج کے تحت مجبوراً چھوڑتی ہیں۔

(۲) اگر کسی بہن نے اپنا حصہ واقعاً خوشی سے چھوڑ دیا ہے تو اس کی اولاد کو مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اولاد کا حق ماں کی وفات کے بعد ثابت ہوتا ہے۔ ماں کی زندگی میں ان کا ماں کی جائیداد پر کوئی حق نہیں اس لیے اگر وہ کسی کے حق میں دستبردار ہو جائیں تو اولاد اس کو نہیں روک سکتی۔

وارثوں میں بیٹا بیٹی ہیں بیٹا زمین کا خالی حصہ بیٹی

کو دینا چاہتا ہے اور تعمیر شدہ خود لینا چاہتا ہے

سوال: ایک شخص کا انتقال ہو گیا وارثوں میں صرف ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ اس کی اہلیہ کا اور ماں باپ کا انتقال مرحوم کی زندگی میں ہو گیا تو مرحوم ترکہ اس کے بیٹا اور بیٹی میں کس طرح

تقسیم ہوگا؟ مرحوم کے ترکہ میں ایک مکان ہے، مکان کے اگلے حصہ میں تعمیر ہے اور پچھلا حصہ کھلی جگہ ہے، مکان کے تین حصے کر کے بھائی اپنی بہن سے کہتا ہے کہ تم یہ کھلی جگہ جو ایک حصہ کے بقدر ہے لے لو، بہن اس پر راضی نہیں ہے وہ کہتی ہے کہ اس میں میرا نقصان ہے، تو شرعاً بھائی کی بات قابل قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا

جواب: صورت مسئلہ میں حقوق متقدمہ علی الارث ادا کرنے کے بعد مرحوم کے کل ترکہ کے تین حصے ہوں گے، بیٹے کو دو حصے اور بیٹی کو ایک حصہ ملے گا، بھائی اپنی بہن کو مکان میں سے کھلی جگہ (جس میں تعمیر نہیں ہے) دینا چاہتا ہے اور تعمیر والا حصہ خود لینا چاہتا ہے۔ اگر بہن اسے لینے پر دل سے راضی نہ ہو تو بھائی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی بہن کو یہ جگہ لینے پر مجبور کرے، ترکہ میں جو چیز ہوتی ہے اس کے ہر ہر جزو میں تمام وارثوں کا حق ہوتا ہے۔ لہذا کوئی وارث اپنی مرضی سے دوسرے وارث کا حصہ متعین کر کے اس کو وہ حصہ لینے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ شرعاً اس کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ ہدایہ اولین میں ہے:

الشركة ضربان شركة املاك و شركة عقود فشركة الاملاك العين
يرثها رجلان او يشتريانها فلا يجوز لاحدهما ان يتصرف في نصيب الآخر الا
بإذنه (ہدایہ اولین ص ۶۰۴ کتاب الشركة)
فتح القدیر میں فوائد ظہیریہ سے نقل کیا ہے:

ان الشركة اذا كانت بينهما من ابتداء بان اشتريا حنطة او ورثاها كانت
كل حبة مشركة بينهما. الخ (فتح القدیر مع عنایہ ص ۵۴ ج ۶ کتاب الشركة)
دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ شرکت کی دو قسمیں ہیں: شرکت املاک، شرکت عقود، شرکت
املاک یہ ہے۔ دو آدمی (یا ان سے زیادہ) کسی چیز کے وارث بنے یا دو آدمیوں نے مل کر کوئی چیز
خریدی تو وہ ان دونوں کے درمیان مشترک ہوگی اور دونوں میں سے کسی ایک کے لیے اپنے ساتھی
کے حصہ میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور شرکت جب بالکل
ابتداء سے ہو جیسے دو آدمیوں نے مل کر گےہوں خریدے یا گےہوں کے وارث بنے تو اس کا ہر ہر دانہ
دونوں کے درمیان مشترک ہوگا۔ (ہدایہ اولین، فتح القدیر)

عنایہ شرح ہدایہ میں ایک مسئلہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

ان صاحب عشرة اسهم يكون شريكاً لصاحب تسعين سهماً في جميع

الدار علی قدر نصیبها منها وليس لصاحب الدران يدفع صاحب القلیل من جمیع الدار فی قدر نصیب من ای موضع کان۔

عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ایک مکان میں دو شخص حصہ دار ہیں۔ ایک شخص کے نوے ۹۰ حصے ہیں اور دوسرے کے دس تو دونوں اپنے اپنے حصے کے بقدر پورے مکان میں شریک ہیں۔ لہذا جس شخص کا حصہ زیادہ ہے اس کو یہ حق نہیں ہے کہ اپنے ساتھی کو جہاں سے چاہے حصہ دے دے۔

(عنايه شرح هدايه ص ۲۷۵ ج ۶ مع فتح القدير تحت المسئلة ومن اشترى عشرة اذرع من مائه ذراع من دار او حمام، كتاب البيوع)

لہذا صورت مسئلہ میں کوئی ایسی صورت نکالی جائے کہ دونوں میں سے کسی کا نقصان نہ ہو اور ہر ایک کو اتنا حاصل جائے جتنا کہ اس کا حق ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۸۲)

وراثت کی جگہ لڑکی کو جہیز دینا

سوال: جہیز کی لعنت اور وباء سے کوئی محفوظ نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ہم جہیز کی شکل میں اپنی بیٹی کو ”ورثہ“ کی رقم دے دیتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ باپ اپنی زندگی میں ہی ورثہ بیٹی کو دے دے؟ جہیز کے نام پر اور اس کے بعد اس سے سبکدوش ہو جائے؟

جواب: ورثہ تو والدین کے مرنے کے بعد ہوتا ہے زندگی میں نہیں۔ البتہ اگر لڑکی اس جہیز کے بدلے اپنا حصہ چھوڑ دے تو ایسا کر سکتی ہے۔ (آپ کے مسائل جلد ۶)

ماں کی وراثت میں بھی بیٹیوں کا حصہ ہے

سوال: ہماری والدہ کا انتقال ہوئے تقریباً ساڑھے آٹھ سال ہو چکے ہیں، ہم چار بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ ہماری والدہ کے ورثہ پر ہمارے والد صاحب اور بھائیوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ تمام جائیداد اور کاروبار سے والد اور بھائی مالی فائدہ اٹھا رہے ہیں، ہم بہنیں جب والد صاحب سے اپنا حصہ مانگتی ہیں تو کہتے ہیں بیٹیوں کا ماں کے ورثہ میں کوئی حصہ نہیں ہوتا اور یہ سب میرا ہے؟

جواب: آپ کے والد کا یہ کہنا غلط ہے کہ ماں کی وراثت میں بیٹیوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ بیٹیوں کا حصہ جس طرح باپ کی میراث میں ہوتا ہے اسی طرح ماں کی میراث میں بھی ہوتا ہے۔ آپ نے جو صورت لکھی ہے اس پر آپ کی والدہ کا ترکہ ۳۲ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ آٹھ حصے آپ کے والد کے ہیں ۶/۶، دونوں بھائیوں اور ۳/۳ چاروں بہنوں کے۔ (آپ کے مسائل جلد ۶)

لڑکے اور لڑکی کے درمیان وراثت کی تقسیم

سوال: اگر مسلمان متوفی نے ایک لاکھ روپے ترکہ میں چھوڑے اور وارثوں میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوں تو از روئے شریعت ایک لاکھ روپے کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ کیا ہماری عدالتیں بھی اسلامی قانون وراثت کے مطابق فیصلے کرتی ہیں؟

جواب: اگر اور کوئی وارث نہیں تو مرحوم کی تجہیز و تکفین ادا کئے قرضہ جات اور باقی ماندہ تہائی مال میں وصیت نافذ کرنے کے بعد (اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو) مرحوم کا ترکہ چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ دو حصے لڑکے اور ایک ایک حصہ دونوں لڑکیوں کا۔ ہماری عدالتیں بھی اسی کے مطابق فیصلہ کرتی ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

بھائی بہنوں کا وراثت کا مسئلہ

سوال: ہم تین بہنیں اور ایک بھائی ہیں۔ ہماری والدہ اور والد انتقال کر چکے ہیں۔ ایک مکان ہمارے ورثہ میں چھوڑا ہے جس کو ہم ۱۰۵۰۰۰۰ روپے میں فروخت کر رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہنوں کے حصے میں کیا آئے گا اور بھائی کے حصے میں کیا رقم آئے گی؟ ہم مسلمان ہیں اور سنی عقیدے سے تعلق رکھتے ہیں؟

جواب: آپ کے والد مرحوم کے ذمہ کوئی قرض ہو تو اس کو ادا کرنے اور کوئی جائز وصیت کی ہو تو تہائی مال کے اندر اسے پورا کرنے کے بعد اس کی ملکیت میں چھوٹی، بڑی، منقولہ غیر منقولہ جتنی چیزیں تھیں وہ پانچ حصوں پر تقسیم ہوں گی۔ دو حصے بھائی کے ہیں اور ایک ایک حصہ تینوں بہنوں کا۔ (آپ کے مسائل جلد ۶)

وراثت میں لڑکیوں کو محروم کرنا بدترین گناہ کبیرہ ہے

سوال: تقسیم سے پہلے ہمارے نانا کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ میان درمیان میں کچھ بھی کیا ہو لیکن مرنے سے کچھ عرصہ پہلے انہوں نے برنس روڈ میں ایک چائے خانہ کھولا ہوا تھا جس کو بعد میں مٹھائی کی دکان میں تبدیل کر لیا۔ دکان پگڑی کی تھی اور بڑے بیٹے کے نام تھی۔ بعد میں دکان چل پڑی اور بہت مشہور ہو گئی، بڑے بیٹے نے اپنے بھائیوں میں وہ دکانیں بانٹ لیں، اس طرح نانا کے مرنے پر بچوں نے صرف بھائیوں میں جائیداد تقسیم کر دی، لڑکیوں کو کچھ نہیں دیا۔ کچھ عرصے کے بعد نانی کا انتقال ہوا انہوں نے جو رقم نقد چھوڑی تھی لڑکوں میں تقسیم ہو گئی، لڑکیوں کو کچھ نہیں ملا۔

اب مولانا صاحب! آپ سے عرض ہے کہ آپ صحیح صورت حال کا اندازہ لگا کر جواب دیجئے کہ کیا ان لوگوں کا یہ طرز عمل ٹھیک ہے؟ کیا اس سے مرنے والوں کی روحیں بے چین نہ ہوں گی؟ ویسے بھی ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ حق داروں کا حق کھانے والا کبھی پھلتا پھولتا نہیں؟

جواب: بیٹیوں اور بہنوں کو وراثت سے محروم کرنا بدترین گناہ کبیرہ ہے، آپ کے ناننانانی تو اس کی سزا بھگت ہی رہے ہوں گے جو لوگ اس جائیداد پر اب ناجائز طور پر قابض ہیں وہ بھی سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔ لڑکوں کو چاہیے کہ بہنوں کا حصہ نکال کر ان کو دے دیں۔ (آپ کے مسائل جلد ۶)

کیا بچیوں کا بھی وراثت میں حصہ ہے؟

سوال: ہم پانچ بہن بھائی ہیں، دو بھائی اور تین بہنیں، سب شادی شدہ ہیں۔ ماں باپ حیات ہیں، ہم بھائی جس مکان میں رہ رہے ہیں وہ ہماری اپنی ملکیت ہے چونکہ ہم بھائیوں کی بیویاں ایک جگہ رہنا پسند نہیں کرتیں اس لیے ہم نے یہ مکان فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے، مکان کا سودا بھی ہو گیا ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ جب بہنوں کو یہ معلوم ہوا کہ ہم مکان فروخت کر رہے ہیں انہوں نے بھی مکان میں حصے کا مطالبہ کر دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا جبکہ بہنیں اپنا حصہ لینے پر اصرار کر رہی ہیں۔ مولانا صاحب اب آپ ہماری بہنوں کو سمجھائیں کہ باپ کی جائیداد میں لڑکیوں کا حق نہیں ہوتا اور مولانا صاحب اگر میں ہی غلطی پر ہوں تو براہ کرم کتاب و سنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا ہماری بہنیں بھی اس جائیداد میں سے حق دار ہیں اور اگر ہیں تو بہنوں کے حصے میں کتنی رقم آئے گی؟ آپ کا احسان مندر ہوں گا؟

جواب: یہ تو آپ نے غلط لکھا ہے کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا۔ قرآن کریم نے بیٹی کا حصہ بیٹے سے آدھا بتایا ہے۔ اس لیے یہ کہنا تو جہالت کی بات ہے کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا۔ البتہ جائیداد کے حصے والد کی وفات کے بعد لگا کرتے ہیں، اس کی زندگی میں نہیں۔ اپنی زندگی میں اگر والد دینا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ سب کو برابر دے لیکن اگر کسی کی ضرورت و احتیاج کی بناء پر زیادہ دے دے تو گنجائش ہے۔ بہر حال آپ کو چاہیے کہ اپنی بہنوں کو بھی دیں۔ بھائیوں کا دو گنا حصہ اور بہنوں کا اکہرا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۶)

سو تیلے بیٹے کا باپ کی جائیداد میں حصہ

سوال: کیا سو تیلے بیٹے کو باپ کی جائیداد سے حصہ مل سکتا ہے جب کہ شادی کے وقت وہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ آیا ہو اور اب اپنے بچوں کے ساتھ الگ اپنے گھر میں رہتا ہے؟

جواب: اس بچے کا سوتیلے باپ کی وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۶)

مرحوم کے ترکہ میں دونوں بیویوں کا حصہ ہے

سوال: ہمارے والد کی دو شادیاں تھیں پہلی بیوی سے ہم دو بھائی اور دوسری بیوی سے ایک لڑکی ہے ہمارے والد صاحب کو فوت ہوئے تقریباً دس سال گزر چکے ہیں اور اس عرصہ میں ہماری دوسری والدہ نے دوسرا عقد کر لیا جس سے ان کے تین بچے ہیں۔ اب ہم اپنے والد کی وراثت منقولہ وغیرہ منقولہ کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو کتنا حصہ ملتا ہے اور ہماری دوسری والدہ کو کتنا حصہ؟ اگر شرعاً ان کا حق ہو؟ ذرا تفصیل سے بتائیں مہربانی ہوگی؟

جواب: آپ کے والد مرحوم کا ترکہ اس کی دونوں بیویوں اور اولاد میں اس طرح تقسیم ہوگا۔

پہلی بیوی ۵ دوسری بیوی ۵ لڑکا ۲۸ لڑکا ۲۸ لڑکی ۱۴

یعنی کل ترکہ کے ۸۰ حصے بنا کر آٹھویں حصہ کی رو سے دونوں بیویوں کو ۱۰ حصے (ہر ایک کو ۵ حصے کر کے ملیں گے اور بقیہ ۷۰ حصے اس کی اولاد میں اکہراد ہر ایک کے حساب سے تقسیم ہوں گے) دونوں لڑکوں کو ۲۸ لڑکا ۲۸ لڑکی کو ۱۴ حصے ملیں گے۔ الغرض مرحوم کے ترکہ میں دوسری بیوی کا بھی حصہ ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۶)

دو بیویوں اور ان کی اولاد میں جائیداد کی تقسیم

سوال: ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ ایک سے ایک لڑکا اور دوسری سے تین لڑکے ہیں۔ وہ اپنی جائیداد ان پر تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جائیداد دونوں بیویوں میں تقسیم ہوگی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں چاروں لڑکوں میں تقسیم کرنا ہوگی۔ شریعت کی رو سے اس جائیداد کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟

جواب: شرعاً اس کی جائیداد کا آٹھواں حصہ دونوں بیویوں کے درمیان اور باقی سات حصے چاروں لڑکوں کے درمیان مساوی تقسیم ہوں گے۔ گویا اس کی جائیداد کے اگر ۳۶ حصے کر لیے جائیں تو ان میں سے دو حصے دونوں بیویوں کو ملیں گے اور باقی ۲۸ حصے چار لڑکوں پر سات حصے فی لڑکا کے حساب سے برابر تقسیم ہوں گے۔ (آپ کے مسائل جلد ۶)

مرحوم کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا جبکہ والد بیٹی اور بیوی حیات ہوں

سوال: میرا نام غزالہ شفیق احمد ہے میں اپنے والد کی اکلوتی بیٹی ہوں میری پیدائش کے دو سال

بعد میرے والدین میں علیحدگی ہو گئی تھی اس کے پانچ سال بعد میرے والد نے دوسری شادی کر لی تھی لیکن ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کا ایک مکان اور دکان جو ۸۰ گز پر ہے جو کہ پہلے میرے دادا نے (جو ماشاء اللہ حیات ہیں) خریدا اور بنوایا تھا اور اپنے بیٹے شفیق کے نام گفٹ کر دیا تھا اور اس کے تین سال بعد میرے والد کا انتقال ہو گیا اب جب کہ میں ان کی اکلوتی بیٹی ان کی دوسری بیوی اور ان کے والد حیات ہیں۔ مہربانی کر کے آپ یہ بتائیں کہ والد کے انتقال کے بعد ہم سب کا کتنا حصہ بنتا ہے؟

جواب: آپ کے مرحوم والد کا کل ترکہ (ادائے ماو جب کے بعد یعنی ادائے قرضہ جات اور نفاذ وصیت کے بعد) آٹھ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ آٹھواں حصہ آپ کی سوتیلی والدہ کا چار حصے (یعنی کل ترکہ کا آدھا) آپ کا اور باقی ماندہ تین حصے آپ کے دادا کے ہیں۔

اور ہاں! آپ نے یہ نہیں لکھا کہ آپ کی دادی صاحبہ بھی زندہ ہیں یا نہیں؟ اگر دادی صاحبہ نہ ہوں تب تو مسئلہ وہی ہے جو میں نے اوپر لکھ دیا اور اگر دادی صاحبہ بھی موجود ہوں تو کل ترکہ کا چھٹا حصہ ان کو دیا جائے گا۔ اس صورت میں ترکہ کے ۲۳ حصے ہوں گے ان میں ۳ مرحوم کی بیوہ کے ۴ والدہ کے ۱۲ بیٹی کے اور ۵ والد کے۔

مرض الموت کی طلاق سے حق وراثت ختم نہیں ہوتا

سوال: ایک شخص نے مرض الموت کی حالت میں بیوی کو طلاق دی اس کے چند دن بعد وہ اس بیماری سے فوت ہو گیا تو کیا اس مطلقہ عورت کو خاوند کی میراث سے حصہ ملے گا یا نہیں؟

جواب: مرض الوفات میں طلاق دینے سے خاوند کے بارے میں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شاید اس نے بیوی کو میراث سے محروم کرنے کے لیے یہ قدم اٹھایا ہو اس لیے از روئے شرع مرض الموت میں طلاق دینے سے عورت کا حق میراث ختم نہیں ہوتا۔

لما فی الہندیۃ: الرجل اذا طلق امرأته طلاقاً رجعیاً فی حال صحته او فی حال مرضه برضاها او بغير رضاها ثم مات وہی فی العدة فانہما يتوارثان بالاجماع. (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۶۲ الباب الخامس فی طلاق المریض)

(قال العلامة ابن عابدین: الطلاق اذا كان رجعیاً ترثه وكذا یرثها لو ماتت فی عدة. (رد المحتار ج ۲ ص ۵۶۷ باب طلاق المریض) ومثله فی کنز الدقائق علی

ہامش البحر الرائق ج ۴ ص ۴۲ باب طلاق المریض (فتاویٰ حقانیہ ج ۴ ص ۵۷۹)

مرحوم کی وراثت کے مالک بھتیجے ہوں گے نہ کہ بھتیجیاں

سوال: الف: ب: ج: تینوں بھائی فوت ہو گئے۔ (د) جو اولاد ہے زندہ رہا۔ اس کی زندگی میں اس کی اہلیہ بھی فوت ہو گئی۔ اب (د) بھی فوت ہو گیا ہے۔ (د) نے انتقال کے وقت اپنے پیچھے ایک مکان اور کچھ نقد رقم چھوڑی ہے جس کی قیمت رائج الوقت سکہ کے مطابق تقریباً ایک لاکھ روپیہ بنتی ہے۔ (د) کا ما سوائے تینوں بھائیوں کی اولاد کے اور کوئی وارث نہیں ہے اب یہ ترکہ کس کو ملے گا؟

جواب: شرعاً اسکے وارث اسکے بھتیجے ہونگے۔ بھتیجیاں وارث نہیں ہوں گی۔ (آپ کے مسائل جلد ۶)

زندگی میں جائیداد لڑکوں اور لڑکیوں میں برابر تقسیم کرنا

سوال: جناب محترم! ہمارے ایک جاننے والے جو کہ دیندار بھی ہیں ان کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں جو کہ سب شادی شدہ ہیں۔ ان صاحب کا یہ ارادہ ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو اولاد میں برابر تقسیم کر دیں کیونکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ مرنے کے بعد ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ ایسا اس لیے کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے نالائق بے ادب لڑکوں اور لڑکیوں کو سزا دینا چاہتے ہیں اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ ایسا کرنے کے مجاز ہیں یا نہیں؟

جواب: اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اپنی اولاد میں (خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں) برابر تقسیم کر سکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل جلد ۶)

مرحومہ کا جہیز حق مہر وارثوں میں کیسے تقسیم ہوگا

سوال: میری بیوی تین ماہ قبل یعنی بچی کی ولادت کے موقع پر انتقال کر گئی لیکن بچی خدا کے فضل سے خیریت سے میرے پاس ہے۔ اب مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ:

(الف) مرحومہ جو سامان جہیز میں اپنے میکے سے لائی تھی اسکے انتقال کے بعد کس کا ہوگا؟

(ب) میرے سسرال والے مرحومہ کی رقم میں مہر کا مطالبہ کر رہے ہیں حالانکہ مرحومہ نے

زبانی طور پر اپنی زندگی میں بغیر کسی دباؤ کے وہ رقم معاف کر دی تھی؟

جواب: مرحومہ کا سامان جہیز حق مہر اور دوسرا سامان وغیرہ وارثوں میں مندرجہ ذیل طریقے سے تقسیم ہوگا:

حق مہر معاف کرنے کے سلسلے میں اگر مرحومہ کے والدین منکر ہیں اور حق مہر کا مطالبہ کرتے

ہیں اور شوہر کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے تو معافی کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا اس لیے حق مہر بھی ورثاء میں تقسیم ہوگا۔ مرحومہ کی جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ زیورات و حق مہر وغیرہ کو تیرہ حصوں میں تقسیم کر کے شوہر کو تین حصے بیٹی کو چھ حصے والدہ کو دو حصے اور والد کو دو حصے ملیں گے۔ (آپ کے مسائل جلد ۶)

بیوی کی جائیداد سے بچوں کا حصہ شوہر کے پاس رہے گا

سوال: کیا مذہب اسلام میں بیوی کی چھوڑی ہوئی دولت ہو تو بچوں کی بہتر تربیت اور ضرورت پر شوہر کو حق نہیں ہے کہ وہ پیسے کو ہاتھ لگائے حالانکہ یہ حکم ہے کہ پیسے کو کسی قانونی طریقے سے بچوں کو بالغ ہونے تک ادا نیگی کروادے؟

جواب: بیوی کی چھوڑی ہوئی دولت میں سے جو حصہ بچوں کو پہنچے وہ بچوں کے والد کی تحویل میں رہے گا اور وہی ان کی ضروریات پر خرچ کرنے کا مجاز ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۶)

مرحوم شوہر کا ترکہ الگ رہنے والی بیوی کو کتنا ملے گا؟ نیز عدت کتنی ہوگی؟

سوال: میرے شوہر کا انتقال ہو گیا، ہم دونوں کافی عرصے الگ رہے، یہ اپنے والدین کے پاس رہتے تھے جن کا انتقال ہو چکا ہے اور میں اپنی بوڑھی والدہ کے ساتھ۔ انتقال کے وقت میں اس کے گھر گئی اور بعد میں اپنی والدہ کے گھر ۴۰ دن عدت گزارے میرا ذریعہ معاش نوکری ہے اور چھٹی لی تھی، کیا عدت ہوگی؟

جواب: شوہر کی وفات کی عدت چار مہینے دس دن ہے اور یہ عدت اس عورت پر بھی لازم ہے جو شوہر سے الگ رہتی ہو۔ آپ پر چار مہینے دس دن کی عدت لازم تھی۔

اپنی شادی خود کر نیوالی بیٹیوں کا باپ کی وراثت میں حصہ

سوال: میرے ایک رشتہ دار کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ بیٹیوں میں سے ایک بیٹی نے باپ کی زندگی میں اپنی مرضی سے شادی کی اور ایک نے باپ کے انتقال کے بعد شادی اپنی مرضی سے کی کیونکہ اب باپ کا انتقال ہو چکا ہے اور بھائیوں میں سے بڑا بھائی اپنے باپ کی جائیداد کا وارث بن بیٹھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جن دو بہنوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے ان کا باپ کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ جن دو بیٹیوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے اور وہ دونوں باپ کی حقیقی بیٹیاں ہیں، کیا ان دونوں بیٹیوں کا اپنے باپ کی وراثت میں اسلام کی رو سے حصہ ہوتا ہے؟

جواب: جن بیٹیوں نے اپنی مرضی کی شادیاں کیں ان کا بھی اپنے باپ کی جائیداد میں دوسری بہنوں کے برابر حصہ ہے۔ بڑے بھائی کا جائیداد پر قابض ہو جانا حرام اور ناجائز ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنے باپ کی جائیداد کو دس حصوں میں تقسیم کرے دو دوحصے بھائیوں کو دیئے جائیں اور ایک ایک بہنوں کو۔ واللہ اعلم (آپ کے مسائل جلد ۶)

مطلقہ کی میراث کا حکم

سوال: اگر عدت کے دوران مطلقہ کے خاوند کا انتقال ہو جائے تو کیا مطلقہ معتدۃ کو خاوند کی جائیداد میں ارث کا حق مل سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر عورت کے مطالبہ پر خاوند نے طلاق دی ہو تو ایسی حالت میں مطلقہ حق وراثت سے محروم رہے گی اس کے علاوہ چونکہ معتدۃ خاوند کے نکاح میں پابند رہتی ہے اس لیے اس کو میراث سے حصہ ملے گا۔ اگرچہ عورت مطلقہ مغلطہ ہی کیوں نہ ہو۔

لما فی الہندیۃ: الرجل اذا طلق امرأته طلاق رجعیاً فی حال صحته او فی حال مرضه برضاها او بغير رضاها ثم مات وہی فی العدة فانہما یتوارثان ولو طلقها طلاقاً بائناً او ثلاثاً ثم مات وہی فی العدة فکذلک عندنا ترث. الخ (الفتاویٰ الہندیۃ ج ۱ ص ۲۶۲ الباب الخامس فی طلاق المریض)

(قال العلامة عالم بن العلاء الانصاری: اذا طلق المریض امرأته طلاقاً رجعیاً ورثت مادامت فی العدة وفیہ. ولو طلقها بائناً او ثلاثاً ثم مات وہی فی العدة فکذلک عندنا ترث. (الفتاویٰ التاتاریخانیۃ ج ۳ ص ۵۷۷ الفصل العشرون فی طلاق المریض، کتاب الطلاق) ومثله فی رد المحتار ج ۲ ص ۵۶۷ باب طلاق المریض) (فتاویٰ حقانیہ ج ۳ ص ۵۸۱)

(۱) صرف لڑکیاں ہوں تو بھائی بہن کو ترکہ میں استحقاق ہو گا یا نہیں؟

(۲) اپنی زندگی میں اولاد کو جائیداد کا حصہ؟

سوال: ہم تین بھائی اور دو بہنیں ہیں باپ کی ملکیت کا مکمل ہٹوارہ ہو چکا ہے رہن بہن بھی الگ الگ ہے منشاء سوال یہ ہے کہ میری چھ لڑکیاں ہیں لڑکے تین ہیں تو کیا میرے مال میں سے میرے بھائی اور بہنوں کو بھی ورثہ ملے گا اور ملے گا تو کتنا؟

(۲) میں اپنی حیاتی میں اپنی لڑکیوں کو اپنی ملکیت بخشش کر سکتا ہوں یا نہیں؟ اگر کر سکتا ہوں

تو کس طریقہ سے؟

جواب: عورت (بیوی) ہو تو آٹھویں حصہ کی وہ حق دار ہے اور لڑکیاں چھ ہیں وہ آپ کے ترکہ میں سے دوثلث ۲/۳ کی حق دار ہیں۔ آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں اس کے بعد جو بچے اس کا اس کے بھائی بہن حق دار ہونگے اور للذکر مثل حظ لائشیں کے اصول پر بھائی کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ (یعنی) ایک بھائی کو دو بہنوں کے برابر ملے گا یہ حکم آپ کی وفات کے بعد کا ہے بھائی بہن شرعاً وارث ہے۔

آپ اپنی زندگی میں کیوں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اپنی زندگی میں صرف اپنی بیوی اور لڑکیوں کو دیں گے اور جو کچھ دینا ہو اس پر قبضہ بھی کر ادیں تو قانوناً اگر چہ لڑکیاں اور بیوی مالک بن جائیں گی مگر بھائی بہن محروم ہوں گے اور ان کو محروم کرنے کا گناہ ہوگا۔ اگر آپ اپنے کو گناہ سے بچانا چاہتے ہوں اور زندگی میں تقسیم کرنا ضروری ہو تو بہتر صورت یہ ہے کہ پہلے آپ اپنے لیے بقدر ضرورت الگ نکال لیجئے کہ آئندہ آپ کو دوسروں کا محتاج ہونا نہ پڑے بعد بیوی کو آٹھواں حصہ چھ لڑکیوں کو کل مال کے دو حصے اور اس کے بعد جو بچے اوپر بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق بھائی کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ دیا جائے انشاء اللہ اس صورت میں ہر ایک کو اپنا حق مل جائے گا اور کوئی محروم نہ رہے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

زندگی میں اپنی لڑکیوں کو جائیداد تقسیم کر دینا

سوال: میری صرف لڑکیاں ہیں بھائی بہن صاحب مال ہیں اور ایک دوسرے کی وراثت کی تمنا نہیں رکھتے اس حال میں بھی کیا میرے بھائی بہنوں کو ترکہ میں سے دیا جائے گا؟ اگر میرے بھائی بہن راضی ہوں تو میں اپنی لڑکیوں کو اپنی جائیداد وغیرہ بطور ہبہ دے سکتا ہوں؟ رہنمائی فرمائیں !!!

جواب: انتقال کے بعد ترکہ تقسیم شرعی حکم ہے جو بھی شرعاً وارث ہو شریعت کے قانون کے مطابق اسے اس کا حق ملتا ہے وہ مالدار ہو یا غریب تقسیم وراثت اپنی مرضی کی چیز نہیں کہ جسے چاہیں دے دے اور جسے چاہیں نہ دیں اور جو شرعی وارث ہے اسے بھی یہ حق نہیں کہ اپنا حصہ نہ لے بلکہ شرعاً اسے اس کا حصہ ملے گا ہاں لینے کے بعد اسے حق حاصل ہے کہ جسے چاہے بخشش کے طور پر دے دے اور اپنی زندگی میں جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ترکہ کی تقسیم بالفاظ دیگر تقسیم وراثت نہیں۔ یہ ہبہ اور بخشش ہے اور انسان کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے یہ حق ہے کہ اپنے مال میں جو چاہے تصرف کرے لیکن اگر وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے اپنا

مال کسی کو دے دے تو نیت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور اگر وارثوں کو محروم کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ ہی دل سے اس پر راضی ہوں اور محض اس خیال سے کہ میرے انتقال کے بعد لڑکیاں پریشان نہ ہوں اپنی زندگی میں بخشش کر کے قبضہ دے کر مالک و مختار بنادے تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

بہن کو حق نہ دیا جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ترکہ تقسیم کرنے کے بارے میں بھائی کی نیت خراب ہے، یعنی باپ کے ترکہ میں سے بہنوں کا حق دینے کے لیے بھائی راضی نہیں ہے تو اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: میراث کی تقسیم کے بارے میں شرعی حکم نہ ماننا اور لڑکیوں کو ان کے حق سے محروم کرنا اور ان کو ان کا حق نہ دینا بہت سخت گناہ کا کام ہے بلکہ حد کفر تک پہنچ جانے کا اندیشہ ہے۔ خدائے پاک نے اپنے کلام پاک میں وراثت کے قانون و قواعد بیان کرنے کے بعد صریح الفاظ میں فرمایا: ”وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يَدْخُلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ“ (یعنی اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقررہ حدود سے تجاوز کرے گا تو اس کو جہنم میں ڈال دے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔) (سورہ نساء) لہذا صورت مسئلہ میں بہنوں کو ان کا حق دینا ضروری ہے انکار کرنا رسم کفار کی اتباع ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ ص ۲۵۳۔

میراث سے متعلق چند سوالات

سوال..... زید صاحب رشد و ہدایت فوت ہوا اس کے دو لڑکے (عمر و بالغ اور خالد نابالغ تھے) اور چار لڑکیاں تین بالغ اور ایک نابالغ اور دو زوجہ تھیں زید نے وفات سے چند روز پہلے قرضہ تحریر کرایا جو بچپن سو ہوا۔ ان میں سے دو سو اٹھارہ روپے متوفی نے خود ادا کر دیئے اور باقی روپے کی نسبت بڑے عمرو سے کہا کہ تجھیں و تکفین کے بعد پہلے میرا قرضہ ادا کرنا پھر دوسرے کام کرنا اور ایک ہزار میری قبر پر لگانا اور کہا کہ میں نے ہر ایک وارث کا حصہ ادا کر کے راضی کیا ہے محافظ مال ہندہ (غیر وارث) سے کہا کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ عمرو کو دے دینا کہ اس کا حصہ ہے اور پانچ سو روپے جو شادی سے متعلق ہیں وہ بھی دے دینا پھر عمرو سے کہا کہ تو بھی اپنی طرف سے سو روپے دختر ہندہ کو دے دینا اور اپنے چھوٹے بھائی کی تعلیم و تربیت کرنا مگر اراضی، مکانات، زیورات، پشمینہ کپڑے یا برتن مسی کسی وارث کے پاس تھے ان کی نسبت کچھ نہ کہا مگر حویلی، الگ

الگ ورثاء کو دے رکھی تھی اور کچھ حصے میں وہ محافظ مال رہتی تھی جب محافظ بیت اللہ کو چلے گئے تو وہ مکان عمرو کے قبضے میں آ گئے اور زید نے عمرو کو انتقال سے کچھ پہلے حکم دیا کہ دروازوں کا قفل لگا دو کہ قبضہ متحقق ہو جائے اور توشے خانے پر جہاں محافظ تھے اس کا قفل لگ گیا تو مال غبن باہر نہ جاسکے گا عمر نے قفل لگا دیئے مگر جس میں زید بیمار تھا اس کو قفل نہ لگ سکا زید کا انتقال ہو گیا تو عمرو تکلفین وغیرہ میں لگ گیا اور محافظ مال کا داؤ لگ گیا اور سب مال ایسی ایسی جگہ رکھ دیا کہ جہاں عمرو کا زور نہ تھا دو چار دن بعد عمرو نے محافظ سے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ ہندہ نے کہا کہ میرے پاس وہی آٹھ سو روپیہ ہے عمرو نے کہا وہی لے آؤ وہ لائی تو عمرو نے حسب وصیت سو روپے اس کو دیئے محافظ نے ان روپوں اور برتنوں کے علاوہ عمرو کو کچھ نہ دیا اور خود بیت اللہ کو چلی گئی اور وہیں مر گئی اور عمرو نے حسب وصیت تمام قرضہ ادا کیا بعد ازاں ورثاء سے کہا کہ جائیداد کا کچھ حصہ لے چکے ہو اب جو جائیداد زید نے تقسیم نہیں کی تھی اور حسب حصہ لے لو اور موافق حصے کے قرضہ دو سب نے کہا کہ نہ ہم حصہ لیتے نہ قرضہ دیتے۔

عمرو نے حسب وصیت خانقاہ کی تعمیر شروع کی اسی دوران حویلی کی جانب شمال میں آگ لگ گئی تو عمرو نے چاہا کہ تعمیر کرا دے تب والدہ خالدہ اور ننھیالی مانع آئے کہ ہم پیسہ نہیں دے سکتے اپنا حصہ خواہ بنا لور دو قدح کے بعد تعمیر کی اجازت ہوئی تو عمرو نے تعویذ اور ہدایا وغیرہ کی آمدنی سے وہ تیار کی۔

اور عمرو نے اپنی مذکورہ آمدنی سے کچھ اراضیات خرید کی ہیں اور بعض مریدین نے ہبہ کی ہیں اور بعض لوگوں نے زید کو زمینیں ہبہ کی تھیں مگر قبضہ و کاغذات مکمل نہ ہوا تھا عمرو نے ان کو بھی اپنے قبضہ میں لیا اسی طرح مویشی کپڑا برتن اور مکانات زید نے تیار کئے ہیں اور سرکار کی طرف سے وہ معافیات جو زید کے وقت تھیں اور زید کے انتقال کے وقت بسبب قید دین حیات ضبط ہو گئی تھیں عمرو کے نام پھر واگذار ہوئی ہیں بلکہ بعض جدید اس کے نام ہوئی ہیں مگر کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کل اس کے لئے ہیں جو زید کا جانشین ہو اس سال ورثاء میں تقسیم کی کچھ بات چلی ہے فریقین کو فیصلہ شرعی منظور ہے لہذا ان امور کا جواب تحریر فرمائیں۔

۱۔ جو اراضیات اور پارچے وغیرہ عمرو کو ہبہ یا رہن مریدین یا غیر مریدین سے حاصل ہوئے ہیں ان میں باقی ورثاء شریک ہیں یا نہیں؟

جواب..... زید کے ورثہ زید کے ترکے سے حصہ پاسکتے ہیں اور ترکہ وہ مال ہے جو میت بوقت موت اپنی ملک میں چھوڑے پس جو چیزیں خاص عمرو کی ملک میں آئی ہیں ان

میں ورثاء زید کا حق نہیں ہو سکتا ہے۔

۲۔ حویلی جس طرح زید نے ہر وارث کو دے رکھی تھی اسی طرح وئی چاہئے یا دوبارہ تقسیم ہو۔

جواب..... حویلی جو زید نے تقسیم کر کے ہر ایک کا قبضہ کر دیا تھا وہ ہر وارث کی ملک ہو گیا

پس ترکہ نہ رہا اور اس کی جدید تقسیم نہیں ہو سکتی وہ ہی تقسیم بحال رہے گی۔

۲۔ بڑی حویلی سے متصل چھوٹی حویلی جو زید نے زمین مشترک میں تیار کرائی ہے کس طرح تقسیم ہو؟

جواب..... زمین مشترک میں شرکاء کی اجازت کے بغیر اگر کچھ تعمیر کرے تو وہ بنائے خاص

اسکی ہوتی ہے اور زمین مشترک رہتی ہے اور اجازت دینے کی صورت میں بھی حق رجوع ہوتا ہے۔

۵۔ مریدین کا اپنے پیر کی اولاد کی جو خدمت کرتے ہیں اور تعویذ وغیرہ کی آمدنی اور دیگر

اشخاص جو خدمت کرتے ہیں شرع اس میں کیا مقرر کرتی ہے؟

جواب..... مریدین کا اپنے پیر زادوں کی خدمت اور ایسے ہی دوسرے لوگوں کا سجادہ نشین

کی خدمت کرنا یہ ہبہ واجرت کے حکم میں ہے پس کرنے والا جس کو دے گا وہ اسی کی ملک ہوگا

دوسرے شخص کا اس میں کچھ حق نہیں۔

۶۔ جو کچھ جائیداد زیورات وغیرہ موت زید کے وقت سے وارثوں کے قبضے میں ہیں لیکن

ہبہ قطعی کی اطلاع نہیں ہے اسی کی ہے یا تقسیم ہونی چاہئے؟

جواب..... زید نے جو چیز ہبہ کر کے قبضہ کر دیا وہ اسی کی ہوگی ترکہ سے خارج رہے گی اور

اس کے علاوہ تقسیم میں داخل ہوگی۔

۷۔ کتب اور فرش اور حمام اور باغ تقسیم ہونے چاہئیں یا نہیں؟

جواب..... ان سب چیزوں کی تقسیم ہوگی اس وجہ سے کہ یہ سب ترکے میں داخل ہیں۔

۸۔ جو باغات اور کنویں وغیرہ جو عمرو نے زمین مشترک میں بنوائے ہیں ان کی تقسیم کس

طرح ہونی چاہئے؟

سوال..... زمین مشترک کی قسمت باعتبار قیمت کے ہوگی اور درخت وغیرہ عمرو کے ہوں

گے اگر اس نے اپنے مال خاص سے نصب کئے ہیں۔

۹۔ معافیات جو فقراء کے مصارف کے واسطے ہے متعلق مکان وئی چاہئے یا تقسیم ہونی چاہئے؟

جواب..... زید کے مرنے کے بعد جو معافیات ضبط ہو گئی تھیں اور پھر عمرو کے نام عطا ہوئی ہیں ان میں اور ایسے ہی ان معافیات میں جو ابتداء عمرو کو عطا ہوئی ہیں تقسیم نہیں ہوگی عطائے سرکاری اسی شخص کی ہوتی ہے جس کے نام پر مقرر ہو۔

۱۔ جو زمین زید کو ناقص ہبہ کے ذریعے ملی تھیں اور تکمیل کاغذات اور قبضہ عمرو نے کیا ہے کیا ان کی بھی تقسیم ہونی چاہئے؟

جواب..... جو زمین زید کو ایام حیات میں کسی نے ہبہ کی تھیں مگر قبضہ نہیں ہوا تھا وہ ملک زید میں نہیں آتی اس وجہ سے کہ ہبہ بدون قبضہ مفید ملک نہیں ہوتا پس وہ ترکے سے خارج رہے گی۔

۱۱۔ مرد دیوان خانہ مسافرین کے برتن کی تقسیم ہونی چاہئے یا نہیں؟

۱۲۔ حویلی خام زید نے جو مسافروں کے لئے بنوائی تھی تقسیم ہونی چاہئے یا نہیں؟

جواب..... جو چیز ان میں سے زید نے بطور وقف قائم رکھی ہیں ان میں تقسیم جاری نہ ہوگی ۱۳۔ جو چیز اولاد عمرو کو ہبہ ہوئی ہیں یا انہوں نے خرید کی ہیں اس سے عمرو کو یا دیگر ورثاء کو کوئی تعلق ہے یا نہیں؟

جواب..... ایسی چیزوں میں عمرو کو اور زید کے دوسرے ورثاء کو کچھ تعلق نہیں وہ چیزیں انہیں کی ہیں جن کی ملک میں بذریعہ کسی سبب کے داخل ہوئی ہیں

۱۴۔ ورثاء کے اقرار کے مطابق کہ نہ ہم حصہ لیتے ہیں اور نہ قرض دیتے ہیں اور اس جائیداد سے لادعویٰ ہیں یا نہیں اور قول عمرو کا کہ کل کو میں غریب ہو گیا اور تم مال دار تو پھر یہ نہیں ہوگا کہ تم قرضہ کارو پیہ دو اور خواستگار حصے کے ہوان کے عدم استحقاق میں موثر ہے یا نہیں؟

جواب..... ورثاء کا یہ اقرار ان کے حق کو باطل نہ کرے گا اور ان کو حصوں کے دعوے کا حق پہنچتا ہے مگر جب وہ حصہ لے لیں گے تو قرضہ بھی حصوں کے موافق ہوگا اور جو قرضہ عمرو نے ادا کیا ہے وہ ان پر بقدر حصص کے عود کرے گا۔ (فتاویٰ عبدالحی ج ۲ ص ۳۹۴)

توریت ذوی الارحام کی ایک صورت

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سوندھے خان کا انتقال ہوا اس کا ترکہ اس کے بیٹے فرض اللہ خان کو ملا پھر فرض اللہ خان کا انتقال ہوا اس کا ترکہ اس کے فرزند مقصود علی

خان و صادق علی خان کو ملا۔ مقصود علی خان نے لا ولد انتقال کیا صادق علی خان نے ایک دختر چھوڑی جس کا نام رقیقہ ہے یہ دختر نابالغ فوت ہوگئی اس نے کچھ نہیں چھوڑا دختر کا صرف ایک ماموں زندہ ہے جو اس کے ترکہ کا حقدار بننا چاہتا ہے اور میں مسمی عطا محمد خان اس کا پھوپھی زاد بھائی ہوں مجھے اس ترکہ میں سے کچھ حصہ پہنچتا ہے یا نہیں اور کل ترکہ کا حقدار کون ہوگا۔

جواب..... صورت مسئلہ میں اگر مسماۃ رقیقہ کا کوئی عصبہ قریب یا بعید زندہ نہیں اور یہ جب معلوم ہو سکتا ہے کہ مسماۃ رقیقہ کے باپ دادا پردادا وغیرہ کی اولاد کو ادھر تک خوب تفتیش کر لیا جاوے تو اس وقت بھی اگر کوئی عصبہ نہ ملے اور صرف ماموں اور پھوپھی زاد بھائی ہی وارث ہوں تو کل ترکہ کا مستحق ماموں ہوگا اگر وہ ماموں حقیقی ہے کیونکہ اس کی قرابت قریب ہے وہ میت کی ماں کا بھائی ہے اور پھوپھی زاد بھائی باپ کی بہن کا لڑکا ہے اس کی قرابت بعید ہوگئی ماموں ذوی الارحام کی قسم رابع میں نمبر اول ہے اور پھوپھی زاد بھائی نمبر دوم ہے اور نمبر اول کے سامنے نمبر دوم محروم رہتے ہیں۔ واللہ اعلم

تمتہ سوال بالا

مسماۃ مذکورہ کی پھوپھی اور چچی حقیقی بھی زندہ ہے اور ماموں بھی حقیقی ہے اب یہ تحریر کیجئے کہ ان دونوں میں سے کسی کو حق پہنچتا ہے یا نہیں اور پھوپھی حق لینا چاہتی ہے اور چچی یہاں موجود نہیں صرف پھوپھی کے متعلق تحریر فرما دیجئے۔

جواب..... اس صورت میں مسماۃ مذکورہ کا ترکہ تین سہام میں کر کے دو سہام پھوپھی کو اور ایک حصہ ماموں کو ملے گا اور چچی کو محض چچا کی بیوی ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں مل سکتا ہاں اگر اس کو مسماۃ مرحومہ کے ساتھ خود بھی کچھ قرابت ہو تو اس کو بیان کر کے سوال دوبارہ کریں۔ واللہ اعلم۔

(امداد الاحکام ج ۴ ص ۶۰۱)

۱۔ مفقود کو کسی سے ترکہ ملے اس کا کیا حکم ہے؟

۲۔ مفقود کے ذاتی مال کا کیا حکم ہے؟

سوال: ایک عورت کا انتقال ہو گیا ہے اس کی کوئی اولاد نہیں ہے شوہر کا انتقال اس کی زندگی میں ہو گیا والدین میں سے بھی کوئی نہیں صرف اس کے چار بھائی ہیں اور ان میں سے ایک بھائی لاپتہ ہے تو مرحومہ کا ترکہ پورا جو بھائی موجود ہیں ان میں تقسیم کیا جائے یا لاپتہ بھائی کا بھی اس میں حق ہے؟ اگر اس کا حق لگتا ہو تو جو اس کے حصہ میں آئے اس کا کیا کیا جائے؟ کیا اس کے

وارثوں کو دے دیں؟

نیز یہ بھی دریافت طلب ہے کہ جو بھائی لاپتہ ہے اس کا اپنا ذاتی مال و ملکیت ہے کیا اس کی ملکیت اس کے وارثوں میں تقسیم کر دی جائے؟ اس کا ایک لڑکا ایک لڑکی اور ایک بیوی ہے مدلل و مفصل واضح جواب عنایت فرمائیں؟ بینواتو جروا

جواب: اس مرحومہ عورت کے صرف چار بھائی ہی ہوں ان کے علاوہ اور کوئی نہ ہو تو مرحومہ کے ترکہ کے چار حصے ہوں گے اور ہر بھائی کو ایک ایک حصہ ملے گا۔

مرحومہ کا ایک بھائی مفقود (لاپتہ) ہے اس کے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ اس کو اس وقت تک زندہ مانا جائے گا جب تک اس کے ہم عمر زندہ ہیں۔ جب اس کے ہم عمر مرجائیں تب اس کو متوفی اور مردہ سمجھا جائے گا اور نوے ۹۰ سال کی عمر ایسی مانی گئی ہے کہ اس کے ہم عمر عموماً اتنی مدت میں انتقال کر جاتے ہیں۔ (ہاں بعض صورتوں میں جیسے کہ جنگ میں گم ہو گیا ہو یا بی بی یا کینسر وغیرہ مرض مہلک میں غائب ہو گیا ہو یا دریا میں کام کرتے ہوئے لاپتہ ہو گیا ہو اور شرعی قاضی کو یا اس کے قائم مقام شرعی پنچایت کو اس کی موت کا غالب گمان ہو جائے تو وہ موت کا حکم دے سکتا ہے یا شہادت شرعیہ سے اس کی موت کا ثبوت ہو جائے تو اس کو مردہ تسلیم کیا جائے گا۔)

مفقود کا اپنا ذاتی مال و جائیداد ہے اس کو محفوظ رکھا جاتا ہے جب اس کی موت کا حکم لگایا جائے گا اس وقت اس کے جو وارث زندہ ہوں گے ان میں وہ مال شرعی طور پر تقسیم کیا جائے گا اس کی موت کے حکم سے پہلے جن کا انتقال ہو گیا ہو محروم ہوں گے یہ تو خود اس کے ذاتی مال کا حکم ہے۔

اور دوسروں سے اس کو جو مال بطور وراثت ملتا ہے وہ بطور امانت محفوظ رکھا جائے۔ اگر وہ آجائے تو وہ مال اس کو سپرد کر دیا جائے اور اگر واپس نہ آئے تو جب مندرجہ بالا اصول کے مطابق اس کی موت کا حکم لگایا جائے اس وقت وہ مال جو بطور امانت محفوظ رکھا تھا جس مورث سے اس کو وہ مال ملا تھا وہ مال اسی مورث کے وارثوں میں تقسیم کیا جائے۔ (مفقود کے وارثوں میں تقسیم نہ کیا جائے) لیکن اس وقت کے وارثوں کا اعتبار نہیں بلکہ ان وارثوں پر لوٹایا جائے جو مورث کے انتقال کے وقت موجود تھے ان وارثوں میں جو زندہ ہوں گے وہ خود اس مال کو لیں گے اور جو انتقال کر گئے ہوں وہ حصہ ان کے وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ (سراجی و مفید الورثین وغیرہ)

صورت مسئلہ میں مفقود کو اپنی بہن سے جو ایک حصہ ملا ہے وہ کسی امانت دار کے پاس محفوظ رکھا جائے اگر وہ آجائے تو اس کو وہ حصہ دے دیا جائے اور اگر نہ آئے تو جس وقت اس کی موت کا حکم لگایا جائے یہ ایک حصہ اس کی مرحومہ بہن کے جو تین بھائی اس کے انتقال کے وقت زندہ تھے ان میں مساوی طور پر تقسیم کر دیا جائے۔ اگر ان میں سے کسی بھائی کا انتقال ہو جائے تو اس کے حصہ میں جو مال آتا ہے وہ اس کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

اور جو مفقود کا ذاتی مال ہے اس کو بھی محفوظ رکھا جائے وارثوں میں تقسیم نہ کیا جائے۔ جب اس کی موت کا حکم لگایا جائے اس وقت اگر یہ وارث یعنی بیوی لڑکا لڑکی زندہ ہوں تو مفقود کے ترکہ کے چوبیس ۲۴ سهام ہوں گے۔ آٹھ سهام بیوی کو چودہ سهام لڑکے کو سات سهام لڑکی کو ملیں گے اور اگر ان میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو جو زندہ ہوں گے ان میں مفقود کا ترکہ تقسیم ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۱۰ ص ۲۷۳۔

وصیت

وصیت کی تعریف، نیز وصیت کس کو کی جاتی ہے؟

سوال: وصیت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا موصی یہ وصیت ہر اس شخص کو کر سکتا ہے جو خاندان کا فرد ہو اور موصی کی وصیت پر عملدرآمد کر سکتے یا وصیت اولاد ہی کو کی جاسکتی ہے؟

جواب: وصی ہر اس شخص کو بنایا جاسکتا ہے جو نیک دیندار اور شرعی مسائل سے واقف ہو۔ خاندان کا فرد ہو یا نہ ہو۔

سرپرست کی شرعی حیثیت

سوال: ایک سرپرست کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ مثال کے طور پر زید ایک مطلقہ عورت سے شادی کرے اور وہ خاتون ایک ڈیڑھ سالہ بچہ بھی اپنے سابقہ شوہر کا ساتھ لائے تو ایسے بچے کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا یہ بچی اپنی والدیت میں اپنے اصلی باپ کی جگہ اس سرپرست کا نام استعمال کر سکتا ہے؟ جواب سے مستفید فرمائیں !!!

جواب: سویتلا باپ اعزاز و اکرام کا مستحق ہے اور بچے پر شفقت بھی ضرور باپ ہی کی طرح کرنی

چاہیے لیکن نسب کی نسبت حقیقی باپ کے بجائے اس کی طرف کرنا صحیح نہیں۔ (آپ کے مسائل جلد ۶)

بہنوں کے ہوتے ہوئے مرحوم کا صرف

اپنے بھائی کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں

سوال: ایک نیک آدمی جو گورنمنٹ ملازم تھا نو ماہ کی بیماری کے بعد انتقال کر گیا۔ اس نے شادی نہیں کی تھی اور والدین کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس کا صرف ایک بھائی ہے اور چار بہنیں ہیں جس میں سے تین بہنیں شادی شدہ ہیں اور ایک بہن کی شادی نہیں ہو سکی۔ مرنے سے پہلے اس آدمی نے اپنی زمین اور دفتر سے واجبات کی ادائیگی کے لیے بھائی کو نامزد کیا ہے۔ زبانی بھی سب بہنوں کے سامنے کیا اور لکھ کر بھی دیا کہ میری ہر چیز کا مالک میرا چھوٹا بھائی ہے۔ اب آپ سے فقہ کی روشنی میں یہ پوچھنا ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے مرنے والے کی پنشن اور دیگر واجبات مل جائیں تو صرف بھائی اس کا حق دار ہوگا یا بہنوں کو بھی حصہ دیا جائے گا؟ جب کہ مرنے والے نے صرف بھائی کو ہی نامزد کیا ہے اور کہا ہے کہ میری ہر چیز کا مالک میرا بھائی ہے؟

جواب: مرحوم کی وصیت غلط ہے، بہنیں بھی حصہ دار ہوں گی۔ مرحوم کے ترکہ کے (جس میں واجبات وغیرہ بھی شامل ہیں) چھ حصے ہوں گے دو بھائی کے اور ایک ایک چاروں بہنوں کا۔

کمپنی کی طرف سے مرحوم کو دیئے جانے والے واجبات کا مسئلہ

سوال: فقہ کی روشنی میں کیا حکومت اور مرنے والے کے دفتر والوں کو اس کی پنشن اور دیگر واجبات جو کہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ بنتے ہیں اس کے نامزد کردہ بھائی یا بہنوں کو ادا کرنے چاہئیں؟ جب کہ اس کی بیوی بچے نہیں ہیں اور والدین بھی نہیں یا یہ رقم دفتر والے خود رکھ لیں؟ کیونکہ دفتر والوں نے اس رقم کی ادائیگی سے نامزد کردہ حقیقی بھائی اور بہنوں کو انکار کر دیا ہے یہ کہہ کر کہ مرنے والے کے بیوی بچے نہیں ہیں اور والدین بھی نہیں ہیں جب کہ فقہ کی روشنی میں اگر سگے بھائی بہن موجود نہ ہوں تو حق دار اور وارث بھیتے اور بھانجے ہوتے ہیں؟

جواب: پنشن اور دیگر واجبات میں حکومت کا متعلقہ قانون لائق اعتبار ہے۔ اگر قانون یہی ہے کہ جب مرنے والے کے والدین اور بیوی بچے نہ ہوں تو کسی دوسرے عزیز کو پنشن اور دیگر واجبات نہیں دیئے جائیں گے تو دفتر والوں کی بات صحیح ہے ورنہ غلط ہے۔ (آپ کے مسائل جلد ۶)

جائیداد تقسیم کرنے کا طریقہ

سوال: مرحوم کی جائیداد تقسیم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ یعنی سب سے پہلے کسے دیں کیا دیں؟

جواب: مرحوم نے بوقت انتقال اپنی ملکیت میں جو کچھ بڑا چھوٹا ساز و سامان منقولہ وغیرہ منقولہ جائیداد دکان مکان پلاٹ نقدی سونا چاندی زیورات کپڑے برتن غرض یہ کہ جو کچھ بھی چھوڑا مرحوم کا ترکہ ہے جس میں سب سے پہلے مرحوم کی تجہیز و تکفین کے متوسط مصارف (سنت کے مطابق) نکالے جائیں۔ اس کے بعد مرحوم پر کوئی قرضہ ہو تو اس کو ادا کیا جائے اور اگر بیوی کا مہر ادا نہیں کیا تھا اور بیوی نے معاف بھی نہیں کیا تھا تو اس کو بھی ادا کیا جائے کیونکہ یہ بھی قرضہ ہے اس کے بعد مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی تھی تو باقی ماندہ ترکہ میں سے ایک تہائی کی حد تک اس پر عمل کیا جائے اس کے بعد ذوی الفروض کے حصے دیئے جائیں پھر دوسروں کے اور عصابات کے حصے دیئے جائیں۔ (مخلص) (آپ کے مسائل جلد ۶)

ترغیب وصیت

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو یہ حق نہیں کہ کسی چیز کی وصیت کرنا اس پر ضروری ہو۔ پھر وہ دوراتیں بھی اس طرح گزارے کہ اس کے پاس اس کی لکھی ہوئی وصیت نہ ہو۔
(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص وصیت کر کے مرا وہ صراط مستقیم اور طریق سنت پر مرا اور تقویٰ اور شہادت پر مرا اور مغفرت کی حالت پر مرا۔
(۳) تیسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بے شک مرد و عورت ساٹھ سال تک اللہ کی اطاعت کرتے ہیں پھر ان کی موت قریب آ جاتی ہے۔ پس وہ وارث کو نقصان دینے کے لیے وصیت کرتے ہیں۔ پس واجب ہوتی ہے ان کے لیے آگ۔ (ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منکہ..... ولد..... قوم..... عمر..... مسلک..... پیشہ..... سکونت..... شناختی کارڈ نمبر.....
بقائگی حواس بغیر جبر و ترغیب کسی کے وصیت لکھتا ہوں کہ اللہ پاک کی ذات و صفات اور افعال میں خاصان خدا شریک نہیں۔ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ ان کے یار ازواج و آل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عزت کرتا ہوں۔ رسومات شرک و بدعات سے نفرت کرتا ہوں اور مرزائیوں کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں اور اپنے ورثاء کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے ذمہ جو اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق واجب ہیں حسب حکم شریعت ان کی ادائیگی کریں جن کی تفصیل آگے درج ہے۔ (دستخط وصیت کنندہ)

بقایا عبادات مع فدیہ

سیر من

| | | | |
|-------------------|-------|-----------|--|
| قضا نمازیں مع وتر | تعداد | | |
| فدیہ گندم | | | |
| قضا روزے فرض | تعداد | | |
| فدیہ گندم | | | |
| سجدہ تلاوت | تعداد | فدیہ گندم | |
| صدقہ فطر | تعداد | فدیہ گندم | |
| گندم | میزان | | |

فی فدیہ ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک احتیاطاً ۲ سیر گندم فدیہ کی گندم، صدقہ فطر اور قربانی وغیرہ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو بوقت اداء کے ہو..... یہی حال حج کے خرچہ کا ہے۔

تفصیل

روپیہ پیسہ

| | | | |
|--|----|--|--|
| قیمت گندم فی من | کل | | |
| قیمت گندم | | | |
| زکوٰۃ واجب الادا | کل | | |
| قیمت رقم | | | |
| قضاء قربانی جتنے سال نہ کی ہو موجودہ قیمت قربانی ہر سال | | | |
| کل میزان | | | |
| حج فرض اگر ذمہ ہے تو حج بدل کرانے کا موجودہ خرچہ اندازاً | | | |
| دیگر اگر کچھ ذمہ ہو | | | |

فدیہ عبادات کی رقم کل میزان

مسئلہ: اگر نمازوں اور روزوں کا فدیہ اور حج کا خرچ ۳۱ مال سے زائد ہو جائے تو ادا کرنا وارثوں پر واجب نہیں سب کی اجازت ہو تو درست ہے۔ مگر نابالغ کی اجازت کا اعتبار نہیں۔ (بہشتی زیور)
 اگر غریب ہو تو جہاں سے حج بدل کرانے کا خرچہ پورا ہو وہاں سے کرا لے۔
 نوٹ: اگر وصیت کنندہ صحت مند ہے تو ہمت کر کے نمازیں روزے خود پورے کرے ورنہ وصیت واجب ہے۔

قرضہ واجب الوصول مع امانت

قرضہ واجب الادا مع امانت

| تفصیل مع نام و پتہ قرض خواہ | پیسہ | روپیہ | تفصیل مع نام و پتہ مقروض | پیسہ | روپیہ |
|-----------------------------|------|-------|--------------------------|------|-------|
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |
| | | | | | |

میزان

میزان

| تفصیل جائیداد | نمبر خسرہ | مقام | مالیت | روپیہ |
|---------------|-----------|------|-------------|-------|
| | | | | |
| | | | | |
| | | | | |
| | | | میزان مالیت | |

| تفصیل ترکہ سامان وغیرہ میت | مالیت | میزان ہائے تخمینہ بدمیت | روپیہ |
|----------------------------|-------|-------------------------|-------|
| | روپیہ | | |
| | | فدیہ عبادات وغیرہ میزان | |

| | | | |
|--|------------------------------------|--|-------|
| | | | |
| | قرضہ واجب الادا یا امانتیں | | |
| | میزان | | |
| | کل میزان | | |
| | میزان مالیت ترکہ جائیداد | | |
| | قیمت سامان وغیرہ میزان | | |
| | | | |
| | قرضہ یا امانتیں قابل وصول میزان | | |
| | میزان کل مالیت ترکہ میت | | |
| | | | |
| | انداز ابقایا قرض میزان | | |
| | یا | | |
| | بقایا مالیت میت بعد وضع قرضہ وغیرہ | | |
| | میزان | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | میزان |

آخری التجا: اگر قرضہ ترکہ سے زائد ہو گیا تو بالغ اولاد ادائیگی کر سکے تو بہتر ورنہ قرض خواہوں سے معاف کرایا جائے۔

۱۴ حصہ ترکہ کے لیے اگر وصیت کرنا چاہے مع مالیت

| | | |
|------------------------|------|-------|
| غریب رشتہ دار غیر وارث | پیسہ | روپیہ |
| مساجد مدرسہ یا ادارہ | | |
| خدمت گار | | |
| فقراء و مساکین | | |

نوٹ: ادائیگی قرضہ اور اجراء وصیت کے بعد باقی ترکہ کسی عالم سے تقسیم کرا کر اپنے اپنے حصہ پر قبضہ کر لیں اور قانونی اندراجات بھی مکمل کر لیں۔

| | |
|--|---|
| نابالغ اولاد تعلیم و شادی کیلئے خصوصی ہر ایک کا حصہ ممتاز کر کے بچہ اگر سمجھ دار ہو تو اسی کا قبضہ معتبر ہے ورنہ ولی کا قبضہ کرادیں اور اس کی تفصیل میں لکھ دیں۔ | ضروری کاغذات کیا اور کہاں ہیں وصیت پر عمل کرانے والے کا نام |
|--|---|

| نمبر شمار | نام وارثان | خصوصی ہدایات و تاثرات |
|-----------|------------|-----------------------|
| | | |
| | | |

نامکمل کام

قابل اعتماد خاص دوست کا نام مع پتہ

| | | |
|--------------------------|-------------------------------|------------------------|
| بیوی رشو ہر خصوصی وصیتیں | آئندہ رشتہ لین دین کیلئے رائے | نصیحت کی کچھ اور باتیں |
|--------------------------|-------------------------------|------------------------|

نوٹ: تمام وصیت بعد الموت قابل عمل درآمد ہے اگر اس میں شریعت کے خلاف کچھ لکھا گیا ہو تو فتوے پر عمل کریں۔

العب

العب

العب

گواہ شد

گواہ شد

گواہ شد

اگر کچھ رجسٹری کرانا چاہیں تو اس خالی جگہ میں تفصیل لکھ کر رجسٹری کرالیں..... مہر رجسٹرار صاحب (ہر ذمہ دار مسلمان حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی فکر کرتا ہے تاکہ زندگی کے انتقال پر اس کے ذمہ کسی کے حقوق نہ رہیں اور اگر ہوں تو وہ بصورت وصیت درج ہوں۔ وصیت نامہ تحریر کرنے کے لیے یہ فارم دیا جا رہا ہے جیسے والد محترم حضرت الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہم نے بڑی محنت سے مرتب فرمایا تھا جس پر اکابرین کی طرف سے دعاؤں اور علماء کرام کی طرف سے

تصدیق ہوتی رہی۔ قارئین کی سہولت کے پیش نظر اس فارم کو مختصر انداز میں دیا جا رہا ہے جس کی فوٹو سٹیٹ لیکر آپ حسب ضرورت اس میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ فکر آخرت رکھنے والے قارئین کیلئے یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ (محاسن اسلام۔)

جہاد اور شہید کے احکام

اسلام میں شہادت فی سبیل اللہ کا مقام

سوال: اسلام میں جہاد اور شہادت کا کیا مرتبہ اور مقام ہے؟ ہمارے ہاں آج کل یہ عنوان موضوع بحث ہے، تفصیل سے آگاہ فرمادیں؟

جواب: اس عنوان پر نئی تحریر کے بجائے مناسب ہوگا کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کے اس مقالہ کا ترجمہ پیش کیا جائے جو راقم الحروف نے آج سے کئی سال قبل کیا تھا۔ حضرت بنوریؒ اواخر مارچ ۱۹۷۱ء میں مجمع الجوٹ الاسلامیہ مصر کی چھٹی کانفرنس میں شرکت کے لیے قاہرہ شریف لے گئے تھے۔ تقریباً تیس بتیس عنوانات میں سے مذکورہ بالا عنوان پر مقالہ لکھا اور پڑھا جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين.. ولا عدوان الا على الظالمين
والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وخاتم النبیین محمد وعلى آله
وصحبه وتابعيهم اجمعين.

اما بعد: حضرات! اسلام میں شہادت فی سبیل اللہ کو وہ مقام حاصل ہے کہ (نبوت و صدیقیت کے بعد) کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی اس کی گرد کو نہیں پاسکتا۔ اسلام کے مثالی دور میں اسلام اور مسلمانوں کو جو ترقی نصیب ہوئی وہ ان شہداء کی جاں نثاری و جانبازی کا فیض تھا جنہوں نے اللہ رب العزت کی خوشنودی اور کلمہ اسلام کی سر بلندی کے لیے اپنے خون سے اسلام کے سدا بہار چمن کو سیراب کیا۔ شہادت سے ایک ایسی پائیدار زندگی نصیب ہوتی ہے جس کا نقش دوام جریہ عالم پر ثبت رہتا ہے جسے صدیوں کا گرد و غبار بھی نہیں دھندلا سکتا اور جس کے نتائج و ثمرات انسانی معاشرے میں رہتی دنیا تک قائم و دائم رہتے ہیں۔ کتاب اللہ کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں شہادت اور شہید کے اس قدر فضائل بیان ہوئے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور

شک و شبہ کی ادنی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ
لَّهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُوْنَ اَوْ يَقْتُلُوْنَ وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي
التَّوْرَةِ وَالْانْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهِ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوا
بِيعْتَكُمْ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهِ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ (التوبہ)

ترجمہ: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض
میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں
اور قتل کیے جاتے ہیں اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے۔ توریت اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے
زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے؟ تم لوگ اپنی اس بیعت پر جس کا معاملہ تم نے ٹھہرایا ہے
خوشی مناؤ اور یہ ہی بڑی کامیابی ہے۔“

سبحان اللہ! شہادت اور جہاد کی اس سے بہتر ترغیب ہو سکتی ہے؟ اللہ رب العزت خود بنفس نفیس
بندوں کی جان و مال کا خریدار ہے جن کا وہ خود مالک و رزاق ہے اور اس کی قیمت کتنی اونچی اور کتنی
گراں رکھی گئی جنت۔ پھر فرمایا گیا کہ یہ سودا کچا نہیں کہ اس میں فسخ کا احتمال ہو بلکہ اتنا پکا اور قطعی ہے
کہ توریت و انجیل اور قرآن تمام آسمانی صحیفوں اور خدائی دستاویزوں میں یہ عہد و پیمان درج ہے اور
اس پر تمام انبیاء و رسل اور ان کی عظیم الشان اُمتوں کی گواہی ثبت ہے پھر اس مضمون کو مزید پختہ کرنے
کے لیے کہ خدائی وعدوں میں وعدہ خلافی کا کوئی احتمال نہیں فرمایا گیا ہے ”وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهِ مِنَ
اللّٰهِ“ یعنی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وعدہ اور عہد و پیمان کی لاج رکھنے والا کون ہو سکتا ہے؟ کیا مخلوق
میں کوئی ایسا ہے جو خالق کے ایفاء عہد کی ریس کر سکے؟ نہیں! ہرگز نہیں! مرتبہ شہادت کی بلندی اور
شہید کی فضیلت و منقبت کے سلسلہ میں قرآن مجید کی یہی ایک آیت کافی و وافی ہے۔ امام طبری، عبد
بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل
ہوئی تو لوگوں نے مسجد میں ”اللہ اکبر“ کا نعرہ لگایا اور ایک انصاری صحابی بول اٹھے: واہ واہ! کیسی عمدہ بیعت
اور کیسا سودمند سودا ہے۔ واللہ! ہم اسے کبھی فسخ نہیں کریں گے نہ فسخ ہونے دیں گے۔

نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَطْعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ

وَالصَّادِقِينَ وَالشَّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا. (النساء ۹۷)

ترجمہ: ”اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔“

اس آیت کریمہ میں راہ خدا کے جانباز شہیدوں کو انبیاء و صدیقین کے بعد تیسرا مرتبہ عطا کیا گیا ہے۔ نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ. (البقرہ ۱۹۷)
ترجمہ: ”اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیئے جائیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم کو احساس نہیں۔“ نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أحيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ
فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيُسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ
خَلْفِهِمْ أِنْ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ يُسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ
وَفَضْلٍ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ. (آل عمران ۱۷۷)

ترجمہ: ”اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں۔ اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر خوش ہوتے ہیں کہ ان پر کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔“ (ترجمہ حکیم الامت تھانوی)

ان دونوں آیتوں میں اعلان فرمایا گیا کہ شہداء کی موت کو عام انسانوں کی سی موت سمجھنا غلط ہے شہید مرتے نہیں بلکہ مر کر جیتے ہیں شہادت کے بعد انہیں ایک خاص نوعیت کی ”برزخی حیات“ سے مشرف کیا جاتا ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

یہ شہیدان راہ خدا بارگاہ الہی میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور اس کے صلے میں

حق جل شانہ کی طرف سے ان کی عزت و تکریم اور قدر و منزلت کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ ان کی روحوں کو سبز پرندوں کی شکل میں سواریاں عطا کی جاتی ہیں۔ عرش الہی سے معلق قندیلیں ان کی قرار گاہ پاتی ہیں اور انہیں اذن عام ہوتا ہے کہ جنت میں جہاں چاہیں جائیں، جہاں چاہیں سیر و تفریح کریں اور جنت کی جس نعمت سے چاہیں لطف اندوز ہوں۔ شہید اور شہادت کی فضیلت میں بڑی کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اس سمندر کے چند قطرے یہاں پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر ۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لولا ان اشق علی امتی، ما قعدت خلف سرية ولو ددت انی اقتل ثم احیی ثم اقتل احیی ثم اقتل. (اخرجه البخاری فی عدة ابواب من کتاب الایمان والجهاد وغیرھا فی حدیث طویل)

ترجمہ: ”اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میری امت کو مشقت لاحق ہوگی تو میں کسی مجاہد دستہ سے پیچھے نہ رہتا اور میری دلی آرزو یہ ہے کہ میں راہ خدا میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔“

غور فرمائیے! نبوت اور پھر ختم نبوت وہ بلند و بالا منصب ہے کہ عقل و فہم اور وہم و خیال کی پرواز بھی اس کی رفعت و بلندی کی حدود کو نہیں چھو سکتی اور یہ انسانی شرف و مجد کا وہ آخری نقطہ عروج اور غایت الغایات ہے جس سے اوپر کسی مرتبہ و منزلت کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا لیکن اللہ رے مرتبہ شہادت کی بلندی و برتری! کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مرتبہ شہادت کی تمنا رکھتے ہیں بلکہ بار بار دنیا میں تشریف لانے اور ہر بار محبوب حقیقی کی خاطر خاک و خون میں لوٹنے کی خواہش کرتے ہیں:

بنا کردند خوش رستمے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

صرف اسی ایک حدیث سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ مرتبہ شہادت کس قدر اعلیٰ و ارفع ہے۔

حدیث نمبر ۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

ما من احدید خل الجنة یحب ان یرجع الی الدنیا وله ما فی الارض

من شیئی الا الشہید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات

لما يرى من الكرامة. (اخرجه البخارى فى باب تمنى المجاهدان

يرجع الى الدنيا. ومسلم)

ترجمہ: ”کوئی شخص جو جنت میں داخل ہو جائے یہ نہیں چاہتا کہ وہ دنیا میں واپس جائے اور اسے زمین کی کوئی بڑی سے بڑی نعمت مل جائے البتہ شہید یہ تمنا ضرور رکھتا ہے کہ وہ دس مرتبہ دنیا میں جائے پھر راہ خدا میں شہید ہو جائے کیونکہ وہ شہادت پر ملنے والے انعامات اور نوازشوں کو دیکھتا ہے۔“
حدیث نمبر ۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میرا بعض دفعہ جہاد کے لیے اس وجہ سے نہیں جاتا کہ بعض (نادار اور) مخلص مسلمانوں کا جی اس بات پر راضی نہیں کہ (میں تو جہاد کے لیے جاؤں اور) وہ مجھ سے پیچھے بیٹھ جائیں (مگر ان کے پاس جہاد کے لیے سواری اور سامان نہیں) اور میرے پاس (بھی) سواری نہیں کہ ان کو جہاد کے لیے تیار کر سکوں۔ اگر یہ عذر نہ ہوتا تو اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے میں کسی مجاہد دستے سے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے جائے پیچھے نہ رہا کروں اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے میری تمنا یہ ہے کہ میں راہ خدا میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔“ (بخاری ومسلم)

حدیث نمبر ۴: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

واعلموا ان الجنة تحت ظلال السيوف (بخاری)

”جان لو! کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔“

حدیث نمبر ۵: حضرت مسروق تابعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی:

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتاً بل احياء عند ربهم يرزقون. الآية

ترجمہ: ”اور جو لوگ راہ خدا میں قتل کر دیئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے۔“

تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر دریافت کی تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ارواحهم فی جوف طیر خضر لها قنادیل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شاءت ثم تأوی الى تلك القنادیل فاطلع اليهم ربهم اطلاعةً فقال: هل تشتهون شيئاً قالوا: اى شىء نشتهى ونحن نسرح من الجنة حيث شئنا؟ ففعل ذالك بهم ثلاث مرات فلما راوا انهم لن يترکوا من ان یسألوا قالوا: یا رب! نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتى نقتل فی سبیلک فلما رأى ان ليس لهم حاجة ترکوا. (رواه مسلم)

ترجمہ: ”شہیدوں کی روہیں سبز پرندوں کے جوف میں سواری کرتی ہیں۔ ان کی قرار گاہ وہ قدیلیں ہیں جو عرش الہی سے آویزاں ہیں وہ جنت میں جہاں چاہیں سیر و تفریح کرتی ہیں پھر لوٹ کر انہی قدیلوں میں قرار پکڑتی ہیں۔ ایک بار ان کے پروردگار نے ان سے بالمشافہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم کسی چیز کی خواہش رکھتے ہو؟ عرض کیا: ساری جنت ہمارے لیے مباح کر دی گئی ہے ہم جہاں چاہیں آئیں جائیں اس کے بعد اب کیا خواہش باقی رہ سکتی ہے؟ حق تعالیٰ نے تین بار اصرار فرمایا (کہ اپنی کوئی چاہت تو ضرور بیان کرو جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی نہ کوئی خواہش عرض کرنا ہی پڑے گی تو عرض کیا: اے پروردگار! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روہیں ہمارے جسموں میں دوبارہ لوٹادی جائیں تاکہ ہم تیرے راستے میں ایک بار پھر جام شہادت نوش کریں اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ اب ان کی کوئی خواہش باقی نہیں چنانچہ جب یہ ظاہر ہو گیا تو ان کو چھوڑ دیا گیا۔“

حدیث نمبر ۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یکلم احد فی سبیل اللہ. واللہ اعلم بمن یکلم فی سبیلہ. الاجاء
يوم القيامة وجرحه يشعب دمًا اللون لون الدم والريح ريح
المسک. (رواه البخاری و مسلم)

ترجمہ: ”جو شخص بھی اللہ کی راہ میں زخمی ہو..... اور اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی

ہوتا ہے وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون کا فوارہ بہہ رہا ہوگا،
رنگ خون کا اور خوشبو کستوری کی۔“

حدیث نمبر ۷: حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللَّهِ سِتُّ خِصَالٍ يَغْفِرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ
وَيَجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَرْعِ الْأَكْبَرِ وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ
الْوَقَارِ الْيَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَيُزَوَّجُ ثَنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ
الْحُورِ الْعِينِ، وَيُشْفَعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقْرَبَاتِهِ. (رواه الترمذی وابن ماجہ
ومثله عند أحمد والطبرانی من حديث عبادة بن الصامت)

اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے لیے چھ انعام ہیں:

(۱) اول وہلہ میں اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔

(۲) (موت کے وقت) جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔

(۳) عذاب قبر سے محفوظ اور قیامت کے فزع اکبر سے مامون ہوتا ہے۔

(۴) اسکے سر پر ”وقار کا تاج“ رکھا جاتا ہے جس کا ایک نگینہ دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے۔

(۵) جنت کی بہتر حوروں سے اس کا بیاہ ہوتا ہے۔

(۶) اور اس کے ستر عزیزوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

الشَّهِيدُ لَا يَجِدُ الْمَ قَتْلَ كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ الْقُرْصَةَ.

(رواه الترمذی والنسائی والدارمی)

ترجمہ: ”شہید کو قتل کی اتنی تکلیف بھی نہیں ہوتی جتنی کہ تم میں سے کسی کو چوٹی کے کاٹنے

سے تکلیف ہوتی ہے۔“

حدیث نمبر ۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا وقف العباد للحساب جاء قوم واضعى سيوفهم على رقابهم تقطر
دماً. فازدحموا على باب الجنة فقليل من هؤلاء؟ قيل الشهداء كانوا
احياء مرزوقين. (روہ الطبرانی)

ترجمہ: ”جبکہ لوگ حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی گردن پر تلواریں
رکھے ہوئے آئیں گے جن سے خون ٹپک رہا ہوگا، یہ لوگ جنت کے دروازے پر جمع ہو جائیں گے
لوگ دریافت کریں گے کہ یہ کون لوگ ہیں (جن کا حساب کتاب بھی نہیں ہوا، سیدھے جنت میں
آگئے) انہیں بتایا جائے گا کہ یہ شہید ہیں جو زندہ تھے جنہیں رزق ملتا تھا۔“
حدیث نمبر ۱۰: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من نفس تموت لها عند الله خير يسرها ان ترجع الى الدنيا
الا الشهيد، فانه يسره ان يرجع الى الدنيا فيقتل مرة اخرى لما يرى
من فضل الشهادة. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ”جس شخص کے لیے اللہ کے ہاں خیر ہو جب وہ مرے تو کبھی دنیا میں واپس آنا پسند
نہیں کرتا، البتہ شہید اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کی بہترین خواہش یہ ہوتی ہے کہ اسے دنیا میں واپس
بھیجا جائے تاکہ وہ ایک بار پھر شہید ہو جائے اس لیے کہ وہ مرتبہ شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہے۔“
حدیث نمبر ۱۱: ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے:
”وہ کہتے ہیں کہ اپنے مال کی دیکھ بھال کے لیے میں غائب گیا، وہاں مجھے رات ہو گئی، میں
عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو شہید ہو گئے تھے) کی قبر کے پاس لیٹ گیا، میں نے
قبر سے ایسی قرأت سنی کہ اس سے اچھی قرأت کبھی نہیں سنی تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قاری عبداللہ
(شہید) تھے، تمہیں معلوم نہیں؟ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو قبض کر کے زبرد اور یا قوت کی قدیلوں
میں رکھتے ہیں اور انہیں جنت کے درمیان (عرش پر) آویزاں کر دیتے ہیں، رات کا وقت ہوتا ہے
تو ان کی روحوں ان کے اجسام میں واپس کر دی جاتی ہیں اور صبح ہوتی ہے تو پھر انہیں قدیلوں میں
آ جاتی ہیں۔“

یہ حدیث حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں ذکر کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات کے بعد بھی شہداء کے لیے طاعات کے درجات لکھے جاتے ہیں۔ حدیث نمبر ۱۲: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احد کے قریب سے نہر نکلوائی تو وہاں سے شہداء احد کو ہٹانے کی ضرورت ہوئی، ہم نے ان کو نکالا تو ان کے جسم بالکل تر و تازہ تھے۔ محمد بن عمرو کے اساتذہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (جو احد میں شہید ہوئے تھے) نکالا گیا تو ان کا ہاتھ زخم پر رکھا تھا وہاں سے ہٹایا گیا تو خون کا فوارہ پھوٹ نکلا، زخم پر ہاتھ دوبارہ رکھا گیا تو خون بند ہو گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں دیکھا تو ایسا لگتا تھا گویا سو رہے ہیں جس چادر میں ان کو کفن دیا گیا تھا وہ جوں کی توں تھی اور پاؤں پر جو گھاس رکھی گئی تھی وہ بھی بدستور اصل حالت میں تھی اس وقت ان کو شہید ہوئے چھیالیس سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اس واقعہ کو کھلی آنکھوں دیکھ لینے کے بعد اب کسی کو انکار کی گنجائش نہیں کہ شہداء کی قبریں جب کھودی جاتیں تو جو نہی تھوڑی سی مٹی گرتی اس سے کستوری کی خوشبو مہکتی تھی۔“

یہ واقعہ امام بیہقی نے متعدد سندوں سے اور ابن سعد نے ذکر کیا ہے جیسا کہ تفسیر مظہری میں نقل کیا ہے۔ مندرجہ بالا جواہر نبوت کا خلاصہ مندرجہ ذیل امور ہیں:

اول: شہادت ایسا اعلیٰ و ارفع مرتبہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی اس کی تمنا کرتے ہیں۔

دوم: مرنے والے کو اگر موت کے بعد عزت و کرامت اور راحت و سکون نصیب ہو تو دنیا میں واپس آنے کی خواہش ہرگز نہیں کرتا۔ البتہ شہید کے سامنے جب شہادت کے فضائل و انعامات کھلتے ہیں تو اسے خواہش ہوتی ہے کہ بار بار دنیا میں آئے اور جام شہادت نوش کرے۔

سوم: حق تعالیٰ شہید کو ایک خاص نوعیت کی ”برزخی حیات“ عطا فرماتے ہیں، شہداء کی ارواح کو جنت میں پرواز کی قدرت ہوتی ہے اور انہیں اذن عام ہے کہ جہاں چاہیں آئیں جائیں ان کے لیے کوئی روک ٹوک نہیں اور صبح و شام رزق سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

چہارم: حق تعالیٰ نے جس طرح ان کو ”برزخی حیات“ سے ممتاز فرمایا ہے اسی طرح ان کے اجسام بھی محفوظ رہتے ہیں۔ گویا ان کی ارواح کو جسمانی نوعیت اور ان کے اجسام کو روح کی خاصیت حاصل ہوتی ہے۔

پنجم: موت سے شہید کے اعمال ختم نہیں ہوتے نہ اس کی ترقی درجات میں فرق آتا ہے بلکہ موت کے بعد قیامت تک اس کے درجات برابر بلند ہوتے رہتے ہیں۔

ششم: حق تعالیٰ ارواح شہداء کو خصوصی مسکن عطا کرتے ہیں جو یا قوت و زبرد اور سونے کی قدیلوں کی شکل میں عرش اعظم سے آویزاں رہتے ہیں اور جنت میں چمکتے ستاروں کی طرح نظر آتے ہیں۔

بہت سے عارفین نے جن میں عارف باللہ حضرت شیخ شہید مظہر جان جاناںؒ بھی شامل ہیں۔ ذکر کیا ہے کہ شہید چونکہ اپنے نفس، اپنی جان اور اپنی شخصیت کی قربانی بارگاہ الوہیت میں پیش کرتا ہے اس لیے اس کی جزا اور صلہ میں اسے حق جل شانہ کی تجلی ذاتی سے سرفراز کیا جاتا ہے اور اس کے مقابلے میں کونین کی ہر نعمت ہیچ ہے۔ آپ کے مسائل ج ۸ ص ۳۵۶۔

حکومت کیخلاف ہنگاموں میں مرنے والے اور افغان چھاپہ مار کیا شہید ہیں؟

سوال: حکومت کے خلاف ہنگامے کرنے والے جب مر جاتے ہیں یا افغان چھاپہ مار مر جاتے ہیں یا ہندوستان کے مسلمان فوجی مارے جاتے ہیں یہ سب شہید ہیں یا نہیں؟ کیونکہ یہ جہاد کے طریقے سے نہیں لڑتے اور ہنگاموں میں مرنے والوں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے؟ اخبار میں لکھا جاتا ہے کہ شہداء کی نماز جنازہ ادا کی جا رہی ہے؟

جواب: افغان چھاپہ مار تو ایک کافر حکومت کے خلاف لڑتے ہیں ان کے شہید ہونے میں شبہ نہیں۔ ہندوستان کے مسلمان فوجی جب کسی مسلمان حکومت کے خلاف لڑیں ان کو شہید کہنا سمجھ میں نہیں آتا اور حکومت کے خلاف بلوؤں اور ہنگاموں میں مرنے والوں کی کئی قسمیں ہیں، بعض بے گناہ خود بلوایوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور بعض بے گناہ پولیس والوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور دنگا فساد کی پاداش میں مرتے ہیں اس لیے ان کے بارے میں کوئی قطعی حکم لگانا مشکل ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷۵ ج ۸)

کنیروں کا حکم

سوال: آپ کی توجہ اسلام کے ابتدائی دور میں کنیز لونڈی کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جیسا کہ سورۃ مومنون میں ارشاد خداوندی ہے جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا کنیزوں جو ان کی ملک ہوتی ہیں اسلام میں اب کنیز لونڈی رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اور خلفاء راشدین کے دور میں کنیز رکھنے کی اجازت تھی یا نہیں؟

جواب: اسلامی جہاد میں جو مرد اور عورتیں قید ہو کر آتی تھیں ان کو یا تو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جاتا تھا یا ان کا مسلمان قیدیوں سے متبادلہ کرایا جاتا تھا ان کو غلام اور باندیاں بنایا جاتا تھا۔ اس قسم کی کینریں یا باندیاں بشرط یہ کہ مسلمان ہو جائیں ان کو بغیر نکاح کے بیوی کے حقوق حاصل ہوتے تھے کیونکہ وہ اس شخص کی ملک ہوتی تھیں قرآن کریم میں و ما ملکت ایمانکم کے الفاظ سے انہیں غلام اور باندیوں کا ذکر ہے اب ایک عرصے سے جہاد نہیں اس لیے شرعی کینروں کا وجود نہیں آزاد عورتوں کو پکڑ کر فروخت کرنا جائز نہیں اور اس سے وہ باندیاں نہیں بن جاتیں! (آپ کے مسائل ص ۳۸۲ ج ۸)

کیا ہنگاموں میں مرنے والے شہید ہیں

سوال:- حیدر آباد اور کراچی میں فسادات اور ہنگاموں میں جو بے قصور ہلاک ہو رہے ہیں کیا ہم ان کو شہید کہہ سکتے ہیں؟ کہہ سکتے ہیں تو کیوں؟ اور نہیں کہہ سکتے تو کیوں؟ قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

جواب:- شہید کا دنیاوی حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہیں دیا جاتا اور نہ اس کے پہنے ہوئے کپڑے اتارے جاتے ہیں بلکہ بغیر غسل کے اس کے خون آلود کپڑوں سمیت اس کو کفن پہنا کر (نماز جنازہ کے بعد) دفن کر دیا جاتا ہے۔

شہادت کا یہ حکم اس شخص کے لئے جو: ۱۔ مسلمان ہو، ۲۔ عاقل ہو، ۳۔ بالغ ہو، ۴۔ وہ کافروں کے ہاتھوں سے مارا جائے یا میدان جنگ میں مرا ہوا پایا جائے اور اس کے بدن پر قتل کے نشانات ہوں یا ڈاکوؤں یا چوروں نے اس کو قتل کر دیا ہو یا وہ اپنی مدافعت کرتے ہوئے مارا جائے یا کسی مسلمان نے اس کو آلہ جارحہ کے ساتھ ظلماً قتل کیا ہو۔

۵۔ یہ شخص مندرجہ بالا صورتوں میں موقع پر ہلاک ہو گیا ہو اور اسے کچھ کھانے پینے کی یا علاج معالجے کی یا سونے کی یا وصیت کرنے کی مہلت نہ ملی ہو یا ہوش و حواس کی حالت میں اس پر نماز کا وقت نہ گزرا ہو۔

۶۔ اس پر پہلے سے غسل واجب نہ ہو۔

اگر کوئی مسلمان قتل ہو جائے مگر متذکرہ بالا پانچ شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل دیا جائے گا اور دنیوی احکام کے اعتبار سے شہید نہیں کہلائے گا۔ البتہ آخرت میں شہداء میں شمار ہوگا۔

اس دور میں شرعی لونڈیوں کا تصور

سوال: شرعی لونڈی کا تصور کیا ہے؟ کیا قرآن شریف میں بھی لونڈی کے بارے میں کچھ کہا گیا ہے؟ میں نے کہیں سنا ہے کہ قرآن پاک کا فرمان ہے کہ مسلمان چار بیویوں کے علاوہ ایک لونڈی رکھ سکتا ہے اور لونڈی سے بھی جسمانی خواہشات پوری کی جاسکتی ہیں؟ اگر زمانہ قدیم شرعی لونڈی رکھنا جائز تھا جیسا ہوتا رہا ہے تو اب یہ جائز کیوں نہیں ہے؟ پہلے وقتوں میں لونڈیاں کہاں سے اور کس طرح سے حاصل کی جاتی تھیں جہاں تک میں نے پڑھا اور سنا ہے زمانہ قدیم میں لونڈیوں کی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی اب یہ سلسلہ ناجائز کیوں ہے؟

جواب: جہاد کے دوران کافروں کے جو لوگ مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے ان کے بارے میں تین اختیار تھے ایک یہ کہ ان کو معاوضہ لے کر رہا کر دیں، دوسرا یہ کہ بلا معاوضہ رہا کر دیں، تیسرا یہ کہ ان کو غلام بنالیں۔ ایسی عورتیں اور مرد جن کو غلام بنالیا جاتا تھا ان کی خرید و فروخت بھی ہوتی تھی، ایسی عورتیں شرعی لونڈیاں کہلاتی تھیں اور اگر وہ کتابیہ ہوں یا بعد میں مسلمان ہو جائیں تو آقا کو ان سے جنسی تعلق رکھنا بھی جائز تھا اور نکاح کی ضرورت آقا کے لیے نہیں تھی چونکہ اب شرعی جہاد نہیں ہوتا اس لیے رفتہ رفتہ غلام اور باندیوں کا وجود ختم ہو گیا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۸۳ جلد ۸)

لونڈیوں پر پابندی حضرت عمرؓ نے لگائی تھی

سوال: لونڈی کا لکھنا صحیح ہے یا کہ نہیں اور اس کے ساتھ میاں بیوی والے تعلقات بغیر نکاح کے درست ہیں یا کہ نہیں؟ شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لونڈیوں پر پابندی لگائی تھی حالانکہ اس سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات حسنینؓ کے گھروں میں لونڈیاں ہوتی تھیں جو کہ جنگ کے بعد بطور مال غنیمت ملتی تھیں؟

جواب: شرعاً لونڈی سے مراد وہ عورت ہے جو کہ جہاد میں بطور مال غنیمت کے مجاہدین کے ہاتھ قید ہو جائے۔ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اس کے ساتھ جنسی تعلقات جائز ہیں۔ شیعہ جھوٹ بولتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لونڈیوں پر پابندی لگائی تھی بلکہ آپ غور فرمائیں تو شیعہ اصول کے مطابق نہ لونڈیوں کی اجازت ثابت ہوتی ہے نہ سیدوں کا نسب نامہ ثابت ہوتا ہے

کیونکہ جیسا کہ اوپر لکھا لوٹڈی وہ ہے جو جہاد سے حاصل ہو اور جہاد کسی مسلمان عادل خلیفہ کے ماتحت ہو سکتا ہے خلافت راشدہ کے دور کو شیعہ جن الفاظ سے یاد کرتے ہیں وہ آپ کو معلوم ہے۔ جب خلفائے ثلاثہ کی خلافت صحیح نہ ہوئی تو ان کے زمانہ میں ہونے والی جنگیں بھی شرعی جہاد نہیں ہوئیں اور وہ شرعی جہاد نہ تھا تو جو لوٹڈیاں آئیں تو ان سے تمتع شرعاً جائز نہ ہوا۔ سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرات حسنینؑ کے پاس شرعی لوٹڈیاں کہاں سے آگئی تھیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچ سالہ دور میں کوئی جہاد کافروں سے نہیں ہوا، لوٹڈیاں آئیں تمام سید جو حسن بانو کی نسل سے ہیں یہ نسب اس وقت صحیح تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ شرعی لوٹڈی ہوں اور شرعی تب ہو سکتی ہیں کہ جہاد شرعی ہو اور شرعی جہاد جب ہو سکتا ہے کہ حکومت شرعی ہو تو معلوم ہوا کہ شیعہ یا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت کو شرعی حکومت مانیں یا سیدوں کی ”صحت نسب“ سے انکار کر دیں۔ (آپ کے مسائل جلد ۸ ص ۳۸۳)

لوٹڈی غلام بنانے کی رسم کے متعلق

سوال: (۱) غلام لوٹڈی بنانے کا رواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد سے ہے یا پہلے ہی سے تھا؟ اس کی مختصر تاریخ

(۲) لوٹڈی اپنے مالک کے لیے بغیر نکاح کے بھی حلال ہے اگر ہے تو یہ کیوں اور اس میں کیا حکمت ہے؟

(۳) دور حاضر میں لوٹڈی رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) اگر کوئی مسلمان آدمی لوٹڈی رکھنا چاہے تو اس لوٹڈی کا مسلمان ہونا ضروری ہے یا

غیر مسلم کو بھی رکھ سکتا ہے؟

(۵) پہلے زمانے میں کس قدر لوٹڈی رکھتے تھے اور اس دور میں کس قدر رکھنے کی اجازت ہے؟

(۶) لوٹڈی کے لیے پردہ ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو کیا وجہ اور نہیں ہے تو کیا وجہ ہے؟

(۷) لوٹڈی کی اولاد آزاد ہے یا غلام؟

(۸) مالک کے مال میں لوٹڈی اور اس کی اولاد وارث ہے یا نہیں؟

جواب: غلام اور لوٹڈی کا رواج اسلام سے پہلے سے ہے۔ اکثر و بیشتر یہ جنگ کے نتیجہ میں

ہے یعنی دنیا میں جب سے جنگ و قتال کا آغاز ہوا ہے اس وقت سے اس رواج کی بنیاد پڑی ہے۔ یہ رواج تقریباً دنیا کی تمام اقوام و ممالک میں تھا۔ اولاً جب دشمن مقبوض ہوتے تو بے رحمی سے قتل کر دیئے جاتے تھے پھر اس میں کچھ اصلاح و دوستی ہو تو یہ طریقہ رائج ہوا کہ جو قیدی خطرناک ہوتے ان کو قتل کر دیا جاتا، کمزور قیدیوں، عورتوں اور بچوں کو قتل سے معاف رکھا جاتا مگر خدمت کے لیے ان کو غلام اور لونڈی بنالیا جاتا۔ اسلام نے اس قدیم اور مروجہ رسم کی مخالفت نہیں کی۔ اگر مخالفت کرتا تو بے سود ہوتا کیونکہ اس زمانے کی سیاسی اور معاشرتی حالت کے پیش نظر ایسا کرنا غیر مفید اور خلاف مصلحت تھا۔ بین الاقوامی روابط ایسے مضبوط نہ تھے کہ ایک ملک کا قانون دوسرے ملک پر اثر ڈالتا اس وقت غلامی کو اگر ایک حکم منسوخ کر دیا جاتا تو یقیناً ایسا ہوتا کہ دشمن اطمینان سے ہمارے قیدیوں کو غلام بناتے ان کو ذلیل کرتے اور اس سے مطمئن رہتے کہ ان کے ہم قوم قیدیوں کو بھی ہمارے ہاتھ سے یہ مصیبتیں پہنچ سکتی ہیں جہاں تک احترام انسانیت کا تعلق ہے اسلام نے اس جذبہ کی قدر کی اور ایسی صورتیں تجویز کر دیں جن کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ یہ رسم خود ختم ہو جائے۔ بایں ہمہ بہت سی خرابیاں اور غلط مفادات جو غلامی کے سلسلہ میں حاصل کیے جاسکتے تھے ان کو یک لخت ختم کر دیا۔ مثلاً:

(۱) لونڈیوں سے بدکاری کروا کر کماتے تھے تو قرآن نے کہا (ولا تکرہوا فتياتکم

علی البغاء) (سورہ نور)

یعنی تم اپنی لونڈیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو گھر کے کام کاج اور اپنی راحت کی خاطر غلام اور لونڈیوں کو نکاح کی اجازت نہیں دیتے تھے اس پر ارشاد خداوندی ہوا (انکحوا الایامی منکم الخ) تم اپنی بن بیاہی عورتوں اور اپنے نیک غلام و لونڈیوں کا نکاح کرادو۔ (نور)

(۲) پہلے لونڈی غلام کے ساتھ حیوانوں جیسا برتاؤ کیا جاتا تھا لیکن اسلام نے تعلیم دی کہ یہ تمہارے بھائی بہن ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ تلے (اور تمہارے تابع) کر دیا ہے اس سے بھائی چارہ کا رشتہ ختم نہیں ہوتا وہ بدستور باقی رہتا ہے۔ لہذا تم پر لازم ہے کہ مساوات برتو یہاں تک کہ کھانے اور پہننے میں بھی مساوات رکھو جو تم کھاؤ وہی ان کو کھاؤ۔ جیسا لباس تم پہنو ویسا ہی ان کو پہناؤ ان سے ان کی استطاعت کے مطابق خدمت لو اور کوئی ایسا کام سپرد کرو جو ان کی

طاقت سے باہر ہو اور سخت ہو تو ان کی مدد کرو اور فرمایا کہ جو کوئی اپنے غلام سے سختی کا معاملہ کرے تو وہ جنت میں نہیں جائے گا اور فرمایا کہ جو اپنے غلام کو بلا قصور مار پیٹ کرے یا طمانچہ مار دے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔

(۳) ایک شخص نے سوال کیا کہ میں اپنے غلام کی خطا پر کتنی بار درگزر کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا۔ تیسری یا چوتھی مرتبہ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ روزانہ ستر مرتبہ معاف کرتا رہ۔ مطلب یہ کہ سزا دینے سے بچو وفات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت یہ تھی کہ نماز کی پابندی کرو اور غلام باندی کے ساتھ اچھا سلوک کرو اس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام کے قصور پر اس کو گوشمالی کی پھر نادام ہوئے اور توبہ کر کے غلام سے کہا کہ تو میری گوشمالی کر اس نے انکار کیا، بالآخر آپ کے اصرار پر گوشمالی کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا زور سے اور فرمایا میں قیامت کے دن کی سزا سے ڈر رہا ہوں ایسے واقعات بہت ہیں جن کا نقل کرنا دشوار ہے۔

(۴) اسلام نے (فک رقبة) غلام لونڈی کی گردن چھڑانے اور آزاد کرنے کو موجب اجر عظیم قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو خدائے پاک اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اس کے تمام اعضاء کو جہنم کی آگ سے نجات دے گا۔ حتیٰ کہ شرم گاہ کے بدلہ میں شرم گاہ کو غیر مسلم غلام لونڈی آزاد کرنے کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے اور ہدایت دی ہے کہ جو کوئی اپنی لونڈی کو ادب سکھائے یعنی اچھی تربیت کرے اور حسن اخلاق کی تعلیم دے اور سدھارے پھر اس کو آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لے تو اس کے لیے دو گنا اجر و ثواب ہے اس طرح کے ارشادات اور احکام بہت ہیں ان کا یہ اثر ہوا کہ ہزاروں کی تعداد میں غلام لونڈی آزاد ہونے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات الشریف تریسٹھ ۶۳ غلام لونڈی آزادی کیے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے تریسٹھ ۶۳ آزاد کیے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے تیس ہزار آزاد کیے، حضرت حکیم بن حزام نے سو آزاد کیے۔ حضرت عباس نے ستر۰ آزاد کیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعہ کو ایک آزاد کرتے اور مزید فرماتے کہ جو غلام خشوع و خضوع سے نماز پڑھے گا

اس کو آزاد کر دوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہتر ۶۹ آزاد کیے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک ہزار آزاد کیے۔ حضرت ذوالکلاع حمیریؓ نے ایک ہی روز میں آٹھ ہزار آزاد کیے۔ (الرق فی الاسلام ج ۱ صفحہ ۱۳۱) (سلسلہ ندوۃ المصنفین دہلی)

(۵) ان اصول ارشادات کے علاوہ جزئیات اور تفصیلی احکام میں بہت سی صورتیں ایسی ہیں کہ غلام خود بخود آزاد ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ:

(۲) غلام کسی ایسے شخص کی ملک میں آ گیا جو اس کا قریبی رشتہ دار (ذی رحم محرم تھا) مثلاً بھائی، باپ، چچا، ماں یا لڑکے کی ملک میں آ گیا۔

(۲) کوئی حربی کافر مسلمان غلام کو دارالاسلام سے خرید کر دارالحرب میں لے گیا تو یہ غلام وہاں پہنچتے ہی آزاد ہو جائے گا۔

(۳) مالک سے جس لونڈی کا بچہ پیدا ہوا تو مالک کی وفات کے بعد وہ لونڈی آزاد ہے۔

(۴) چند صورتیں ایسی ہیں جہاں قانونی یا اخلاقی مطالبہ ہوتا ہے کہ غلام آزاد کیا جائے۔ مثلاً

(۱) قتل خطا کے کفارہ میں غلام آزاد کیا جائے۔

(۲) کفارہ ظہار میں

(۳) کفارہ قسم

(۴) کفارہ صوم میں غلام آزاد کیا جائے۔

(۵) اپنے غلام کو طمانچہ مارے تو اس کا کفارہ غلام آزاد کرنا ٹھہرایا۔

(۶) سورج گرہن میں غلام آزاد کرے۔

(۷) چاند گرہن میں غلام آزاد کرے۔

(۸) ایصال ثواب کے لیے آزاد کرے۔

اسی طرح قدم قدم غلام لونڈی آزاد کرنے کی ترغیب و تاکید فرمائی اور رسم غلامی ختم کرنے کی کوشش کی۔

فرمان فاروقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اپنے دور خلافت میں چند فرمان جاری کیے جن کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ بیشمار غلام آزاد ہو گئے

بلکہ بنیادی طور پر آزادی کی چند صورتیں سامنے آئیں۔ مثلاً فرمان جاری کیا گیا:

(۱) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مرتد قبائل کے لوگ لونڈی غلام بنائے گئے ہیں۔ ان سب کو آزاد کیا جائے۔

(۲) یہ اصول قائم کر دیا کہ اہل عرب کبھی کسی کے غلام نہیں بنائے جاسکتے۔ ان کا قول ہے کہ (لایسترق عربی) یعنی عرب کا کوئی آدمی غلام نہیں بنایا جاسکتا۔ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۷۸ بحوالہ فتوح البلدان صفحہ ۳۱۶)

(۳) نہ ذمی کو غلام بنا سکتے ہیں۔

(۴) زمانہ جاہلیت میں جو غلام بنائے گئے ہیں پھر انہوں نے اسلامی دور بھی دیکھا ہے تو وہ اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہو جائیں۔ مالک (راضی ہو یا ناراض) (الرق فی الاسلام فتح الباری نہایت وغیرہ) مسلمانوں پر ہر معاملہ کا شرعی حکم جاننا ضروری ہے اس کی حکمت و مصلحت معلوم کرنا ضروری نہیں اور حکمت معلوم کرنا ہر کس و نا کس کا کام بھی نہیں ہے۔ لہذا ہر معاملہ میں حکمت کے درپے ہونا غلط ہے اور حکمت کے جاننے پر عمل موقوف رکھنا بغاوت ہے اور اس کے عدم ادراک پر اس کو خلاف حکمت و مصلحت ماننا گمراہی ہے اگر کسی معاملہ کی حکمت سمجھ میں نہ آئے تو اپنی فہم کا قصور سمجھے کہ شرعی حکم خلاف حکمت نہیں ہوتا۔ اپنی فہم کا قصور ہوتا ہے کہ ایک بار بارش برسی تو ایک بزرگ نے کہا اے اللہ کیسے موقعہ کی بارش برسائی، غیب سے آواز آئی کہ بتاؤ ہم نے بے موقعہ کب برسائی ہے۔ بزرگ نے یہ آواز سنی انہیں احساس ہوا کہ بارگاہ خداوندی کی شان میں گستاخی سرزد ہوئی ہے وہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ غرض کہ شرعی حکم مصلحت سے خالی نہیں ہوتا، لونڈی بغیر نکاح کے اپنے مالک کے لیے حلال ہے اس میں بھی بڑی مصلحت و حکمت ہے۔ ہم کیا سمجھ سکتے ہیں ہمارے لیے قرآن مجید نے فیصلہ فرمایا ہے: ”رما اوتیتم من العلم الا قليلاً“ (یعنی تم کو بہت تھوڑا دیا گیا ہے) (سورہ بنی اسرائیل)

اگر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام لونڈیوں کی حلت کے لیے نکاح لازم فرماتے تو خود لونڈیوں کو بڑی دشواری پیش آتی تو قرآن مجید میں ہے کہ خداوند کریم تمہارے لیے سہل اور آسانی کا ارادہ فرماتے ہیں اور تمہیں دشواری اور مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ یرید اللہ بکم الایہ (بقرہ) یاد رہے کہ شریعت میں مالک کے لیے لونڈی کی حلت کا حکم کسی خراب منشاء و برے مقصد کے لیے نہیں بلکہ وہ سراسر معاشی و تہذیبی مصلحت اور لونڈیوں کی خیر خواہی ہے۔

لوٹڈی کے لیے نکاح کی حاجت اس لیے نہیں کہ شریعت نے لوٹڈی کی ملکیت کو جواز و طہی کے لیے نکاح کا قائم مقام بنا دیا ہے جس طرح ایجاب و قبول سے نکاح کا انعقاد اور ملک بضعہ کا حاصل ہو جانا یعنی حق تمتع (منکوحہ سے طہی کا حق) محض اعتبار شرعی ہے۔ اسی طرح لوٹڈی کے ملک میں آجانے سے حق تمتع کا حاصل ہونا بھی شرعی اعتبار ہے تو اس کے جواز میں شرعاً و عقلاً کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

یہ واضح کر دینا بھی مناسب ہے کہ اعتبار کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ مثلاً بکریوں وغیرہ حیوانات اور پرندوں کے حلال ہونے کے لیے ذبح کرنا (بسم اللہ اکبر کہہ کر کاٹنا) شرط اور ضروری ہے۔ بغیر ذبح کے حلال نہیں ہو سکتے۔ برخلاف مچھلی کے کہ اس کی حلت کے لیے ذبح شرط نہیں ہے ذبح کے بغیر بھی کھا سکتے ہیں۔ مچھلی کا قبضہ میں آ جانا اور اس کا مالک ہونا ہی اس کے ذبح کے قائم مقام ہے حالانکہ دونوں قسموں کے حیوانات جاندار ہیں لیکن ایک کے لیے ذبح شرط ہے دوسرے کے لیے شرط نہیں تو آزاد عورت کی حلت کے لیے نکاح شرط ہوا اور لوٹڈی کی حلت کے لیے شرط نہ ہوا اور اس کی ملکیت کو قائم مقام نکاح سمجھا جائے تو اس میں کیا خلاف عقل ہے۔ اب یہ بات کہ مملوکہ لوٹڈی نکاح کے بغیر کیوں حلال ہے؟ یہاں ایجاب و قبول اور نکاح کی قید کیوں نہیں تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کی ضرورت ہی نہیں۔

یعنی نکاح میں ایجاب و قبول اس لیے ہوتا ہے کہ ایک خاص طرح کا فائدہ جس کا آپ کو حق نہیں ہے شرعاً آپ کو اس کا حق حاصل ہو جائے۔ یہاں جب خریداری اور ملکیت کے باعث آپ پوری باندی اور اس کے جملہ حقوق کے مالک ہو گئے تو اس فائدہ کے بھی مالک ہو گئے جو نکاح کے ذریعہ حاصل ہوا کرتا ہے اب نکاح تحصیل حاصل (حاصل شدہ چیز کو حاصل کرنا) اور قطعاً فضول ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نکاح کے سلسلہ میں ارشادِ بانی ہے: (ان تبتغوا باموالکم) یعنی خواتین کی حرمت کا لحاظ کرتے ہوئے کلامِ الہی نے یہ شرط قرار دیا ہے کہ کچھ مال پیش کیا جائے جس کو مہر کہا جاتا ہے اب اگر باندی کا نکاح کسی غیر شخص سے کیا جائے تو یہ مال (مہر) باندی کا مالک لے گا لیکن اگر باندی کا نکاح خود مالک سے ہو تو سوال یہ ہے کہ مال یعنی مہر کون دے گا اور

کون لے گا۔ باندی جب تک باندی ہے حق ملکیت سے محروم ہے وہ کسی چیز کی مالک نہیں ہو سکتی اس کے پاس جو کچھ ہے وہ مالک کا ہے اب کیا مالک سے لے کر مالک کو دے دے اور مالک خود ہی مطالبہ کرنے والا بھی ہو اور خود ہی ادا کرنے والا بھی یہ ایک مذاق ہے۔ شرعی حکم اور قانون نہیں بن سکتا اس میں اور بھی دقتیں ہیں جس بناء پر نکاح کی قید خلاف حکمت تھی۔

مثلاً یہ کہ جب یہ باندی آزاد آدمی کی کفو نہیں ہے تو اس کو شوہر میسر آنا مشکل ہوگا جس کا اثر یہ ہو سکتا ہے کہ جنسی آوارگی پیدا ہو جس کو کتاب اللہ میں فاحشہ اور فحشاء فرمایا گیا ہے جو عند اللہ غیر محبوب اور بدترین خصلت ہے۔ پس شریعت نے یہ صورت تجویز فرمائی جو اگرچہ فی الحال نکاح کی صورت نہیں رکھتی مگر نتیجہ کے لحاظ سے نکاح کی شان پیدا کر دیتی ہے کیونکہ باندی سے بچہ پیدا ہونے کے بعد مالک کی ملکیت ناقص ہو جاتی ہے یعنی اس کو فروخت کرنا جائز نہیں رہتا وہ اس کے یہاں بچوں کی ماں گھر کی گھر ستن اور اپنے مالک کی بیوی کی طرح رہے گی اور مالک کے انتقال کے بعد آزاد ہو جائے گی وارثوں کو نہیں دی جاسکتی نہ فروخت کی جاسکتی ہے۔

موجودہ زمانے میں لونڈیاں ملنی دشوار ہیں شرعی باندیوں کے لیے جو شرائط ہیں وہ اس زمانہ میں ملنی مشکل ہیں۔ لہذا لونڈی نہیں رکھ سکتے اگر کسی جگہ لونڈی کا رواج ہو تو شرعی تحقیق کے بغیر معتبر نہیں اور نکاح کے بغیر اس کے ساتھ صحبت جائز نہیں۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

ولا سيما السرارى اللاتى يوزخذن غنيمه فى زماننا للتيقن بعد مه قسمة الغنيمه فبقى فيهن حق اصحاب الخمس وابقية الغانمين. (شاميه ج ۲ صفحہ ۳۹۶)

(یعنی ہمارے زمانے میں جو لونڈیاں بطور غنیمت حاصل کی جاتی ہیں وہ شرعی لونڈیاں نہیں ہیں) اور ان کے ساتھ صحبت جائز نہیں کیونکہ اس کا یقین ہے کہ مال غنیمت کی جس طرح تقسیم ہونی چاہیے وہ پس جو مستحق ہیں (یعنی اصحاب خمس اور باقی مجاہدین) ان کے حقوق رہ جاتے ہیں (تو کسی باندی پر بھی پوری طرح جائز ملک ثابت نہیں ہوتی) شرعی لونڈیاں اور ہیں جو جنگ اور جہاد میں گرفتار کر کے مال غنیمت میں شامل کر لی گئی ہوں اور امیر یعنی خلیفۃ المسلمین یا اس کے نائب نے ان

کو دارالحرب سے اپنے اسلامی علاقہ (دارالاسلام) میں لا کر قاعدہ شریعت کے مطابق تقسیم کیا ہو دارالاسلام میں لانے اور امیر کی تقسیم سے پہلے لونڈی کسی کے لیے حلال نہیں۔ حتیٰ کہ امام نے یا لشکر نے اعلان کر دیا ہو کہ جس کے قبضہ میں لونڈی آئے وہ اس کی ہے تب بھی دارالاسلام میں لائے بغیر قبضہ کرنے والے غازی و مجاہد کے لیے حلال نہیں۔ اس زمانے میں یہ قوانین کہاں ہیں۔ اسلامی قانون جہاد کے بموجب قاعدہ یہ ہے کہ دشمن سے جو مال بطور غنیمت حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ بیت المال کے لیے علیحدہ کر لیا جائے جو ضرورت مند فقراء، مسکینوں مثلاً یتامی اور بیواؤں کو دیا جائے باقی چار حصے غازیوں اور مجاہدوں میں تقسیم کیے جائیں۔ جب تک مال غنیمت اپنے ملک یعنی دارالاسلام میں نہ آجائے اس وقت تک تقسیم درست نہیں اور جب تک تقسیم نہ ہو اور مشترک مال ہے اس میں سب کا حق ہے۔ البتہ جب امیر تقسیم کرے گا تو جو جس کے حصہ میں آئے گی وہ اس کے لیے حلال ہوگی جس طرح لڑکی کا ولی جس سے لڑکی کا نکاح کر دے اس کے لیے وہ حلال ہو جائے اس سے پہلے نہیں اسی طرح امیر باندی کا ولی ہے جس کو مالک بنادے اس کے لیے وہ بچند شرائط حلال ہو جاتی ہے پھر اس مالک کو حق ہوتا ہے کہ وہ کسی کو بیچ دے یا بطور عطیہ دے کر مالک بنادے تو اس کے لیے وہ حلال ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کوئی لونڈی وراثت میں منتقل ہوتی رہی ہے تو آج بھی شرعی باندی ہے اور اس کا مالک اس کو رکھ سکتا ہے اس کے لیے حلال ہے مگر ایسی باندی اس زمانہ میں کہاں ہے۔ بظاہر اسی باندی کا اس زمانے میں کم از کم ہندوستان میں وجود نہیں ہے۔ باندی کسی بھی مذہب کی کسی بھی نسل کی ہو مملوک بن سکتی ہے لیکن مجامعت صرف اسی سے جائز ہو سکتی ہے جو مسلمان یا اہل کتاب (عیسائی) (یا یہودی) ہو مشرک یعنی بت پرستی لونڈی سے مجامعت جائز نہیں ہے؟

شرعی لونڈی حسب طاقت و حسب حیثیت جتنی بھی چاہے رکھ سکتا ہے کوئی تعداد معین نہیں ہے لیکن باندیوں کے لیے جو قواعد ہیں وہ بہت نازک ہیں انہیں پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً جس لونڈی سے وطی کر لی اس کے قریبی رشتہ دار (مثلاً بہن، خالہ، پھوپھی، بھانجی، بھتیجی وغیرہ) سے وطی کرنا جائز نہیں رہی۔ اگرچہ اس کی ملکیت میں کیوں نہ ہو جیسے کہ نکاح کی صورت میں ناجائز ہے یہاں بھی ناجائز ہے؟

لونڈیوں کے لیے آزاد عورتوں کی طرح سخت پردے کا حکم نہیں ہے کیونکہ اس کے ذمہ اپنے آقا کی خدمت ضروری ہے خانگی و بیرونی کام کرنے ہوتے ہیں اس وجہ سے پردہ کے معاملہ میں شریعت نے لونڈی کو آزاد عورتوں کی طرح مکلف نہیں بنایا ہے؟

لونڈی کی جو اولاد آقا سے پیدا ہو وہ آزاد شمار کی جائے گی۔ (الجوہرۃ النيرة ج ۲ ص ۱۸۸)
مالک کے مال میں لونڈی وارث نہیں ہاں مالک کی اولاد (جو اس باندی کے پیٹ سے ہو) وارث ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

تبلیغ اور جہاد

سوال: ایک صاحب کا کہنا ہے کہ تبلیغ والے جہاد نہیں کرتے، میں نے ان سے کہا کہ وہ جہاد سے منع بھی نہیں کرتے اور دین کے مختلف شعبے ہیں۔ انہوں نے تبلیغ کو اختیار کیا ہے تو اس پر وہ کہنے لگے کہ پورے دین پر چلنا چاہیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت بھی کی ہے جبکہ تبلیغی جماعت کے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ تم لوگ جہاد نہیں کرتے ہو، جہاد اور جنگ میں فرق ہوتا ہے۔ آنجناب سے جواب کی درخواست ہے کہ فرمائیں کس کا موقف صحیح ہے؟
جواب: میں آپ کی بات سے متفق ہوں۔ آپ کے مسائل ج ۸ ص ۳۸۰۔

الحمد للہ جلد ۹ ختم ہوئی